فقہِ حنفی کی عالِم بنانے والی کتاب

بہارِ شریعت

تخریج شدہ

جلد اوّل (1)
حصہ 1 تا 3
(الف)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

نام کتاب : بہارِ شریعت (مکمل چھ جلدیں)

مصنف : صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

ترتیب، تسہیل و تخریج : **مجلس المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ تخریج)

طباعتِ اوّل : ۲۵ جمادی الاخری ۱۴۲۹ھ، مطابق 30 جون 2008ء

طباعتِ پنجم : جمادی الاخری ۱۴۳۳ھ، مطابق مئی 2012ء تعداد 10000

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ محلہ سوداگران

پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- **کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی — فون: 021-32203311
- **لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ — فون: 042-37311679
- **سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار — فون: 041-2632625
- **کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور — فون: 058274-37212
- **حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن — فون: 022-2620122
- **ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ — فون: 061-4511192
- **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال — فون: 044-2550767
- **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ — فون: 051-5553765
- **خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ — فون: 068-5571686
- **نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB — فون: 0244-4362145
- **سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ — فون: 071-5619195
- **گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ — فون: 055-4225653
- **پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''عالم بنانے والی کتاب'' کے 17 حروف کی نسبت سے ''بہارشریعت'' کو پڑھنے کی 17 نیّتیں

از: شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ. ترجمہ: ''مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ (۲) جتنی اچھی نیّتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

- اِخلاص کے ساتھ مسائل سیکھ کر رضائے الٰہی عزّوجلّ کا حقدار بنوں گا۔
- حتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور
- قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔
- اِس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا۔
- اپنا وضو، غسل، نماز وغیرہ دُرست کروں گا۔
- جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ (پ۱۴، النحل: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں'' پرعمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔
- (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈرلائن کروں گا۔
- (ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔
- جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا۔
- زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا۔
- جو نہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا۔
- جو علم میں برابر ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔
- یہ پڑھ کر عُلمائے حقّہ سے نہیں اُلجھوں گا۔
- دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔
- (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔
- اس کتاب کے مُطالعہ کا ثواب ساری امّت کو ایصال کروں گا۔
- کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

طالبِ غمِ مدینہ و بقیع و مغفرت و بے حساب جنّت الفردوس میں آقا کا پڑوس

۶ ربیع الغوث ۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری رضوی** ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "**دعوتِ اسلامی**" نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس "**المدینۃ العلمیۃ**" بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب

(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

"**المدینۃ العلمیۃ**" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسعْ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل "**دعوتِ اسلامی**" کی تمام مجالس بَشُمُول "**المدینۃ العلمیۃ**" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے

قرآن مجید میں ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا (پ۱، البقرۃ:۳۱) ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اپنی مایہ ناز تفسیر ''تفسیر کبیر'' میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محوِ گفتگو تھے کہ آپ پر وحی آئی کہ اس صحابی کی زندگی کی ایک ساعت (یعنی گھنٹہ بھر زندگی) باقی رہ گئی ہے۔ یہ وقت عصر کا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے جب یہ بات اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تو انہوں نے مضطرب ہو کر التجاء کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جو اس وقت میرے لئے سب سے بہتر ہو۔'' تو آپ نے فرمایا: ''علمِ دین سیکھنے میں مشغول ہو جاؤ۔'' چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے اور مغرب سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اگر علم سے افضل کوئی شے ہوتی تو رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اسی کا حکم ارشاد فرماتے۔ (تفسیر کبیر، ج۱، ص ٤١٠)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم کی روشنی سے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نجات ملتی ہے۔ جو خوش نصیب مسلمان علمِ دین سیکھتا ہے اس پر رحمتِ خداوندی کی چھما چھم برسات ہوتی ہے۔ جو شخص علمِ دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر، اور علماء انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث و جانشین ہیں۔

علم سیکھنا فرض ہے

حضرت سیّدُنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں: ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے۔''
(شعب الإيمان، باب في طلب العلم، الحديث: ١٦٦٥، ج٢، ص ٢٥٤)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے، (یہاں) علم سے بقدرِ ضرورت شرعی مسائل مُراد ہیں لہٰذا روزے نماز کے مسائلِ ضروریہ سیکھنا ہر **مسلمان** پر فرض، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر **عورت** پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج کو جانے والے پر عین **فرض** ہیں لیکن دین کا پورا **عالم** بننا فرضِ کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج۱، ص۲۰۲)

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا ایک مکتوب

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد** الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ''**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** افسوس! آج کل صرف وصرف دنیاوی عُلوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رُجحان ہے۔ علمِ دین کی طرف بہُت ہی کم مَیلان ہے۔ **حدیثِ پاک** میں ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. یعنی علم کا طَلَب کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے (سنن ابن ماجه ج ۱ ص ۱۴۶ حديث ۲۲۴) اِس **حدیثِ پاک** کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن نے جو کچھ فرمایا، اس کا آسان لفظوں میں مختصر اُخلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سب میں اولین واہم ترین فرض یہ ہے کہ **بُنیادی عقائد** کا علم حاصل کرے۔ جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار ومخالفت سے **کافر یا گمراہ** ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد مسائلِ **نَماز** یعنی اِس کے فرائض وشرائط ومُفسِدات (یعنی نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نَماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب **رَمَضَانُ الْمُبَارَك** کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، مالِکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے تو **زکوٰۃ** کے مسائل، صاحبِ اِستِطاعت ہو تو مسائلِ **حج**، **نِکاح** کرنا چاہے تو اِس کے ضَروری مسائل، **تاجر** ہو تو خرید و فروخت کے مسائل، **مُزارِع** یعنی کاشتکار (وزمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، **ملازِم** بننے اور ملازِم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس (یعنی اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے) **ہر مسلمان عاقِل وبالغ مرد وعورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے**۔ اسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ **حلال وحرام** بھی سیکھنا **فرض** ہے۔ نیز **مسائلِ قلب** (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قَلْبِیہ (باطنی فرائض) مَثَلاً **عاجِزی واِخلاص** اور **توکُّل** وغیرہا اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور **باطِنی گناہ** مَثَلاً **تکبُّر**، **ریاکاری**، **حَسَد** وغیرہا اور ان کا **عِلاج** سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۲۳، ۶۲۴)

حصولِ علم کے ذرائع

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین کے حصول کے لئے متعدد ذرائع ہیں مثلاً (۱) کسی دار العلوم یا جامعہ کے شعبۂ درسِ نظامی میں داخلہ لے کر باقاعدہ طور پر علم دین حاصل کرنا، (۲) علمائے کرام کی صحبت اختیار کرنا، (۳) دینی کتب کا مطالعہ کرنا، (۴) علمائے کرام مثلاً امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کے بیانات اور مدنی مذاکروں کی کیسٹیں سننا، (۵) راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے ہمراہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں کا مسافر بننا وغیرھا۔ ہم ان میں سے جتنے زیادہ ذرائع اپنائیں گے ان شاء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسی قدر ہمارے علم میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

عالِم بنانے والی کتاب

اس وقت عالِم بنانے والی کتاب **بہارِ شریعت** (جلد اوّل) آپ کے پیشِ نظر ہے جو **صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تصنیفِ لطیف ہے۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے، جسے فقہ حنفی کا **انسائیکلو پیڈیا** کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس میں کہیں تو **ایمان واعتقاد** کو مستحکم کرنے کے اصول بتائے جا رہے ہیں اور کہیں بد مذہبوں کے **مذموم اثرات** سے عوام کے شجرِ ایمان کو بچانے کے لیے پیش بندیاں کی جارہی ہیں، کبھی **فرائض وواجبات** کی اہمیت دلوں میں راسخ کی جارہی ہے تو کبھی **سنن وآداب** اور **مستحبات** کو اپنانے کی شفقت آمیز تلقین ہورہی ہے، کہیں مسلمانوں کی زبوں حالی کے **اسباب** کا تذکرہ ہے تو کہیں بدعات کا **قلع قمع** کیا جارہا ہے۔ یقیناً **صدرالشریعہ** علیہ رحمۃ ربّ الوری نے بہارِ شریعت تالیف کر کے فقہِ حنفی کو عام فہم اردو زبان میں منتقل کر کے اردو دان طبقے پر **احسانِ عظیم** فرمایا۔

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی تاکید

شیخ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے تمام متعلقین ومریدین کو تمام بہارِ شریعت بالعموم اور اس کے مخصوص حصے پڑھنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے **''مَدَنی انعامات''**[1] میں 70واں اور 72واں مَدَنی انعام یہ بھی عطا کیا؛ (70) کیا آپ نے اس سال کم از کم ایک مرتبہ **بہارِ شریعت** حصہ 9 سے مرتد کا بیان، حصہ 2 سے نجاستوں کا بیان اور کپڑے پاک کرنے کا طریقہ، حصہ 16 سے خرید وفروخت کا بیان، والدین کے حقوق کا بیان (اگر شادی شدہ ہیں تو) حصہ 7 سے محرمات کا بیان اور حقوق الزوجین حصہ 8 سے بچوں کی پرورش کا بیان، طلاق کا بیان، ظہار کا بیان اور طلاق کنایہ کا بیان پڑھ یا سن لیا؟ (72) کیا آپ نے بہارِ شریعت یا رسائل عطاریہ حصہ اوّل سے پڑھ یا سن کر اپنے **وضو، غسل اور نماز** درست کر کے کسی سنی عالم یا ذمہ دار مبلغ کو سنا دیئے ہیں؟

---

[1] : مسلمانوں کی دنیا وآخرت بہتر بنانے کیلئے سوالنامے کی صورت میں امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے اسلامی بھائیوں کیلئے 72، اسلامی بہنوں کیلئے 63، دینی طلبہ کیلئے 92 اور دینی طالبات کیلئے 83 جبکہ مَدَنی مُنّوں اور مُنّیوں کیلئے 40 مَدَنی انعامات پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں دیئے ہوئے سوالات کے جوابات لکھنے کی عادت بنانا، اصلاحِ عقائد واعمال کا بہترین ذریعہ ہے۔ مدنی انعامات کا رسالہ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل کیا جاسکتا ہے

بہارِ شریعت اور المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی نے اپنی عظیم الشان تصنیف **''بہارِ شریعت''** ۱۳۶۲ھ میں مکمل کی اور تادمِ تحریر (۱۴۲۹ھ) 66 سال کے عرصے میں ''بہارِ شریعت'' پاک و ہند میں غالباً درجنوں بار طبع ہوئی اور لاکھوں کی تعداد میں لوگوں تک پہنچی۔ فی الوقت بھی متعدد ناشرین اسے شائع کر رہے ہیں، ہر ایک نے اس کتاب کو بہتر سے بہتر انداز میں شائع کرنے کی اپنی سی کوشش کی اور انہیں اس میں کامیابی بھی ہوئی لیکن بعض ناشرین کی ناتجربہ کاری اور بے احتیاطی کے باعث یہ کتاب کتابت کی غلطیوں سے محفوظ نہ رہ سکی اور بعض مقامات پر تو جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بھی لکھ دیا گیا نیز کسی ایڈیشن میں دو چار مسئلے رہ جانا گویا ناشر کے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی، مسائل تو ایک طرف رہے، آیاتِ قرآنیہ تک میں اغلاطِ کتابت نظر آئیں۔ **مفتی جلال الدین امجدی** علیہ رحمۃ اللہ القوی ''فتاوٰی فیض الرسول'' جلد 1 صفحہ 476 (مطبوعہ دہلی) میں بہارِ شریعت کی طباعت میں پائی جانے والی اغلاط کے بارے میں لکھتے ہیں: ''مجھ کو صرف پہلے تین حصوں میں چھوٹی بڑی 626 غلطیاں ملی ہیں۔'' ایسے حالات میں ''بہارِ شریعت'' کے ایسے نسخے کی **ضرورت** شدت سے محسوس کی جارہی تھی جس میں **کتابت** کی غلطیاں نہ ہونے کے برابر ہوں، مشکل الفاظ کے **معنی** درج ہوں، مشکل جملوں کی **تسہیل** کی گئی ہو، آیات واحادیث اور فقہی مسائل کے **مکمل حوالہ** جات ہوں، پیچیدہ مقامات پر **حواشی** ہوں، **علامات ترقیم** کا اہتمام ہو، الغرض ہر وہ **چیز** ہو جو کتاب کے حسن اور افادے میں **اضافہ** کرے۔ اسی **ضرورت** کے تحت تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** کی مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** نے شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا **محمد الیاس قادری** رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی خواہش پر بہارِ شریعت کو تخریج وتسہیل وحواشی کے ساتھ پوری آن بان سے شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور 2003ء مطابق ۱۴۲۴ھ میں اس کام کا آغاز کر دیا گیا۔ یہ کام عظیم ترین ہونے کے ساتھ ساتھ مشکل ترین بھی تھا اس کی دُشواریوں کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو اس راہِ پُر پیچ پر سفر کر چکا ہو۔

بہارِ شریعت کی پہلی جلد

اب تک **''بہارِ شریعت''** کے 1 تا 6 اور سولہواں حصہ **مع تخریج وتسہیل** **''مکتبۃ المدینہ''** سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ اب **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ، ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی اور دیگر اسلامی بھائیوں کے پُرزور اصرار پر پہلے **6** حصوں کو یکجا **''جلد اول''** کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اس جلد میں **عقائد، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج** وغیرہ کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ طباعتِ اوّل میں جو معمولی **خامیاں** رہ گئی تھیں بحمد اللہ تعالیٰ حتی الامکان انہیں دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی شفقت

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی درخواست پر **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود مَدَنی مٹھاس سے تربتر اندازِ تحریر میں 21 صفحات پر مشتمل **''تذکرۂ صدرالشریعہ''** لکھ کر عطا فرمایا جسے **بہارِ شریعت** کی پہلی جلد میں شامل کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابتدائی 6 حصوں کی اہمیت

بہارِشریعت کے ابتدائی چھ حصوں کے متعلق صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس میں روزمرہ کے عام مسائل ہیں۔ ان چھ حصوں کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے تاکہ عقائد، طہارت، نماز، زکوٰۃ اور حج کے فقہی مسائل عام فہم سلیس اردو زبان میں پڑھ کر جائز وناجائز کی تفصیل معلوم کی جائے۔''

بہارِشریعت پر کام کا طریقہ کار

بہارِشریعت پر **دعوتِ اسلامی** کے علمی وتحقیقی ادارے **المدینۃ العلمیۃ** نے **جس انداز** سے کام کیا اس کی **تفصیل** مُلاحظہ کیجئے؛

کام کرنے والوں کا اِنتِخاب: اس کام لئے ابتدائی طور پر **جامعۃ المدینہ** (دعوتِ اسلامی) کے فارغ التحصیل 3 ذہین **مَدَنی علماء** دامت فیوضھم کو منتخب کیا گیا جن کی تعداد بعد میں 12 تک بھی پہنچی، ان میں وہ علماء بھی شامل ہیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کے عربی حاشئے **جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار** پر بھی کام کیا ہے۔ اِن سب کا ذمہ دار اُن **مَدَنی عالم دین** دام ظلہ المبین کو بنایا گیا جو حوالہ جات کی تخریج، مقابلہ، پروف ریڈنگ وغیرہ میں قابلِ قدر **مہارت وتجربہ** رکھتے ہیں۔ اس کے بعد مشاورت کا پورا نظام ترتیب دیا گیا (یہ بھی دعوتِ اسلامی کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے) جس میں کام کے اسلوب، اس میں پیش آنے والی رکاوٹوں کے حل، کتب کی دستیابی اور حواشی وغیرہ کے حوالے سے مشورے ہوتے ہیں۔ اِس مشاورت کے نگران (جو دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رُکن بھی ہیں) کی کاوشیں بھی لائقِ تحسین ہیں، جنہوں نے بھرپور دلچسپی لے کر بہارِشریعت کے اس کام کو بہتر سے بہتر انداز میں کرنے کی کوشش فرمائی۔ **بہارِشریعت** پر اس طرز سے کام کرنے میں جہاں مَدَنی علماء دامت برکاتہم العالیہ کی توانائیاں خرچ ہوئیں وہیں کُتب، کمپیوٹرز اور تنخواہوں کی مدّ میں دعوتِ اسلامی کا زرِ کثیر بھی خرچ ہوا۔

کتابت: سب سے پہلے بہارِشریعت کی مکمل کتابت (کمپوزنگ) کروائی گئی۔ مصنف علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسم الخط کو حتی

الامکان برقرار رکھنے کوشش کی گئی ہے، صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲ پر بہارِ شریعت میں آنے والے مختلف الفاظ کے قدیم وجدید رسم الخط کو آمنے سامنے لکھ دیا گیا ہے۔ جہاں پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' اور **اللہ** عزوجل کے نام کے ساتھ ''عزوجل'' لکھا ہوا نہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں (عزوجل)، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر حدیث و مسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور عوام وخواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پر نمبر لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ آیاتِ قرآنیہ کو منقش بریکٹ ﴿ ﴾، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted Commas '' '' سے واضح کیا گیا ہے۔

مقابلہ: مقابلے کے لئے ان مکاتب کے 9 نسخے حاصل کئے گئے ﴿مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی، ضیاء القرآن مرکز الاولیاء لاہور، شمع بک ایجنسی مرکز الاولیاء لاہور، مکتبہ اعلیٰ حضرت مرکز الاولیاء لاہور، مکتبہ اسلامیہ مرکز الاولیاء لاہور، جمیز ایڈیشن مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی، غلام علی اینڈ سنز مرکز الاولیاء لاہور، المجمع المصباحی مبارکپور ہند، شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور﴾ جن میں سے بعض کے حصول کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے متعدد علماء اور اداروں سے بذریعہ ای میل وفون بار بار رابطہ کیا گیا۔ پھر ان تمام نسخوں کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار بنا کر مدَنی علماء سے **مقابلہ** کروایا گیا، جو درحقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا عکس ہے لیکن صرف اسی پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ دیگر شائع کردہ نسخوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

تخریج: بہارِ شریعت کے پہلے حصے میں حوالہ جات درج نہیں، جبکہ دوسرے حصے میں صرف احادیث اور بقیہ حصوں میں احادیث وفقہی مسائل کے مصادر درج تھے مگر وہ صرف کتابوں کے نام کی حد تک تھے، جلد وصفحہ نمبر وغیرہ درج نہ تھا۔ جس کی وجہ سے بہارِ شریعت میں درج احادیث وفقہی مسائل کے اصل ماٰخذ تک پہنچنے کے لئے علماء کرام ومفتیانِ عظام دامت فیوضھم کا کافی وقت صرف ہو جاتا تھا۔ چنانچہ آیاتِ قرانی، احادیثِ مبارکہ اور فقہی مسائل کے **مکمل حوالہ جات** 'کتاب، جلد، باب، فصل اور صفحہ نمبر کی قید کے ساتھ تلاش کئے گئے اور انہیں حاشیے میں درج کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے اب درسِ نظامی کے ابتدائی درجات کا طالب علم بھی ان مسائل کو عربی کتب میں بآسانی تلاش کر سکتا ہے۔ حوالہ جات کے لئے فردِ واحد پر تکیہ نہیں کیا گیا بلکہ ان کی صحت یقینی بنانے کے لئے یہ طریقہ کار اپنایا گیا کہ ایک مدَنی اسلامی بھائی نے تخریج کی تو دوسرے مدَنی اسلامی بھائی سے اس کے لکھے ہوئے حوالہ جات کی تفتیش کروائی گئی، پھر کمپوزنگ کے بعد ان حوالہ جات کو بہارِ شریعت کے حاشئے میں لکھنے کے بعد بھی مقابلہ کروایا گیا، اگرچہ اس طریقہ کار کی وجہ سے کافی وقت صرف ہوا لیکن غلطی کا امکان کم سے کم رہ گیا۔ الحمد للہ عزوجل! 2 سال کے قلیل عرصے میں بہارِ شریعت کے 20 حصوں کی تخریج مکمل کر لی گئی ہے۔ چونکہ کتابوں کے نام بار بار استعمال ہوتے تھے لہذا

ہر کتاب کا مطبوعہ حوالے میں درج کرنے کے بجائے آخر میں **مأخذ و مراجع** کی فہرست مصنفین و مؤلفین کے ناموں، ان کی سنِ وفات، مطابع اور سن طباعت کے ساتھ ذکر کردی گئی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی و اعراب: پڑھنے والوں کی آسانی کے لئے کتاب کے شروع میں حروف تہجی کے اعتبار سے حلِ لغت کی ایک فہرست کا اہتمام کیا گیا ہے جسے تیار کرنے کے لئے لغت کی مختلف کتب کا سہارا لیا گیا ہے اور اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اگر لفظ کا تعلق براہِ راست قرآن پاک سے تھا تو اس کو مختلف تفاسیر کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی گئی، براہِ راست حدیث پاک کے ساتھ تعلق ہونے کی صورت میں حتی الامکان احادیث کی شروحات کو مدنظر رکھا گیا اور فقہ کے ساتھ تعلق کی بنا پر حتی المقدور فقہ کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ چند مقامات پر عبارت کی تسہیل (یعنی آسانی) کے لئے مشکل الفاظ کے معانی حاشیے میں لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ صحیح مسئلہ ذہن نشین ہوجائے اور کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو علماء کرام دامت فیوضھم سے **رابطہ** کیجئے۔

اِصطلاحات کی وضاحت: اس جلد میں جہاں جہاں فقہی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، ان کو ایک جگہ اکٹھا بیان کردیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ اگر اس اصطلاح کی وضاحت مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اسی جگہ یا بہارِ شریعت میں کسی دوسرے مقام پر کی ہو تو اسی کو حتی المقدور آسان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے اور اگر کسی اصطلاح کی تعریف بہارِ شریعت میں نہیں ملی تو دوسری معتبر کتابوں سے عام فہم اور باحوالہ اصطلاحات ذکر کردی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں بہارِ شریعت کی پہلی جلد میں جو مشکل اعلام (مختلف چیزوں کے نام) مذکور ہیں لغت کی مختلف کتب سے تلاش کر کے ان کو بھی آسان انداز میں حصوں کے مطابق اصطلاحات کے آخر میں ذکر کردیا گیا ہے۔

پروف ریڈنگ: اس جلد کو آپ تک پہنچانے سے پہلے کم از کم 4 مرتبہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔

حواشی: صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی کے حواشی کو کتاب کے آخر میں دینے کے بجائے متعلقہ صفحہ ہی پر نقل کردیا اور حسبِ سابق ۱۲ منہ بھی لکھ دیا ہے۔ اکابر مفتیان کرام اور علمائے کرام سے مشورے کے بعد اس جلد میں صفحہ نمبر **351, 352, 379, 550, 553, 615, 626, 644, 657, 687, 728, 741, 833, 931, 934, 979, 1044, 1045, 1056, 1149, 1175** مسائل کی تصحیح، ترجیح، توضیح اور تطبیق کی غرض سے المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی طرف سے بھی حاشیہ دیا گیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں؛

﴿1﴾ بہارِ شریعت حصہ **3** صفحہ **550** پر ہے: مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا مستحب ہے۔

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''فتاویٰ فیض الرسول''، جلد 1، صفحہ 351 پر فرماتے ہیں: کہ ''تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اور بے شک بہار شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیہ کا حوالہ ہے، حالانکہ غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۹۳ میں ہے **التعوذ یستحب مرۃ واحدۃ ما لم یفصل بعمل دنیوی.** (یعنی ایک مرتبہ تعوذ پڑھنا مستحب ہے جب تک اس تلاوت میں کوئی دنیاوی کام حائل نہ ہو۔) تو معلوم ہوا کہ بہار شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں کی وجہ سے غلط چھپ گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔'' اسی وجہ سے ہم نے ''مستحب'' کر دیا ہے۔

﴿2﴾ بہار شریعت حصہ **4** صفحہ **728** پر ہے: سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (ردالمحتار)

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے: اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: سجدہ واجِب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضَروری ہے لیکن بعض عُلَمائے مُتَاَخِّرِین کے نزدیک وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادّہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجِب ہو جاتا ہے لہٰذا احتیاط یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں سجدۂ تلاوت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۸، ص ۲۲۳۔۲۳۳ مُلَخَّصاً)

﴿3﴾ بہار شریعت حصہ **6** صفحہ **1175** پر ہے: طواف فرض کُل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض و نفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دَم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہو تو واپس آکر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہو مگر بارھویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کر لیا تو جرمانہ ساقط اور **بارھویں کے بعد کیا تو دَم لازم، بدنہ ساقط۔** لہٰذا اگر طواف فرض بارھویں کے بعد کیا ہے تو دم ساقط نہ ہوگا کہ بارھویں تو گزر گئی اور اگر طواف فرض بے وضو کیا تھا تو اعادہ مستحب پھر اعادہ سے دَم ساقط ہوگیا اگرچہ بارھویں کے بعد کیا ہو۔ (جوہرہ، عالمگیری)

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے: بہار شریعت کے نسخوں میں اس جگہ ''دم'' کے بجائے **''بَدَنہ''** لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے کیونکہ **''طواف فرض بارھویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا''** ایسا ہی فتاوی عالمگیری میں ہے، اسی وجہ سے ہم نے لفظ ''دم'' کر دیا ہے۔ لہٰذا جن کے پاس بہار شریعت کے دیگر نسخے ہیں ان کو چاہیے کہ لفظ ''بدنہ'' کو قلم زد کر کے اس جگہ پر لفظ ''دم'' لکھ لیں۔

﴿4﴾ بہار شریعت حصہ **3** صفحہ **615** پر ہے: سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (درمختار، ردالمحتار)

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے: یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہو۔

بہارِ شریعت حصہ اوّل کے حواشی کا انداز

بہارِ شریعت کا پہلا حصہ جو کہ عقائد کے بیان پر مشتمل ہے اور الحمدللہ عزوجل اہلسنّت کے عقائد قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اس لئے پہلے حصے پر جو حواشی دیئے گئے ان کا انداز کچھ یوں ہے:

①......کسی بھی عقیدہ یا مسئلہ پر دلائل ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے آیت قرآنی کو بطور دلیل پیش کیا گیا۔

②......اس کے بعد حدیث کی مستند کتب صحاح ستہ میں سے کسی کتاب سے کوئی حدیث ذکر کی گئی ہے اور ان میں نہ ملنے کی صورت میں اور دوسری کُتُبِ حدیث کی طرف رُجوع کیا گیا۔

③......پھر اس حدیث پاک پر محدثین کرام کی بیان کردہ شروحات میں سے کوئی شرح جو عقیدہ کے موافق ہو بیان کی جاتی ہے۔

④......اس کے بعد عقائد کی مستند کتب ''فقہ اکبر''، ''شرح فقہ اکبر''، ''مواقف''، ''شرح مواقف''، ''شرح مقاصد''، ''شرح عقائد نسفیہ'' اور المعتقد المنتقد وغیرہا سے موافقِ عقیدہ نص بیان کی جاتی ہے۔

⑤......اسی طرح جہاں کہیں ضمناً سیرت وتاریخ کے حوالے سے کوئی بات ذکر کی گئی ہو تو وہاں کتب سیرت وتاریخ سے مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

⑥......اسی طرح فقہی مسائل کے بیان میں کتب فقہیہ سے مسئلہ کی تفصیل بیان کردی گئی ہے جس میں شروحات اور فتاوی بھی شامل ہیں۔

⑦......اور پھر آخر میں عقائد ومسائل کے بیان میں مزید وضاحت کے لیے ''فتاوی رضویہ'' شریف سے تخاریج اور اقتباسات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔

کتابوں کے اصل صفحات کے عکس: ''ایمان وکفر'' کی بحث کے دوران صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے بدمذہبوں کے عقائد مذمومہ انہیں کی کتابوں سے بیان کیے ہیں تاکہ سنی مسلمان بھائی اپنے عقائد کا تحفظ کرسکیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدمذہبوں نے نئی چال چلنا شروع کردی کہ جو بُرے اور باطل عقائد ان کے اکابرین نے بیان کیے تھے قطع وبُرید کے ساتھ بلکہ بعض تو ہوشیاری اور چالاکی سے ان بُری اور قبیح باتوں کو محو و حذف کر کے نئے انداز میں چھاپنے لگے جس کا مقصد بھی مسلمانوں کو دھوکہ دینا تھا، الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ مختلف علماء کرام دامت فیوضہم نے بیان وتقریر، کتب ورسائل الغرض جس طرح ممکن ہوا، بدمذہبوں کی سازشوں سے سنی مسلمانوں کو خبردار رکھا۔ ہم نے بدمذہبوں کی اصل عبارتیں کمپیوٹر کے ذریعے اسکین (scan) کر کے لگادی ہیں تاکہ مسلمان اِن بدمذہبوں کے دامِ فریب میں نہ آسکیں۔

علمائے کرام دامت فیوضہم کی طرف سے حوصلہ افزائی

جب بہارِ شریعت کے 7 حصے (پہلے 6 اور 16 واں) الگ الگ شائع ہو کر یکے بعد دیگرے علمائے کرام ومفتیانِ عِظام دامت فیوضھم تک پہنچے تو انہوں نے ہمارے کام کو بہت سراہا، اپنے **تأثرات** کا بذریعہ مکتوب بھی اظہار کیا اور مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ علمائے کرام ومفتیانِ عِظام دام ظلھم کی جانب سے ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی کو بھیجے جانے والے مکتوبات سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں؛

شیخ الحدیث مفتی محمد ابراھیم قادری مدظلہ العالی (جامعہ رضویہ سکھر)

فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا **بہارِ شریعت** جو حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کا گرانقدر **علمی** کارنامہ اور انکی زندہ کرامت ہے، ماشاء اللّٰہ **"المدینۃ العلمیۃ"** کی جانب سے اس پر **تخریجی وتحقیقی** کام بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے۔ اس فقیر نے **بہارِ شریعت** جلد شانز دہم (16) پر **حاشیہ نگاری** کام کو بہ نظر غائر دیکھا، **بحمدہ تعالٰی** اسے انتہائی **مفید، جامع، نافع** پایا۔ **بہارِ شریعت** میں اگر کہیں بعض مسائل پر اجمالاً گفتگو ہوئی تو حاشیہ میں اسے مفصلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ یونہی حاشیہ میں کتاب بعض مسامحات کی نشاندہی کی گئی ہے پھر اصل مسائل کو واضح کر کے فتاوی رضویہ کی تائیدی عبارات کے ذریعہ حاشیہ کو مزین کیا گیا ہے۔ میں المدینۃ العلمیۃ کے اصحاب علم ورفقاء کار کو اس شاندار کام پر **ھدیہ تبریک** پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا مفتی گل احمد عتیقی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ امیر روڈ بلال گنج عقب دربار حضرت داتا لاہور)

السلام علیکم خیر وعافیت مزاج عالی! آپ نے **بہارِ شریعت** اور **جد الممتار** پر جو **تحقیقی کارنامہ** سرانجام دیا ہے میں سوچتا ہوں کہ یہ **خواب** ہے یا خواب کی **تعبیر** ہے، **خوشی** اور مسرت سے بار بار آپ کے ارسال کردہ گرامی نامہ کو پڑھتا ہوں اور پھر گاہے **بہارِ شریعت** کے کسی حصے کو اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیتا ہوں اور گاہے **جد الممتار** کا کسی نہ کسی جگہ سے مطالعہ شروع کر دیتا ہوں۔ **دعوتِ اسلامی** کی فعال قیادت اور ان کے رفقاء نے درپیش حالات کے نبض پر ہاتھ رکھ کر حالات کے مطابق جن جن چیزوں کی ضرورت تھی ان پر منظم اور ٹھوس طریقے سے کام شروع کر دیا ہے۔ میرے پاس ایسے **الفاظ نہیں** جن سے آپ کو آپکے رفقاء کو اور آپ کی قیادت اور آپ کے محرکین کو **خراجِ تحسین** پیش کر سکوں۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان **مفتی عبد القیوم ہزاروی** رحمہ اللہ تعالٰی کے عظیم کارنامے تخریج **فتاوٰی رضویہ** کے بعد **بہارِ شریعت کی**

تخریج کا کام امیر اہلسنّت محسن اہلسنّت فخر ملت پیر طریقت حضرت علامہ **مولانا محمد الیاس قادری** رضوی امیر وبانی دعوت اسلامی کا عظیم اور منفرد **کارنامہ** ہے اللہ تعالی موصوف کا سایہ اہلسنّت پر تا قیامت رکھے تاکہ آپکی کوششوں اور اخلاص کی بدولت مسلک اہلسنّت پھلتا پھولتا رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنّت کوخصوصا امیر اہلسنّت اوران کے خدام کومسلک اہلسنت کی مزید خدمت کرنے کے توفیق عطاء فرمائے۔ **امین یا رب العالمین بوسیلة سید المرسلین** صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد العلیم سیالوی مدظلہ العالی (جامعہ نعیمیہ لاہور)

بہارشریعت کی تخریج ایک بہت بڑی کاوشِ علمی ہے، جو مسائل کی پختگی کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ علماء کے لئے کسی بھی کتب مأخذ سے تلاش کرنے کا باعث بنے گی اور ادارہ ''المدینۃ العلمیۃ'' کے لئے دعاؤں کا باعث ہوگی۔

مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مصطفے نوری قادری مدظلہ العالی
(مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال)

بہارشریعت تخریج شدہ کی صورت زیباں میں موصول ہوا جو میرے وسعت قلبی وانشراح صدور آنکھوں کی ٹھنڈک کا وسیلہ بنا۔ آپ کی **تخریج** نے **بہارشریعت کو چار چاند لگا دیے** کہ میرے جیسے کم علم کے لیے بھی اس سے فائدہ اٹھانا بہت **آسان** ہوگیا ہے۔ **تخریج** کا کام کوئی اتنا **آسان نہیں** بلکہ بہت ہی مشکل اور **پیچیدہ کام** ہے مگر جب اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نظر عنایت ہوجائے۔ آپ نے اور آپ کے رفقائے معاونین حضرات گرامی قدر نے فقہ حنفی کی وہ بے **مثال خدمت** کی ہے۔ جس کی جتنی بھی **تعریف** کرسکیں کم ہے کہ اہل نظر کی بصر وبصیرت دونوں ہی اس سے روشن ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ یہ ایک بیش بہا **نعمت** ہے، عظیم **کارِ خیر** ہے۔ جس کا اجر آپ کو اللہ عزوجل عطا فرمائے گا۔ خدا وحدہ لاشریک اس قافلہ پاسبان مسلک رضا کو امیر اہلسنّت حضرت علامہ **مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری** رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی زیر قیادت جاری وساری رکھے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم الامین و آلہ العظیم واصحابہ الکریم الجلیل اجمعین**

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی (مرکزی مجلس رضا مرکز الاولیاء لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ نے **بہارشریعت** کا سولھواں حصہ مرتبہ معہ تخریج کی دوجلدیں عنایت فرمائی ہیں، شکریہ قبول فرمایئے۔ **عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ** کی طرف سے ایسی کتابوں کی **اشاعت** نہایت ہی **اہم کام** ہے۔ اگرچہ **بہارشریعت** کی

اشاعت **مختلف** انداز میں بڑی تیزی سے ہورہی ہے مگر آپ نے **حواشی** اور **تخریج** کے ساتھ اسکی قدر و قیمت کو **بڑھا** دیا ہے ، قارئین کو مسائل کے جاننے میں **آسانی** ہوگی اور جو لوگ **حوالے** کی تلاش میں رہتے ہیں انہیں **راہنمائی** ملے گی۔ مزید برآں حضرت ابو بلال امیر دعوت اسلامی **علامہ محمد الیاس قادری** عطار قبلہ کی زیرِ نگرانی جو **علمی** اور **تصنیفی** کام ہورہا ہے اس کے **دُور رس اثرات** مرتب ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہمت دے اور کام جاری رہے۔ والسلام

شماریاتی جائزہ: بہارِ شریعت کی اس جلد میں 221 آیاتِ قرانیہ، 1062 احادیثِ مبارکہ، 3431 فقہی مسائل اور 144 عقائد شامل ہیں۔

اَلحَمدُلِلّٰہ عزّوَجلّ اس کتاب پر شعبہ تخریج (المدینۃ العلمیہ) کے 8 اسلامی بھائیوں نے کام کرنے کی سعادت حاصل کی بالخصوص **محمد آصف خان عطاری مدنی**، ابو سائل ندیم اشرف عطاری مدنی، ابو محمد محمد یونس علی عطاری مدنی، ابنِ حبیب محمد عنایت اللہ گولڑوی عطاری نے خوب کوشش کی۔

مَدَنی گزارش

اِن تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں **دعوی کمال** نہیں لہٰذا ہمارے کام میں جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے **صدر الشریعہ** علیہ رحمۃ ربّ الورٰی کے **قلم** کا کمال ہے، اور ہمارے پیر و مُرشد امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطّار قادری** دامت برکاتھم العالیہ کا فیض ہے اور جہاں **خامی** ہو وہاں ہماری غیر ارادی **کوتاہی** کو دخل ہے۔ اسلامی بھائیوں بالخصوص علمائے کرام دامت فیوضھم سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ جہاں جہاں ضرورت محسوس کریں بذریعہ مکتوب یا ای میل ہماری رہنمائی فرمائیں۔ **اللہ** تعالیٰ **دعوتِ اسلامی** کے **تحقیقی** و اشاعتی ادارے "المدینۃ العلمیۃ" کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں **اپنی اصلاح** کے لئے **شیخ طریقت** امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ **مدنی انعامات پر عمل** کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور **ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش** کے لئے **3** دن، **12** دن، **30** دن اور **12** ماہ کے لئے عاشقانِ رسول کے سفر کرنے والے **مدنی قافلوں** کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول **مجلس "المدینۃ العلمیۃ"** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

E.mail:ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

تذکرۂ صدرُ الشّریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی

(از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ)

شیطان لاکھ سُستی دلائے چند اَوراق پر مشتمل "تذکرۂ صدرالشّریعہ" مکمَّل پڑھ لیجئے ان شاءَ اللہ عزوجل آپ کا دل سینے میں جھوم اُٹھے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

رسولِ اکرم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم، نبیِّ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا **اللہ** تعالٰی اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت **شُہَداء** کے ساتھ رکھے گا۔ (مَجْمَعُ الزَّوَائِد ج۱۰ ص۲۵۳ حدیث ۱۷۲۹۸ دار الفکر بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

سگِ مدینہ کے بچپن کی ایک دُھندلی یاد

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** کے قیام سے بہت پہلے میرے عہدِ طُفُولیت (یعنی بچپن یا لڑکپن) کا واقعہ ہے۔ جب ہم بابُ المدینہ کے اندر گوگلی، اولڈ ٹاؤن میں رہائش پذیر تھے، محلّے میں بادامی مسجِد تھی جو کہ کافی آباد تھی، پیش امام صاحب بہُت پیارے عالم تھے، روزانہ نَمازِ عشاء کے بعد نَماز کے دو ایک مسائل بیان فرمایا کرتے تھے (کاش! ہر امامِ مسجِد روزانہ کم از کم کسی ایک نَماز کے بعد اسی طرح کیا کرے) جس سے کافی سیکھنے کو ملتا تھا۔ ایک دن میں اپنے بڑے بھائی جان (مرحوم) کے ساتھ غالِباً نَمازِ ظہر اِسی بادامی مسجِد میں ادا کر کے باہَر نکلا تھا، پیشِ امام صاحِب فارِغ ہو کر مسجِد کے باہَر تشریف لاچکے تھے۔ کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا ہوگا اِس پر انہوں نے کسی کو حکم فرمایا: **بہارِ شریعت** لے آؤ۔ چُنانچِہ ایک کتاب ان کے ہاتھوں میں دی گئی اُس پر جلی حُروف سے **بہارِ شریعت** لکھا تھا، سرِ وَرَق پر سورج کی کرنوں کے مُشابہ خوبصورت دھاریاں بنی ہوئی تھیں، امام صاحِب نے وَرَق گردانی شروع کی، مجھے اُس وَقت خاص پڑھنا تو آتا نہیں تھا۔ جگہ جگہ جلی جلی حُروف میں لفظِ

مسئلہ لکھا تھا، چُونکہ مسائل سُن کر بہُت سُکون ملتا تھا اِس لئے میرے منہ میں پانی آرہا تھا کہ کاش! یہ کتاب مجھے حاصل ہو جاتی! لیکن نہ میں نے مذہبی کتابوں کی کوئی دکان دیکھی تھی نہ ہی یہ شُعُور تھا کہ یہ کتاب خریدی بھی جاسکتی ہے، خیر اگر مُول ملتی بھی تو میں کہاں سے خریدتا! اتنے پیسے کس کے پاس ہوتے تھے! بَہَر حال **بہارِ شریعت** مجھے یاد رہ گئی اور آخِر کار وہ دن بھی آ ہی گیا کہ **اللّٰہُ** رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے میں **بہارِ شریعت** خریدنے کے قابل ہوگیا۔ اُن دنوں مکمّل **بہارِ شریعت** (دو جلدوں میں) کا ہدِیّہ پاکستانی 32 روپیہ تھا جبکہ بِغیر جلد کی 28 روپیہ۔ چُنانچِہ میں نے مکمّل **بہارِ شریعت** (غیر مُجلّد) 28 روپے میں خریدنے کی سعادت حاصِل کی۔ اُس وقت **بہارِ شریعت** کے 17 حصے تھے الحمدُ للہ اب 20 ہیں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے **بہارِ شریعت** سے وہ فُیوض وبَرَکات حاصِل کئے کہ بیان سے باہَر ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس کتاب کی برکات سے **معلومات** کا وہ اَنمول **خزانہ** ہاتھ آیا کہ میں آج تک اس کے **گُن** گاتا ہوں۔ اس عظیم الشّان تصنیف کے مُصنِّف خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی ہیں۔ **حضرتِ سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فرمان: ''**عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ** یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔'' (حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء، ج ۷ ص ۳۳۵ رقم ۱۰۷۵۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت) پر عمل کرتے ہوئے اپنے مُحسن حضرت مولانا **مفتی محمد امجد علی** اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا **تذکرہ** پیش کرتا ہوں۔

دم سے ترے ''بہارِ شریعت'' ہے چار سو
باطل ترے فتاوٰی سے لرزاں ہے آج بھی

ابتدائی حالات

صدرِ شریعت، بدرِ طریقت، محسنِ اہلسنّت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مصنفِ بہارِ شریعت حضرتِ علّامہ مولانا الحاج مفتی **محمد امجد علی اعظمی** رضوی سُنّی حنفی قادری برکاتی علیہ رحمۃ اللہ القوی ۱۳۰۰ھ مطابق 1882ء میں **مشرقی یوپی** (ہند) کے قصبے **مدینۃُ العُلَماء** گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد حکیم **جمال الدین** علیہ رحمۃ اللہ المبین اور دادا حُضُور **خدا بخش** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فنِ طِب کے ماہر تھے۔ **ابتدائی تعلیم** اپنے دادا حضرت مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے **گھر** پر حاصِل کی پھر اپنے قصبہ ہی میں مدرسہ **ناصر العلوم** میں جا کر گوپال گنج کے مولوی **الٰہی بخش** صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کچھ تعلیم حاصل کی۔ پھر جونپور پہنچے اور اپنے چچا زاد بھائی اور اُستاذ مولانا **محمد صدیق** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کچھ اسباق پڑھے

پھر جامع معقولات ومنقولات حضرت علاّمہ **ہدایت اللہ خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن سے **علمِ دین** کے چھلکتے ہوئے جام نوش کئے اور یہیں سے **درسِ نظامی** کی تکمیل کی۔ پھر **دورۂ حدیث** کی تکمیل پیلی بھیت میں اُستاذُالمحدثین حضرت مولانا **وصی احمد محدث سُورَتی** علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کی۔ حضرت محدثِ سُورَتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے **ہونہار شاگرد** کی عَبقری (یعنی اعلیٰ) صلاحیتوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا: **"مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے۔"**

پیدل سفر

صدرالشریعہ بدرالطریقہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے طلبِ علمِ دین کیلئے جب **مدینۃُ العُلَماء گھوسی** سے **جونپور** کا سفر اختیار کیا، ان دنوں سفر پیدل یا بیل گاڑیوں پر ہوتا تھا۔ چُنانچِہ **راہِ علم** کے عظیم مسافر **صدرالشریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی مدینۃ العلماء گھوسی سے **پیدل** سفر کر کے اعظم گڑھ آئے پھر یہاں سے اونٹ گاڑی پر سُوار ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جونپور پہنچے۔

حیرت انگیز قوتِ حافظہ

صدرُ الشَّریعہ، **بدرُ الطَّریقہ** حضرتِ علاّمہ مولٰینا مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کا حافظہ بَہُت **مضبوط** تھا۔ حافِظہ کی قوت، شوق ومحنت اور ذِہانت کی وجہ سے تمام طلبہ سے بہتر سمجھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کتاب دیکھنے یا سننے سے برسوں تک ایسی یاد رہتی جیسے ابھی ابھی دیکھی یا سنی ہے۔ تین مرتبہ کسی عبارت کو پڑھ لیتے تو یاد ہو جاتی۔ ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ "کافیہ" کی عبارت زَبانی یاد کی جائے تو فائدہ ہوگا تو پوری کتاب ایک ہی دن میں یاد کر لی!

تدریس کا آغاز

صوبہ بہار (ہند پٹنہ) میں **مدرسۂ اہلسنّت** ایک ممتاز درس گاہ تھی جہاں مُقتَدِر (مُق۔تَ۔دِر) ہستیاں اپنے **علم وفضل** کے **جوہر** دکھا چکی تھیں۔ خود صدرالشَّریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **استاذِ محترم** حضرت مُحدِّث سُورَتی علیہ رحمۃ اللہ القوی برسوں وہاں **شیخ الحدیث** کے منصب پر فائز رہ چکے تھے۔ مُتَولّیٔ مدرَسہ **قاضی عبدالوحید** مرحوم کی درخواست پر حضرت مُحدِّث سُورَتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے **مدرسۂ اہلسنّت** (پٹنہ) کے لئے **صدرِ مُدرِّس** کے لئے **صدرُ الشَّریعہ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتخاب فرمایا۔ **آپ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذِ محترم کی **دعاؤں** کے سائے میں "پٹنہ" پہنچے اور **پہلے** ہی سبق میں علوم کے ایسے **دریا** بہائے کہ عُلَماء وطَلَبہ اَش اَش کر اُٹھے۔ **قاضی عبدالوحید** علیہ رحمۃُ اللّٰہِ المجید جو خُود بھی مُتَبَحِّر (مُ۔تَ۔بَحْ۔حِر) **عالم** تھے نے **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی کی **علمی وَجاہت** اور اِنتِظامی صلاحیّت سے **مُتَاثِّر** ہو کر مدرَسہ کے **تعلیمی** اُمور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **سپُرد** کر دیئے۔

اعلیٰ حضرت کی پہلی زیارت

کچھ عرصہ بعد قاضی عبدالوحید علیہ رحمۃ اللہ المجید بانی مدرسۂ اہلسنّت (پٹنہ) شدید **بیمار** ہوگئے۔ قاضی صاحب ایک نہایت **دیندار** ودین پرور رئیس تھے، **علم دین** سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم میں B.A تھے۔ انکے والد انھیں بیرسٹری کے امتحان کے لئے لندن بھیجنا چاہتے تھے لیکن قاضی صاحِب کے مقدس مَدَنی **جذبات** نے یورپ کے مُلحدانہ گندے ماحول کو سخت **ناپسند** کیا۔ چُنانچہ آپ نے اس سفر سے تحریز فرمایا اور ساری زندگی **خدمتِ دین** ہی کو اپنا شعار بنایا۔ انکی پرہیزگاری اور مَدَنی سوچ ہی کی **کشش** تھی کہ میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نِعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرتَبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اور حضرت قبلہ **مُحدِّث سُورَتی** علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسے مصروف بزرگانِ دین قاضی صاحِب کی **عیادت** کے لئے گشاں گشاں روہیلکھنڈ سے **پٹنہ** تشریف لائے۔ اسی موقع پر حضرت صدرالشریعہ، بدرالطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے **پہلی بار** میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کی **زیارت** کی۔ **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت میں ایسی **کشش** تھی کہ بے اختیار صدرُ الشریعہ، بدرالطریقہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی کا **دل** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف **مائل** ہوگیا اور اپنے استاذِ محترم حضرت سیِّدُنا مُحدِّث سُورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مشورے سے **سلسلۂ عالیہ قادریہ** میں **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمۃُ ربِّ العِزّت سے **بَیعَت** ہوگئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت اور سیِّدی محدِّث سورَتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی **موجودگی** میں ہی قاضی صاحب نے **وفات** پائی۔ **اعلیٰ حضرت** علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے **نمازِ جنازہ پڑھائی اور محدِّث سورَتی** علیہ رحمۃ اللہ القوی نے **قبر میں** اُتارا۔ **اللہُ** رَبُّ العِزّت عزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عِلمِ طِبّ کی تحصیل

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رِحلت کے بعد مدرسہ کا انتظام جن لوگوں کے ہاتھ میں آیا، ان کے **نامناسب** اقدامات کی وجہ سے صدرالشریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی سخت کبیدہ خاطر اور **دل برداشتہ** ہوگئے اور سالانہ تعطیلات میں اپنے گھر پہنچنے کے بعد اپنا **استعفاء** بھجوادیا اور **مطالعۂ کُتُب** میں مصروف ہوگئے۔ پٹنہ میں مغرب زدہ لوگوں کے بُرے برتاؤ سے متاثر ہوکر

ملازمت کی چپقلش سے بیزار ہو چکے تھے۔ معاش کے لئے کسی مناسب مشغلہ کی جستجو تھی۔ والد محترم کی نصیحت یاد آئی کہ ع میراثِ پدر خواھی علمِ پدر آموز (یعنی والد کی میراث حاصل کرنا چاہتے ہو تو والد کا علم سیکھو) خیال آیا کہ کیوں نہ **علم طب** کی تحصیل کر کے خاندانی پیشہ طبابت ہی کو مشغلہ بنائیں۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۶ھ میں لکھنؤ جا کر دو سال میں علم طب کی تحصیل و تکمیل کے بعد وطن واپس ہوئے اور **مطب** شروع کر دیا۔ خاندانی پیشہ اور خداداد قابلیت کی بنا پر مطب نہایت کامیابی کے ساتھ چل پڑا۔

صدرِ شریعت اعلیٰ حضرت کی بارگاہِ عظمت میں

ذریعۂ معاش سے مطمئن ہو کر جُمادِی الاُولیٰ ۱۳۲۹ھ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام سے ''لکھنؤ'' تشریف لے گئے۔ وہاں سے اپنے **اُستاذِ محترم** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ''پیلی بھیت'' حاضر ہوئے۔ حضرت محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو جب **معلوم** ہوا کہ ان کا ہونہار شاگرد **تدریس** چھوڑ کر **مطب** میں مشغول ہو گیا ہے تو انہیں بے حد **افسوس** ہوا۔ چونکہ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی کا ارادہ **بریلی** شریف حاضر ہونے کا بھی تھا چنانچہ بریلی شریف جاتے وقت مُحدِّث سُورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک **خط** اِس مضمون کا **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی خدمت میں **تحریر** فرما دیا تھا کہ ''جس طرح ممکن ہو آپ اِن (یعنی حضرت صدرُ الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی) کو خدمتِ دین وعلمِ دین کی طرف **مُتوجِّہ کیجئے**۔'' جب میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے درِ دولت پر **حاضِری** ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت **لطف و کرم** سے پیش آئے اور ارشاد فرمایا: ''آپ یہیں **قِیام** کیجئے اور جب تک میں نہ کہوں **واپَس** نہ جائیے۔'' اور دل بستگی کے لئے کچھ **تحریری** کام وغیرہ سُپُرد فرما دیئے۔ تقریباً دو ماہ بریلی شریف میں قیام رہا اور میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی صحبت میں **علمی اِستِفادہ** اور **دینی مذاکرہ** کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ رَمضانُ المبارَک قریب آ گیا۔ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے **گھر** جانے کی اجازت طلب کی تو میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا: ''جایئے! لیکن جب کبھی میں بلاؤں تو فوراً **چلے** آیئے۔''

مُرشدِ کامل کا منظورِ نظر امجد علی
اِس پہ دائم لطف فرما چشمِ حق بینِ رضا

طبابت سے دینی خدمت کی طرف مُراجَعت

صدرُ الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی خود **فرماتے** ہیں: میں جب اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدِّدِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد

رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دریافت فرمایا: مولانا کیا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی: **مَطب** کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت نے فرمایا: ''مطب بھی اچھا کام ہے، اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ (یعنی علم دو ہیں، علمِ دین اور علمِ طب)۔ مگر مطب کرنے میں یہ خرابی ہے کہ صبح صبح قارورہ (یعنی پیشاب) دیکھنا پڑتا ہے۔'' اِس ارشاد کے بعد مجھے قارورہ (پیشاب) دیکھنے سے انتہائی **نفرت** ہوگئی اور یہ **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کا **کشف** تھا کیونکہ میں اَمراض کی تشخیص میں قارورہ (یعنی پیشاب) ہی سے مدد لیتا تھا (اور واقعی صبح صبح مریضوں کا قارورہ (پیشاب) دیکھنا پڑ جاتا تھا) اور یہ **تصرُّف** تھا کہ قارورہ یعنی مریضوں کا پیشاب دیکھنے سے **نفرت** ہوگئی۔

بریلی شریف میں دوبارہ حاضری

گھر جانے کے چند ماہ بعد بریلی شریف سے **خط** پہنچا کہ آپ **فوراً** چلے آیئے۔ چُنانچہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی دوبارہ **بریلی** شریف حاضر ہوگئے۔ اس مرتبہ ''انجمن اہلسنّت'' کی نظامت اور اس کے **پریس** کے اہتمام کے علاوہ **مدرسہ** کا کچھ **تعلیمی** کام بھی سِپُرد کیا گیا۔ گویا میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت نے بریلی شریف میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **مستقل قیام** کا انتظام فرما دیا۔ اس طرح **صدرُ الشریعہ** علیہ رحمۃ ربّ الورٰی نے 18 سال میرے آقائے نعمت **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کی **صحبت بابرکت** میں گزارے۔

لئے بیٹھا تھا عشقِ مصطفٰے کی آگ سینے میں
ولایت کا جبیں پر نقش، دل میں نورِ وحدت کا

بریلی شریف میں مصروفیات

بریلی شریف میں دو مستقل **کام** تھے ایک مدرسہ میں **تدریس**، دوسرے **پریس** کا کام یعنی کاپیوں اور پُرُوفوں کی **تصحیح**، کتابوں کی **روانگی**، خُطوط کے **جواب**، آمد و خرچ کے **حساب**، یہ سارے کام **تنہا** انجام دیا کرتے تھے۔ ان کاموں کے علاوہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کے بعض مُسَوَّدات کا **مُبَیضہ** کرنا (یعنی نئے سرے سے صاف لکھنا)، فتووں کی **نقل** اور ان کی خدمت میں رہ کر **فتوٰی لکھنا** یہ کام بھی مستقل طور پر انجام دیتے تھے۔ پھر شہر و بیرونِ شہر کے اکثر تبلیغِ دین کے جلسوں میں بھی **شرکت** فرماتے تھے۔

روزانہ کا جَدْوَل

صدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی کا روزانہ کا **جَدْوَل** کچھ اِس طرح تھا کہ بعد نمازِ فَجر ضروری **وظائف**

وتلاوتِ **قرآن** کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ **پریس کا کام** انجام دیتے۔ پھر فوراً مدرَسہ جاکر **تدریس** فرماتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد مُستقِلاً کچھ دیر تک پھر پریس کا **کام** انجام دیتے۔ نمازِ ظہر کے بعد عصر تک پھر مدرَسہ میں تعلیم دیتے۔ بعد نمازِ عصر مغرِب تک اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کی خدمت میں **نشست** فرماتے۔ بعدِ مغرِب عشاء تک اور عشاء کے بعد سے بارہ بجے تک اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کی خدمت میں **فتوٰی نویسی** کا کام انجام دیتے۔ اسکے بعد گھر **واپسی** ہوتی اور کچھ **تحریری** کام کرنے کے بعد تقریباً دو بجے شب میں **آرام** فرماتے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کے اخیر زمانۂ حیات تک یعنی کم وبیش **دس برس** تک روزمرّہ کا یہی **معمول** رہا۔ حضرتِ صدرُ الشّریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اس محنت شاقّہ وعزم واستقلال سے اُس دَور کے اکابر علماء **حیران** تھے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کے بھائی حضرت ننھے میاں مولانا محمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے تھے کہ مولانا امجد علی **کام کی مشین** ہیں اور وہ بھی ایسی مشین جو کبھی **فیل** نہ ہو۔

مصنِّف بھی، مقرِّر بھی، فقیہِ عصرِ حاضر بھی
وہ اپنے آپ میں تھا اک ادارہ علم وحکمت کا

ترجمۂ کنزالایمان

صحیح اور اَغلاط سے مُنَزَّہ (مُ۔نَ۔زَہ) احادیثِ نبویّہ واقوالِ ائمہ کے مطابق ایک ترجَمہ کی ضَرورت محسوس کرتے ہوئے آپ نے **ترجمۂ قرانِ پاک** کے لئے **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزّت کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا: ''یہ تو بہت ضَروری ہے مگر چھپنے کی کیا **صورت** ہوگی؟ اس کی **طَباعت** کا کون اہتمام کرے گا؟ **باوُضو** کاپیوں کو لکھنا، باوُضو کاپیوں اور حُروفوں کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اِعراب نُقطے یا علامتوں کی بھی **غلطی** نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہوجانے کے بعد سب سے **بڑی مشکل** تو یہ ہے کہ پریس مین ہمہ وقت باوُضو رہے، بغیر وُضو نہ پتھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں انکو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔ آپ نے عرض کی: ''اِن شاءَ اللّٰہ جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہوسکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہوسکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتظام کرے اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اس وقت یہ کام نہ ہوسکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہوگا۔'' آپ کے اس معروض کے بعد **ترجمہ** کا کام شروع کر دیا گیا بِحَمدِ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مَساعیِ جمیلہ سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور آج مسلمانوں کی کثیر تعداد مُجدِّدِ اعظم،

امام اہلسنّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے لکھے ہوئے قرآنِ پاک کے صحیح ترجمہ "**ترجمۂ کنزالایمان**" سے مُستفید ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (یعنی صدر الشریعہ) کی ممنونِ اِحسان ہے اور اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ سلسلہ قِیامت تک جاری رہے گا۔

گر اہلِ چمن فخر کریں اس پہ بجا ہے

امجد تھا گلابِ چمنِ دانش و حکمت

وکیلِ رضا

میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے سوائے **صدرُ الشّریعہ** علیہ رحمۃ ربّ الورٰی کے کسی کو بھی حتّٰی کہ شہزادگان کو بھی اپنی **بیعت** لینے کے لئے **وکیل** نہیں بنایا تھا۔

صدرُ الشّریعہ کا خطاب کس نے دیا؟

الملفوظ حصہ اول صَفْحہ183 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ میں ہے کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے فرمایا: آپ مَوجودِین میں **تَفَقُّہ** (تَ۔فَق۔قُہ) جس کا نام ہے وہ مولوی **امجد علی** صاحِب میں زیادہ پایئے گا، اِس کی وجہ یِہی ہے کہ وہ اِستِفتاء سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اَخّاذ ہے، طرز سے **واقِفیّت** ہو چلی ہے۔" میرے آقا **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ہی حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو **صدرُ الشّریعہ** کے خطاب سے نوازا۔

اٹھا تھا لے کے جو ہاتھوں میں پرچم اعلیٰ حضرت کا

وہ میرِ کارواں ہے کاروانِ اہلسنّت کا

قاضیِ شرع

ایک دن صبح تقریباً **9** بجے، میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن مکان سے باہَر تشریف لائے، تخت پر قالین بچھانے کا حکم فرمایا۔ سب حاضِرین حیرت زدہ تھے کہ حضور یہ اِہتمام کس لئے فرما رہے ہیں! پھر میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں آج بریلی میں **دارُ القضاء** بریلی کے قِیام کی بنیاد رکھتا ہوں اور **صدرُ الشریعہ** کو اپنی طرف بلا کر ان کا داہنا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے کر **قاضی** کے منصب پر بٹھا کر فرمایا: "میں آپ کو ہندوستان کے لئے **قاضیِ شَرع** مقرّر کرتا ہوں۔ مسلمانوں کے درمیان اگر ایسے کوئی مسائل پیدا

ہوں جن کا شرعی فیصلہ قاضی شَرع ہی کرسکتا ہے وہ **قاضی شَرعی** کا اختیار آپ کے ذمّے ہے۔'' پھر تاجدارِ اہلسنّت مفتیِ اعظم ہند حضرت مولانا **مصطفٰی رضا خان** علیہ رحمۃ المنّان اور بُرہانِ ملّت حضرتِ علّامہ مفتی **محمد بُرہانُ الحق** رضوی علیہ رحمۃ القوی کو دارالقضاء بریلی میں مفتیِ شَرع کی حیثیّت سے مقرر فرمایا۔ پھر دُعا پڑھ کر کچھ کلمات ارشاد فرمائے جن کا اقرار حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے کیا۔ **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے دوسرے ہی دن **قاضی شَرع** کی حیثیّت سے پہلی نشست کی اور **وراثت** کے ایک معاملہ کا فیصلہ فرمایا۔

یہ ساری برکتیں ہیں خدمتِ دینِ پیمبر کی
جہاں میں ہر طرف ہے تذکرہ صدرِ شریعت کا

اعلٰی حضرت کے جنازے کے لئے وصیت

وَصایا شریف صَفحہ 24 پر ہے کہ مُجدِّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے **اپنی نمازِ جنازہ** کے بارے میں یہ **وصیّت** فرمائی تھی۔ ''المنّۃُ المُمتازہ''[1] میں نمازِ جنازہ کی جتنی **دعائیں** منقول ہیں اگر حامد رضا کو یاد ہوں تو وہ میری **نمازِ جنازہ** پڑھائیں ورنہ مولوی **امجد علی** صاحِب پڑھائیں۔ حضرتِ **حُجّۃُ الاسلام** (حضرت مولٰینا حامد رضا خان) چُونکہ آپ کے ''وَلی'' تھے اسلئے انکو مقدّم فرمایا، وہ بھی مَشرُوط طور پر اور انکے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحمۃُ ربِّ العِزّت کی نگاہِ انتخاب **اپنی نمازِ جنازہ** کے لئے جس پر پڑی وہ بھی بلاشرط، وہ ذات صدرُ الشَّریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللہ الغنی کی تھی۔ اسی سے اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحمۃُ ربِّ العِزّت کی صدرالشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی سے مَحبّت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آستانۂ مُرشد سے وفا

ایک مرتبہ کسی صاحِب نے تاجدارِ اہلسنّت مفتیِ اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ **مولانا مصطفٰی رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کے سامنے صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا تذکرہ فرمایا تو مفتیِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی چشمانِ کرم سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ صدرالشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے **اپنا کوئی گھر نہیں بنایا بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا**۔ وہ صاحبِ اثر بھی تھے اور کثیرُ التَّعداد طَلَبہ کے اُستاذ بھی، وہ چاہتے تو بآسانی کوئی **ذاتی دارالعلوم** ایسا کھول لیتے جس پر وہ یکہ وتنہا قابض

---

[1] یہ مبارک رسالہ فتاوی رضویہ مُخرَّجہ ج۹ ص ۲۰۹ پر موجود ہے۔

رہتے مگران کے **خلوص** نے ایسا نہیں کرنے دیا۔"

یہ میرے مُرشِد کا کرم ھے

چنانچہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ (اجمیر شریف) میں وہاں کے صدرُ المدرِّسین ہو کر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہنچے اور وہاں کے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **اندازِ تدریس** سے بہُت **مُتأثِّر** ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رُوبرو اس کا ذِکر آیا کہ آپ کی تعلیم بہت **کامیاب** ہوتی نظر آرہی ہے یہ مرکزی دارالعلوم سربلند ہوتا جارہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: **"یہ مجھ پر اعلیٰ حضرت** علیہ رَحمۃُ ربِّ العزّت **کا فضل وکرم ہے۔"**

باغِ عالم کا ہو منظر کیوں نہ رنگین و حَسین
گوشے گوشے سے ہیں طِیب افشاں ریاحینِ رضا

صدرِ شریعت کی صحبت کی عظمت

تلمیذ وخلیفۂ صدر الشریعہ حضرت مولانا سیِّد ظہیر احمد زَیدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے ہیں: **مجھے** سات سال کے عرصے میں اَن گنت بار مولانا کی خدمت میں حاضری کا موقعہ ملا لیکن میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلسوں کو ان عُیُوب سے **پاک** پایا جو عام طور سے بلا امتیازِ عوام وخواص ہمارے مُعاشَرے کا جُزو بن گئے ہیں **مَثَلاً** غیبت، چغلی، دوسروں کی بدخواہی، عیب جوئی وغیرہ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی نہایت مقدَّس و پاکیزہ تھی، **مجھے** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں دَروغ بیانی (یعنی جھوٹ بولنے) کا کبھی شائبہ بھی نہیں گزرا۔ جہاں تک میری معلومات ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **معمولات قرانِ وسنّت** کے مطابق تھے، گفتگو بھی نہایت **مہذّب** ہوتی، کوئی ناشائستہ یا غیر مُہذّب لفظ استعمال نہ فرماتے، اسی طرح معاملات میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت صاف تھے۔ آپ کا ہر مُعامَلہ **شریعت مُطَہَّرہ** کے اَحکام کے ماتحت تھا۔ "دادوں" (علی گڑھ) میں قیام کے دوران کا میں عَینی شاہد ہوں کہ آپ نے کبھی کسی کے ساتھ بدمُعامَلگی نہ کی، نہ کسی کا حق تلف کیا۔

بلندی پر ستارہ کیوں نہ ہو پھر اُس کی قسمت کا
دیا امجد نے جس کو درس قانونِ شریعت کا

صَبْر و تحمل

بڑے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم شمس الہُدٰی صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا انتقال ہوگیا تو **صدر الشریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ اُس وقت نمازِ تراویح ادا کررہے تھے۔ اطلاع دی گئی تشریف لائے۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا اور فرمایا: ابھی آٹھ رَکعت تراویح باقی ہیں، پھر نماز میں مصروف ہوگئے۔

سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے خواب میں آکر فرمایا!

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شہزادی ''بنّو'' سخت بیمار تھیں۔ اِس دَوران ایک دن بعد نمازِ فجر حضرت صدر الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ نے قرانِ خوانی کے لیے طلبہ وحاضرین کو روکا۔ بعدِ ختمِ قرانِ مجید آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مجلس کو خطاب فرمایا کہ میری بیٹی ''بنّو'' کی علالت (بیماری) طویل ہوگئی، کوئی علاج کارگر نہیں ہوا اور فائدے کی کوئی صورت نہیں نکل رہی ہے، **آج شب میں نے خواب دیکھا کہ سرورِ کونین، رحمتِ عالم** روحی فداہ **گھر میں تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ''بنّو'' کو لینے آئے ہیں۔** سیّد الانام حضورِ اکرم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو خواب میں دیکھنا بھی حقیقت میں بلاشُبہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم ہی کو دیکھنا ہے۔ **بنّو** کی دنیوی زندگی اب پوری ہوچکی ہے۔ مگر وہ بڑی ہی خوش نصیب ہے کہ اسے آقا ومولیٰ، رحمتِ عالم، **محبوبِ ربُّ الْعٰلمین** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم لینے کے لیے تشریف لائے اور میں نے خوشی سے سپرد (سِ۔پُر۔د) کیا۔ دعائے خیر کے بعد مجلسِ قرآن خوانی ختم ہوگئی۔ غالبًا اُسی دن یا دوسرے دن بنّو کا انتقال ہوگیا۔ **اللہُ** رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم

شہزادگان پر شفقت

شہزادگان پر شفقت کا جو عالم تھا وہ شہزادۂ صدرالشَّریعہ، شیخُ الحدیث وَالتفسیر حضرتِ علامہ عبدُ المصطفٰے ازہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے مضمون میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ چُنانچہ آپ فرماتے ہیں: ۱۳۶۶۔۶۷ھ میں خدمتِ اقدس میں حاضر تھا۔ مولانا ثناءُ المصطفٰے، مولانا بہاءُ المصطفٰے، مولانا فداءُ المصطفٰے، اس وَقت بہت چھوٹے بچے تھے، وہ گنا (گنڈیری) لے کر آتے اور کہتے: ''

اناجی اسے گلا بنادو۔''یعنی اسے چھیل کر کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیجئے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ بڑے پیار محبت سے مسکرا کر گنا ہاتھ میں لیکر چاقو سے اسے چھیلتے پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے ان لوگوں کے منہ میں ڈالتے۔

گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے

بُخاری شریف میں ہے: **حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: کَانَ یَکُوْنُ فِی مَھْنَۃِ اَھْلِہٖ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اپنے گھر میں کام کاج میں مشغول رہتے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے۔(صَحِیحُ البُخارِی، ج١ ص ٢٤١ ،حدیث ٦٧٦ دارالکتب العلمیۃ بیروت) اِسی سنّت پر عمل کرتے ہوئے صدرُ الشّریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی گھر کے کام کاج سے عار (شرم) محسوس نہ فرماتے بلکہ سنّت پر عمل کرنے کی نیّت سے ان کو بخوشی انجام دیتے۔

صدرُ الشَّریعہ کا سنّت کے مطابِق چلنے کا انداز

تلمیذ وخلیفۂ صدرِ شریعت، حافظِ ملت حضرتِ علامہ مولانا عبد العزیز مبارک پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان کرتے ہیں: **حضور سیِّدِ عالم** صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم راستہ چلتے تو رفتار سے عظمت ووقار کا ظہور ہوتا، دائیں بائیں نگاہ نہ فرماتے، ہر قدم قوّت کے ساتھ اٹھاتے، چلتے وَقت جسمِ مبارک آگے کی طرف قدرے جُھکا ہوتا، ایسا لگتا گویا اونچائی سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہوں۔ ہمارے استاذِ محترم صدرُ الشّریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی سنّت کے مطابق راستہ چلتے تھے، ان سے ہم نے **علم** بھی سیکھا اور **عمل** بھی۔ یہی حضرت حافظِ ملّت فرماتے ہیں: ''میں دس سال حضرتِ صدرُ الشّریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی کی کفش برداری (یعنی خدمت) میں رہا، آپ کو ہمیشہ مُتّبعِ سنّت پایا۔ ؎

جس کی ہر ہر ادا سنّتِ مصطَفٰے
ایسے صدرِ شریعت پہ لاکھوں سلام

نماز کی پابندی

سفر ہو یا حَضَر صدرُ الشّریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی کبھی **نماز** قضاء نہ فرماتے۔ شدید سے شدید بیماری میں بھی نماز ادا فرماتے۔ اجمیر شریف میں ایک بار **شدید بُخار** میں مبتَلا ہوگئے یہاں تک کہ غشی طاری ہوگئی۔ دوپہر سے پہلے غشی طاری ہوئی اور عصر تک رہی۔ حافظِ ملّت مولانا عبدُ العزیز علیہ رحمۃ اللہ الحفیظ خدمت کے لیے حاضر تھے، صدرُ الشّریعہ، بدر الطریقہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی کو جب ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا: کیا **وقت** ہے؟ ظہر کا وقت ہے یا نہیں؟ حافظِ ملّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے عرض کی کہ اتنے بج گئے ہیں اب ظہر کا وَقت نہیں۔ یہ سن کر اتنی اَذِیَّت پہنچی کہ آنکھ سے **آنسو** جاری ہوگئے۔ حافظِ ملّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے

دریافت کیا: کیا حُضور کو کہیں درد ہے، کہیں تکلیف ہے؟ فرمایا: ''(بہت بڑی) ''**تکلیف** ہے کہ ظہر کی نَماز قضاء ہوگئی۔'' حافِظ ملّت عَلَیْہِ رَحمۃُ ربِّ العِزَّت نے عرض کی: حُضور بیہوش تھے۔ **بیہوشی** کے عالم میں نَماز قضا ہونے پر کوئی مُؤاخذہ (قیامت میں پوچھ گچھ) نہیں ۔فرمایا: آپ مُؤاخذہ کی بات کررہے ہیں وقتِ مُقرّرہ پر دربارِ الٰہی عزوجل کی ایک **حاضری** سے تو محروم رہا۔

نمازِ باجماعت کا جذبہ

حضرتِ صدرُالشَّریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس پر بہُت سختی سے پابند تھے کہ مسجد میں حاضر ہوکر **باجماعت نماز** پڑھیں۔ بلکہ اگر کسی وجہ سے مؤذِن صاحِب وقتِ مقرّرہ پر نہ پہنچتے تو خود **اذان** دیتے۔ قدیم دولت خانے سے مسجد بالکل قریب تھی وہاں تو کوئی دِقّت نہیں تھی لیکن جب نئے دولت خانے **قادری منزل** میں رہائش پذیر ہوئے تو آس پاس میں دو مسجدیں تھیں۔ ایک بازار کی مسجد دوسری بڑے بھائی کے مکان کے پاس جو'' نــــوّا کی مسجد'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں مسجدیں فاصلے پر تھیں۔ اس وقت **بینائی** بھی کمزور ہوچکی تھی، بازار والی مسجد نسبتاً قریب تھی مگر راستے میں بے تکی نالیاں تھیں۔ اسلئے ''نوا کی مسجد'' نماز پڑھنے آتے تھے۔ ایک دَفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی نَماز کے لئے جارہے تھے، راستے میں ایک کُنواں تھا، ابھی کچھ اندھیرا تھا اور راستہ بھی ناہموار تھا، بے خیالی میں کُنویں پر چڑھ گئے قریب تھا کہ کنویں کے غار میں قدم رکھ دیتے ۔اتنے میں ایک عورت آگئی اور زور سے چلائی! ''ارے مولوی صاحِب کُنواں ہے رُک جاؤ! ورنہ گر پڑیو!'' یہ سُنکر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قدم روک لیا اور پھر کنویں سے اتر کر مسجِد گئے۔ اس کے باوُجود **مسجد کی حاضِری** نہیں چھوڑی۔

بیماری میں بھی روزہ نہ چھوڑا!

ایک بار رَمَضانُ المبارَک میں سخت سردی کا بخار چڑھ گیا۔ اس میں خوب ٹھنڈ لگتی اور **شدید بخار** چڑھتا ہے نیز پیاس اتنی شدّت سے لگتی ہے کہ ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہے۔ تقریباً ایک ہفتہ تک اِس **بخار** میں گرفتار رہے۔ ظہر کے بعد خوب سردی چڑھتی پھر **بخار** آجاتا مگر قربان جایئے! اس حال میں بھی کوئی **روزہ** نہیں چھوڑا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

شارحِ بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **میرے والِدِ ماجد** مرحوم ابتِداءً نو عُمری میں بہت بڑے تاجر تھے اور حساب کے ماہر، صدرالشَّریعہ ان کو بلا کر (زکوٰۃ کا) پورا حساب لگواتے۔ پھر انھیں سے کپڑے کا تھان منگا کر عورتوں کے لائق الگ مردوں بچوں کے لائق الگ اور سب کے مناسب قطع کرا کے تقسیم فرماتے۔ کوئی سائل

کبھی دروازے سے خالی واپس نہ جاتا، بہت بڑے **مہمان نواز** اور عُموماً مہمان آتے رہتے سب کے شایانِ شان کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے اور آرام کا اہتمام فرماتے۔ مہمانوں کے لئے خصوصیت سے ان کی ضروریات کی چیزیں ہر وقت گھر میں رکھتے۔

دُرودِ رضویہ پڑھنے کا جذبہ

کتنی ہی مصروفیت ہو نمازِ فجر کے بعد ایک پارہ کی تلاوت فرماتے اور پھر ایک حزب (باب) دلائلُ الخیرات شریف پڑھتے، اس میں کبھی ناغہ نہ ہوتا، اور بعدِ نمازِ جمعہ بلاناغہ 100 بار **دُرودِ رضویہ** پڑھتے۔ حتّٰی کہ سفر میں بھی جمعہ ہوتا تو نمازِ ظہر کے بعد **دُرودِ رضویہ** نہ چھوڑتے، چلتی ہوئی ٹرین میں کھڑے ہو کر پڑھتے۔ ٹرین کے مسافر اس دیوانگی پر حیرت زدہ ہوتے مگر انہیں کیا معلوم۔ ؎

دیوانے کو تحقیر سے دیوانہ نہ کہنا
دیوانہ بہت سوچ کے دیوانہ بنا ہے

اِصلاح کرنے کا انداز

اولاد اور طلبہ کی عملی تعلیم و تربیت کا بھی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خُصُوصی خیال فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا تقویٰ وتَدَیُّن (یعنی دین داری) اس اَمر کا مُتَحَمِّل (مُ۔تَ۔حَم۔مِل) ہی نہ تھا کہ کوئی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے خِلافِ شرع کام کرے اگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے علم میں طَلَبہ یا اولاد کے بارے میں کوئی ایسی بات آتی جو احکامِ شریعت کے خِلاف ہوتی تو چہرۂ مبارَکہ کا رنگ بدل جاتا تھا، کبھی شدید ترین بَرہمی کبھی زَجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) اور کبھی تنبیہ و سزا اور کبھی مَوعِظۂ حَسَنہ غرض جس مقام پر جو طریقہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مناسِب خیال فرماتے استِعمال میں لاتے تھے۔

خواب میں آکر رہنمائی

خلیلِ ملّت حضرتِ مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ رحمۃ الباقی فرماتے ہیں: طَلَبہ کی طرف اِلتِفاتِ تام (یعنی بھرپور توجُّہ) کا اندازہ اس واقِعہ سے لگایئے کہ فقیر کو ایک مرتبہ ایک مسئلہ تحریر کرنے میں اُلجھن پیش آئی، الحمد للہ میرے استاذِ گرامی، حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی نے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا: ''**بہارِ شریعت** کا فُلاں حصہ دیکھ لو۔'' صبح کو اُٹھ کر **بہارِ شریعت** اٹھائی اور مسئلہ (مَس۔ءَ۔لہ) حل کرلیا۔ وِصال شریف کے بعد فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی درسِ حدیث دے رہے ہیں، **مسلم** شریف سامنے ہے اور شَفّاف لباس میں ملبوس تشریف فرما ہیں، مجھ سے فرمایا: آؤ تم بھی **مسلم**

شریف پڑھ لو۔

ہر طرف علم و ہنر کا آپ سے دریا بہا
آپ کا احسان اے صدر الشریعہ کم نہیں

نعت شریف سنتے ہوئے اشک باری

منقول ہے کہ جب نعت شروع ہوتی تو صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی **مُـؤَدَّب** بیٹھ کر دونوں ہاتھ باندھ لیتے اور آنکھیں بند کر لیتے۔ انتہائی وقار و **تَمکِنَت** (تَم۔کِ۔نَت) کے ساتھ پُرسکون ہو جاتے اور پورے **اِنہماک وتوجّہ** سے سنتے۔ پھر کچھ ہی دیر بعد آنکھوں سے سَیلِ اَشک اس طرح **جاری** ہو جاتے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے۔ **نعت** پڑھنے والا نعت پڑھکر خاموش ہو جاتا اس کے بعد بھی کچھ دیر تک یہی خود فراموشی طاری رہتی۔

متاعِ عشقِ سرکارِ دو عالم ہو جسے حاصل
کشِش اِس کیلئے کیا ہوگی دنیا کے خزینے میں

حضرتِ شاہِ عالم کا تخت

حضرتِ سیِّدُنا شاہِ عالم علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الاکرم بہُت بڑے عالِمِ دین اور پائے کے ولیُّ اللہ تھے۔ مدینۃ الاولیا احمد آباد شریف (گجرات الھند) میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہایت ہی لگن کے ساتھ علمِ دین کی تعلیم دیتے تھے۔ ایک بار بیمار ہو کر صاحبِ فِراش ہو گئے اور پڑھانے کی چُھٹیاں ہو گئیں۔ جس کا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بے حد افسوس تھا۔ تقریباً چالیس دن کے بعد صحت یاب ہوئے اور مدرَسے میں تشریف لا کر حسبِ معمول اپنے تخت پر تشریف فرما ہوئے۔ چالیس دن پہلے جہاں سبق چھوڑا تھا وَہیں سے پڑھانا شروع کیا۔ طَلَبہ نے مُتَعَجِّب ہو کر عرض کی: حضور: آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہ مضمون تو بہُت پہلے پڑھا دیا ہے گزشتہ کل تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فُلاں سبق پڑھایا تھا! یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فوراً مُراقِب ہوئے۔ اُسی وقت **سرکارِ مدینہ**، قرارِ قلب و سینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ معطَّر پسینہ، باعِثِ نُزولِ سکینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، مُشکبار پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: **''شاہِ عالم!** تمہیں اپنے اَسباق رہ جانے کا بہت افسوس تھا لہٰذا تمہاری جگہ تمہاری صورت میں تخت پر بیٹھ کر میں روزانہ سبق پڑھا دیا کرتا تھا۔'' جس تخت پر **سرکارِ نامدار** صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے اُس پر اب حضرتِ قبلہ سیِّدُنا **شاہِ عالم** علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الاکرم کس طرح

بیٹھ سکتے تھے لہٰذا فوراً تخت پر سے اُٹھ گئے۔ تخت کو یہاں کی مسجِد میں مُعَلَّق کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرتِ سیِّدنا شاہِ عالم علیہ رَحْمَۃُ اللہ الاکرم کیلئے دوسرا تخت بنایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے وِصال کے بعد اُس تخت کو بھی یہاں مُعلَّق کر دیا گیا۔ اِس مقام پر دُعا قبول ہوتی ہے۔

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

خلیفۂ صدرِ شریعت، پیرِ طریقت حضرتِ علّامہ مولٰینا حافظ قاری محمد مُصلِحُ الدّین صِدّیقی القادِری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے میں (سگِ مدینہ عُفی عنہ) نے سنا ہے، وہ فرماتے تھے۔ مُصنِّفِ بہارِ شریعت حضرتِ صدرُ الشریعہ مولٰینا محمد امجد علی اعظمی صاحِب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہمراہ مجھے مدینۃ الاولیا احمد آباد شریف (ہند) میں حضرت سیّدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دربار میں حاضِری کی سعادت حاصِل ہوئی، ان دونوں تختوں کے نیچے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے دِل کی دعائیں کر کے جب فارِغ ہوئے تو میں نے اپنے پیرو مرشِد حضرتِ صدرُ الشریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الوری سے عرض کی: حُضور! آپ نے کیا دعا مانگی؟ فرمایا: "ہر سال حج نصیب ہونے کی۔" میں سمجھا حضرت کی دُعا کا منشا یہی ہوگا کہ جب تک زِندہ رہوں حج کی سعادت ملے۔ لیکن یہ دُعا بھی خوب قبول ہوئی کہ اُسی سال حج کا قصد فرمایا۔ سفینۂ مدینہ میں سَوار ہونے کیلئے اپنے وطن مدینۃ العلماء گھوسی (ضلع اعظم گڑھ) سے بمبئی تشریف لائے۔ یہاں آپ کو نُمونیہ ہوگیا اور سفینے میں سوار ہونے سے قبل ہی ۱۳۶۷ کے ذیقعدۃُ الحرام کی دوسری شب 12 بجکر 26 مِنَٹ پر بمطابق 6 ستمبر 1948 کو آپ وفات پاگئے۔

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں قدم رکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تھی سفینے میں

سبحٰنَ اللہ مبارَک تخت کے تحت مانگی ہوئی دُعا کچھ ایسی قبول ہوئی کہ اب آپ اِن شَاءَ اللّٰہ عزوجل قِیامت تک حج کا ثواب حاصِل کرتے رہیں گے۔ خود حضرتِ صدرالشّریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب بہارِ شریعت حصّہ 6 صَفحہ 5 پر یہ حدیثِ پاک نقل کی ہے: جو حج کیلئے نکلا اور فوت ہوگیا تو قِیامت تک اُس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کیلئے نکلا اور فوت ہوگیا اُس کیلئے قِیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور فوت ہوگیا اس کیلئے قِیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مسند أبي يعلی ج٥، ص٤٤١ حديث ٦٣٢٧ دارالکتب العلمية بيروت)

مادّۂ تاریخ

درجِ ذیل آیتِ مبارکہ آپ کی وفات کا مادّۂ تاریخ ہے۔ (پ ۱۴، الحجر ۴۵)

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ

۷ ۶ ۳ ۱ ھ

آپ کا مزار مبارک

بعدِ وفات حضرتِ صدر الشّریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی کے وُجودِ مسعود کو بذریعۂ ٹرین بمبئی سے **مدینۃُ العُلَماء** گھوسی لے جایا گیا۔ وہیں آپ کا **مزارِ مبارک** مرجعِ خواص وعوام ہے۔

قبر شریف کی مٹی سے شِفاء مل گئی

مدینۃُ العُلَماء گھوسی کے مولانا فخر الدّین کے والدِ محترم مولانا نِظامُ الدّین صاحِب کے **گردے میں پتھری** ہوگئی تھی۔ انہوں نے ہر طرح کا علاج کیا لیکن کوئی فائدہ حاصِل نہ ہوا۔ بالآخر صدرُ الشّریعہ، بدرُ الطّریقہ علیہ رحمۃ اللہ القوی کی قبرِ انور کی مٹی استعمال کی جس سے الحمدللہ عزوجل ان کے **گردے کی پتھری** نکل گئی اور شِفاء حاصِل ہوگئی۔

درِ امجد سے منگتا کو برابر بھیک ملتی ہے
گدا پہنچے، تونگر، یاسوالی علم و حکمت کا

مزار سے خوشبو

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دفن ہونے کے بعد کئی روز **بارش** ہوتی رہی چُنانچہ قبرِ انور پر چٹائیاں ڈال دی گئیں۔ جب 15 دن کے بعد **مزار** تعمیر کرنے کے لئے وہ چٹائیاں ہٹائی گئیں تو **خوشبو** کی ایسی لپٹیں اٹھیں کہ پوری فَضا معطّر ہوگئی۔ یہ **خوشبو** مسلسل کئی دن تک اُٹھتی رہی۔

حقیقت میں نہ کیوں اللہ کا محبوب ہو جائے
نہ کھویا عمر بھر جس نے کوئی لمحہ عبادت کا

وفات کے بعد صدرُ الشّریعہ کا بیداری میں دیدار ہو گیا!

شہزادہ صدر الشّریعہ، محدِّثِ کبیر حضرتِ علّامہ ضیاء المصطفٰی مصباحی مدظلہ فرماتے ہیں: غالِباً 1391ھ یا 1392ھ کا واقِعہ ہے کہ طویل غیر حاضری کے بعد حضرتِ مجاہدِ ملّت مولٰینا حبیبُ الرّحمٰن اِلٰہ آبادی علیہ رحمۃ الہادی **عرسِ امجدی** میں مدینۃ

العلماء گھوسی تشریف لائے (حضرت صدر الشریعہ کے) عُرس شریف کے اجلاس میں دورانِ تقریر اپنی **مسلسل غیر حاضری** کا سبب بیان کرتے ہوئے آپ (یعنی حضرت مجاہدِ ملّت) نے فرمایا کہ عُرس شریف کی آمد پر مجھے ہر سال **الحمدللہ** عزوجل صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی زیارت **خواب** میں ہوتی رہتی ہے جس کا صاف مطلب یہی تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **مجھے طلب فرمانا چاہتے ہیں**۔ مگر چند ضروری مصروفیات عین وَقت پر ہمیشہ رُکاوٹ بن جایا کرتی تھیں۔ امسال بھی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی **خواب میں** جلال بھرے انداز میں زیارت نصیب ہوئی۔ یہی معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ اِسی دَوران **عرسِ امجدی** کا دعوت نامہ بھی موصول ہوا۔ اب بہر صورت حاضر ہونا تھا اور ہو گیا۔ ابھی سلسلۂ تقریر جاری تھا۔۔۔۔ کہ آپ (یعنی مجاہدِ ملّت) اچانک مزارِ اقدس کی طرف مُتَوَجِّہ ہو گئے اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ رِقّت انگیز لہجے میں صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے مُعافی کے خواستگار ہوئے۔ **مجاہدِ ملت** کا بیان ختم ہونے کے بعد حضرتِ حافظِ ملت مولٰینا عبدالعزیز علیہ رحمۃ القوی نے تقریر شروع کی۔ دَورانِ تقریر بے ساختہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زَبان سے یہ جملہ صادر ہوا کہ **حضرتِ صدر الشریعہ** علیہ الرحمۃ **بلا شبہ ولی تھے وہ اب بھی اسی طرح زندہ ہیں جیسے پہلے تھے ابھی ابھی حضرت مجاہدِ ملت نے ان کا دیدار کیا**۔ اتنا فرماتے ہی حضرت حافظِ ملّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنبھل گئے اور فوراً اپنی تقریر کا رُخ موڑ دیا۔ چُنانچہ جو حضرات مُتَوَجِّہ تھے اور جنہیں حضرت حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کشف و کرامات نیز اندازِ بیان کا علم تھا وہ عُقدہ حل کر (یعنی گُتھی سُلجھا) چکے تھے اور انہیں یقین ہو گیا کہ حافظِ ملّت اور مجاہدِ ملّت رَحِمَہُمَا اللہُ تعالٰی جنہیں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی قُرب حاصل ہے **ان دونوں حضرات کو اس وقت حضرتِ صدر الشریعہ** علیہ الرحمۃ **کا سر کی آنکھوں سے دیدار نصیب ہوا**۔

کون کہتا ہے ولی سب مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

بہارِ شریعت

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا پاک و ہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ضخیم عربی کُتُب میں پھیلے ہوئے فقہی مسائل کو سِلکِ تحریر میں پَرو کر ایک مقام پر جمع کر دیا۔ انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک درپیش ہونے والے ہزارہا مسائل کا بیان **بہارِ شریعت** میں موجود ہے۔ ان میں بے شمار مسائل ایسے بھی ہیں جن کا سیکھنا ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن پر فرضِ عَین ہے۔ اس کی تصنیف کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے **صدر الشریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ

الوری لکھتے ہیں: ''اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لئے کافی ووافی ہو۔''

فقہِ حنفی کی مشہور کتاب **فتاوٰی عالمگیری** سینکڑوں علمائے دین علیہم رحمۃ اللہ المبین نے حضرت سیِّدُنا **شیخ نظام الدّین** مُلّا جیوَن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نگرانی میں **عَرَبی زبان** میں مُرتّب فرمائی مگر قربان جایئے کہ **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃ ربّ الوری نے وُہی کام **اُردُو زبان** میں **تنِ تنہا** کر دکھایا اور علمی ذخائر سے نہ صرف مُفتیٰ بِہٖ اقوال چُن چُن کر **بہارِ شریعت** میں شامل کئے بلکہ سینکڑوں **آیات** اور **ہزاروں احادیث** بھی مُوضوع کی مناسَبت سے دَرج کیں۔ **آپ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خُود **تحدیثِ نعمت** کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں: ''**اگر اَورنگزیب عالمگیر اس کتاب** (یعنی بہارِ شریعت) **کو دیکھتے تو مجھے سونے سے تولتے۔**''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مقصد یہ تھا کہ بَرِّ صَغیر کے مسلمان اپنے دین کے **مسائل** سے بآسانی آگاہ ہو جائیں چُنانچہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''**اس کتاب میں حتَّی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہُت آسان ہو کہ سمجھنے میں دِقّت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دُشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہُت مواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہلِ علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں مُتَنَبِّہ** (مُ۔تَ۔نَب۔بِہ۔یعنی خبردار) **کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رُجوع کی توجُّہ دلائے گا۔**''

اِس کتاب کا عرصۂ تصنیف تقریباً **ستائیس**[۲۷] **سال** کے عرصے پر مُحیط ہے۔ یاد رہے کہ 27 سال کا یہ مطلب نہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان سالوں میں ہمہ وقت تصنیف میں مشغول رہے بلکہ تعطیلات میں دیگر اُمُور سے وقت بچا کر یہ کتاب لکھتے جس کے سبب اس کی تکمیل میں خاصی تاخیر ہوگئی چُنانچہ آپ **بہارِ شریعت** حصہ 17 کے اختِتام پر بعنوان ''**عرضِ حال**'' میں لکھتے ہیں: ''**اس کی تصنیف میں عُموماً یہی ہوا کہ ماہ رمضان مبارک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا۔**''

بُزرگوں کے الفاظ بابرکت ہوتے ہیں

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بہارِ شریعت میں مسائل بیان کرکے کئی جگہ **فتاوٰی رضویہ شریف** کا حوالہ دیا ہے بلکہ بہارِ شریعت حصہ 6 میں اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کا

لکھا ہوا حج کے احکام پر مشتمل رسالہ ''انور البشارہ'' پورا شامل کرلیا ہے اور عقیدت تو دیکھئے کہ کہیں بھی الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی تا کہ ایک ولیِ کامل کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کی برکتیں بھی حاصل ہوں چُنانچِہ لکھتے ہیں: **اعلیٰ حضرت قبلہ** قدس سرہ العزیز کا رسالہ ''**انور البشارہ**'' پورا اس میں شامل کردیا ہے یعنی متفرق طور پر مضامین بلکہ عبارتیں داخلِ رسالہ ہیں کہ اوّلاً: تبرک مقصود ہے۔ دُوُم: اُن الفاظ میں جو خوبیاں ہیں فقیر سے ناممکن تھیں لہٰذا عبارت بھی نہ بدلی۔ (بہارِ شریعت حصّہ 6 ص 203 مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی مسائلِ شرعیّہ کو بہارِ شریعت کے 20 حِصّوں میں سمیٹنا چاہتے تھے مگر مکمَّل نہ کرسکے اور اس کے مُتَعَلِّق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''عرضِ حال'' میں تفصیل بیان کی ہے اور یہ وصیَّت فرمائی ہے کہ: **''اگر میری اولاد یا تلامِذہ یا عُلَماء اہلسنّت میں سے کوئی صاحِب اس کا قلیل حصّہ جو باقی رہ گیا ہے اُس کی تکمیل فرمائیں تو میری عَین خوشی ہے۔''** چُنانچِہ صدرالشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور اس کے بقیّہ **تین حصّے** بھی چَھپ کر منظرِ عام پر آچکے۔

اِس تصنیف کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ **اعلیٰ حضرت** علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت نے **بہارِ شریعت** کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے حصّے کا مُطالَعہ فرما کر جو کچھ تحریر فرمایا تھا وہ پڑھنے کے قابل ہے چُنانچِہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: **الحمدللہ مسائلِ صَحیحہ رَجیحہ مُحقَّقہ مُنقَّحہ پر مشتمل پایا، آجکل ایسی کتاب کی ضَرورت تھی کہ عوام بھائی سَلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اَغلاط کے مَصنوع ومُلَمَّع زَیوروں کی طرف آنکھ نہ اُٹھائیں۔''**

جس کے دم سے بہارِ شریعت ملی
ایسے صدرِ شریعت پہ لاکھوں سلام

عالم بنانے والی کتاب

بہارِ شریعت جہیز ایڈیشن جدید مطبوعہ مکتبہ رضویہ صَفحہ 12 پر ہے: جگر گوشۂ **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی، حضرت علّامہ مولانا قاری محمد رضاءُ المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی فرماتے ہیں: **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے **بہارِ شریعت** کے ساتھ اس کتاب کا نام ''**عالم بنانے والی کتاب**'' بھی رکھا۔ جب اِس کتاب کے سَتّرہ حصّے تصنیف ہوگئے تو **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے فرمایا کہ: بہارِ شریعت کے چھ حصّے جن میں روز مرّہ کے عام مسائل ہیں۔ ان چھ حصّوں کا ہر گھر میں ہونا ضَروری ہے تا کہ عقائد، طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کے فِقہی مسائل عام فہم سَلیس (یعنی آسان) اردو زبان میں

پڑھ کر جائز و ناجائز کی تفصیل معلوم کی جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دیگر علمائے اہلسنّت نے بھی **بہارِ شریعت** کو''عالم بنانے والی کتاب''تسلیم کیا ہے۔ چُنانچہ مُحَقِّقِ عصر حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی الحاج **محمد نظام الدین رضوی** اطال اللّٰہُ عمرَہٗ (صدر شُعبۂ افتاء، دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی، الھند) **۲۸** جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ ھ کو جاری کردہ اپنے ایک فتوے میں اِرقام فرماتے ہیں: آج ہمارے عُرف میں جن حضرات پر عالم، فقیہ، مفتی کا اطلاق ہوتا ہے یہ وُہی لوگ ہیں جو کثیر فُرُوعی مسائل کے حافِظ ہوں اور فقہ کے بیشتر ضَروری اَبواب پر ان کی نظر ہو، تاکہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہو سمجھ جائیں کہ اس کا حکم فُلاں باب میں ملے گا، پھر اسے نکال کر بغیر دوسرے کے سمجھائے بخوبی سمجھ سکیں اور صحیح حکمِ شرعی بتا سکیں۔ **بہارِ شریعت** کو''عالم بنانے والی کتاب''اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ جو شخص اسے اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لے اور اس کے مسائلِ کثیرہ کو ذِہن نشین کر لے تو وہ عالم ہو جائے گا کہ وہ حافِظ فُرُوعِ کثیرہ ہے۔''

بہارِ شریعت کے اس عظیم علمی ذخیرے کو مُفید سے مُفید تر بنانے کے لئے اس پر **دعوتِ اسلامی** کی مجلس، **المدینۃ العلمیۃ** کے مَدَنی علماء نے تَخریج و تسہیل اور کہیں کہیں حَواشی لکھنے کی سعی کی ہے اور **مکتبۃ المدینہ** سے طبع ہو کر، تادمِ تحریر اس کے 1 تا 6 اور سولہواں حصہ مظہرِ عام پر آچکے ہیں۔ اب ابتدائی 6 حصّوں کو ایک **جلد** میں پیش کیا جا رہا ہے۔ **اللّٰہ** تعالٰی **دعوتِ اسلامی** کی اس خدمت کو قَبول فرمائے اور اس کا نَفع عام فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کے کمالِ علم کا عکسِ جمیل مظہرِ یکتائی و تحقیق و تمکینِ رضا

اہلِ سنّت کا وقار و افتخار اس کا وُجُود

اس کی شخصیّت پہ نازاں ہیں محبینِ رضا

طالبِ غمِ مدینہ
و
بقیع
و
مغفرت

۱۷ جمادی الاخرہ ۱۴۲۹ ھ

نَزِیل الامارات العربیۃ المتحدۃ

ایک نظر ادھر بھی

"بہارِشریعت" کو تصنیف ہوئے تقریباً 92 سال ہوچکے ہیں۔ بعض ناشرین نے بہارِ شریعت میں لکھی ہوئی اصل املا کو تبدیل کر کے جدید اردو میں تبدیل کر دیا ہے۔ مگر ہم نے اس میں لکھی ہوئی املا کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ "نقل مطابق اصل" کے اصول کے تحت ہوجائے۔ لیکن فی زمانہ ان الفاظ کا عام استعمال نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والے کو دشواری پیش آسکتی تھی۔ اس بات کے پیشِ نظر شعبۂ تخریج مجلس **المدینة العلمیة** (دعوتِ اسلامی) نے حتی المقدور ایسے الفاظ کو ایک جگہ جمع کر کے ان کے سامنے فی زمانہ استعمال ہونے والے الفاظ کو تحریر کر دیا ہے۔

نمبر شمار	قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ	نمبر شمار	قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ
1	پتا	پتہ	27	کوئیں	کنویں
2	تاگا	دھاگا	28	ناج	اناج
3	تربز	تربوز	29	دہنی	داہنی
4	پرند	پرندہ	30	دہنا	داہنا
5	سپید	سفید	31	زائد	زیادہ
6	سمجھ وال	سمجھ دار	32	لنبی	لمبی
7	سوئر	سور	33	لنبا	لمبا
8	طیار	تیار	34	ضرور	ضروری
9	کوآری	کنواری	35	شبہہ	شبہ
10	کوآں	کنواں	36	مونھ	منہ

11	اکاسی	اکیاسی	37	اکیانوے	اکانوے
12	پانسو	پانچ سو	38	پروس	پڑوس
13	پروا	پرواہ	39	پھوپی	پھوپھی
14	دکان	دوکان	40	دکاندار	دوکاندار
15	دونی	دوانی	41	دوپٹا	دوپٹہ
16	ڈکھیل	ڈھکیل	42	زن وشو	زن وشوہر
17	کمل	کمبل	43	کھات	کھاد
18	کیواڑ	کواڑ	44	گھنٹا	گھنٹہ
19	منہدی	مہندی	45	ناشتا	ناشتہ
20	ورثہ	ورثا	46	یوہیں	یونہی
21	اوجالا	اجالا	47	اوکھاڑنے	اکھاڑنے
22	اوڑانا	اڑانا	48	اُوڑ	اُڑ
23	اولٹا	الٹا	49	اونتیس	انتیس
24	اون	اُن	50	اوس	اُس
25	فیر	فائر	51	اوٹھائیں	اٹھائیں
26	اوترا	اترا	52	درم	درہم

حصہ اول (۱) کی اصطلاحات

نمبر	اصطلاح	تعریف
1	عِلمِ ذاتی	وہ علم کہ اپنی ذات سے بغیر کسی کی عطا کے ہو (اسے ''علمِ ذاتی'' کہتے ہیں)، اور یہ صرف اللہ عزَّ وجلَّ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۵۰۳)
2	عِلمِ عطائی	وہ علم جو اللہ عزوجل کی عطا سے حاصل ہو، اسے ''علمِ عطائی'' کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۵۰۳)
3	مُعْجِزہ	نبی سے بعد دعویٰ نبوت خلاف عقل وعادت صادر ہونے والی چیز کو جس سے سب منکرین عاجز ہو جاتے ہیں اسے معجزہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۱، ص۵۶)
4	مُحْکَمْ	جس کے معنی بالکل ظاہر ہوں اور وہی کلام سے مقصود ہوں اس میں تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہ ہو اور نسخ یا تبدیل کا احتمال نہ ہو۔ (تفسیر نعیمی، ج۳، ص۲۵۰)
5	مُتَشابِہ	جس کی مراد عقل میں نہ آسکے اور یہ بھی امید نہ ہو کہ رب تعالیٰ بیان فرمائے۔ (تفسیر نعیمی، ج۳، ص۲۵۰)
6	اِلہام	ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے (یعنی دل میں ڈالی جاتی ہے)۔ اس کو الہام کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۱، ص۳۵)
7	وحی شیطانی	جو شیطان کی جانب سے کاہن، ساحر، کفار وفُسّاق کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۱، ص۳۶)
8	اِرہاص	نبی سے جو بات خلافِ عادت اعلانِ نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو اِرہاص کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۱، ص۵۸)
9	کرامت	ولی سے جو بات خلافِ عادت صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۱، ص۵۸)
10	مَعُونت	عام مومنین سے جو بات خلافِ عادت صادر ہو اس کو معونت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۱، ص۵۸)
11	اِسْتِدراج	بے باک فُجّار یا کفار سے جو بات ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۱، ص۵۸)

12	اِہانت	بے باک فجار یا کفار سے جو بات ان کے خلاف ظاہر ہو اس کو اہانت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۵۸)
13	شَفاعَت بالوجاهة	مُسْتَشْفَعُ اِلَیہ (جس سے سفارش کی گئی) کی بارگاہ میں شفاعت کرنے والے کو جو وجاہت (عزت اور مرتبہ) حاصل ہے اس کے سبب شفاعت کا قبول ہونا شفاعت بالوجاہت ہے۔ (ماخوذ از شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، ص ۷۲)
14	شَفاعت بالمحبة	وہ شفاعت جس کی قبولیت کا سبب مُسْتَشْفَعُ اِلَیہ (جس سے سفارش کی گئی) کی شفاعت کرنے والے سے محبت ہے۔ (ماخوذ از شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، ص ۱۴۲)
15	شفاعت بالاذن	اس کا معنی یہ ہے کہ جس کے لیے شفاعت کی گئی ہے، شفاعت کرنے والے کو مُسْتَشْفَعُ اِلَیہ کے سامنے اس کی شفاعت پیش کرنے کی اجازت ہو۔ (شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، ص ۱۴۰)
16	بَرزخ	دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۹۸)
17	ایمان	سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریاتِ دین سے ہیں ایمان کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۱۷۲)
18	ضروریاتِ دین	اس سے مراد وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وَحْدَانِیَّت، انبیاء علیہم السلام کی نبوت، جنت و دوزخ وغیرہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۱۷۲)
19	ماتریدیہ	اہلسنت کا وہ گروہ جو فروعی عقائد میں امام علم الہدی حضرت ابو منصور مَاتُرِیدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا پیروکار ہے وہ ماتریدیہ کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۱۷۹)
20	اَشاعِرہ	اہلسنت کا وہ گروہ جو فروعی عقائد میں امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالی کا پیروکار ہے وہ اشاعرہ کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۱۷۹)
21	شرک	اللہ تبارک وتعالی کی ذات وصفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔ (وقار الفتاوی، ج ۱، ص ۲۷۰)
22	جِزیہ	وہ شرعی محصول جو اسلامی حکومت اہل کتاب سے ان کی جان و مال کے تَحَفُّظ کے عوض میں وصول کرے۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی، ج ۱۰، ص ۲۵۴)

23	تَقلید	کسی کے قول وفعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لیے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے، جیسے کہ ہم مسائل شرعیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا قول وفعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے۔ (ماخوذ از جاء الحق ،ص ۲۲)
		☆ شرعی مسائل تین طرح کے ہیں (۱) عقائد، ان میں کسی کی تقلید جائز نہیں (۲) وہ احکام جو صراحۃً قرآن پاک یا حدیث شریف سے ثابت ہوں اجتہاد کو ان میں دخل نہیں، ان میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں جیسے پانچ نمازیں، نمازکی رکعتیں، تیس روزے وغیرہ (۳) وہ احکام جو قرآن پاک یا حدیث شریف سے استنباط واجتہاد کر کے نکالے جائیں، ان میں غیر مجتہد پر تقلید کرنا واجب ہے۔ (ماخوذ از جاء الحق ص ۲۵، ۲۶)
24	قیاس	قیاس کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا، اور شریعت میں کسی فرعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینے کو قیاس کہتے ہیں۔ (ماخوذ از جاء الحق ،ص ۴۳)
25	بِدعت	وہ اِعتِقادیا وہ اَعمال جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے۔ (جاء الحق ،ص ۲۲۱)
26	بدعت مذمومہ	جو بدعت اسلام کے خلاف ہو یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔ (جاء الحق ،ص ۲۲۶)
27	بدعت مکروھَہ	وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے اگر سنت غیر مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے۔ (جاء الحق ،ص ۲۲۸)
28	بدعت حَرام	وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جاوے، یعنی واجب کو مٹانے والی ہو۔ (جاء الحق ،ص ۲۲۸)
29	بدعت مستحبہ	وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کارِ ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سے کرے، جیسے محفل میلاد وغیرہ۔ (جاء الحق ،ص ۲۲۶)
30	بدعت جائز (مُباح)	ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور بغیر کسی نیتِ خیر کے کیا جاوے جیسے مختلف قسم کے کھانے کھانا وغیرہ۔ (جاء الحق ،ص ۲۲۶)
31	بدعت واجب	وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو، جیسے کہ قرآن کے اعراب اور دینی مدارس اور علمِ نحو وغیرہ پڑھنا۔ (جاء الحق ،ص ۲۲۸)

نمبر	اصطلاح	تعریف
32	خلافتِ راشدہ	نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق وامام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولی علی، پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالی عنھم ہوئے، ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۲۴۱)
33	عشرہ مبشرہ	وہ دس صحابہ جن کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضی، حضرت طلحہ بن عُبَیْد اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۹، ص ۳۶۳)
34	خطاءِ مُقرر	یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۲۵۶)
35	خطاءِ مُنکر	یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطاء باعث فتنہ ہے۔ (بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۱، ص ۲۵۶)
36	نَذر شرعی	نذر اصطلاح شرع میں وہ عبادت مقصودہ ہے جو جنس واجب سے ہو اور وہ خود بندہ پر واجب نہ ہو، مگر بندہ نے اپنے قول سے اسے اپنے ذمہ واجب کرلیا، اور یہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ (ماخوذ از فتاوی امجدیہ، حصہ ۲، ص ۳۰۹، ۳۱۲)
37	نذر لغوی (عرفی)	اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اسے نذر لغوی کہتے ہیں اس کا معنی نذرانہ ہے جیسے کہ کوئی اپنے استاد سے کہے کہ یہ آپ کی نذر ہے یہ بالکل جائز ہے یہ بندوں کی ہوسکتی ہے مگر اس کا پورا کرنا شرعاً واجب نہیں مثلاً گیارہویں شریف کی نذر اور فاتحہ بزرگان دین وغیرہ۔ (ماخوذ از جاء الحق، ص ۳۱۴)

اعلام

نمبر	نام	تعریف
1	خوردبین	ایک آلہ جس کے ذریعے چھوٹی سے چھوٹی چیز اپنی جسامت سے کئی گنا بڑی نظر آتی ہے۔
2	گوپھن	رسی کا بنا ہوا ہتھیار جس میں پتھر یا مٹی کے گولے رکھ کر اور ہاتھ سے گردش دے کر اس پتھر کو حریف (دشمن) پر مارتے ہیں، منجنیق۔
3	صہبا	ایک جگہ کا نام ہے
4	سنکھ	کئی سو پدم، سو کھرب کا ایک نیل ہوتا ہے اور سو نیل کا ایک پدم اور سو پدم کا ایک سنکھ ہوتا ہے۔

نمبر	اصطلاح	تعریف
1	عبادتِ مقصودہ	وہ عبادت جو خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، مثلاً نماز وغیرہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۱۰۱۵)
2	عبادتِ غیر مقصودہ	وہ عبادت جو خود بالذات مقصود نہ ہو بلکہ کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۱۰۱۵)
3	فرض	جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل جس میں کوئی شُبہ نہ ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱، ص۲۰۳)
4	دلیل قطعی	وہ ہے جس کا ثبوت قرآن پاک یا حدیث متواترہ سے ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱، ص۲۰۴)
5	فرض کفایہ	وہ ہوتا ہے جو کچھ لوگوں کے ادا کرنے سے سب کی جانب سے ادا ہو جاتا ہے اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوتے ہیں۔ جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔ (وقار الفتاوی، ج۲، ص۵۷)
6	واجب	وہ جس کی ضرورت دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱، ص۲۰۴)
7	دلیل ظنی	وہ ہے جس کا ثبوت قرآن پاک یا حدیث متواترہ سے نہ ہو، بلکہ احادیث احاد یا محض اقوال ائمہ سے ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱، ص۲۰۴)
8	سنت مؤکدہ	وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کے لیے کبھی ترک بھی کیا ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱، ص۲۰۴)
9	سنّتِ غیر مؤکدہ	وہ عمل جس پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مداومت (ہمیشگی) نہیں فرمائی، اور نہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی لیکن شریعت نے اس کے ترک کو ناپسند جانا ہو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ عمل کبھی کیا ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۳ و فتاوی فقیہ ملت، ج۱، ص۲۰۴)
10	مُستحب	وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۳)
11	مُباح	وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۳)
12	حرام قطعی	جس کی ممانعت دلیل قطعی سے لزوماً ثابت ہو، یہ فرض کا مقابل ہے۔ (رکن دین، ص۴، و بہار شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۳)

13	مکروہ تحریمی	جس کی ممانعت دلیل ظنی سے لزوماً ثابت ہو، یہ واجب کا مقابل ہے۔ (رکن دین، ص۴، و بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۳)
14	اِساءت	وہ ممنوع شرعی جس کی ممانعت کی دلیل حرام اور مکروہ تحریمی جیسی تو نہیں مگر اس کا کرنا برا ہے، یہ سنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (ہمارا اسلام ص۲۱۵ و بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۴)
15	مکروہ تنزیہی	وہ عمل جسے شریعت ناپسند رکھے مگر عمل پر عذاب کی وعید نہ ہو۔ یہ سنّتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۴)
16	خلاف اَولیٰ	وہ عمل جس کا نہ کرنا بہتر ہو۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۲۸۴)
17	حیض	بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو تو اسے حیض کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۷۱)
18	نِفاس	وہ خون ہے کہ جو عورت کے رحم سے بچہ پیدا ہونے کے بعد نکلتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ (نور الایضاح، ص۴۸)
19	اِستحاضہ	وہ خون جو عورت کے آگے کے مقام سے کسی بیماری کے سبب سے نکلے تو اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۷۱)
20	نجاست غلیظہ	وہ نجاست جس پر فقہا کا اتفاق ہو اور اس کا حکم سخت ہے، مثلاً گوبر، لید، پاخانہ وغیرہ۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۸۹ و ماخوذ از بدائع الصنائع ج۱ص۲۳۴)
21	نجاست خفیفہ	وہ نجاست جس میں فقہا کا اختلاف ہو اور اس کا حکم ہلکا ہے جیسے گھوڑے کا پیشاب وغیرہ۔ (بدائع الصنائع، ج۱، ص۲۳۴، و بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۸۹)
22	مَنی	وہ گاڑھا سفید پانی ہے جس کے نکلنے کی وجہ سے ذَکر کی تیزی اور انسان کی شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از تحفۃ الفقہاء، ج۱، ص۲۷)
23	مَذِی	وہ سفید رقیق (پتلا) پانی جو ملاعبت (دل لگی) کے وقت نکلتا ہے۔ (تحفۃ الفقہاء، ج۱، ص۲۷)
24	وَدِی	وہ سفید پانی جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔ (تحفۃ الفقہاء، ج۱، ص۲۷)
25	معذور	ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا تو وہ معذور ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۸۵)

26	مُباشرتِ فاحشہ	مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے۔ یا عورت، عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہو۔ (بہارشریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۰۹)
27	آبِ جارِی	وہ پانی جو تنکے کو بہا کرلے جائے۔ (بہارشریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۳۰)
28	نجاست مرئیہ	وہ نجاست جو خشک ہونے کے بعد بھی دکھائی دے۔ جیسے پاخانہ۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۳۱، ۳۳۲)
29	نجاست غیر مرئیہ	وہ نجاست جو خشک ہونے کے بعد دکھائی نہ دے۔ جیسے پیشاب۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۳۳۱، ۳۳۲)
30	مائے مُستعمَل	وہ قلیل پانی جس سے حدث دور کیا گیا ہو یا دور ہوا ہو یا بہ نیت تقرُّب استعمال کیا گیا ہو، اور بدن سے جدا ہو گیا ہو اگرچہ کہیں ٹھہرا نہیں روانی ہی میں ہو۔ (نزہۃ القاری، ج۲، ص ۵۹)
31	اِستبراء	پیشاب کرنے کے بعد کوئی ایسا کام کرنا کہ اگر کوئی قطرہ رکا ہو تو گر جائے۔ (بہارشریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۴۱۲)
32	حدثِ اصغر	جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۲۸۲)
33	حدثِ اکبر	جن چیزوں سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج۱، حصہ۲، ص ۲۸۲)

اعلام

1	ناصُور (ناسور)	وہ زخم جو ہمیشہ رِستا رہتا ہے۔ اور اچھا نہیں ہوتا، جسم میں گہرا سوراخ۔
2	کِلّی	چِچڑی (ایک کیڑا جو گائے، بھینس وغیرہ کا خون چوستا ہے)
3	جَونک	پانی کا سرخ اور سیاہ رنگ کا ایک کیڑا جو بدن سے چمٹ جاتا ہے اور خون چوستا ہے۔
4	چھچھوندر	ایک قسم کا چوہا جو رات کے وقت نکلتا ہے۔
5	زَبَرجَد	ایک سبز رنگ کا زردی مائل پتھر
6	فیروزہ	ایک پتھر جو سبز نیلا ہوتا ہے۔
7	عَقیق	ایک سرخ، زرد اور سفید رنگ کا قیمتی پتھر
8	زُمُرُّد	سبز رنگ کا قیمتی پتھر
9	یاقوت	ایک قیمتی پتھر جو سرخ، سبز، زرد اور نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔
10	عَنبَر	ایک ٹھوس مادہ جو باریک پیسنے کے بعد مہکتا ہے یا آگ پر ڈالنے سے خوشبو نکلتی ہے۔
11	کافور	سفید رنگ کا شفاف مادہ جو ایک خوشبودار درخت سے نکالا جاتا ہے۔

12	لوبان	ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے۔
13	سِیْسَہ	ایک دھات کا نام جو رانگ کی قسم سے ہے۔
14	رَانگ	ایک نرم دھات جس سے ظروف (برتنوں) پر قلعی کی جاتی ہے۔
15	پیلو	ایک درخت کا نام جس کی جڑ اور شاخوں سے مسواک بناتے ہیں۔
16	بَرَص	ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے جسم پر سفید دھبے پیدا ہو جاتے ہیں۔
17	بَرکِیچ	ایک قسم کا ٹاٹ۔
18	سُوتالی	موچی کا ایک اوزار جس سے چمڑے میں سوراخ کرتے ہیں اور اس کے کٹاؤ میں سوت یا چمڑے کی ڈوری ڈال کر سیتے ہیں۔
19	تاڑِی	ایک سفیدی مائل رس جو تاڑ کے درخت سے ٹپکتا ہے۔
20	تاڑ	ایک کھجور کی مانند ایک لمبے درخت کا نام جس سے تاڑی نکلتی ہے۔
21	جریان	ایک بیماری کا نام۔
22	بَہری	شاہین کی طرح ایک شکاری پرندہ جو اکثر کبوتروں کا شکار کرتا ہے اور شاہین کے برخلاف نیچے سے بلند ہو کر شکار کو اوپر سے پکڑتا ہے۔
23	قاز	ایک آبی پرندہ جس کا رنگ خاکی اور ٹانگیں پنڈلیوں سمیت لمبی ہوتی ہیں۔
24	شورہ	سفید رنگ کا ایک مرکب جو پانی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بارود میں استعمال ہوتا ہے۔ نمکین ہوتا ہے۔
25	گندھک	زرد رنگ کا ایک مادہ جو زمین سے نکلتا ہے۔
26	گھونگے	ایک قسم کے دریائی کیڑے کا خول جو ہڈی کی مانند سیپی یا سنکھ کی قسم سے ہے۔
27	سِیپ	ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتے ہیں۔
28	زَعفران	ایک خوشبودار پودا جس کے پھول زرد ہوتے ہیں۔
29	مُشک	وہ خوشبودار سیاہ رنگ کا مادہ جو ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔
30	کَھٹائی	میل کاٹنے کے لیے تیزاب ملا ہوا پانی۔
31	کَلی	مُثَلَّثی تراش کا کپڑا جو پاجاموں اور انگرکھوں میں ڈالتے ہیں۔
32	گِلٹ	ایک سفید نیلگوں مرکب دھات جو قلعی اور تانبے کو ملا کر تیار کی جاتی ہے۔
33	سیندھا	پہاڑی نمک

34	نارو	ایک مرض کا نام جس میں آدمی کے بدن پر دانے دانے ہو کر ان میں سے دھاگہ سا نکلا کرتا ہے

حصہ سوم (۳) کی اصطلاحات

1	مرتد	وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یو ہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۴۵۵)
2	شَفَق	شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانب مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۴۵۱)
3	صبحِ صادق	ایک روشنی ہے کہ مشرق کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں جنوباً شمالاً دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۴۴۷)
4	صبحِ کاذب	صبح صادق سے پہلے آسمان کے درمیان میں ایک دراز سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے پھر یہ سفیدی صبح صادق کی وجہ سے غائب ہو جاتی ہے اسے صبحِ کاذب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۴۴۸)
5	سایۂ اصلی	وہ سایہ جو نصفُ النَّہار کے وقت (ہر چیز کا) ہوتا ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ، حصہ ۱، ص ۴۷)
6	نِصْفُ النَّہار شرعی	طلوعِ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کے نصف کو نِصْفُ النَّہار شرعی کہتے ہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)
7	نِصْفُ النَّہار حقیقی (عرفی)	طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کے نصف کو نصف النہار حقیقی کہتے ہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)
8	ضحوۂ کبریٰ	نصف النہار شرعی کو ہی ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)
9	وقتِ اِستواء	نصف النہار کا وقت یعنی اس سے مراد ضحوۂ کبریٰ سے لے کر زوال تک پورا وقت مراد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۱۲۶، حاشیہ فتاویٰ امجدیہ، حصہ ۱، ص ۴۹)
10	خطِ استواء	وہ فرضی دائرہ جو زمین کے بیچ و بیچ قطبوں سے برابر فاصلے پر مشرق سے مغرب کی طرف کھینچا ہوا مانا گیا ہے، جب سورج اس خط پر آتا ہے تو دن رات برابر ہوتے ہیں۔ (ماخوذ اردو لغت، جلد ۸، ص ۵۹۷)
11	عرض بلد	خط استواء سے کسی بلد کی قریب ترین دوری کو عرض بلد کہتے ہیں۔

12	مثل اول	کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے ایک مثل ہو جائے۔
13	مثل ثانی	کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے دو مثل ہو جائے۔
14	اوقاتِ مکروہہ	یہ تین ہیں، طلوع آفتاب سے لے کر بیس منٹ بعد تک، غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے اور نصف النہار یعنی ضحوۂ کبریٰ سے لے کر زوال تک۔ (نماز کے احکام، ص ۱۹۷)
15	صاحب ترتیب	وہ شخص جس کی بلوغت کے بعد سے لگاتار پانچ فرض نمازوں سے زائد کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔ (ماخوذ از لغۃ الفقہا، ص ۲۶۹)
16	تثویب	مسلمانوں کو اذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اطلاع دینا تثویب ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۵، ص ۳۶۱)
17	شرط	وہ شے جو حقیقت شی میں داخل نہ ہو لیکن اس کے بغیر شے موجود نہ ہو، جیسے نماز کے لیے وضو وغیرہ۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۸۶)
18	خُنثیٰ مشکِل	جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۷، ص ۴)
19	رکن	وہ چیز ہے جس پر کسی شے کا وجود موقوف ہو اور وہ خود اس شے کا حصہ اور جز ہو جیسے نماز میں رکوع وغیرہ۔ (ماخوذ از التعریفات، باب الراء، ص ۸۲)
20	خُروج بصُنعِہ	قعدہ اخیرہ کے بعد سلام و کلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۱۶)
21	تعدِیل ارکان	رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۱۸)
22	قَومہ	رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۱۸)
23	جَلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۱۸)
24	محال عادِی	وہ شے جس کا پایا جانا عادت کے طور پر ناممکن ہو اسے محال عادی کہتے ہیں، مثلاً کسی ایسے شخص کا ہوا میں اڑنا جس کو عادۃً اڑتے نہ دیکھا گیا ہو۔ (دیکھیے تفصیل المعتقد المنتقد، ص ۲۸ تا ۳۲)
25	محال شرعی	وہ شے جس کا پایا جانا شرعی طور پر ناممکن ہو اسے محال شرعی کہتے ہیں، مثلاً کافر کا جنت میں داخل ہونا وغیرہ۔ (دیکھیے تفصیل المعتقد المنتقد، ص ۲۸ تا ۳۲)

26	طِوالِ مُفَصَّل	سورہ حجرات سے سورہ بروج تک طوال مفصل کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۴۶)
27	اوساطِ مُفَصَّل	سورہ بروج سے سورہ لَمْ یَکُنْ تک اوساط مفصل کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۴۶)
28	قصارِ مُفَصَّل	سورہ لَمْ یَکُنْ سے آخر تک قصار مفصل کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۴۶)
29	اِدْغام	ایک ساکن حرف کو دوسرے متحرک حرف میں اس طرح ملانا کہ دونوں حروف ایک مشدد حرف پڑھا جائے۔ (علم التجوید، ص ۴۱)
30	تَرْخیم	منادیٰ کے آخری حرف کو تخفیفاً گرا دینا ترخیم کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از تسہیل النحو، ص ۴۷)
31	غُنّہ	ناک میں آواز لے جاکر پڑھنا۔ (علم التجوید، ص ۳۸)
32	اِظْہار	حرف کو اس کے مَخْرَج سے بغیر کسی تغیُّر کے اور غُنّہ کے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ (علم التجوید، ص ۴۰)
33	اِخْفاء	اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت۔ (علم التجوید، ص ۴۱)
34	مدولین	واو، ی، الف ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مدولین کہتے ہیں۔ یعنی واو کے پہلے پیش اور ی کے پہلے زیر الف کے پہلے زبر
35	عاریت	دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی مَنْفَعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۱۴، ص ۵۴)
36	مُدْرِک	جس نے اول رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ (نماز) پڑھی اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۸۸)
37	لاحِق	وہ کہ (جس نے) امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۸۸)
38	مَسْبُوق	وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۸۸)
39	لاحق مسبوق	وہ ہے جس کو کچھ رکعتیں شروع میں نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۸۸)
40	تکبیراتِ تَشْریق	عرفہ یعنی نویں ذوالحجۃ الحرام کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز کے ساتھ ایک بار اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا۔ (ماخوذ از نماز کے احکام، ص ۴۴۷)

41	عملِ قلیل	جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے والا اس شک وشبہ میں پڑ جائے کہ یہ نماز میں ہے یا نہیں تو عمل قلیل ہے۔ (درمختار، ج۲،ص۴۶۴)
42	عملِ کثیر	جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے بلکہ گمان بھی غالب ہو کہ نماز میں نہیں ہے تب بھی عمل کثیر ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج۲،ص۴۶۴و۴۶۵)
43	تَصْفِیْق	سیدھے ہاتھ کی انگلیاں الٹے ہاتھ کی پشت پر مارنے کو تصفیق کہتے ہیں۔ (ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار، ج۲،ص۴۸۶)
44	اِعْتِجَار	سر پر رومال یا عمامہ اس طرح سے باندھنا کہ درمیان کا حصہ ننگا رہے تو یہ اعتجار ہے۔ (نورالایضاح،ص۹۱)
45	اِسْبَال	تہبند یا پائچے کا ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا اسبال کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۲۱،ص۳۷۶)

اعلام

1	گُلِ خیرو	ایک نیلے رنگ کا پھول جو بطورِ دوا استعمال ہوتا ہے۔
2	کُشتوں	جواہرات یا پارے کی پھنکی ہوئی شکل جو راکھ ہوجاتی ہے اور اسے بطورِ دوا استعمال کیا جاتا ہے۔
3	گوند	ایک قسم کا لیس دار مادہ جو درختوں سے نکلتا ہے۔
4	مِرگی	ایک اعصابی مرض جس میں آدمی اچانک زمین پر گر کر بے ہوش ہوجاتا ہے ہاتھ پیر ٹیڑھے ہوجاتے ہیں اور منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔
5	چاندنی	وہ سفید چادر جو دری پر بچھائی جاتی ہے۔
6	سائبان	مکان یا خیمے کے آگے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لیے ٹین کی چادریں یا پھوس (خشک گھاس) کا چھپر۔
7	انگرکھے	ایک لمبا مردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں، چولی اور دامن۔
8	ساڑیاں	ساڑی کی جمع، ایک قسم کی لمبی دھوتی جسے عورتیں آدھی باندھتی اور آدھی اوڑھتی ہیں۔
9	بانوں	مُونج (ایک قسم کی گھاس) وغیرہ کی رسی جس سے چارپائی بُنتے ہیں۔

10	بلغار	ایک ملک کا نام ہے اس کے بعض علاقوں میں سال میں کچھ راتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لئے ہوتا ہے۔

حصہ چہارم (۴) کی اصطلاحات

1	شَفعِ اوّل شفعِ ثانی	چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں کو شفع اول اور آخری دو کو شفع ثانی کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۶۹)
2	اَلْمَعْرُوْف کَالْمَشْرُوْط	یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہے یعنی جو چیز مشہور ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۱۹، ص ۵۲۸)
3	اَلْمَعْهُوْد کَالْمَشْرُوْط	یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معہود مشروط کی طرح ہے یعنی جو بات سب کے ذہن میں ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از وقار الفتاوی، ج۱، ص ۱۹۳)
4	وطنِ اصلی	وطن اصلی سے مراد کسی شخص کی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۷۵۰)
5	وطنِ اِقامت	وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۷۵۱)
6	شیخ فَانی	وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا (تو شیخ فانی ہے)۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص ۱۰۰۶)
7	مُکاتب	آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے تو ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۲، حصہ۹، ص ۲۹۲)
8	ایام تشریق	یوم نَحر (قربانی) یعنی دس ذوالحجہ کے بعد کے تین دن (۱۱ و۱۲ و۱۳) کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج۳، ص ۷۱)
9	صاحبَین	فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔ (کتب فقہ)
10	اصحاب فرائض	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا معیّن حصہ قرآن و حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، ج۳، حصہ۲۰، ص ۱۱۱۴)

11	عَصَبہ	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حصہ مقرر نہیں، البتہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد بچا ہوا مال لیتے ہیں اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو میت کا تمام مال انھی کا ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۲۰، ص ۱۱۳۰)
12	ذَوِی الْاَرْحام	قریبی رشتہ دار، اس سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۲۰، ص ۱۱۶۱)
13	لَحد	قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ بنانے کو لحد کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۴، ص ۸۴۳)
14	شُفعہ	غیر منقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اس جائیداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۱۵، ص ۲۳۳)
15	جماعت نوافل بِالتَّداعِیْ	تداعی کا لغوی معنی ہے ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا، اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ (دیکھئے تفصیل فتاوی رضویہ، ج ۷، ص ۴۳۰۔۴۳۷)
16	دارُ الْحَرب	وہ دار جہاں کبھی سلطنت اسلامی نہ ہوئی یا ہوئی اور پھر ایسی غیر قوم کا تسلّط ہو گیا جس نے شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت یک لخت اٹھا دیئے اور شعائرِ کُفر جاری کر دیئے، اور کوئی شخص اَمان اول پر باقی نہ رہے اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گھری ہوئی نہیں تو وہ دار الحرب ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۶، ص ۳۱۶، ج ۱۷، ص ۳۶۷)
☆		**دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی شرائط:** دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں (۱) اہل شرک کے احکام علی الاعلان جاری ہوں اور اسلامی احکام بالکل جاری نہ ہوں (۲) دارالحرب سے اس کا اِتّصال ہو جائے (۳) کوئی مسلم یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔ (فتاوی امجدیہ، حصہ ۳، ص ۲۳۲)
17	دارُ الاسلام	وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے ہوں تو وہ دار الاسلام ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۷، ص ۳۶۷)
18	صلوٰۃُ الاوّابین	نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۴، ص ۶۶۶)

19	تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد	کسی شخص کا مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۷۴)
20	تحیۃُ الوضو	وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۷۵)
21	نمازِ اشراق	فجر کی نماز پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے کم از کم ۲۰ منٹ بعد دو رکعت نفل ادا کرنا۔
22	نمازِ چاشت	آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک دو یا چار یا بارہ رکعت نوافل پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۷۵، ۶۷۶)
23	نمازِ واپسی سفر	سفر سے واپس آ کر مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۷۷)
24	صلاۃُ اللَّیل	ایک رات میں بعد نماز عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۷۷)
25	نمازِ تہجد	نماز عشا پڑھ کر سونے کے بعد صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے اٹھ کر نوافل پڑھنا نماز تہجد ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۷، ص ۴۴۶)
26	نمازِ استخارہ	جس کام کے کرنے نہ کرنے میں شک ہو اس کو شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا پھر دعائے استخارہ کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۸۱، ۶۸۲)
27	صَلاۃُ التَّسْبِیْح	چار رکعت نفل جن میں تین سو مرتبہ سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر پڑھا جاتا ہے۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۸۳)
28	نمازِ حاجت	کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو اس کی خاطر مخصوص طریقہ کے مطابق دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۸۵)
29	صَلاۃُ الْاَسْرَار (نمازِ غوثیہ)	غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول دو رکعت نماز جو مغرب کے بعد کسی حاجت کے لیے پڑھی جائے۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۸۶)
30	نمازِ توبہ	توبہ و اِستغفار کی خاطر نوافل ادا کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہار شریعت، ج۱، حصہ۴، ص ۶۸۷)

31	صَلاۃُ الرَّغائِب	رجب کی پہلی شب جمعہ بعد نماز مغرب کے بارہ رکعت نفل مخصوص طریقے سے ادا کرنا۔ (دیکھئے تفصیل رکن دین، ص ۱۳۵)
32	سجدۂ شکر	کسی نعمت کے ملنے پر سجدہ کرنا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۴، ص ۷۳۸)

اعلام

1	مِہرگان (مہرجان)	ماہ مہر (ساتواں شمسی مہینہ) کا سولھواں دن بعض جگہ اکیسواں درج ہے۔ جس میں پارسی (ایرانی) جشن مناتے ہیں جو چھ دن تک جاری رہتا ہے۔
2	نَیروز (نوروز)	ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی عید کا دن ہے۔
3	شور	وہ زمین جس میں نمک یا شورہ ہو، ناقابل زراعت زمین
4	کُھرپی	چھوٹا کھرپا (گھاس کھودنے کا آلہ)
5	گوکُھرو	جنگ کا ایک ہتھیار ہے جو لوہے وغیرہ سے بنا کر میدان جنگ میں بچھا دیتے ہیں اس پر آدمی یا گھوڑا چلے تو اس کے پاؤں میں گھس جاتے ہیں۔
6	سِل	ایک بیماری کا نام ہے۔
7	پوستین	کھال کا کوٹ، چمڑے کا چُغہ
8	زِرہ	فولاد کا جالی دار کُرتا جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
9	خُود	لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
10	پھوڑے (پھاوڑے)	کدال، بیلچہ، مٹی کھودنے کا آہنی آلہ۔
11	کولُو (کولھو)	تیل یا رس بیلنے کا آلہ۔
12	بیسن	چنے کا آٹا، یہ پہلے بطور صابن استعمال ہوتا تھا۔
13	کُسُم	ایک پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

حصہ پنجم (۵) کی اصطلاحات

1	حاجتِ اصلیہ	زندگی بسر کرنے میں آدمی کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ حاجت اصلیہ ہے مثلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان وغیرہ۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۸۰)
2	سائمہ	وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چَر کر گزارا کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۹۲)
3	ثَمن	بائع اور مشتری آپس میں جو طے کریں اسے ثمن کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج۷، ص۱۱۷، ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۱۸۴)
4	قیمت	کسی چیز کی وہ حیثیت جو بازار کے نرخ کے مطابق ہو اسے قیمت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۱۸۴)
5	وقف	کسی شے کو اپنی مِلک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی مِلک کر دینا اسطرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۰، ص۵۲۳)
6	صاع	ایک صاع 4 کلو میں سے 160 گرام کم اور نصف یعنی آدھا صاع 2 کلو میں سے 80 گرام کم کا ہوتا ہے۔
7	رِطل	بیس اِستار کا ہوتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۹۶)
8	اِستار	ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۹۶)
9	مِثقال	ساڑھے چار ماشہ کا وزن (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۹۶)
10	ماشہ	۸ رتی کا وزن (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۹۸)
11	رتی	آٹھ چاول کا وزن (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۹۸)
12	تولہ	بارہ ماشے کا وزن (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۹۶)
13	طلاق بائن	وہ طلاق جس کی وجہ سے عورت مرد کے نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۸، ص۱۱۱)
14	خُلع	عورت سے کچھ مال لے کر اس کا نکاح زائل کر دینا خلع کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۲، حصہ۸، ص۱۹۴)

15	دَینِ قوی	وہ دین جسے عرف میں دست گرداں کہتے ہیں جیسے قرض، مال تجارت کا ثمن وغیرہ۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص ۹۰۵)
16	دَینِ متوسط	وہ دین جو کسی مال غیر تجارتی کا بدل ہو، مثلاً گھر کا غلہ یا کوئی اور شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور اس کے دام خریدار پر باقی ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص ۹۰۶)
17	دَینِ ضعیف	وہ دین جو غیر مال کا بدل ہو مثلاً بدلِ خلع وغیرہ۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص ۹۰۶)
18	عاشر	جسے بادشاہ اسلام نے راستہ پر مقرر کردیا ہو کہ تجار جو اموال لے کر گزریں، ان سے صدقات وصول کرے۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص ۹۰۹)
19	اجارہ	کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ (بہار شریعت، ج۳، حصہ۱۴، ص ۱۰۷)
20	اجارہ فاسد	اس سے مراد وہ عقد فاسد ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے موافق شرع ہو مگر اس میں کوئی وصف ایسا ہو جس کی وجہ سے (عقد) نامشروع ہو مثلاً مکان کرایہ پر دینا اور مرمت کی شرط مُستاجر (اجرت پر لینے والے) کے لیے لگانا یہ اجارہ فاسد ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۳، حصہ۱۴، ص ۱۴۰، ۱۴۲)
21	خیارِ شرط	بائع اور مشتری کا عقد میں یہ شرط کرنا کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیار شرط کہتے ہیں (ماخوذ از بہار شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص ۶۴۷)
22	دَینِ مِیعادی	ایسا قرض جس کے ادا کرنے کا وقت مقرر ہو۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص ۲۴۷)
23	دَینِ مُعَجَّل	وہ قرض جس میں قرض دہندہ (قرض دینے والے) کو ہر وقت مطالبے کا اختیار ہوتا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص ۲۴۷)
24	ایامِ مَنہِیّہ	یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن کہ ان میں روزہ رکھنا منع ہے اسی وجہ سے انھیں ایام منہیہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص ۱۰۱۵)
25	ایامِ بِیض	چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے دن۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص ۱۰۱۲)
26	خیارِ رؤیت	مشتری کا بائع سے کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنا اور دیکھنے کے بعد اس چیز کے پسند نہ آنے پر بیع کے فسخ (ختم) کرنے کے اختیار کو خیار رؤیت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص ۶۶۱)

27	خیارِ عیب	بائع کا مبیع کو عیب بیان کیے بغیر بیچنا یا مشتری کا ثمن میں عیب بیان کیے بغیر چیز خریدنا اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس چیز کے واپس کردینے کے اختیار کو خیارِ عیب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۲، حصہ۱۱، ص۶۷۳)
28	خراج مُقاسمہ	اس سے مراد یہ ہے کہ پیداوار کا کوئی آدھا حصہ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہا مقرر ہو۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۳۷)
29	خراج مؤظف	اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مقدار معیّن لازم کردی جائے خواہ روپے یا کچھ اور جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۳۷)
30	ذمی	اس کافر کو کہتے ہیں جس کے جان و مال کی حفاظت کا بادشاہ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذمہ لیا ہو۔ (فتاوی فیض الرسول، ج۱، ص۵۰۱)
31	مستامن	اس کافر کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے امان دی ہو۔ (فتاوی فیض الرسول، ج۱، ص۵۰۱)
32	بیگھہ	زمین کا ایک حصہ یا ٹکڑا جس کی پیمائش عموماً تین ہزار پچیس (۳۰۲۵) گز مربع ہوتی ہے، (اردو لغت، ج۲، ص۱۵۶۰) چار کنال، ۸۰ مرلے۔ (فیروز اللغات، ص۲۷۱)
33	جَرِیب	جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول اور ۳۵ گز عرض ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۳۹)
34	بیع وفا	اس طور پر بیع کرنا کہ جب بائع مشتری کو ثمن واپس کرے تو مشتری مبیع کو واپس کردے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۰)
35	فقیر	وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی مقدار ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں استعمال ہو رہا ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۴)
36	مسکین	وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۴)
37	عامِل	وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکاۃ اور عُشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۴)
38	غارِم	اس سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۶)
39	اِبْن سَبِیْل	ایسا مسافر جس کے پاس مال نہ رہا ہو اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو۔ (بہار شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۶)

40	مہرِ معجّل	وہ مہر جو خلوت سے پہلے دینا قرار پائے۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۷، ص ۷۵)
41	مہرِ موَجّل	وہ مہر جس کے لیے کوئی میعاد (مدت) مقرر ہو۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۷، ص ۷۵)
42	بنی ہاشم	ان سے مراد حضرت علی وجعفر وعقیل اور حضرت عباس وحارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۳۱)
43	اُمِّ وَلَد	وہ لونڈی جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۲۹۴)
44	صومِ داوٗد علیہ السلام	اس سے مراد ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۶۶)
45	صومِ سکوت	ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۶۶)
46	صومِ وِصال	روزہ رکھ کر افطار نہ کرنا اور دوسرے دن پھر روزہ رکھنا (صومِ وصال ہے)۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۶۶)
47	صومِ دَہر	یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا۔ (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۶۶)
48	یَوْمُ الشّک	وہ دن جو انتیسویں شعبان سے متصل ہوتا ہے اور چاند کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اس تاریخ کے معلوم ہونے میں شک ہوتا ہے یعنی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تیس شعبان ہے یا یکم رمضان۔ اسی وجہ سے اسے یوم الشک کہتے ہیں۔ (ماخوذ از نور الایضاح، کتاب الصوم، ص ۱۵۴)
49	مَسْتُور	پوشیدہ، مخفی، وہ شخص جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہو مگر باطن کا حال معلوم نہ ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۷۶)
50	شہادۃ علی الشہادۃ	اس سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو گواہوں نے خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا انھوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۴۰۶)
51	اکراہِ شرعی	اکراہ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو فلاں کام نہ کرے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا، تو یہ اکراہ شرعی ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۱۵، ص ۱۸۸)
52	مسجدِ بیت	گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر کی جائے اسے مسجد بیت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۲۲، ص ۴۷۹)

53	ظِہار	اپنی زوجہ یا اس کے کسی جز وشائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تَشْبِیْہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو۔ مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۲۰۵)

اعلام

1	گنجا سانپ	سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔
2	جھاؤ	ایک قسم کا پودا جو دریاؤں کے کنارے پر اُگتا ہے جس سے ٹوکریاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔
3	خطمی	ایک پودا جس کے پتے بڑے اور کھردرے اور پھول سرخ، سفید اور مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، گُل خیرو
4	چُرٹ	تمباکو کے خشک پتوں کو مقررہ طریقے سے تہ بہ تہ لپیٹ کر بنائی ہوئی بتی جو سگریٹ کی طرح پی جاتی ہے۔
5	اَلسی	ایک پودا اور اس کے بیج کا نام اس کا تیل جلانے وغیرہ کے کام آتا ہے۔
6	علم ہیأت	وہ علم جس میں چاند، سورج، ستاروں، سیاروں کے طلوع وغروب، کیفیت ووضع، سمت ومقام کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔
7	تَوقِیت	وہ علم ہے جس کی مدد سے دنیا کے کسی بھی مقام کے لیے طلوع، غروب، صبح اور عشاء وغیرہ کے اوقات معلوم کیے جاتے ہیں۔
8	قمری سال	وہ سال جس کے مہینے چاند کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔ جیسے محرم الحرام، ربیع الاول۔
9	ٹِیڑی (ٹِڈی)	ایک قسم کا پَر دار کیڑا جو اکثر زراعت کو نقصان پہنچاتا ہے اس کیڑے کی فوج کی فوج فصل پر حملہ کرتی ہے جسے دَل کہتے ہیں۔
10	اولا	بخارات کے قطرے جو بارش کے ساتھ برف کی شکل میں آسمان سے گرتے ہیں۔
11	ککڑی	ایک قسم کی لمبی اور سبز ترکاری
12	کُندر	ایک قسم کی ترکاری
13	میتھی	ایک قسم کا خوشبودار ساگ
14	بِہی	ایک پھل کا نام ہے جو ناشپاتی کے مشابہ ہوتا ہے۔
15	بَید	ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں نہایت لچکدار ہوتی ہیں۔

16	زِفت	ایک قسم کا سیاہ روغن جسے تارکول کہتے ہیں۔
17	نِفط	وہ تیل جو پانی کے اوپر آجاتا ہے۔
18	جنتریوں	جنتری کی جمع، وہ کتابیں جن میں نجومی ستاروں کی گردش کا سالانہ حال تاریخ وار درج کرتے ہیں۔
19	بِنتِ مخاض	اونٹ کا مادہ بچہ جو ایک سال کا ہو چکا ہو، دوسرے برس میں ہو۔
20	بنت لَبُون	اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا ہو اور تیسرے برس میں ہو۔
21	حِقَّہ	اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی ہو، چوتھے سال میں ہو۔
22	جذعہ	چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں ہو۔
23	تَبِیْع	سال بھر کا بچھڑا
24	تبیعَہ	سال بھر کی بچھیا
25	مُسِن	دو سال کا بچھڑا
26	مُسِنَّہ	دو سال کی بچھیا

حصہ ششم (۶) کی اصطلاحات

1	اشہرِ حج	حج کے مہینے یعنی شَوَّالُ الْمُکَرَّم وذُو الْقَعْدہ دونوں مکمل اور ذُو الْحِجَّہ کے اِبتدائی دَس دِن۔ (رفیق الحرمین، ص۵۸)
2	احرام	جب حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہیں، تو بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اس کو ''احرام'' کہتے ہیں اور مجازاً ان بغیر سلی چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے جنھیں مُحرِم استعمال کرتا ہے۔ (ایضاً)
3	تلبیہ	یعنی لَبَّیْک ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک... الخ پڑھنا۔ (ایضاً)
4	اِضطِباع	احرام کی اوپر والی چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اس طرح الٹے کندھے پر ڈالنا کہ سیدھا کندھا کھلا رہے۔ (ایضاً)
5	رَمَل	اَکڑ کر شانے (کندھے) ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہوئے قدرے (یعنی تھوڑا) تیزی سے چلنا۔ (ایضاً)
6	طواف	خانۂ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا، ایک چکر کو ''شَوط'' کہتے ہیں، جمع ''اَشواط''۔ (ایضاً)

7	مَطاف	جس جگہ میں طواف کیا جاتا ہے۔ (ایضاً،ص۵۹)
8	طوافِ قُدوم	مَکّۂ مُعَظَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیمًا میں داخِل ہونے پر کیا جانے والا وہ پہلا طواف جو کہ ''اِفراد'' یا ''قِران'' کی نیّت سے حج کرنے والوں کے لئے سنّتِ مُؤکّدہ ہے۔ (ایضاً)
9	طوافِ زِیارۃ	اِسے طوافِ اِفاضہ بھی کہتے ہیں، یہ حج کا رُکن ہے، اِس کا وَقت 10 ذُوالْحِجَّۃِ الحرام کی صبحِ صادِق سے 12 ذُوالْحِجَّۃِ الحرام کے غُروبِ آفتاب تک ہے مگر 10 ذُوالْحِجَّۃِ الحرام کو کرنا اَفضل ہے۔ (ایضاً)
10	طوافِ وداع	اسے ''طوافِ رُخصت'' اور ''طوافِ صَدَر'' بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کے بعد مَکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیمًا سے رُخصت ہوتے وَقت ہر آفاقی حاجی پر واجِب ہے۔ (ایضاً)
11	طوافِ عُمرہ	یہ عُمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔ (ایضاً)
12	اِستِلام	حَجَرِ اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر ہاتھ یا لکڑی کو چوم لینا یا ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے اُنہیں چوم لینا۔ (ایضاً)
13	سَعْی	''صَفا'' اور ''مَروَہ'' کے مابَین (یعنی درمیان) سات پھیرے لگانا (صَفا سے مَروہ تک ایک پھیرا ہوتا ہے یوں مَروہ پر سات چکّر پورے ہوں گے) (ایضاً)
14	رَمْی	جمرات (یعنی شیطانوں) پر کنکریاں مارنا۔ (ایضاً،ص۶۰)
15	حَلْق	احرام سے باہر ہونے کے لئے حدودِ حرم ہی میں پورا سر منڈوانا۔ (ایضاً)
16	قَصْر	چوتھائی ($\frac{1}{4}$) سر کا ہر بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کتروانا۔ (ایضاً)
17	مسجِدُ الحرام	مَکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیمًا کی وہ مسجد جس میں کعبۂ مُشَرَّفہ واقع ہے۔ (ایضاً)
18	بابُ السّلام	مسجِدُ الحرام کا وہ دَروازۂ مُبارَکہ جس سے پہلی بار داخِل ہونا افضل ہے اور یہ جانِبِ مشرق واقع ہے۔ (اب یہ عُموماً بندر ہتا ہے) (ایضاً)
19	کعبہ	اِسے ''بَیْتُ اللّٰہ'' بھی کہتے ہیں یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا گھر۔ یہ پوری دُنیا کے وَسط (یعنی بیچ) میں واقع ہے اور ساری دُنیا کے لوگ اِسی کی طرف رُخ کر کے نَماز ادا کرتے ہیں اور مسلمان پروانہ وار اِس کا طواف کرتے ہیں۔ (ایضاً)
20	رُکنِ اَسْوَد	جُنُوب و مشرق (SOUTH EAST) کے کونے میں واقع ہے، اِسی میں جنّتی پتّھر ''حَجَرِ اَسوَد'' نَصب ہے (ایضاً)

21	رُکنِ عراقی	یہ عراق کی سَمت شِمال مشرقی (NORTH-EASTERN) کونا ہے۔ (ایضاً)
22	رُکنِ شامی	یہ ملکِ شام کی سمت شمال مغرِبی (NORTH-WESTERN) کونا ہے۔ (ایضاً)
23	رُکنِ یَمانی	یہ یمن کی جانب مغرِبی (WESTERN) کونا ہے (ایضاً،ص۶۱)
24	بابُ الکعبہ	رکن اسود اور رکن عراقی کے بیچ کی مشرقی دیوار میں زمین سے کافی بلند سونے کا دروازہ ہے۔ (ایضاً)
25	مُلْتَزَم	رکن اسود اور باب الکعبہ کی درمیانی دیوار۔ (ایضاً)
26	مُسْتَجار	رکن یمانی اور شامی کے بیچ میں مغربی دیوار کا وہ حصہ جو "ملتزم" کے مقابل یعنی عین پیچھے کی سیدھ میں واقع ہے۔ (ایضاً)
27	مُسْتَجاب	رُکنِ یَمانی اور رُکنِ اَسْوَد کے بیچ کی جُنُوبی دیوار یہاں ستّر ہزار فِرِشتے دُعا پر امین کہنے کے لئے مقرّر ہیں۔ اسی لئے سَیِّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے اِس مقام کا نام "مُستجاب" (یعنی دُعا کی مقبولیّت کی جگہ) رکھا ہے۔ (ایضاً)
28	حَطِیم	کعبۂ مُعَظَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کی شمالی دیوار کے پاس نِصف (یعنی آدھے) دائرے (HALF CIRCLE) کی شکل میں فَصِیل (یعنی باؤنڈری) کے اندر کا حصّہ۔ "حطیم" کعبہ شریف ہی کا حصّہ ہے اور اُس میں داخل ہونا عین کعبۃُ اللّٰہ شریف میں داخل ہونا ہے۔ (ایضاً)
29	مِیزابِ رَحمت	سونے کا پَرنالہ یہ رُکنِ عراقی وشامی کی شمالی دیوار کی چھت پر نَصب ہے اِس سے بارِش کا پانی "حطیم" میں نچھاوَر ہوتا ہے۔ (ایضاً)
30	مَقامِ اِبراہیم	دروازۂ کعبہ کے سامنے ایک قُبّے (یعنی گنبد) میں وہ جنّتی پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے کعبہ شریف کی عمارت تعمیر کی اور یہ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا زِندہ مُعجِزہ ہے کہ آج بھی اِس مُبارَک پتھر پر آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قدمَین شریفَین کے نَقش موجود ہیں۔ (ایضاً،ص۶۲)
31	بِئرِ زَم زَم	مَکّۂ مُعظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کا وہ مقدّس کُنواں جو حضرتِ سیِّدُنا اِسمٰعیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے عالمِ طُفولیّت (یعنی بچپن شریف) میں آپ کے ننھے ننھے مُبارَک قدموں کی رَگڑ سے جاری ہوا تھا۔ (تفسیر نعیمی ج ا ص ۶۹۴) اِس کا پانی دیکھنا، پینا اور بدن پر ڈالنا ثواب اور بیماریوں کے لئے شِفا ہے۔ یہ مُبارَک کنواں مقامِ ابراہیم سے جُنُوب میں واقع ہے۔ (اب کُنویں کی زیارت نہیں ہوسکتی) (رفیق الحرمین ص ۶۱)
32	بابُ الصَّفا	مسجد الحرام کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کے نزدیک "کوہ صفا ہے"۔ (ایضاً)

33	کوہِ صفا	کَعْبۂ مُعَظَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کے جُنوب میں واقع ہے۔ (ایضاً)
34	کوہِ مَروہ	کوہ صفا کے سامنے واقع ہے۔ (ایضاً)
35	مِیلَین اَخْضَرَین	یعنی ''دو سبز نشان''۔ صَفا سے جانِب مروہ کچھ دُور چلنے کے بعد تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دونوں طرف کی دیواروں اور چھت میں سبز لائٹیں لگی ہوئی ہیں۔ ان دونوں سبز نشانوں کے دَرمیان دَورانِ سَعْی مَردوں کو دوڑنا ہوتا ہے۔ (ایضاً، ص۶۳)
36	مَسْعٰی	میلین اخضرین کا درمیانی فاصلہ جہاں دوران سعی مرد کو دوڑنا سنت ہے۔ (ایضاً)
37	مِیقات	اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مَکَّۂ مُعَظَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا جانے والے آفاقی کو بغیر اِحرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں، چاہے تجارت یا کسی بھی غرض سے جاتا ہو، یہاں تک کہ مَکَّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کے رہنے والے بھی اگر میقات کی حُدُود سے باہَر (مَثَلاً طائِف یا مدینۂ منوَّرہ) جائیں تو اُنھیں بھی اَب بغیر اِحرام مَکّۂ پاک زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا آنا ناجائز ہے۔ (ایضاً)
38	ذُوالحُلَیْفہ	مدینہ شریف سے مَکّۂ پاک کی طرف تقریباً 10 کلومیٹر پر ہے جو مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی طرف سے آنے والوں کے لئے ''میقات'' ہے۔ اَب اِس جگہ کا نام ''اَبیارِ علی'' کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ہے۔ (ایضاً)
39	ذاتِ عِرق	عراق کی جانب سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (ایضاً، ص۶۴)
40	یَلَمْلَم	یہ اہلِ یمن کی میقات ہے اور پاک و ہندوالوں کے لئے میقات یَلَمْلَم کی مُحاذات ہے۔ (ایضاً)
41	جُحْفہ	ملک شام کی طرف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔ (ایضاً)
42	قَرْنُ الْمَنازِل	نجد (موجودہ ریاض) کی طرف آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔ (ایضاً)
43	آفاقی	وہ شخص جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو۔ (ایضاً)
44	تَنْعِیم	حُدودِ حرم سے خارج وہ جگہ جہاں سے مَکَّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں قِیام کے دَوران عُمرے کے لئے اِحرام باندھتے ہیں اور یہ مقام مسجدُ الحرام سے تقریباً 7 کلومیٹر جانِب مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا ہے، اب یہاں مسجدِ عائشہ بنی ہوئی ہے۔ اِس جگہ کو عوام ''چھوٹا عُمرہ'' کہتے ہیں۔ (ایضاً)
45	جِعرانہ	حُدودِ حرم سے خارج مَکَّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے تقریباً 26 کلومیٹر دُور طائِف کے راستے پر واقع ہے۔ یہاں سے بھی دَورانِ قِیامِ مَکّہ شریف عُمرے کا اِحرام باندھا جاتا ہے۔ اِس مقام کو عوام ''بڑا عُمرہ'' کہتے ہیں۔ (ایضاً، ص۶۵)

46	حَرَم	**مَکّۂ مُعَظَّمہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیمًا کے چاروں طرف مِیلوں تک اِس کی حُدُود ہیں اور یہ زمین حُرمَت و تقدُّس کی وجہ سے ''حَرَم'' کہلاتی ہے۔ ہر جانب اِس کی حُدُود پر نشان لگے ہیں۔ حرم کے جنگل کا شکار کرنا نیز خودرَو دَرَخت اور تَر گھاس کاٹنا، حاجی، غیرِ حاجی سب کے لئے حرام ہے۔ جو شخص حُدُودِحَرَم میں رہتا ہوا سے ''حَرَمی'' یا ''اَہلِ حَرَم'' کہتے ہیں۔ (ایضاً،ص٦٤)
47	حِل	حُدُودِحَرَم کے باہَر سے مِیقات تک کی زمین کو ''حِل'' کہتے ہیں۔ اِس جگہ وہ چیزیں حَلال ہیں جو حَرَم کی وجہ سے حُدودِحَرَم میں حرام ہیں۔ زمینِ حِل کا رہنے والا ''حِلّی'' کہلاتا ہے۔ (ایضاً)
48	مِنٰی	**مسجدُ الحرام** سے پانچ کلومیٹر پر وہ وادی جہاں حاجی صاحِبان ایامِ حج میں قِیام کرتے ہیں۔ ''مِنٰی'' حَرَم میں شامل ہے۔ (ایضاً،٦٥)
49	جَمرات	مِنٰی میں واقع تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ پہلے کا نام **جَمْرَۃُ الْاُخریٰ** یا **جَمْرَۃُ الْعَقَبہ** ہے۔ اِسے بڑا شیطان بھی بولتے ہیں۔ دوسرے کو **جَمْرَۃُ الْوُسْطٰی** (مَنجھلا شیطان) اور تیسرے کو **جَمْرَۃُ الْاُولٰی** (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔ (ایضاً)
50	عَرَفات	مِنٰی سے تقریباً گیارہ کلومیٹر دُور میدان جہاں 9 **ذُوالْحِجَّہ** کو تمام حاجی صاحِبان جمع ہوتے ہیں۔ عَرَفات شریف حُدودِحَرَم سے خارِج ہے۔ (ایضاً)
51	جَبَلِ رَحمت	عَرَفات شریف کا وہ مقدّس پہاڑ جس کے قریب وُقوف کرنا افضل ہے۔ (ایضاً)
52	مُزدَلِفہ	''مِنٰی'' سے عَرَفات کی طرف تقریباً 5 کلومیٹر پر واقع میدان جہاں عَرَفات سے واپَسی پر رات بسر کرنا سُنّتِ مُؤکَّدہ اور صبحِ صادِق اور طلوعِ آفتاب کے دَرمِیان کم اَز کم ایک لمحہ وُقوف واجِب ہے۔ (ایضاً،ص٦٦)
53	مُحَسِّر	مُزدَلِفہ سے ملا ہوا میدان، یہیں اَصحابِ فِیل پر عذاب نازِل ہوا تھا۔ لِہٰذا یہاں سے گزرتے وقت تیزی سے گزرنا اور عذاب سے پناہ مانگنی چاہیے۔ (ایضاً)
54	بطنِ عُرَنہ	عرفات کے قریب ایک جنگل جہاں حاجی کا وقوف درست نہیں۔ (ایضاً)
55	مَدْعٰی	مسجِدِ حرام اور **مَکّۂ مکرّمہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیمًا کے قبرِستان ''جَنَّۃُ الْمَعْلٰی'' کے مابَین (کی درمیانی) جگہ جہاں دعا مانگنا مُستَحب ہے۔ (ایضاً)
56	دَم	یعنی ایک بکرا (اس میں نر، مادہ، دنبہ، بھیڑ، نیز گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ سب شامل ہیں)۔ (ایضاً،ص٢٢٨)

57	بَدَنہ	یعنی اونٹ یا گائے۔ یہ تمام جانوران ہی شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۲۲۸)
58	صدقہ	یعنی صدقہ فطر کی مقدار (آج کل کے حساب سے دو کلو تقریباً پچاس گرام گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کی رقم یا اس کے دگنے جو یا کھجور یا اس کی رقم)۔ (ایضاً)
59	مرضُ الموت	کسی مرض کے مرض الموت ہونے کے لیے دو باتیں شرط ہیں۔ ایک یہ کہ اس مرض میں خوف ہلاک واندیشۂ موت قوت وغلبہ کے ساتھ ہو، دوم یہ کہ اس غلبۂ خوف کی حالت میں اس کے ساتھ موت متصل ہو اگرچہ اس مرض سے نہ مرے، موت کا سبب کوئی اور ہو جائے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۲۵، ص ۴۵۷)
60	مُدَبَّر	وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (بہارشریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۲۹۰)
61	حجِ بدل	نیابۃً (نائب بن کر) دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض کو ساقط کرے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۶۵۹)
62	نَحر	اونٹ کو کھڑا کر کے سینے میں گلے کی انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارنا اس کو نحر کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۶، ص ۱۱۴۱)
63	اِلمامِ صحیح	متمتّع کا عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جانا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۶، ص ۱۱۵۸)
64	جُرمِ غیر اختیاری	اگر بیماری، سخت سردی، سخت گرمی، پھوڑے اور زخم یا جوؤں کی شدید تکلیف کی وجہ سے کوئی جرم ہوا تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۶، ص ۱۱۶۲)
65	چار پہر	اس سے مراد ایک دن یا ایک رات کی مقدار ہے مثلاً طلوع آفتاب سے غروب آفتاب اور غروب آفتاب سے طلوع آفتاب یا دوپہر سے آدھی رات یا آدھی رات سے دوپہر تک۔ (حاشیہ فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۵۷)
66	مُحْصَر	جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کر سکا، اسے مُحصَر کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۶، ص ۱۱۹۵)
67	ہَدی	اس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لیے حرم کو لے جایا جائے۔ (بہارشریعت، ج ۱، حصہ ۶، ص ۱۲۱۳)
68	مُد	ایک پیمانہ جو وزن میں دو رطل ہوتا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
69	حجِ قِران	حج وعمرہ (دونوں) کے احرام کی نیت کرے اسے قران کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو قارِن کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۸۱۴)

70	حجِ تمتّع	مکہ معظمہ میں پہنچ کر اشہرالحج (یکم شوال سے دس ذی الحجہ) میں عمرہ کرکے وہیں سے حج کا احرام باندھے۔ اسے تمتع کہتے ہیں اوراس حج کرنے والے کو متمتّع کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۸۱۴)
71	حجِ افراد	جس میں صرف حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج افراد کہتے ہیں اوراس حج کرنے والے کو مُفرِد کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۸۱۳)
72	زادِراہ	توشہ اور سواری، اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت یعنی مکان ولباس اور خانہ داری کے سامان وغیرہ اور قرض سے اتنی زائد ہوں کہ سواری پر جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، حصہ ۶، ص ۱۰۳۹، ۱۰۴۰)
73	جِنایت	اس سے مراد وہ فعل ہے جو حَرم یا اِحْرام کی وجہ سے منع ہو۔ جیسے احرام کی حالت میں شکار کرنا، حرم میں کسی جانور کو قتل کرنا۔ (ماخوذ از درمختار، ج۳،ص۶۵۰)
74	ذی الحلیفہ	مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے، یہی اصح ہے (مرقاۃ)

اعلام

1	قُطب نما	وہ آلہ جس سے قطب کی سمت معلوم کی جاتی ہے۔
2	شُبری	حجاز مقدس کا ایک قسم کا مَحمَل (کجاوا)۔
3	پارہ	ایک رقیق اور ہروقت متحرک رہنے والی دھات جو سفید اور بھاری ہوتی ہے۔
4	مَشعرِ حرام	مزدلفہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے جسے جبل قُزح بھی کہتے ہیں۔
5	صَندل	ایک قسم کی خوشبودار لکڑی
6	بیلے	یاسمین، چنبیلی کی قسم کا ایک پھول
7	چمیلی	(چنبیلی) ایک سفید یا زرد رنگ کا خوشبودار پھول۔
8	جُوہی	چنبیلی جیسے خوشبودار پھول جو اس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔
9	خمیرہ تمباکو	ایک قسم کا خوشبودار پینے کا تمباکو
10	گھونس	چوہے کی طرح کا ایک جانور جو چوہے سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔
11	بجو	ایک قسم کا گوشت خور جانور جو دن بھر بلوں میں رہتا ہے اور رات کو باہر نکلتا ہے اسکی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

12	تیندوا	بھیڑیئے اور چیتے کے باہم اختلاط سے پیدا ہوتا ہے اس کا مزاج چیتے جیسا اور عادات کتے جیسی ہوتی ہیں۔
13	گُلِ بَنَفْشہ	بنفشہ کا پھول جو ہلکا نیلا یا اودے رنگ کا ہوتا ہے اور بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔
14	گاؤزبان	ایک بُوٹی جس کے پتوں پر گائے کی زبان کی طرح کے ابھار ہوتے ہیں۔
15	مُلیٹھی	ایک درخت کی جڑ جو کھانسی اور گلے کی سوزش کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
16	ہَلیلہ سیاہ	سیاہ ہڑ ایک قسم کا کسیلا (تُرش) پھل کا نام جسے خشک کر کے بطور دوا استعمال کرتے ہیں۔
17	پیپر منٹ	سَت پودینہ (پودینہ کا عرق) کی گولیاں
18	کُھنبی (کُھمبی)	ایک قسم کی سفید نباتات جو اکثر برسات میں از خود پیدا ہو جاتی ہے اور اسے تل کر کھاتے ہیں۔
19	زَنجبیل	سونٹھ (سوکھی ادرک)
20	سُتلی	سَن (ایک پودا کا نام جس کی چھال سے رسیاں بنتی ہیں) کی باریک ڈوری، رسی۔
21	چیڑ	ایک اونچا جنگلی درخت جس کی لکڑی، عمارت، سامان آرائش، اور صندوق وغیرہ بنانے میں کام آتی ہے۔
22	عِطر دانہ	وہ صندوقچی یا برتن جس میں عطر کی شیشیاں رکھی جاتی ہیں۔
23	ہَمیانی	روپیہ پیسہ رکھنے کی پتلی تھیلی خصوصاً وہ تھیلی جو حالت سفر میں کمر سے باندھی جاتی ہے
24	سینی	دھات کا بنا ہوا خوان (تھال)
25	ہَرتال	نورہ (بال صفا پوڈر)
26	قِندیل	ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔
27	شُقْدُف	یعنی دو چارپائیاں جو اونٹ کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں ہر ایک میں ایک شخص بیٹھتا ہے۔
28	تِلْیِیں	تِل کی جمع ایک قسم کا تخم جس سے تیل نکلتا ہے۔
29	سُونڈیاں	سونڈی کی جمع ایک چھوٹا کیڑا جو اناج میں لگ جاتا ہے۔ پتوں کا رس چُوسنے والا کیڑا
30	بَڑیاں	بڑی کی جمع مونگ یا اُڑد (ماش) کی دال کی ٹکیاں جن سے سالن پکاتے ہیں
31	مَلاگیری	صندل کے رنگ سے مشابہ ایک رنگ جو خوشبودار ہوتا ہے۔
32	کیسَر	زرد رنگ کا ایک نہایت خوشبودار پھول
33	جاوِتری	جائفل (ایک پھل جو دواؤں اور کھانوں میں استعمال ہوتا ہے) کا پوست۔

34	کَھلی	تِلہن (غلہ جس سے تیل نکالا جائے) یا سرسوں کا پھوک
35	نارنگی	ایک خوش رنگ پھل جو عموماً کھٹ مٹھا ہوتا ہے (سنگترے سے چھوٹا)
36	کاہو	ایک قسم کا ساگ اور اس کا بیج جو بہت چھوٹا ہوتا ہے اور اکثر اس کا تیل دماغ کی خشکی کو دور کرنے کے لیے دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔
37	کامران	ایک جگہ کا نام ہے۔
38	جَنَّۃُ المَعْلٰی	جنت البقیع کے بعد مکہ مکرمہ میں جَنَّۃُ المعلٰی دنیا کا سب سے افضل ترین قبرستان ہے یہاں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور کئی صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء وصالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات مقدسہ ہیں۔
39	وادی مُحَصَّب	جَنَّۃُ المعلٰی کہ مکہ معظمہ کا قبرستان ہے اس کے پاس ایک پہاڑ ہے اور دوسرا پہاڑ اس پہاڑ کے سامنے مکہ کو جاتے ہوئے داہنے ہاتھ پر نالہ کے پیٹ سے جدا ہے ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کا نالہ وادی محصب ہے۔
40	مَسْجِدُ الْجِن	یہ مسجد جَنَّۃُ المعلٰی کے قریب واقع ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز فجر میں قرآن پاک کی تلاوت سن کر یہاں جنات مسلمان ہوئے تھے۔
41	جَبلِ ثَور	یہ وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے غار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفیق خاص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت کے وقت تین رات قیام پذیر رہے۔ یہ غار مبارک مکہ مکرمہ کی دائیں جانب مَسفلہ (ایک محلّہ خانہ کعبہ کے حصہ دیوار مستجار کی جانب واقع ہے) کی طرف کم وبیش چار کلومیٹر پر واقع ہے۔
42	جَبل اَبِی قُبَیس	یہ مقدس پہاڑ بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے کوہ صفا کے قریب واقع ہے۔
43	بابُ الحَذُورَہ	مسجد الحرام میں ایک دروازے کا نام ہے۔
44	جَمْرہ	منیٰ اور مکہ کے بیچ میں تین ستون بنے ہوئے ہیں ان کو جَمْرہ کہتے ہیں، پہلا جو منیٰ سے قریب ہے جمرۂ اولی کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرۂ وسطی اور اخیر کا مکہ معظمہ سے قریب ہے جمرۃ العقبٰی کہلاتا ہے۔

الف

نمبر شمار	الفاظ	معانی	نمبر شمار	الفاظ	معانی
1	ابدی	جو ہمیشہ رہے	55	اِدراک	احاطہ کرنا، پانا، دریافت کرنا
2	اِجمالاً	مختصراً	56	اُلوہیت	الٰہ ہونا، معبود ہونا
3	ازلی	جو ہمیشہ سے ہو	57	اخلاق فاضلہ	اچھی عادتیں
4	اخلاق رذیلہ	بری عادتیں	58	ابوالبشر	سب انسانوں کے باپ مراد حضرت آدم علیہ السلام
5	اوتر	شمال			
6	اِستِہزا	ہنسی، مذاق، ٹھٹھا کرنا	59	اِصلاح پذیر	اصلاح قبول کرنے والا
7	اُولُوا العزم	بلند و بالا، عزت وعظمت اور حوصلہ والے	60	احکامِ تبلیغیہ	احکام شریعت
8	اِنس	انسان	61	اعتقادِ عظمت	قدر و منزلت کا عقیدہ
9	افضل العبادات	تمام عبادتوں سے افضل	62	احکام تشریعیہ	شرعی احکام
10	اَکارت	ضائع، برباد	63	اَلم	درد
11	اَدق	نہایت مشکل	64	اجزائے اصلیہ	اصلی اجزا
12	انگشتری	انگوٹھی	65	ابدالاباد	ہمیشہ
13	اَخبثُ الناس	لوگوں میں خبیث ترین	66	ازل	جو ہمیشہ سے ہو
14	اِعادہ	دوبارہ ادا کرنا	67	التفات	متوجہ ہونا
15	اندیشہ	فکر، خوف، خیال	68	اتصال	ملاپ، نزدیکی
16	اتباع	پیروی کرنا	69	اکڑوں بیٹھنا	تلووں کے بَل اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے کھڑے رہیں
17	اوجھل	پوشیدہ، پردہ، غائب			
18	اَغل بَغل	آس پاس	70	اُلجھن	پریشانی، کش مکش
19	ایندھن	جلانے کی چیزیں	71	امتیاز	فرق، ترجیح

20	التزام	کسی بات کو لازم کرلینا، ضروری قرار دینا
21	اشغال	کام، مشغول ہونا
22	افشاں	سونے چاندی کا بُرادہ یا مُقَیَّش کی باریک کترن
23	استحقاق	حق طلب کرنا، سزاوار ہونا، حق دعوی، قابلیت
24	اقامت	قیام کرنا، ٹھہرنا
25	اقتدائے زن	عورتوں کا مقتدی ہونا
26	اَدْعِیہ	دعائیں
27	اِتمام	مکمل کرنا
28	اُمّی	ان پڑھ
29	اعرابی غلطیاں	زبر، زیر، پیش کی غلطیاں
30	اُولیٰ	پہلا
31	اہوال	ہول کی جمع، خوف، گھبراہٹ
32	اِیڑ لگانا	پاؤں کی ایڑی سے گھوڑے کو دوڑنے کا اشارہ کرنا
33	اَگر	ایک قسم کی لکڑی جو جلانے سے خوشبو دیتی ہے
34	استحباب	مستحب ہونا
35	اِفاقہ	مرض میں کمی
36	اباحت	جائز کردینا، مباح کردینا
37	اوّل اوّل	ابتداء، شروع میں (آگے آگے)

72	استخفاف	ہلکا سمجھنا، حقیر سمجھنا
73	اِرتِداد	مرتد ہونا
74	انتشار	شہوت، تتر بتر ہونا، فکر
75	اُپلے	ایندھن کے لیے گوبر کی سکھائی ہوئی ٹکیاں، گوبر کی تھاپیاں
76	اکتفاء	کافی سمجھنا، کفایت کرنا
77	پَرا	صَف
78	اجیر	اجرت پر کام کرنے والا
79	اسم جلالت	اللہ تعالٰی کا نام
80	اعانت	مدد
81	اقتصار	اکتفاء
82	انحراف	پھر جانا
83	اَولیٰ	بہتر
84	اَثنائے خطبہ	خطبہ کے دوران
85	اختلاط	میل جول
86	انکھیارا	آنکھوں والا
87	ازدحام	بھیڑ
88	امامت زناں	عورتوں کی امامت
89	افواہ	بے اصل بات، اُڑتی خبر
90	انجان	ناواقف
91	اذن	اجازت
92	ایام نحر	قربانی کے دن
93	اوندھا لیٹنا	پیٹ کے بل لیٹنا

نمبر	لفظ	معنی
38	اپاہج	لُولا لنگڑا، چلنے پھرنے سے معذور
39	اوراد	وظائف
40	اعادہ	لوٹانا۔ دہرانا
41	ادنیٰ	کم از کم
42	استر	نیچے کی تہ
43	اصطبل	گھوڑے باندھنے کی جگہ
46	ایمان بالغیب	غیب پر ایمان لانا
47	اعجوبہ	انوکھی چیز، عجیب شے
48	اصناف	قسمیں
49	ابر	بادل
50	اذکار	وظائف
51	اسمائے طیبہ	پاکیزہ نام
52	اذکار طویلہ	بڑے بڑے وظائف
53	اَعِزّہ	عزیز کی جمع رشتہ دار
54	اَچکن	ایک لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے

نمبر	لفظ	معنی
94	انٹیین	خصیے (فوطے)
95	اَثنائے اَذان	اَذان کے دوران
96	اِژدِہام	بھیڑ۔ مجمع
97	اثنائے نماز	نماز کے دوران
98	ابرا	اوپر کی تہ
99	افتاں وخیزاں	گرتے پڑتے، بدحواسی کی حالت میں
100	اِتباعِ حق	حق کی پیروی
101	استمداد	مدد چاہنا
102	اجتماع وفراق	مجمع وتنہائی
103	امرد	وہ لڑکا یا مرد جس کو دیکھنے یا چھونے سے شہوت پیدا ہوتی ہے
104	بطریق مسنون	سنت کے مطابق
105	اولیائے میّت	مرنے والے کے سرپرست
106	اوگالدان (اُگال دان)	پیک دان، تھوکنے کا برتن
107	اُچھو	کھانسی جو سانس کی نالی میں پانی وغیرہ جانے سے آنے لگتی ہے

آ

نمبر	لفظ	معنی
108	آنکھ کے کوئے	ناک کی طرف، آنکھ کا کونہ
109	آڑا	ترچھا، ٹیڑھا
110	آیات دعائیہ وثنائیہ	وہ آیات جن میں دعاؤں اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء کا ذکر ہے
111	آبرو	عزت
112	آمیزش	ملاوٹ

نمبر	لفظ	معنی
114	آتش زدگی	آگ لگنے
115	آسائش	آرام، سکون
116	آفتاب ڈھلکنے	زوال پذیر ہونا
117	آہٹ	پاؤں کی آواز، کھٹکا
118	آلات حرب	لڑائی کے ہتھیار، اسلحۂ جنگ
119	آفتابہ	دستہ لگا ہوا لوٹا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
113	آلودہ	ناپاک، نجس، لتھڑا ہوا	120	آنچل	دوپٹے کا پلو

ب

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
121	بالائی	اُوپری، فاضل، فالتو	152	برہان	دلیل
122	بے حس	جس کو کسی کا احساس نہ ہو، جو حرکت نہ کر سکے۔	153	بہ نظر حقارت	توہین کی نظر سے
			154	بے آبروئی	بے عزتی، بے حیائی
123	بدرجہا	بہت زیادہ، کئی درجے	155	براہ اختصار	مختصر کرنے کے لیے
124	بازپرس	پوچھ گچھ	156	بری الذمہ	ذمہ داری سے بَری
125	بے آمیزش	ملاوٹ کے بغیر	157	بے ریش	داڑھی کے بغیر
126	بچی	وہ بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں	158	بط	بطخ
			159	بموجب	مطابق
127	بے باک	بے خوف، بے حیا	160	بلا تامُّل	بے سوچے سمجھے
128	بالاخانہ	اوپر والا حصہ	161	براءت	نجات، چھٹکارا
129	بے غبار و بخار	بخارات اور گرد کے بغیر	162	بلاقراءت	قراءت کے بغیر
130	براہ جہل	ناواقفی کی بنا پر، جہالت کی بنا پر	163	بار	بوجھ، دشوار
131	بندش	گرہ	164	بستہ	جما ہوا
132	بھڑکا	مشتعل ہونا، تیز ہونا	165	بدل کتابت	وہ مال جس کے بدلے مکاتب غلام کو آزادی ملے۔
133	بگوش دل	ذوق و شوق سے، توجہ سے			
134	بدکا	ڈر کر چونکنا، ڈرنا	166	بھال	برچھی کا پھل، تیر کی نوک
135	باقلا	لوبیا	167	بیرون	باہر
136	بھونک دینا	گھونپنا	168	بٹا	بَل دیا، لپیٹا
137	بعینہٖ	اسی طرح	169	بدّو	عرب کے خانہ بدوش لوگ، دیہاتی
138	بھوں	ابرو، آنکھ اور ماتھے کے درمیانی بال	170	براہ اختصار	مختصر کرنے کے لیے
139	بستم	بیس	171	بادیان	سونف

نمبر	لفظ	معنی
140	بے دست وپا	ہاتھ پاؤں کے بغیر
141	بخوفِ تطویل	طوالت کے خوف سے
142	بُلاق	ایک زیور جو کہ ناک میں پہنتے ہیں
143	بَم	گھوڑا گاڑی کا بانس جس میں گھوڑا جوتا جاتا ہے
144	بدلِ خلع	وہ مال جس کے بدلے میں نکاح زائل کیا جائے
145	بالتخصیص	خصوصیت کے ساتھ
146	بلاتکلف	بے روک ٹوک
147	بشاشت	مسرت، خوشی
148	بجرا	ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی
149	بالعکس	ضد، خلاف
150	بعذر	عذر کے ساتھ
151	بیع وشرا	خرید وفروخت
172	بدِقت	مشکل سے
173	بُقچی	کپڑوں کی چھوٹی گٹھڑی
174	بالکل سمت راس	بالکل سر کے اوپر
175	بَہلی کا کھٹولا	بیلوں کی چھوٹی گاڑی
176	تملیک	مالک بنا دینا
177	بول وبراز	پیشاب اور پاخانہ
178	بہائم	چوپائے
179	بفضلہٖ تعالیٰ	اللہ تعالیٰ کے فضل سے
180	بُندکیاں	چھینٹے
181	بُکا	رونا
182	بلاصوت	بغیر آواز
183	بیش قیمت	زیادہ قیمت
184	بَیِّن	واضح۔صاف
185	بیخ کُنی کرنا	یعنی جڑ کاٹنا

نمبر	لفظ	معنی
186	پیہم	لگاتار، پے درپے
187	پچتانا (پچھتانا)	افسوس کرنا
188	پَٹ لیٹنا	پیٹ کے بل لیٹنا، اوندھا لیٹنا
189	پڑیا	کاغذ کی ایک تھیلی
190	پے درپے	لگاتار، متواتر
191	پائنتی	قدموں کی جانب
192	پاسداری	لحاظ، مروت، جانبداری
201	پیروئے شیطان	شیطان کے پیروکار
202	پاتابہ	جُراب
203	پالتی مارنا	چار زانو بیٹھنا
204	پھوڑا	بڑی اور موٹی پھنسی، زہریلے مادے کی تھیلی
205	پت جھاڑ	خزاں، وہ موسم جس میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
193	پراگندہ	پریشان، منتشر	206	پیادہ	پیدل چلنے والا
194	پورب	مشرق	207	پیشتر	پہلے
195	پس پُشت	پیچھے	208	پیال	چاول کا بھس
196	پرگنہ	ضلع کا حصہ	209	پپوٹوں	جسم کا وہ حصہ جو آنکھ سے ملا ہوتا ہے، آنکھ کا غلاف
197	پالیز	کھیت			
198	پُہنچیاں	پُہنچی کی جمع، کلائی، ایک زیور جو کلائی میں پہنا جاتا ہے	210	پیڑو	ناف سے نیچے کا حصہ
			211	پَیر	اناج صاف کرنے کی جگہ
299	پلی	تیل یا گھی نکالنے کا آلہ، ٹیڑھا چمچہ	212	پرسان حال	حال پوچھنے والا، مددگار
200	پُھریری	روئی کا ٹکڑا	213	پشت دست	ہاتھ کی پشت، ہاتھ کی الٹی طرف

ت

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
214	تکفیر	کافر قرار دینا	232	تجہیز و تکفین	مردے کے کفن دفن کا انتظام
215	ابد	جو ہمیشہ رہے	233	تسلُّط	غلبہ
216	تنعیم قبر	قبر کی نعمتیں	234	تخمینہ	اندازہ
217	تضلیل	گمراہ قرار دینا	235	تفسیق	فاسق قرار دینا
218	تہ نشین ہونا	نیچے بیٹھ جانا	236	ترتیل	حروف کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا
219	بہ تکلف	تکلیف اٹھا کر کوئی کام کرنا	237	تہلیل	لا الہ الا اللہ پڑھنا
220	تقدیم و تاخیر	آگے پیچھے	238	تذلُّل	عاجزی کرنا، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا
221	تُخم	بیج	239	تعارض	دو چیزوں کا آپس میں مخالف ہونا
222	تکیہ دار	قبرستان کی نگرانی کرنے والا	240	تحت تصرف	اختیار میں، زیرِ حکم
223	تنقیص	گھٹانا، کم کرنا، نقص نکالنا	241	تونگر	دولت، امیر، مالدار
224	توقیت دان	علم توقیت کا جاننے والا	242	تلف	ضائع
225	تعرُّض	سامنے آنا، مزاحمت، روکنا	243	تکان	تھکن
226	تارک	چھوڑنے والا	244	تندی	تیزی، سختی، شہوت

227	تندخو	سخت مزاج	245	تندمزاج	سخت مزاج
228	توشہ	زادِراہ	246	ترک	چھوڑنا
229	تفرقہ	فرق	247	تلفُّظ	لفظ کا منہ سے ادا کرنا
230	تقلیل	کمی کرنا	248	تحفُّظ	حفاظت
231	تفاوُت	فرق	249	توسُّط	درمیانہ

250	ثقہ	معتبر	251	ثِقَلِ سماعت	اونچا سننے کا مرض

ج

252	جمیع	تمام	269	جانگزا	جان گھٹانے والا، جان کو اذیت یا تکلیف دینے والا
253	جائے امامت	امامت کی جگہ			
254	جست	چھلانگ لگانا، اچھلنا	270	جرار	کثیر لشکر، بہادر، دلیر
255	جزدان	غلاف	271	جائے نجاست	نجاست کی جگہ
256	جزع وفزع	رونا پیٹنا	272	جنبش	حرکت
257	جُتے ہوئے کھیت	وہ کھیت جس میں ہل چلایا گیا ہو	273	جوق جوق	گروہ کے گروہ
258	جان کَنی	نزع کی حالت میں، موت کے لمحات میں سانس اکھڑنا	274	جھری	شگاف، سوراخ
			275	جواہر	قیمتی پتھر
259	جہل	جہالت، ناواقفی، بے علمی	276	جدال	جھگڑا
260	جہت	سمت	277	جُمرُک	کسٹم ہاؤس، چونگی خانہ
261	جلق	مشت زنی	278	جہر	اونچی آواز
262	جُوا	وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے لئے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے	278	جمروں	جمرہ کی جمع منیٰ میں تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں
263	جنائی	دائی۔ بچہ جنانے والی	280	جھول	گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
264	جمیع ماسوی اللہ	اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز	281	جُنُبْ	وہ آدمی جسے جماع یا احتلام کی وجہ سے غسل کی حاجت ہو۔
265	جِلا دینا	زندہ کرنا	282	جبّارین	جبار کی جمع ظالم ترین
266	جَدّی مناسبت	آبائی مناسبت	283	جوارح	انسان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء
267	جگالی	حیوانات کا اپنے چارے کو معدے میں سے نکال کر منہ میں چبانا	284	جمادات	جماد کی جمع، بے جان چیزیں جیسے دھات، پتھر وغیرہ
268	جِرم دار	جسم رکھنے والا	285	جُملۃً	سب کے سب، یکبارگی

چ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
286	چولی	غلاف	293	چت	پیٹھ کے بل لیٹنا
287	چاہ	کنواں	294	چھدرے	فاصلے فاصلے سے
288	چپکا	خاموش	295	چابک	ہنٹر، کوڑا
289	چنچل	شوخ (شریر) وہ گھوڑا جس کی دم اور پاؤں نہ ٹھہرتے ہوں	296	چونگی	ایک محصول جو میونسپل کمیٹی کی حدود میں مال لانے پر لیا جاتا ہے، ٹیکس
290	چھٹانا	چھوڑانا (آزاد کرنا)	297	چوکھونٹی	چارکونوں والی
291	چَرسے	چمڑے کا بڑا ڈول	298	چندلا	گنجا
292	چغہ	جبہ	299	چنٹیں	سلوٹیں

ح

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
300	حادث	عدم سے وجود میں آنا، جو پہلے نہ ہو بعد میں وجود میں آئے	319	حفظ الٰہی	اللہ عزّ وجل کی حفاظت، اللہ تعالیٰ کی امان
301	حدوث	وجود میں آنا	320	حَیّ	زندہ
302	حسنہ	نیکی	321	حکمت بالغہ	کامل حکمت
303	حرکات وسکنات	عادت واطوار	322	حسنات	نیکیاں

304	حِکَم	حکمتیں	323	حقانیت	سچائی، صداقت
305	حسبِ مراتب	مرتبہ کے مطابق	324	حق گوئی	سچ بولنا
306	حِلّت	حلال ہونا	325	حرج	تنگی، سختی، نقصان
307	حتی الوسع	جہاں تک ہو سکے	326	حائض	حیض والی عورت
308	حجاب	پردہ	327	حَضَر	حالت اقامت، ایک جگہ قیام
309	حائل	روک، آڑ، پردہ	328	حادثۂ عظیمہ	بڑی آفت، بڑا سانحہ
310	حَلق	سر منڈانا	329	حمائل	گلے میں ڈالنے کی چیز، چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔
311	حجِ مبرور	مقبول حج			
312	حامیان	حامی کی جمع، حمایتی، مددگار	330	حدثِ عمد	جان بوجھ کر بے وضو ہونا
313	حقُّ العبْد	بندے کا حق	331	حتَّی المقدور	جہاں تک ہو سکے
314	حتَّی الامکان	جہاں تک ممکن ہو	332	حَزِیں	غمگین
315	حاجت ظاہرہ	ظاہری حاجت (توشہ اور سواری)	333	حَدَث	بے وضو ہونا
316	حشفہ	آلہ تناسل کی سپاری	334	حاذِق	اپنے فن میں ماہر، تجربہ کار
317	حرمت نماز	کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے	335	حقنہ	کسی دوا کی بتی یا پچکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہو جائے
318	حربی	دار الحرب میں رہنے والا	336	حرمت	عزت، عظمت

337	خفیف	تھوڑا، ہلکا، کم	349	خلق	مخلوق
338	خسف	زمین میں دھنسنا	350	خُلّت	بے پناہ محبت، بے حد دوستی
339	خرافات	بے ہودہ باتیں	351	خیرُ النّاس	لوگوں میں سے اچھا
340	خاسر	نقصان اٹھانے والا	352	خفیف	کم تھوڑا
341	خُسُوف	چاند گرہن	353	خاطر ملحوظ	لحاظ کرتے ہوئے، آؤ بھگت

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
342	خطرہ	ڈر، خوف، وسوسہ	354	خنثی	ہیجڑا
343	خوش خوان	اچھی آواز سے پڑھنے والا	355	خلقت	پیدائشی ہیئت
344	خام	کچی	356	خصومت	جھگڑا
345	خرما	کھجور، چھوہارا	357	خُدّام	خادم کی جمع، خدمت کرنے والے
346	خلائق	خلیقہ کی جمع، مخلوق	358	خوش خُلق	اچھے اخلاق
347	خودرو	اپنے آپ اُگا ہوا، جنگلی	359	خطر	خوف، خطرہ
348	خوف اور رواروی	خوف و گھبراہٹ	360	خنکی	ٹھنڈک

د

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
361	دست بستہ	ہاتھ باندھے	382	دُہائی	کسی کو پکار کر مدد کے لیے بلانا، استغاثہ
362	دُشنام	گالی	383	دغا	دھوکہ، فریب
363	دَموی	جس میں بہتا ہوا خون ہو	384	دفع	دور کرنا
364	دَل	جسامت، موٹائی	385	دوچند	دُگنا
365	دَلدار	جس کا جسم ہو	386	دونا	دگنا، دوچند، دہرا
366	دَبیز	موٹا، مضبوط	387	دہن	منہ
367	دل بٹے	دھیان دوسری طرف جائے	388	درپیش	سامنے، رُوبرو
368	دھول	مٹی، گرد	389	دالان	برآمدہ
369	داعی	بلانے والا	390	دانستہ	جان بوجھ کر
370	دہشت ناک	بھیانک، ڈراونا	391	دائیں چلانا	اناج گاہنا، کھلیان پر بیلوں کو چلانا
371	دَکھن	جنوب کی سمت	392	دلاّل	سودا کرنے والا، آڑھتی
372	دستگاہ	مہارت	393	دردآگین	درد سے بھرا ہوا
373	دیوان	اشعار اور علم عروض (اشعار کے قواعد کا علم) کی کتابیں	394	دِہقانی	دیہاتی، اس سے مراد دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو
374	دواء	دوا کے طور پر			

375	دھول	مٹی	395	دُنبل	پھوڑا
376	دَم نہیں مار سکتا	چون وچرا نہیں کر سکتا، کچھ بات نہیں کہہ سکتا	396	دنیا گزشتی وگزاشتی	دنیا ختم ہونے والی اور چھوٹنے والی
377	دِرَم (درہم)	چاندی کا ایک سکہ	397	دستی	ہاتھ کے ذریعہ
378	دفینہ	دفن کیا ہوا مال	398	دھان	چاول
379	دھونکنا	تیز کرنا، جلانا	399	درکنار	ایک طرف
380	دُنیَا وما فِیھَا	دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔	400	دوچتّیاں	دو کالے نقطے
381	دَین	قرض			

ڈ

401	ڈھکیل (ڈھکیل)	دھکا	403	ڈھیلا	مٹی کا بڑا ٹکڑا، آنکھ کے اندر کا گول حصہ، ڈھلا
402	ڈورا	دھاگا	404	ڈھال	پستی

ذ

405	ذاکرین	ذکر کرنے والے	407	ذی عقل	عقل مند
406	ذُرِّیّت	اولاد، نسل	408	ذی وجاہت	معزز، محترم

ر

409	رفیع	بلند، بڑی شان والا	426	رُسُل	رسول کی جمع
410	راہن	گروی رکھنے والا	427	راست باز	ایماندار، دیانتدار
411	رَطبُ اللّسان	بہت تعریف کرنے والا، مداح	428	رفاض	رافضی
412	رینٹھ	ناک کا سفید لیس دار مادہ	429	رطوبت	تری، نمی
413	رال	لعاب دہن، منہ کا چیپ	430	ریح	گیس، معدے کی ہوا
414	رقیق	پتلا	431	راجح	بہتر، غالب

415	رَیخیں	منجن یا پانوں کے رنگ کے نشان جو دانتوں میں پڑ جاتے ہیں	432	رونگٹے	وہ چھوٹے نرم بال جو انسان کے بدن پر ہوتے ہیں
416	رَفُو	پھٹی ہوئی جگہ کو بھرنا، پھٹے ہوئے کپڑے کی تاگوں سے مرمت کرنا	433	رکعت بھر	رکعت بھری سورت فاتحہ کے ساتھ کسی سورت کا ملا کر رکعت ادا کرنا
417	رواروی	بھاگ دوڑ، عُجلت	434	روزِ اَبر	جس دن بادل چھائے ہوں
418	روشنائی	لکھنے کی سیاہی	435	راست گو	سچ بولنے والا، صاف گو
419	روندنا	کُچلنا	436	راہ گیر	مسافر
420	ریاح	ریح کی جمع، معدے کی ہوا	437	رقبہ	گردن، غلام، لونڈی
421	ریا	دکھلاوا	438	رائج	جاری، عام، رسمی
422	رفث	فحش کلام	439	رہزن	چور، ڈاکو
423	ریاست	سرداری	440	رفقا	رفیق کی جمع، ساتھی، دوست
424	رُو بقبلہ	قبلہ کی جانب	441	ریتے	ریت
425	روغن	پالش، چمک، تیل	442	رکابیاں	رکابی کی جمع تھالیاں، طشتریاں
443	روزِ میثاق	وہ وقت جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت کا پختہ عہد لیا۔			

ز

444	زچہ خانہ	وہ مقام جہاں بچہ پیدا ہوتا ہے	449	زیادت قلیلہ	تھوڑی زیادتی
445	زائر	زیارت کرنے والا	450	زیرِ ناف	ناف کے نیچے
446	زاری	گریہ، رونا پیٹنا	451	زمین مغصوب	ایسی زمین جس پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہو
447	زَلّت	لغزش	452	زُوّار	زیارت کرنے والے
448	زجر	ڈانٹ ڈپٹ، ملامت	453	زیادت	اضافہ، زیادتی

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
454	ستارے گھٹ گئے	ظاہر ہوگئے، چھوٹے بڑے ستاروں کا ظاہر ہوجانا یہاں تک کہ کوئی ستارہ پوشیدہ نہ رہے	475	سراب	ریتلی زمین کی وہ چمک جس پر چاند سورج کی چمک سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے
455	سجّین	جہنم میں ایک وادی کا نام	476	سنگ دلی	سخت دلی
456	سہو	بھولنا	477	سِیون	سلائی
457	سربُریدہ	سرکٹا ہوا	478	سرائے	مسافروں کے ٹھہرنے کا مکان
458	سکوت	خاموشی	479	سَیل	پانی کی رو، بہاؤ
459	سَکَت	طاقت	480	سِعایت	کوشش، محنت، دوڑ دھوپ
460	سِیل	تری، نمی	481	سپیدداغ	برص کی بیماری
461	سکتہ	لمحہ بھر کے لئے خاموش ہونا	482	سُنَنِ رواتب	سنت موکدہ
462	ساقط	معاف	483	ساحر	جادوگر
463	ساعی	کوشش کرنے والا	484	سکونت	رہائش
464	سیِّآت	سیئہ کی جمع ہے برائیاں	485	سِقایہ	پانی کی سبیل
465	سنت بعدیہ	وہ سنتیں جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہیں	486	سائلین	سائل کی جمع، سوال کرنے والے۔ پوچھنے والے، مانگنے والے
466	سالم	پورا، تمام	487	سِن	عمر
467	سُترہ	آڑ	488	سینٹھا	سرکنڈا
468	سنگِستان	پتھریلی زمین	489	سہ بارہ	تیسری بار
470	سَبّ وشتم	گالیاں	491	سُوا	موٹی سوئی، بڑی سوئی
471	سیلان	کسی پتلی چیز یا پانی کا جاری ہونا	492	سہل	آسان
472	سروکار	واسطہ، تعلق	493	سپر	ڈھال، آڑ، روک

473	سمت الراس	سر سے آسمان تک کا سیدھا خط، بلندی کی انتہاء	494	سالہائے گزشتہ	گزرے ہوئے سال
474	سیر	سیرت کی جمع، عادتیں، خصلتیں	495	سخت خو	سخت مزاج

496	شرقی	مشرقی	505	پیش گوئی	کسی بات کی پہلے خبر دینا
497	شفیعوں	شفاعت کرنے والے	506	شکم	پیٹ
498	شانوں	شانہ کی جمع، کندھے	507	شعلہ زن	شعلہ مارنے والا، شعلہ نکالنے والا
499	شناخت	پہچان، واقفیت	508	شب اسرا	معراج کی رات
500	شیر خوارگی	وہ عمر جس میں بچہ دودھ پیتا ہے	509	شریر	برا، بدذات
501	شَرُّ النّاس	لوگوں میں سے برا	510	شرارے	چنگاریاں
502	شفیع	شفاعت کرنے والا	511	شامت نفس	نفس کی نحوست، نفس کی آفت
503	شیاطینُ الاِنس	شریر لوگ، انسانی شیطان	512	شعائرِ اسلام	اسلام کی نشانیاں، اسلام کی علامات
504	شاق	بھاری	513	شرم گاہِ زن	عورت کی شرمگاہ

514	صَرْف	خرچ	523	صراحۃً	واضح طور پر، ظاہر
515	صفات ذاتیہ	ذاتی صفات	524	صوت	آواز
516	صدہا	سینکڑوں، بہت سے	525	صدور	واقع ہونا
517	صُحُف ملائکہ	فرشتوں کے صحیفے	526	صفات ذمیمہ	بری صفتیں
518	صواب	درست	527	صفی	برگزیدہ
519	صادر ہونا	واقع ہونا	528	صریح	واضح

520	صلوۃِ وُسطٰی	نماز عصر	529	صفرا	پیلے رنگ کا کڑوا پانی
521	صغائر	صغیرہ کی جمع، چھوٹے گناہ	530	صَبی	بچہ
522	صف میں منفرد	صف میں اکیلا نماز پڑھنے والا مقتدی	531	صنعت	کاریگری، دستکاری

ض

532	ضِدَّین	دو مخالف چیزیں	533	ضعیف	کمزور، لاغر

ط

534	طاق عدد	وہ عدد جو دو پر پورا تقسیم نہ ہو مثلاً پانچ، سات، نو وغیرہ	539	طمانینت	اطمینان، تسلی، دل جمی، سکون
535	طاہر	پاک	540	طبق	تھال، بڑی رکابی
536	طبقات	طبقہ کی جمع درجے، منزلیں	541	طاری ہونا	کسی کیفیت کا غلبہ پانا
537	طشت	تھال، ہاتھ دھونے کا برتن	542	طول	لمبائی
538	طاق	محراب نما جگہ جو دیوار میں بناتے ہیں			

ع

543	عصمت	پاکدامنی	558	عیوب	عیب کی جمع، نقائص
544	عطرفروش	عطر بیچنے والا	559	عطرِ تحقیق	تحقیق کا نچوڑ
545	علیٰ حسبِ مَراتب	مرتبہ کے مطابق	560	عالم اسباب	دنیا، جہاں ہر کام کا کوئی سبب ہوتا ہو
546	عصا	ڈنڈا	561	عالَم	دنیا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
547	عطائے الٰہی	اللہ تعالیٰ کی عطا	562	عُصاۃ	عاصی کی جمع، گناہ گار لوگ
548	عقل رسا	عقل کی پہنچ	563	علَی الِاطلاق	مطلق
549	علم سلوک	علم تصوُّف	564	علیٰ ھذا القیاس	اسی پر قیاس، اسی طرح
550	عنداللہ	اللہ عزوجل کے نزدیک	565	عیب دار	عیبی، ناقص، جس میں عیب ہو
551	عتاب	ملامت، غصہ، ناراضگی	566	عفو	معاف، بخشش، بخشنا
552	عَمداً	جان بوجھ کر	567	عبث	فضول، بے فائدہ
553	عاریۃً	عارضی طور پر دی ہوئی چیز	568	علَی الِاتّصال	مسلسل، بلاناغہ
554	عکس	الٹ	569	عود کرنا	لوٹنا
555	عم	چچا	570	عارض	پیش آنے والا، عرض کرنے والا
556	عشر	دسواں حصہ	571	عرض	چوڑائی
557	عود نہ کرے	واپس نہ لَوٹے	572	عکسی	فوٹو

غ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
573	غیب وشہادت	پوشیدہ اور ظاہر، غائب وحاضر	578	غریب الوطن	مسافر
574	غِلمان	جنت کے کم سن خادم	579	غیر متناہی	جس کی کوئی حد نہ ہو
575	غیر مَحرم	جس سے نکاح جائز ہو	580	غیر سبیلین	آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ
576	غُلو	حد سے گزر جانا، بہت زیادہ مبالغہ کرنا	581	غَیبتِ حَشفہ	سرِ ذَکَر کا چھپ جانا
577	غیر جہری	وہ نمازیں جن میں پست آواز سے قراءت کی جاتی ہے مثلاً ظہر وعصر	582	غیر مامون	جس سے امن نہ ہو، غیر محفوظ، جو قابل اطمینان نہ ہو۔

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
583	فُجّار	فاجر کی جمع بدکار	593	فرداً فرداً	جدا جدا، علیحدہ علیحدہ، ایک ایک کرکے

584	فُسّاق	فاسق کی جمع، گناہ گار	594	فتحِ باب	دروازہ کھولنا
585	فصلِ طویل	لمبا فاصلہ	595	فلاحِ دنیوی	دنیوی کامیابی
586	فہم	سمجھ	596	فسق	نافرمانی، جرم، بدکاری، گناہ
587	فسادِ بعض	بعض کا فاسد ہونا	597	فسادِ کل	کل کا فاسد ہونا
588	فربہ	موٹا، صحت مند	598	فال	شگون
589	فرجِ خارج	عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ	599	فرجِ داخل	شرمگاہ کا اندرونی حصہ
590	فراخ	کشادہ	600	فاصل	جدا کرنے والا، جدا
591	فیشوفیشو	پیچھے پیچھے	601	فصد کا خون لینا	رگ کھول کر فاسد خون نکلوانا
592	فلہٰذا	اسی لیے، اسی وجہ سے			

ق

602	قلفہ	عضوِ تناسل کا سرا بغیر ختنہ کیے ہوئے	615	قوت وضعف	طاقت اور جسمانی کمزوری
603	قدیم	جو ہمیشہ سے ہو	616	قضا	تقدیر
604	قوی ہیکل	مضبوط جسم، مضبوط بدن	617	قرب	نزدیکی
605	قلعی	صَیقل (پالش) کیا ہوا	618	قبیح	برا، معیوب
606	قدْر	مقدار، کسی چیز کا اندازہ	619	قلت	کمی، تھوڑا
607	قصداً	جان بوجھ کر	620	قُرص	ٹکیا، گول چیز ٹکیا کی طرح
608	قتال	جنگ	621	قاطعِ نماز	نماز کو توڑنے والا
609	قیام اللیل	رات کی عبادت، رات کو عبادت کے لیے اٹھنا	622	قہقہہ	اتنی آواز سے ہنسنا کہ آس پاس والے سنیں
610	قرض خواہ	ادھار دینے والا	623	قفل	تالا
611	قطع رحم	رشتہ ناطہ توڑنا، تعلق توڑنا	624	قُرصِ آفتاب	سورج کی ٹکیا
612	قریہ	گاؤں، دیہات	625	قبہ	گنبد، بُرج، خیمہ، مزار

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
613	قرابت	رشتہ داری	626	قحطِ باراں	بارش کا نہ ہونا
614	قساوت قلبی	سخت دلی			

ک

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
627	کرید کر	کُھرچ کر	652	کریہ (کریہ)	قابلِ نفرت، بدشکل
628	کنکاش	جستجو، تلاش	653	کوندا	بجلی کی چمک
629	کبائر	کبیرہ کی جمع، گناہ کبیرہ	654	کُلفت	رنج، تکلیف
630	کرخت	سخت	655	کجی	ٹیڑھا پن
631	کاہن	جنوں سے دریافت کرکے غیب کی خبریں یا قسمت کا حال بتانے والا۔	656	کچا بچہ	نا تمام بچہ، وہ بچہ جو حمل کی مدت سے پہلے پیدا ہو جائے۔
632	کسبی عورتیں	بازاری عورتیں،، بدکار عورتیں	657	کشائش	کشادگی، فراخی، وسعت
633	کشادگی	فراخی، وسعت	658	کذّاب	بڑے جھوٹے
634	کوڑھی	برص کی بیماری	659	کثیر الوقوع	کثرت سے واقع ہونے والا
635	کَندہ	لکھا ہوا	660	کھوٹ	ملاوٹ، نقص، فریب
636	کفایت	کافی ہونا، حسبِ ضرورت فائدہ حاصل ہونا	661	کوکھ	پہلو، شکم، پیٹ کے نیچے کی وہ جگہ جہاں ہڈی نہیں ہوتی
637	کونچیں	وہ موٹا پٹھا جو آدمی کی ایڑی کے اوپر اور چوپایوں کے ٹخنے کے نیچے ہوتا ہے	662	کھنکار	کھانسی کی آواز، وہ آواز جو بلغم کو ہٹانے یا گلا صاف کرنے کے واسطے نکالی جائے
638	کسوف	سورج گرہن	663	کوئے	ناک کی طرف آنکھ کا کونہ
639	کُب	انسان کی پیٹھ کا جھکاؤ	664	کراہت تحریم	مکروہ تحریمی
640	کالعدم	نہ ہونے کے برابر	665	کنگن	کلائی کا ایک زیور
641	کنکھیوں	ترچھی نگاہ، نگاہ پھیر کر دیکھنا	666	کراہیت	نفرت

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
642	کاٹھی	گھوڑے کی زین، پالان، کجاوہ	667	کفالت	ضمانت، گارنٹی، ذمہ داری
643	کمانی دار	اسپرنگ والے	668	کھر	جانوروں کے پاؤں
644	کفران	ناشکری	669	کوڑھی	برص کی بیماری
645	کوزہ پشت	کُبڑا، کُبا	670	کنیز	لونڈی
646	کہگل	مٹی کی لپائی	671	کسل	سستی، کاہلی
647	کتب شرعیہ	تفسیر وحدیث وغیرہ	672	کجا	کہاں، کس جگہ
648	کاہے	کس لئے! کیوں؟ کس	673	کدورت	نفرت، رنجش
649	کسم پُرسی (کَس مَپُرسی)	ایسی حالت جس میں کوئی پُرسان حال نہ ہو۔	674	کوچ	روانگی، رحلت، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔
650	کٹکھنا کتا	بہت زیادہ کاٹنے والا کتا، پاگل کتا	675	کورے گھڑے	مٹی کے نئے مٹکے، لوٹے
651	کٹکنا	کسی چیز کا اگلے دانتوں سے کاٹنا یا توڑنا			

گ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
676	گراں	تکلیف دہ، دشوار، مہنگا	687	گھائیاں	انگلیوں کے درمیان کی جگہ
677	گھوڑے آپڑے	گھوڑے روند ڈالیں	688	گِھن	نفرت
678	گہنوں	زیور	689	گھٹ	کم
679	گہن	سورج پر چاند کا یا چاند پر زمین کا سایہ پڑنے سے ان کا سیاہ نظر آنا	690	گوز	وہ گندی ہوا جو مقعد کی راہ سے آواز بلند خارج ہو
680	گودنا	بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا	691	گرد	دھول، غبار
681	گھائل	زخمی ہونا	692	گِرہ	گانٹھ، گز کا سولہواں حصہ
682	گابھن	وہ جانور جس کے پیٹ میں بچہ ہو	693	گودی	بندرگاہ کا ایک حصہ
683	گدّام گدّام	آگے آگے	694	گھرسنا	کسی چیز میں اٹکا دینا، گھسیڑنا
684	گچ	چونے کا پتھر	695	گندنا	ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے
685	گوشوں	گوشہ کی جمع، کونوں			

686	گھٹوں	ٹخنوں			

ل

696	لب کشائی	بات کرنا	705	لیسی گئی	لیپی گئی
697	لاجَرم	لازمی، ضرور	706	لپ	چلّو
698	لحن	ترنم، قواعد موسیقی کے مطابق گانا، غلطی	707	لنگوٹ	کم عرض کپڑا جو فقراء یا پہلوان باندھتے ہیں
699	لاغر	کمزور، دبلا پتلا	708	لغزش	خطا، سہو
700	لُنجھا	لنگڑا لولا، ہاتھ پاؤں سے محروم	709	لبریز	بھرا ہوا، پُر
701	لعاب	تھوک، رال، لیس	710	لنگ	پاؤں کا نقص، لنگڑا پن
702	لٹھے	شہتیر، لکڑی	711	لِتھڑ جانا	لتھ پتھ ہونا، آلودہ ہونا
703	لگن	ٹب، طشت	712	لُو	وہ ہوا جو موسم گرما میں چلتی ہے
704	لذات	مزے لینا	713	لغویات	لغو کی جمع بیہودہ باتیں، بکواس، فضول

م

714	محال	ناممکن	829	محیط	گھیرے ہوئے، احاطہ کئے ہوئے
715	محالات	محال کی جمع، ناممکنات	830	معرفت ذات	ذات کی پہچان
716	مختار	بااختیار، آزاد، اختیار دیا گیا	831	مشیت الٰہی	اللہ عزَّوجل کی مرضی، تقدیرِ الٰہی
717	منجانب اللہ	اللہ عزَّوجل کی طرف سے	832	ماوشما	ہم اور آپ
718	مفضول	وہ شخص جس پر کسی کو فضیلت دی جائے	833	منصب عظیم	بڑا مرتبہ، بلند مقام
719	مِن جانب شیطان	شیطان کی طرف سے	834	مساوی	برابر، ہم پلہ
720	مُرسَلین	مُرسَل کی جمع، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے رسول	835	ملک گیری	ملک پر تسلُّط قائم کرنا، سلطنت کی حدود کو بڑھانا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
721	مَلَک	فرشتہ	836	مَدارِج ولایت	ولایت کے درجے، ولایت کے رتبے
722	مُنَزَّہ	پاک، عیبوں سے بری	837	مُزَیَّن	آراستہ، سجایا ہوا
723	مُتناہی	جس کی کوئی حد ہو	838	مادرزاد	پیدائشی
724	ملوک	سلاطین، بہت سے بادشاہ	839	مفضول	وہ شخص جس پر کسی کو فضیلت دی جائے
725	مفقود	ناپید، غائب	840	مَعْ	ساتھ
726	مجال	طاقت، قدرت	841	مشتاق زیارت	زیارت کا شوق رکھنے والا
727	متعلقین	تعلق رکھنے والے	842	متوسِّلین	نزدیکی چاہنے والے
728	محکوم	اختیار میں، زیرِ حکم، تابع	843	منصب	مرتبہ، عہدہ
729	مصالح	مصلحتیں	844	مَنْ وتُو	میں اور تُو
730	مبغوض	قابلِ نفرت	845	مشاہد	حاضر، ظاہر
731	مَرگھٹ	ہندؤوں کے مردے جلانے کی جگہ	846	متشکِّل	شکل اختیار کرنا، صورت اختیار کرنا
732	محصور	گھرا ہوا، قلعہ بند، مقیّد	847	مصائب	مصیبت کی جمع پریشانیاں، تکلیفیں
733	معاصی	گناہ	848	مقابر	مقبرہ کی جمع، قبرستان
734	مُسَخَّر	تابع کیا گیا، تسخیر کیا گیا۔	849	مدعیٔ نبوت	نبوت کا دعوی کرنے والا
735	متبعین	پیروی کرنے والے	850	مروّت	اخلاق، انسانیت
736	مثیل	ہم شکل، ویسا ہی	851	مدائح	تعریفیں
737	مَنْقَصَت	کمی، گھٹانا، نقص	852	لامذہب	جس کا کوئی مذہب نہ ہو، لادین
738	مقتدا	پیشوا، رہنما	853	مامون	محفوظ، بے خوف
739	مُفْسِدْ	جھگڑا کرنے والا، باغی، فسادی	854	ملک داری	انتظام حکومت
740	مُعانِد	دشمن	855	متصوِّف	بناوٹی صوفی، صوفی بننے والا
741	مدنظر	پیشِ نظر، سامنے	856	منحصر	محدود
742	موضعِ فرض	جسم کا وہ حصہ جس کا دھونا فرض ہے۔	857	محیط	گھیرنے والا
743	متوسّط	درمیانہ	858	مس	چُھونا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
744	موضع نجاست	نجاست کی جگہ	859	معاذ اللہ	اللہ کی پناہ
745	مانع	رکاوٹ، روکنے والا	860	مخرج	نکلنے کی جگہ
746	مترتب	ترتیب دیا ہوا	861	موقع نجاست	نجاست کے گرنے کی جگہ
747	میانی	پاجامہ کا وہ حصہ جو پیشاب گاہ کے قریب ہوتا ہے	862	مقطّعات کی انگوٹھی	وہ انگوٹھی جس پر حروف مقطعات لکھے ہوئے ہوں جیسے الم وغیرہ
748	مخفی امر	پوشیدہ معاملہ	863	مینھ	بارش
749	مانجھ لینا	صاف کرلینا	864	مجامعت	ہم بستری کرنا
750	متیقّن	یقینی	865	میل کاٹنا	میل صاف کرنا
751	میچ لیں	بند کرلیں	866	مردہ پوست	مردہ کھال
752	متنبہ	خبردار، آگاہ، ہوشیار	867	متحیر	حیران، ہکابکا، متعجب
753	مسدود	بند کیا گیا، روکا گیا، بند، رکا ہوا	868	مضایقہ	حرج، قباحت
754	محو	مٹا ہوا، فنا، معدوم	869	متصل	پاس، قریب، نزدیک لگا ہوا، لگاتار
755	مِسّی	ایک قسم کا منجن	870	مُول	پونجی، سرمایہ
756	مرئیہ	جس کو دیکھ سکیں	871	متلی	جی متلانا، قے
757	مساحت	زمین کی پیمائش	872	مَضَرّت	نقصان، ضرر، زیاں
758	متجاوز	اپنی حد سے بڑھنے والا	873	مستغرق	گِھرا ہوا
759	منطبق	موافق، برابر	874	مغموم	غمگین، بے ہوش
760	محاذی	سامنے، برابر	875	محاذات	آمنے سامنے، روبرو، سیدھ
761	مواجہہ	آمنے سامنے، روبرو	876	مخفی	پوشیدہ
762	مرتکب	ارتکاب کرنے والا، کسی فعل کا کرنے والا	877	مشارکت	شریک ہونا، باہم شرکت کرنا، حصہ داری
763	مُجرّب	آزمایا ہوا	878	مجموعۃً	مجموعی طور پر، جمع کیا ہوا
764	معظم دینی	دینی پیشوا	879	مکرر	دوبارہ، باربار
765	متضمن	داخل، شامل	880	ممبر	منبر

766	مَظِنّۂ نَجاست	نجاست کا گمان	881	مبغوض	ناپسندیدہ، قابل نفرت
767	مُوجِب	واجب کرنے والا، باعث، سبب	882	مُصَرَّح	واضح
768	مداومت	ہمیشگی	883	معدوم ہونا	ختم ہونا، ناپید ہونا، کم ہونا
769	متمیز	امتیاز، جدا، الگ	884	مخروطی	گاجرنما، گاجر کی شکل کا
770	متجزی	تقسیم ہونا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا،	885	مُؤکَّد	تاکید کیا ہوا
771	مصلّٰی	جائے نماز	886	موضع اقتدا	اقتدا کی جگہ
772	مشتہی	قابل شہوت لڑکا، خواہش پیدا کرنے والا	887	مَحارم	مَحرم کی جمع، جس سے نکاح ہمیشہ حرام ہو
773	مع قراءت	قراءت کے ساتھ	888	مُستَبعَد	دور از قیاس، بعید
774	مُنادِی	پکارنے والا، اعلان کرنے والا	889	مشروع	شریعت کے موافق، جائز
775	محسوب	شمار کیا گیا، حساب میں لگایا گیا	890	ماقی	بقیہ، باقی بچا ہوا
776	مہتم بالشان	نہایت اہم، عظیم	891	مرغوب	پسندیدہ، محبوب
777	مُراہِقَہ	وہ لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہو	892	متمتع	فائدہ اٹھانا، نفع حاصل کرنا
778	مُضطَر	تکلیف میں مبتلا، مجبور، پریشان	893	مستقر	ٹھہرنے کی جگہ، جائے قرار، ٹھکانہ
779	ماذون	وہ غلام جسے تجارت کی اجازت دی گئی ہو۔	894	مرجع	جائے پناہ، رجوع کرنے کی جگہ، جس کی طرف رجوع کیا جائے،
780	متبوع	سردار، جس کی پیروی کی جائے	895	متواتر	پے درپے، مسلسل، لگاتار
781	میکا	عورت کے والدین کا گھر	896	مصافحہ	ہاتھ ملانا
782	مورِث	وارث کرنے والا، وہ شخص جس سے ورثہ ملا ہو۔	897	مرض مہلک	وہ بیماری جس میں جان جانے کا اندیشہ ہو، خوفناک بیماری
783	مجوسیہ	آتش پرست (آگ کی عبادت کرنے والی) عورت	898	مَصارِف	مصرف کی جمع، خرچ کرنے کی جگہ، اخراجات
784	مَنفَعَت	نفع، فائدہ	899	معصیت	نافرمانی، گناہ
785	مُضِر	نقصان دہ	900	مدیون	مقروض

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
786	مُجرا	جاری کیا گیا، کٹوتی	901	معانقہ	گلے ملنا
787	معدِنی	وہ چیزیں جو کان سے نکلیں	902	مالگذاری	زمین کا لگان (ٹیکس)
788	میعاد	مدت	903	مقِّے	ایک قسم کی بڑی کشمش
789	مایۂ عزت	باعث عزت	904	مُعَیَّن	مقرر
790	مذبذب	متردد، ایک خیال پر قائم نہ رہنے والا	905	مُسَلَّم	پورا، سب، تسلیم کیا گیا، درست
791	معتدبہ	بہت سا، تعداد یا مقدار میں زیادہ، قابل اعتماد	906	مفلس	غریب، دیوالیہ، نادار، فراخی کے بعد تنگی کا آ جانا
792	متولّی	انتظام کرنے والا، منتظم	907	مِعمار	عمارت بنانے والا، مستری
793	مملوک	مقبوضہ، ملکیت، غلام	908	معدِن	کان
794	مستعد	تیار	909	مدّعی	دعویٰ کرنے والا
795	معتمد	قابل اعتماد	910	مثانہ	جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی
796	مغز	گری، کسی چیز کا اندرونی حصہ، دماغ	911	مواخذہ	جواب طلبی، باز پُرس
797	مِلک	ملکیت، مالک ہونا	912	محتاط فی الدِین	دین کے معاملے میں احتیاط کرنے والا
798	مساس	جسم کے کسی حصے کو شہوت ابھارنے کے لئے چھونا یا ملنا	913	مطلع	طلوع ہونے کی جگہ (چاند نظر آنے کی جگہ)
799	مبیع	بیچی گئی چیز	914	مولی	آقا، مالک، غلام
800	مُتوسِّطُ الحال	درمیانی حالت	915	مقدمات حج	حج کے مسائل، معاملات
801	مُحْتَانہ	محنت کا صلہ، وکیل کی فیس	916	موذیوں	موذی کی جمع تکلیف دینے والے
802	موئے بغل	بغل کے بال	917	مستورات	مستورہ کی جمع پردہ نشین عورتیں
803	معطّر	خوشبو میں بسا ہوا	918	مُطوِّف	طواف کرنے والا
804	مول لینا	کسی چیز کو خریدنا، اپنے سر مصیبت لینا	919	مُشوَّش	پریشان، مضطرب، حیران
805	معا	ساتھ	920	مامور	مقرر، متعین، حکم کیا گیا، اجازت دیا گیا
806	ملال	رنج، افسوس	921	موانع	مانع کی جمع رکاوٹ

807	متموّل	مال دار	922	مجرّد	تنہا
808	مرطوب ہوا	وہ ہوا جس میں نمی ہو	923	مغلّظات	فحش گالیاں
809	مبادا	خدانخواستہ، کہیں ایسا نہ ہو	924	میزان میزان	برابر کرنا
810	مُجرا	آداب بجالانا، سلام کرنا	925	مباہات	فخر
811	محشور	حشر کیا گیا، قیامت میں اٹھایا گیا۔	926	منقبت	بزرگان دین، اولیاءاللہ کی مدح کے اشعار
812	مَنْحَر	نحر کرنے کی جگہ	927	مبہم	پوشیدہ
813	موچنا	بال اکھیڑنے کا آلہ	928	مُونڈھے	کندھے، شانے
814	مصنوعی مُردہ سنگ	سفید رنگ کا پتھر جو دواؤں میں کام آتا ہے	929	موضع سجود وقدم کا پاک ہونا	سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا
815	متذکرۂ بالا	اوپر ذکر کیے گئے	930	مصلّی	نمازی
816	متابعت	پیروی	931	مئذنہ	مینارا
817	منحرف	پھرا ہو	932	موضع سجدہ	سجدہ کی جگہ
818	مفترض	فرض پڑھنے والے	933	مُطلًّا	سونے سے آراستہ
819	متنفل	نفل پڑھنے والے	934	مُقدَّم	آگے
820	منصوب	کھڑا	935	معلّق	آویزاں
821	موضع اہانت	ذلّت کی جگہ	936	محلِ سجود	سجدے کی جگہ
822	مذبح	جانور ذبح کرنے کی جگہ	937	مواضع	جگہوں
823	مِن جہۃ العباد	بندوں کی طرف سے	938	معلّم اجیر	اُجرت پر پڑھانے والے
824	مرتہن	جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو	939	مؤکل	وہ شخص جو وکیل مقرر کرے، وکیل کرنے والا
824	مستحقِ نار ہے	جہنم کا حقدار ہے	940	مدیُون کا کفیل	مقروض کا ضامن
825	مرہُون	جو چیز گروی رکھی گئی ہے	941	مدّعیٰ علیہ	وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے
826	مستغرق	گھیرے ہوئے	942	منقطع	جُدا
827	مواسات	غمخواری اور بھلائی	943	مُشت	ایک مٹھی

				828	مکتوب الیہ	جسے خط پہنچا

ن

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
944	نظافت	صفائی	966	نوع اختیار	ایک طرح کا اختیار
945	ناقہ	اونٹنی	967	نصرت	مدد، حمایت
946	نسیم	پچھلی رات کی نرم ومعطر ہوا، صبح کی ٹھنڈی ہوا	968	نیاز مند	محتاج، عاجزی وانکساری کا اظہار کرنے والا
947	نعمت عظمٰی	بڑی نعمت	969	نعش	لاش، میت
948	ناختنہ شدہ	جس کا ختنہ نہ ہوا ہو	970	نیک ظنی	اچھا گمان
949	نرکل	سرکنڈا	971	نازکی	نرمی، کمزور
950	نادراً	کم یاب، عمدہ، عجیب	972	نگہداشت	حفاظت، نگرانی
951	نسیان	بھول چوک، ایک مرض جس میں انسان کے ذہن سے گذشتہ واقعات محو ہو جاتے ہیں۔	973	نگاہ خیرہ ہونا	بہت روشن اور بہت چمکتی ہوئی چیز پر نظر کرنے سے آنکھ کا پورا نہ کھلنا، جھپکنے لگنا۔
952	ناگوار	ناپسند	974	نتھنا	ناک کا سوراخ
953	نطق	گفتگو، گویائی	975	نادم	شرمندہ
954	ناآشنا	ناواقف	976	نادر	کمیاب، قلیل
955	ناگہانی	اتفاقیہ، اچانک	977	نصب	گاڑنا، کھڑا کرنا
956	ناگفتہ بہ	جس کا نہ کہنا بہتر ہو، ناقابل بیان،	978	نادار	غریب محتاج
957	نصف عشر	بیسواں حصہ	979	نامسموع	نہ سنا گیا، نامقبول
958	ننگ وعار	شرم وحیا، غیرت وحمیت	980	نانبائی	روٹی پکانے والا
959	نقارہ	نوبت، بڑا ڈھول	981	نایاب	کمیاب، نادر
960	ناغہ	غیر حاضری	982	نشیب وفراز	پستی وبلندی (اتار چڑھاؤ)

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
961	نری	خالص	983	نہال	خوش حال، خوش وخرم
962	نچھاور	نثار، بکھیرنا	984	نصرانی	عیسائی
963	نیابۃً	بطورِ نائب، قائم مقام	985	ناخن گیر	ناخن تراش
964	نُمو	زیادتی	986	نواقض وضو	وضو توڑنے والی چیزیں
965	نفقہ	روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ	987	ناگوار	ناپسند

و

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
988	وصل	ملا ہوا ہونا، ملانا	1000	وُقوعِ کذب	جھوٹ کا واقع ہونا
989	وغیرہم	اور ان کے علاوہ	1001	ورع	پرہیز گار
990	وحدانیت	اللہ عزوجل کا ایک ہونا، لاشریک ہونا	1002	واصل	پہنچنا
991	وقعت	قدر و منزلت، عزت	1003	وسعت	گنجائش
992	وارد	مذکور، پہنچنا	1004	وضع قطع	شکل وصورت
993	وحشت	گھبراہٹ، خوف	1005	ولی اَقرَب	سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار
994	ولی اَبعَد	دور کا رشتہ والا	1006	وثیقہ	دستاویز، اقرار نامہ۔
995	وسائِط	واسطہ کی جمع، واسطے، ذریعے، اسباب	1007	واجب الادا	جس کی ادائیگی ضروری ہو
996	وافر	زیادہ	1008	وراء وراء	پیچھے پیچھے
997	وسعت	کشادگی	1009	واجب الحفظ	جس کا یاد کرنا ضروری ہو
998	وغیرہا	اور اس کے علاوہ	1010	واجب الوجود	جس کا وجود ضروری ہو
999	وجاہت	عزت، احترام			

ہ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
1011	ہنود	ہندو	1018	ہیبت ناک	خوفناک

1012	ہادی	ہدایت دینے والا	1019	ہیأت	بناوٹ، صورت، کیفیت
1013	ہنوز	ابھی تک، اس وقت تک	1020	ہمراہی	ساتھی، رفیق
1014	ہیأت اولی	پہلی صورت	1021	ہلکی قراءت	مختصر قراءت
1015	ہبہ کردینا	تحفے میں دینا	1022	ہڑ	ایک دوا کا نام
1016	ہمہ تن	بالکل، تمام	1023	ہیکل	ہار، شان وشوکت
1017	ہلال	پہلی رات کا چاند			

ی

1024	یوم الترویہ	آٹھویں ذی الحجہ کا دن	1026	یکّہ	گھوڑا گاڑی
1025	یک چشم	ایک آنکھ والا، کانا	1027	یمین	قسم

سلام کے بہترین الفاظ

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 22 صفحہ 409 پر فرماتے ہیں: کم از کم السَّلامُ علیکم اور اس سے بہتر وَرَحمَۃُ اللّٰہ ملانا اور سب سے بہتر وَبَرَکاتُہٗ شامل کرنا اور اس پر زِیادَت نہیں۔ پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اعادہ توضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔ اس نے السَّلامُ علیکم کہا تو یہ وعَلَیکُمُ السَّلام وَرَحمَۃُ اللّٰہ کہے۔ اور اگر اس نے السَّلامُ علیکم وَ رَحمَۃُ اللّٰہ کہا تو یہ وَعَلیکمُ السَّلامُ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکاتُہٗ کہے اور اگر اس نے وبَرَکاتُہٗ تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زِیادَت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تفصیلی فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ الذي أنزل القرآن، وهدانا به إلی عقائد الإيمان، وأظهر هذا الدين القويم علی سائر الأديان، والصلاة والسلام الأتمان في كلّ حين وان علی سيّد ولد عدنان، سيّد الإنس والجان، الذي جعله اللّٰہ تعالی مطّلعا علی الغيوب فعلم ما يكون وما كان، وعلی اٰله وصحبه وابنه وحزبه ومن تبعهم باحسان، واجعلنا منهم يا رحمٰن! يا منّان!

فقیر بارگاہ قادری ابوالعلا امجد علی اعظمی رضوی عرض کرتا ہے کہ زمانہ کی حالت نے اس طرف متوجہ کیا کہ عوام بھائیوں کے لیے صحیح مسائل کا ایک سلسلہ عام فہم زبان میں لکھا جائے، جس میں ضروری روزمرّہ کے مسائل ہوں۔ باوجود بے فرصتی اور بے مایگی کے توکلاً علی اللہ اس کام کو شروع کیا، ایک حصّہ لکھنے پایا تھا کہ یہ خیال ہوا کہ اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر متفرع ہے، اور بہتیرے مسلمان ایسے ہیں کہ اُصولِ مذہب سے آگاہ نہیں، ایسوں کے لیے سچّے عقائدِ ضروری کے سرمایہ کی بہت شدید حاجت ہے۔

خصوصاً اس پُر آشوب زمانہ میں کہ گندم نما جَو فروش بکثرت ہیں، کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے، بلکہ عالم کہلاتے ہیں اور حقیقۃً اسلام سے ان کو کچھ علاقہ نہیں۔ عام ناواقف مسلمان اُن کے دامِ تزویر میں آ کر مذہب اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، لہٰذا اُس حصہ یعنی کتابُ الطہارۃ کو اِس سلسلہ کا حصّہ دوم کیا اور اُن بھائیوں کے لیے اس سے پہلے حصّہ میں اسلامی سچے عقائد بیان کیے۔ اُمید کہ برادرانِ اسلام اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں اور اس فقیر کے لیے عفو و عافیتِ دارین اور ایمان و مذہبِ اہلسنت پر خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَی الْاِیْمَانِ وَتَوَفَّنَا عَلَی الْاِسْلَامِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَۃَ خَیْرِ الْاَنَامِ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ، وَاَدْخِلْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ دَارَ السَّلَامِ اٰمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

عقائد متعلقہ ذات و صفاتِ الٰہی جلّ جلالہٗ

عقیدہ ۱: اللہ (عزوجل) ایک ہے[1]، کوئی اس کا شریک نہیں[2]، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں[3] نہ احکام میں[4]، نہ اسماء میں[5]، واجب الوجود ہے[6]، یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال[7]، قدیم ہے[8]

1...... ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پ ۳۰، الإخلاص: ۱.

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ پ ۲، البقرة: ۱۶۳.

2...... ﴿لَا شَرِیْكَ لَهٗ﴾ پ۸، الأنعام: ۱۶۳.

3...... في "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر" للقاري، ص۱٤: (واللّٰه تعالى واحد) أي: في ذاته (لا من طريق العدد) أي: حتى لا يتوهم أن يكون بعده أحد (ولكن من طريق أنّه لا شريك له) أي: في نعته السرمديّ لا في ذاته ولا في صفاته).

وفي "حاشية الصاوي"، پ ۳۰، الإخلاص، تحت الآية ۱: (والتنزه عن الشبيه والنظير والمثيل في الذات والصفات والأفعال)، ج٦، ص ۲٤٥۱. وانظر للتفصيل رسالة الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن: "**اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب**" المعروف بہ "دس عقیدے"، ج۲۹، ص۳۳۹.

4...... ﴿وَّ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا﴾ پ۱۵، الكهف: ۲٦.

في "تفسير الطبري"، ج۸، ص۲۱۲، تحت الآية: (يقول: ولا يجعل اللّٰه في قضائه وحكمه في خلقه أحداً سواه شريكاً، بل هو المنفرد بالحكم والقضاء فيهم، وتدبيرهم وتصريفهم فيما شاء وأحبّ).

5...... ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا﴾ پ۱٦، مريم: ٦٥، في "التفسير الكبير" تحت الآية: (المراد أنّه سبحانه ليس له شريك في اسمه).

6...... في "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر" للقاري، ص۱٥: (لايشبه شيئاً من الأشياء من خلقه) أي: مخلوقاته، وهذا؛ لأنّه تعالى واجب الوجود لذاته وماسواه ممكن الوجود في حد ذاته، فواجب الوجود هو الصّمد الغنيّ الذي لايفتقر إلى شيء، ويحتاج كل ممكن إليه في إيجاده وإمداده، قال اللّٰه تعالى: ﴿وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾.

7...... یعنی اُس کا موجود نہ ہونا، ناممکن ہے۔

8...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۸: (ومنه أنّه قديم، لا أوّل له ـ أي: لم يسبق وجوده عدم ـ وليس تحت لفظِ القديم معنى في حقّ اللّٰه تعالى سوى إثبات وجود، ونفي عدم سابق، فلا تَظُنَّنْ أنّ القدم معنى زائد على الذات القديمة، فيلزمك أن تقول: إنّ ذلك المعنى أيضاً قديم بقدم زائد عليه ويتسلسل إلى غير نهاية، ومعنى القدم في حقه تعالى ـ أي: امتناع سبق العدم عليه ـ هو معنى كونه أزليّاً، وليس بمعنى تطاول الزمان، فإنّ ذلك وصف للمحدثات كما في قوله تعالى: ﴿كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ﴾.

یعنی ہمیشہ سے ہے، اَزَلی کے بھی یہی معنی ہیں، باقی ہے [1] یعنی ہمیشہ رہے گا اور اِسی کو اَبَدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت و پرستش کی جائے۔ [2]

عقیدہ ۲ وہ بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج۔ [3]

عقیدہ ۳ اس کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال [4] کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے [5] اور اُس کو کوئی احاطہ نہیں کرسکتا [6]، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔

---

1 ...... ﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ﴾ پ٢٠، القصص: ٨٨.

وفي "المعتقد المنتقد"، و منه أنّه باق، ليس لوجوده آخر۔ أي: يستحيل أن يلحقه عدم۔ وهو معنى كونه أبديا).

انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسايرة"، الأصل الثاني والثالث، تحت قوله: (أنّه تعالى قديم لا أوّل له، وأنّ اللّٰه تعالى أبدي ليس لوجوده آخر)، ص٢٢۔ ٢٤.

2 ...... ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ﴾ پ١، البقرة: ٢١.

﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ ﴾ پ٧، الأنعام: ١٠٢.

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ﴾ پ١٥، بني اسرآئيل: ٢٣.

﴿ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ ﴾ پ١٢، يوسف: ٤٠.

3 ...... ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ﴾ پ٣٠، الإخلاص: ٢.

وفي "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر"، ص١٤: ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ﴾ أي: المستغني عن كل أحد والمحتاج إليه كلُّ أحد.

4 ...... یعنی اس کی ذات کا عقل کے ذریعے اِحاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

5 ...... یعنی اس کا اِحاطہ کیے ہوئے ہوتی ہے۔

6 ...... في "التفسير الكبير"، ج٥، ص١٠٠، پ٧، الأنعام، تحت الآية: ١٠٣: ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ﴾ المرئي إذا كان له حد ونهاية وأدركه البصر بجميع حدوده وجوانبه ونهاياته، صار كأنّ ذلك الأبصار أحاط به فتسمى هذه الرؤية إدراكاً، أما إذا لم يحط البصر بجوانب المرئي لم تسم تلك الرؤية إدراكاً. فالحاصل: أنّ الرؤية جنس تحتها نوعان: رؤية مع الإحاطة، ورؤية لا مع الإحاطة، والرؤية مع الإحاطة هي المسماة بالإدراك).

عقیدہ ۴: اُس کی صفتیں نہ عین ہیں نہ غیر[1]، یعنی صفات اُسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں اور نہ اُس سے کسی طرح کسی نحوِ وجود میں جدا ہو سکیں[2] کہ نفسِ ذات کی مقتضٰی ہیں اور عینِ ذات کو لازم۔[3]

عقیدہ ۵: جس طرح اُس کی ذات قدیم اَزلی اَبدی ہے، صفات بھی قدیم اَزلی اَبدی ہیں۔[4]

عقیدہ ۶: اُس کی صفات نہ مخلوق ہیں[5] نہ زیرِ قدرت داخل۔

عقیدہ ۷: ذات وصفات کے سِوا سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔[6]

عقیدہ ۸: صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے، گمراہ بددین ہے۔[7]

---

1 ...... في "المسايرة"، ص٣٩٢: (ليست صفاته من قبيل الأعراض ولا عينه ولا غيره).

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص٤٧-٤٨: (وهي لا هو ولا غيره، يعني: أنّ صفات اللّٰه تعالى ليست عين الذات ولا غير الذات......الخ).

2 ...... یعنی کسی بھی طور پر صفات، ذات سے جدا ہو کر نہیں پائی جاسکتیں۔

3 ...... بلاتشبیہ اس کو یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم پھول نہیں کہتے، اور نہ ہی اُسے پھول سے جدا کہہ سکتے ہیں۔

4 ...... في "منح الروض الأزهر" للقاري، ص٢٣: (لم يحدث له اسم ولا صفة) يعني: أنّ صفات اللّٰه وأسمائه كلّها أزلية لا بداية لها، وأبدية لا نهاية لها، لم يتجدد له تعالى صفة من صفاته ولا اسم من أسمائه، لأنّه سبحانه واجب الوجود لذاته الكامل في ذاته وصفاته، فلو حدث له صفة أو زال عنه نعت لكان قبل حدوث تلك الصفة وبعد زوال ذلك النعت ناقصاً عن مقام الكمال، و هو في حقه سبحانه من المحال، فصفاته تعالى كلّها أزلية أبدية).

وفي "المعتمد المستند"، ص٤٦-٤٧: (وبالجملة: فالذي نعتقده في دين اللّٰه تعالى أنّ له عزوجل صفات أزلية قديمة قائمة بذاته عزوجل، لوازم لنفس ذاته تعالى، ومقتضَيات لها بحيث لا تقدير للذات بدونها......الخ).

5 ...... في "ال فقه الأكبر"، ص٢٥: (صفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة). وانظر: "المعتقد المنتقد"، ص٤٩.

6 ...... وفي "شرح العقائد النسفية"، ص٢٤: (والعالم) أي: ما سوى اللّٰه تعالى من الموجودات ممّا يعلم به الصانع يقال عالم الأجسام وعالم الأعراض وعالم النباتات وعالم الحيوان إلى غير ذلك، فتخرج صفات اللّٰه تعالى؛ لأنّها ليست غير الذات كما أنّها ليست عينها (بجميع أجزائه) من السموات وما فيها والأرض وما عليها (محدث).

7 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص٤٩: (صفات اللّٰه تعالى في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة، فمن قال: إنّها مخلوقة أو محدثة، أو وقف فيها بأن لا يحكم بأنها قديمة أو حادثة، أو شك فيها، أو تردد في هذه المسألة ونحوها فهو كافر باللّٰه تعالى). =

عقیدہ ۹ جو عالَم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے، کافر ہے۔[1]

عقیدہ ۱۰ نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اُس کے لیے بی بی، جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے[2]، بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔

= قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمٰن في حاشيته، ص٥٠: تحت قوله: **"فهو كافر"**: (هذا نص سيدنا الإمام الأعظم رضي اللّٰه تعالى عنه في "الفقه الأكبر" وقد تواتر عن الصحابة الكرام والتابعين والمجتهدين الأعلام عليهم الرضوان التام إكفار القائل بخلق الكلام كما نقلنا نصوص كثير منهم في **"سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح"** وهم القدوة للفقهاء الكرام في إكفار كل من أنكر قطعياً، والمتكلمون خصّوه بالضروري وهو الأحوط. ١٢

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٢٥، تحت قوله: **(فهو كافر باللّٰه)** أي: ببعض صفاته، وهو مكلّف بأن يكون عارفاً بذاته وجميع صفاته إلّا أن الجهل والشك الموجبين للكفر مخصوصان بصفات اللّٰه المذكورة من النعوت المسطورة المشهورة، أعني: الحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة والتخليق والترزيق.

1...... في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٨٣: (نقطع على كفر من قال بقدم العالم، أو بقائه، أو شك في ذلك). وانظر: "المعتقد المنتقد، ص١٩، و"إنباء الحي"، ص٢٣١، و"الفتاوى الرضوية"، ج٢٧، ص١٣١.

2...... ﴿لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴾ پ٣٠، الإخلاص:٣.

﴿مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا﴾ پ٢٩، الجن: ٣.

﴿وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ﴾ پ١٦، مريم: ٩٢.

﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ﴾ پ٢٥، الزخرف: ٨١.

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ پ١٥، بنی اسرائيل: ١١١.

في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٨٣: (من ادّعى له ولداً أو صاحبة أو والداً أو متولدٌ من شيء...... فذلك كلّه كفر بإجماع المسلمين)، ملتقطاً.

وفي "مجمع الأنهر"، كتاب السير والجهاد، ج٢، ص٥٠٤، و"البحر الرائق"، ج٥، ص٢٠٢: (إذا وصف اللّٰه تعالى بما لا يليق به... أوجعل له شريكاً أو ولداً أو زوجة... يكفر).

وفي "التاتارخانية"، كتاب أحكام المرتدين، ج٥، ص٤٦٣: (وفي "خزانة الفقه": لو قال: للّٰه تعالى شريك، أوولد، أوزوجة،... كفر).

عقیدہ ۱۱ وہ حَی ہے، یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔[1]

عقیدہ ۱۲ وہ ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں۔[2]

عقیدہ ۱۳ جو چیز مُحال ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو، کہ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا تو مُحال نہ رہا اور اس کو مُحال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہیں فنائے باری مُحال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ (عزوجل) کی اُلوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔[3]

عقیدہ ۱۴ ہر مقدور کے لیے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے، البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔

عقیدہ ۱۵ وہ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب و نقصان ہے پاک ہے، یعنی عیب و نقصان کا اُس میں ہونا مُحال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لیے مُحال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ مُحالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی

---

1 ...... ﴿هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ پ۳، البقرة: ۲۵۵.

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ﴾ پ۱۸، المؤمنون: ۸۰.

2 ...... ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ پ۱، البقرة: ۲۰.

في "حاشية الصاوي"، ج۱، ص۳۸، تحت هذه الآية: وقوله: ﴿قَدِيْرٌ﴾ من القدرة وهو صفة أزلية قائمة بذاته تعالى تتعلق بالممكنات إيجادًا أو إعدامًا على وفق الإرادة والعلم).

في "التفسير الكبير"، ج۷، ص٤٥٤، پ ۱۵، الكهف: ۲۵: (أنه تعالى قادر على كلّ الممكنات).

في "المسايرة"، ص۳۹۱: (وقدرته على كلّ الممكنات).

3 ...... انظر للتفصيل: "الفتاوى الرضوية"، "**سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح**" ج۱۵، ص۳۲۲.

باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! نقصان تو اُس مُحال کا ہے کہ تعلّقِ قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔[1]

عقیدہ ۱۶ حیاتؔ، قدرتؔ، سننا، دیکھنا، کلامؔ، علمؔ، ارادہؔ اُس کے صفاتِ ذاتیہ ہیں، مگر کان، آنکھ، زبان سے اُس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں، کہ یہ سب اَجسام ہیں اور اَجسام سے وہ پاک۔ ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے، ہر باریک سے باریک کو کہ خُوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے، بلکہ اُس کا دیکھنا اور سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔[2]

1...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص۳۹۳: (يستحيل عليه) سبحانه (سمات النقص كالجهل والكذب) بل يستحيل عليه كلّ صفة لا كمال فيها ولا نقص؛ لأنّ كلاًّ من صفات الإله صفة كمال)، انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسايرة"، واتفقوا على أنّ ذلك غير واقع، ص۲۰٤ ـ ۲۱۰، و"الفتاوى الرضوية"، ج۱٥، ص۳۲۰ـ۳۲۲.

2...... ﴿ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴾ پ۳، ال عمران:۲.

﴿ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ پ۷، المائدة:۱۲۰.

﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴾ پ۲٤، المؤمن:۲۰.

﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ﴾ پ٦، النساء:۱٦٤.

﴿ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴾ پ۲۸، الطلاق:۱۲.

﴿ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ﴾ پ٦، المائدة:۱. ﴿ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴾ پ۱۲، هود:۱۰۷.

في "فقه الأكبر"، ص۱٥ـ۱۹: (لم يزل ولا يزال بأسمائه وصفاته الذاتية والفعلية، أمّا الذاتية فالحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة).

في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص۳۹۱ـ۳۹۲: (وصفات ذاته حياته بلا روح حالّة، وعلمه وقدرته وإرادته وسمعه بلا صماخ لكل خفي كوقع أرجل النملة) على الأجسام اللينة (وكلام النفس) فإنّه تعالى يسمع كلاًّ منهما (وبصره بلا حدقة يقلبها، تعالى رب العالمين عن ذلك) أي: عن الصماخ والحدقة ونحوهما من صفات المخلوقين (لكل موجود) متعلق بقوله: وبصره، فهو متعلّق بكلّ موجود، قديم أو حادث، جليل أو دقيق (كأرجل النملة السوداء على الصخرة السوداء في الليلة الظلماء، ولخفايا السرائر، متكلّمٌ بكلام قائم بنفسه أزلاً وأبداً)، ملتقطاً.

وفي "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲٥۳ـ۲٥٦: (له) سبحانه وتعالى (صفات قديمة قائمة بذاته، لا هو ولا غيره، هي الحياة، والعلم، والقدرة، والسمع) وهو صفة أزلية قائمة بذاته تعالى تتعلق بالمسموعات أو الموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبيل التخيّل والتوهّم، ولا على طريق تأثّر حاسة ووصول هواء، (و) الخامسة (البصر) وعرفه اللاقاني أيضاً بأنه صفة أزلية

عقیدہ ۱۷ مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے [1]، حادث ومخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امامِ اعظم ودیگر ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُسے کافر کہا [2]، بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اُس کی تکفیر ثابت ہے۔ [3]

عقیدہ ۱۸ اُس کا کلام آواز سے پاک ہے [4] اور یہ قرآنِ عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے، مَصاحِف میں لکھتے ہیں، اُسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث، یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث اور جو لکھا قدیم، ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم، ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور

تتعلق بالمبصرات أو بالموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبيل التخيّل والتوهّم ولا على طريق تأثير حاسة ووصول شعاع، (و) السادسة (الإرادة، و) السابعة (التكوين، و) الثامنة (الكلام الذي ليس من جنس الحروف والأصوات)؛ لأنّها أعراض حادثة وكلامه تعالى قديم فهو منزّه عنها، ملتقطاً.

1 ...... في "الفقه الأكبر"، ص٢٨: (والقرآن كلام الله تعالى فهو قديم).

2 ...... وفي "منح الروض الأزهر"، ص٢٦: (قال الإمام الأعظم في كتابه "الوصية": من قال بأنّ كلام الله تعالى مخلوق فهو كافر بالله العظيم)، ملتقطاً.

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٢٩: (واعلم أنّ ما جاء في كلام الإمام الأعظم وغيره من علماء الأنام من تكفير القائل بخلق القرآن فمحمول على كفران النعمة لا كفر الخروج من الملّة).

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٥٨: (ذكر ابن الكمال في بعض رسائله: أنّ أبا حنيفة وأبا يوسف رضي الله تعالى عنهما تناظرا ستة أشهر، ثمّ استقر رأيهما على أنّ من قال بخلق القرآن فهو كافر، وقد ذكر في الأصول أنّ قول أبي حنيفة إنّ القائل بخلق القرآن كافر محمول على الشتم لا على الحقيقة فهو دليل على أنّ القائل به مبتدع ضال لا كافر).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص٣٨: (ومنكر أصل الكلام كافر لثبوته بالكتاب والإجماع، وكذا منكر قدمه إن أراد المعنى القائم بذاته، واتفق السلف على منع أن يقال القرآن مخلوق وإن أريد به اللفظي، والاختلاف في التكفير كما قيل).

قال الإمام أحمد رضا في "حاشيته"، ص٣٨: قوله: (وكذا منكر قدمه) أي: (فيه تكفير الكرامية وهو مسلك الفقهاء، أمّا جمهور المتكلمين فيأبون الإكفار إلّا بإنكار شيء من ضروريات الدين، وهو الأحوط المأخوذ المعتمد عندنا وعند المصنّف العلام تبعاً للمحقّقين. ١٢ إمام أهل السنة رضي الله تعالى عنه.

3 ...... انظر "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٣٧٩-٣٨٤.

4 ...... في "منح الروض الأزهر"، للقاريء، ص١٧: (إنّ كلامه ليس من جنس الحروف والأصوات).

جو ہم نے حفظ کیا قدیم[1]،

---

[1]...... قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص٣٥: (وإنّما المذهب ما عليه أئمة السلف أنّ كلام اللّٰه تعالى واحد لا تعدّد فيه أصلاً، لم ينفصل ولن ينفصل عن الرحمن، ولم يحل في قلب ولا لسان، ولا أوراق ولا آذان، ومع ذلك ليس المحفوظ في صدورنا إلاّ هو، ولا المتلو بأفواهنا إلاّ هو، ولا المكتوب في مصاحفنا إلاّ هو، ولا المسموع بأسماعنا إلاّ هو، لا يحلّ لأحد أن يقول بحدوث المحفوظ المتلو المكتوب المسموع، إنّما الحادث نحن، وحفظنا، وألسننا، وتلاوتنا، وأيدينا، وكتابتنا، وآذاننا، وسماعتنا، والقرآن القديم القائم بذاته تعالى هو المتجلي على قلوبنا بكسوة المفهوم، وألسنتنا بصورة المنطوق، ومصاحفنا بلباس المنقوش، وآذاننا بزيّ المسموع فهو المفهوم المنطوق المنقوش المسموع لا شيء آخر غيره دالاًّ عليه، وذلك من دون أن يكون له انفصال عن اللّٰه سبحانه وتعالى، أو اتصال بالحوادث أو حلول في شيء ممّا ذكر، وكيف يحلّ القديم في الحادث، ولا وجود للحادث مع القديم، إنّما الوجود للقديم وللحادث منه إضافة لتكريم، ومعلوم أنّ تعدّد التجلّي لا يقتضي تعدد المتجلي.

؎ دمبدم گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس راچه خلل

عرف هذا من عرف، ومن لم يقدر على فهمه فعليه أن يؤمن به كما يؤمن باللّٰه وسائر صفاته من دون إدراك الكنه).

وقد فصل وحقق الإمام أحمد رضا هذه المسألة في رسالته: "**أنوار المنّان في توحيد القرآن**"، وقال في آخره، ص٢٧٠ـ٢٧١: (وذلك قول أئمتنا السلف إنّ القرآن واحد حقيقي أزلي، وهو المتجلّي في جميع المجالي، ليس على قدمه بحدوثها أثر، ولا على وحدته بكثرتها ضرر، ولا لغيره فيها عين ولا أثر، القراءة والكتابة والحفظ والسمع والألسن والبنان والقلوب والآذان كلّها حوادث عرضة للغيار، والمقروء المكتوب المحفوظ المسموع هوالقرآن القديم حقيقةً وحقّاً ليس في الدار غيره ديّار، والعجب أنّه لم يحل فيها ولم تخل عنه، ولم يتصل بها ولم تبن منه، وهذا هو السر الذي لا يفهمه إلاّ العارفون، ﴿ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴾ إنّ من العلم كهيأة المكنون لا يعلمه إلاّ العلماء باللّٰه، فإذا نطقوا به لاينكره إلاّ أهل الغرة باللّٰه. رواه في "مسند الفردوس" عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالى عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم.

والمسألة وإن كانت من أصعب ما يكون فلم آلُ بحمد اللّٰه تعالى جهداً في الإيضاح حتى آض بعونه تعالى ليلها كنهارها، بل قد استغنيت عن المصباح بالإصباح. وبالجملة فاحفظ عنّي هذا الحرف المبين ينفعك يوم لا ينفع مال ولابنون إلاّ من أتى اللّٰه بقلب سليم، أنّك إن قلت إنّ جبريل حدث الآن بحدوث الفحل أو لم يزل فحلاً مذ وجد فقد ضللت ضلالاً مهيناً، وإن قلت إنّ الفحل لم يكن جبريل بل شيء آخر عليه دليل فقد بهتّ بهتاً مبيناً، ولكن قل هو جبريل قطعاً تصوّر به، فكذا إن زعمت أنّ القرآن حدث بحدوث المكتوب أو المقروء أو لم يزل أصواتاً ونقوشاً من الأزل فقد أخطأت الحق بلا مرية، وإن زعمت أنّ

یعنی متجلّی قدیم ہے اور تجلّی حادث۔[1]

عقیدہ ۱۹ اُس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، مُحالات، سب کو اَزل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور اَبد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وَسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔[2]

عقیدہ ۲۰ وہ غیب وشہادت[3] سب کو جانتا ہے[4] علمِ ذاتی اُس کا خاصہ ہے، جو شخص علمِ ذاتی، غیب خواہ

المكتوب المقروء ليس كلام الله الأزلي بل شيء غيره يؤدي مؤدّاه فقد أعظمت الفرية، ولكن قل هو القرآن حقاً تطوّر به، وهكذا كلّما اعتراك شبهة في هذا المجال فاعرضها على حديث الفحل تنكشف لك جلية الحال، وما التوفيق إلّا بالله المهيمن المتعال).

1...... متجلّی یعنی کلام الٰہی، قدیم ہے، اور تجلّی یعنی ہمارا پڑھنا، سننا، لکھنا، یاد کرنا یہ سب حادث ہے۔

2...... ﴿ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ پ۲۸، التغابن: ٤.

﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ پ۷، الأنعام: ٥٩.

﴿ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۞ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴾ پ۲۹، الملك: ١٣ـ ١٤، ﴿ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴾ پ۲۸، الطلاق: ١٢.

في "التفسير الكبير"، تحت الآية: (يعني: بكلّ شيء من الكليات والجزئيات) ج١٠، ص٥٦٧.

في "منح الروض الأزهر" للقاري، ص١٦، تحت قوله: (والعلم) أي: من الصفات الذاتية، وهي صفة أزلية تنكشف المعلومات عند تعلّقها بها، فالله تعالى عالم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنّه تعالى يعلم الجهر والسرّ وما يكون أخفى منه من المغيبات، بل أحاط بكلّ شيء علماً من الجزئيات والكليات والموجودات والمعدومات والممكنات والمستحيلات، فهو بكلّ شيء عليم من الذوات والصفات بعلم قديم لم يزل موصوفاً به على وجه الكمال، لا بعلم حادث حاصل في ذاته بالقبول والانفعال والتغيّر والانتقال، تعالى الله عن ذلك شأنه وتعظم عمّا نهاك برهانه.

في "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٥٤: (العلم) وهي صفة تنكشف بها المعلومات عند تعلّقها بها سواء كانت المعلومات موجودة أو معدومة، محالة كانت أو ممكنة، قديمة كانت أو حادثة، متناهية كانت أو غير متناهية، جزئية كانت أو كلية، وبالجملة جميع ما يمكن أن يتعلق به العلم فهو معلوم لله تعالى.

3...... پوشیدہ اور ظاہر۔

4...... ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ ﴾ پ۲۸، الحشر: ۲۲.

شہادت کا غیرِ خدا کے لیے ثابت کرے کافر ہے۔ [1] علمِ ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیے خود حاصل ہو۔

عقیدہ ۲۱ وہی ہر شے کا خالق ہے [2]، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ [3]

عقیدہ ۲۲ حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے [4]، ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں۔ [5]

عقیدہ ۲۳ ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لیے

---

1 ...... في "الدولة المكية بـالـمادة الغيبية"، ص۳۹: (العلم ذاتي مختص بالمولى سبحانه وتعالى لا يمكن لغيره، ومن أثبت شيئاً منه ولو أدنى من أدنى من أدنى من ذرة لأحد من العالمين فقد كفر وأشرك وبار وهلك)، ملتقطاً.

انظر للتفصيل: "الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۴۳٦۔۴۳۷.

2 ...... ﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ پ۱۳، الرعد: ۱٦.

3 ...... ﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ پ۲۳، الصآفات: ۹٦.

في "شرح العقائد النسفية"، ص۷٦: (واللّٰه تعالى خالق لأفعال العباد من الكفر والإيمان والطاعة والعصيان).

في "اليواقيت"، ص۱۸۹: (أنّ اللّٰه تعالى خالق لأفعال العبد كما هو خالق لذواتهم).

4 ...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴾ پ۲۷، الذّٰريٰت: ۵۸.

5 ...... ﴿ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴾ پ۲٦، الذّٰريٰت: ٤. ﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴾ پ۳۰، النازعات: ۵.

في "تفسير البغوي"، ج٤، ص ٤۱۱، پ۳۰، تحت الآية:۵ ﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴾ قال ابن عباس: هم الملائكة وكّلوا بأمور عرّفهم اللّٰه عزوجل العمل بها. قال عبدالرحمن بن سابط: يدبّرالأمر في الدنيا أربعة جبريل وميكائيل وملك الموت وإسرافيل عليهم السلام، أمّا جبريل فموكّل بالوحي والبطش وهزم الجيوش، وأمّا ميكائيل فموكّل بالمطر والنبات والأرزاق، وأمّا ملك الموت فموكّل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو صاحب الصُّور، ولا ينزل إلّا للأمر العظيم.

وفي "كنزالعمال"، كتاب البيوع، قسم الأقوال، الجزء ٤، ص۱۳، الحديث:۹۳۱۷: ((إنّ للّٰه تعالى ملائكة موكلين بأرزاق بني آدم، ثمّ قال لهم: أيّما عبد وجدتموه جعل الهمّ همّاً واحدًا، فضمنوا رزقه السموات والأرض وبني آدم، وأيّما عبد وجدتموه طلبه فإن تحرى العدل فطيبوا له ويسّروا، وإن تعدّى إلى غير ذلك فخلّوا بينه وبين ما يريد، ثمّ لا ينال فوق الدرجة التي كتبتها له)).

بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔[1] تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔[2]

عقیدہ ۲۴: قضا تین۳ قسم ہے۔

مُبرَمِ حقیقی، کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔

اور معلّقِ۲ محض، کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔

اور معلّقِ۳ شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مُبرَمِ حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔[3] ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نامِ پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی ابِ رحیم [4]، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی

---

1 ...... في "الفقه الأكبر"، ص ٤٠: (وكان الله تعالى عالماً في الأزل بالأشياء قبل كونها، وهو الذي قدّر الأشياء وقضاها).

في "شرح النووي"، كتاب الإيمان، ج١، ص٢٧: (واعلم: أنّ مذهب أهل الحق إثبات القدر ومعناه: أنّ الله تبارك وتعالى قدّر الأشياء في القدم وعلم سبحانه أنّها ستقع في أوقات معلومة عنده سبحانه وتعالى وعلى صفات مخصوصة فهي تقع على حسب ما قدّرها سبحانه وتعالى ...... والله سبحانه وتعالى خالق الخير والشرجميعًا لا يكون شيء منهما إلّا بمشيّته، فهما مضافان إلى الله سبحانه وتعالى خلقًا وإيجادًا، وإلى الفاعلين لهما من عباده فعلاً واكتسابًا والله أعلم. قال الخطابي: وقد يحسب كثير من الناس: أنّ معنى القضاء والقدر إجبارُ اللهِ سبحانه العبد وقهره على ما قدّره وقضاه وليس الأمر كما يتوهمونه، وإنّما معناه الإخبار عن تقدّم علم الله سبحانه وتعالى بما يكون من اكتساب العبد وصدورها عن تقدير منه وخلق لها خيرها وشرّها، ملتقطاً.

وانظر: "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٢٨٥، و"شرح السنة" للبغوي، باب الإيمان بالقدر، ج١، ص١٤٠-١٤١.

2 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((القدرية مجوس هذه الأمّة)) وقال: ((لكلّ أمة مجوس ومجوس هذه الأمّة الذين يقولون لا قدر)). "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، الحديث: ٤٦٩١، ٤٦٩٢، ص١٥٦٧.

3 ...... "مکتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ٢١٧، ج١، ص١٢٣-١٢٤.

4 ...... في "تفسير القرطبي"، پ١، البقرة: ١٢٤، ج١، الجزء الثاني، ص٧٤، تحت الآية: ﴿ وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّؕ ...الخ﴾ وإبراهيم تفسيره بالسّريانية فيما ذكر الماوردي، وبالعربية فيما ذكر ابن عطية: أب رحيم، قال السُّهيلي:

ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔

﴿ يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ ﴾[1]

''ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں۔''

یہ قرآنِ عظیم نے اُن بے دینوں کا رَد فرمایا جو محبوبانِ خدا کی بارگاہِ عزت میں کوئی عزت ووجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دَم نہیں مار سکتا، حالانکہ اُن کا رب عزوجل اُن کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ: ''ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں''، حدیث میں ہے: شبِ معراج حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت فرمایا: ''کہ یہ کون ہیں؟'' عرض کی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، فرمایا: ''کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟'' عرض کی: اُن کا رب جانتا ہے کہ اُن کے مزاج میں تیزی ہے۔[2] جب آیۂ کریمہ ﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ ﴾[3] نازل ہوئی کہ ''بیشک عنقریب تمھیں تمھارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔''

حضور سیّد المحبوبین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذًا لَّا أَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ فِي النَّارِ)).[4]

''ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا، اگر میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو۔''

وكثيراً ما يقع الاتفاق بين السّرياني والعربي أو يقاربه في اللفظ؛ ألا ترى أنّ إبراهيم تفسيره: أب راحم؛ لرحمته بالأطفال، ولذلك جعل هو وسارة زوجته كافلين لأطفال المؤمنين الذين يموتون صغاراً إلى يوم القيامة). و"تفسير روح البيان"، ج١، ص٢٢١.

1 ...... پ١٢، هود: ٧٤.

2 ...... عن عبد الله بن مسعود عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((سمعت كلاماً في السماء، فقلت: يا جبريل! من هذا؟)) قال: هذا موسى، قلت: ((ومن يناجي؟)) قال: ربه تعالى، قلت: ((ويرفع صوته على ربه؟)) قال: إنّ الله عزوجل قد عرف له حدّته. "حلية الأولياء"، ج١٠، ص٤١٧، الحديث: ١٥٧٠٨. "كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل سائر الأنبياء، رقم: ٣٢٣٨٥، ج٦، الجزء ١١، ص٢٣٢. "فتح الباري"، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، ج٧، ص١٨٠، تحت الحديث: ٣٨٨٧.

3 ...... پ٣٠، الضحى: ٥.

4 ...... "التفسير الكبير"، پ٣٠، الضحى: تحت الآية: ٥، ج١١، ص١٩٤.

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں، جن پر رفعت عزت وجاہت ختم ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مسلمان ماں باپ کا کچّا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اُس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ ''روزِ قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے، یہاں تک کہ فرمایا جائے گا:

((أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ)).[1]

''اے کچے بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔''

خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا، مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیاطین الانس کی خباثت کا دافع تھا، کہنا یہ ہے کہ قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَمِ حقیقی تھا، خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اس میں جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا:

﴿ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ ... اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ ﴾[2]

''اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو ... بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔''

اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: ''میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں''[3]، ....

---

[1] ...... عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ السقط ليراغم ربه إذا أدخل أبويه النار، فيقال: أيها السقط المراغم ربه أدخل أبويك الجنة، فيجرّهما بسرره حتى يدخلهما الجنة)). قال أبو علي: يراغم ربه، يغاضب.

"سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فيمن أصيب بسقط، الحديث: ١٦٠٨، ج٢، ص٢٧٣.

[2] ...... ﴿ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ ﴾ پ١٢، هود: ٧٦.

[3] ...... حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان ''میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں'' پر کلام کرتے ہوئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: (بدان ارشدك اللّٰه تعالى سبحانه قضا بر دو قسم است، قضاء معلق وقضاء مبرم در قضاء معلق احتمال تغيير وتبديل است، ودر قضاء مبرم تغيير وتبديل را مجال نيست، قال الله سبحانه وتعالى: ﴿ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ﴾ [پ٢٦، ق: ٢٩] اين در قضاء مبرم است، ودر قضاء معلق ميفرمايد: ﴿ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ ﴾ [پ١٣، الرعد: ٣٩] حضرت قبله گاهی ام قدّس سرّه ميفرمودند كه حضرت سيد محى الدين جيلانى قدّس سرّه در بعضى از رسائل خود نوشته اند كه در قضاء مبرم هيچكس را مجال نيست كه تبديل بدهد مگر مرا كه اگر خواهم انجا هم

تصرّف بکنم' وازین سخن تعجب بسیار میکردند واستبعاد میفرمودند' واین نقل مدتہا در خزینۂ ذہنِ این فقیر بود تا آنکہ حضرتِ حق سبحانہ وتعالی باین دولتِ عظمےٰ مشرف ساخت' روزے در صد ودفع بلیّہ بودم کہ بہ بعضی از دوستان نامزد شدہ بود دوران وقت التجا وتضرّع ونیاز وخشوع تمام داشتم ظاہر شد کہ در لوح محفوظ قضاء این امر معلق بامرے نیست ومشروط بشرطے' نہ یك گونہ یاس وناامیدی دست داد وسخنِ حضرت سید محی الدین قدّس سرّہ بیاد آمد مرّۃً' ثانیۃ باز ملتجی ومتضرع گشت دراہِ عجز ونیاز پیش گرفتہ متوجّہ شد بمحض فضل وکرم ظاہر ساختند کہ قضاءِ معلق بردو گونہ است' قضائی است کہ تعلیق او را در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اندو ملائکہ را بران اطلاع دادہ وقضائیکہ تعلیقِ اونزد خدا ست جلّ شانہ' ویس ودر لوح محفوظ صورتِ قضاءِ مبرم دارا(کہ بظاہر در لوح محفوظ مشروط بامرے نساختہ اند بلکہ مطلق گذاشتہ لیکن نفس الامر مقید بقید ومشروط بشرط است۱۲ حاشیہ) واین قسم اخیر از قضاء معلّق نیز احتمالِ تبدیل دارد' در رنگ قسم اول از انجا معلوم شد کہ سخنِ سید مصروف با ینقسم اخیر است کہ صورت قضاء مبرم واردنہ بقضاء کہ بحقیقت مبرم است کہ تصرف وتبدیل دران محالست عقلاً وشرعاً کما لا یخفی' والحق کہ کم کسے را بر حقیقتِ آن قضاء اطلاع است فکیف کہ در انجا تصرّف نماید' وبلیّہ کہ متوجہ آن دوست شدہ بود دران قسم اخیر یافت ومعلوم شد کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی دفع آن بلیّہ فرمود)۔ "مکتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج۱، ص۱۲۳۔۱۲۴.

یعنی: جان لے اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے اے پیارے بھائی! قضاء کی دو قسمیں ہیں: قضاءِ معلق اور قضاءِ مبرم۔ قضاءِ معلق یہ ہے کہ اس میں تبدیلی کا احتمال ہوتا ہے جبکہ قضاءِ مبرم وہ ہے جس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: [ترجمۂ کنز الایمان:] میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ یہ قضائے مبرم کی مثال ہے جبکہ قضائے معلق کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: [ترجمۂ کنز الایمان:] اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ میرے پیر بزرگوار قدس سرہ فرماتے تھے کہ حضرت پیر سید محی الدین جیلانی قدس سرہ الربانی نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر کیا کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں مگر مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہوں تو اس میں تصرف کروں۔ ان کی اس بات سے میرے پیر بزرگوار بہت تعجب کرتے تھے اور اس کو بعید جانتے تھے اور یہ بات اس فقیر (شیخ احمد فاروقی سرہندی) کے ذہن میں کافی مدت تک رہی یہاں تک کہ حق تعالی نے مجھے بھی اس دولت عظمیٰ سے مشرف فرمادیا (یعنی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ کی دعا سے بھی قضائے مبرم میں تبدیلی ہوگئی، مترجم)، چنانچہ ایک دن میرے کسی دوست کے ساتھ حاکم وقت کی طرف سے کوئی مسئلہ پیش آگیا تو میں نے اس کے دفع کے لئے گریہ وزاری کی اور خوب خشوع وخضوع کیا تو جانب حق تعالی کی طرف سے بطور کشف والہام مجھے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ لوح محفوظ میں معلق نہیں کہ

.... اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

((إِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُبْرِمَ)). [1]

''بیشک دُعا قضائے مُبرم کو ٹال دیتی ہے۔''

کسی چیز سے بآسانی ٹل جائے، پس مجھے ایک قسم کی مایوسی ہوئی تو پیر دستگیر سید محی الدین قدس سرہ النورانی کا ارشاد دوبارہ یاد آگیا تو میں نے دوبارہ حق تعالی کی بارگاہ میں آہ وزاری اور عجز وانکساری کی تو مجھے محض فضل وکرم سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ قضائے معلق کی دو قسمیں ہیں ایک قسم قضائے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق لوح محفوظ میں ظاہر کی گئی ہے اور فرشتگانِ الٰہی کو اس کی اطلاع دی گئی ہے اور دوسری قسم قضائے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق خدائے بزرگ وبرتر کے نزدیک ہے اور لوح محفوظ میں وہ قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے، (درحقیقت یہ قسم نہ تو مطلق معلق ہے اور نہ مطلق مبرم بلکہ مشابہ بہ مبرم ہے جو کہ بظاہر لوح محفوظ میں مطلق نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں مشروط بشرط ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ خاصانِ خدا کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے، حاشیہ بر مکتوب بتصرف ما) اور یہ بھی قضائے معلق کی طرح تبدیلی کا احتمال رکھتی ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر دستگیر علیہ الرحمہ کا ارشاد (میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں، مترجم) اس قسم اخیر (یعنی مشابہ بہ مبرم) کے بارے میں ہے نہ کہ مبرم حقیقی کے بارے میں، کیونکہ اس (مبرم حقیقی) میں تصرف وتبدیلی عقلی وشرعی لحاظ سے محال ہے، حق بات یہ ہے کہ بہت کم لوگ ہیں کہ جو اس قضاء (مشابہ بہ مبرم) کی خبر رکھتے ہیں اور کیونکر رکھ سکتے ہیں جبکہ اس میں تصرف نہیں ہو پاتا، اور میرے دوست کو جو آزمائش پیش آئی تھی اسی کے سبب سے میں نے اس قسم کو دریافت کیا اور حضرت حق سبحانہ وتعالی نے اس فقیر کی دعا سے اس کی آزمائش کو دور کر دیا۔

[1]...... "كنز العمال"، كتاب الأذكار، ج١، الجزء الثاني، ص٢٨، الحديث:٣١١٧. بألفاظ متقاربة.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في "المعتمد المستند" حاشيه نمبر ٧٧، ص٥٤-٥٥: (أقول: أخرج أبو الشيخ في كتاب الثواب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أكثر من الدعاء، فإنّ الدعاء يردّ القضاء المبرم))، وأخرج الديلمي في "مسند الفردوس" عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه وابن عساكر عن نمير بن أوس الأشعري مرسلًا كِلاهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((الدعاء جند من أجناد الله مجند يردّ القضاء بعد أن يبرم)). وتحقيق المقام على ما ألهمني الملك العلام أنّ الأحكام الإلهية التشريعية كما تأتي على وجهين: (١) مطلق عن التقييد بوقت كعامتها و(٢) مقيد به كقوله تعالى: ﴿ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴾، پ٤، النساء: ١٥، فلما نزل حدّ الزنا قال صلّى الله تعالى عليه وسلم: ((خذوا عنّي قد جعل الله لهنّ سبيلا)). الحديث.

رواه "مسلم" كتاب الحدود، باب حد الزنا، الحديث: ١٦٩٠، ص٩٢٨ وغيره عن عبادة رضي الله تعالى عنه.

والمطلق يكون في علم الله مؤبّدًا أو مقيدًا، وهذا الأخير هوالذي يأتيه النسخ فيظنّ أنّ الحكم تبدل؛ لأنّ المطلق يكون ظاهره التأييد حتى سبق إلى بعض الخواطر أنّ النسخ رفع الحكم، وإنّما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين، كذلك الأحكام التكوينية سواء بسواء، فمقيد صراحة كأن يقال لملك الموت عليه الصلاة والسلام: اقبض روح فلان في الوقت الفلاني إلاّ أن يدعو فلان، **مطلق نافذ** في علم الله تعالى وهو المبرم حقيقة، ومصروف بدعاء مثلا **وهو المعلق الشبيه بالمبرم**، فيكون مبرماً في ظن الخلق لعدم الإشارة إلى التقييد معلّقا في الواقع، فالمراد في الحديث الشريف هو هذا، أمّا المبرم الحقيقي فلا رادّ لقضائه ولا معقب لحكمه وإلاّ لزم الجهل، تعالى الله عن ذلك علواً كبيراً، فاحفظ هذا فلعلك لا تجده إلاّ منّا، وبالله التوفيق ۱۲. إمام أهل السنة رضى الله تعالى عنه.

یعنی: (میں کہتا ہوں): ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دعا کی کثرت کرو اس لئے کہ دعا قضاءِ مبرم کو ٹال دیتی ہے''۔ اور دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عساکر نے نمیر بن اوس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلا دونوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا فرمایا: ''دعا اللہ کے لشکروں میں سے ایک ساز و سامان والا لشکر ہے جو قضاء کو مبرم ہونے کے بعد ٹال دیتا ہے''۔ اور اس مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے ملک علام (اللہ تبارک وتعالیٰ) نے الہام کی وہ یہ ہے کہ احکامِ الٰہیہ تشریعیہ جیسا کہ آگے آئیں گے دو وجہوں پر ہیں پہلا مطلق جس میں کسی وقت کی قید نہیں جیسے عام احکام (دوسرا) وقت کے ساتھ مقید جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ترجمۂ کنز الایمان، سورۃ النساء آیت: ۱۵ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ اُن کی کچھ راہ نکالے۔ تو جب قرآن میں زنا کی حد نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے لے لو بیشک اللہ نے ان عورتوں کے لئے سبیل مقرر فرمائی۔ الحدیث۔ اس کو روایت کیا مسلم وغیرہ نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے، اور مطلق علم الٰہی میں یا تو مؤبد ہوتا ہے یعنی ہر زمانے کے لئے (یا مقید) یعنی کسی خاص زمانے کے لئے اور یہی اخیر حکم وہ ہے جس میں نسخ آتا ہے، گمان یہ ہوتا ہے کہ حکم بدل گیا اس لئے کہ مطلق (جس میں کسی وقت کی قید نہ ہو) کا ظاہر مؤبد ہے یعنی ہمیشہ کے لئے ہونا ہے یہاں تک کہ کچھ اذہان کی طرف اس خیال نے سبقت کی کہ نسخ حکم کو اٹھا دینے کا نام ہے اور ہمارے نزدیک اور محققین کے نزدیک وہ حکم کی مدت بیان کرنا ہے، اور احکام تکوینیہ بھی اسی طرح برابر (یعنی دو قسموں پر) ہیں تو ایک وہ جو صراحۃً مقید ہو جیسے ملک الموت علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا جائے کہ فلاں کی روح فلاں وقت میں قبض کر مگر یہ کہ فلاں اس کے حق میں دعا کرے (تو اس وقت میں قبض نہ کر)، اور دوسرا مطلق ہے جو علمِ الٰہی میں نافذ ہونے والا ہے اور یہی حقیقۃً مبرم ہے، اور قضاء کی ایک قسم وہ ہے جو مثلاً کسی کی دعا سے ٹل جائے اور وہ معلق مشابہ بہ مبرم ہے تو (یہ قسم) مخلوق کے گمان میں مبرم ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں قید وقت کا اشارہ نہیں اور واقع میں (کسی شرط پر) معلق ہوتی ہے اور مراد حدیث شریف میں یہی ہے، رہا مبرم حقیقی تو (وہ مراد نہیں) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاءِ (مبرم) کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور کوئی اس کے حکم کو باطل کرنے والا نہیں ورنہ جہل باری لازم آئے گا اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے اس کو یاد رکھو اس لئے کہ شاید یہ تمہیں ہمارے سوا کسی اور سے نہ ملے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ ۱۲

وانظر لتفصيل هذه المسألة: "**أحسن الوعاء لآداب الدعاء**" و"**ذيل المدعا لأحسن الوعاء**"، ص۱۲۷-۱۳۱.

مسئلہ ۱: قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ [1] ماوشما [2] کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار [3] دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ ہے۔ [4]

---

1 ...... عن ثوبان قال: اجتمع أربعون رجلاً من الصحابة ينظرون في القدر والجبر، فيهم أبو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما، فنزل الروح الأمين جبريل فقال: يا محمد! اخرج على أمتك فقد أحدثوا، فخرج عليهم في ساعة لم يكن يخرج عليهم فيها، فأنكروا ذلك منه وخرج عليهم ملتمعاً لونه متوردةً وجنتاه كأنّما تفقأ بحبّ الرمان الحامض، فنهضوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حاسرين أذرعهم ترعد أكفهم و أذرعهم، فقالوا: تبنا إلى الله و رسوله فقال: ((أولى لكم إن كدتم لتوجبون، أتاني الروح الأمين فقال: أخرج على أمتك يا محمد فقد أحدثت)). رواه الطبراني في "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۴۲۳، ج۲، ص۹۵.

عن أبي هريرة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى احمرّ وجهه حتى كأنّما فُقِىء في وجنتيه الرمّانُ، فقال: ((أبهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنّما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر، عزمت عليكم ألّا تنازعوا فيه)). "سنن الترمذي"، كتاب القدر، باب ما جاء من التشديد... إلخ، الحديث: ۲۱۴۰، ج۴، ص۵۱.

2 ...... ہم اور آپ۔

3 ...... ایک طرح کا اختیار۔

4 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص۴۲-۴۳: (فللعباد أفعال اختيارية يثابون عليها إن كانت طاعة، ويعاقبون عليها إن كانت معصية، لا كما زعمت الجبرية أن لا فعل للعبد أصلاً كسباً ولا خلقاً، وأنّ حركاته بمنزلة حركات الجمادات لا قدرةَ له عليها، لا مؤثرة، ولا كاسبة في مقام الاعتبار ولا قصد ولا إرادة ولا اختيار، وهذا باطل، لأنّا نفرق بين حركة البطش و حركة الرعش، ونعلم أنّ الأوّل باختياره دون الثاني لاضطراره).

في "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۶۲: (للعباد) المكلفين بالأمر والنهي (اختيارات لأفعالهم بها، يثابون) أي: يثيبهم الله تعالى يوم القيامة على ما صدر منهم من الخير ممّا خلقه الله تعالى منسوباً إليهم بسبب خلق الله تعالى إرادتهم له، (عليها)، أي: لأجل تلك الاختيارات، (يعاقبون) أي: يعاقبهم الله تعالى يوم القيامة حيث صدر منهم بها أفعالاً من الشر خلقها تعالى لهم منسوبة إليهم بسبب خلقه إرادتهم لها وحيث ثبت أنّ للإنسان اختياراً خلقه الله تعالى فيه، فقد انتفى مذهب الجبرية القائلين بأنّ الإنسان مجبور على فعل الخير والشر، ثم إنّ ذلك الاختيار الذي خلقه الله تعالى في الإنسان بخلق الله تعالى عنده لا به، ولا فيه، ولا منه أفعال الخير والشر، فينسبها للإنسان فيكون اختيار الإنسان المخلوق فيه بمنزلة يده المخلوقة له بحيث لا تأثير

اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمراہی ہیں۔[1]

مسئلہ ۲: بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیتِ الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اُس کو شامتِ نفس تصوّر کرے۔[2]

عقیدہ ۲۵: اللہ تعالیٰ جہت ومکان وزمان وحرکت وسکون وشکل وصورت وجمیع حوادث سے پاک ہے۔[3]

لذلك في شيء مطلقاً غير مجرّد قبول صحة النسبة بخلق الله تعالى فيه صحة ذلك القبول، فانتفى مذهب القدرية القائلين بتأثير قدرة العبد في الخير والشر)، ملتقطاً.

1...... وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٥٠٩: (أنّ علم الله تعالى بما يفعله العبد وإرادته لذلك، وكتبه له في اللوح المحفوظ ليس بجبر للعبد على فعله ذلك الذي فعله العبد باختياره وإرادته). وفيها: (وذلك لأنّ علم الله تعالى وتقديره لايخرجان العبد إلى حيز الاضطرار ولا يسلبان عنه الاختيار).

وانظر للتفصيل رسالة الإمام أهل السنة عليه الرحمة: **"ثلج الصدر لإيمان القدر"**، ج٢٩.

2...... ﴿مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ٘ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ پ٥، النساء: ٧٩.
﴿وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا﴾ پ٢٩، الجن: ١٠.

وفي "تفسير ابن كثير"، ج٨، ص ٢٥٣، تحت الآية: (وهذا من أدبهم في العبارة حيث أسندوا الشر إلى غير فاعل، والخير أضافوه إلى الله عز وجل. وقد ورد في الصحيح: ((والشرّ ليس إليك)).

وفي "التفسير الكبير" پ١٦، الكهف، ج٧، ص٤٩٢-٤٩٣، تحت الآية: ٧٩-٨٢: (بقي في الآية سؤال، وهو أنّه قال: ﴿فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا﴾، وقال: ﴿فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً﴾، وقال: ﴿فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا﴾، كيف اختلفت الإضافة في هذه الإرادات الثلاث وهي كلّها في قصة واحدة وفعل واحد؟ والجواب: أنّه لما ذكر العيب أضافه إلى إرادة نفسه فقال: أردت أن أعيبها، ولما ذكر القتل عبّر عن نفسه بلفظ الجمع تنبيهاً على أنّه من العظماء في علوم الحكمة، فلم يقدم على هذا القتل إلّا لحكمة عالية، ولما ذكر رعاية مصالح اليتيمين لأجل صلاح أبيهما أضافه إلى الله تعالى، لأنّ المتكفل بمصالح الأبناء لرعاية حق الآباء ليس إلّا الله سبحانه وتعالى).

3...... في "شعب الإيمان"، باب في الإيمان بالله عزوجل، فصل في معرفة أسماء الله وصفاته، ج١، ص١١٣: (وهو المتعالي عن الحدود والجهات، والأقطار، والغايات، المستغني عن الأماكن والأزمان، لا تناله الحاجات، ولا تمسّه المنافع والمضرّات، ولا تلحقه اللّذّات، ولا الدّواعي، ولا الشهوات، ولا يجوز عليه شيء ممّا جاز على المحدثات فدلّ على حدوثها، ومعناه أنّه لايجوز عليه الحركة ولا السكون، والاجتماع، والافتراق، والمحاذاة، والمقابلة، والمماسة، والمجاوزة، ولا قيام شيء حادث به ولا بطلان صفة أزلية عنه، ولا يصح عليه العدم). =

عقیدہ ۲۶ دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے خاص ہے [1] اور آخرت

= وفي "شرح المواقف"، المقصد الأول، ج٨، ص٢٢: (أنّه تعالى ليس في جهة) من الجهات (ولا في مكان) من الأمكنة). وص ٣١: ((أنّه تعالى ليس في زمان) أي: ليس وجوده وجوداً زمانياً).

و"شرح المقاصد"، ج٢، ص٢٧٠: (طريقة أهل السنّة أنّ العالم حادث والصانع قديم متصف بصفات قديمة ليست عينه ولا غيره، وواحد لا شبه له ولا ضدّ ولا ندّ ولانهاية له ولا صورة ولا حدّ ولا يحلّ في شيء ولا يقوم به حادث ولا يصحّ عليه الحركة والانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا النقص وأنه يرى في الآخرة).

ترجمہ: اہل سنت وجماعت کا راستہ یہ ہے کہ بے شک عالم حادث ہے اور صانع عالم قدیم ایسی صفات قدیمہ سے متصف ہے جو نہ اس کا عین ہیں نہ غیر۔ وہ واحد ہے، نہ اس کی کوئی مثل ہے نہ مقابل نہ شریک، نہ انتہا، نہ صورت، نہ حد، نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے، نہ اس کے ساتھ کوئی حادث قائم ہوتا ہے، نہ اس پر حرکت صحیح، نہ انتقال، نہ جہالت، نہ جھوٹ اور نہ نقص۔ اور بے شک آخرت میں اس کو دیکھا جائے گا۔

"شرح المقاصد"، المبحث الثامن من حكم المؤمن... إلخ، ج٣، ص٤٦٤_٤٦٥. و"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ٥١٧.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص ٦٤: (ولما ثبت انتفاء الجسمية ثبت انتفاء لوازمها، فليس سبحانه بذي لون، ولا رائحة، ولا صورة، ولا شكل... إلخ)، ملتقطاً.

[1]...... في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص٢٠٠: (الرؤية وإن كانت ممكنة عقلاً وشرعاً عند أهل السنة لكنّها لم تقع في هذه الدار لغير نبينا صلى الله عليه وسلم، وكذا له على قول عليه بعض الصحابة رضي الله عنهم لكنّ جمهور أهل السنة على وقوعها له صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج بالعين).

وقال في مقام آخر، مطلب: على أنّه لا خلاف بين السلف و الخلف في...الخ،ص٢٠٢:(والإمام الرباني المترجم بشيخ الكل في الكل أبوالقاسم القشيري رحمه الله تعالى يجزم بأنّه لا يجوز وقوعها في الدنيا لأحد غير نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ولا على وجه الكرامة، وادّعى أنّ الأمة اجتمعت على ذلك).

وقال في مقام آخر، ص٢٨٨:(وخصّ نبينا صلى الله عليه وسلم بالرؤية ليلة الإسراء بعين بصره على الأصحّ كرامةً له).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص٥٦: (أنّ رؤيتنا له سبحانه جائزة عقلاً في الدنيا والآخرة. واتفقوا أهل السنة على وقوعها في الآخرة، واختلفوا في وقوعها في الدنيا. قال صاحب الكنز: قد صحّ وقوعها له صلى الله تعالى عليه وسلم، وهذا قول جمهور أهل السنة وهو الصحيح، وهو مذهب ابن عباس، وأنس وأحد القولين لابن مسعود، وأبي هريرة وأبي ذر، وعكرمة والحسن وأحمد بن حنبل وأبي الحسن الأشعري وغيرهم)، ملتقطاً.

وقال الإمام النووي في "شرح مسلم"، كتاب الإيمان،باب معنى قول الله عزوجل ﴿ وَلَقَدۡ رَاٰهُ نَزۡلَةً اُخۡرٰی ... إلخ ﴾: (الراجح عن أكثر العلماء أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعيني رأسه ليلة الإسراء)، ج١،ص٩٧.

انظر للتفصيل: "شرح الإمام النووي"، ص٩٧، و"الشفاء" للقاضي، ج١، ص١٩٥، و"الفتاوى الرضوية"، الرسالة: **"منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية"**، ج٣٠، ص٦٣٧.

میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ (1) رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ (2) ہمارے امامِ اعظم (3) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو ۱۰۰ بار زیارت ہوئی۔ (4)

عقیدہ ۲۷: اس کا دیدار بلا کیف ہے، یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے، جس چیز کو دیکھتے ہیں اُس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے، نزدیک یا دور، وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے، اوپر یا نیچے، دہنے یا بائیں، آگے یا پیچھے، اُس کا دیکھنا اِن سب باتوں سے پاک ہوگا، (5) پھر رہا یہ کہ کیونکر ہوگا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل

1...... ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾ پ۲۹، القيامة: ۲۲-۲۳. عن أبي هريرة، أنّ الناس قالوا: يا رسول الله! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((هل تضارّون في القمر ليلة البدر؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فهل تضارون في الشمس ليس دونها سحاب؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فإنكم ترونه كذلك)).

"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ... إلخ﴾ الحديث: ۷٤۳۷، ج٤، ص۵۵۱.

في "الفقه الأكبر"، ص۸۳: (والله يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم).

وفي "شرح النووي": (اعلم أنّ مذهب أهل السنة بأجمعهم أنّ رؤية الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلاً، وأجمعوا أيضاً على وقوعها في الآخرة، وأنّ المؤمنين يرون الله تعالى دون الكافرين، وزعمت طوائف من أهل البدع: المعتزلة والخوارج وبعض المرجئة، أنّ الله تعالى لا يراه أحد من خلقه، وأنّ رؤيته مستحيلة عقلاً، وهذا الذي قالوه خطأ صريح وجهل قبيح، وقد تظاهرت أدلة الكتاب والسنة وإجماع الصحابة فمن بعدهم من سلف الأمّة على إثبات رؤية الله تعالى في الآخرة للمؤمنين، ورواها نحو من عشرين صحابيا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وآيات القرآن فيها مشهورة).

("شرح النووي"، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى: ج۱، ص۹۹).

2...... وفي "المعتقد المنتقد"، ص۵۸: (وأمّا رؤياه سبحانه في المنام...... جائزة عند الجمهور، لأنّها نوع مشاهدة بالقلب، ولا استحالة فيه، وواقعة كما حكيت عن كثير من السلف منهم أبو حنيفة وأحمد بن حنبل رضي الله تعالى عنهما، وذكر القاضي الإجماع على أنّ رؤيته تعالى مناماً جائزة وإن كان بوصف لا يليق به تعالى)، ملتقطاً.

3...... ابوحنیفہ نعمان بن ثابت۔

4...... في "منح الروض الأزهر"، ص۱۲٤: (رؤية الله سبحانه وتعالى في المنام، فالأكثرون على جوازها من غير كيفية وجهة وهيئة أيضاً في هذا المرام، فقد نقل أنّ الإمام أبا حنيفة قال: رأيت رب العزة في المنام تسعاً وتسعين مرة، ثم رآه مرة أخرى تمام المائة و قصتها طويلة لا يسعها هذا المقام).

5...... في "منح الروض الأزهر"، ص۸۳: (والله يرى في الآخرة) أي: يوم القيامة، (ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه) أي: رؤية مقرونة بتنزيه لا مكنونة بتشبيه (ولا كيفية) أي: في الصورة (ولا كمية) أي: في الهيئة المنظورة

نہیں، اِن شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اُس وقت بتادیں گے۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اُس تک عقل رسا نہیں، اور وقتِ دیدار نگاہ اُس کا اِحاطہ کرے، یہ محال ہے۔[1]

عقیدہ ۲۸ وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے، کسی کو اُس پر قابو نہیں[2] اور نہ کوئی اُس کے ارادے سے اُسے باز رکھنے والا۔[3] اُس کو نہ اُونگھ آئے نہ نیند[4]، تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا[5]، نہ تھکے، نہ اُکتائے[6]، تمام عالم کا پالنے والا[7]،

(ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة) أي: لا في غاية من القرب ولا في نهاية من البعد، ولا يوصف بالاتصال ولا بنعت الانفصال ولا بالحلول والاتّحاد كما يقوله الوجودية المائلون إلى الاتّحاد، فذات رؤيته ثابت بالكتاب والسنّة إلّا أنّها متشابهة من حيث الجهة والكمية والكيفية، فنثبت ما أثبته النقل و ننفي عنه ما نزّهه العقل كما أشار إلى هذا المعنى قوله تعالى: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ أي: لا تحيط به الأبصار في مقام الإبصار، فإنّ الإدراك أخصّ من الرؤية والتشابه فيما يرجع إلى الوصف الذي يمنعه العقل لا يقدح في العلم بالأصل المطابق للنقل. وقال الإمام الأعظم رحمه اللّٰه في كتابه "الوصية": ولقاء اللّٰه تعالى لأهل الجنّة بلا كيف ولا تشبيه ولا جهة حقّ، انتهى. والمعنى أنّه يحصل النظر بأن ينكشف انكشافاً تاماً بالبصر منزهاً عن المقابلة والجهة والهيئة)، ملتقطاً.

انظر للتفصيل: "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٥٨_٢٦١.

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث رؤية اللّٰه تعالى والدليل عليها، ص٧٤_٧٥.

و"النبراس"، الكلام في رؤية الباري سبحانه، ص١٦١، ١٦٧.

1 ...... ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ پ٧، الأنعام: ١٠٣.

2 ...... ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پ٣٠، البروج: ١٦. في "حاشية الصاوي"، ج٦، ص٢٣٤٢: (قوله: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ أتى بصيغة ﴿فَعَّالٌ﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب)، ملتقطاً.

3 ...... ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پ١٢، هود: ١٠٧. في "تفسير الطبري"، ج٧، ص١١٧: وقوله: ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾، يقول تعالى ذكره: إنّ ربك، يا محمد، لا يمنعه مانع من فعل ما أراد فعله بمن عصاه وخالف أمره من الانتقام منه، ولكنّه يفعل ما يشاء فعله، فيمضي فيهم وفيمن شاء من خلقه فعلُه وقضاؤه).

4 ...... ﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٥.

5 ...... ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا﴾. پ ٥، النساء: ١٢٦.

6 ...... ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ﴾ پ٢٦، الأحقاف: ٣٣.

﴿وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ﴾ پ٢٦، ق: ٣٨.

7 ...... ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پ١، الفاتحة: ١.

ماں باپ سے زیادہ مہربان، حلم والا۔[1] اُسی کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا[2]، اُسی کے لیے بڑائی اور عظمت ہے۔[3] ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا[4]، گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، قہر وغضب فرمانے والا[5]، اُس کی پکڑ نہایت سخت ہے، جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔[6] وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کردے اور وسیع کو سمیٹ دے، جس کو چاہے بلند کردے اور جس کو چاہے پست، ذلیل کو عزت دیدے اور عزت والے کو ذلیل کردے[7]، جس کو چاہے راہِ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کردے[8]، جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کردے، جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے[9]، وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے، ظلم سے پاک وصاف ہے[10]،

---

1 ...... ﴿ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴾ پ ۱، الفاتحة: ۲.

﴿ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴾ پ۲۲، فاطر: ٤١.

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قدم على النبي صلى الله عليه وسلم سبي، فإذا امرأة من السبي قد تحلب ثديها تسقي، إذا وجدت صبيا في السبي أخذته، فألصقته ببطنها وأرضعته، فقال لنا النبي صلى الله عليه وسلم: ((أترون هذه طارحة ولدها في النار؟)) قلنا: لا، وهي تقدر على أن لا تطرحه، فقال: ((لَلّٰه أرحم بعباده من هذه بولدها)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، الحديث: ٥٩٩٩، ج٤، ص١٠٠.

2 ...... فقال عليه الصلوة والسلام حاكياً عنه سبحانه: ((أنا عند المنكسرة قلوبهم لأجلي)). "التفسير الكبير"، ج١، ص٤٣٠، تحت الآية: ٣٤.

3 ...... ﴿ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٥.

4 ...... ﴿ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ﴾ پ٣، اٰلِ عمرٰن: ٦.

5 ...... ﴿ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ﴾ پ٢٤، المؤمن: ٣.

6 ...... ﴿ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴾ پ١٢، هود: ١٠٢.

﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ﴾ پ٣٠، البروج: ١٢.

7 ...... ﴿ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ﴾ پ٣، اٰلِ عمرٰن: ٢٦.

8 ...... ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾ پ٢٢، فاطر: ٨.

﴿ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ وَ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ﴾ پ٢٤، الزمر: ٣٦-٣٧.

9 ...... ﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ﴾. پ٣، ال عمرٰن: ٢٦.

10 ...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ﴾ پ٥، النسآء: ٤٠.

=

نہایت بلند و بالا ہے (1)، وہ سب کو محیط ہے (2) اُس کا کوئی اِحاطہ نہیں کرسکتا (3)، نفع وضرر اُسی کے ہاتھ میں ہیں (4)، مظلوم کی فریاد کو پہنچتا (5) اور ظالم سے بدلا لیتا ہے (6)، اُس کی مشیت اور اِرادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا (7)، مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے

= ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ پ١١، يونس: ٤٤.

﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ پ٢٦، ق:٢٩.

في "تفسير الطبري"، ج١١،ص٤٢٥، تحت الآية: (قوله: ﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ يقول: ولا أنا بمعاقب أحدًا من خلقي بجرم غيره، ولا حامل على أحد منهم ذنب غيره فمعذّبه به).

(1)...... ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ پ٢٢، سبا: ٢٣.

(2)...... ﴿أَلَآ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ﴾ پ٢٥، حمٓ السجدة: ٥٤.

(3)...... ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ پ٧، الانعام: ١٠٣.

(4)...... ﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ پ٧، الأنعام: ١٧.

﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ﴾ پ ١١، يونس: ١٠٧.

(5)...... وفي "سنن الترمذي"، أحاديث شتى، باب في العفو والعافية، ج٥، ص ٣٤٣، الحديث: ٣٦٠٩: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ثلاثة لا تردّ دعوتهم الصائم حتى يفطر والإمام العادل ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام ويفتح لها أبواب السماء ويقول الرب: وعزتي لأنصرنّك ولو بعد حين)) . و"سنن ابن ماجه"، كتاب الصيام، باب: في الصائم لا تردّ دعوته، ج ٢، ص٣٤٩-٣٥٠، الحديث: ١٧٥٢.

(6)...... ﴿وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ پ٧، المائدة: ٩٥.

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((قال ربكم: وعزتي وجلالي لأنتقمنّ من الظالم في عاجله وآجله، ولأنتقمنّ ممّن رأى مظلوماً فقدر أن ينصره فلم يفعل)). "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٠٦٥٢، ج١٠، ص٢٧٨.

(7)...... وفي "شرح السنة" للبغوي، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر ج١، ص ١٤٠-١٤١: (قال الشيخ رحمه الله: الإيمان بالقدر فرض لازم، وهو أن يعتقد أنّ الله تعالى خالقُ أعمال العباد، خيرها وشرّها، كتبها عليهم في اللوح المحفوظ قبل أن خلقهم، قال الله سبحانه وتعالى: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [الصافات: ٩٦] وقال الله عزوجل: ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [الرعد: ١٦]، وقال عزوجل: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:٤٩] فالإيمان والكفر، والطاعة والمعصية، كلّها بقضاء الله وقدره، وإرادته ومشيئته، غير أنّه يرضى الإيمان والطاعة، ووعد عليهما الثواب، ولا يرضى الكفر والمعصية، وأوعد عليهما العقاب. وقال الله سبحانه وتعالى: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾، ﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ

اور بُرے سے ناراض، اُس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو طاقت سے باہر ہے۔[1] اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اُس کے ساتھ وہ کرنا جو اُس کے حق میں بہتر ہو اُس پر کچھ واجب نہیں۔ مالک علی الاطلاق ہے، جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے[2]، ہاں! اُس نے اپنے کرم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفار کو جہنم میں[3]، اور اُس کے وعدہ و وعید بدلتے نہیں[4]۔ ....

﴿يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ [الحج: ١٨]، وقال عزوجل: ﴿وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ [الأنعام: ١٢٥]. انظر للتفصيل: "التفسير الكبير"، ج٢، ص٥٢٩، تحت الآية: ٢٥٣: (احتج القائلون بأنّ كلّ الحوادث بقضاء اللّٰه وقدره.... إلخ).

وفي "المسامرة" بشرح "المسايرة"، ص١٣٠: (أنّ فعل العبد وإن كان كسباً له فهو) واقع (بمشيئة اللّٰه) تعالى (وإرادته).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٤١: (ولا يكون في الدنيا ولا في الآخرة شيء إلّا بمشيئته) أي: مقروناً بإرادته.

1 ...... ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ پ٣، البقرة: ٢٨٦.

2 ...... في "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٤٩: (ولا يجب) أي: لا يلزم (عليه) تعالى (شيء) لغيره سبحانه من ثواب أو عقاب أو فعل صلاح أو أصلح أو فساد أو أفسد بل هو الفاعل العدل المختار، ويخلق اللّٰه ما يشاء ويختار، وفي "شرح الطوالع" للإصفهاني: وأمّا أصحابنا فقالوا: الثواب على الطاعة فضل من اللّٰه تعالى والعقاب على المعصية عدل منه تعالى، وعمل الطاعة دليل على حصول الثواب وفعل المعصية علامة العقاب، ولا يكون الثواب على الطاعة واجباً على اللّٰه تعالى ولا العقاب على المعصية؛ لأنّه لا يجب على اللّٰه شيء، وكلّ ميسر لما خلق له فالمطيع موفق ميسر لما خلق له وهو الطاعة، والعاصي ميسر لما خلق له وهو المعصية وليس للعبد في ذلك تأثير).

3 ...... ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پ٣٠، البروج: ١٦. في "حاشية الصاوي"، پ٣٠، البروج: تحت الآية: ١٦(قوله: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ أتى بصيغة ﴿فَعَّالٌ﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب، فيدخل أولياءه الجنة لا يمنعه مانع، ويدخل أعداءه النار لا ينصرهم منه ناصر، وفي هذه الآية دليل على أنّ جميع أفعال العباد مخلوقة للّٰه تعالى، ولا يجب عليه شيء، لأنّ أفعاله بحسب إرادته). ج٦، ص٢٣٤٢.

4 ...... ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ پ١١، يونس: ٦٤.

﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ پ٢٦، ق: ٢٩.

في "تفسير روح البيان"، پ٢٦، ق: ٢٩، ج٩، ص١٢٥، تحت الآية: (﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ أي: لا يغير قولي في الوعد والوعيد).

وفي "تفسير ابن كثير"، پ١١، يونس، تحت الآية: ٦٤: (قوله: ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ أي: هذا الوعد لا يبدل ولا يخلف ولا يغير بل هو مقرر مثبت كائن لا محالة). ج٤، ص٢٤٥.

=

اُس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرمادے گا۔[1]

عقیدہ ۲۹ اُس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اُس کے فعل کے لیے غرض نہیں، کہ غرض اُس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، نہ اُس کے فعل کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے اور نہ اُس کے افعال علّت وسبب کے محتاج، اُس نے اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق عالَمِ اسباب میں مسبّبات کو اسباب سے ربط فرمادیا ہے[2]، آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سُنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سُوجھے، کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔[3] کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا...! کوئی پاس نہ جاسکتا تھا، گوپھن میں رکھ کر پھینکا، جب آگ کے مقابل پہنچے، جبریلِ امین علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کی: ابراہیم کچھ حاجت ہے؟ فرمایا: ہے مگر نہ تم سے،..........................

= وفي "تفسير الطبري"، تحت الآية: ٦٤: (وأمّا قوله: ﴿ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ﴾، فإنّ معناه: أنّ الله تعالى لا خُلف لوعده، ولا تغيير لقوله عمّا قال، ولكنّه يمضي لخلقه مواعيده وينجزها لهم)، ج٦، ص٥٨٢.

1 ...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ پ٥، النسآء: ٤٨.

2 ...... في "المسامرة"، لله تعالى في كل فعل حكمة، ص٢١٥-٢١٦: (واعلم أنّ قولنا له) سبحانه وتعالى (في كل فعل حكمة ظهرت) تلك الحكمة (أو خفيت) فلم تظهر (ليس هو) أي: الحكمة (بمعنى الغرض)، وتذكير الضمير باعتبار أنّ الحكمة معنى، ويصحّ أن يكون الضمير لقولنا، أي: ليس قولنا إنّ له حكمة بمعنى أنّ له غرضا، هذا (إن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى الفاعل، فإنّ فعله تعالى وخلقه العالم لا يعلل بالأغراض) بهذا التفسير للغرض؛ (لأنّه) أي: الفعل لغرض بهذا التفسير يقتضي استكمال الفاعل بذلك الغرض؛ لأنّ حصوله للفاعل أولى من عدمه،... (وإن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى غيره) تعالى، بأن يدرك رجوعها إلى ذلك الغير كما نقل عن الفقهاء من: أنّ أفعاله تعالى لمصالح ترجع إلى العباد تفضّلاً منه (فقد تنفي أيضاً إرادته من الفعل) نظراً إلى تفسير الغرض بالعلة الغائية التي تحمل الفاعلَ على الفعل؛ لأنّه يقتضي أن يكون حصوله بالنسبة إليه تعالى أولى من لاحصوله، فيلزم الاستكمال المحذور (وقد تجوز) إرادته من الفعل نظراً إلى أنّه منفعة مترتبة على الفعل، لا علة غائية حاملة على الفعل حتى يلزم الاستكمال المحذور (والحكمة على هذا) التفسير (أعمّ منه) أي: من الغرض؛ لأنّها إذا نفيت إرادتها من الفعل سميت غرضاً، وإذا جوزت كانت حكمةً لا غرضاً).

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٤٩٠. (رضا اکیڈمی بمبئی).

عرض کی: پھر اُسی سے کہیے جس سے حاجت ہے، فرمایا:

"عِلْمُهُ بِحَالِيْ كَفَانِيْ عَنْ سُؤَالِيْ".[1]

اظہارِ احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست۔[2]

ارشاد ہوا:

﴿ يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴾[3]

"اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم پر۔"

اس ارشاد کو سُن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہوگئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو[4] اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ ﴿ وَّ سَلٰمًا ﴾ کا لفظ نہ فرمادیا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا تو اتنی ٹھنڈی ہوجاتی کہ اُس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔[5]

---

1 ...... "ملفوظات"، حصہ۴، ص۴۶۲۔ یعنی: اس کا میرے حال کو جاننا یہی مجھے کفایت کرتا ہے میرے سوال کرنے سے۔

2 ...... اپنی حاجت کے اِظہار کی وہاں کیا حاجت ہے!

3 ...... پ۱۷، الأنبیآء: ۶۹.

4 ...... في "التفسير الكبير"، پ۱۷، الأنبياء، ج۸، ص۱۵۸، تحت الآية: ۶۹: (أمّا كيفية القصة فقال مقاتل: لما اجتمع نمرود وقومه لإحراق إبراهيم حبسوه في بيت وبنوا بنياناً كالحظيرة، وذلك قوله: ﴿ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ﴾، ثم جمعوا له الحطب الكثير حتى أنّ المرأة لو مرضت قالت: إن عافاني الله لأجعلنّ حطباً لإبراهيم، ونقلوا له الحطب على الدواب أربعين يوماً، فلمّا اشتعلت النار اشتدت وصار الهواء بحيث لو مرّ الطير في أقصى الهواء لاحترق، ثم أخذوا إبراهيم عليه السلام ورفعوه على رأس البنيان وقيدوه، ثم اتخذوا منجنيقاً ووضعوه فيه مقيداً مغلولاً، فصاحت السماء والأرض ومن فيها من الملائكة إلّا الثقلين صيحة واحدة...... فلمّا أرادوا إلقاء ه في النار...... وضعوه في المنجنيق ورموا به النار، فأتاه جبريل عليه السلام وقال: يا إبراهيم هل لك حاجة، قال: أما إليك فلا؟ قال: فاسأل ربك، قال: **حسبي من سؤالي، علمه بحالي**، فقال الله تعالى: ﴿ يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴾...... قال: ولم يبق يومئذ في الدنيا نار إلّا طفئت)، ملتقطاً.

5 ...... في "تفسير ابن كثير"، پ۱۷، الأنبيآء، ج۵، ص۳۰۹، تحت الآية:۶۹:(قال ابن عباس، وأبو العالية: لولا أنّ الله عزوجل قال: ﴿وَّ سَلٰمًا﴾ لآذى إبراهيمَ بَرْدُها).

عقائد متعلقۂ نبوت

مسلمان کے لیے جس طرح ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے، کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کردے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال، کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کُفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہوجائے۔

عقیدہ ۱: نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو[1] اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔[2]

عقیدہ ۲: انبیا سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔[3]

عقیدہ ۳: اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے۔[4]

---

1 ...... في "شرح المقاصد"، المبحث الأوّل في تعريف النبي والرسول: (النبي إنسان بعثه اللّٰه لتبليغ ما أوحي إليه) ج٣، ص٢٦٨.
وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الثاني في النبوّات، ص١٠٥: (المشهور: أنّ النبي من أوحي إليه بشرع، وإن أمر بالتبليغ أيضا فرسول).

2 ...... ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا﴾ پ١٢، هود: ٦٩.
في "تفسير الطبري"، پ١٢، هود: تحت الآية ٦٩: (قال أبو جعفر: يقول تعالى ذكره: ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ﴾، من الملائكة وهم فيما ذكر، كانوا جبريل وملكين آخرين، وقيل: إنّ الملكين الآخرين كانا ميكائيل وإسرافيل معه)، ج٧، ص٦٧.
﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا﴾ پ٢٢، فاطر: ١.
في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٧، الجزء الرابع عشر، ص٢٣٣، تحت الآية: ﴿جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا﴾ الرسل منهم جبريل وميكائيل وإسرافيل وملك الموت، صلى اللّٰه عليهم أجمعين).

3 ...... ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ﴾ پ١٣، يوسف: ١٠٩.
في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، پ١٢، يوسف، تحت هذه الآية: (قال الحسن: لم يبعث اللّٰه نبيا من أهل البادية قط، ولا من النساء، ولا من الجن) ج٥، الجزء التاسع، ص١٩٣.

4 ...... في "شرح المقاصد"، المقصد السادس، المبحث الأول في تعريف النبي والرسول، ج٣، ص٢٦٨: (النبي إنسان بعثه اللّٰه لتبليغ ما أوحي إليه،......والبعثة لتضمّنها مصالح لا تحصى لطف من اللّٰه تعالى ورحمة يختص بها من يشاء من عباده من غير وجوب عليه).
وفي "المعتمد المستند"، ص٩٨: قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن: (لا يجب على اللّٰه سبحانه بعث الرسل).

عقیدہ ۴ نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلاواسطہ۔[1]

عقیدہ ۵ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: **''توراۃ''** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، **''زبور''** حضرت داوٗد علیہ السلام پر، **''اِنجیل''** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، **''قرآنِ عظیم''** کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔[2] کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ (عزوجل) ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل و مفضول کی گنجائش نہیں۔[3]

---

1 ...... ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ پ۲۵، الشورى: ۵۱.

في "المعتقد المنتقد"، ص۱۰۶: (قال السنوسي في "شرح الجزائرية": مرجع النبوة عند أهل الحق إلى اصطفاء الله تعالى عبدًا من عباده بالوحي إليه، فالنبوة اختصاص بسماع وحي من الله بواسطة الملك أو دونه).

وفي "نسيم الرياض"، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي ﷺ، ج۳، ص۳۴۴: ("والإعلام" من الله تعالى "بخواص النبوة" أي: ما يختص بالنبوة الشاملة للرسالة كالعصمة والوحي بواسطة الملك، أو بدونها.

2 ...... في "تكميل الإيمان"، ص۶۳: ("وله كتب أنزلها على رسله"، حق سبحانه وتعالى را كتابها ست كه بر بعضى پيغمبران فرستاده ديگر آن را بمتابعت...... وازميان كتابها نيز چهار كتاب اعظم واشهر است "منها التوراة" يكى ازان كتابهاى آسمانى توريت است كه بر موسى عليه السلام منزل شده "والزبور" ديگر زبور است كه بر داؤد عليه السلام نزول يافته "والإنجيل" كه بر عيسى عليه السلام فرو د آمده...... "والقرآن العظيم" زبده وخلاصهٔ جميع كتب سماوى قرآن مجيد وفرقان عظيم است كه بر سيد رسل وخاتم الانبياء عليه من الصلاة افضلها والتحيات اكملها)، ملتقطاً.

یعنی: حق تبارک وتعالیٰ کی کتابیں ہیں جن کو اس نے اپنے بعض رسولوں پر نازل فرمایا اور دوسروں کو ان کی پیروی کا حکم دیا، ان میں سے چار کتابیں بڑی اور بہت مشہور ہیں، ان میں سے ایک توراۃ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ دوسری زبور ہے جو حضرت داوٗد علیہ السلام پر نازل ہوئی، تیسری انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، اور چوتھی قرآن مجید فرقان عظیم ہے جو تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے اور سب سے افضل رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

3 ...... في "تفسير الخازن"، پ۳، البقرة، تحت الآية: ۲۵۵: (من أجاز تفضيل بعض القرآن على بعض من العلماء والمتكلمين قالوا: هذا التفضيل راجع إلى عظم أجر القارئ أو جزيل ثوابه وقول: إنّ هذه الآية أو هذه السورة أعظم أو أفضل بمعنى أنّ الثواب المتعلق بها أكثر وهذا هو المختار)، ج۱، ص۱۹۵. =

عقیدہ ۶ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے[1]، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہوسکا، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔[2]

لہٰذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ:

= وفي "النبراس"، بيان الكتب المنزلة، ص ۲۹۱:(أنّ القرآن كلام واحد)، أي: في درجة واحدة من الفضيلة (لا يتصوّر فيه تفضيل)، من حيث إنّه كلام اللّٰه سبحانه؛ لأنّ هذا الشرف يعمّ الآيات والسور كلّها (ثم باعتبار القراءة والكتابة يجوز أن يكون بعض الصور أفضل كما ورد في الحديث، وحقيقة التفضيل أنّ قراءته أفضل لما أنّه أنفع) من حيث كثرة الثواب والنجات من المكروهات)، ملتقطاً.

1 ...... في "تفسير الخازن"، پ۳، البقرة: ۲۸۵، ج۱، ص۲۲۵: (الإيمان بكتبه فهو أن يؤمن بأنّ الكتب المنزلة من عند اللّٰه هي وحي اللّٰه إلى رسله، وأنّها حق وصدق من عند اللّٰه بغير شك ولا ارتياب).

في "تفسير الخازن"، ج۱، ص۹٤: (﴿وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى﴾ يعني التوراة ﴿وَعِيْسٰى﴾ يعني الإنجيل ﴿وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ﴾ والمعنى آمنّا أيضاً بالتوراة والإنجيل والكتب التي أوتي جميع النبيين وصدّقنا أنّ ذلك كلّه حق وهدى ونور وأنّ الجميع من عند اللّٰه).

2 ...... ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ پ۱٤، الحجر: ۹.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: (﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ الضمير في: ﴿لَهٗ﴾ يرجع إلى الذكر يعني، وإنّا للذكر الذي أنزلناه على محمد لحافظون يعني من الزيادة فيه، والنقص منه والتغيير والتبديل والتحريف، فالقرآن العظيم محفوظ من هذه الأشياء كلّها لا يقدر أحد من جميع الخلق من الجن والإنس أن يزيد فيه، أو ينقص منه حرفاً واحداً أو كلمةً واحدةً، وهذا مختصّ بالقرآن العظيم بخلاف سائر الكتب المنزلة فإنّه قد دخل على بعضها التحريف والتبديل والزيادة والنقصان ولما تولى اللّٰه عزوجل حفظ هذا الكتاب بقي مصوناً على الأبد محروساً من الزيادة والنقصان)، ج۳، ص۹۵.

" اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ. "

''اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔''[1]

چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا قرآنِ عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذِمّہ رکھی، فرماتا ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾[2]

''بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور بے شک ہم اُس کے ضرور نگہبان ہیں۔''

لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں کے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا، قطعاً کافر ہے، کہ اس نے اُس

---

1 ...... ﴿ وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴾ پ ٢١، العنكبوت: ٤٦.

في "تفسير ابن كثير"، ج٦، ص٢٥٦، تحت هذه الآية: (أن أبا نَمْلَةَ الأنصاري أخبره، أنه بينما هو جالس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءه رجل من اليهود، فقال: يا محمد، هل تتكلم هذه الجنازة؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله أعلم))، قال اليهودي: أنا أشهد أنّها تتكلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا حدثكم أهل الكتاب فلا تصدقوهم ولا تكذبوهم، وقولوا: آمنا بالله وكتبه ورسله، فإن كان حقًّا لم تكذبوهم، وإن كان باطلاً لم تصدقوهم))).

في "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ﴿قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا﴾، الحديث: ٤٤٨٥، ج٣، ص١٦٩: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان أهل الكتاب يقرء ون التوراة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لأهل الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تصدقوا أهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا: ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا﴾)).

و"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، الحديث: ١٥٥، ج١، ص٥١.

في "المرقاة" للقارئ، ج١، ص٣٩١، تحت هذا الحديث: (قال رسول الله: ((لا تصدقوا)) أي: فيما لم يتبين لكم صدقه لاحتمال أن يكون كذباً وهو الظاهر أنّ أحوالهم ((أهل الكتاب)) أي: اليهود والنصارى؛ لأنهم حرّفوا كتابهم ((ولا تكذبوهم)) أي: فيما حدثوا من التوراة والإنجيل ولم يتبين لكم كذبه لاحتمال أن يكون صدقاً وإن كان نادراً؛ لأنّ الكذوب قد يصدق وفيه إشارة إلى التوقف فيما أشكل من الأمور والعلوم.

2 ...... پ ١٤، الحجر: ٩.

آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔ [1]

عقیدہ ۸ قرآنِ مجید، کتاب اللہ ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے:

﴿ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ ﴾ [2]

''اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اُتاری کوئی شک ہو تو اُس کی مثل کوئی چھوٹی سی سُورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کر سکو اور ہم کہے دیتے ہیں ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں، مگر اس کی مثل ایک سطر نہ بنا سکے نہ بنا سکیں۔ [3]

مسئلہ: اگلی کتابیں انبیا ہی کو زبانی یاد ہوتیں [4]، قرآنِ عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔ [5]

---

1 ...... في "منح الروض الأزهر"، فصل في القراءة والصلاة، ص١٦٧: (من جحد القرآن، أي: كلّه أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنّها ليست من كلام اللّٰه تعالى كفر، يعني: إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه مثل البسملة في سورة النمل، بخلاف البسملة في أوائل السور، فإنّها ليست من القرآن عند المالكية على خلاف الشافعية، وعند المحققين من الحنفية أنها آية مستقلة أنزلت للفصل). في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٩: (وكذلك كافر من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غيّر شيئاً منه أو زاد فيه)، ملخصاً.

"الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٥٩_٢٦٢.

2 ...... پ١، البقرة: ٢٣_٢٤.

3 ...... في "النبراس"، الدلائل على نبوة خاتم الأنبياء عليه السلام، ص٢٧٥: (فإنّ اللّٰه تعالى دعاهم أوّلاً لمعارضة جميعه حيث قال: ﴿ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ ﴾ ثم قال: ﴿ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ ﴾ ثم قال: ﴿ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ﴾، فعجزوا عن الكل (مع تهالكهم على ذلك) أي: حرصهم على المعارضة).

4 ...... في "تفسير روح البيان"، پ٢١، العنكبوت، تحت الآية ٤٩: (قال الكاشفي: يعني: كونه محفوظاً في الصدور من خصائص القرآن؛ لأنّ من تقدم كانوا لا يقرؤون كتبهم إلاّ نظراً، فإذا أطبقوها لم يعرفوا منها شيئًا سوى الأنبياء) ج٦، ص٤٨١.

5 ...... ﴿ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ پ٢٧، القمر: ١٧. =

عقیدہ ۹ قرآنِ عظیم کی سات قرائتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں [1]، ان میں معاذ اللہ کہیں اختلافِ معنی نہیں [2]، وہ سب حق ہیں، اس میں اُمّت کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قراءت آسان ہو وہ پڑھے [3] اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قراءت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے، جیسے ہمارے ملک میں قراءتِ عاصم بروایتِ حفص، کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کلمۂ کفر ہوگا۔ [4]

= في "تفسير الخازن"، ج٤، ص٢٠٤، تحت الآية: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ﴾ أي: سهّلنا القرآن ﴿لِلذِّكْرِ﴾ أي: ليتذكر ويعتبر به، قال سعيد بن جبير: يسرناه للحفظ والقراءة وليس شيء من كتب الله تعالى يقرأ كلّه ظاهراً إلاّ القرآن، ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أي: متعظ بمواعظه، وفيه الحث على تعليم القرآن والاشتغال به؛ لأنّه قد يسّره الله وسهله على من يشاء من عباده بحيث يسهل حفظه للصغير والكبير والعربي والعجمي وغيرهم).

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' میں فرماتے ہیں: کچھ عجب نہیں کہ مولیٰ عزوجل بعض نعمتیں بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو عطا فرمائے اگلی امتوں میں نبی کے سوا کسی کو نہ ملتی ہوں مگر اس امت مرحومہ کے لیے انہیں عام فرمادے جیسے: کتاب اللہ کا حافظ ہونا کہ امم سابقہ میں خاصۂ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء تھا اس امت کے لیے رب عزوجل نے قرآن کریم حفظ کیلئے آسان فرمادیا کہ دس دس برس کے بچے حافظ ہوتے ہیں اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل ظاہر کہ انکی امت کو وہ ملا جو صرف انبیاء کو ملا کرتا تھا علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٥، ص٦٧.

1...... عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنزل القرآن على سبعة أحرف، لكلّ آية منها ظهر وبطن، ولكل حد مطلع)). "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الحديث:٢٣٨، ج١، ص١١٣.

في "المرقاة"، ج١، ص٤٩٩، تحت هذا الحديث: (قال ابن حجر: الجملة الأولى جاءت من رواية أحد وعشرين صحابيًا، ومن ثم نص أبو عبيد على أنّها متواترة أي: معنىً).

2...... في "فيض القدير"، ج٢، ص٦٩٢، تحت الحديث:٢٥١٢: ((إنّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف)) أي: سبع لغات أو سبعة أوجه من المعاني المتفقة بألفاظ مختلفة أو غير ذلك).

3...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسر منه)) ملتقطاً.

"صحيح مسلم"، باب بيان أنّ القرآن أنزل على سبعة أحرف... إلخ، الحديث: ٨١٨، ص٤٠٨.

4...... في "الدر"، كتاب الصلاة، فصل في القرآة، ج٢، ص٣٢٠: (ويجوز بالروايات السبع، لكنّ الأولى أن لا يقرأ بالغريبة عند العوام صيانة لدينهم). وفي "رد المحتار" تحت قوله: (بالغريبة) أي: بالروايات الغريبة والإمالات؛ لأنّ بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون في الإثم والشقاء، ولا ينبغي للأئمة أن يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم، ولا يقرأ عندهم مثل قراءة أبي جعفر وابن عامر وعلي بن حمزة الكسائي صيانة لدينهم فلعلّهم يستخفون أو يضحكون وإن كان كل القراءات والروايات صحيحة فصيحة، ومشايخنا اختاروا قراءة أبي عمرو وحفص عن عاصم). وانظر: "التتارخانية"، ج١، ص٤٥٥.

عقیدہ ۱۰ قرآنِ مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے۔ [1] یوہیں قرآنِ مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیت کو منسوخ کر دیا۔ [2]

عقیدہ ۱۱ نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیے ہوتے ہیں، مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے، جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے، جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اُٹھا دیا گیا اور حقیقۃً دیکھا جائے تو اُس کے وقت کا ختم ہو جانا بتایا گیا۔ [3] منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں، یہ بہت سخت بات ہے، احکامِ الٰہیہ سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں...!

---

1 ...... ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُمْ ﴾ [پ۲، البقرة: ۱۸۷].

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج۱، ص۲٤۱، تحت الآية: (قوله تعالى: ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ ﴾ لفظ: ﴿أُحِلَّ﴾ يقتضي أنّه كان محرّماً قبل ذلك ثم نسخ، روى أبو داود عن ابن أبي ليلى قال: وحدثنا أصحابنا قال: وكان الرجل إذا أفطر فنام قبل أن يأكل لم يأكل حتى يصبح، قال: فجاء عمر فأراد امرأته فقالت: إنّي قد نمت، فظنّ أنّها تعتل فأتاها، فجاء رجل من الأنصار فأراد طعاماً فقالوا: حتى نسخن لك شيئاً فنام، فلما أصبحوا أنزلت هذه الآية، وفيها: ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُمْ ﴾.

2 ...... ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾. [پ۲۸، المجادلة: ۱۲].

في "روح البيان"، المجادلة، تحت الآية، الجزء الثامن والعشرون، ج۹، ص٤۰٥: (والآية نزلت حين أكثر الناس عليه السؤال حتى أسأموه وأملوه فأمرهم اللّٰه بتقديم الصدقة عند المناجاة فكف كثير من الناس، أمّا الفقير فلعسرته، وأمّا الغني فلشحه وفي هذا الأمر تعظيم الرسول ونفع الفقرآء والزجر عن الإفراط في السؤال والتمييز بين المخلص والمنافق ومحب الآخرة ومحب الدنيا واختلف في أنّه للندب أو للوجوب لكنّه نسخ بقوله تعالى: ﴿ءَأَشْفَقْتُمْ﴾ الآية... إلخ).

وفي "روح المعاني"، الجزء الثامن والعشرين، ج١٤، ص٣١٤_٣١٥.

﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴾ [پ۲، البقرة: ۲۳٤].

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج۲، ص۱۳۳، تحت الآية: (وأكثر العلماء على أنّ هذه الآية ناسخة لقوله عز وجل: ﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ﴾ لأنّ الناس أقاموا برهة من الإسلام إذا توفى الرجل وخلف امرأته حاملا أوصى لها زوجها بنفقة سنة وبالسكنى ما لم تخرج فتتزوج، ثم نسخ ذلك بأربعة أشهر وعشر، وبالميراث).

3 ...... قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص٥٥: (والمطلق يكون في علم اللّٰه مؤبداً أو مقيداً، وهذا الأخير هو الذي يأتيه النسخ فيظنّ أنّ الحكم تبدل؛ لأنّ المطلق يكون ظاهره التأبيد حتى سبق إلى بعض الخواطر أنّ النسخ رفع الحكم

عقیدہ ۱۲: قرآن کی بعض باتیں مُحکَم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ اُن کا پورا مطلب اللہ اور اللہ کے حبیب (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سوا کوئی نہیں جانتا، متشابہ کی تلاش اور اُس کے معنی کی کُرید وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی[1] ہو۔[2]

عقیدہ ۱۳: وحی نبوت، انبیا کے لیے خاص ہے[3]، جو اسے کسی غیرِ نبی کے لیے مانے کافر ہے۔[4] نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔[5] ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں

وإنّما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين). في "تفسير الصاوي"، البقرة، تحت الآية: ١٠٦، ج١، ص٩٨: النسخ: بيان انتهاء حكم التعبد. اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۱۵۶ میں فرماتے ہیں: ''نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پوری ہوگئی''۔

انظر للتفصيل: "الإتقان في علوم القرآن" للسيوطي، النوع ٤٧ في ناسخه ومنسوخه، ج٢، ص٣٢٦.

1 ...... ٹیڑھا پن۔

2 ...... ﴿ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖۚ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ﳕ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَاۚ وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ پ٣، آلِ عمرٰن: ٧.

في "نور الأنوار"، ص٩٧: (أنّ المراد به (أي: بالمتشابه) حق وإن لم نعلمه قبل يوم القيامة، وأمّا بعد القيامة فيصير مكشوفاً لكل أحد إن شاء الله تعالى، وهذا في حق الأمة، وأمّا في حق النبي عليه السلام فكان معلومًا وإلّا تبطل فائدة التخاطب ويصير التخاطب بالمهمل كالتكلم بالزنجي مع العربي وهذا عندنا).

وفي "شرح الحسامي"، ص٢١: (فالمتشابه كرجل فقد عن الناس حتى انقطع أثره وانقضى جيرانه وأقرانه، (وحكمه التوقف فيه أبدًا) في حقنا، لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم كان يعلم المتشابهات كما صرح به فخر الإسلام في "أصوله".

انظر للتفصيل والدلائل: "انباء الحي"، ص٥٠.

3 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص١٠٥: (الوحي قسمان: وحي نبوة، ويختص به الأنبياء دون غيرهم).

4 ...... في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء ٢، ص٢٨٥: (من ادّعى النبوة لنفسه أو جوّز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب إلى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة، وكذلك من ادّعى منهم أنّه يوحى إليه وإن لم يدع النبوة فهؤلاء كلّهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر صلى الله عليه وسلم أنّه خاتم النبيين لا نبي بعده). ملتقطاً.

5 ...... ﴿ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴾ پ١٢، يوسف: ٤.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، عن ابن عباس في قوله: (﴿ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴾، قال: كانت رؤيا الأنبياء وحيًا). ج٧، ص١٤٨.

=

کوئی بات اِلقا ہوتی ہے، اُس کو اِلہام کہتے ہیں[1] اور وحیِ شیطانی کہ اِلقا من جانبِ شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفّار وفسّاق کے لیے ہوتی ہے۔[2]

عقیدہ ۱۴ نبوّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و رِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے[3]، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبلِ حصولِ نبوّت تمام

= ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْۤ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْۤ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰۤأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾. پ۲۳، الصافات:۱۰۲.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية: عن قتادة، قوله: (﴿يٰبُنَيَّ إِنِّيْۤ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْۤ أَذْبَحُكَ﴾ قال: رؤيا الأنبياء حق إذا رأوا في المنام شيئا فعلوه). وعن عبيد بن عمير، قال: (رؤيا الأنبياء وحيٌ، ثم تلا هذه الآية: ﴿إِنِّيْۤ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْۤ أَذْبَحُكَ﴾). ج۱۰، ص۵۰۷.

1 ...... في "المرقاة"، كتاب العلم، ج۱، ص۴۴۵: (والإلهام لغة: الإبلاغ، وهو علم حق يقذفه الله من الغيب في قلوب عباده).

2 ...... ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ پ۸، الأنعام: ۱۱۲. في "تفسير الطبري"، ج۵، ص۳۱۴، تحت الآية: (أمّا قوله: ﴿يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾، فإنّه يعني أنّه يلقي الملقي منهم القولَ، الذي زيّنه وحسّنه بالباطل إلى صاحبه، ليغترّ به من سمعه، فيضلّ عن سبيل الله).

وعن السدي في قوله: ﴿يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾، قال: للإنسان شيطان، وللجنّي شيطان، فيلقَى شيطان الإنس شيطان الجن، فيوحي بعضهم إلى بعض زخرف القول غرورًا).

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾﴾ پ۱۹، الشعراء:۲۲۱،۲۲۲.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، عن قتادة، في قوله: ﴿كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ قال: هم الكهنة تسترق الجن السمع، ثم يأتون به إلى أوليائهم من الإنس). ج۹، ص۴۸۷.

في "تفسير ابن كثير"، تحت الآية: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ﴾ أي: أخبركم ﴿عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ أي: كذوب في قوله وهو الأفاك (الأثيم) وهو الفاجر في أفعاله. فهذا هو الذي تنزل عليه الشياطين من الكهان وما جرى مجراهم من الكذبة الفسقة، فإنّ الشياطين أيضاً كذبة فسقة). ج۶، ص۱۵۵.

3 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۰۷: (النبوة ليست كسبية).

وفي "اليواقيت والجواهر"، ص۲۲۴: (ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل إليها بالنسك والرياضات كما ظنّه جماعة من الحمقى، فإنّ الله تعالى حكى عن الرسل بقوله: ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾، پ۱۳، ابراهيم:۱۱، فالنبوة إذن محض فضل الله تعالى)، ملتقطاً.

اخلاق رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہوکر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے[1]، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی۔[2]

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ﴾[3]

﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴾[4]

اور جو اِسے کَسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصبِ نبوّت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔[5]

جو شخص نبی سے نبوّت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔[6]

1...... في "المسايرة" و"المسامرة"، شروط النبوة، ص۲۲٦: (شرط النبوة: الذكورة وكونه أكمل أهل زمانه عقلا وخلقا وأكملهم (فطنة وقوة رأي والسلامة من دناءة الآباء) ومن (غمز الأمهات و) السلامة من (القسوة والعيوب المنفرة) منهم (كالبرص والجذام و) من (قلة المروءة كالأكل على الطريق، و) من (دناءة الصناعة كالحجامة... إلخ) ملتقطاً.

في "شرح المقاصد"، المبحث السادس، ج۳، ص۳۱۷: (النبوة مشروطة بالذكورة، وكمال العقل، وقوة الرأي، والسلامة عن المنفرات كزنا الآباء، وعهر الأمهات والفظاظة، ومثل البرص، والجذام، والحِرَف الدنيئة، وكل ما يخل بالمروءة وحكمة البعثة ونحو ذلك). انظر للتفصيل: "المعتقد المنتقد"، باب: وها أنا أذكر ما يجب لهم عليهم السلام، ص۱۱۰-۱۱۷.

2...... عن وهب بن منبه، قال:قرأت واحدا وسبعين كتابا فوجدت في جميعها أنّ الله عز وجل لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا إلى انقضائها من العقل في جنب عقل محمد صلى الله عليه وسلم إلاّ كحبة رمل من بين رمال جميع الدنيا، وأنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أرجح الناس عقلاً وأفضلهم رأياً). رواه أبو نعيم في "الحلية"، ج٤، ص۲۹-۳۰، الحديث: ٤٦٥٢.

3...... ترجمۂ کنزالایمان: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ پ۸، الأنعام: ۱۲٤.

4...... ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ پ۲۷، الحديد: ۲۱.

5...... في "المعتقد المنتقد"، مسئلة: النبوة ليست كسبية... إلخ، ص۱۰۷: (النبوة ليست كسبية، قال التورفشتي في "المعتمد": اعتقاد حصول النبوة بالكسب كفر)، ملتقطاً.

في "اليواقيت والجواهر"،ص۲۲٤:(وقد أفتى المالكية وغيرهم بكفر من قال:إنّ النبوة مكتسبة، والله تعالى أعلم).

6...... في "المعتقد المنتقد"، مسئلة: من جوّز زوال النبوة من نبي... إلخ، ص۱۰۹: (من جوز زوال النبوة من نبي فإنّه يصير كافراً، كذا في "التمهيد").

عقیدہ ۱۶ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے[1] اور یہ عصمت نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔[2] اماموں کو انبیا کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے۔ عصمتِ انبیا کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لیے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہولیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے[3]۔ ....

---

1 ...... وفي "منح الروض الأزهر"، ص٥٦: (الأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلّهم منزهون) أي: معصومون، ملتقطاً.

وفي "شرح النووي"، ج١، ص١٠٨: (ذهب جماعة من أهل التحقيق والنظر من الفقهاء والمتكلمين من أئمتنا إلى عصمتهم من الصغائر كعصمتهم من الكبائر).

2 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص١١٠: (فمنه العصمة: وهي من خصائص النبوة على مذهب أهل الحق).

في "الحبائك في أخبار الملائك"، ص٨٢: (أجمع المسلمون على أنّ الملائكة مؤمنون فضلاء، واتفق أئمة المسلمين أنّ حكم المرسلين منهم حكم النبيين سواءً في العصمة ممّا ذكرنا عصمتهم منه، وأنّهم في حقوق الأنبياء والتبليغ إليهم كالأنبياء مع الأمم واختلفوا في غير المرسلين منهم فذهبت طائفة إلى عصمة جميعهم عن المعاصي واحتجوا بقوله تعالى: ﴿لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾، وبقوله: ﴿وَ مَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌۙ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَۚ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴾، وبقوله: ﴿وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا یَسْتَحْسِرُوْنَۚ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ﴾ ...... ونحوه من السمعيّات، وذهبت طائفة إلى أنّ هذا خصوص للمرسلين منهم والمقربين......، والصواب عصمة جميعهم وتنزيه نصابهم الرفيع عن جميع ما يحطّ من رتبتهم ومنزلتهم عن جليل مقدارهم)، ملتقطاً. و"الشفا"، فصل في القول في عصمة الملائكة، ج٢، ص١٧٤-١٧٥.

وفي "منح الروض الأزهر"، ص١٢: (وملائكته) بأنّهم عباد مكرمون لايسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون، وأنّهم معصومون ولا يعصون اللّٰه).

وفي "النبراس"، ص٢٨٧: (والملائكة عباد اللّٰه تعالىٰ العاملون بأمره) يريد أنّهم معصومون وقد اختلف في عصمتهم فالمختار أنّهم معصومون عن كل معصية.

وفي "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٩٠: ("أنّ الملائكة" الذين هم عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون) لا يعملون قط ما لم يأمرهم به قاله البيضاوي (لا يوصفون) أي: الملائكة عليهم السلام (بمعصية صغيرة ولا كبيرة؛ لأنّهم كالأنبياء معصومون).

وفي "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص١٨٧: (بشر میں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں)۔

3 ...... انظر للتفصيل: "نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض"، الباب الأوّل فيما يجب للأنبياء عليهم الصلاة والسلام، ويمتنع أو يصح من الأحوال... إلخ، فصل في عصمة الأنبياء قبل النبوة من الجهل... إلخ، ج٥، ص١٤٤-١٩٣-٣٣٧.

بخلاف ائمہ [1] و اکابر اولیا، کہ اللہ عزوجل اُنھیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ [2]

عقیدہ ۱۷: انبیا علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ [3] سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مُروّت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمدِ صغائر سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔ [4]

---

1 ...... في "شرح المقاصد"، المقصد السادس، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٤: (واحتج أصحابنا على عدم وجوب العصمة بالإجماع على إمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم مع الإجماع على أنّهم لم تجب عصمتهم، وإن كانوا معصومين بمعنى أنّهم منذ آمنوا كان لهم ملكة اجتناب المعاصي مع التمكن منها، وحاصل هذا دعوى الإجماع على عدم اشتراط العصمة في الإمام).

2 ...... في "بريقة محمودية" شرح "طريقة محمدية" ج٢، ص١: (اعلم أنّه لا تجب عصمة الولي كما تجب عصمة النبي لكن عصمته بمعنى أن يكون محفوظاً لا تصدر عنه زلة أصلاً، ولا امتناع من صدورها، وقيل للجنيد: هل يزني العارف؟ فأطرق ملياً ثم رفع رأسه وقال: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾ [پ٢٢، الأحزاب: ٣٨].

وفي "الرسالة القشيرية"، باب الولاية، ص٢٩٢: (ومن شرط الولي أن يكون محفوظاً، كما أنّ من شرط النبي أن يكون معصوماً). وفيها، باب كرامات الأولياء، ص٣٨١: (فإن قيل: هل يكون الولي معصوماً؟ قيل: أمّا وجوباً كما يقال في الأنبياء فلا، وأمّا أن يكون محفوظاً حتى لا يصر على الذنوب إن حصلت هنات أو آفات أو زلات فلا يمتنع ذلك في وصفهم، ولقد قيل للجنيد: العارف يزني يا أبا القاسم؟ فأطرق ملياً، ثم رفع رأسه وقال: وكان أمر الله قدراً مقدوراً).

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في أنّ الإلهام ليس بحجة...الخ، ص٤٢٢: (والأولياء وإن لم يكن لهم العصمة لجواز وقوع الذنب منهم ولا ينافيه الولاية، ومن ثم قيل للجنيد: أيزني الولي؟ فقال: وكان أمر الله قدراً مقدوراً، لكن لهم الحفظ فلا تقع منهم كبيرة ولا صغيرة غالباً).

3 ...... بُری صفتوں۔

4 ...... في "روح البيان"، پ٢٣، ج٨، ص٤٥، تحت الآية: ٤٤: (واعلم: أنّ العلماء قالوا: إنّ الأنبياء عليهم الصلاة والسلام معصومون من الأمراض المنفرة).

في "الحديقة الندية" على "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٨٨: (وهم) أي: الأنبياء والرسل عليهم السلام كلهم (مبرؤون عن الكفر) بالله تعالى (و)عن (الكذب مطلقاً)، أي: قبل النبوة وبعدها العمد من ذلك والسهو والكذب على الله تعالى وعلى غيره في الأمور الشرعية والعادية، (و) مبرؤون (عن الكبائر) من الذنوب (و)عن (الصغائر) منها أيضاً (المنفرة) نعت للصغائر أي: التي تنفر غيرهم من أتباعهم (كسرقة لقمة) من المأكولات (وتطفيف) أي: تنقيص (حبة) من الحبوب التي

عقیدہ ۱۸: اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچادیے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔[1]

يبيعونها فإنّ ذلك ممّا يدلّ على الخسة والدناءة (و)مبرؤون أيضاً من (تعمد الصغائر غيرها) أي غير المنفرة (بعد البعثة) أي: إرسالهم إلى دعوة الخلق).

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، الأنبياء منزهون عن الصغائر والكبائر، ص٥٦-٥٧: (والأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم) أي: جميعهم الشامل لرسلهم ومشاهيرهم وغيرهم (منزّهون) أي: معصومون (عن الصغائر والكبائر) أي: من جميع المعاصي (والكفر) خص؛ لأنّه أكبر الكبائر (والقبائح) وفي نسخة: والفواحش، وهي أخص من الكبائر في مقام التغاير كما يدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ ﴾ والمراد بها نحو: القتل والزنا واللواطة والسرقة وقذف المحصنة والسحر والفرار من الزحف والنميمة وأكل الربا ومال اليتيم وظلم العباد وقصد الفساد في البلاد ... إلخ، ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها على الأصح، وهم مؤيدون بالمعجزات الباهرات والآيات الظاهرات. ملتقطاً.

وقال الإمام الأعظم في "الفقه الأكبر"، ص٦١: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط، ولم يرتكب صغيرة ولا كبيرة قط). قال الملا علي القارئ في شرحه: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط) أي: لا قبل النبوة ولا بعدها، فإنّ الأنبياء عليهم الصلوة والسلام معصومون عن الكفر مطلقاً بالإجماع).

[1]...... ﴿ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ-وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗؕ-وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴾ پ٦، المائدة: ٦٧.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٣، الجزء الثاني، ص١٤٥، تحت هذه الآية: (دلت الآية على رد قول من قال: إنّ النبي صلى الله عليه وسلم كتم شيئاً من أمر الدين تقيةً، وعلى بطلانه، وهم الرافضة، ودلت على أنّه صلى الله عليه وسلم لم يسر إلى أحد شيئاً من أمر الدين؛ لأنّ المعنى بلغ جميع ما أنزل إليك ظاهراً، قال ابن عباس: والمعنى بلغ جميع ما أنزل إليك من ربك، فإن كتمت شيئاً منه فما بلغت رسالته، وهذا تأديب للنبي صلى الله عليه وسلم، وتأديب لحملة العلم من أمته ألا يكتموا شيئا من أمر شريعته، وقد علم الله تعالى من أمر نبيه أنّه لا يكتم شيئا من وحيه، وفي "صحيح مسلم" عن مسروق عن عائشة أنّها قالت: ((من حدثك أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من الوحي فقد كذب، والله تعالى يقول: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ-وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ﴾)). وقبح الله الروافض حيث قالوا: إنّه صلى الله عليه وسلم كتم شيئاً ممّا أوحى الله إليه كان بالناس حاجة إليه)، ملتقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١١٣-١١٤: (ومنه التبليغ لجميع ما جاء وا به من عند الله، وأمروا بتبليغه للعباد، اعتقادياً كان أو عملياً، فيجب أن يعتقد أنّهم صلوات الله تعالىٰ عليهم بلّغوا عن الله ما أمروا بتبليغه ولم يكتموا منه شيئاً، ولو في قوة الخوف). =

عقیدہ ۱۹: احکامِ تبلیغیہ میں انبیا سے سہو ونسیان محال ہے۔[1]

عقیدہ ۲۰: اُن کے جسم کا برص وجذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔[2]

عقیدہ ۲۱: اللہ عزوجل نے انبیا علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی[3]،.........................

= وقال الإمام أحمد رضا خان في "المعتمد المستند" ص ١١٤، تحت اللفظ: ولو في قوة: (وتجويز التقية عليهم في التبليغ كما تزعمه الطائفة الشقية هدم لأساس الدين، وكفر و ضلال مبين).

في "اليواقيت والجواهر"، ص٢٥٢: (أجمعت الأمة على أنّه بلغ الرسالة بتمامها و كمالها و كذلك تشهد لجميع الأنبياء أنّهم بلغوا رسالات ربهم، وقد خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع فحذر وأنذر وأوعد وما خص بذلك أحدا دون أحد، ثم قال: ((ألا هل بلغت)) فقالوا: بلغت يا رسول الله، فقال: ((اللّٰهم اشهد)).

1...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، شروط النبوّة، الكلام على العصمة، ص٢٣٤ـ٢٣٥: (وأمّا فيما طريقه الإبلاغ) أي: إبلاغ الشرع وتقريره من الأقوال وما يجري مجراها من الأفعال كتعليم الأمة بالفعل (فهم معصومون فيه من السهو والغلط).

في "شرح النووي"، ج١، ص١٠٨: (اتفقوا على أنّ كل ما كان طريقه الإبلاغ في القول فهم معصومون فيه على كل حال، وأمّا ما كان طريقه الإبلاغ في الفعل فذهب بعضهم إلى العصمة فيه رأساً وأنّ السهو والنسيان لا يجوز عليهم فيه).

2...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٢٦: (من شروط النبوة السلامة من (العيوب المنفرة) منهم (كالبرص والجذام)، ملتقطاً. وفي "المعتقد المنتقد"، ص١١٥: (ومنه النزاهة في الذات: أي: السلامة من البرص والجذام والعمى وغير ذلك من المنفرات).

3...... ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ پ١، البقرة: ٣١.

في "تفسير روح البيان"، ج١، ص١٠٠، تحت هذه الآية: (علّمه أسماء الأشياء كلّها أي: ألهمه فوقع في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلّمه جميع أسماء المسميات بكل اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلّمه أنّ هذا اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا، وعلّمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية، وعلّمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الجفنة والمحلب......وفي الخبر: علّمه سبعمائة ألف لغة).

﴿وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ پ٣، البقرة:٢٥٥.

في "تفسير الخازن"، ج١، ص١٩٦، تحت الآية: (﴿اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ يعني: أن يطّلعهم عليه وهم الأنبياء والرسل ليكون ما يطلعهم عليه من علم غيبه دليلاً على نبوتهم كما قال تعالى: ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾.

﴿وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ پ٣، آل عمران:٤٩. =

= في "تـفسير الطبري"، ج٣، ص٢٧٨، تحت الآية: قال عطاء بن أبي رباح: يعني قوله: ﴿ وَ اُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِكُمۡ ﴾، قال: الطعام والشيء يدّخرونه في بيوتهم، غيبًا علّمه الله إياه).

﴿ وَكَذٰلِكَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ﴾ پ٧، الأنعام:٧٥.

في "تـفسيـرالخازن"، ج٢، ص٢٨، تحت الآية: قال مجاهد وسعيد بن جبير: (يعني: آيات السموات والأرض وذلك أنّـه أقيـم عـلى صخرة وكشف له عن السموات حتى رأى العرش والكرسي وما في السموات من العجائب، وحتى رأى مكانه في الـجنة فذلك قوله:(وآتيناه أجره في الدنيا)،يعني أريناه مكانه في الجنة وكشف له عن الأرض حتى نظر إلى أسفل الأرضين ورأى ما فيها من العجائب).

﴿ قَالَ لَا یَاۡتِیۡكُمَا طَعَامٌ تُرۡزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاۡتُكُمَا بِتَاۡوِیۡلِهٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّاۡتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیۡ رَبِّیۡ ﴾ پ١٢، يوسف:٣٧.

في "تفسير الكبير"، ج٦، ص٤٥٥، تحت الآية: (﴿ لَا یَاۡتِیۡكُمَا طَعَامٌ تُرۡزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاۡتُكُمَا بِتَاۡوِیۡلِهٖ ﴾ مـحمول على اليـقـظة، والمعنى: أنّه لا يأتيكما طعام ترزقانه إلّا أخبرتكما أيّ طعام هو، وأي لون هو، وكم هو، وكيف يكون عاقبته؟ أي: إذا أكله الإنسان فهو يفيد الصحة أوالسقم).

﴿ وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ﴾ پ١٥، الكهف: ٦٥. وفي "تفسير القرطبي"،ج٥، الجزء التاسع، ص٣١٦، تحت الآية: ﴿وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا﴾أي: علم الغيب).

في "تـفسير الطبري"، پ١٥، الكهف، ج٨، ص٢٥٣:(قال له موسى: جئتك لتعلّمني مما علمت رشدًا، ﴿ قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴾، وكان رجلاً يعلم علم الغيب قد عُلِّم ذلك).

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطۡلِعَكُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ﴾، پ٤، آل عمرٰن: ١٧٩.

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٣٢٩، تحت الأية: (يعني: ولكن الله يصطفي ويختار من رسله من يشاء فيطّلعه على ما يشاء من غيبه).

﴿ وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ ؕ وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡكَ عَظِیۡمًا ﴾ پ٥، النساء: ١١٣.

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٤٢٩، تحت الآية: يعني: من أحكام الشرع وأمور الدين، وقيل: علّمك من علم الغيب ما لـم تـكن تعلم، وقيل: معناه وعلّمك من خفيات الأمور واطلعك على ضمائر القلوب وعلّمك من أحوال المنافقين وكيدهم ما لم تكن تعلم).

﴿عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا ۙ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ﴾ پ٢٩، الجن: ٢٦_٢٧. =

= في "تفسير الطبري"، ج ١٢، ص ٢٧٥، تحت هذه الآية: عن قتادة، قوله: ﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾ ، فإنّه يصطفيهم، ويطّلعهم على ما يشاء من الغيب). وعن قتادة قال: ﴿ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾ فإنّه يظهره من الغيب على ما شاء إذا ارتضاه).

﴿ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴾ پ ٣٠، التكوير: ٢٤.

في "تفسير البغوي"، ج٤، ص٤٢٢، تحت الآية:(﴿ وَمَا هُوَ ﴾ يعني: محمداً ﷺ ﴿ عَلَى الْغَيْبِ ﴾، أي: الوحي، وخبر السماء وما أطلع عليه مما كان غائبا عنه من الأنباء والقصص، ﴿ بِضَنِيْنٍ ﴾ أي: ببخيل يقول: إنّه يأتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم ويخبركم به، ولا يكتمه كما يكتم الكاهن)

عن طارق بن شهاب قال: سمعت عمر رضي الله عنه يقول: ((قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مقاماً فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم، حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه)).

"صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، الحديث: ٣١٩٢، ج٢، ص٣٧٥.

في "عمدة القاري"، ج ١٠، ص٥٤٤، تحت الحديث: (وفيه دلالة على أنّه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها، وفي إيراد ذلك كلّه في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة، وكيف! وقد أعطي جوامع الكلم مع ذلك).

عن حذيفة قال: ((قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاماً ما ترك شيئاً يكون في مقامه ذلك إلى قيام الساعة إلاّ حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ٢٣ـ(٢٨٩١)، ص١٥٤٥.

حدثني أبو زيد يعني: عمرو بن أخطب قال: صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فأخبرنا بما كان وبما هو كائن فأعلمنا أحفظنا. "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ٢٨٩٢، ص١٥٤٦.

ع اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود ["حدائقِ بخشش"، ص۱۹۱]۔

مزید دلائل کیلئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتب مثلاً: **"الدولة المكية بالمادة الغيبية"**، **"خالص الاعتقاد"**، **"إنباء الحي"**، **"إزاحة العيب بسيف الغيب"**، **"إنباء المصطفى بحال سرّ وأخفى"**، **"مالئ الجيب بعلوم الغيب"**، وغیرہا کا مطالعہ کریں۔

زمین وآسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے[1]، مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے اللہ (عزوجل) کے دیے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی

[1]...... عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((إنّ اللّٰہ عزوجل قد رفع لي الدنیا فأنا أنظر إلیھا وإلی ما ھو کائن فیھا إلی یوم القیامۃ کأنّما أنظر إلی کفّي ھذہ جلیان من أمر اللّٰہ عزوجل جلاّہ لنبیّہ کما جلاّہ للنبیّین من قبلہ)).

"حلیۃ الأولیاء"، ج٦، ص١٠٧، و"الخصائص الکبری"، ج٢، ص١٨٥، و"الدولۃ المکیّۃ بالمادّۃ الغیبیۃ"، ص٥٦.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاوی رضویہ" میں اس حدیثِ مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: "اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سماوات وارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا اس سب کا علم اگلے انبیاءِ کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزت عزجلالہ نے اس تمام ما کان وما یکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیشِ نظر فرمادیا، مثلاً: مشرق سے مغرب تک، سماک سے سمک تک، ارض سے فلک تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلاۃ والتسلیم ہزارہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں، ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرتِ الٰہی پر دشوار اور نہ عزت ووجاہتِ انبیاء کے مقابل بسیار.

"فتاوی رضویۃ"، ج٢٩، ص٤٩٥.

وعن ثوبان قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((إنّ اللّٰہ زوی لي الأرض فرأیت مشارقھا ومغاربھا)).

"صحیح مسلم"، کتاب الفتن، باب ھلاک ھذہ الأمۃ بعضھم ببعض، الحدیث: ٢٨٨٩، ص١٥٤٤.

في "المرقاۃ"، ج١٠، ص١٥، تحت الحدیث: (إنّ اللّٰہ زوی لي الأرض، أي: جمعھا لأجلي، یرید بہ تقریب البعید منھا حتی اطّلع علیہ اطلاعہ علی القریب منھا، وحاصلہ: أنّہ طوی لہ الأرض وجعلھا مجموعۃ کھیئۃ کف في مرآۃ نظرہ، ولذا قال: فرأیت مشارقھا ومغاربھا، أي: جمیعھا) ملتقطاً.

وفي روایۃ: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:((رأیت ربي في أحسن صورۃ، قال:فیم یختصم الملأ الأعلی؟ فقلت: أنت أعلم یا رب، قال: فوضع کفہ بین کتفيّ فوجدت بردھا بین ثدیيّ فعلمت ما في السموات والأرض)). "سنن الدارمي"، کتاب الرؤیا، باب في رؤیۃ الرب تعالی في النوم، ج٢، ص١٧٠.

في "المرقاۃ"، ج٢، ص٤٢٩، تحت الحدیث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلک الفیض ما في السموات والأرض، یعني: ما أعلمہ اللّٰہ تعالی مما فیھما من الملائکۃ والأشجار وغیرھما، وھو عبارۃ عن سعۃ علمہ الذي فتح اللّٰہ بہ علیہ، وقال ابن حجر: أي: جمیع الکائنات التي في السموات بل وما فوقھا، کما یستفاد من قصۃ المعراج، والأرض ھي بمعنی الجنس، أي: وجمیع ما في الأرضین السبع بل وما تحتھا). =

ہوا اور علمِ عطائی اللہ عزوجل کے لیے محال ہے، کہ اُس کی کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا، بلکہ ذاتی ہے۔ [1] جو لوگ انبیا بلکہ سیّد الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم سے مطلق علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآنِ عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں:

﴿ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ﴾ [2]

یعنی: ''قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کُفر کرتے ہیں۔''

کہ آیتِ نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیا علیہم السلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، انکار کرتے ہیں، حالانکہ نفی و اِثبات دونوں حق ہیں، کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصۂ اُلوہیت ہے، اِثبات عطائی کا ہے کہ یہ انبیا ہی کی شایانِ شان ہے

= وفي "أشعة اللمعات"، ج۱، ص۳۵۷، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی واحاطۂ آن).

ترجمہ: پس جو کچھ آسمان وزمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا یہ بات تمام علوم کلی وجزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے روزِ اَزل سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، ہزار تاریکیوں میں جو ذرّہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے، اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرّہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی نہر ہے، اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں، دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں، اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اوّلین وآخرین مل کر علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرا سے قطرہ کو کرور سمندروں سے''۔

"الفتاوی الرضویة"، ج ۱۵، ص۷٤.

1 ...... ﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ﴾ پ۷ الأنعام: ۵۹.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمٰن في "الدولة المكية بالمادة الغيبية"، ص۳۹: (إنّ العلم إمّا ذاتي إن كان مصدره ذات العالم لا مدخل فيه لغيره عطاء ولا تسبيبا، وإمّا عطائي إذا كان بعطاء غيره، فالأوّل مختص بالمولى سبحانه وتعالىٰ لا يمكن لغيره ومن أثبت شيئاً منه ولو أدنى من أدنى من أدنى من ذرة لأحد من العالمين فقد كفر وأشرك، وبار وهلك. والثاني مختص بعباده عزّ جلاله لا إمكان له فيه، ومن أثبت شيئاً منه لله تعالى فقد كفر، وأتى بما هو أخنع وأشنع من الشرك الأكبر؛ لأنّ المشرك من يسوي بالله غيره، وهذا جعل غيره أعلى منه حيث أفاض عليه علمه وخيره.

2 ...... پ۱، البقرة: ۸۵.

اور مُنافیٔ اُلوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرّہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق و مخلوق کی مساوات لازم آئے گی، باطل محض ہے، کہ مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ عزوجل کیلئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر، ذرّاتِ عالَم متناہی ہیں اور اُس کا علم غیرِ متناہی، ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحۃً ایمان و اسلام کے خلاف ہے، کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ ممکن و واجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں، کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کُفر کھلا شرک ہے۔ [1] انبیا علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنت و نار و حشر و نشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں...؟ اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔ [2] اولیا کو بھی علمِ غیب عطائی ہوتا ہے، مگر بواسطہ انبیا کے۔ [3]

---

1 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٤٠٨ـ ٤٠٩، ٤٤٥، ٤٥٠.

2 ...... في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج١، الجزء الأوّل، ص١٤٨: (الغيب كلّ ما أخبر به الرسول عليه السلام ممّا لا تهتدي إليه العقول من أشراط الساعة وعذاب القبر والحشر والنشر والصراط والميزان والجنة والنار).

3 ...... ﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾ پ٢٩، الجن: ٢٦ـ٢٧.

في "تفسير روح البيان"، ج١٠، ص٢٠١ـ٢٠٢، تحت الآية: (قال ابن شيخ: إنّه تعالى لا يطلع على الغيب الذي يختص به علمه إلّا المرتضى الذي يكون رسولاً، وما لا يختص به يطلع عليه غير الرسول، إمّا بتوسط الأنبياء، أو بنصب الدلائل وترتيب المقدمات أو بأن يلهم اللّٰه بعض الأولياء وقوع بعض المغيبات في المستقبل بواسطة الملك، فليس مراد اللّٰه بهذه الآية أن لا يطلع احداً على شيء من المغيبات إلّا الرسل لظهور أنّه تعالى قد يطلع على شيء من الغيب غير الرسل).

وفي "إرشاد الساري"، كتاب التفسير، تحت الحديث: ٤٦٩٧: (ولا يعلم متى تقوم الساعة أحد إلّا اللّٰه إلّا من ارتضى من رسول فإنّه يطلعه على ما يشاء من غيبه، والولي التابع له يأخذ عنه) ج١٠، ص٣٦٩.

عقیدہ ۲۲ انبیائے کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔[1] ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔[2]

عقیدہ ۲۳ نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔[3] کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔[4]

1...... ﴿ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴾ پ۷، الأنعام: ۸۶.

في "تفسير الخازن"، ج۲، ص۳۳، تحت الآية: ﴿ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴾ يعني: على عالمي زمانهم ويستدلّ بهذه الآية من يقول: إنّ الأنبياء أفضل من الملائكة؛ لأنّ العالم اسم لكلّ موجود سوى الله تعالى فيدخل فيه الملك فيقتضي أنّ الأنبياء أفضل من الملائكة.

وفي "التفسير الكبير"، پ۱، البقرة، ج۱، ص۴۳۰، تحت الآية: ۳۴: (اعلم أنّ جماعة من أصحابنا يحتجون بأمر الله تعالى للملائكة بسجود آدم عليه السلام على أنّ آدم أفضل من الملائكة فرأينا أن نذكر ههنا هذه المسألة فنقول: قال أكثر أهل السنّة: الأنبياء أفضل من الملائكة).

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج۳، ص۳۲۰-۳۲۱: (فذهب جمهور أصحابنا والشيعة إلى أنّ الأنبياء أفضل من الملائكة).

2...... في "منح الروض الأزهر" ص۱۲۱: (أنّ الولي لا يبلغ درجة النبي، فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة)، ملتقطاً.

وفي "إرشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج۱، ص۳۷۸: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر، لأنّه معلوم من الشرع بالضرورة).

وفي "الشفاء"، ج۲، ص۲۹۰: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إنّ الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص۱۲۵: (إنّ نبياً واحداً أفضل عند الله من جميع الأولياء، ومن فضّل ولياً على نبي يخشى الكفر بل هو كافر).

3...... ﴿ إِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًاۙ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۝ ﴾.

پ۲۶، الفتح: ۸، ۹.

وفي "جواهر البحار"، ج۳، ص۲۶۰: (إنّ الله فرض علينا تعزير رسوله، وتوقيره).

4...... في "تفسير روح البيان"، پ۱۰، التوبة، ج۳، ص۳۹۴، تحت الآية: ۱۲: (واعلم أنّه قد اجتمعت الأمّة على أنّ الاستخفاف بنبينا وبأي نبي كان من الأنبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالاً أم فعله معتقداً بحرمته، ليس بين العلماء خلاف في ذلك... إلخ).

=

عقیدہ ۲۴ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک اللہ تعالٰی نے بہت سے نبی بھیجے، بعض کا صریح ذکر قرآنِ مجید میں ہے اور بعض کا نہیں (1)، جن کے اسمائے طیبہ بالتصریح قرآنِ مجید میں ہیں، وہ یہ ہیں:

حضرت آدم (2) علیہ السلام، حضرت نوح (3) علیہ السلام، حضرت ابراہیم (4) علیہ السلام، حضرت اسماعیل (5) علیہ السلام، حضرت اسحاق (6) علیہ السلام، حضرت یعقوب (7) علیہ السلام، حضرت یوسف (8) علیہ السلام، حضرت موسیٰ (9) علیہ السلام، حضرت ہارون (10) علیہ السلام،

= وفي "الشفا"، فصل في بيان ما هوحقه، ج۲، ص۲۱۹: (قال ابن عتاب: الكتاب والسنة موجبان أنّ من قصد النبي صلى الله عليه وسلم بأذى أو نقص معرضا أو مصرّحا وإن قلّ فقتله واجب) وصفحة ۲۱۷: (قال بعض علمائنا: أجمع العلماء على أنّ من دعا على نبي من الأنبياء بالويل أو بشيء من المكروه أنّه يقتل بلا استتابة).

وفي "فتاوى قاضي خان"، كتاب السير: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً. قال بعض العلماء: لو قال: شعر النبي صلى الله عليه وسلم شُعَير فقد كفر. وعن أبي حفص الكبير رحمه الله: من عاب النبي عليه السلام بشعر من شعراته فقد كفر)، ج٤، ص٤٦٨.

وفي "التتارخانيه"، كتاب أحكام المرتدين، ج٥، ص٤٧٧: (من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أوعاب نبيا بشيء أولم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام فقد كفر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ"، ج۱۵، ص۵۸۷ میں فرماتے ہیں: "ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے"۔

1 ...... ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ ﴾ پ٢٤، المؤمن:٧٨.

2 ...... ﴿ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ﴾ پ١، البقرة:٣١.

3 ...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا ﴾ پ٣، آل عمران:٣٣.

4 ...... ﴿ وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ﴾ پ١، البقرة:١٢٤.

5 ...... ﴿ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ ﴾ پ١، البقرة:١٢٥.

6 ...... ﴿ وَ اِسْحٰقَ ﴾ پ١، البقرة:١٣٣.

7 ...... ﴿ وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ ﴾ پ١، البقرة:١٣٢.

8 ...... ﴿ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ ﴾ پ١٢، يوسف:٤.

9 ...... ﴿ وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ﴾ پ١، البقرة:٥١.

10 ...... ﴿ وَ هٰرُوْنَ ﴾ پ٦، النساء:١٦٣.

حضرت شعیب [1] علیہ السلام، حضرت لُوط [2] علیہ السلام، حضرت ہُود [3] علیہ السلام، حضرت داود [4] علیہ السلام، حضرت سلیمان [5] علیہ السلام، حضرت ایّوب [6] علیہ السلام، حضرت زکریا [7] علیہ السلام، حضرت یحییٰ [8] علیہ السلام، حضرت عیسٰی [9] علیہ السلام، حضرت الیاس [10] علیہ السلام، حضرت الیسع [11] علیہ السلام، حضرت یونس [12] علیہ السلام، حضرت ادریس [13] علیہ السلام، حضرت ذوالکفل [14] علیہ السلام، حضرت صالح [15] علیہ السلام، [حضرت عزیر [16] علیہ السلام]، حضور سیّد المرسلین محمد رسول اللہ [17] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

1 ﴿ وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ﴾ پ۸، الأعراف:۸۵.

2 ﴿ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ﴾ پ۱۲، هود: ۷۷.

3 ﴿ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ﴾ پ۸، الأعراف: ٦٥.

4 ﴿ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ پ۲، البقرة: ۲۵۱.

5 ﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا ﴾ پ۱، البقرة: ۱۰۲.

6 ﴿ وَاَیُّوْبَ ﴾ پ٦، النساء: ۱٦۳.

7 ﴿ وَكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ﴾ پ۳، آل عمران: ۳۷.

8 ﴿ وَیَحْیٰى ﴾ پ۷، الانعام: ۸۵.

9 ﴿ وَاٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ﴾ پ۱، البقرة: ۸۷.

10 ﴿ وَیَحْیٰى وَعِیْسٰى وَاِلْیَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴾ پ۷، الأنعام: ۸۵.

11 ﴿ وَالْیَسَعَ ﴾ پ۷، الانعام: ۸٦.

12 ﴿ وَیُوْنُسَ ﴾ پ٦، النساء: ۱٦۳.

13 ﴿ وَاِدْرِیْسَ ﴾ پ۱۷، الانبیاء: ۸۵.

14 ﴿ وَذَا الْكِفْلِ ﴾ پ۱۷، الانبیاء: ۸۵.

15 ﴿ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ﴾ پ۸، الأعراف: ۷۳.

16 ﴿ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ ﴾ پ۱۰، التوبة: ۳۰.

نوٹ: صراحت کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کے ملنے والے ناموں میں ایک نام حضرت عزیر علیہ السلام کا بھی ہے اس لیے ہم نے متن میں کرلی بریکٹ [ ] میں ان کا اضافہ کردیا، تفصیل کے لیے "فتاوی رضویہ" ملاحظہ فرمائیں۔ انظر "الفتاوى الرضوية"، ج۱٤، ص۳٤۲.

17 ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ﴾، پ٤، آل عمران: ۱٤٤.

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ﴾ پ۲۲، الأحزاب: ٤۰.

﴿ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﴾ پ۲٦، محمد: ۲. ﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﴾ پ۲٦، الفتح: ۲۹.

عقیدہ ۲۵ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا[1] اور اپنا خلیفہ کیا[2] اور تمام اسماء و مسمّیات[3] کا علم دیا[4]، ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں، سب نے سجدہ کیا، شیطان (کہ از قسمِ جن تھا[5]، مگر بہت بڑا عابد زاہد تھا، یہاں تک کہ گروہِ ملائکہ میں اُس کا شمار تھا[6]) بانکار پیش آیا، ہمیشہ کے لیے مردود ہوا۔[7]

1...... ﴿ إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ﴾ پ۳، ال عمران: ۵۹.

في "تفسير ابن كثير"، تحت الآية: (يقول جل وعلا: ﴿ إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللَّهِ ﴾ في قدرة الله حيث خلقه من غير أب ﴿ كَمَثَلِ آدَمَ ﴾ حيث خلقه من غير أب ولا أم، بل ﴿ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴾ ج۲، ص۴۱.

2...... ﴿ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ﴾ پ۱، البقرة: ۳۰.

3...... ناموں اوران سے پکاری جانے والی چیزوں۔

4...... ﴿ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ﴾ پ۱، البقرة: ۳۱.

في "تفسير روح البيان"، ج۱، ص۱۰۰، تحت الآية: (علّمه أسماء الأشياء كلها أي: ألهمه فوقع في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلّمه جميع أسماء المسميات بكلّ اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلّمه أنّ هذا اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا وعلّمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلّمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الحفنة والمحلب...... وفي الخبر: علّمه سبعمائة ألف لغة).

5...... ﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ ﴾ پ۱۵، الكهف: ۵۰.

6...... في "حاشية شيخ زاده على البيضاوي"، پ۱۵، الكهف: تحت هذه الآية: ۵۰: (فإنّه لما امتنع عن السجود لآدم استكبارًا وافتخارًا بأنّ أصله نار وأصل آدم تراب، والنارعلوي نوراني لطيف فيكون أشرف من التراب الذي هو سفلي ظلماني كثيف، وأداه ذلك الكبر إلى أنّ صار ملعونًا مخلّدًا في النار بعد أن كان رئيس الملائكة ومقدمهم ومعلمهم وأشدهم اجتهادًا في العبادة حتى لم يبق في سبع السموات ولا في سبع الأرضين موضع قدر شبر إلّا وقد سجد اللعين لله تعالى عليه سجدة حتى امتلأت من العجب نفسه حيث لم ير أحدًا مثله، فأبى أن يسجد لآدم استكبارًا فقال: ﴿ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴾ ج۵، ص۴۸۶.

7...... ﴿ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ ﴾ پ۲۳، ص: ۷۱ تا ۷۸.

عقیدہ ۲۶ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا، بلکہ سب انسان اُن ہی کی اولاد ہیں، اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں، یعنی اولادِ آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں، یعنی سب انسانوں کے باپ۔ [1]

عقیدہ ۲۷ سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے [2] اور سب میں پہلے رسول جو کُفّار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں [3]۔...

---

(1)...... ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ ﴾ پ ٤، النساء: ١.

في "روح المعاني"، ج٢، ص٢٨٣، تحت الآية: (والمراد من النفس الواحدة آدم عليه السلام، والذي عليه الجماعة من الفقهاء والمحدثين ومن وافقهم أنّه ليس سوى آدم واحد ـ وهو أبو البشر ـ).

وفي "التفسير الكبير"، ج٣، ص٤٧٧، تحت الآية: (أجمع المسلمون على أنّ المراد بالنفس الواحدة هاهنا هو آدم عليه السلام).

﴿ وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنشَأَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ ﴾ پ٧، الأنعام: ٩٨.

في "تفسير الخازن"، ج٢، ص٤٠، تحت الآية: (يعني: والله الذي ابتدأ خلقكم أيها الناس من آدم عليه السلام فهو أبو البشر، كلّهم وحواء مخلوقة منه عيسى أيضاً؛ لأنّ ابتداء خلقه من مريم وهي من بنات آدم فثبت أنّ جميع الخلق من آدم عليه السلام).

وفي "روح البيان"، ج٣، الجزء السابع، ص٧٢، تحت الآية: (من نفس آدم وحدها فإنّه خلقنا جميعاً منه وخلق أُمّنا حواء من ضلع من أضلاع آدم فصار كل الناس محدثة مخلوقة من نفس واحدة حتى عيسى فإنّ ابتداء تكوينه من مريم التي هي مخلوقة من ماء أبويها وإنما منّ علينا بهذا؛ لأنّ الناس إذا رجعوا إلى أصل واحد كانوا أقرب إلى أن يألف بعضهم بعضاً. قال أهل الإشارة: إنّ الله تعالى كما خلق آدم ابتداءً وجعل أولاده منه كذلك خلق روح محمد صلى الله عليه وسلم قبل الأرواح كما قال: أول ما خلق الله روحي، ثم خلق الأرواح من روحه فكان آدم أبا البشر وكان محمد صلى الله عليه وسلم أبا الأرواح).

﴿ كَانَ مِنَ ٱلۡجِنِّ ﴾ پ١٥، الكهف: ٥٠.

في "روح المعاني"، ج٨، ص٤٢٢، تحت الآية: (ما كان إبليس من الملائكة طرفة عين وإنّه لأصل الجن كما أنّ آدم عليه السلام أصل الإنس، وفيه دلالة على أنه لم يكن قبله جن كما لم يكن قبل آدم عليه السلام إنس... إلخ).

(2)...... عن أبي ذر قال قلت: يا رسول الله! أيّ الأنبياء كان أوّل؟ قال: ((آدم)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢١٦٠٢، ج٨، ص١٣٠.

وفي "العقائد النسفية"، ص١٣٦: (أوّل الأنبياء آدم عليه السلام).

(3)...... في "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ١٩٣، ص١٢٢: ((ولكن ائتوا نوحاً، أوّل رسول بعثه الله)). =

اُنھوں نے ساڑھے نوسو برس ہدایت فرمائی [1]، اُن کے زمانہ کے کفّار بہت سخت تھے، ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے، استہزا کرتے، اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے، باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں، ہٹ دھرمی اور کُفر سے باز نہ آئیں گے، مجبور ہوکر اپنے رب کے حضور اُن کے ہلاک کی دُعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی، صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا، بچ گئے۔ [2]

عقیدہ ۲۸ انبیا کی کوئی تعداد معیّن کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معیّن پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوّت سے خارج ماننے، یا غیرِ نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے [3] اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہٰذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ (عزوجل) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

عقیدہ ۲۹ نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں [4] حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے،

= وفي "النبراس"، ص٢٧٥: (إن قلت: جاء في الحديث أنّ نوحاً عليه السلام أوّل رسول بعثه الله كما في "صحيح مسلم"، أجيب أي: بعثه الله إلى الكفار بخلاف آدم وشيث فإنّهما أرسلا إلى المؤمنين لتعليم الشرائع).

1 ...... ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ﴾ پ٢٠، العنكبوت: ١٤.

2 ...... انظر التفصيل في القرآن: پ٨، الأعراف: ٥٩ـ٧٢. پ١١، يونس: ٧١ـ٧٣.

پ١٢، هود: ٢٥ـ٤٧. پ١٨، المؤمنون: ٢٣ـ٣٠. پ١٩، الشعراء: ١٠٥ـ١٢٢.

پ٢٠، العنكبوت: ١٤ـ١٥. پ٢٩، نوح: ١ـ٢٨.

3 ...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٢٥: (أمّا المبعوثون، فالإيمان بهم واجب، من ثبت شرعاً تعيينه منهم وجب الإيمان بعينه، ومن لم يثبت تعيينه كفى الإيمان به إجمالاً (ولا ينبغي في الإيمان بالأنبياء القطع بحصرهم في عدد) إذ لم يرد بحصرهم دليل قطعي (لأنّ) الحديث (الوارد في ذلك) أي في عددهم (خبر واحد) لم يقترن بما يفيد القطع (فإن وجدت فيه الشروط) المعتبرة للحكم بصحته (وجب ظن مقتضاه، مع تجويز نقيضه) بَدَلَه (وإلا) أي: وإن لم يصح (فلا) يجب ظن مقتضاه، وعلى كل من التقديرين (فيؤدي) أي: فقد يؤدي حصرهم في العدد الذي لا قطع به (إلى أن يعتبر فيهم من ليس منهم) بتقدير كون عددهم في نفس الأمر أقل من الوارد (أو يخرج) عنهم (من هو منهم) بتقدير أن يكون عددهم في نفس الأمر أزيد من الوارد).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص١٢. وفي "شرح المقاصد"، فصل في النبوة، ج٣، ص٣١٧.

و"شرح العقائد النسفية"، ص١٣٩ـ١٤٠.

4 ...... ﴿ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ ﴾ پ١٥، بني اسرائيل: ٥٥. =

= ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٣.

في "التفسير الكبير"، ج٢، ص٥٢١ـ٥٢٥، تحت الآية: (أجمعت الأمة على أنّ بعض الأنبياء أفضل من بعض، وعلى أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أفضل من الكل، ويدلّ عليه وجوه. ومنها: قوله تعالى: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠٧. فلما كان رحمة لكل العالمين لزم أن يكون أفضل من كل العالمين. ومنها: أنّ معجزة رسولنا صلى الله عليه وسلم أفضل من معجزات سائر الأنبياء فوجب أن يكون رسولنا أفضل من سائر الأنبياء. ومنها: أنّ دين محمد عليه السلام أفضل الأديان فيلزم أن يكون محمد صلى الله عليه وسلم أفضل الأنبياء، بيان الأول: أنّه تعالى جعل الإسلام ناسخاً لسائر الأديان، والناسخ يجب أن يكون أفضل لقوله عليه السلام: ((من سنّ سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها إلى يوم القيامة)) فلما كان هذا الدين أفضل وأكثر ثواباً كان واضعه أكثر ثواباً من واضعي سائر الأديان، فيلزم أن يكون محمد عليه السلام أفضل من سائر الأنبياء. ومنها: (قوله عليه السلام: ((آدم ومن دونه تحت لوائي يوم القيام)) وذلك يدلّ على أنّه أفضل من آدم ومن كل أولاده، وقال عليه السلام: ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) وقال عليه السلام: ((لا يدخل الجنة أحد من النبيّين حتى أدخلها أنا، ولا يدخلها أحد من الأمم حتى تدخلها أمتي)) وروى أنس قال صلى الله عليه وسلم: ((أنا أول الناس خروجاً إذا بعثوا، وأنا خطيبهم إذا وفدوا، وأنا مبشّرهم إذا أيسوا، لواء الحمد بيدي، وأنا أكرم ولد آدم على ربي ولا فخر)) وعن ابن عباس قال: جلس ناس من الصحابة يتذاكرون فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثهم فقال بعضهم: عجباً إنّ الله اتخذ إبراهيم خليلاً، وقال آخر: ماذا بأعجب من كلام موسى كلّمه تكليماً، وقال آخر: فعيسى كلمة الله وروحه، وقال آخر: آدم اصطفاه الله فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: ((قد سمعت كلامكم وحجّتكم أنّ إبراهيم خليل الله وهو كذلك، وموسى نجي الله وهو كذلك، وعيسى روح الله وهو كذلك، وآدم اصطفاه الله تعالى وهو كذلك، ألا! وأنا حبيب الله ولا فخر، وأنا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر، وأنا أوّل شافع وأنا أوّل مشفع يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول من يحرك حلقة الجنة فيفتح لي فأدخلها ومعي فقراء المؤمنين ولا فخر، وأنا أكرم الأوّلين والآخرين ولا فخر)). ومنها: أنّ الله تعالى كلّما نادى نبياً في القرآن ناداه باسمه ﴿ يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ ﴾ پ١، البقرة: ٣٥. ﴿ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴾ پ٢٣، الصافات: ١٠٤. ﴿ يٰمُوْسٰىٓ ۞ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ ﴾ پ١٦، طٰهٰ: ١١، ١٢. وأمّا النبي عليه السلام فإنّه ناداه بقوله: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٤٥. ﴿ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ ﴾ پ٦، المائدة: ٦٧. وذلك يفيد الفضل. ملخصاً.

في "المعتقد المنتقد"، ص١٢٣: (أنّه صلى الله عليه وسلم فاق على كل الأنبياء والملائكة والإنس على الإطلاق في الذات والصفات والأفعال والأقوال والأحوال بلا استغراب في ذلك لما حواه من الكمال، وانفرد به من الجلال والجمال (إلى أن قال) فالواجب على كل مؤمن أن يعتقد أنّ نبينا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم سيد العالمين، وأفضل الخلائق أجمعين، فمن اعتقد خلاف هذا فهو عاص، مبتدع، ضال). =

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا[1]، اِن حضرات کو مرسلین اُولو العزم[2] کہتے ہیں[3] اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیا و مرسلینِ انس و مَلَک و جن و جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلاتشبیہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے صدقہ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔[4]

= تنبيه: قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص١٢٤: (والحق أنّ تفضيل نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم على العالمين جميعاً مقطوع به مجمع عليه، بل كاد أن يكون من ضروريات الدين، فإنّي لا أعلم يجهله أحد من المسلمين فاعرف وتثبت). وانظر للتفصيل: "تجلي اليقين بأنّ نبينا سيد المرسلين" للإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن، في "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠.

1...... في "تكميل الإيمان"، ص١٢٤-١٢٥: (أفضل الأنبياء محمد ﷺ، چنانچه فرموده ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) در عرف بمعنی نوع انسان آید تا آدم نیز در مفهوم آن داخل بود. وحدیث ((آدم ومن دونه تحت لوائي)) در مقصود ظاهر تر وصریح تر است. فضیلت بعد ازاں حضرت ابراهیم خلیل الله علیه السلام راست. وبعد ازوی موسی وعیسی ونوح علیهم السلام راست. واین پنجتن اولوالعزم اند که بزرگترین وفاضلترین رسل اند. وصبر ومجاهده ایشاں در راه حق ازهمه بیشتر است) ملتقطاً.

یعنی: نبیوں میں سب سے افضل سیدِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں چنانچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں''۔ اولادِ آدم عرف میں نوعِ انسانی کے لئے جس میں سیدنا آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں بولا جاتا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ: ''آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے''۔ یہ حدیث آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فضیلتِ مطلقہ کے مقصد میں ظاہر تر اور بہت صریح ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد صاحبِ فضیلت حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہیں، پھر حضرت موسیٰ پھر عیسیٰ اور نوح (علیہم السلام) ہیں اور یہ پانچوں حضرات اُولو العزم ہیں جو سب رسولوں اور نبیوں میں افضل اور بزرگ تر ہیں، راہِ حق میں ان کا صبر و مجاہدہ سب سے زیادہ ہے۔

2...... بلند و بالا عزت و عظمت اور حوصلہ والے۔

3...... ﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ﴾ پ٢٦، الأحقاف: ٣٥.

في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية: عن عطاء الخُراسانيّ، أنه قال: ﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ﴾ نوح وإبراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليهم وسلم، الحديث: ٣١٣٢٩، ج١١، ص٣٠٣.

وفي "الدر المنثور"، تحت هذه الآية: عن ابن عباس قال: (أولو العزم من الرسل النبي صلى الله عليه وسلم ونوح وإبراهيم وموسى وعيسى)، ج٧، ص٤٥٤.

4...... ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾، پ٤، آلِ عمرٰن: ١١٠. =

تمام انبیاء، اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں (1)۔...........

= في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۲۵۳: (أمة محمد صلى الله عليه وسلم أفضل الأمم، فوجب أن يكون محمد أفضل الأنبياء، بيان الأوّل قوله تعالى: ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ پ٤، الِ عمران: ۱۱۰. بيان الثاني أنّ هذه الأمة إنّما نالت هذه الفضيلة لمتابعة محمد صلى الله عليه وسلم، قال تعالى: ﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾ پ۳، الِ عمران: ۳۱. وفضيلة التابع توجب فضيلة المتبوع، وأيضاً أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أكثر ثواباً؛ لأنه مبعوث إلى الجن والإنس، فوجب أن يكون ثوابه أكثر، لأنّ لكثرة المستجيبين أثراً في علو شأن المتبوع، ج۲، ص۵۲۳.

عن معمر عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده أنّه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول في قوله تعالى: ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ قال: ((أنتم تتمّون سبعين أمة أنتم خيرها وأكرمها على الله)).

"سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة آل عمران، الحديث: ۳۰۱۲، ج۵، ص۷.

قال: ثم إنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أثنى على ربه، فقال: ((كلكم أثنى على ربه، وأنا مثن على ربي، فقال: الحمد لله الذي أرسلني رحمة للعالمين، وكافة للناس بشيراً ونذيراً، وأنزل علي الفرقان فيه تبيان كل شيء، وجعل أمتي خير أمة أخرجت للناس، وجعل أمتي وسطاً، وجعل أمتي هم الأوّلون وهم الآخرون، وشرح لي صدري، ووضع عنّي وزري ورفع لي ذكري، وجعلني فاتحا خاتما))، قال إبراهيم: بهذا فضلكم محمد. "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٦٦٥، وج١٥، ص٦٣٨.

وانظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص١٥٣.

1 ...... ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا ﴾ .پ۲۲، الأحزاب: ۶۹.

في "تفسير ابن كثير"، ج٦، ص٤٣٠، تحت هذه الآية: ﴿ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا ﴾ أي: له وجاهة وجاه عند ربه عز وجل. قال الحسن البصري: كان مستجابَ الدعوة عند الله، وقال غيره من السلف: لم يسأل الله شيئاً إلاّ أعطاه، ولكن منع الرؤية لما يشاء الله، عز وجل. وقال بعضهم: من وجاهته العظيمة عند الله أنّه شفع في أخيه هارون أن يرسله الله معه، فأجاب الله سواله، فقال: ﴿ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴾.

﴿ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَامَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴾ پ۳، آل عمران: ٤٥. في "تفسير الطبري"، ج۳، ص۲۷۰، تحت الآية: (قال أبو جعفر: يعني: بقوله "وَجِيهًا" ذا وَجْهٍ ومنزلة عالية عند الله، وشرفٍ وكرامة).

في "الجامع الصغير"، ص۲۸۹، الحديث: ٤٦٩٨: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((سلّم علي ملك ثم قال لي: لم أزل أستأذن ربي عزوجل في لقائك حتى كان هذا أوان أذن لي، وإنّي أبشرك أنّه ليس أحدٌ أكرم على الله منك)). =

ان کو اللہ تعالٰی کے نزدیک معاذ اللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا[1] کُھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔

عقیدہ ۳۱ نبی کے دعویٔ نبوّت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا علانیہ دعویٰ فرما کر محالاتِ عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا اور منکروں کو اُس کے مثل کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اُس کے دعوٰی کے مطابق امرِ محالِ عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں[2]۔.........................

= في "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٦٧٥، ج٣، ص٥٧: [وفيه] قال: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين، وأكرم النبيين على الله... إلخ)).

في "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٣٤٠-٣٤١: عن ابن مسعود قال: ((إنّ محمدا صلى الله عليه وسلم أكرم الخلق على الله يوم القيامة)). وعن عبد الله بن سلام قال: ((إنّ أكرم خليقة الله على الله أبو القاسم صلى الله عليه وسلم)).

"فتاوی رضویہ" میں "فتاوی امام سراج الدین" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: (اللہ تعالٰی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرمایا: "قد مننتُ عليك بسبعة أشياء أولها أني لم أخلق في السموات والأرض أكرم علي منك").

"فتاوى سراج الدين البلقيني"، شعر١، ص١٢١، بحواله "فتاوى رضويه"، ج٣٠، ص١٩٥.

[1]...... جیسا کہ "تقوية الإيمان" میں ہے: "اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔

"تقوية الإيمان مع تذكير الإخوان"، ص٢٥، (مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی).

"تقویۃ الایمان" کے مصنف کا یہ کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے؛ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ادنی گستاخی بھی کفر ہے جیسا کہ مفسر القرآن صاحب "روح البیان" علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں میں سے وہ شخص جس سے ارادۃً وقصداً ایسی چیز ظاہر ہوئی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تخفیف (یعنی بے ادبی) پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی کہ وہ قتل سے بچ جائے اگر چہ وہ کلمہ شہادت پڑھے اور رجوع وتوبہ کرے...اور یہ یقین کر کہ بے شک اجماع امت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے جس نبی علیہ السلام کی بھی تخفیف ہو کفر ہے عام ازیں کہ تخفیف کرنے والا تخفیف کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو کر کرے، بہر حال کفر ہے اس مسئلہ میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، سبّ (گالی) کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعوی لغزش زبانی کے معذور نہ سمجھا جائے گا جب کہ اس کی عقلِ فطرت صحیح وسالم ہو"۔

"تفسير روح البيان"، ج٣، ص٣٩٤، پ١٠، التوبة، تحت الآية: ١٢.

وفي "الشفا"، الباب الأوّل في بيان ما هو حق صلى الله عليه وسلم سب أو نقص من تعريض ونصّ، ج٢، ص٢١٤.

[2]...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث النبوات، ص١٣٥: (وأيّدهم) أي: الأنبياء (بالمعجزات الناقضات للعادات) جمع معجزة وهي أمر يظهر بخلاف العادة على يد مدعي النبوة عند تحدّي المنكرين على وجه يعجز المنكرين عن الإتيان بمثله).

و"المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٤٠.

جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ [1]، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا[2] اور ید بیضا[3] اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو جِلا دینا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا[4] اور ہمارے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے معجزے تو بہت ہیں۔[5]

عقیدہ ۳۲ جو شخص نبی نہ ہو اور نبوّت کا دعویٰ کرے، وہ دعویٰ کر کے کوئی محالِ عادی اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کرسکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔[6]

1...... ﴿ وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾ پ۸، الأعراف:۷۳.

2...... ﴿ قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى ﴾ پ۱۶، طٰهٰ: ۱۹-۲۰.

3...... یعنی روشن اور چمکدار ہاتھ۔

﴿ وَ اضْمُمْ یَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰى ﴾ پ۱۶، طٰهٰ: ۲۲.

4...... ﴿ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ پ۳، اٰلِ عمرٰن: ۴۹.

5...... في "الشفا"، ج۱، ص۲۵۲-۲۵۳: (اعلم أنّ معنى تسميتنا ما جاءت به الأنبياء معجزة هو أنّ الخلق عجزوا عن الإتيان بمثلها وهي على ضربين ضرب: هو من نوع قدرة البشر فعجزوا عنه فتعجيزهم عنه فعل للّٰه دل على صدق نبيه كصرفهم عن تمني الموت وتعجيزهم عن الإتيان بمثل القرآن على رأي بعضهم ونحوه، وضرب: هو خارج عن قدرتهم فلم يقدروا على الإتيان بمثله كإحياء الموتى وقلب العصا حية وإخراج ناقة من صخرة وكلام شجرة ونبع الماء من الأصابع وانشقاق القمر ممّا لا يمكن أن يفعله أحد إلّا اللّٰه، فيكون ذلك على يد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم من فعل اللّٰه تعالى وتحديه من يكذبه أن يأتي بمثله تعجيز له. واعلم أنّ المعجزات التي ظهرت على يد نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم ودلائل نبوته وبراهين صدقه من هذين النوعين معًا وهو أكثر الرسل معجزة وأبهرهم آية وأظهرهم برهانا، وهي في كثرتها لا يحيط بها ضبط، فإنّ واحدا منها وهو القرآن لا يُحصى عدد معجزاته بألف ولا ألفين ولا أكثر؛ لأنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قد تحدّى بسورة منه فعجز عنها).

وفي "التفسير الكبير"، ج۱۱، ص۳۱۵، پ۳۰، الكوثر، تحت الآية ۱: (ومعجزاته أكثر من أن تحصى وتعد).

6...... في "النبراس"، أقسام الخوارق سبعة، ص۲۷۲: (أجمع المحققون على أنّ ظهور الخارق عن المتنبي وهو الكاذب في دعوى النبوة محال؛ لأنّ دلالة المعجزة على الصدق قطعية وقيل: لو جاز لزم عجز اللّٰه سبحانه عن تصديق أنبيائه، وقالوا: قد دل الاستقرار على عدم ظهوره). و"المعتقد المنتقد"، ص۱۱۳.

فائدہ: نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوّت ظاہر ہو، اُس کو اِرہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو، اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو، اُسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجّار یا کفّار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو، اُس کو اِستِدراج کہتے ہیں اور اُن کے خلاف ظاہر ہو تو اِہانت ہے۔[1]

عقیدہ ۳۳: انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں[2]، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع واعلیٰ ہے[3]،........................

1...... في "النبراس"، أقسام الخوارق سبعة، ص۲۷۲: (أقسام الخوارق سبعة: **أحدها:** المعجزة من الأنبياء. **ثانيها:** الكرامة للأولياء. **ثالثها:** المعونة لعوام المؤمنين ممن ليس فاسقاً ولا ولياً. **رابعها:** الإرهاص للنبي قبل أن يبعث كتسليم الأحجار على النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، وأدرجه بعضهم في الكرامة و بعضهم في المعجزة مجازاً. **خامسها:** الاستدراج للكافر والفاسق المجاهر على وفق غرضه سمّي به؛ لأنّه يوصله بالتدريج إلى النار. **سادسها:** الإهانة للكافر والفاسق على خلاف غرضه كما ظهر عن مسيلمة الكذاب إذ تمضمض في ماء فصار ملحاً و مس عين الأعور فصار أعمى. **سابعها:** السحر لنفس شريرة تستعمل أعمالاً مخصوصة بإعانة الشياطين).

2...... عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام فنبي الله حيّ يرزق)). "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ۱٦۳۷، ج۲، ص۲۹۱.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ۳٤۱۲، ج۳، ص۲۱٦.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الأنبياء لا يموتون وإنّهم يصلّون ويحجّون في قبورهم وأنّهم أحياء)).

"فيوض الحرمين" للشاه ولي الله المحدث الدهلوي، ص۲۸.

3...... في "روح المعاني"، الأحزاب، ج۱۱، الجزء الثاني، ص۵۲-۵۳، تحت الآية: ٤٠: (أنّ النبي صلى الله عليه وسلم حيّ بجسده وروحه، وأنّه يتصرّف ويسير حيث شاء في أقطار الأرض وفي الملكوت). وذهب "أي: الإمام جلال الدين السيوطي" إلى نحو هذا في سائر الأنبياء عليهم السلام فقال: إنّهم أحياء، ردت إليهم أرواحهم بعد ما قبضوا وأذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي) ملتقطًا.

في "تكميل الإيمان"، ص۱۲۲: (خود انبياء راموت نبود وايشان حى وباقى اند وموت همان است كه يكبار چشيده اند، بعد از ان ارواح بابدان ايشان اعادت كنند وحقيقت حيات بخشند چنانچه در دنيا بودند كامل تر از حيات شهدا كه آن معنوى است).

=

فلہذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے[1]۔...............

= یعنی: اور خود انبیاء علیہم السلام کو بھی (دائمی) موت نہیں وہ زندہ اور باقی ہیں، ان کو موت صرف اتنی ہے کہ ایک بار ایک آن کے لئے موت کا ذائقہ چکھتے ہیں پھر ان کی ارواح مقدسہ کو انہی کے جسموں میں لوٹا دیا جاتا ہے، اور ویسی ہی حیات حقیقی عطا فرمادی جاتی ہے جیسے کہ وہ دنیا میں تھے ان کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے کیونکہ شہداء کی حیات معنوی ہے۔

قال الإمام الأجل جلال الدين السيوطي في "الحاوي للفتاوي": فهذه الأخبار دالّة على حياة النبي صلى الله عليه وسلم وسائر الأنبياء، وقد قال تعالى في الشهداء: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴾ والأنبياء أولى بذلك فهم أجل وأعظم وما نبي إلاّ وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة فيدخلون في عموم لفظ الآية. وأخرج أحمد وأبو يعلى والطبراني والحاكم في "المستدرك" والبيهقي في "دلائل النبوة" عن ابن مسعود قال: ((لأن أحلف تسعًا: إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل قتلاً أحب إلي من أن أحلف واحدة إنّه لم يقتل، وذلك أنّ الله عزوجل اتخذه نبياً واتخذه شهيداً)). ("المستدرك" للحاكم، كتاب المغازي و السرايا، الحديث: ٤٤٥٠، ج٣، ص٦٠٦).

وأخرج البخاري والبيهقي عن عائشة قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول في مرضه الذي توفي فيه: ((لم أزل أجد ألم الطعام الذي أكلت بخيبر، فهذا أوان انقطاع أبهري من ذلك السم)).

("دلائل النبوة"، ص١٧٢، ج٧، و"بخاري"، ج٣، ص١٥٢)،

فثبت كونه صلى الله عليه وسلم حياً في قبره بنص القرآن، إمّا من عموم اللفظ وإما من مفهوم الموافقة، قال البيهقي في كتاب الاعتقاد: (الأنبياء بعد ما قبضوا ردّت إليهم أرواحهم، فهم أحياء عند ربهم كالشهداء)، وقال القرطبي في التذكرة: (الموت ليس بعدم محض وإنّما هو انتقال من حال إلى حال، ويدلّ على ذلك أنّ الشهداء بعد قتلهم وموتهم أحياء يرزقون فرحين مستبشرين، وهذه صفة الأحياء في الدنيا، وإذا كان هذا في الشهداء فالأنبياء أحق بذلك وأولى، وقد صح أنّ الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء). "الحاوي للفتاوي"، كتاب البعث، أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء، ج٢، ص١٧٩ـ١٨٠.

وقد ثبت أنّ نبينا صلى الله عليه وآله وسلم هو سيد الشهداء، وانظر للتفصيل هذه المسألة "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٦٤، ج١٥، ص٦١٣، ٦٢٤، و ج٢٩، ص١١٠.

1 ...... في "البدائع والصنائع"، كتاب الصلاة، فصل في الشهيد، ج٢، ص٧٤: (فالعبد وإن جل قدره لا يستغني عن الدعاء ألا ترى أنّهم صلوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا شك أنّ درجته كانت فوق درجة الشهداء وإنّما وصفهم بالحياة في حق أحكام الآخرة ألا ترى إلى قوله تعالى ﴿بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴾، فأمّا في حق أحكام الدنيا فالشهيد ميت يقسم ماله، وتنكح امرأته بعد انقضاء العدة، ووجوب الصلاة عليه من أحكام الدنيا فكان ميتاً فيه فيصلى عليه والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

بخلاف انبیا کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔ [1] یہاں تک جو عقائد بیان ہوئے، اُن میں تمام انبیا علیہم السلام شریک ہیں، اب بعض وہ اُمور جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

---

[1] ...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّا معشرالأنبياء لا نورّث، ما تركتُ بعد مؤونة عاملي ونفقة نسائي صدقة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٩٩٧٩، ج٣، ص ٤٩٠. وعن أبي الدرداء، سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ العلماء ورثة الأنبياء، إنّ الأنبياء لم يورّثوا ديناراً ولادرهماً، إنّما ورّثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظّ وافر)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب فضل العلماء... إلخ، الحديث: ٢٢٣، ج١، ص١٤٦.

وفي "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٤٣٧: (قد ذكر في الحكمة في كون الأنبياء لايورثون أوجه:

منها: أن لايتمنى قريبهم موتهم فيهلك بذلك.

ومنها: أن لا يظن بهم الرغبة في الدنيا وجمعها لورائهم.

ومنها: أنّهم أحياء والحي لايورث، ولهذا ذهب إمام الحرمين إلى أنّ ماله باق على ملكه ينفق منه على أهله كما كان عليه السلام ينفقه في حياته لأنّه حي. ولذلك كان الصديق ينفق منه على أهله وخدمه ويصرفه فيما كان يصرفه في حياته.

﴿ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٥٣.

وفي "تفسير الطبري"، الحديث: ٢٨٦٢٢، ج١٠، ص٣٢٦، تحت هذه الآية: (يقول: وما ينبغي لكم أن تنكحوا أزواجه من بعده أبدًا؛ لأنّهن أمهاتكم، ولا يحل للرجل أن يتزوّج أمه. وذكر أنّ ذلك نزل في رجل كان يدخل قبل الحجاب، قال: لئن مات محمد لأتزوّجن امرأة من نسائه سمّاها، فأنزل اللّٰه تبارك وتعالى في ذلك ﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ﴾).

وعن حذيفة رضي اللّٰه عنه أنّه قال لامرأته: ((إن شئت أن تكوني زوجتي في الجنة فلا تزوجي بعدي، فإنّ المرأة في الجنة لآخر أزواجها في الدنيا، فلذلك حرّم اللّٰه على أزواج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن ينكحن بعده؛ لأنّهنّ أزواجه في الجنة)).

"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب النكاح، باب ماخص به من... إلخ، الحديث: ١٣٤٢١، ج٧، ص١١١.

في "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٤٠٣-٤٠٧: (الأنبياء صلوات اللّٰه تعالى وسلامه عليهم طيبون طاهرون أحياء وأمواتاً بل لا موت لهم إلّا آنياً تصديقاً للوعد ثم هم أحياء أبداً بحياة حقيقة دنياوية روحانية جسمانية كما هو معتمد أهل السنة والجماعة ولذا لا يورثون ويمتنع تزوج نسائهم صلوات اللّٰه تعالى وسلامه عليهم بخلاف الشهداء الذين نص الكتاب العزيز إنّهم أحياء ونهى أن يقال لهم أموات... إلخ)، ملتقطاً.

عقیدہ ۳۴: اور انبیا کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی [1]، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق انسان وجن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے [2]۔.........

---

1 ...... ((وكان النبي يبعث إلى قومه خاصّة وبعثت إلى الناس عامّة)).

"صحيح البخاري"، كتاب التيمّم، الحديث: ۳۳۵، ج۱، ص۱۳۷.

2 ...... ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ پ۲۲، سبا: ۲۸.

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾ پ۹، الأعراف: ۱۵۸.

((وأرسلت إلى الخلق كافة)). "صحيح مسلم"، كتاب المساجد ... إلخ، الحديث: ۵۲۳، ص۲۶۶.

في "المرقاة"، كتاب الفضائل، باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الأوّل، تحت الحديث: ۵۷۴۸، ج۱۰، ص۱۴: ((وأرسلت إلى الخلق كافة)) أي: إلى الموجودات بأسرها عامة من الجن والإنس والملك والحيوانات والجمادات.

و"الفتاوى الرضوية" ج۳۰، ص۱۴۳-۱۴۵.

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب في بعثه صلى الله عليه وسلم إلى الملائكة، ص۲۸۳: (أنّه مبعوث إليهم ورجّحه التقي السبكي وزاد: أنّه صلى الله عليه وسلم مرسل إلى جميع الأنبياء والأمم السابقة، وأنّ قوله:((بعثت إلى الناس كافة)) شامل لهم من لدن آدم إلى قيام الساعة، ورجّحه أيضاً البارزي وزاد أنّه مرسل إلى جميع الحيوانات والجمادات)، وص ۲۸۵: (أنّه صلى الله عليه وسلم أرسل إلى الحور العين وإلى الولدان)، ملتقطاً.

في "تكميل الإيمان"، ص۱۲۷-۱۲۸: (وهو مبعوث إلى كافة الخلق أجمعين) وی صلی اللّٰه علیه وسلم مبعوث است به کافهٔ جن وانس ولهذا او را رسول الثقلین خوانند وآمدن جن بحضرت وی وایمان آوردن ایشاں وقرآن شنیدن وبرقوم خود باز رفتن ودعوت کردن منصوص قرآن مجید است ونزد اکثر علما عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص بآن حضرت است صلی اللّٰه علیه وسلم ...... وبقول شاذ از بعض علما بعث ورسالت آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم ملائکة را نیز شامل است ونزد اهل تحقیق وی مبعوث است بتمامه اجزای عالم وجمیع اقسام موجودات از جمادات ونباتات وحیوانات ومربی ومکمل ذرایر موجودات وسایر مکنونات است)، ملتقطاً.

یعنی: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اس لئے آپ کو رسول الثقلین کہتے ہیں جنات کا آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونا، ان کا ایمان لانا، پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر انہیں دعوت اسلام دینا قرآن کریم میں مذکور ومنصوص ہے اکثر علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جن وانس کی طرف مبعوث ہونا آپ ہی کی خصوصیت ہے...... اور بعض علماء کے نادر قول کے مطابق حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت ورسالت فرشتوں کو بھی شامل ہے اور محققین کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اجزائے عالم اور جمیع اقسام موجودات کے لئے ہے خواہ وہ جمادات ونباتات ہوں یا حیوانات، آپ موجودات کے تمام ذرّوں اور کل کائنات کی تکمیل وتربیت فرمانے والے ہیں۔

جس طرح انسان کے ذمّہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی اِطاعت فرض ہے۔[1] یوہیں ہر مخلوق پر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی فرمانبرداری ضروری۔[2]

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ملائکہ وانس وجن وحُور وغلمان وحیوانات و جمادات، غرض تمام عالَم کے لیے رحمت ہیں[3] اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان۔[4]

---

1 ...... ﴿ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ پ٥، النساء: ٥٩.

﴿ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ پ٩، الأنفال: ٢٠.

وفي "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٣٤٢: (قال أبو نعيم: ومن خصائصه أنّ اللّٰه تعالى فرض طاعته على العالم فرضاً مطلقاً لا شرط فيه ولا استثناء فقال: ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ پ٢٨، الحشر:٧، وقال: ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ پ٥، النساء: ٨٠، وأنّ اللّٰه تعالى أوجب على الناس التأسي به قولاً وفعلاً مطلقاً بلا استثناء).

2 ...... في "مدارج النبوة"، ص١٩٣۔١٩٤: (همچنانکه حیوانات همه مطیع ومنقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز در حیطئه فرمانبرداری وطاعت وی بودند) (همچنانکه نباتات را منقاد ومطیع امر وی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم ساخته بودند جمادات نیز همیں حکم دارند)، ملتقطاً.

یعنی: جس طرح حیوانات سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطیع وفرمانبردار تھے نباتات (اگنے والی چیزیں) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کے دائرے میں تھے،، جس طرح نباتات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا جمادات بھی یہی حکم رکھتے تھے۔

3 ...... ﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠٧.

في "روح المعاني"، ج٩، ص١٥٧، تحت هذه الآية: (أنّه صلى اللّٰه عليه وسلم أنّما بعث رحمةً لكل فرد من العالمين ملائكتهم وإنسهم وجنهم ولا فرق بين المؤمن والكافر من الإنس والجن في ذلك).

في "روح البيان"، ج٥، ص٥٢٨، تحت هذه الآية: (قال بعض الكبار: وما أرسلناك إلّا رحمة مطلقة تامة كاملة عامة شاملة جامعة محيطة بجميع المقيّدات من الرحمة الغيبية والشهادة العلمية والعينية والوجودية والشهودية والسابقة واللاحقة وغير ذلك للعالمين جمع عوالم ذوي العقول وغيرهم من عالم الأرواح والأجسام ومن كان رحمة للعالمين لزم أن يكون أفضل من كل العالمين).

4 ...... ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ پ١١، التوبة: ١٢٨.

عقیدہ ۳۶: حضور، خاتم النبیین ہیں [1]، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ختم کر دیا، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا [2]، جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔ [3]

عقیدہ ۳۷: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افضل جمیع مخلوقِ الٰہی ہیں [4]، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں وہ سب جمع کر دیے گئے [5] ....

1...... ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ﴾. پ۲۲، الأحزاب: ٤٠.

((وأنا خاتم النبيين)) "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٥٣٥، ج٢، ص٤٨٥.

2...... ((وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة... إلخ، الحديث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات، ج٤، ص١٢١، الحديث:٢٢٧٩.

3...... في "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١١٩-١٢٠: (ومنها: أن يؤمن بأن الله ختم به النبيين وختم الله حكمه بما لا يخلف منه،...... وهذه المسألة لا ينكرها إلّا من لا يعتقد نبوته؛ لأنّه إن كان مصدقا بنبوته اعتقده صادقا في كل ما أخبر به، إذ الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضاً أنّه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكا فيها أيضاً، وأيضاً من يقول: إنّه كان نبي بعده، أو يكون، أو موجود وكذا من قال: يمكن أن يكون، فهو كافر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال وباطل جاننا فرضِ اجل وجزءِ ایقان ہے ﴿ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ﴾ نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے۔ "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص، ٥٧٨. وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**المبين ختم النبيين**"، ج١٤، ص٣٣١، والرسالة: "**جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة**"، ج١٥، ص٦٢٩.

4...... انظر **العقيدة** (٢٩)، ص ٥٢-٥٤.

5...... ﴿ اُولٰٓىٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ پ٧، الأنعام: ٩٠.

في "تفسير الخازن"، ج٢، ص٣٤، تحت الآية: (احتج العلماء بهذه الآية على أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من جميع الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، بيانه أنّ جميع خصال الكمال وصفات الشرف كانت متفرقة فيهم فكان نوح صاحب

اور اِن کے علاوہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں [1]۔ ....

احتمال على أذى قومه، وكان إبراهيم صاحب كرم وبذل ومجاهدة في الله عز وجل، وكان إسحاق ويعقوب من أصحاب الصبر على البلاء والمحن، وكان داود عليه السلام وسليمان من أصحاب الشكر على النعمة، قال الله فيهم: ﴿ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ﴾[پ۲۲، سبا: ۱۳]، وكان أيوب صاحب صبر على البلاء، قال الله فيه: ﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴾ [پ۲۳، ص: ٤٤]، وكان يوسف قد جمع بين الحالتين، يعني: الصبر والشكر، وكان موسى صاحب الشريعة الظاهرة والمعجزة الباهرة، وكان زكريا ويحيى وعيسى وإلياس من أصحاب الزهد في الدنيا، وكان إسماعيل صاحب صدق وكان يونس صاحب تضرع وإخبات، ثم إنّ الله تعالى أمر نبيه صلى الله عليه وسلم أن يقتدى بهم وجمع له جميع الخصال المحمودة المتفرقة فيهم فثبت بهذا البيان أنّه صلى الله عليه وسلم كان أفضل الأنبياء لما اجتمع فيه من هذه الخصال التى كانت متفرقة في جميعهم والله أعلم).

وفي "تكميل الإيمان"، ص١٢٤: (جميع كمالات كه در ذوات مقدسه انبياى سابق مودع بود، در ذات شريف او بازيادتها موجود بود)

(انچه خوبان همه دارند تو تنها دارى).

یعنی: جس قدر کمالات انبیاء سابقین کی ذواتِ مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں موجود.

یعنی: جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں.

[1]...... عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: ((فضلت على الأنبياء بخصلتين)).

"المواهب اللدنية"، المقصد الرابع، الفصل الثاني، ج٢، ص٢٥٣.

عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((فُضِّلنا على الناس بثلاث)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٢، ص٢٦٥.

عن أبي أمامة: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((فضلت بأربع)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٢٢٧٢، ج٨، ص٢٨٤.

عن السائب بن يزيد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((فضلت على الأنبياء بخمس)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٦٦٧٤، ج٧، ص١٥٥.

عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((فضلت على الأنبياء بست)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٣، ص٢٦٦.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت أربعا لم يعطهن أحد من أنبياء الله)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٦١، ج١، ص٣٣٣. =

بلکہ اوروں کو جو کچھ مِلا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طفیل میں، بلکہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صفت ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے رب کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل و اکمل ہیں، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمّل ہوگیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنادے۔ (1)

= أخبرنا جابر بن عبد اللّٰہ أنّ النبي صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال: ((أعطیت خمساً لم یعطهن أحد قبلي......إلخ)).

"صحیح البخاري"، کتاب التیمم، الحدیث: ۳۳۵، ج۱، ص۱۳٤.

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم: ((أعطیت خمساً لم یعطهن أحد من الأنبیاء قبلي......إلخ)).

"صحیح البخاري"، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٤۳۸، ج۱، ص۱٦۸.

عن عبادۃ بن صامت أنّ النبي صلی اللّٰہ علیہ و سلم خرج فقال: ((إنّ جبریل أتاني فقال: اخرج فحدث بنعمة اللّٰہ التي أنعم بها علیك فبشرني بعشر لم یؤتها نبي قبلي)). "الخصائص الکبری"، باب اختصاصه صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعموم الدعوۃ... إلخ، ج۲، ص۳۲۰.

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم :((أعطیت ما لم یعط أحد من الأنبیاء)).

"المصنف" لابن أبي شیبة، کتاب الفضائل، باب ما أعطی اللّٰہ تعالی... إلخ، الحدیث: ۹، ج۷، ص٤۱۱.

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''ان روایات ہی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعداد مذکورہ میں حصر مراد نہیں، کہیں دو فرماتے ہیں، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں چھ، کہیں دس۔ اور حقیقۃً سو اور دو سو پر بھی انتہا نہیں۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں اڑھائی سو کے قریب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص جمع کیے۔ اور یہ صرف ان کا علم تھا ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے۔ اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے، پھر تمام علوم عالم اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں۔ جس قدر حضور اپنے فضائل وخصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ان کا مالک ومولیٰ جل وعلا، ﴿ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ ﴾ پ۲۷، النجم: ٤۲، (ترجمہ: بیشک تمہارے رب ہی کی طرف منتہی ہے۔ ت) جس نے انہیں ہزاروں فضائل عالیہ وجلائل غالیہ دئے اور بے حد وبے شمار ابد الآباد کے لئے رکھے ﴿ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ ﴾ پ۳۰، الضحی: ٤، (ترجمہ: اور بے شک پچھلی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ ت)۔ "الفتاوی الرضویة"، ج۳۰، ص۲۵۳.

1 ...... ''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''ہمزیہ شریف'' میں ارشاد فرمایا: ع (کل فضل في العالمین فمن فضل النبي استعارۃ الفضلاء).

(جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگ کر لی ہے)۔

امام ابن حجر مکی ''افضل القریٰ'' میں فرماتے ہیں: (لأنّه الممد لهم إذ هو الوارث للحضرۃ الإلهیة والمستمد منها بلا واسطة دون غیرہ فإنّه لا یستمد منها إلّا بواسطته فلا یصل لکامل منها شيء إلّا وهو من بعض مددہ وعلی یدیه). تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی''۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۳۰، ص٦۷۷). =

عقیدہ ۳۸ مُحال ہے کہ کوئی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا مثل ہو[1]، جو کسی صفتِ خاصّہ میں کسی کو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

عقیدہ ۳۹ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو اللہ عزوجل نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خَلق جُویائے رضائے مولا ہے[2] اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[3]

= في "حاشية الصاوي"، ج١، ص٢١٦: (فالأنبياء وسائط لأممهم في كلّ شيء وواسطتهم رسول الله).

وفيه ج١، ص٥٢: (فهو الواسطة لكل واسطة حتى آدم).

في "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ٢٤٧: (أنه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يتشرف بغيره بل الكل إنّما يتشرفون به).

یعنی: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کوکسی دوسرے سے شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ دوسروں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے شرف پایا ہے۔

1 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص١٢٦: (ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده).

وانظر للتفصيل "الشفا"، ج٢، ص٢٣٩، "شرح الشفا" للملا علي القاري، ج٢، ص ٢٤٠، و"نسيم الرياض"، ج٦، ٢٣٢.

2 ...... تمام مخلوق اللہ تعالٰی کی رضا چاہتی ہے۔

3 ...... ﴿ وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ ﴾ پ٣٠، الضحى:٥.

﴿ قَدۡ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِي ٱلسَّمَآءِۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةٗ تَرۡضَىٰهَاۚ ﴾ پ٢، البقرة: ١٤٤.

في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ١٤٢، ج٢، ص٨٢: (ولم يقل: قبلة أرضاها، والإشارة فيه كأنّه تعالى قال: يا محمد كل أحد يطلب رضايَ وأنا أطلب رضاك في الدارين). وفي الحديث: ((كلّهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

وفي الحديث: ((يا محمد أنت نور نوري وسر سري وكنوز هدايتي وخزائن معرفتي، جعلت فداء لك ملكي من العرش إلى ما تحت الأرضين، كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

"الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٤٩١. وص ١٩٧۔ ١٩٨، وج١٤، ٢٧٥۔٢٧٦.

عن عائشة قالت:...... ((والله ما أرى ربك إلّا يسارع لك في هواك)).

"صحيح مسلم"، كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، الحديث: ١٤٦٤، ص٧٧١.

وفي رواية: "صحيح البخاري"، عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((مَا أُرَى رَبَّكَ إِلّا يُسَارِعُ في هَوَاكَ)). كتاب التفسير، الحديث: ٤٧٨٨، ج٣، ص٣٠٣. وفي "فتح الباري"، ج٨، ص٤٥٣، تحت الحديث: (أي: ما أرى الله إلّا موجداً لما تريد بلا تأخير، منزلاً لما تحب وتختار).

ع خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ["حدائق بخشش"، ص٣٩]۔

عقیدہ ۴۰: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک [1] اور وہاں سے ساتوں آسمان [2] اور کُرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش [3] رات کے ایک خفیف حصّہ میں مع جسم تشریف لے گئے [4]

---

❶...... ﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ﴾ پ١٥، بنی اسرآئیل: ١.

❷...... عن شريك ابن عبد الله أنّه قال: سمعت ابن مالك يقول: ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة، ...... ثم عرج به إلى السماء الدنيا...... ثم عرج به إلى السماء الثانية...... ثم عرج به إلى السماء الثالثة...... ثم عرج به إلى الرابعة......ثم عرج به إلى السماء الخامسة...... ثم عرج به إلى السماء السادسة...... ثم عرج به إلى السماء السابعة...... ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلّا الله حتى جاء سدرة المنتهى، ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى، فأوحى الله فيما أوحى)، ملتقطاً."صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب ماجاء في قوله عزوجل: ﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴾، الحديث: ٧٥١٧، ج٤، ص ٥٨٠_٥٨٢.

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص ٢٧٢: (والمعراج لرسول الله صلى الله عليه وسلم في حال اليقظة بشخصه (صلى الله عليه وسلم)، أي: بصورة الجسمانية من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، ثم من المسجد الأقصى إلى السماء، أي: جنسها ليشمل السموات السبع، ثم إلى ما شاء الله من العلى).

❸...... في "تكميل الإيمان"، ص١٢٨: (ومعراجه في اليقظة بشخصه إلى السماء، ثم إلى ما شاء الله تعالىٰ حق) امتحان ایمان در تصدیق قضیہ معراج است کہ در ساعت لطیف در بیداری بجسد شرف تا آسمان وعرش عظیم بلکہ بالای عرش تا حد لامکان بآن حکایات وخصوصیات مذکورہ کہ در احادیث صحیحہ واقع شدہ).

یعنی: بیداری کی حالت میں جسمانی طور پر آسمان کی طرف معراج فرمانا، پھر وہاں سے جہاں تک خدا کی مشیت ہو جانا حق ہے، مطلب یہ کہ واقعہ معراج کی تصدیق میں ایمان کا امتحان ہے کہ مختصر سی گھڑی میں بیداری کے عالم میں جسم شریف کے ساتھ آسمان و عرش اعظم تک بلکہ عرش سے بھی اوپر حدلامکان تک تشریف لے جانا یہ حکایات وخصوصیات احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں.

❹...... في "تفسير الخازن"، ج٣، ص١٥٨: (والحق الذي عليه أكثر الناس ومعظم السلف وعامة الخلف من المتأخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين أنّه أسري بروحه وجسده صلى الله عليه وسلم، ويدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا ﴾، ولفظ العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد).

و في "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١١٠٦، پ ١٥، الإسراء، تحت الآية١: (قوله: ﴿بِعَبْدِهٖ﴾ أي: بروحه وجسمه على الصحيح). وفي " تفسير الجلالين"، ص ٢٢٨: (﴿لَیْلًا﴾: نصب على الظرف والإسراء سير الليل وفائدة ذكره الإشارة بتنكيره إلى تقليل مدته).

=

اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و مَلَک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو[1]، اور جمالِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا[2] اور کلامِ الٰہی بلاواسطہ سنا[3] اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔[4]

= في "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١١٠٦: (قوله: إلى تقليل مدته: أي: فقيل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: قدر لحظة، قال السبكي: في تائيته: وعدت و كل الأمر في قدر لحظة).

وفي "الجمل"، الجزء الثاني، ج٢، ص٢٩٩، تحت الآية: (قوله: الإشارة إلخ أي: فالتنوين للتقليل أي: في جزء قليل من الليل، قيل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: أقل من ذلك).

1...... في "روح البيان"، پ١٥، الأسراء، ج٥، ص١٠٦، تحت الآية:١: قال عليه السلام: ((فقمت إلى جبريل فقلت: أخي جبريل: ما لك؟))، فقال: يا محمد إنّ ربي تعالى بعثني إليك أمرني أن آتيه بك في هذه الليلة بكرامة لم يكرم بها أحد قبلك ولا يكرم بها أحد بعدك.

وفي "روح البيان"، پ٧، الأنعام، ج٣، ص٦٣، تحت الآية: ٩٠: (......وتدنو إليه به إلى أن تصل إلى مقام قاب قوسين أو أدنى مقاما لم يصل إليه أحد قبلك لا ملك مقرب ولا نبي مرسل).

2...... ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴾ پ ٢٧، النجم: ١٧.

وفي "روح البيان"، ج٩، ص٢٢٨، تحت الآية: (إنّ رؤية اللّٰه كانت بعين بصره عليه السلام يقظة بقوله: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾...إلخ، لأنّ وصف البصر بعدم الزيغ يقتضي أنّ ذلك يقظة ولو كانت الرؤية قلبية لقال: ما زاغ قلبه، وأمّا القول بأنّه يجوز أن يكون المراد بالبصر بصر قلبه فلا بد له من القرينة وهي هاهنا معدومة).

عن ابن عباس قال: ((إنّ محمداً رأى ربه مرتين،مرة ببصره ومرة بفؤاده))."الدر المنثور" ج٧ ص ٦٤٧.

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((رأيت ربي تبارك وتعالى)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٨٠، ج١، ص٦١١.

3...... في "فتح الباري"، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، تحت الحديث: ٣٨٨٨، ج٧، ص١٨٥: (إنّ الله سبحانه وتعالى كلّم نبيه محمداً صلى الله عليه وسلم ليلة الإسراء بغير واسطة).

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه الله تعالى **"منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية"**، ج٣٠، ص٦٧٣.

4...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((رأيت ربي في أحسن صورة، قال: فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت: أنت أعلم يا رب، قال: فوضع كفه بين كتفيّ فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في السموات والأرض)).

"سنن الدارمي"، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالى في النوم، الحديث: ٢١٤٩، ج٢، ص١٧٠. =

عقیدہ ۴۱ تمام مخلوق اوّلین وآخرین حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی نیاز مند ہے [1]، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ [2]

= في "المرقاة"، ج٢، ص٤٢٩، تحت الحديث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلك الفيض ما في السموات والأرض، يعني: ما أعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة والأشجار وغيرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه، وقال ابن حجر: أي: جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها، كما يستفاد من قصة المعراج، والأرض هي بمعنى الجنس، أي: وجميع ما في الأرضين السبع بل وما تحتها.... إلخ).

وفي "أشعة اللمعات"، ج١، ص٣٥٧، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانستم ہرچہ در آسمان ہا وہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آن).

یعنی: ''پس جو کچھ آسمان وزمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا'' یہ بات تمام علوم کلی وجزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

❶...... عن أبي هريرة قال......: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد الناس يوم القيامة، وهل تدرون بم ذاك؟ يجمع الله تعالى يوم القيامة الأولين والآخرين في صعيد واحد...... فيقول بعض الناس لبعض: ائتوا آدم، فيأتون آدم ـعليه السلام ـ...... فيقول آدم:...... نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحاـعليه السلام ـ...... فيقول لهم: ...... نفسي نفسي، اذهبوا إلى إبراهيم، فيأتون إبراهيم،...... فيقول لهم إبراهيم:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى موسى، فيأتون موسى،...... فيقول لهم موسى:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى عيسى، فيأتون عيسى،...... فيقول لهم عيسى:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم، فيأتوني فيقولون: يا محمد! أنت رسول الله وخاتم الأنبياء، وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه، ألا ترى ما قد بلغنا، فأنطلق فآتي تحت العرش فأقع ساجداً لربي، ثم يفتح الله عليّ ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئاً لم يفتحه لأحد قبلي، ثم يقال: يا محمد! ارفع رأسك سل تعطه اشفع تشفع، فأرفع رأسي فأقول: يا رب! أمتي أمتي فيقال: يا محمد! أدخل الجنة من أمتك، مَن لا حساب عليه، من باب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب))، ملتقطاً.

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ١٩٤، ص١٢٥-١٢٦.

❷...... قال رسول الله ﷺ: ((اللّهم! اغفر لأمتي، اللّهم اغفر لأمتي، وأخرت الثالثة ليوم يرغب إليّ الخلق كلهم حتى إبراهيم عليه السلام)). "صحيح مسلم"، كتاب فضائل القرآن، باب بيان أنّ القرآن على... إلخ، الحديث: ٨٢٠، ص٤٠٩.

وفي "نوادر الأصول"، الأصل الثالث والسبعون، ص١١٠، والأصل الثاني عشر والمائة، ص١٤٨: ((وأنّ إبراهيم ليرغب في دعائي ذلك اليوم)). "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٢١٧-٢١٨.

عقیدہ ۴۲: قیامت کے دن مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فتحِ بابِ شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی [1]، بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے دربار میں شفاعت لائیں گے [2] اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) شفیع ہیں [3] اور یہ شفاعتِ کُبریٰ مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لیے ہے، کہ وہ انتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا، جس کے لیے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اِس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی بدولت ملے گا، جس پر اوّلین وآخرین، موافقین ومخالفین، مؤمنین وکافرین سب حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی حمد کریں گے، اِسی کا نام مقامِ محمود ہے [4] اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں، مثلاً بہتوں کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائیں گے،

---

1 ...... ﴿عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ پ۱۵، بنی اسرائیل: ۷۹.

في "تفسير الطبري"، ج۸، ص۱۳۱، تحت الآية:عن ابن عباس، قوله: ﴿عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾، قال: المقام المحمود: مقام الشفاعة.

وفي "روح البيان"، ج۵، ص۱۹۲، تحت الآية : ﴿مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ عندك وعند جميع الناس وهو مقام الشفاعة العامة لأهل المحشر يغبطه به الأولون والآخرون؛ لأنّ كل من قصد من الأنبياء للشفاعة يحيد عنها ويحيل على غيره حتى يأتوا محمداً للشفاعة فيقول: ((أنا لها))، ثم يشفع فيشفع فيمن كان من أهلها).

في "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص۱۲۷: (ومنها: أن يعتقد أنّ يوم القيمة لا يستغني أحد من أمته بل جميع الأنبياء عن جاهه ومنزلته، ومتى لم يفتح الشفاعة لا يستطيع أحد شفاعة). و"الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۵۷۵.

2 ...... قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في "المعتمد المستند"، ص۱۲۷: وهذا أحد معاني (قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أنا صاحب شفاعتهم)) والمعنى الآخر الألطف الأشرف أن لا شفاعة لأحد بلا واسطة عند ذي العرش جل جلاله إلّا للقرآن العظيم ولهذا الحبيب المرتجى الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم، وأمّا سائر الشفعاء من الملائكة والأنبياء والأولياء والعلماء والحفاظ والشهداء والحجاج والصلحاء فعند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فينهون إليه ويشفعون لديه وهو صلى الله تعالى عليه وسلم يشفع لمن ذكروه ولمن لم يذكروا عند ربه عزوجل، وقد تأكد عندنا هذا المعنى بأحاديث، ولله الحمد. ۱۲).

3 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا كان يوم القيامة كنت إمام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر)).

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ۳۶۳۳، ج۵، ص۳۵۳.

4 ...... عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الشمس لتدنو حتى يبلغ العرق نصف الأذن، فبينما هم كذلك استغاثوا بآدم عليه السلام فيقول: لَسْتُ بصاحب ذلك، ثم موسى عليه السلام فيقول كذلك،

جن میں چار اَرَب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، اِس سے بہت زائد اور ہیں، جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم میں ہیں [1]، بہتیرے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہے اور مستحقِ جہنم ہو چکے، اُن کو جہنم سے بچائیں گے [2] اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے [3] اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے [4] اور بعضوں سے تخفیفِ عذاب فرمائیں گے۔ [5]

ثم محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع، فيقضي الله بين الخلائق فيمشي حتى يأخذ بحلقة باب الجنة فيومئذ يبعثه الله مقاماً محموداً يحمده أهل الجمع كلهم)). "الدر المنثور"، ج٥، ص٣٢٥.

وفي "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١٢٨: (الشفاعة لإراحة الخلائق من هول الموقف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، تحت اللفظ: "لإراحة الخلائق": (وهي الشفاعة الكبرى لعمومها جميع أهل الموقف). و"روح البيان"، ج٥، ص١٩٢.

1 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفاً لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفا وثلاث حثيات من حثيات ربي)).

"جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، ١٢ـ باب منه الحديث: ٢٤٤٥، ج٤، ص١٩٨.

وفي رواية: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ ربي أعطاني سبعين ألفا من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهلا استزدته؟ قال: ((قد استزدته، فأعطاني مع كلّ رجل سبعين ألفاً)) قال عمر: فهلا استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا)) وفرّج عبد الله بن بكر بين يديه وقال عبد الله: وبسط باعيه وحثا عبد الله وقال هشام: وهذا من الله لا يُدرى ما عددُه. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٠٦، ج١، ص٤١٩.

2 ...... ((فما أزال أشفع حتى أعطى صكاكا برجال قد بعث بهم إلى النار وآتي مالكاً خازن النار فيقول: يا محمد ما تركت للنار لغضب ربك في أمتك من بقية)). "المستدرك" للحاكم، كتاب الإيمان، للأنبياء منابر من ذهب، الحديث: ٢٢٨، ج١، ص٢٤٢.

3 ...... ((يخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٦٦، ج٤، ص٢٦٣.

4 ...... في "المعتقد المنتقد"، أقسام شفاعته صلى الله عليه وسلم، ص١٢٩: (ومنها زيادة الدرجات) وفي "حجة الله على العالمين"، ص٥٣: (والشفاعة في رفع درجات ناس في الجنة).

5 ...... عن عباس بن عبد المطلب قال: يا رسول الله هل نفعت أبا طالب بشيء فإنّه كان يحوطك ويغضب لك؟ قال: ((نعم، هو في ضحضاح من نار، لولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار)).

"صحيح البخارى"، كتاب الأدب، باب كنية المشرك، الحديث: ٦٢٠٨، ج٤، ص١٥٧ـ١٥٨.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**إسماع الأربعين في شفاعة سيد المحبوبين**"، ج٢٩، ٥٧١.

عقیدہ ۴۳

ہر قسم کی شفاعت حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے لیے ثابت ہے۔ شفاعت بالوجاہۃ، شفاعت بالمحبۃ، شفاعت بالاذن، اِن میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔ [1]

عقیدہ ۴۴

منصبِ شفاعت حضور کو دیا جا چکا، حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم:

((أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ)) [2]، اور ان کا رب فرماتا ہے:

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ ﴾ [3]

''مغفرت چاہو اپنے خاصوں کے گناہوں اور عام مؤمنین ومؤمنات کے گناہوں کی۔''

شفاعت اور کس کا نام ہے...؟ ''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ.''

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ ﴾ [4]

شفاعت کے بعض احوال، نیز دیگر خصائص جو قیامت کے دن ظاہر ہوں گے، احوالِ آخرت میں اِن شاءاللہ تعالی بیان ہوں گے۔

عقیدہ ۴۵

حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اِسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ [5]

---

(1)...... "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١٢٩ - ١٣١.

(2)...... یعنی: ''مجھے شفاعت دے دی گئی''. "صحيح البخاري"، كتاب التيمم، الحديث: ٣٣٥، ج١، ص١٣٤.

(3)...... پ٢٦، محمّد: ١٩.

(4)...... ترجمۂ کنزالایمان: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر. پ١٩، الشعرآء: ٨٨ - ٨٩.

(5)...... قال الله تعالى: ﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ پ١٠، التوبة: ٢٤.

عن أنس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الإيمان، باب حبّ الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان، الحديث: ١٥، ج١، ص١٧.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "تمهيد إيمان بآيات قرآن" في "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٣١٠.

عقیدہ ۴۶ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی اِطاعت عین طاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی بے طاعتِ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ناممکن ہے[1]، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو[2] اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔[3]

---

1 ...... ﴿مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ پ٥، النسآء: ٨٠.

وفي "المعتقد المنتقد"، الفصل الأوّل في وجوب... إلخ، ص١٣٣: (فجعل طاعة رسوله طاعته، وقرن طاعته بطاعته وأوعد عليه بجزيل الثواب ووعد على مخالفته بأليم العذاب ورغم أنف المشركين حين قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ((من أحبني فقد أحب الله، ومن أطاعني فقد أطاع الله)).

2 ...... عن أبي سعيد بن المعلى رضي الله عنه قال: كنت أصلي فمر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعاني فلم آته حتى صليت ثم أتيته، فقال: ما منعك أن تأتي؟ ألم يقل الله: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ ...إلخ﴾.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، الحديث: ٤٦٤٧، ج٣، ص٢٢٩.

عن أبي هريرة، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج على أُبي بن كعب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا أُبي -وهو يصلي- فالتفت أبي فلم يجبه، وصلى أبي فخفف ثم انصرف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: السلام عليك يا رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وعليك السلام ما منعك يا أبي أن تجيبني إذ دعوتك؟، فقال: يا رسول الله إني كنت في الصلاة، قال: أفلم تجد فيما أوحى الله إلي أن ﴿اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ﴾ [پ٩، الانفال: ٢٤]، قال: بلى ولا أعود إن شاء الله)).

"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل فاتحة الكتاب، الحديث: ٢٨٨٤، ج٤، ص٤٠٠.

3 ...... ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ﴾ پ٩، الأنفال: ٢٤.

وفي "روح المعاني"، ج٥، ص٢٧٦، تحت الآية: (واستدل بالآية على وجوب إجابته صلى الله عليه وسلم إذا نادى وهو في الصلوة، وعن الشافعي أنّ ذلك لايبطلها؛ لأنّها أيضاً إجابة).

وفي تفسير القرطبي"، ج٤، ص٢٧٩، تحت الآية: (وقال الشافعي رحمه الله: هذا دليل على أنّ الفعل الفرض أو القول الفرض إذا أتي به في الصلاة لا تبطل؛ لأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالإجابة وإن كان في الصلاة).

وفي "تفسير البيضاوي"، ج٣، ص٩٩، تحت الآية: (واختلف فيه، فقيل: هذا؛ لأنّ إجابته لا تقطع الصلاة، فإنّ الصلاة أيضاً إجابة، وقيل: لأنّ دعاءه كان لأمر لا يحتمل التأخير وللمصلي أن يقطع الصلاة لمثله، وظاهر الحديث يناسب الأول). =

عقیدہ ۴۷ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزوِ ایمان و رکنِ ایمان ہے[1] اور فعلِ تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے، اِس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی نے نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جارہا ہے، مگر اِس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خوابِ مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا، جب چشمِ اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا[2]، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃِ وُسطیٰ نمازِ عصر[3] مولیٰ علی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند پر قربان کردی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

= وفي "عمدة القاري"، كتاب العمل في الصلاة، باب إذا ادعت الأم ولدها في الصلاة، تحت الحديث: ١٢٠٦، ج٥، ص٦٠٦: (من خصائص النبي صلى الله عليه وسلم أنّه لو دعا إنسانا وهو في الصلاة وجب عليه الإجابة ولا تبطل صلاته).

وفي "المرقاة"، كتاب فضائل القرآن، ج٤، ص٦٢٤، تحت الحديث: ٢١١٨: (قال الطيبي: دل الحديث على أنّ إجابة الرسول لا تبطل الصلاة، كما أنّ خطابه بقولك: السلام عليك أيها النبي لا يبطلها).

1 ...... وفي "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص١٦٨: ﴿ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ﴾ [الفتح: ٩]: یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے خود فرماتا ہے: "اس لئے کہ تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"۔ معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

2 ...... عن أسماء بن عميس أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى الظهر بالصهباء، ثم أرسل عليًا في حاجة فرجع وقد صلى النبي صلى الله عليه وسلم العصر، فوضع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه في حجر عليّ فنام فلم يحركه حتى غابت الشمس، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((اللهم إنّ عبدك عليًا احتبس بنفسه على نبيه فرُدّ عليه الشمس)) قالت: فطلعت عليه الشمس حتى رفعت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء.

"المعجم الكبير"، الحديث: ٣٨٢، ج٢٤، ص١٤٤-١٤٥.

وفي "الشفا"، فصل في انشقاق القمر، الجزء١، ص٢٨٤: ((أنّ النبي صلى الله عليه وسلم كان يوحى إليه ورأسه في حجر علي فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أصليتَ يا علي؟)) قال: لا، فقال: ((اللّهم إنّه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد عليه الشمس))، قالت أسماء: فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت ووقفت على الجبال والأرض وذلك بالصهباء في خيبر.

3 ...... ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ پ٢، البقرة: ٢٣٨.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، ج٢، ص٥٦٩، الحديث: ٥٣٨٥: (حدثنا أبو كريب قال: حدثنا مصعب بن سلام، عن أبي حيان، عن أبيه، عن علي قال: ((الصلاة الوسطى صلاة العصر)).

ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اسکی تائید میں یہ ہے کہ غارِ ثور میں پہلے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کر دیے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سَر صدیقِ اکبر کے پاؤں پر مَلا، انھوں نے اِس خیال سے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیقِ اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا، ہر سال وہ زہر عَود کرتا، بارہ ۱۲ برس بعد اُسی سے شہادت پائی۔ (1)

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے (2)

عقیدہ ۴۸ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعظیم و توقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے (3)، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا

---

(1) ﴿ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴾ [پ۱۰، التوبة: ٤٠] في "روح البيان"، تحت هذه الآية، ج٣، ص٤٣٢-٤٣٣: (فلمّا أراد رسول اللّٰه دخوله قال له أبو بكر: مكانك يا رسول! حتى أستبرء الغار فدخل واستبرأه وجعل يسدّ الحجرة بثيابه خشية أن يخرج منها شيء يؤذيه أي: رسول اللّٰه فبقي جحر وكان فيه حية فوضع رضي اللّٰه عنه عقبه عليه ثم دخل رسول اللّٰه فجعلت تلك الحية تلسعه وصارت دموعه تنحدر فتفل رسول اللّٰه على محل اللدغة فذهب ما يجده).

في "تفسير الخازن"، پ١٠، التوبة: ٤٠، ج٢، ص٢٤٠: (قال لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ادخل، فدخل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ووضع رأسه في حجره ونام فلدغ أبوبكر في رجله من الحجر ولم يتحرك مخافة أن ينتبه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فسقطت دموعه على وجه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: ((ما لك يا أبابكر؟)) فقال: لدغت فداك أبي وأمي فتفل عليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته).

(2) "حدائقِ بخشش"، حصہ أوّل، ص١٤٤، وانظر "الفتاوى الرضوية"، ٣٠، ص١٣٨.

(3) وفي "الشفاء"، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل، ج٢، ص٤٠: (أنّ حرمة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته).

في "روح البيان"، الأحزاب: تحت الآية: ٥٣، ج٧، ص٢١٦: (يجب على الأمة أن يعظموه عليه السلام ويوقروه في جميع الأحوال في حال حياته وبعد وفاته فإنّه بقدر ازدياد تعظيمه وتوقيره في القلوب يزداد نور الإيمان فيها). =

ذکر آئے تو بکمالِ خشوع وخضوع وانکسار باادب سُنے [1]، اور نامِ پاک سُنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ [2]

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ."

= وفي "المعتقد المنتقد"، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص١٤٢: (أنّ حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه بعد وفاته لازم على كل مسلم كما كان حال حياته؛ لأنه الآن حي يرزق في علو درجاته ورفعة حالاته وذلك عند ذكره وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته).

1 ...... في "الشفا"، ج٢، ص٢٥-٢٦: (ومن علاماته مع كثرة ذكره تعظيمه له وتوقيره عند ذكره، وإظهار الخشوع والانكسار مع سماع اسمه).

2 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاویٰ رضویہ" میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نام پاک حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قولِ اوّل کی طرف گئے، ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار رہا۔ "مجتبیٰ" و"درمختار" وغیرہما میں اسی قول کو مختار واصح کہا: في "الدر المختار": اختلف في وجوبها على السامع والذاكر كلما ذكر صلى الله تعالى عليه وسلم، والمختار تكرار الوجوب كلما ذكر ولو اتحد المجلس في الأصح اهـ، بتلخيص. ترجمہ: درمختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود وسلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود وسلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو، اھ، خلاصۃً (ت)۔

دیگر علما نے بنظرِ آسانیٔ امت قولِ دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثوابِ عظیم وفضلِ جسیم سے بے شک محروم رہا، "کافی" و"قنیہ" وغیرہما میں اسی قول کی تصحیح کی۔ في "رد المحتار": صححه الزاهدي في "المجتبى" لكن صحّح في "الكافي" وجوب الصلاة مرة في كل مجلس كسجود التلاوة للحرج إلّا أنه يندب تكرار الصلاة في المجلس الواحد بخلاف السجود، وفي "القنية": قيل: يكفي في المجلس مرة كسجدة التلاوة، وبه يفتى، وقد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام في "زاد الفقير"، اهـ، ملتقطا. ترجمہ: "ردالمحتار" میں ہے کہ اسے زاہدی نے "مجتبیٰ" میں صحیح قرار دیا ہے لیکن "کافی" میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرارِ درود مستحب ومندوب ہے بخلاف سجدۂ تلاوت کے، "قنیہ" میں ہے: ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، ابن ہمام نے "زادالفقیر" میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ، ملتقطا (ت)۔

بہرحال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ ومعصیت، عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے، وباللہ التوفیق۔

"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢٢-٢٢٣.

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے محبت کی علامت یہ ہے کہ بکثرت ذکر کرے[1] اور درود شریف کی کثرت کرے اور نامِ پاک لکھے تو اُس کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے، بعض لوگ براہِ اختصار صلعم یا ص لکھتے ہیں، یہ محض ناجائز وحرام ہے[2] اور محبت کی یہ بھی علامت ہے کہ آل واَصحاب، مہاجرین وانصار وجمیع متعلقین ومتوسلین سے محبت رکھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے عداوت رکھے[3]، اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا کنبہ کے کیوں نہ ہوں[4] اور جو ایسا نہ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے، کیا تم کو نہیں معلوم کہ صحابۂ کرام نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت میں اپنے سب عزیزوں، قریبوں، باپ، بھائیوں اور وطن کو چھوڑا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی اُلفت...! ایک کو اختیار کر کہ ضِدَّین[5] جمع نہیں ہوسکتیں، چاہے جنت کی راہ چل یا جہنم کو جا۔ نیز علامتِ محبت یہ ہے

---

1 ...... في "الشفا"، ج٢، ص٢٥: (ومن علامات محبة النبي صلى الله عليه وسلم كثرة ذكره له، فمن أحب شيئاً أكثر ذكره).

2 ...... في "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج١، ص٦: (ويكره الرمز بالصلوة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلّا فالظاهر أنه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهبا مختارا محله إذا كان اللزوم بيّناً، نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام).

"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢١ ـ ٢٢٢، وج٢٣، ص٣٨٧ـ٣٨٨.

3 ...... وفي "الشفا"، ج٢، ص٢٦: (ومنها محبته لمن أحب النبي صلى الله عليه وسلم ومن هو بسببه من آل بيته وصحابته من المهاجرين والأنصار، وعداوة من عاداهم، وبغض من أبغضهم وسبهم، فمن أحب شيئا أحب من يحب).

4 ...... ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ا۟قْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۝ ﴾ پ١٠، التوبة: ٢٣ـ٢٤.

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْؕ اُولٰٓىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ ﴾

پ٢٨، المجادلة: ٢٢.

5 ...... دو مخالف چیزیں۔

کہ شانِ اقدس میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں، کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بُو بھی ہو، کبھی زبان پر نہ لائے، اگر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پکارے تو نامِ پاک کے ساتھ ندا نہ کرے، کہ یہ جائز نہیں، بلکہ یوں کہے:

"يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ!"[1]

اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو تو روضۂ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلہ سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے، کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلاۃ وسلام عرض کرے، بہت قریب نہ جائے، نہ اِدھر اُدھر دیکھے[2] اور خبردار...! خبردار...!

---

1 ...... ﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴾ پ۱۸، النور: ٦٣.

وفي "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١٤٢١: ﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ ﴾ أي: نداء ه بمعنى لا تنادوه باسمه فتقولوا: يا محمد، ولا بكنيته فتقولوا: يا أبا القاسم، بل نادوه وخاطبوه بالتعظيم والتكريم والتوقير بأن تقولوا: يا رسول الله، يانبي الله، يا إمام المرسلين، يا رسول رب العالمين، ياخاتم النبيين، وغير ذلك.

وفي "المعتقد المنتقد"، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص١٣٩۔١٤٠: (وكذايجب توقيره وتعظيمه في الظاهر والباطن وجميع الأحوال، قال الله تعالى: ﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴾ أي: برفع الصوت فوق صوته أو ندائه بأسمائه فلا تقولوا: يا محمد يا أحمد بل قولوا: يا نبي الله ويا رسول الله كما خاطبه به سبحانه، ذكره مجاهد وقتادة، ولا منع من الجمع، وروي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: احذروا دعاء الرسول عليكم إذا أسخطتموه فإنّ دعاء ه موجب ليس كدعاء غيره). "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص١٥٦.

2 ......في "الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، مطلب زيارة النبي صلى الله عليه وسلم، ج١،ص٢٦٥: (فيتوجه إلى قبره صلى الله عليه وسلم......، ثمّ يدنو منه ثلاثة أذرع أو أربعة...... ويقف كما يقف في الصلاة ويمثل صورته الكريمة البهية كأنّه نائم في لحده عالم به يسمع كلامه كذا في "الاختيار شرح المختار"، ثم يقول: السلام عليك يا نبي الله ورحمة الله وبركاته أشهد أنّك رسول الله).

وفي "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" شرح "لباب المناسك" للملاّ علي القاري، ص٥٠٨: (ثم توجه) أي: بالقلب والقالب (مع رعاية غاية الأدب، فقام تجاه الوجه الشريف) أي: قبالة موجهة قبره المنيف (متواضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار) أي: السكينة، (والهيبة والافتقار غاض الطرف) أي: خافض العين إلى قدامه غير ملتفت إلى غير إمامه وأمامه، (مكفوف الجوارح) أي: مكفوف الأعضاء من الحركات التي هي غير مناسبة لمقامه، (فارغ القلب) أي: عمن سوى مقصوده ومرامه، (واضعا يمينه على شماله) أي: تأدبا في حال إجلاله، (مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة)؛ لأنّ المقام يقتضي هذه الحالة (تجاه مسمار الفضة) أي: المركبة على جدران تلك البقعة، (على نحو أربعة أذرع) أي: يقف بعيدا على هذا المقدار (لا أقل) أي: لأنه ليس من شعار آداب الأبرار، ملتقطاً. "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٦٥.

آواز کبھی بلند نہ کرنا، کہ عمر بھر کا سارا کیا دھرا اکارت جائے[1] اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے اقوال وافعال واحوال لوگوں سے دریافت کرے اور اُن کی پیروی کرے۔[2]

حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے کسی قول وفعل وعمل وحالت کو جو بہ نظرِ حقارت دیکھے کافر ہے۔[3]

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں[4]، تمام جہان حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

---

1 ...... ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ ﴾ پ٢٦، الحجرات: ٢.

2 ...... في "الشفا"، فصل في علامة محبته صلى الله عليه وسلم، ج٢، ص٢٤: (اعلم أنّ من أحب شيئاً آثره وآثر موافقته وإلاّ لم يكن صادقا في حبه وكان مدّعيا فالصادق في حب النبي صلى الله عليه وسلم من تظهر علامة ذلك عليه، وأوّلها: الاقتداء به واستعمال سنته واتباع أقواله وأفعاله وامتثال أوامره واجتناب نواهيه والتأدب بآدابه في عسره ويسره ومنشطه ومكرهه وشاهد هذا قوله تعالى: ﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ﴾).

3 ...... في "الفتاوى قاضي خان"، كتاب السير، ج٤، ص٤٦٨: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً).
وفي "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١٤٢١.

4 ...... في "أشعة اللمعات"، ج٤، ص٣١٥: (وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق ونائب کل جناب اقدس است مے کند ومے دہد ہرچہ خواہد باذنِ وے۔
یعنی: حضور علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالی کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہیں کرتے ہیں اور جو چاہیں عطا فرماتے ہیں۔

فإنّ من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم).

یعنی: یارسول اللہ! دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جودلامحدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح وقلم کا علم بعض حصہ ہے۔

في "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٢٨٧: ''حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد ومرکب میں تصرف کا اختیار دیا ہے، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چمن میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یوہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہاں میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار وزیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے ((ما أرى ربك إلّا يسارع في هواك))، ''صحیح بخاری'' کی حدیث ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں: ''میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے''۔ تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے

کے تحتِ تصرّف[1] کر دیا گیا[2]، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں[3]، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں[4]، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں[5]، تمام آدمیوں کے

کہ ((إنّما أنا قاسم واللّٰه المعطي))، ''صحیح بخاری'' کی حدیث ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں''۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلطنتِ الٰہی کے دولھا ٹھہرے، والحمد للہ رب العالمین''۔

1...... اختیار میں، زیرِ حکم۔

2...... في "أشعة اللمعات"، ج۱، ص۴۳۲: تصرف وقدرت سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ براں بود وملك وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عزوعلا در حیطۂ قدرت و تصرف وے بود.

یعنی: حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی، ملک وملکوت جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالٰی کے تابع کردینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے (اور ہیں)۔

في "جواهر البحار"، ج۳، ص۶۰: (إن اللّٰه تعالى اتخذ خليفته في الأكوان منه (أي: من جنس الإنسان وهو الفرد الجامع المحيط بالعالم كله، والعالم كله في قبضته وتحت حكمه وتصرفه يفعل فيه كل ما يريد بلا منازع ولا مدافع وقصارى أمره أنه كان حيثما كان الرب إلهاً كان هو خليفته فلا خروج لشيء من الأكوان عن ألوهية اللّٰه تعالى كذلك لا خروج لشيء من الأكوان عن سلطنة هذا الفرد الجامع يتصرف في المملكة بإذن مستخلفه).

3...... في "الجوهر المنظم"، ص۴۲: (أنّه صلى اللّٰه عليه وسلم خليفة اللّٰه الذي جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطي منهما من يشاء ويمنع من يشاء)، ملخصاً.

4...... في "المواهب"، ج۱، ص۲۸-۲۹:

(ألا! بأبي من كان ملكاً وسيداً وآدم بين الماء والطين واقف

إذا رام أمراً لا يكون خلافه وليس لذلك الأمر في الكون صارف).

5...... في "نسيم الرياض"، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي، ج۲، ص۲۸۱: (فمعنى نبيّنا الآمر إلى آخره: أنّه لا حاكم سواه، فهو حاكم غير محكوم، فإذا قال في أمر: لا، أو نعم، وهو لا يقول إلّا صواباً موافقاً لرضى اللّٰه، فحينئذ لا يخالفه إلّا بقسر قاسر، وليس غيره حاكم يمنعه عما حكم به ويرد أحكامه، فهو أصدق القائلين فيما يقوله).

و"الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۵۶۵.

مالک ہیں [1]، جو اُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت [2] سے محروم رہے [3]، تمام زمین اُن کی مِلک ہے [4]، تمام جنت اُن

❶...... حدثني الأعشى المازني قال: ((أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فأنشدته: يا مالك الناس وديان العرب...إلخ)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٦٩٠٢، ج٢، ص ٦٤٤.

ترجمہ: اَعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے شعر پڑھا: اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیثِ جلیل اتنے آئمہ کبار نے باسانیدِ متعددہ روایت کی اور طریقِ اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ: اَعشیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ: اے مالکِ آدمیاں، واے جزا وسزا دہ عرب صلی اللہ تعالیٰ علیک وبارک وسلم۔

"الفتاوى الرضوية"، ج ٣٠، ص٤٤٧.

❷...... سنّت کی لذت ومٹھاس۔

❸...... في "الشفا"، الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج٢، ص١٩: (قال سهل: من لم ير ولاية الرسول عليه في جميع الأحوال ويرَ نفسه في ملكه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يذوق حلاوة سنته؛ لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من نفسه)) الحديث). "الفتاوى الرضوية"، ج ٣٠، ص٤٢٥.

❹...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((واعلموا أنّ الأرض لله ورسوله)). "صحيح البخاري"، كتاب الجزية والموادعة، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، الحديث: ٣١٦٧، ج٢، ص٢٥٦.

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((موتان الأرض لله ولرسوله)). "السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب إحياء الموات، باب من أحيا أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ١١٧٨٦، ج٦، ص٢٣٧.

عن ابن عباس قال: ((إنّ عادي الأرض لله ولرسوله)). "السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب إحياء الموات، باب من أحيا أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ١١٧٨٥، ج٦، ص٢٣٧.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ''میں کہتا ہوں بَن (جہاں کثرت سے درخت ہوں) جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی مِلک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اُن پر ظاہری مِلک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص مِلکِ خدا ورسول ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ورنہ محلوں، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی مِلک ہیں اگرچہ ظاہری نام مَن وتُو کا لگا ہوا ہے۔ ''زبور شریف'' سے رب العزت کا کلام سن ہی چکے: ''کہ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا''، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو یہ تخصیصِ مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ ﴿ وَالْاَمْرُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ ﴾ میں تخصیصِ زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روزِ ظہورِ حقیقت وانقطاعِ ادّعا ہے لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ ورسول کی مِلک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ((اعلموا أنّ الأرض لله ولرسوله)). یعنی یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ "الفتاوى الرضوية"، ج ٣٠، ص٤٤٥.

کی جاگیر ہے [1]، ملکوت السمٰوات والارض حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زیر فرمان [2]، جنت ونار کی کنجیاں دستِ اقدس میں

1...... حدثني ربيعة بن كعب الأسلمي قال: كنت أبيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأتيه بوضوئه وحاجته، فقال لي: ((سل)) فقلت: أسألك مرافقتك في الجنة، قال: ((أو غير ذلك؟)) قلت: هو ذاك، قال: ((فأعني على نفسك بكثرة السجود)).

"صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، الحديث: ٤٨٩، ص٢٥٣.

وفي "المرقاة"، كتاب الصلاة، الحديث: ٨٩٦، ج٢،ص٦١٥، تحت لفظ "سل": (أي: اطلب مني حاجة، وقال ابن حجر: أتحفك بها في مقابلة خدمتك لي، لأنّ هذا هو شأن الكرام، ولا أكرم منه ﷺ، ويؤخذ من إطلاقه عليه السلام الأمر بالسؤال أنّ الله تعالى مكنه من إعطاء كل ما أراد من خزائن الحق، ومن ثم عدّ أئمتنا من خصائصه عليه السلام أنّه يخص من شاء بما شاء..... وذكر ابن سبع في خصائصه وغيره: أنّ الله تعالىٰ أقطعه أرض الجنة يعطي منها ما شاء لمن يشاء)، ملتقطا.

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٣١٠.

وفي "أخبار الأخيار"، ص٢١٦: (﴿ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴾ [پ١٦، مريم: ٦٣] أي: نورث تلك الجنة محمداً صلى الله عليه وسلم فيعطي من يشاء ويمنع عمن يشاء، وهو السلطان في الدنيا والآخرة، فله الدنيا وله الجنة وله المشاهدات صلى الله عليه وسلم).

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا سے مالک جنت ہیں، معطیِ جنت ہیں، جسے چاہے عطا فرمائیں، امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: (إن اللّٰہ تعالی ملّکه الأرض كلها وأنّه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقطع أرض الجنة ما شاء منها لمن شاء فأرض الدنيا أولى). اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کر دیا ہے، حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر!''۔

"الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٦٦٧.

2...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں بحوالہ ''معجم اوسط'' للطبرانی بسندِ حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: (إنّ النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم أمر الشمس فتأخرت ساعة من نهار). سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ، وہ فوراً ٹھہر گیا۔

اقول: اس حدیثِ حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نمازِ عصر کہ خدمت گزاریِ محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ الحمد للہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم

دیدی گئیں [1]، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں [2]، دنیا وآخرت حضور

وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔
حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، "رأيتك في المهد تناغي القمر وتشير إليه بأصبعك فحيث أشرت إليه مَالَ"۔
میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إني كنت أحدثه، ويحدثني ويلهيني عن البكاء وأسمع وجبته حين يسجد تحت العرش)) . ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھما کہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں: "في المعجزات حسن" یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔
جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافۃ الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے۔۔۔ إلخ). "الفتاوى الرضوية"، ج ٣٠، ص ٤٨٥-٤٨٨.

[1]...... في "الفتاوى الرضوية"، ج ٣٠، ص ٤٣١-٤٣٣: (ينصب إلى يوم القيامة منبر على الصراط وذكر الحديث (إلى أن قال:) ثم يأتي ملك فيقف على أول مرقاةٍ من منبري فينادي معاشر المسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا مالك خازن النار إنّ الله أمرني أن أدفع مفاتيح جهنم إلى محمد وإنّ محمداً أمرني أن أدفع إلى أبي بكر، هاه اشهدوا هاه اشهدوا، ثم يقف ملك آخر على ثاني مرقاةٍ من منبري فينادي معاشرالمسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا رضوان خازن الجنان إنّ الله أمرني أن أدفع مفاتيح الجنة إلى محمد وإنّ محمدا أمرني أن أدفعها إلى أبي بكرٍ، هاه اشهدوا هاه اشهدوا، الحديث. أورده العلامة إبراهيم بن عبد الله المدني الشافعي في الباب السابع من كتاب التحقيق في فضل الصديق من كتابه "الاكتفاء في فضل الأربعة الخلفاء").

[2]...... في "المواهب اللدنية"، الفصل الثاني، أعطي مفاتيح الخزائن، ج ٢، ص ٢٧٨: (أنّه أعطي مفاتيح الخزائن، قال بعضهم: وهي خزائن أجناس العالم ليخرج لهم بقدر ما يطلبونه لذواتهم، فكلّ ما ظهر من رزق العالم فإنّ الاسم الإلهي لا يعطيه إلّا عن محمد ﷺ الذي بيده المفاتيح، كما اختص تعالى بمفاتيح الغيب فلا يعلمها إلّا هو، وأعطى هذا السيد الكريم منزلة الاختصاص بإعطائه مفاتيح الخزائن).

وفي "جواهر البحار"، ج ٣، ص ٣٧: (فتح الله به على عباده أنواع الخيرات وأبواب السعادات الدنيوية والأخروية، فكل الأرزاق من كفه ﷺ).

(صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی عطا کا ایک حصہ ہے [1]، احکامِ تشریعیہ [2] حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے قبضہ میں کر دیے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں [3] اور جو فرض..........

1...... (فإنّ من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم).

"الكواكب الدرية في مدح خير البرية" (قصيدة برده) الفصل العاشر، ص٥٩.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں کہ: "یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: "یارسول اللہ! دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں ما کان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامِ قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں"۔

"الفتاوی الرضوية"، ج٣٠، ص٤٩٥.

2...... احکام کے حلال وحرام کرنے کے اختیارات۔

3......﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ پ٩، الأعراف: ١٥٧.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم يوم افتتح مكة: ((لا هجرة ولكن جهاد ونية وإذا استنفرتم فانفروا، فإنّ هذا بلد حرمه الله يوم خلق السموات والأرض، وهو حرام بحرمة الله إلى يوم القيامة، وإنّه لم يحلّ القتال فيه لأحد قبلي ولم يحلّ لي إلاّ ساعة من نهار، فهو حرام بحرمة الله إلى يوم القيامة لا يعضد شوكه ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته إلاّ من عرّفها ولا يختلى خلاها))، قال العباس: يا رسول الله إلاّ الإذخر فإنّه لقينهم ولبيوتهم، قال: ((إلاّ الإذخر)).

"صحيح البخاري"، كتاب جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة، الحديث: ١٨٣٤، ج١، ص٦٠٦.

في "أشعة اللمعات"، كتاب المناسك، باب حرم مكة، ج٢، ص٤٠٨، تحت لفظ: ((إلاّ الإذخر)): (مگر اذخر کہ روا ست قطع کردن، ودر مذہب بعضے آنست کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وبر ہر کہ خواہد حلال وحرام گرداند وبعضے گویند باجتہاد گفت، واول اصح واظہر ست واللہ اعلم).

یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "إلاّ الإذخر" فرماتے ہوئے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت دے دی بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ شرع کے احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کردئے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں کوئی چیز حلال فرمادیتے ہیں اور حرام کر دیتے ہیں۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت اپنے اجتہاد سے دی مگر پہلا مذہب صحیح تر اور ظاہر تر ہے۔

=

چاہیں معاف فرمادیں۔[1]

عقیدہ ۵۱: سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو ملا۔[2] روزِ میثاق تمام انبیا سے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا[3] اور اِسی شرط پر یہ منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔[4] حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نبی الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے اُمّتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ

= وفي "مدارج النبوة"، ج۲، ص۱۸۳: (ومذهب صحیح ومختار آنست که احکام مفوض ست بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بهر که وبهر چه خواهد حکم کند یك فعل بریکی حرام کند وبردیگری مباح گرداند واین را امثله بسیار ست کما لا یخفی علی المتبع حق جل وعلی پیدا کرده وشریعتی نهاده وهمه برسول صلی اللہ علیہ وسلم خود وحبیب خود سپرده است صلی اللہ علیہ وسلم).

یعنی: صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جس پر جو چاہیں حکم کریں۔ ایک کام ایک پہ حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔ اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پر مخفی نہیں، حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کرکے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالہ کردی (کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم واضافہ فرمائیں)۔

1 ...... عن رجل منهم أنّه أتى النبي صلى الله عليه وسلم فأسلم على أنّه لا يصلي إلّا صلاتين، فقبل ذلك منه).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۰۳۰۹، ج۷، ص۲۸۳-۲۸۴.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة "**منية اللبيب أنّ التشريع بيد الحبيب**"، ج۳۰، ص۵۰۰.

والرسالة: "**الأمن والعلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء**"، ج۳۰، ص۳۵۹.

2 ...... عن أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وجبت لك النبوة؟ قال: ((وآدم بين الروح والجسد)).

"جامع الترمذي"، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۶۲۹، ج۵، ص۳۵۱.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قيل يا رسول الله: متى كنتَ نبياً؟ قال: ((وآدم بين الروح والجسد)). "الدر المنثور"، ج۶، ص۵۶۹.

3 ...... ﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴾ پ۳، اٰل عمران: ۸۱.

4 ...... في "تفسير الطبري"، الحديث: ۷۳۲۷، ج۳، ص۳۳۰، تحت الآية: عن علي بن أبي طالب قال: لم يبعث الله عز وجل نبيًّا -آدمَ فمن بعدَه- إلّا أخذ عليه العهدَ في محمد: لئن بعث وهو حيّ ليؤمنن به ولينصرنّه، ويأمرُه فيأخذ العهدَ على قومه، فقال: ﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ﴾، الآية.

کریم میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا[1]، اللہ عزوجل نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے نُور سے تمام عالَم کو منوّر فرمایا[2]، ....

1...... في "الخصائص الكبرى"، فائدة في أنّ رسالة النبي صلى الله عليه وسلم عامة لجميع الخلق والأنبياء وأممهم كلهم من أمته، ج۱، ص۸ ـ ۱۰: (قال الشيخ تقي الدين سبكي في كتابه "التعظيم والمنة" في ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ﴾: في هذه الآية من التنويه بالنبي صلى الله عليه وسلم وتعظيم قدره العلي ما لايخفى، وفيه مع ذلك أنّه على تقدير مجيئه في زمانهم يكون الأمر مرسلا إليهم، فتكون نبوته ورسالته عامة لجميع الخلق من زمن آدم إلى يوم القيامة، وتكون الأنبياء وأممهم كلهم من أمته ويكون قوله: ((بعثت إلى الناس كافة)) لا يختص به الناس من زمانه إلى يوم القيامة، بل يتناول من قبلهم أيضاً، ويتبين بذلك معنى قوله صلى الله عليه وسلم: ((كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد))...... (والنبي صلى الله عليه وسلم خير الخلق، فلا كمال لمخلوق أعظم من كماله، ولا محل أشرف من محله، فعرفنا بالخبر الصحيح حصول ذلك الكمال من قبل خلق آدم لنبيّنا صلى الله عليه وسلم من ربه سبحانه، وأنّه أعطاه النبوة من ذلك الوقت، ثم أخذ له المواثيق على الأنبياء ليعلموا أنّه المقدم عليهم وأنّه نبيهم ورسولهم، وفي أخذ المواثيق وهي في معنى الاستخلاف)، ملتقطاً.

وانظر للتفصيل **"تجلي اليقين بأن نبينا سيد المرسلين"**، ج۳۰، ص۱۲۹.

2...... ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾. پ۲۲، الأحزاب: ۴۵ـ۴۶.

في "تفسير روح البيان"، ج۷، ص۱۹۷، تحت الآية: (﴿وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾: اعلم أنّ الله تعالى شبّه نبينا عليه السلام بالسراج لوجوه: الأوّل: أنّه يستضاء به في ظلمات الجهل والغواية ويهتدي بأنواره إلى مناهج الرشد والهداية كما يهتدي بالسراج المنير في الظلام إلى سمت المرام...... والرابع: أنّ السراج الواحد يوقد منه ألف سراج ولا ينقص من نوره شيء، وقد اتفق أهل الظاهر والشهود على أنّ الله تعالى خلق جميع الأشياء من نور محمد ولم ينقص من نوره شيء، وهذا كما روي أنّ موسى عليه السلام قال: يا رب! أريد أن أعرف خزائنك، فقال له: اجعل على باب خيمتك نارا يأخذ كل إنسان سراجا من نارك ففعل فقال: هل نقص من نارك قال: لا يا رب، قال: فكذلك خزائني، وأيضا علوم الشريعة وفوائد الطريقة وأنوار المعرفة وأسرار الحقيقة قد ظهرت في علماء أمته وهي بحالها في نفسه عليه السلام ألا ترى أنّ نور القمر مستفاد من الشمس ونور الشمس بحاله، وفي "القصيدة البردية":

فإنّه شمس فضل هم كواكبها ‌ ‌ ‌ ‌ يظهرن أنوارها للناس في الظلم

تو مہر منیری ہمہ اخترند ‌ ‌ ‌ ‌ تو سلطان ملکی ہمہ لشکرند =

بایں معنی ہر جگہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) تشریف فرما ہیں۔ ؎

کالشمس في وسط السماءِ ونُورُها
يغشي البلاد مشارقاً ومغارباً (1)

= أي: أنّ سيدنا محمداً عليه السلام شمس من فضل الله طلعت على العالمين، والأنبياء أقمارها يظهرن الأنوار المستفادة منها، وهي العلوم والحكم في عالم الشهادة عند غيبتها ويختفين عند ظهور سلطان الشمس فينسخ دينه سائر الأديان. وفيه إشارة إلى أنّ المقتبس من نور القمر كالمقتبس من نور الشمس،...... والخامس: أنّه عليه السلام يضيء من جميع الجهات الكونية إلى جميع العوالم كما أنّ السراج يضيء من كل جانب، وأيضاً يضيء لأمته كلهم كالسراج لجميع الجهات إلّا من عمّى مثل أبي جهل ومن تبعه على صفته، فإنّه لا يستضيء بنوره ولا يراه حقيقة كما قال تعالى: ﴿وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾... إلخ)، ملتقطاً.

وفي "المصنف" لعبد الرزاق بسنده، كتاب الإيمان، باب في تخليق نور محمد، الجزء المفقود من الجزء الأوّل، الحديث: ١٨، ص٦٣، وفي "المواهب اللدنية"، ج١، ص٧١۔٧٢، واللفظ لـ"المواهب": عن جابر بن عبد الله الأنصاري قال: قلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي، أخبرني عن أوّل شيء خلقه الله تعالى قبل الأشياء، قال: ((يا جابر إنّ الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره، فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى، ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملك ولا سماء، ولا أرض ولا شمس ولا قمر، ولا جني ولا إنسي، فلما أراد الله تعالى أن يخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأوّل القلم، ومن الثاني اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأوّل حملة العرش، ومن الثاني الكرسي، ومن الثالث باقي الملائكة، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأوّل السموات، ومن الثاني الأرضين ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنين، ومن الثاني نور قلوبهم ۔وهي المعرفة بالله۔ ومن الثالث نور أنسهم، وهو التوحيد، لا إله إلّا الله محمد رسول الله)).

(1)......یعنی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمانوں کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔ "تفسير روح المعاني"، پ٢٢، الأحزاب، تحت الآية: ٤٠، الجزء الثاني والعشرون، ص٢٩٤.

وانظر للتفصيل: "**صلات الصفاء في نور المصطفى**"، ج٣٠، ص٦٥٧.

مگر کورِ باطن کا کیا علاج۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ [1]

مسئلۂ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، انکا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا [2] اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو زَلّت ولغزش سے تعبیر کیا جائے

---

1 ...... یعنی: اگر چمگادڑ کو دن میں روشنی نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور۔

2 ...... في "أشعة اللمعات": (در قرآن مجید بآدم نسبت عصیان کردہ وعتاب نمودہ مبنی بر علو شان قرب اوست ومالك را میرسد کہ بر ترك اولی وافضل اگرچہ بحد معصیت نرسد بہ بندئہ خود ہرچہ خواہد بگوید وعتاب نماید دیگری را مجال نہ کہ تواند گفت واینجا ادبی ست کہ لازم ست رعایت آن وآن اینست کہ اگر از جانب حضرت بہ بعض انبیا کہ مقربان درگاہ اند عتابی وخطابی رود یا از جانب ایشان کہ بندگان خاص اویند تواضعی وذلتی وانکساری صادر گردد کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ دران دخل کنیم وبدان تکلم نمائیم). "أشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ج ١، ص ٤٣ .

ترجمہ: قرآن مجید میں جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیاں و نافرمانی کی نسبت کی اور ان پر عتاب فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خدائے تعالیٰ کے مقرب ہونے اور ان کی بلندی شان پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ وافضل چیز کے ترک کرنے پر اگرچہ وہ معصیت کی حد تک نہ پہنچے اپنے بندے کو جو کچھ چاہے کہے اور عتاب کرے دوسرے کسی کو کچھ بھی کہنے کی مجال نہیں ہے یہ نہایت ادب کا مقام ہے جس کا لحاظ ضروری ہے اور وہ ادب یہ ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ کی جانب سے بعض انبیاء علیہم السلام پر جو اس کی درگاہ کے مقرب ہیں عتاب نازل ہو یا ان کی طرف خطا کی نسبت کی گئی ہو یا خود ان انبیاء (علیہم السلام) کی طرف سے جو کہ اس کے خاص بندے ہیں تواضع، عاجزی وانکساری کی بات صادر ہو جس سے ان میں نقص وعیب کا وہم پڑتا ہو، تو ہم بندوں کو اس میں دخل دینے یا اسے زبان پر لانے کی ہرگز اجازت نہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں کہ: ''غیر تلاوت میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نافرمانی وگناہ کی نسبت حرام ہے۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا، مولیٰ کو شایان ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، فرمائے دوسرا کہے تو اس کی زبان

ہزار ہا حِکَم ومَصالح پرمبنی، ہزار ہا فوائدو برکات کی مُثمِر [1] ہوتی ہیں، ایک لغزشِ اَبِیْنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام [2] کو دیکھیے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مَثوبات [3] کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتحِ باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجۂ بارکہ وثمرۂ طیّبہ ہے۔ بالجملہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، مَن وتُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی حَسَنات سے افضل واعلیٰ ہے۔

"حَسَنَاتُ الأَبْرَارِ سَيِّاٰتُ الْمُقَرَّبِيْنَ." [4]

گُدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے ﴿ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ﴾، بلاتشبیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عمرو کو اس کی کسی لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے ادب دینے حزم وعزم واحتیاط اتم سکھانے کے لئے مثلاً بیہودہ نالائق احمق وغیر ہا الفاظ سے تعبیر کیا باپ کو اس کا اختیار تھا اب کیا عمرو کا بیٹا بکر یا غلام خالد انہیں الفاظ کو سند بنا کر اپنے باپ اور آقا عمرو کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے، حاشا! اگر کہے گا سخت گستاخ ومردود وناسزا و مستحقِ عذاب وتعزیر وسزا ہوگا، جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عزوجل کی ریس کرکے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید ومدید عذابِ جہنم وغضب الٰہی کا مستحق نہ ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابوعبداللہ قرطبی تفسیر میں زیرِ قولہ تعالیٰ: ﴿ وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: قال القاضي أبو بكر بن العربي رحمه الله تعالى: (لا يجوز لأحد منّا اليوم أن يخبر بذلك عن آدم عليه الصّلاة والسّلام إلّا إذا ذكرناه في أثناء قوله تعالى عنه أو قول نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم، فأمّا أن نبتدئ ذلك من قبل أنفسنا فليس بجائز لنا في آبائنا الأدنين إلينا المماثلين لنا فكيف بأبينا الأقدم الأعظم الأكبر النبي المقدم صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى جميع الأنبياء والمرسلين).

"الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، پ١٦، الآية: ١٢١، ج٦، ص١٣٧.

امام ابوعبداللہ محمد بن عبدری ابن الحاج "مدخل"، ج١، الجزء الاول، ص٢٣٧، میں فرماتے ہیں: (قد قال علماؤنا رحمهم الله تعالى: أنّ من قال عن نبي من الأنبياء عليهم الصّلاة والسلام في غير التلاوة والحديث: أنّه عصى أو خالف فقد كفر، نعوذ بالله من ذلك).

ایسے امور میں سخت احتیاط فرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسنِ ادب عطا فرمائے۔ آمین۔

"الفتاوى الرضوية" ج١، ص ٨٢٣-٨٢٤.

1 ...... ہزاروں حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل، ہزاروں فائدوں اور برکتوں کو لانے والی۔

2 ...... ہمارے باپ آدم علیہ السلام کی ایک لغزش۔

3 ...... نیکیوں کے اجر۔

4 ...... "كشف الخفاء" للعجلوني، ج١، ص٣١٨. و"النبراس"، الملائكة عليهم السلام، ص٢٨٦.

یعنی: نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے لیے خطاؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔

ملائکہ کا بیان

فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں[1] کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔[2]

عقیدہ ۱ وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے[3]، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے[4]، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطأً، وہ اللہ (عزوجل) کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر[5] سے پاک ہیں۔[6]

---

1 ...... عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((خلقت الملائكة من نور)). "صحيح المسلم"، كتاب الزهد، باب في أحاديث متفرقة، الحديث:٢٩٩٦، ص١٥٩٧.

في "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج٢، ص٥٠٠: (ظاهر الكتاب والسنة، وهو قول أكثر الأمة: أنّ الملائكة أجسام لطيفة نورانية قادرة على التشكلات بأشكال مختلفة).

و"شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج٣، ص٣١٨ ـ ٣١٩. و"منح الروض الأزهر"، ص١٢.

2 ...... عن أبي عثمان قال: أنبئت أنّ جبريل أتى النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أم سلمة فجعل يتحدث، فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأم سلمة: ((من هذا؟)) أو كما قال، قالت: هذا دحية...إلخ.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، كتاب فضائل القرآن، الحديث:٤٩٨٠، ص٤٣٢.

في "فتح الباري"، ج٩، ص٥، تحت الحديث: (وكان جبريل يأتي النبي صلى الله عليه وسلم غالباً على صورته).

عن أنس رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول:((يأتيني جبريل عليه السلام على صورة دحية الكلبي))، قال أنس: وكان دحية رجلا جميلا أبيض. "المعجم الكبير" للطبراني، ج١، ص٢٦١، الحديث: ٧٥٨.

وأخرج أبو الشيخ عن شريح بن عبيد الله: أنّ النبي صلى الله عليه وسلم لما صعد إلى السماء، رأى جبريل في خلقته منظوم أجنحته بالزبرجد واللؤلؤ والياقوت، قال: ((فخيل لي أنّ ما بين عينيه قد سد الأفق، وكنت أراه قبل ذلك على صور مختلفة، وأكثر ما كنت أراه على صورة دحية الكلبي، وكنت أحياناً أراه كما يرى الرجل صاحبه من وراء الغربال)).

"الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٤.

3 ...... ﴿ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾. پ١٤، النحل: ٥٠.

4 ...... ﴿ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ ﴾. پ٢٨، التحريم:٦.

5 ...... چھوٹے بڑے گناہوں۔

6 ...... في "تفسير الكبير"، پ ا، البقرة، ج١، ص٣٨٩، تحت الآية: ٣٠: (الجمهور الأعظم من علماء الدين اتفقوا على عصمة كل الملائكة عن جميع الذنوب......، ولنا وجوه، الأوّل: قوله تعالى: ﴿ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾. پ٢٨، التحريم: ٦، إلّا أنّ هذه الآية مختصة بملائكة النار فإذا أردنا الدلالة العامة تمسكنا بقوله تعالى: ﴿ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

عقیدہ ۲ ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں، بعض کے ذمہ حضراتِ انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا[1]، کسی کے متعلق روزی پہنچانا[2]، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا[3]، کسی

﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ پ١٤، النحل: ٥٠، فقوله:﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ يتناول جميع فعل المأمورات وترك المنهيات، لأنّ المنهي عن الشيء مأمور بتركه، فإن قيل: ما الدليل على أنّ قوله:﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ يفيد العموم، قلنا: لأنّه لا شيء من المأمورات إلّا ويصح الاستثناء منه والاستثناء يخرج من الكلام ما لولاه لدخل على ما بيّنّاه في أصول الفقه، والثاني: قوله تعالى: ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾ .پ١٧، الأنبياء:٢٦-٢٧ .فهذا صريح في براء تهم عن المعاصي وكونهم متوقفين في كل الأمور إلّا بمقتضى الأمر والوحي). ملتقطا

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٩٠: (الملائكة (الذين هم عباد) للّٰه تعالى من حيث أنّهم مخلوقون، (مكرمون لايسبقونه بالقول، وهم بأمره) سبحانه (يعملون)، لا يعملون قط ما لم يأمرهم به، (لا يوصفون) أي: الملائكة عليهم السلام (بمعصية) صغيرة ولا كبيرة؛ لأنّهم كالأنبياء معصومون)، ملتقطاً.

❶...... ﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾. پ٣٠، النّٰزعٰت: ٥.

وفي "تفسير البغوي"، ج٤، ص٤١١، تحت الآية :٥: (﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾ قال ابن عباس: هم الملائكة وكّلوا بأمور عرّفهم اللّٰه عزّوجلّ العمل بها. قال عبد الرحمن بن سابط: يدبر الأمر في الدنيا أربعة جبريل وميكائيل وملك الموت وإسرافيل عليهم السلام، أمّا جبريل فموكل بالوحي والبطش وهزم الجيوش، وأمّا ميكائيل فموكل بالمطر والنبات والأرزاق، وأمّا ملك الموت فموكل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو صاحب الصور، ولا ينزل إلّا للأمر العظيم).

والبيهقي في "شعب الإيمان"، الحديث: ١٥٨، ج١، ص١٧٧.

وفي "التفسير الكبير"، ج١١، ص٢٩، تحت الآية: ٥: (فأجمعوا على أنّهم هم الملائكة : قال مقاتل: يعني جبريل وميكائيل وإسرافيل وعزرائيل عليهم السلام يدبّرون أمر اللّٰه تعالى في أهل الأرض، وهم المقسمات أمرا ، أمّا جبريل فوكّل بالرياح والجنود، وأمّا ميكائيل فوكل بالقطر والنبات، وأمّا ملك الموت فوكّل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو ينزل بالأمر عليهم، وقوم منهم موكلون بحفظ بني آدم، وقوم آخرون بكتابة أعمالهم، وقوم آخرون بالخسف والمسخ والرياح والسحاب والأمطار).

❷...... عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم :((إنّ للّٰه تعالى ملائكة موكلين بأرزاق بني آدم))."كنز العمال"، ج٤، ص١٣، الحديث:٩٣١٧.

❸...... عن حذيفة بن أسيد قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((إذا مرّ بالنطفة اثنتان وأربعون ليلة، بعث اللّٰه إليها ملكاً فصوّرها وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها...إلخ)). "صحيح مسلم"، كتاب القدر، باب كيفية الخلق الآدمي ...إلخ، الحديث:٢٦٤٥، ص١٤٢٢.

کے متعلق بدنِ انسان کے اندر تصرّف کرنا[1]، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کرکے اُس میں حاضر ہونا[2]، کسی کے متعلق انسان کے نامۂ اعمال لکھنا[3]، بہتوں کا دربارِ رسالت میں حاضر ہونا[4]، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاۃ وسلام پہنچانا[5]، ....

---

1 ...... انظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج ٣٠، ص ٦٢٠-٦٢١.

2 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ للّٰه تبارك وتعالى ملائكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر، فإذا وجدوا مجلساً فيه ذكر قعدوا معهم...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل مجالس الذكر، الحديث: ٢٦٨٩، ص ١٤٤٤.

3 ...... في "تفسير الطبري"، پ ٢٦، ق، ج ١١، ص ٤١٦، تحت الآية: ١٧: عن منصور، عن مجاهد ﴿ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴾ قال: ملك عن يمينه، وآخر عن يساره، فأمّا الذي عن يمينه فيكتب الخير، وأمّا الذي عن شماله فيكتب الشرّ. عن منصور، عن مجاهد، قال: (مع كل إنسان مَلَكان: ملك عن يمينه، وملك عن يساره، قال: فأمّا الذي عن يمينه، فيكتب الخير، وأمّا الذي عن يساره فيكتب الشرّ).

4 ...... في "تفسير ابن كثير"، پ ٢٢، الأحزاب، ج ٦، ص ٤٢٣، تحت الآية: ٥٦: عن نُبيه بن وهب، أنّ كعباً دخل على عائشة رضي اللّٰه عنها، فذكروا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال كعب: (ما من فجر يطلع إلاّ نزل سبعون ألفًا من الملائكة حتى يحفون بالقبر يضربون بأجنحتهم ويصلون على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، سبعون ألفا بالليل، وسبعون ألفا بالنهار، حتى إذا انشقت عنه الأرض خرج في سبعين ألفا من الملائكة يزفونه).

5 ...... عن عمار بن ياسر قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إن اللّٰه وكّل بقبري ملكاً أعطاه أسماع الخلائق، فلا يصلّي عليّ أحد إلى يوم القيامة إلاّ أبلغني باسمه واسم أبيه، هذا فلان بن فلان قد صلى عليك)). "مجمع الزوائد"، كتاب الأدعية، باب في الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الدعاء وغيره، الحديث: ١٧٢٩١، ج ١٠، ص ٢٥١.

وفي رواية: عن يزيد الرقاشي: (إنّ ملكا موكل بمن صلّى على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن يبلغ عنه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إنّ فلانا من أمتك صلّى عليك).

وفي رواية: عن عبد اللّٰه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ للّٰه ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني عن أمتي السلام)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب صلاة التطوع والإمامة، باب في ثواب الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٥-١١، ج ٢، ص ٣٩٩.

بعضوں کے متعلق مُردوں سے سوال کرنا[1]، کسی کے ذمّہ قبضِ روح کرنا[2]، بعضوں کے ذمّہ عذاب کرنا[3]، کسی کے متعلق صُور پھونکنا[4] اور اِن کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ ۳: فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔[5]

عقیدہ ۴: اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔

1...... عن أنس رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((العبد إذا وضع في قبره وتُولّي وذهب أصحابه حتى إنّه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فأقعداه فيقولان له: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد صلى اللّٰه عليه وسلم فيقول: أشهد أنّه عبد اللّٰه ورسوله... إلخ)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، الحديث:١٣٣٨، ج ١، ص ٤٥٠.

عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا قبر الميت ـأو قال: أحدكم ـ أتاه ملكان أسودان أزرقان يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير، فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد اللّٰه ورسوله، أشهد أن لا إله إلّا اللّٰه وأنّ محمداً عبده ورسوله... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

2...... ﴿ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴾ پ ٢١، السجدة: ١١.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: (﴿ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ ﴾ أي: يقبض أرواحكم حتى لا يبقى أحد ممن كتب عليه الموت ﴿ مَّلَكُ الْمَوْتِ ﴾ وهو عزرائيل عليه السلام ﴿ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ﴾ أي: أنّه لا يغفل عنكم وإذا جاء أجل أحدكم لا يؤخرساعة ولا شغل له إلّا ذلك). ج ٣، ص٤٧٦.

3...... وأخرج أبو الشيخ عن ابن سابط قال:... فوكل جبريل بالكتاب أن ينزل به إلى الرسل، ووكل جبريل أيضا بالهلكات إذا أراد اللّٰه أن يهلك قوما). "الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٣.

4...... عن أبي سعيد قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إسرافيل صاحب الصور)).

"الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٧.

5...... "منح الروض الأزهر"، ص١٢: ("وملائكته" منزهون عن صفة الذكورية ونعت الأنوثية).

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث الملائكة عباد اللّٰه... إلخ، ص١٤٢.

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع الملائكة، ج٣، ص٣١٨.

عقیدہ ۵ انکی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا[1] اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔[2]

---

1 ...... ﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ﴾ پ۲۹، المدثر: ۳۱.

في "تفسير جلالين"، ص۴۸۱، تحت الآية: ۳۱: (﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ ﴾ الملائكة في قوّتهم وأعوانهم).

وفي "تفسير البغوي"، المدثر، ج۴، ص۳۸۵، تحت الآية: (﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ﴾، قال مقاتل: هذا جواب أبي جهل حين قال: أما لمحمد أعوان إلّا تسعة عشر؟ قال عطاء: وما يعلم جنود ربك إلّا هو، يعني من الملائكة الذين خلقهم لتعذيب أهل النار، لا يعلم عدتهم إلّا الله، والمعنى أنّ تسعة عشر هم خزنة النار، ولهم من الأعوان والجنود من الملائكة ما لايعلمهم إلّا الله عزّوجل).

وفي "التفسير الكبير"، المدثر، تحت الآية: ۳۱، ج۱۰، ص۷۱۳: (﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ﴾ فهب أنّ هؤلاء تسعة عشر إلّا أنّ لكلّ واحد منهم من الأعوان والجنود ما لا يعلم عددهم إلّا الله، وثانيها: وما يعلم جنود ربك لفرط كثرتها إلّا هو فلا يعز عليه تتميم الخزنة عشرين ولكن له في هذا العدد حكمة لا يعلمها الخلق وهو جل جلاله يعلمها).

2 ...... في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۳۰، ج۱، ص۳۸۶: (أكابر الملائكة فمنهم جبرئيل وميكائيل صلوات الله عليهما لقوله تعالى: ﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴾...... ومن حملة أكابر الملائكة إسرافيل وعزرائيل صلوات الله عليهما، وقد ثبت وجودهما بالأخبار وثبت بالخبر أنّ عزرائيل هو ملك الموت على ما قال تعالى: ﴿ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ﴾...... وأمّا إسرافيل عليه السلام فقد دلت الأخبار على أنه صاحب الصور على ما قال تعالى: ﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴾)، ملتقطاً.

وفي "تكميل الإيمان"، ص۶۲: (وازجملہ فرشتگان چہار فرشتہ مقرب تراند کہ عظائم امور عالم ودائم مہام ملک ملکوت بایشان مفوض است یك جبرائیل ...... ومیکائیل ...... واسرافیل ...... وعزرائیل)، ملتقطاً.

یعنی: تمام فرشتوں میں چار فرشتے مقرب تر ہیں جن کو عالم کے بڑے بڑے امور اور ملک وملکوت کے عظیم کام سپرد ہیں ان میں سے ایک جبریل ہیں دوسرے میکائیل، تیسرے اسرافیل اور چوتھے عزرائیل ہیں۔

عقیدہ ٦ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے [1]، جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض [2] کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا، یہ قریب بکلمۂ کفر ہے۔ [3]

عقیدہ ۷ فرشتوں کے وجود کا انکار [4]، یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

---

1 ...... (من شتم ملكاً أو أبغضه فإنّه يصير كافراً كما في الأنبياء، ومن ذكر الأنبياء أو ملكاً بالحقارة فإنّه يصير كافراً).

"تمهيد" لأبي شكور سالمي، ص ١٢٢.

وفي "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٦: (رجل عاب ملكاً من الملائكة كفر).

2 ...... قابلِ نفرت۔

3 ...... (ويكفر بقوله لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت عند البعض خلافا للأكثر، وقيل به إن قاله لعداوته، لا لكراهة الموت). "البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٥، ملتقطاً.

وفي مجمع الأنهر"، كتاب السير والجهاد، ج٢، ص٥٠٧: (قال: لقاؤك عليّ كلقاء ملك الموت إن قاله لكراهة الموت لا يكفر، وإن قاله إهانة لملك الموت يكفر، ويكفر بتعييبه ملكاً من الملائكة أو بالاستخفاف به).

وفي "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٦: (إذا قال لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت، فهذا خطأ عظيم، وهل يكفر هذا القائل؟ فيه اختلاف المشايخ، بعضهم قالوا: يكفر وأكثرهم على أنّه لا يكفر، كذا في "المحيط"، وفي "الخانية": وقال بعضهم: إن قال ذلك لعداوة ملك الموت يصير كافراً، وإن قال لكراهة الموت لا يصير كافرا، ولو قال: روى فلان دشمن ميدارم چون روى ملك الموت، (أي: أكره رؤية فلان مثل رؤية ملك الموت) أكثر المشايخ على أنّه يكفر).

4 ...... في "شرح الشفا" للقاري، في حكم من سب الله تعالى وملائكته إلى آخره، ج٢، ص٥٢٢: ("وكذلك من أنكر شيئاً ممّا نصّ فيه القرآن" به كوجود الملائكة ومجيء القيامة).

جِنّ کا بیان

عقیدہ ۱: یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔[1] اِن میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں[2]، اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں[3]، اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں[4]، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اورارواح واجسام والے ہیں[5]، اِن میں توالدوتناسل ہوتا ہے[6] کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔[7]

---

1 ...... ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾. پ١٤، الحجر: ٢٧.

في "مدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، تحت هذه الآية، ص٥٨٠: (﴿وَالْجَآنَّ﴾ أبا الجن كآدم للناس أو هو إبليس وهو منصوب بفعل مضمر يفسره﴿خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ﴾ من قبل آدم ﴿مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ من نار الحر الشديد النافذ في المسام قيل: هذه السموم جزء من سبعين جزءاً من سموم النار التي خلق الله منها الجان).

("مدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، ص٥٨٠).

2 ...... "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج٢، ص٥٠٠: (والجن أجسام لطيفة هوائية تتشكل بأشكال مختلفة).

3 ...... انظر "الحياة الحيوان الكبرى"، ج١، ص٢٩٨.

و "صفة الصفوة" لابن الجوزي، ج٢، الجزء الرابع، ص٣٥٧ـ٣٥٨.

4 ...... في "التفسير الكبير"، ج١، ص٨٥: (الجن منهم أخيار ومنهم أشرار والشياطين اسم لأشرار الجن).

5 ...... في "التفسير الكبير"، ج١، ص٧٩: (أنها أجسام هوائية قادرة على التشكل بأشكال مختلفة، ولها عقول وأفهام وقدرة على أعمال صعبة شاقة).

6 ...... ان کے یہاں اولاد پیدا ہوتی اورنسل چلتی ہے۔

7 ...... في "الفتاوى الحديثية"، ص٩٠: (اتفقوا على أنّ الملائكة لا يأكلون ولا يشربون ولا ينكحون، وأمّا الجن فإنّهم يأكلون ويشربون وينكحون ويتوالدون).

في "التفسير الكبير": (الجن والشياطين فإنّهم يأكلون ويشربون، قال عليه السلام في الروث والعظم: ((إنّه زاد إخوانكم من الجن)) وأيضاً فإنّهم يتوالدون قال تعالى: ﴿أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ﴾، الكهف ٥٠.

("التفسير الكبير"، ج١، ص٨٥).

عقیدہ ۲ اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی [1]، مگر اِن کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بدمذہب بھی [2]، اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

اِن کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ [3]

---

1 ...... ﴿ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ۟ۙ ﴾ پ۲۹، الجن: ۱۱.

وفي "تفسير الجلالين"، ص۴۷۶، تحت الآية: (﴿ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴾ فرقاً مختلفين مسلمين و كافرين).

2 ...... وفي "الجامع لأحكام القرآن"، تحت الآية: (﴿ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴾ والمعنى: أي: لم يكن كلّ الجن كفاراً بل كانوا مختلفين: منهم كفار، ومنهم مؤمنون صلحاء، ومنهم مؤمنون غير صلحاء. وقال السدي في قوله تعالى: ﴿ طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴾ قال: في الجن مثلكم قدرية ومرجئة وخوارج، وروافضة، وشيعة و سنية)، ملتقطاً.

("الجامع لأحكام القرآن"، ج۱۰، ص۱۲).

وفي "تفسير روح البيان": (قالوا في الجن قدرية ومرجئة وخوارج وروافض وشيعية وسنية).

("تفسير روح البيان"، ج۱۰، ص۱۹۴).

3 ...... في "الفتاوى الحديثية"، ص۱۶۷: (وأمّا الجان فأهل السنة يؤمنون بوجودهم، وإنكار المعتزلة لوجودهم، فيه مخالفة للكتاب والسنة والإجماع، بل ألزموا به كفراً؛ لأنّ فيه تكذيب النصوص القطعية بوجودهم، ومن ثم قال بعض المالكية: الصواب كفر من أنكر وجودهم؛ لأنّه جحد نص القرآن والسنن المتواترة والإجماع الضروري وهم مكلفون قطعاً).

عالمِ برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں [1]، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام اِنس وجن کو حسبِ مراتب اُس میں رہنا ہوتا ہے [2]، اور یہ عالَم اِس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو [3]، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ [4]

عقیدہ ۱: ہر شخص کی جتنی زندگی مقرّر ہے اُس میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی [5]، جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے، اُس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبضِ روح کے لیے آتے ہیں [6]............

---

1 ...... ﴿وَمِنْ وَّرَآىٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾، پ۱۸، المؤمنون: ۱۰۰.

في "تفسير الطبري"، ج۹، ص۲٤٤، تحت الآية: (أخبرنا عُبيد قال: سمعت الضحاك يقول: البرزخ: ما بين الدنيا والآخرة).

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٦، ص۱۱۳، تحت الآية: (والبرزخ ما بين الدنيا والآخرة من وقت الموت إلى البعث، فمن مات فقد دخل في البرزخ).

2 ...... في "الفتوحات المكية"، الباب الثالث والستون في معرفة بقاء الناس ... إلخ، ج۱، ص٦٨٦ : (وكلّ إنسان في البرزخ مرهون بكسبه محبوس في صور أعماله إلى أن يبعث يوم القيامة من تلك الصور في النشأة الآخرة والله يقول الحق وهو يهدي السبيل). و"ملفوظات"، حصه٤، ص١٥٥.

3 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''علماء فرماتے ہیں: دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحمِ مادر کو دنیا سے، پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے''۔ "الفتاوی الرضوية"، ج۹، ص۷۰۷.

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب حديث: أكثروا من ذكر هادم اللذات، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٩.

5 ...... ﴿وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَاؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾. پ۲۸، المنافقون: ۱۱.

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴾. پ۱٤، النحل: ٦١.

في "تفسير الخازن"، ج۳، ص ۱۲۸، تحت هذه الآية: (يعني: لا يؤخرون ساعة عن الأجل الذي جعله الله لهم ولا ينقصون عنه). وفي مقام آخر، پ۱۳، الرعد، ج۳، ص۷۰: (قوله تعالى: ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴾، فدلّ ذلك على أنّ الآجال لا تزيد ولا تنقص).

6 ...... ﴿قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾. پ۲۱، السجدة: ۱۱. =

اور اُس شخص کے دہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں، مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنے بائیں عذاب کے۔ (1) ....

= في "تفسير البغوي"، ج٣، ص٤٣٠، تحت الآية: (﴿ قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ ﴾ يقبض أرواحكم ﴿ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ﴾، أي: وكل بقبض أرواحكم وهوعزرائيل).

(1)...... عن البراء بن عازب قال [وفيه] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ العبد المؤمن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كأنّ وجوههم الشمس معهم كفن من أكفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتى يجلسوا منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت عليه السلام حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الطيبة! اخرجي إلى مغفرة من الله ورضوان قال: فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من في السقاء فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يأخذوها فيجعلوها في ذلك الكفن وفي ذلك الحنوط ويخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض قال: فيصعدون بها فلا يمرون يعني بها على ملإ من الملائكة إلّا قالوا: ما هذا الروح الطيب؟ فيقولون: فلان بن فلان بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا حتى ينتهوا بها إلى السماء الدنيا فيستفتحون له فيفتح لهم فيشيعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها حتى ينتهى به إلى السماء السابعة فيقول الله عز وجل: اكتبوا كتاب عبدي في عليين وأعيدوه إلى الأرض فإنّي منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى، قال: فتعاد روحه في جسده فيأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت فينادي مناد في السماء أن صدق عبدي فافرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة قال: فيأتيه من روحها وطيبها ويفسح له في قبره مد بصره قال: ويأتيه رجل حسن الوجه حسن الثياب طيب الريح فيقول: أبشر بالذي يسرك هذا يومك الذي كنت توعد فيقول له: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالخير؟ فيقول: أنا عملك الصالح فيقول: رب أقم الساعة حتى أرجع إلى أهلي ومالي، قال: وإنّ العبد الكافر إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه من السماء ملائكة سود الوجوه معهم المسوح فيجلسون منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الخبيثة اخرجي إلى سخط من الله وغضب، قال فتفرق في جسده فينتزعها كما ينتزع السفود من الصوف المبلول فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يجعلوها في تلك المسوح ويخرج منها كأنتن ريح جيفة وجدت على وجه الأرض فيصعدون بها فلا يمرون بها على ملإ من الملائكة إلّا قالوا: ما هذا الروح الخبيث؟ فيقولون: فلان بن فلان بأقبح أسمائه التي كان يسمى بها في الدنيا حتى ينتهى به إلى السماء الدنيا فيستفتح له فلا يفتح له ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم:

اُس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہوجاتی ہے، مگر اُس وقت کا ایمان معتبر نہیں، اس لیے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اوراب غیب نہ رہا، بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہوگئیں۔ [1]

عقیدہ ۲: مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہوگئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ ومتاثر ہوگی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارِد ہوتی ہیں، مگر راحت ولذّت روح کو پہنچتی ہے اوران کے عکس بھی جسم ہی پر وارِد ہوتے ہیں اور کُلفت واذیّت روح پاتی ہے، اورروح کے لیے خاص اپنی راحت واَلم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہٖ [2] یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔ [3]

﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾، فيقول الله عز وجل: اكتبوا كتابه في سجين في الأرض السفلى فتطرح روحه طرحا ثم قرأ: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾﴾، فتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فينادي مناد من السماء أن كذب فافرشوا له من النار وافتحوا له بابا إلى النار فيأتيه من حرها وسمومها ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه أضلاعه ويأتيه رجل قبيح الوجه قبيح الثياب منتن الريح فيقول: أبشر بالذي يسوء ك هذا يومك الذي كنت توعد فيقول: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالشر فيقول: أنا عملك الخبيث فيقول: رب لا تقم الساعة)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٨٥٥٩، ج٦، ص٤١٣-٤١٤.

1 ...... ﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾﴾. پ٢٤، المؤمن: ٨٤-٨٥.

في "تفسير الطبري"، ج١١، ص٨٣، تحت الآية: (يقول تعالى ذكره: فلم يك ينفعهم تصديقهم في الدنيا بتوحيد الله عند معاينة عقابه قد نزل، وعذابه قد حل؛ لأنهم صدقوا حين لا ينفع التصديق مصدقا، إذ كان قد مضى حكم الله في السابق من علمه، أن من تاب بعد نزول العذاب من الله على تكذيبه لم تنفعه توبته).

2 ...... بالکل۔

3 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص١٠٠-١٠١: ("وإعادة الروح" أي: ردّها أو تعلقها "إلى العبد" أي: جسده بجميع أجزائه أو بعضها مجتمعة أو متفرقة "في قبره حق"، والواو لمجرد الجمعية فلا ينافي أنّ السؤال بعد إعادة الروح وكمال الحال)، واعلم: أنّ أهل الحق اتفقوا على أنّ الله تعالىٰ يخلق في الميت نوع حياة في القبر قدر ما يتألم أو يتلذذ)، ملتقطاً. =

عقیدہ ۳ مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر [1]، بعض کی چاہِ زمزم شریف [2] میں [3]، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان [4]، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک [5] اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں [6] میں [7]، اور بعض کی اعلیٰ علّیین [8] میں [9] مگر کہیں ہوں، اپنے

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر، ص١٠١: (أنّه يجوزأن يخلق اللّٰه تعالى في جميع الأجزاء أو في بعضها نوعا من الحيوة قدر ما يدرك ألم العذاب أو لذة التنعيم وهذا لا يستلزم إعادة الروح إلى بدنه ولا أن يتحرك ويضطرب أو يرى أثر العذاب عليه حتى أنّ الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).

1...... عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ الرجل ليعرض عليه مقعده من الجنة والنار غدوة وعشية في قبره)). "شرح الصدور"، ص٢٦٢-٢٦٣.

2...... یعنی زمزم شریف کے کنویں۔

3...... عن علي قال: ((أرواح المؤمنين في بئر زمزم)). "شرح الصدور"، ص٢٣٧.

4...... عن المغيرة بن عبد الرحمن قال: (إنّ الروح إذا خرج من الجسد كان بين السماء والأرض حتى يرجع إلى جسده).
"شرح الصدور"، ص٢٣٦.

5...... عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أنّه عزى أسماء بابنها عبد اللّٰه بن الزبير وجثته مصلوبة، فقال: (لا تحزني فإنّ الأرواح عند اللّٰه في السماء، وإنّما هذه جثة). وفي رواية: عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالى عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ أرواح المؤمنين في السماء السابعة ينظرون إلى منازلهم في الجنة)). "شرح الصدور"، ص٢٣٥.

6...... قندیل کی جمع، ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔ (''فیروز اللغات''، ص١٠٢٢)۔

7...... عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((لمّا أصيب إخوانكم بأُحد جعل اللّٰه أرواحهم في جوف طير خضر ترد أنهار الجنة تأكل من ثمارها وتأوي إلى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش)).
"سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة، الحديث: ٢٥٢٠، ج٣، ص٢٢.
عن ابن مسعود قال: ((إنّ أرواح الشهداء في أجواف طير خضر في قناديل تحت العرش تسرح في الجنة حيث شاءت ثم ترجع إلى قناديلها)). "شرح الصدور"، ص٢٣١.

8...... جنت کے نہایت ہی بلند و بالا مکانات میں۔

9...... في "شرح مسلم" للنووي: ج٢، ص٢٨٦: ((الرفيق الأعلى)) الصحيح الذي عليه الجمهور أنّ المراد بالرفيق الأعلى الأنبياء الساكنون أعلى عليين). =

جسم سے اُن کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں [1]، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے، کہ ''ایک طائر پہلے قفص [2] میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔'' [3] ائمۂ کرام فرماتے ہیں:

''إِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِيَّةَ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَتَرٰى وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمُشَاهِدِ.'' [4]

''بیشک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں، عالمِ بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔''

= وفي "شرح الصدور"، ص٢٤٩: قال الحافظ ابن رجب في أحوال القبور في ذكر محل الموتى في البرزخ: أمّا الأنبياء عليهم السلام فلا شك أنّ أرواحهم عند الله في أعلى عليين، وقد ثبت في الصحيح أنّ آخر كلمة تكلم بها رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته أنّه قال:((اللهم الرفيق الأعلى)). "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٨.

(1) ...... في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: أرواح الأنبياء في أعلى عليين وأرواح الشهداء ...... إلخ، ص١٤-١٥: (عن مجاهد أنّها تكون على القبور سبعة أيام من يوم دفن لاتفارقه أي: ثم تفارقه بعد ذلك، ولاينافيه سنية السلام على القبور لأنّه لايدل على استقرار الأرواح على أفنيتها دائماً لأنّه يسلم على قبور الأنبياء والشهداء وأرواحهم في أعلى عليين ولكن لها مع ذلك اتصال سريع بالبدن لايعلم كنهه إلّا الله تعالى. وأخرج ابن أبي الدنيا عن مالك ((بلغني أنّ الأرواح مرسلة تذهب حيث شاءت)) وحديث:((ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلّا عرفه وردّ عليه السلام)).

وفي "شرح الصدور"، ص٢٤٤: (أرواح المؤمنين في عليين، وأرواح الكفار في سجين، ولكل روح بجسدها اتصال معنوي لا يشبه الاتصال في الحياة الدنيا بل أشبه شيء به حال النائم، وإن كان هو أشد من حال النائم اتصالا).

(2) ...... یعنی ایک پرندہ پہلے پنجرہ۔

(3) ...... عن عبد الله بن عمرو قال: (إنّ الدنيا جنة الكافر وسجن المؤمن، وإنّما مثل المؤمن حين تخرج نفسه كمثل رجل كان في سجن، فأخرج منه فجعل يتقلب في الأرض، ويتفسح فيها).

"كتاب الزهد"، لابن مبارك، باب في طلب الحلال، الحديث: ٥٩٧، ص٢١١،

و"شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٣.

(4) ...... "فيض القدير" شرح "الجامع الصغير"، حرف الصاد، تحت الحديث: ٥٠١٦، ج٤، ص٢٦٣. بألفاظ متقاربة.

حدیث میں فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخلّٰى سَرْبُهٗ يَسْرَحُ حَيْثُ شَآءَ.))[1]

''جب مسلمان مرتا ہے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے۔''

شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں[2]: ''روح را قُرب و بُعد مکانی یکساں است۔''[3]

کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ[4]، یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہُوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے[5]، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک[6]، بعض کی اُس کے بھی نیچے سجّین[7] میں[8]، اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتے، پہچانتے، بات سُنتے ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔

عقیدہ ۴: یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔[9]

---

1 ...... "شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٣.

و"المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الزهد، كلام عبد الله بن عمرو، الحديث: ١٠، ج٨، ص١٨٩.

2 ...... ''فتاوی رضویہ''، ج٢٩، ص٥٤٥، بحوالۂ ''فتاوی عزیزیہ''۔

3 ...... یعنی روح کے لیے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں، بلکہ سب جگہ برابر ہے۔

4 ...... ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ۔

5 ...... عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما قال: ((إنّ أرواح الكفار تجمع ببرهوت سبخة بحضرموت، وأرواح المؤمنين بالجابية، برهوت باليمن، والجابية بالشام)).

وفي رواية: عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: ((خير وادي الناس وادي مكة وشر وادي الناس وادي الأحقاف واد بحضرموت يقال له: برهوت فيه أرواح الكفار)). "شرح الصدور"، ص٢٣٦_٢٣٧.

6 ...... عن ابن عمرو قال: ((أرواح الكافرين في الأرض السابعة)). "شرح الصدور"، ص٢٣٤.

7 ...... جہنم کی ایک وادی کا نام۔

8 ...... عن ضمرة بن حبيب مرسلا قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أرواح الكفار؟ قال: ((محبوسة في سجين)).

"شرح الصدور"، ص٢٣٢.

9 ...... وفي "النبراس"، باب البعث حق، ص٢١٣: (التناسخ هو انتقال الروح من جسم إلى جسم آخر وقد اتفق الفلاسفة وأهل السنة على بطلانه، وقال بحقيقته قوم من الضلال، فزعم بعضهم أنّ كل روح ينتقل في مائة ألف وأربعة وثمانين

عقیدہ ۵ موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں، نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو، جو روح کو فنا مانے، بدمذہب ہے۔[1]

عقیدہ ۶ مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اُس کے کلام کو عوام، جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔[2]

من الأبدان، وجوّز بعضهم تعلقه بأبدان البهائم بل الأشجار والأحجار على حسب جزاء الأعمال السيئة، وقد حكم أهل الحق بكفر القائلين بالتناسخ، والمحققون على أنّ التكفير لإنكارهم البعث).

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، باب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٤: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة).

وفي "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٣٠٤-٣٠٥: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجع الأموات) بعد موتهم (إلى الدنيا) أيضا (و) قولهم (بتناسخ الأرواح) أي: انتقالها من جسد إلى جسد على الأبد).

1 ...... في "شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٢: (قال العلماء: الموت ليس بعدم محض ولا فناء صرف وإنّما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن، ومفارقة وحيلولة بينهما، وتبدل حال، وانتقال من دار إلى دار، وأخرج الطبراني في "الكبير"، والحاكم في "المستدرك" عن عمر بن عبد العزيز أنّه قال: (إنّما خلقتم للأبد والبقاء، ولكنّكم تنقلون من دار إلى دار)، ملتقطاً.

وفي مقام آخر: باب مقر الأرواح، ص٣٢٤: (ذهب أهل الملل من المسلمين وغيرهم إلى: أنّ الروح تبقي بعد موت البدن، وخالف فيه الفلاسفة، دليلنا قوله تعالى: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾، والذائق لا بد أن يبقى بعد المذوق، وما تقدم في هذا الكتاب من الآيات والآحاديث في بقائها وتصرفها وتنعيمها وتعذيبها إلى غير ذلك).

و"الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٧، ٧٤٣-٧٤٤، ٨٤٣، ج٢٩، ص١٠٣.

2 ...... عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم، فإن كانت صالحة قالت: قدموني قدموني، وإن كانت غير صالحة قالت: يا ويلها أين يذهبون بها؟ يسمع صوتها كل شيء إلّا الإنسان ولو سمعها الإنسان لصعق)).

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب كلام الميت على الجنازة، الحديث: ١٣٨٠، ج١، ص٤٦٥.

وفي "شرح الصدور"، باب معرفة الميت من يغسله، ص٩٦: (وأخرج ابن أبي الدنيا في القبور، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من ميت يوضع على سريره فيخطى به ثلاث خطوات إلّا تكلم بكلام يسمعه من شاء الله إلّا الثقلين الإنس والجن، يقول: يا أخوتاه، ويا حملة نعشاه لا تغرنكم الدنيا كما غرتني، ولا يلعبن بكم الزمان كما لعب بي، خلفت ما تركت لورثي، والديان يوم القيامة يخاصمني ويحاسبني، وأنتم تشيعوني وتدعوني)).

عقیدہ ۷: جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں، اُس وقت اُس کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اُس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچّے کو زور سے چپٹا لیتی ہے [1]، اور اگر کافر ہے تو اُس کو اِس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں۔ [2]

---

❶...... في "شرح الصدور"، ذكر تخفيف ضمة القبرعلى المؤمن، ص٣٤٥: عن سعيد بن المسيب،أنّ عائشة رضي اللّٰه تعالى عنها قالت: يارسول اللّٰه !إنّك منذ حدثتني بصوت منكر ونكير، وضغطة القبر ليس ينفعني شيء، قال:((ياعائشة!إنّ صوت منكر ونكير في أسماع المؤمنين كالإثمد في العين، وضغطة القبرعلى المؤمن كالأم الشفيقة يشكو إليها ابنها الصداع، فتغمز رأسه غمزاً رفيقاً، ولكن ياعائشة ويل للشاكين في اللّٰه كيف يضغطون في قبورهم كضغطة الصخرة على البيضة)).

وأخرج ابن أبي الدنيا عن محمد التيمي قال: كان يقال إنّ ضمة القبر إنّما أصلها أنّها أُمّهم ومنها خلقوا، فغابوا عنها الغيبة الطويلة، فلمّا رد إليها أولادها ضمتهم ضم الوالدة الشفيقة الذي غاب عنها ولدها، ثم قدم عليها، فمن كان للّٰه مطيعاً ضمته برفق ورأفة، ومن كان للّٰه عاصيا ضمته بعنف سخطاً منها عليه).

وفي "منح الروض الأزهر" للقاري"، ضغطة القبر وعذاب القبر، ص١٠١: (وضغطة القبر) أي: تضييقه (حق) حتى للمؤمن الكامل لحديث: ((لو كان أحد نجا منها لنجا سعد بن معاذ الذي اهتز عرش الرحمن لموته)) وهي أخذ أرض القبر وضيقه أوّلا عليه، ثم اللّٰه سبحانه يفسح ويوسع المكان مدّ نظره إليه، قيل: وضغطته بالنسبة إلى المؤمن على هيئة معانقة الأم الشفيقة إذا قدم عليها ولدها من السفرة العميقة).

(فائده) في "فيض القدير"، ج٥، ص٤٢٤، تحت الحديث: ٧٤٩٣: (قد أفاد الخبر أنّ ضغطة القبر لا ينجو منها أحد صالح ولا غيره لكن خصّ منه الأنبياء كما ذكره المؤلف في "الخصائص" وفي "تذكرة القرطبي": يستثني فاطمة بنت أسد ببركة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم). وفي "النبراس"، ص٢٠٩.

❷...... عن أنس بن مالك قال: ((وأمّا الكافر والمنافق فيقال له: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول: لا أدري كنت أقول ما يقول الناس، فيقال له: لا دريت ولا تليت، ثم يضرب بمطراق من حديد ضربة بين أذنيه، فيصيح صيحة فيسمعها من يليه غير الثقلين))، وقال بعضهم: **((يضيق عليه قبره حتى تختلف أضلاعه))**.

"المسند" للإمام أحمدبن حنبل، الحديث: ١٢٢٧٣،ج٤، ص ٢٥٣.

وفي رواية: ((وإذا دفن العبد الفاجر أو الكافر، قال له القبر: لامرحبا ولا أهلاً، أما إن كنت لأبغض من يمشي على ظهري إليّ فإذ وليتك اليوم وصرت إليّ فسترى صنيعي بك، قال: **فيلتئم عليه حتى يلتقي عليه وتختلف أضلاعه**، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بأصابعه فأدخل بعضها في جوف بعض)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٨. =

عقیدہ ۸: جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے[1]، اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں[2]، اُن کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں[3]، اُن کے بدن کا رنگ سیاہ[4]، اور آنکھیں سیاہ اور نیلی[5]، اور دیگ کی برابر اور شعلہ زن ہیں[6]، اور اُن کے مُہیب[7] بال سر سے پاؤں تک[8]، اور اُن کے دانت کئی ہاتھ کے[9]، جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے[10]، اُن میں ایک کو منکَر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں[11]، مُردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اُٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں۔[12]

= وفي رواية: ((وإن كان منافقاً..... فيقال للأرض: التئمي عليه فتلتئم عليه، فتختلف أضلاعه)). ملتقطاً.

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

1 ...... عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ العبد إذا وضع في قبره وتولّى عنه أصحابه، وإنّه ليسمع قرع نعالهم)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٤، ج١، ص٤٦٣.

2 ...... ((ثم أتاك منكر ونكير... يحفران الأرض بأنيابهما... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٢.

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

3 ...... في "إحياء العلوم"، ج١، ص١٢٧: (سوال منكر ونكير وهما شخصان مهيبان هائلان... إلخ).

4 ...... ((ثم أتاك منكر ونكير أسودان... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٢، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

5 ...... ((أتاه ملكان أسودان أزرقان... إلخ)).

"سنن الترمذي"، باب ما جاء في عذاب القبر، ج٢، ص٣٣٧، الحديث: ١٠٧٣.

6 ...... ((أعينهما مثل قدور النحاس... إلخ)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٤٦٢٩، ج٣، ص٢٩٢.

7 ...... خوفناک۔

8 ...... ((يجران أشعارهما)). "شرح الصدور"، ص١٢٢، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

وفي رواية: الحديث: ٨٥، ص٩٨: ((قد سدلا شعورهما)).

9 ...... ((وأنيابهما مثل صياصي البقر)). "المعجم الأوسط" للطبراني"، الحديث: ٤٦٢٩، ج٣، ص٢٩٢.

10 ...... ((يبحثان الأرض بأنيابهما... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٧.

11 ...... ((يقال لأحدهما: المنكر والآخر النكير)). "سنن الترمذي"، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

12 ...... ((فأجلساك فزعا فتلتلاك وتوهلاك)). "شرح الصدور"، ص١٢٢.

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

پہلا سوال: ((مَنْ رَّبُّکَ؟))

''تیرا رب کون ہے؟''

دوسرا سوال: ((مَا دِیْنُکَ؟))

''تیرا دین کیا ہے؟''

تیسرا سوال: ((مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ؟))

''ان کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟''

مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا:

((رَبِّیَ اللّٰہُ.))

''میرا رب اللہ (عزوجل) ہے۔''

اور دوسرے کا جواب دے گا:

((دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ.))

''میرا دین اسلام ہے۔''

تیسرے سوال کا جواب دے گا:

((ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم.))

''وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔''

وہ کہیں گے، تجھے کس نے بتایا؟ کہے گا: میں نے اللہ (عزوجل) کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ [1] بعض

---

1 ...... ((ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي اللّٰه، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ قال: فيقول: هو رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فيقولان: وما يدريك؟ فيقول: قرأت كتاب اللّٰه فآمنت به وصدقت)). "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر... إلخ، الحديث: ٤٧٥٣، ج٤، ص٢٦٦. وفي رواية: ((أتاه ملكان فيقعدان فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل لمحمد صلى اللّٰه عليه وسلم؟ فأمّا المؤمن فيقول: أشهد أنّه عبد اللّٰه ورسوله)). "صحيح البخاری"، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٤، ج١، ص٤٦٣.

روایتوں میں آیا ہے، کہ سوال کا جواب پاکر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم تھا کہ تُو یہی کہے گا [1]، اُس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندہ نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ جنت کی نسیم اور خوشبو اُس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی، وہاں تک اُس کی قبر کشادہ کردی جائے گی [2] اور اُس سے کہا جائے گا کہ تو سو جیسے دُولہا سوتا ہے۔ [3] یہ خواص کے لیے عموماً ہے اور عوام میں اُن کے لیے جن کو وہ چاہے، ورنہ وسعتِ قبر حسبِ مراتب مختلف ہے [4]، بعض کیلئے ستر ستر ہاتھ لمبی چوڑی [5]، بعض کے لیے جتنی وہ چاہے زیادہ [6] حتی کہ جہاں تک نگاہ پہنچے [7]،..........................

---

1 ...... وفي رواية: ((فيقولان: ماكنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد الله ورسوله، أشهد أنّ لا إله إلّا الله وأنّ محمداً عبده ورسوله، فيقولان: قد كنا نعلم أنّك تقول هذا)).

"سنن الترمذي" كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

2 ...... ((فينادي مناد في السماء: أن صدق عبدي فأفرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة، قال: فيأتيه من روحها وطيبها، ويفسح له في قبره مدّ بصره)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٨٥٥٩، ج٦، ص٤١٣-٤١٤.

3 ...... ((فيقولان: نم كنومة العروس)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

وفي "النبراس"، ص٢٠٨: ("فيقولان له: نم كنومة العروس" بفتح العين جديد العهد بالنكاح ويطلق على الزوج والزوجة).

4 ...... ((فيوسع له في قبره، ويفرج له فيه)). "شرح الصدور"، ص١٢٥.

و"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٩١٤٥، ج٩، ص٢٣٣.

5 ...... قال قتادة: ((وذكر لنا أنّه يفسح له في قبره سبعون ذراعاً)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة...إلخ، باب عرض مقعد الميت... إلخ، الحديث: ٢٨٧٠، ص١٥٣٥.

وفي رواية: ((ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعا في سبعين)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧-٣٣٨.

وفي "النبراس"، ص٢٠٨: ("سبعون ذراعاً في سبعين" أي: طولاً وعرضاً).

6 ...... ((فيفسح له في قبره ما شاء، فيرى مكانه من الجنة)).

"شرح الصدور"، ص١٢٦، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ١٩٨، ج١، ص٢٢٨.

7 ...... ((فيوسع له في قبره مدّ بصره)). "شرح الصدور"، ص١٢٦.

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٣٢، ج١، ص٣٩.

اور عُصاۃ[(1)] میں بعض پر عذاب بھی ہوگا ان کی معصیت کے لائق[(2)]، پھر اُس کے پیرانِ عظام یا مذہب کے امام یا اور اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب وہ چاہے گا، نجات پائیں گے[(3)]، اور بعض نے کہا کہ مؤمن عاصی پر عذابِ قبر شبِ جمعہ آنے تک ہے، اس کے آتے ہی اٹھالیا جائے گا[(4)]، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں! یہ حدیث سے ثابت ہے کہ جو مسلمان شبِ جمعہ یا روزِ جمعہ یا رمضانِ مبارک کے کسی دن رات میں مرے گا، سوالِ نکیرین وعذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔[(5)] اور یہ جو ارشاد ہوا کہ اُس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دیں گے، یہ یوں ہوگا کے پہلے

---

1 ...... عاصی کی جمع، یعنی گنہگاروں، نافرمانوں۔

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، ص٩٩: (عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين ثابت)، ملخصاً وملتقطاً.

3 ...... في "الميزان الكبرى"، ج١، ص٩ مقدمة الكتاب: (جميع الأئمة المجتهدين يشفعون في أتباعهم ويلاحظونهم في شدائدهم في الدنيا والبرزخ ويوم القيامة حتى يجاوز الصراط).

ومقام آخر، ج١، ص٥٣: (قد ذكرنا في كتاب الأجوبة عن أئمّة الفقهاء والصوفية كلّهم يشفعون في مقلديهم ويلاحظون أحدهم عند طلوع روحه وعند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط، ولا يغفلون عنهم في موقف من المواقف). بحواله "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٧٦٩.

4 ...... في "منح الروض الأزهر شرح فقه الأكبر"، ص١٠٢: (قال القونوي: إنّ المؤمن إن كان مطيعاً لا يكون له عذاب القبر ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه،...... قال القونوي: وإن كان عاصياً يكون له عذاب القبر وضغطة القبر، لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة...)، ملخصاً وملتقطاً. وانظر: "حاشية الطحطاوي على المراقي"، ص٥٢٤.

5 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة وقي فتنة القبر)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٧٠٧٠، ج٢، ص٦٨٤.

وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلاّ وقاه الله فتنة القبر)). "سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، الحديث: ١٠٧٦، ج٢، ص٣٣٩.

و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٦٥٩٣، ج٢، ص٥٧٥.

وفي "حاشية الطحطاوي على المراقي"، ص ٥٢٤: (وإن مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة ثم ينقطع عنه العذاب).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١٨٤: (والأصح أنّ الأنبياء لا يسألون، وقد ورد أنّ بعض صالحي الأمة كالشهيد والمرابط يوما وليلة في سبيل الله يأمن فتنة القبر، فالأنبياء عليهم السلام أولى بذلك، وفي "المعتمد المستند": (والميت يوم الجمعة أو ليلتها أوفي رمضان وغيرهم ممّن وردت لهم الأحاديث). "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٩.

اُس کے بائیں ہاتھ کی طرف جہنم کی کھڑکی کھولیں گے، جس کی لپٹ اور جلن اور گرم ہوا اور سخت بد بو آئے گی اور معاً[1] بند کر دیں گے، اُس کے بعد دہنی طرف سے جنت کی کھڑکی کھولیں گے اور اُس سے کہا جائے گا کہ اگر تُو اِن سوالوں کے صحیح جواب نہ دیتا تو تیرے واسطے وہ تھی اور اب یہ ہے، تاکہ وہ اپنے رب کی نعمت کی قدر جانے کہ کیسی بلائے عظیم سے بچا کر کیسی نعمتِ عظمیٰ عطا فرمائی۔ اور منافق کے لیے اس کا عکس ہوگا، پہلے جنت کی کھڑکی کھولیں گے کہ اس کی خوشبو، ٹھنڈک، راحت، نعمت کی جھلک دیکھے گا اور معاً بند کر دیں گے اور دوزخ کی کھڑکی کھول دیں گے، تاکہ اُس پر اس بلائے عظیم کے ساتھ حسرتِ عظیم بھی ہو[2]، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نہ مان کر، یا اُن کی شانِ رفیع میں ادنیٰ گستاخی کر کے کیسی نعمت کھوئی اور کیسی آفت پائی! اور اگر مُردہ منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں یہ کہے گا:

((هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي.))

''افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔''

((كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئاً فَاقُوْلُ.))

''میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔''

اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا: کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے، جو اندھے اور بہرے ہوں گے، ان کے ساتھ لوہے کا گُرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے، اُس ہتوڑے سے اُس کو

---

1 ...... فوراً۔

2 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:... ((فيقال: افتحوا له بابا إلى النار، فيفتح له باب إلى النار، فيقال: هذا كان منزلك لو عصيت الله عز وجل، فيزداد غبطة وسرورا، ويقال له: افتحوا له بابا إلى الجنة، فيفتح له، فيقال: هذا منزلك وما أعدّ الله لك، فيزداد غبطة وسرورا،... وأمّا الكافر...، فيقال: افتحوا له بابا إلى الجنة، فيفتح له باب إلى الجنة، فيقال له: هذا كان منزلك وما أعدّ الله لك لو أنت أطعته، فيزداد حسرة وثبورا، ثم يقال له: افتحوا له بابا إلى النار، فيفتح له بابا إليها، فيقال له: هذا منزلك وما أعدّ الله لك، فيزداد حسرة وثبورا))، ملتقطاً.

"المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٦٣٠، ج٢، ص٩٢. و"شرح الصدور"، ص١٣٣.

مارتے رہیں گے۔ [1] نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے [2]، نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہوکر کتا یا بھیڑیا یا اور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے اور نیکوں کے اعمالِ حَسَنہ مقبول و محبوب صورت پر متشکل ہوکر اُنس دیں گے۔

عقیدہ ۹: عذابِ قبر حق ہے [3]، ....

---

1 ...... ((وإن كان منافقاً قال: لا أدري كنت أسمع الناس يقولون شيئاً، فكنت أقوله...إلخ)).

"صحيح ابن حبان"، الحديث: ٣١٠٧، ج٤، ص٤٨.

وفي رواية: ((وإن كان منافقاً قال: سمعت الناس يقولون فقلت مثله، لا أدري...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

وفي رواية: قال: ((وإن الكافر فذكر موته، قال: وتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه لا أدري، فينادي مناد من السماء أن كذب فأفرشوه من النار وألبسوه من النار وافتحوا له باباً إلى النار قال: فيأتيه من حرها وسمومها... زاد في حديث جرير قال: ثم يقيض له أعمى أبكم معه مرزبة من حديد لو ضرب بها جبل لصار تراباً قال: فيضربه بها ضربة يسمعها ما بين المشرق والمغرب إلاّ الثقلين فيصير تراباً... إلخ))، ملتقطاً.

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحديث: ٤٧٥٣، ج٤، ص٣١٦.

2 ...... عن أبي هريرة: عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((...... أتدرون فيما أنزلت هذه الآية: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾ أتدرون ما المعيشة الضنكة قالوا: الله ورسوله أعلم قال: عذاب الكافر في قبره، والذي نفسي بيده أنّه يسلط عليه تسعة وتسعون تنينا، أتدرون ما التنين؟ سبعون حية لكل حية سبع رؤوس يلسعونه ويخدشونه إلى يوم القيامة)).

"صحيح ابن حبان"، كتاب الجنائز... إلخ، فصل في أحوال الميت في قبره، الحديث: ٣١١٢، ج٤، ص٥٠.

3 ...... ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ پ ٢٤، المؤمن: ٤٦.

في "التفسير الكبير"، ج٩، ص٥٢١: (احتجّ أصحابنا بهذه الآية على إثبات عذاب القبر قالوا: الآية تقتضي عرض النار عليهم غدواً وعشياً، وليس المراد منه يوم القيامة... إلخ).

((عذاب القبر حق)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٢، ج١، ص٤٦٣.

وفي رواية: عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أيها الناس استعيذوا بالله من عذاب القبر فإنّ عذاب القبر حق)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٤٥٧٤، ج٩، ص٣٦٣.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٩.

اور یوہیں تنعیمِ قبر حق ہے [1]، اور دونوں جسم وروح دونوں پر ہیں [2]، جیسا کہ اوپر گزرا۔ جسم اگرچہ گل جائے، جل جائے، خاک ہو جائے، مگر اُس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے، وہ مَوردِ عذاب وثواب ہوں گے [3] اور اُنھیں پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیبِ جسم فرمائی جائے گی، وہ کچھ ایسے باریک اجزا ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جس کو "عَجْبُ الذَّنب" کہتے ہیں، کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں، نہ آگ اُنھیں جلاسکتی ہے، نہ زمین اُنھیں گلاسکتی ہے، وہی تخمِ جسم ہیں۔ ولہٰذا روزِ قیامت روحوں کا اِعادہ [4] اُسی جسم میں ہوگا، نہ جسمِ دیگر میں، بالائی زائد اجزا کا گھٹنا، بڑھنا، جسم کو نہیں بدلتا، جیسا: بچہ کتنا چھوٹا پیدا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا ہو جاتا ہے، قوی ہیکل جوان بیماری میں گھل کر کتنا حقیر رہ جاتا ہے، پھر نیا گوشت پوست آکر مثلِ سابق ہو جاتا ہے، اِن تبدیلیوں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شخص بدل گیا۔ یوہیں روزِ قیامت کا عَود ہے [5]، وہی گوشت اور ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہوگئے ہوں، اُن کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہوگئے ہوں، ربِ عزوجل اُنھیں جمع فرما کر اُس پہلی ہیئت پر لاکر اُنھیں پہلے اجزائے اصلیہ پر

---

1 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر، ص٩٩: (عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين، خص البعض؛ لأنّ منهم من لا يريد الله تعالى تعذيبه فلا يعذب، وتنعيم أهل الطاعة في القبر بما يعلمه الله تعالى ويريده ثابت)، ملتقطاً.

وفي "فقه الأكبر"، ص١٠١: (ضغطة القبر حق، وعذابه حق كائن للكفار كلهم ولبعض المسلمين).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص١٠١، تحت العبارة: (وعذابه) أي: إيلامه (حق كائن للكفار كلهم) أجمعين (ولبعض المسلمين) أي: عصاة المسلمين كما في نسخة، وكذا تنعيم بعض المؤمنين حق ، فقد ورد : ((إن القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران)) رواه الترمذي والطبراني رحمهما الله).

2 ...... ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ پ٢٤، المؤمن: ٤٦.

في "تفسير روح البيان"، ج٨، ص١٩١، تحت الآية: (محل العذاب والنعيم أي: في القبر هو الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة).

في "شرح الصدور"، ص١٨١: (قال العلماء: عذاب القبر محله الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة وكذا القول في النعيم)، ملتقطاً. وفي "المعتمد المستند"، ص١٨٢: (أنّ التنعيم والعذاب كلاهما للروح والبدن جميعاً).

و"الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٨. و٨٥١.

3 ...... یعنی عذاب وثواب اِنہیں پر وارد ہوگا۔

4 ...... یعنی لوٹ کر آنا۔

5 ...... یعنی لوٹ کر آنا ہے۔

کہ محفوظ ہیں، ترکیب دے گا اور ہر رُوح کو اُسی جسمِ سابق میں بھیجے گا، اِس کا نام حشر ہے [1]، عذاب و تنعیمِ قبر کا اِنکار وہی کرے گا، جو گمراہ ہے۔ [2]

عقیدہ ۱۰ مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال و ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔ [3]

---

❶...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ويبلى كل شيء من الإنسان إلّا عجب ذنبه فيه يركب الخلق)).

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ونفخ في الصور...إلخ، الحديث: ٤٨١٤، ج٣، ص٣١٦.

وفي "فتح الباري"، كتاب التفسير، ج٨، ص٤٧٥-٤٧٦، تحت الحديث: (قوله: "ويبلى كل شيء من الإنسان إلّا عجب ذنبه، فيه يركب الخلق"، في رواية مسلم: ((ليس من الإنسان شيء إلّا يبلى إلّا عظماً واحداً))، وعن أبي هريرة بلفظ: ((كل ابن آدم يأكله التراب إلّا عجب الذنب، منه خلق ومنه يركب))، وعن أبي هريرة قال: ((إنّ في الإنسان عظما لا تأكله الأرض أبداً، فيه يركب يوم القيامة))، قالوا: أيّ عظم هو؟ قال: ((عجب الذنب))، وفي حديث أبي سعيد عند الحاكم وأبي يعلى: قيل: يا رسول الله ما عجب الذنب؟ قال: ((مثل حبة خردل))، والعجب بفتح المهملة وسكون الجيم بعدها موحدة ويقال له: ((عجم)) بالميم أيضا عوض الباء، وهو عظم لطيف في أصل الصلب، وهو رأس العصعص، وهو مكان رأس الذنب من ذوات الأربع. وفي حديث أبي سعيد الخدري عند ابن أبي الدنيا وأبي داود والحاكم مرفوعا: ((إنّه مثل حبة الخردل)).

وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر والبعث، ص١٠٢-١٠٣: (والبعث وهو أن يبعث الله تعالى الموتى من القبور بأن يجمع أجزاء هم الأصلية ويعيد الأرواح إليها حق لقوله تعالى: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾ وقوله تعالى: ﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ إلى غير ذلك من النصوص القاطعة الناطقة بحشر الأجساد).

❷...... في "الحديقة الندية"، ج١، ص٣٠٣: (من أنكر عذاب القبر فهو مبتدع). و"بريقة محمودية"، ج٢، ص٥٦.

❸...... وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٦-٢٦٧: (وعذاب القبر) قيد القبر جرى على الغالب أو قبر كل إنسان بحسبه، وقال العلماء: عذاب القبر هو عذاب البرزخ أضيف إلى القبر؛ لأنّه الغالب وإلّا فكل ميت أراد الله تعالى تعذيبه ناله ما أراد الله به قبر أو لم يقبر ولو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق حتى صار رماداً، وذري في الريح...... (وتنعيم أهل الطاعة) من المؤمنين (فيه) أي: القبر يعني كائن ذلك فيه (بما) أي: بالوصف الذي (يعلمه الله تعالى ويريده) للعبد المؤمن كما قال صلى الله عليه وسلم: ((القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران)) وكما تقدم في عذاب القبر يقال في نعيمه سواء قبر العبد أو لم يقبر حتى لو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق...إلخ).

=

مسئلہ: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہدا و حافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی (1)۔ جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ......................

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر والبعث، ص١٠١: (حتى أنّ الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).

وفي "النبراس"، مبحث عذاب القبر وثوابه، ص٢١٠: (ولا يستلزم أن يتحرك ويضطرب) من الألم (أو يرى أثر العذاب عليه) من إحراق أو ضرب (حتى أنّ الغريق في الماء أو المأكول في بطون الحيوانات أو المصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه) جواب عن الإشكال للمعتزلة، وحاصله أنّا لا نرى الميت معذبا فالحكم بعذابه سفسطة لا سيما في ثلثة أشخاص أحدهم الغريق؛ لأنّ الإحراق في الماء البارد غير معقول، الثاني من أكله السباع إذ لو عذب بالاحتراق بطونها، الثالث المصلوب لا يزال في الهواء يراه ويشهده الناظرون بلا سؤال وضيق مكان وعذاب، وحاصل الجواب: إنّ الله تعالى على كل شيء قدير، وإنّا لا ندرك إلّا ما خلق الله سبحانه إدراكه فينا فيجوز أن يستر هذه الأحوال عن حواسنا كما كان جبريل عليه السلام ينزل على النبي صلى الله عليه وسلم ويكلمه ولا يشعر الحاضرون بذلك وكما أنّ صاحب السكتة حيّ ولا يدرك حيوته).

1...... ﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾ پ٢، البقرة: ١٥٤.

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ پ٤، آل عمران: ١٦٩.

عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة، فإنّه مشهود تشهده الملائكة، فإنّ أحداً لن يصلي علي إلّا عرضت علي صلاته حتى يفرغ منها، قال قلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إنّ الله حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام، فنبي الله حي يرزق)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

﴿ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ﴾ پ٢٦، ق:٤.

في "تفسير روح البيان"، ج٩، ص١٠٤، تحت الآية: (في الحديث: ((كل ابن آدم يبلى إلّا عجب الذنب، فمنه خلق وفيه يركب))، والعجب بفتح العين وسكون الجيم أصل الذنب ومؤخر كل شيء وهو ههنا عظم لا جوف له قدر ذرة أو خردلة يبقى من البدن ولا يبلى، فإذا أراد الله الإعادة ركب على ذلك العظم سائر البدن وأحياه، أي: غير أبدان الأنبياء والصديقين والشهداء فإنّها لا تبلى ولا تتفسخ إلى يوم القيامة على ما نص به الأخبار الصحيحة).

وأيضاً في "روح البيان"، ج٣، ص٤٣٩: قال الإمام الإسماعيل حقي رحمة الله تعالى عليه: (أجساد الأنبياء والأولياء

کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے [1]، گمراہ، بددین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔

والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أنّ الله تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالإكسير).

عن أبي سعيد قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مصلاّه، فرأى الناس كأنّهم يكتشرون، قال: ((أما إنكم لو أكثرتم ذكر هاذم اللذات لشغلكم عما أرى الموت فأكثروا من ذكر هاذم اللذات الموت فإنّه لم يأت على القبر يوم إلاّ تكلّم فيه، فيقول: أنا بيت الغربة وأنا بيت الوحدة وأنا بيت التراب وأنا بيت الدود...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع...إلخ، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٨.

"والمشكاة"، كتاب الرقاق، الحديث: ٥٣٥٢، ج٢، ص٢٧٢-٢٧٣.

في "المرقاة"، ج٩، ص٢١٣، تحت الحديث، وتحت اللفظ: ("وأنا بيت الدود": قيل: يتولد الدود من العفونة وتأكل الأعضاء، ثم يأكل بعضها بعضاً إلى أن تبقى دودة واحدة فتموت جوعاً، واستثنى الأنبياء والشهداء والأولياء والعلماء من ذلك، فقد قال صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء)). وقال تعالى في حق الشهداء: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾، والعلماء العاملون المعبر عنهم بالأولياء مدادهم أفضل من دماء الشهداء).

وفي "شرح الصدور"، باب نتن الميت وبلاء جسده... إلخ، ص٣١٧-٣١٨: عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا مات حامل القرآن أوحى الله إلى الأرض أن لا تأكلي لحمه، فتقول الأرض: أي رب! كيف آكل لحمه وكلامك في جوفه؟)). وعن قتادة قال: (بلغني أنّ الأرض لا تسلط على جسد الذي لم يعمل خطيئة).

(محمد بن سليمان الجزولي) السملالي الشريف الحسني الشاذلي، صاحب "دلائل الخيرات" رضي الله عنه، دخل الخلوة للعبادة نحو أربعة عشر عاماً، ثم خرج للانتفاع به، فأخذ في تربية المريدين، وتاب على يده خلق كثير، وانتشر ذكره في الآفاق، وظهرت له الخوارق العظيمة والكرامات الجسمية والمناقب الفخيمة، واجتمع عنده من المريدين أكثر من اثني عشر ألفاً، ومن كراماته رضي الله عنه: أنّه بعد وفاته بسبع وسبعين سنة نقلوه من قبره في بلاد "السوس" إلى "مراكش"، فوجدوه كهيئته يوم دفن ولم تعد عليه الأرض ولم يغير طول الزمان من أحواله شيئاً، وأثر الحلق من شعر رأسه ولحيته ظاهر كحاله يوم موته، إذ كان قريب عهد بالحلق، ووضع بعض الحاضرين أصبعه على وجهه حاصراً بها فحصر الدم عما تحتها، فلما رفع أصبعه رجع الدم كما يقع ذلك في الحي. وقبره بمراكش عليه جلالة عظيمة، والناس يزدحمون عليه، ويكثرون من قراءة دلائل الخيرات عنده. وثبت أنّ رائحة المسك توجد من قبره من كثرة صلاته على النبي صلى الله عليه وسلم، وكانت وفاته سنة ٨٧٠ رضي الله عنه. "جامع كرامات الأولياء"، ج١، ص٢٧٦. انظر للتفصيل: "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص١٢٨.

[1]...... جیسا کہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں کہا، تفصیل کیلئے دیکھئے اسی کتاب کا صفحہ نمبر ۲۱۷۔

معاد و حشر کا بیان

بیشک زمین و آسمان اور جن و انس و مَلک سب ایک دن فنا ہونے والے ہیں، صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیشگی و بقا ہے۔[1] دنیا کے فنا ہونے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

(۱) تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرۂ عرب میں۔[2]

(۲) عِلم اُٹھ جائے گا یعنی علما اُٹھا لیے جائیں گے، یہ مطلب نہیں کہ علما تو باقی رہیں اور اُن کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے۔[3]

(۳) جہل کی کثرت ہوگی۔[4]

---

1 ...... ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾. پ ٢٧، الرحمٰن: ٢٦،٢٧.

﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾. پ ٢٠، القصص: ٨٨.

في "روح المعاني"، پ ٢٠، تحت الآية: ٨٨، الجزء العشرون، ص ٤٥١: (أخرج عنه ابن مردويه أنّه قال: لما نزلت ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ قيل: يا رسول الله: فما بال الملائكة؟ فنزلت ﴿كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ فبيّن في هذه الآية فناء الملائكة والثقلين من الجن والإنس وسائر عالم الله تعالى وبريته من الطير والوحوش والسباع والأنعام وكل ذي روح أنّه هالك ميت).

2 ......عن حذيفة بن أسيد الغفاري قال: اطلع النبي صلى الله عليه وسلم علينا ونحن نتذاكر، فقال: ((ما تذاكرون؟ قالوا: نذكر الساعة، قال: إنّها لن تقوم حتى ترون قبلها عشر آيات، فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم عليه السلام ويأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب)).

("صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في الآيات التي... إلخ، الحديث: ٢٩٠١، ص ١٥٥١).

3 ...... عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤوساً جهّالاً، فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلّوا وأضلّوا)). "صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب: كيف يقبض العلم، الحديث: ١٠٠، ج١، ص ٥٤.

4 ...... عن أنس رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ من أشراط الساعة أن يرفع العلم ويكثر الجهل)). "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب: يقل الرجال ويكثر النساء، الحديث: ٥٢٣١، ج٣، ص ٤٧٢، ملتقطاً.

(۴) زنا کی زیادتی ہوگی[1] اور اِس بے حیائی کے ساتھ زنا ہوگا، جیسے گدھے جُفتی کھاتے ہیں، بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔[2]

(۵) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سر پرستی میں پچاس۵۰ عورتیں ہوں گی۔[3]

(۶) علاوہ اُس بڑے دجّال کے اور تیس دجّال ہوں گے، کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے، حالانکہ نبوت ختم ہو چکی۔[4] جن میں بعض گزر چکے، جیسے مسیلمہ کذّاب، طلیحہ بن خُوَیلد، اسود عنسی، سجاح عورت کہ بعد کو اسلام لے آئی[5]، ....

---

1 ...... ((ويكثر الزنا))، "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب: يقل الرجال ويكثر النساء، الحديث: ٥٢٣١، ج٣، ص٤٧٢.

2 ...... ((يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال ...إلخ، الحديث: ٢٩٣٧، ص١٥٧٠.

في "شرح النووي على المسلم"، ج٢، ص٤٠٢، قوله: صلى الله عليه وسلم: "يتهارجون فيها تهارج الحمر" (أي: يجامع الرجال النساء علانية بحضرة الناس كما يفعل الحمير، ولا يكترثون لذلك).

3 ...... ((وتكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأةً القيم الواحد)).

"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، الحديث: ٨١، ج١، ص٤٧.

4 ...... عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وإنّه سيكون في أُمتي كذابون ثلاثون، كلهم يزعم أنّه نبي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)). "سنن أبي داود"، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، الحديث: ٤٢٥٢، ج٤، ص١٣٣.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات، الحديث: ٢٢٧٩، ج٤، ص١٢١.

5 ...... عن عمارة بن بلال الأسدي قال: (ارتد طليحة في حياة النبي صلى الله عليه وسلم وادعى النبوة) "كنز العمال"، كتاب القيامة، الحديث: ٣٩٥٧٦، ج١٤، ص٢٣٤.

عن ابن الزبير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :((لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذّابا، منهم العنسي مسيلمة والمختار)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الأمراء، الحديث: ٥٧، ج٧، ص٢٥٧.

"مسند أبي يعلى"، الحديث: ٦٧٨٦، ج٦، ص٤٥.

في "فتح الباري"، كتاب المناقب، ج٦، ص٥١٥، تحت الحديث:٣٦٠٩: (عن عبد الله بن الزبير تسمية بعض الكذابين المذكورين بلفظ: ((لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذاباً منهم مسيلمة والعنسي والمختار)) قلت: وقد ظهر مصداق ذلك في آخر زمن النبي صلى الله عليه وسلم، فخرج مسيلمة باليمامة، والأسود العنسي باليمن، ثم خرج في خلافة أبي بكر طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمة، وسجاح التميمية في بني تميم، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي صلى الله عليه وسلم، وقتل

غلام احمد قادیانی[1] وغیرہم۔اور جو باقی ہیں، ضرور ہوں گے۔

(۷) مال کی کثرت ہوگی[2]، نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔[3]

(۸) ملکِ عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔[4]

(۹) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مُٹھی میں انگارا لینا[5]، یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش! میں اِس قبر میں ہوتا۔[6]

(۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی[7]، یعنی بہت جلد جلد وقت گزرے گا۔

مسيلمة في خلافة أبي بكر، وتاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح في خلافة عمر، ونقل أنّ سجاح أيضاً تابت، وأخبار هؤلاء مشهورة عند الأخباريين)، ملتقطاً

1 ...... غلام احمد قادیانی کے بارے میں اسی "بہارِ شریعت" کے صفحہ ۱۹۰ سے دیکھیں۔

2 ...... أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((لا تقوم الساعة حتى يكثر المال...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة ...إلخ، الحديث: ١٥٧، ص٥٠٥.

3 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى...إلخ، الحديث: ٢٨٩٤، ص١٥٤٧.

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى تعود أرض العرب مروجا وأنهارا)).

"المستدرك"، كتاب الفتن، الحديث: ٨٥١٩، ج٥، ص٦٧٤.

5 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، الحديث: ٢٢٦٧، ج٤، ص١١٥.

6 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يمرّ الرجل بقبر الرجل فيقول: ياليتني مكانه)) وقال صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده! لا تذهب الدنيا حتى يمرّ الرجل على القبر، فيتمرغ عليه، ويقول: يا ليتني كنت مكان صاحب هذا القبر)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، الحديث: ٥٣ـ٥٤ (١٥٧)، ص١٥٥٥.

7 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى يتقارب الزمان وتكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة وتكون الجمعة كاليوم ويكون اليوم كالساعة وتكون الساعة كالضرمة بالنار)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ماجاء في قصر الأمل، الحديث: ٢٣٣٩، ج٤، ص١٤٩.

(۱۱) زکوۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔[1]

(۱۲) علمِ دین پڑھیں گے، مگر دین کے لیے نہیں۔[2]

(۱۳) مرد اپنی عورت کا مُطیع ہوگا۔[3]

(۱۴) ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔[4]

(۱۵) اپنے احباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جدائی۔[5]

(۱۶) مسجد میں لوگ چلائیں گے۔[6]

(۱۷) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔[7]

(۱۸) اَگلوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے۔[8]

(۱۹) درندے، جانور، آدمی سے کلام کریں گے، کوڑے کی پُھننچی[9]، جُوتے کا تَسمہ کلام کرے گا، اُس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتائے گا، بلکہ خود انسان کی ران اُسے خبر دے گی۔[10]

---

1 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا اتخذ الفيء دولاً، والأمانة مغنماً، والزكاة مغرماً)).

2 ...... ((وتعلم لغير الدين)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...إلخ، الحديث: ٢٢١٨، ج٤، ص٩٠.

3 ...... یعنی فرمانبردار ہوگا۔

((وأطاع الرجل امرأته)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...إلخ، الحديث: ٢٢١٨، ج٤، ص٩٠.

4 ...... ((وعق أمه)). المرجع السابق.

5 ...... ((وأدنى صديقه وأقصى أباه)). المرجع السابق.

6 ...... ((وظهرت الأصوات في المساجد)). المرجع السابق.

7 ...... ((وظهرت القينات والمعازف)). المرجع السابق.

8 ...... ((ولعن آخر هذه الأمة أوّلها)). المرجع السابق.

9 ...... چابک کا سرا۔

10 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده لا تقوم الساعة حتى تكلم السباع الإنس، وحتى يكلم الرجل عذبة سوطه وشراك نعله وتخبره فخذه بما أحدث أهله بعده)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في كلام السباع، الحديث: ٢١٨٨، ج٤، ص٧٦.

(۲۰) ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں، بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔ [1]

(۲۱) دجّال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمَینِ طیّبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ [2] چالیس دن میں، پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا، جیسے بادل جس کو ہَوا اڑاتی ہو۔ [3] اُس کا فتنہ بہت شدید ہوگا [4]، ایک باغ اور ایک آگ اُس کے ہمراہ ہوں گی، جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا، جہاں جائے گا یہ بھی جائیں گی، مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی وہ حقیقۃً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا، وہ آرام کی جگہ ہوگی [5] اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا [6]، جو اُس پر ایمان لائے گا اُسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اُسے جہنم میں داخل کرے گا [7]، مُردے جلائے [8] گا [9]۔

---

1 ...... ((وأن ترى الحفاة، العراة، العالة، رعاء الشاء، يتطاولون في البنيان)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، الحديث:٨، ص٢١.

2 ...... ((فلا أدع قرية إلّا هبطتها في أربعين ليلة غير مكة وطيبة، فهما محرمتان علي كلتاهما)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب قصة الجساسة، الحديث: ٢٩٤٢، ص١٥٧٦.

3 ...... قلنا: يا رسول اللّٰه! وما لبثه في الأرض؟ قال: ((أربعون يوماً، يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيامكم))، قلنا: يا رسول اللّٰه! فذلك اليوم الذي كسنة، أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال: ((لا، اقدروا له قدره))، قلنا: يا رسول اللّٰه! وما إسراعه في الأرض؟ قال: ((كالغيث استدبرته الريح)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب في ذكر الدجال...إلخ، الحديث:٢٩٣٧، ص١٥٦٩.

4 ...... قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: ((إنّه لم تكن فتنة في الأرض منذ ذرأ اللّٰه ذرية آدم عليه السلام أعظم من فتنة الدجال)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال...إلخ، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٤.

5 ...... عن حذيفة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((معه جنة ونار، فناره جنة وجنته نار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال...إلخ، الحديث:٢٩٣٤، ص١٥٦٧.

وفي رواية "المسند": ((ومعه نهران أنا أعلم بهما منه نهر يقول: الجنة ونهر يقول: النار، فمن أدخل الذي يسميه الجنة فهو النار ومن أدخل الذي يسميه النار فهو الجنة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٤٩٥٩، ج٥، ص١٥٦-١٥٧.

6 ...... ((فيقول للناس: أنا ربكم))"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج٥، ص١٥٦، الحديث:١٤٩٥٩.

7 ...... في "فيض القدير"، ج٣، ص٧١٩: (معه جنة ونار فناره جنة وجنته نار) أي: من أدخله الدجال ناره بتكذيبه إياه تكون تلك النار سببا لدخوله الجنة في الآخرة ومن أدخله جنته بتصديقه إياه تكون تلك الجنة سببا لدخوله النار في الآخرة).

8 ...... زندہ کرے۔

9 ...... عن سمرة بن جندب أنّ نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقول: ((إنّ الدجال خارج وهو أعور عين الشمال عليها ظفرة غليظة، وإنّه يبرىء الأكمه والأبرص ويحيي الموتى...إلخ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج٧، ص٢٦٠، الحديث: ٢٠١٧١.

زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی، آسمان سے پانی برسائے گا اور اُن لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہو جائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دَل کے دَل [1] اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ [2] اِسی قسم کے بہت سے شُعبدے [3] دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے، جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں، اِسی لیے اُس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علمِ الٰہی میں دجّال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ [4]

دجّال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی [5]، اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: ''ک، ف، ر'' یعنی کافر، جس کو ہر مسلمان پڑھے گا [6] اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ [7] ....

---

1 ...... ڈھیر کے ڈھیر، جتھے کے جتھے۔

2 ...... ((فيأمر السماء أن تمطر فتمطر ويأمر الأرض أن تنبت فتنبت فتروح عليهم سارحتهم كأطول ما كانت ذُرًى وأمدّه خواصر وأدرّه ضروعا، قال: ثم يأتي الخربة فيقول لها: أخرجي كنوزك فينصرف منها فتتبعه كيعاسيب النحل)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ٢٢٤٧، ج٤، ص١٠٤.

3 ...... نظر بندی کے کھیل۔

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ليس من بلد إلاّ سيطؤه الدجال، إلاّ مكة والمدينة، وليس نقب من أنقابها إلاّ عليه الملائكة صافين تحرسها، فينزل بالسبخة، فترجف المدينة ثلاث رجفات، يخرج إليه منها كلّ كافر ومنافق)).

"صحيح مسلم"، باب قصة الجسّاسة، الحديث: ٢٩٤٣، ص١٥٧٧-١٥٧٨.

5 ...... ((الدجال معه سبعون ألف يهودي)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٦.

6 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم: ((الدجال ممسوح العين، مكتوب بين عينيه كافر، ثم تهجاها ك ف ر، يقرأه كل مسلم)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ٢٩٣٣، ص١٥٦٧.

7 ...... في "فتح الباري"، كتاب الفتن ،باب ذكر الدجال،تحت الحديث ٧١٣١ ، ج ١٣، ص٨٦: قوله: "مكتوب بين عينيه كافر": (فهذا يراه المؤمن بغير بصره وإن كان لا يعرف الكتابة، ولا يراه الكافر ولو كان يعرف الكتابة كما يرى المؤمن الأدلة بعين بصيرته ولا يراها الكافر فيخلق الله للمؤمن الإدراك دون تعلّم).

وفي "شرح مسلم" للنووي، كتاب الفتن وأشراط الساعة، ج٢، ص ٤٠٠: (يظهر الله تعالى لكل مسلم كاتب وغير كاتب ويخفيها عمن أراد شقاوته وفتنته).

جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملکِ شام کو جائے گا، اُس وقت حضرت مسیح علیہ السلام [1] آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شَرقی مینارہ پر نُزُول فرمائیں گے [2]، صبح کا وقت ہوگا، نمازِ فجر کے لیے اِقامت ہوچکی ہوگی، حضرت امام مَہدی کو کہ اُس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے، حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھائیں گے، وہ لعین دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کی سانس کی خوشبو حدِّ بصر [3] تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب فرمائیں گے اور اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، اُس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔ [4]

(۲۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نُزُول فرمانا:

اِس کی مختصر کیفیت اوپر معلوم ہوچکی، آپ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا [5]، نیز اُس زمانہ میں عداوت و بُغض و حسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔ [6] عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

---

1 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

2 ...... ((إذ بعث اللّٰه المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ٢٩٣٧، ص١٥٦٩.

3 ...... نظر کی انتہا۔

4 ...... قالت أم شريك بنت أبي العكر: يا رسول اللّٰه فأين العرب يومئذ؟ قال: ((هم يومئذ قليل، وجلهم ببيت المقدس، وإمامهم رجل صالح، فبينما إمامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح، إذ نزل عليهم عيسى ابن مريم عليه السلام، فرجع ذلك الإمام ينكص، يمشي القهقرى ليتقدم عيسى يصلي بالناس، فيضع عيسى عليه السلام يده بين كتفيه ثم يقول له: تقدم فصلّ، فإنّها لك أقيمت فيصلي بهم إمامهم فإذا انصرف قال عيسى عليه السلام: افتحوا الباب، فيفتح ووراءه الدجال معه سبعون ألف يهودي كلهم ذو سيف محلى وساج فإذا نظر إليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء، وينطلق هارباً ويقول عيسى عليه السلام: إنّ لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيقتله)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى... إلخ، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٦.

وفي رواية: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ولا يحد ريح نفسه يعني أحداً إلّا مات، وريح نفسه منتهى بصره، قال: فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ٢٢٤٠، ج٤، ص١٠٤. في "منح الروض الأزهر"، ص١١٢.

5 ...... ((ويفيض المال حتى لا يقبله أحد)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ٣٤٤٨، ج٢، ص ٤٥٩.

6 ...... ((ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم ...إلخ، الحديث: ٢٤٣، ص ٩٢.

صَلیب [1] توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے [2]، تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اُن پر ایمان لائیں گے۔ تمام جہان میں دین ایک دینِ اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہب اہلِ سنّت۔ [3]

بچے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چَریں گے [4]، چالیس برس تک اِقامت فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہوگی، بعدِ وفات روضۂ انور میں دفن ہونگے۔ [5]

---

1 ...... عیسائیوں کا مقدّس نشان۔ ("فيروز اللّغات"، ص٩١٦).

2 ...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده ليوشكنّ أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ٣٤٤٨، ج٢، ص٤٥٩.

3 ...... ((فيقاتل الناس على الإسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك اللّٰه في زمانه الملل كلها إلّا الإسلام)). "سنن أبي داود"، كتاب الملاحم، باب [ذكر] خروج الدجال، الحديث: ٤٣٢٤، ج٤، ص١٥٨.

في "تفسير الطبري"، پ٦، النساء، ج٤، ص٣٥٦ـ٣٥٧، تحت الآية ١٥٩: ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ يعني: بعيسى ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ يعني: قبل موت عيسى، يوجّه ذلك إلى أنّ جميعهم يصدّقون به إذا نزل لقتل الدجّال، فتصير الملل كلها واحدة، وهي ملة الإسلام الحنيفيّة، دين إبراهيم صلى اللّٰه عليه وسلم).

عن أبي مالك في قوله: ﴿اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ قال: ذلك عند نزول عيسى ابن مريم، لا يبقى أحدٌ من أهل الكتاب إلّا ليؤمننّ به).

4 ...... ((وتنزع حمة كل ذات حمة حتى يدخل الوليد يده في فيّ الحية فلا تضره، وتفر الوليدة الأسد فلا يضرها، ويكون الذئب في الغنم كأنّه كلبها)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال... إلخ، الحديث:٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٧.

وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أ ن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ... وتقع الآمنة على أهل الأرض حتى ترعى الأسود مع الإبل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان مع الحيات لاتضرهم، فيمكث أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون)). "المستدرك" للحاكم، باب هبوط عيسى عليه السلام، الحديث: ٤٢١٩، ج٣، ص٤٩٠.

5 ...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ينزل عيسى ابن مريم إلى الأرض، فيتزوج، ويولد له، ويمكث خمساً وأربعين سنة، ثم يموت، فيدفن معي في قبري)). "مشكاة"، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه السلام، الحديث: ٥٥٠٨، ج٢، ص٣٠٦.

وفي "مرقاة المفاتيح"، تحت الحديث: ٥٥٠٨، ج٩، ص٤٤٢:(وهذا بظاهره يخالف قول من قال:إنّ عيسى رفع به إلى السماء وعمره ثلاث وثلاثون، ويمكث في الأرض بعد نزوله سبع سنين، فيكون مجموع العدد أربعين لكن حديث مكثه سبعا رواه مسلم، فيتعين الجمع بماذكر، أو ترجيح ما في الصحيح، ولعل عدد الخمس ساقط من الاعتبار لإلغاء الكسر.

(۲۳) حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا:

اِس کا اِجمالی واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اُس وقت تمام اَبدال [1] بلکہ تمام اولیا سب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے، صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے، اولیاء اُنھیں پہچانیں گے، اُن سے درخواستِ بیعت کریں گے، وہ انکار کریں گے۔

دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی:

هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَأَطِيْعُوْهُ.

''یہ اللہ (عزوجل) کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سُنو اور اس کا حکم مانو۔''

تمام لوگ اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ شام کو تشریف لے جائیں گے۔ [2]

بعد قتلِ دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ، اس لیے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر کیے جائیں گے، جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

(۲۴) یاجُوج و ماجُوج کا خروج [3]:

مسلمانوں کے کوہِ طور پر جانے کے بعد یاجُوج و ماجُوج ظاہر ہوں گے، یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت بُحَیْرَہ طَبَرِیَّہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا [4]) جب گزرے گی، اُس کا پانی پی کر اس طرح سُکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی: کہ یہاں کبھی پانی تھا!۔

---

[1]...... في "مرقاة المفاتيح": (قال الجوهري: الأبدال قوم من الصالحين لا تخلو الدنيا منهم، إذا مات واحد أبدل اللّٰه مكانه بآخر...وفي "القاموس": الأبدال قوم بهم يقيم اللّٰه عزوجل الأرض وهم سبعون، أربعون بالشام وثلاثون في غيرها).

("مرقاة المفاتيح": ج۹، ص۳۵۳).

[2]...... لم تعثر عليه.

[3]...... ﴿حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾ پ۱۷، الانبياء:۹۶.

[4]...... بُحَيْرَهْ طَبَرِيَّه: في "المرقاة"، ج۹، ص۳۸۸: (بحيرة تصغير بحرة، وهي ماء مجتمع بالشام طوله عشرة أميال، وطبرية بفتحتين اسم موضع، وقال شارح: هي قصبة الأردن بالشام).

پھر دنیا میں فساد و قتل و غارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کر لیا، آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا کی قدرت کہ اُن کے تیر اوپر سے خون آلودہ گریں گے۔

یہ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے، یہاں تک کہ اُن کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک سَو اشرفیوں کی نہیں، اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دُعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ اُن کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا کہ ایک دَم میں وہ سب کے سب مر جائیں گے، اُن کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اُتریں گے، دیکھیں گے کہ تمام زمین اُن کی لاشوں اور بدبُو سے بھری پڑی ہے، ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں۔

اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے پھر دُعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ (عزوجل) چاہے گا پھینک آئیں گے اور اُن کے تیر و کمان و تَرکش [1] کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اُس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین کو ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اُگا اور اپنی برکتیں اُگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اُنڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ، جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ، قبیلہ بھر کو اور ایک بکری کا، خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔ [2]

---

1 ...... تیردان، تیر رکھنے کا خانہ۔

2 ...... قال: ((فیلبث كذلك ما شاء اللّٰه؟، قال: ثم یوحي اللّٰه إلیه أن حرّز عبادي إلی الطور فإنّي قد أنزلت عباداً لي لا یَدَانِ لأحد بقتالهم، قال: ویبعث اللّٰه یأجوج ومأجوج وهم كما قال اللّٰه: ﴿ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴾، قال: ویمرّ أولهم ببحیرة الطبریة فیشرب ما فیها، ثم یمر بها آخرهم فیقولون: لقد كان بهذه مرة ماء، ثم یسیرون حتی ینتهوا إلی جبل بیت المقدس، فیقولون: لقد قتلنا من في الأرض فهلم فلنقتل من في السماء، فیرمون بنُشّابهم إلی السماء، فیردّ اللّٰه علیهم نُشّابهم محم رّاً دماً، ویحاصر عیسی ابن مریم وأصحابه حتی یكون رأس الثور یومئذ خیراً لهم من مائة دینار لأحدكم الیوم، قال: فیرغب عیسی ابن مریم إلی اللّٰه وأصحابه، قال: فیرسل اللّٰه علیهم النغف في رقابهم فیصبحون فرسي موتی كموت نفس واحدة، قال: ویهبط عیسی وأصحابه فلا یجد موضع شبر إلاّ وقد ملأته زهمتهم ونتنهم ودماؤهم، قال: فیرغب عیسی إلی اللّٰه وأصحابه قال: فیرسل اللّٰه علیهم طیراً كأعناق البخت، فتحملهم فتطرحهم بالمهبل ویستوقد المسلمون من قسیّهم ونشّابهم وجعابهم سبع سنین، قال: ویرسل اللّٰه علیهم مطراً لا یكنّ منه بیت وبر ولا مدر، قال: فیغسل الأرض فیتركها كالزلفة، قال: ثم یقال للأرض: أخرجي ثمرتك وردّي بركتك، فیومئذ تأكل العصابة من الرمانة ویستظلّون بقحفها ویبارك في الرسل حتی أنّ الفئام من الناس

(۲۵) دُھواں ظاہر ہوگا: جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو جائے گا۔[1]

(۲۶) دابۃ الارض کا نکلنا[2]: یہ ایک جانور ہے، اِس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ اور انگشتریٔ سلیمان علیہما السلام ہوگی، عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبّا، اُس وقت تمام مسلم و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔[3] یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا[4]۔

(۲۷) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا: اِس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، اُس وقت کا اسلام معتبر نہیں۔[5]

ليكتفون باللقحة من الإبل، وأنّ القبيلة ليكتفون باللقحة من البقر، وإنّ الفخذ ليكتفون باللقحة من الغنم)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث:٢٢٤٧، ج٤، ص١٠٤ـ١٠٥.

1 ...... ﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۙ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾. پ٢٥، الدخان: ١٠ـ١١.

في "تفسير الطبري"، ج ١١، ص ٢٢٧، تحت هذه الآية:عن ربعي بن حراش، قال: سمعت حذيفة بن اليمان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أوّل الآيات الدجال، ونزول عيسى بن مريم، ونار تخرج من قعر عدن أبين تسوق الناس إلى المحشر تُقِيْل معهم إذا قالوا، والدخان، قال حذيفة: يا رسول الله! وما الدخان؟ فتلا رسول الله صلى الله عليه وسلم الآية: ﴿ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۙ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾، يملأ ما بين المشرق والمغرب يمكث أربعين يوما وليلة، أمّا المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام، وأمّا الكافر فيكون بمنزلة السكران يخرج من منخريه وأذنيه ودبره)). ج١١،ص٢٢٧، الحديث: ٣١٠٦١.

2 ...... ﴿ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴾. پ٢٠، النمل:٨٢.

3 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((تخرج الدابة ومعها خاتم سليمان بن داود، وعصا موسى بن عمران عليهما السلام، فتجلو وجه المؤمن بالعصا وتخطم أنف الكافر بالخاتم حتى أنّ أهل الحِواء ليجتمعون، فيقول هذا: يا مؤمن، ويقول هذا: يا كافر)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب دابة الأرض، الحديث: ٤٠٦٦، ج٤، ص٣٩٣ـ٣٩٤.

4 ...... لم نعثر عليه.

5 ...... عن صفوان بن عسال قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ من قبل مغرب الشمس باباً مفتوحاً، عرضه سبعون سنة، فلا يزال ذلك الباب مفتوحاً للتوبة حتى تطلع الشمس من نحوه، فإذا طلعت من نحوه لم ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت في إيمانهم خيراً)).

("سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، الحديث: ٤٠٧٠، ج٤، ص٣٩٦).

(۲۸) وفاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامِ قیامت [1] کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے [2]، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور اُنھیں پر قیامت قائم ہوگی۔ [3]

یہ چند نشانیاں بیان کی گئیں، اِن میں بعض واقع ہوچکیں اور کچھ باقی ہیں، جب نشانیاں پوری ہولیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزر لے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہوجائے گی، اس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عُمر کا کوئی نہ رہے گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے [4]، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا [5]، کوئی اپنی دیوار لیستا [6] ہوگا، کوئی کھانا کھاتا ہوگا، غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے [7]

---

1 ...... قیامت کے قائم ہونے۔

2 ...... لم نعثر عليه.

3 ...... ((فبينما هم كذلك إذ بعث الله ريحاً طيبة، فتأخذهم تحت آباطهم، فتقبض روح كل مؤمن و كل مسلم، ويبقى شرار الناس، يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال، الحديث: ۷۳۷۳، ص ۱۵۷۰.

4 ...... لم نعثر عليه.

5 ...... عن أنس أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض: الله الله)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان آخر الزمان، الحديث: ۲۳٤، ص۸۸.

في "المرقاة"، ج۹، ص ٤٥٠، تحت الحديث: (معناه: لا تقوم الساعة حتى لا يبقى في الأرض مسلم يحذر الناس من الله، وقيل: أي: لا يذكر الله فلا يبقى حكمة في بقاء الناس).

6 ...... پلستر کرتا۔

7 ...... عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها، فإذا طلعت فرآها الناس آمنوا أجمعون فذلك حين ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾ الآية، ولتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطويانه، ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه، ولتقومنّ الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه، ولتقومن الساعة وقد رفع أحدكم أكلته إلى فيه فلا يطعمها)).

("صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، الحديث: ٦٥٠٦، ج٤، ص ٢٤٩).

کہ دفعۃً[1] حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہوگا، شروع شروع اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہو جائے گی، لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے، آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صُور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے، اُس وقت سوا اُس واحدِ حقیقی کے کوئی نہ ہوگا، وہ فرمائے گا:

﴿ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ ﴾[2]

آج کس کی بادشاہت ہے...؟! کہاں ہیں جبّارین...؟! کہاں ہیں متکبرین...؟! مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا:

﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾[3]

''صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔''

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اوّلین وآخرین، ملائکہ واِنس وجن وحیوانات موجود ہو جائیں گے۔[4] سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک

---

1 ...... اچانک۔

2 ...... پ ٢٤، المؤمن: ١٦

3 ...... پ ٢٤، المؤمن: ١٦.

4 ...... عن ابن عباس في صفة القيامة، فذكر فيه صفة الصور وعظمه وعظم إسرافيل ثم قال: فإذا بلغ الوقت الذي يريد اللّٰه أمر إسرافيل، فينفخ في الصور النفخة الأولى، فتهبط النفخة من الصور إلى السموات فيصعق سكّان السموات بحذافيرها، وسكّان البحر بحذافيرها، ثم تهبط النفخة إلى الأرض، فيصعق سكّان الأرض بحذافيرها، وجميع عالم اللّٰه وبريّته فيهن من الجن والإنس والهوام والأنعام، قال: وفي الصورمن الكوى بعدد من يذوق الموت من جميع الخلائق، فإذا صعقوا جميعاً، يقول اللّٰه عزوجل: يا إسرافيل من بقي؟ فيقول: بقي إسرافيل عبدك الضعيف، فيقول: مت يا إسرافيل فيموت، ثم يقول الجبار تعالى: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ﴾، فلا همس ولا حسيس ولا ناطق يتكلم، ولا مجيب يفهم، وقد مات حملة العرش وإسرافيل وملك الموت وكل مخلوق، فيرد الجبارعلى نفسه: ﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ ﴾ [المؤمن: ١٦-١٧]. وذلك حين تمت كلمة ربك صدقاً وعدلاً لا مبدل لكلماته: ﴿ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾، فيتم كلمته بإنفاذ قضائه على أهل أرضه وسمائه لقوله تعالى: ﴿ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ﴾ [القصص:٨٨]. فأمّا إسرافيل، فيموت ثم يحيى في طرفة عين، وأما حملة العرش فيحيون في أسرع من طرفة عين، فيأمر اللّٰه

سے یوں برآمد ہونگے کہ دہنے ہاتھ میں صدیقِ اکبر کا ہاتھ، بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما[1]، پھر مکۂ معظّمہ ومدینۂ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں، سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔[2]

عقیدہ ۱ قیامت بیشک قائم ہوگی، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[3]

تعالى إسرافيل بعد النفخة الأولى بأربعين و كذلك هو في التوراة بين النفختين أربعون، لا يدرى ما هو، فإذا انقضت الأربعون نظر الله إلى أهل السموات وإلى أهل الأرضين، فيقول: وعزتي لأعيدنكم كما بدأتكم ولأحيينكم كما أمتكم، ثم يأمر إسرافيل فينفخ النفخة الثانية، وقد جمعت الأرواح كلها في الصور، فإذا نفخ خرج كل روح من كوة معلومة من كوى الصور، فإذا الأرواح تهوش بين السماء والأرض لها دوي كدوي النحل، فينادي إسرافيل: يا أيتها الجلود المتمزقة! ويا أيتها الأعضاء المتهشمة! ويا أيتها العظام البالية! ويا أيتها الأجساد المتفرقة! ويا أيتها الأشعار المتمرطة! قوموا إلى موقف الحساب والعرض الأكبر فيدخل كل روح في جسده قال: ويمطر الله طيشا من تحت العرش على جميع الموتى، فيحيون كما تحيى الأرض الميتة بوابل السماء، فيبعث الله الأجساد التي كانت في الدنيا من حيث كانت بعضها في بطون السباع، وبعضهامن حواصل الطير وبنيان البحور وبطون الأرض وظهورها، فيدخل كل روح في جسده، فإذا هم قيام ينظرون، فيبعث الله نارا من المشارق، فتحشر الناس إلى المغارب إلى أرض تسمى الساهرة من وراء بيت المقدس أرض طاهرة لم يعمل عليها سيئة ولا خطيئة فذلك قوله:﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ﴿١٣﴾ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾﴾، وقوله:﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾﴾، ﴿وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴾، ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ...الآية﴾.

"شعب الإيمان"، باب في حشر الناس... إلخ، فصل في صفة يوم القيامة، الحديث: ٣٥٣، ج١، ص٣١٢-٣١٤.

❶...... عن ابن عمر: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم فدخل المسجد وأبو بكر وعمر أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله وهوآخذ بأيديهما وقال: ((هكذا نبعث يوم القيامة)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب قوله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر ثم عمر: ((هكذا نبعث يوم القيامة))، الحديث: ٣٦٨٩، ج٤، ص٣٧٨ .

❷...... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا أوّل من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر، ثم عمر، ثم آتي أهل البقيع فيحشرون معي ثم أنتظر أهل مكة حتى أحشر بين الحرمين)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب أنا أول من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر وعمر، الحديث: ٣٧١٢، ج٥، ص٣٨٨.

❸...... ﴿وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا﴾ پ ١٧، الحج: ٧.

في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات، ج٢، ص٢٩٠: (من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً).

وفي "منح الروض الأزهر" للقاري، فصل في المرض والموت والقيامة، ص١٩٥.

عقیدہ ۲ حشر صرف رُوح کا نہیں، بلکہ روح وجسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔[1]

عقیدہ ۳ دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس رُوح کا حشر اُسی جسم میں ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے۔[2]

عقیدہ ۴ جسم کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہوگئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہوگئے ہوں، مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا[3]، قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، ناختنہ

---

1 ...... في "المعتقد المنتقد"، هل الروح أيضاً جسم فلا حشر إلاّ جسماني؟، ص ١٨١: (أكثر المتكلمين على أنّ الحشر جسماني فقط على أنّ الروح جسم لطيف. والغزالي والماتريدي والراغب والحليمي على أنّه جسماني وروحاني، بناء على أنّ الروح جوهر مجرد ليس بجسم ولا قوة حالة في جسم، بل يتعلق به تعلق التدبير والتصرف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، تحت قوله: "جسماني فقط": (لا بمعنى إنكار حشر الروح، فإنّه كفر قطعاً كإنكار حشر الأجساد؛ لأنّ الكل ثابت ضرورة من الدين، بل بناء على أنّ الروح أيضاً عندهم جسم لطيف فحشر الجسد والروح كل ذلك ليس عند هم إلاّ حشر جسم). ١٢

2 ...... ﴿ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ ﴾ پ٢٦، ق: ٤.

في "تفسير روح البيان"، ج٩، ص١٠٤، تحت هذه الآية: (قال ابن عطية وحفظ ما تنقص الأرض إنّما هو ليعود بعينه يوم القيامة وهذا هو الحق وذهب بعض الأصوليين إلى أنّ الأجساد المبعوثة يجوز أن تكون غير هذه، قال ابن عطية: وهذا عندي خلاف لظاهر كتاب الله، ولو كانت غيرها فكيف كانت تشهد الجلود والأيدي والأرجل على الكفرة إلى غير ذلك مما يقتضي أنّ أجساد الدنيا هي التي تعود، وسئل شيخ الإسلام ابن حجر: هل الأجساد إذا بليت وفنيت وأراد الله تعالى إعادتها كما كانت أوّلاً، هل تعود الأجسام الأوّل أم يخلق الله للناس أجساداً غير الأجساد الأول؟، فأجاب أنّ الأجساد التي يعيدها الله هي الأجساد الأول لا غيرها، قال: وهذا هو الصحيح بل الصواب، ومن قال غيره عندي فقد أخطأ فيه لمخالفته ظاهر القرآن والحديث، قال أهل الكلام: إنّ الله تعالى يجمع الأجزآء الأصلية التي صار الإنسان معها حال التولد، وهي العناصر الأربعة ويعيد روحه إليه سوآء سمى ذلك الجمع اعادة المعدوم بعينه أو لم يسم).

3 ...... حدثنا إبراهيم بن الحكم بن أبان، حدثنا أبي، قال: كنت جالساً مع عكرمة عند منزل ابن داود ـ وكان عكرمة نازلاً مع ابن داود نحو الساحل ـ فذكروا الذين يغرقون في البحر، فقال عكرمة: الحمد لله! إنّ الذين يغرقون في البحر تتقسم لحومهم الحيتان فلا يبقى منهم شيء إلاّ العظام تلوح، فتقلبها الأمواج حتى تلقيها إلى البر، فتمكث العظام حينا حتى تسير حائلا نخرة، فتمر بها الإبل فتأكلها ثم تسير الإبل فتبعر ثم يجيء بعدهم قوم ينزلون منزلاً فيأخذون ذلك البعر فيوقدون ثم تخمد تلك النار

مُدے اٹھیں گے (1)، کوئی پیدل، کوئی سوار (2) اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو۲، کسی پر تین۳، کسی پر چار۴، کسی پر دس۱۰ ہوں گے۔ (3) کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا (4)، کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی۔ (5)

فتجيء ريح فتلقى ذلك الرماد على الأرض، فإذا جاء ت النفخة، قال اللّٰه عز وجل: ﴿ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴾ [الزمر:٦٨] فيخرج أولئك وأهل القبور سواء). "حلية الأولياء"، عكرمة مولى ابن عباس، الحديث: ٤٣٧٤، ج٣، ص٣٨٩.

وفي "البدور السافرة في أمور الآخرة"، للسيوطي، ص٤١.

(1)...... عن عائشة قالت: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ((يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ٢٨٦٩، ص١٥٢٩.

وفي رواية: عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((إنكم محشرون حفاة عراة غرلا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿ كَمَا بَدَأْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴾)).

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، الحديث: ٣٣٤٩، ج٢، ص٤٢٠.

(2)...... عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يحشر الناس يوم القيامة ثلاثة أصناف: صنفا مشاة وصنفا ركبانا وصنفا على وجوههم)). "سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب: ومن سورة النحل، الحديث: ٣١٥٣، ج٥، ص٩٦.

(3)...... عن أبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((يحشر الناس على ثلاث طرائق: راغبين وراهبين، واثنان على بعير، وثلاثة على بعير، وأربعة على بعير، وعشرة على بعير)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث: ٦٥٢٢، ج٤، ص٢٥٢. "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ٢٨٦١، ص١٥٣٠.

وفي "المرقاة"، كتاب الفتن، تحت الحديث: ٥٥٣٤، ج٩، ص٤٧٢: (فإن قيل: فلم لم يذكر من السابقين من يتفرد بفرد مركب لا يشاركه فيه أحد، قلنا: لأنه عرف أنّ ذلك مجعول لمن فوقهم في المرتبة من أنبياء اللّٰه ليقع الامتياز بين النبيين والصديقين في المراكب كما وقع في المراتب).

(4)...... حدثنا أنس بن مالك، أنّ رجلاً قال: يا رسول اللّٰه! كيف يحشر الكافر على وجهه يوم القيمة؟ قال: ((أليس الذي أمشاه على رجليه في الدنيا قادراً على أن يمشيه على وجهه يوم القيمة؟)).

"صحيح مسلم"، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، يحشر الكافر على وجهه، الحديث: ٢٨٠٦، ص١٥٠٨، "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث: ٦٥٢٣، ج٤، ص٢٥٣.

(5)...... عن أبي ذر قال: إنّ الصادق المصدوق صلى اللّٰه عليه وسلم حدثني: ((...... وفوج تسحبهم الملائكة على وجوههم وتحشرهم النار... إلخ)). "سنن النسائي"، كتاب الجنائز، البعث، الحديث: ٢٠٨٣، ص٣٥٠.

یہ میدانِ حشر ملکِ شام کی زمین پر قائم ہوگا۔ [1] زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اِس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے [2]، اُس دن زمین تانبے کی ہوگی [3] اور آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ راویٔ حدیث نے فرمایا:

1...... قال: ((تحشرون هاهنا وأومأ بيده إلى نحو الشام مشاة وركبانا)). وحدثنا يزيد، أخبرنا بهز عن أبيه عن جده قال: قلت: يا رسول اللّٰه، أين تأمرني، قال: ((هاهنا)) ونحا بيده نحو الشام، قال: ((إنكم محشورون رجالاً وركباناً وتجرون على وجوهكم)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٠٠٤٢، ٢٠٠٥١ ج٧، ص٢٣٥_٢٣٧.

2...... "ملفوظات اعلٰی حضرت"، حصه چهارم، ص٤٥٥.

3...... ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ﴾ پ١٣، إبراهيم:٤٨.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية: ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ﴾:

واختلف في معنى قوله: ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ﴾ فقال بعضهم: معنى ذلك يوم تبدّل الأرض التي عليها الناس اليوم في دار الدنيا غير هذه الأرض، فتصير أرضاً بيضاء كالفضة.

عن عبد اللّٰه أنّه قال في هذه الآية ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ﴾ قال: أرض كالفضة نقية لم يَسِل فيها دم، ولم يُعمَل فيها خطيئة.

وقال آخرون: تبدّل نارا. ذكر من قال ذلك. عن قيس بن السّكن قال: قال عبد اللّٰه: الأرض كلها نار يوم القيامة.

وقال آخرون: بل تبدّل الأرض أرضاً من فضة. ذكر من قال ذلك. عن أبي موسى عمن سمع عليا يقول في هذه الآية: ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ﴾ قال: الأرض من فضة، والجنة من ذهب.

وقال آخرون: يبدّلها خبزة. ذكر من قال ذلك. عن سعيد بن جبير، في قوله: ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ﴾ قال: تبدّل خبزة بيضاء يأكل المؤمن من تحت قدميه.

وقال آخرون: تبدّل الأرض غير الأرض ذكر من قال ذلك عن كعب في قوله: ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ﴾ قال: تصير السماوات جنانا ويصير مكان البحر النار قال: وتبدل الأرض غيرها.

قال الإمام ابن جرير الطبري رحمه اللّٰه تعالى بعد ذلك: (وأولى الأقوال في ذلك بالصواب قول من قال: معناه: يوم تبدّل الأرض التي نحن عليها اليوم يوم القيامة غيرها، وكذلك السماوات اليوم تبدّل غيرها، كما قال جلّ ثناؤه، وجائز أن تكون المبدلة أرضاً أخرى من فضة، وجائز أن تكون ناراً وجائز أن تكون خبزاً، وجائز أن تكون غير ذلك، ولا خبر في ذلك عندنا من الوجه الذي يجب التسليم له أيّ ذلك يكون، فلا قول في ذلك يصحّ إلّا ما دلّ عليه ظاهر التنزيل)، ملتقطاً.

("تفسير الطبري"، ج٧، ص٤٧٩_٤٨٣). =

''معلوم نہیں میل سے مراد سُرمہ کی سلائی ہے یا میلِ مُسافت'' (1)، اگر میل مسافت بھی ہو تو کیا بہت فاصلہ ہے...؟! کہ اب چار ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر ہے اور اِس طرف آفتاب کی پیٹھ ہے (2)، پھر بھی جب سر کے مقابل آجاتا ہے، گھر سے باہر نکلنا دشوار ہوجاتا ہے، اُس وقت کہ ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اُس کا منہ اِس طرف کو ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا...؟! (3) اور اَب مٹی کی زمین ہے، مگر گرمیوں کی دھوپ میں زمین پر پاؤں نہیں رکھا جاتا، اُس وقت جب تانبے کی ہوگی اور آفتاب کا اتنا قرب ہوگا، اُس کی تپش کون بیان کر سکے...؟! اللہ (عزوجل) پناہ میں رکھے۔ بھیجے کھولتے ہوں گے (4) اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستّر گز زمین میں جذب ہوجائے گا (5)، پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک

= حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: ''زمین کا روٹی ہونا، غبار والا ہونا، اور آگ بن جانا جو احادیث میں آیا ہے اس میں کوئی منافات نہیں، بلکہ ان کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ بعض زمین کے ٹکڑے روٹی، بعض غبار، اور بعض آگ ہوجائیں گے، اور آگ ہونے والا قول سمندر کی زمین کے ساتھ خاص ہے (کہ سمندر کی زمین آگ کی ہوجائے گی)۔ ("البدور السافرة" للسيوطي، الحديث: ٧٤، ص٤٧).

''تفسیر مظہری'' میں ہے کہ: ''ہوسکتا ہے کہ مومنین کے قدموں کی جگہ روٹی ہوجائے گی اور کفار کے قدموں کی جگہ غبار والی اور آگ والی ہوجائے گی''۔ ("تفسير مظهري"، تحت الآية ٤٨، ج٥، ص٣٤٤، مترجم).

1 ...... حدثني مقداد بن الأسود قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((تُدنى الشمس۔ يوم القيامة۔ من الخلق، حتى تكون منه كمقدار ميل)). قال سليم بن عامر: فوالله! ما أدري ما يعني بالميل؟ أمسافة الأرض، أم الميل الذي تكتحل به العين)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة... إلخ، باب في صفة يوم القيامة... إلخ، الحديث: ٢٨٦٤، ص١٥٣١۔١٥٣٢.

2 ...... في "المرقاة"، ج٩، ص٦٥٩: (عن ابن عمر على ما رواه الديلمي في "مسند الفردوس" مرفوعاً: ((الشمس والقمر وجوههما إلى العرش وأقفاؤهما إلى الدنيا)) ففيه تنبيه نبيه على أنّ وجوههما لو كانت إلى الدنيا لما أطاق حرّهما أحد من أهل الدنيا).

3 ...... "ملفوظات اعلى حضرت"، حصه چهارم، ص٤٥٤۔٤٥٥.

4 ...... عن أبي أمامة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((تدنو الشمس يوم القيامة على قدر ميل ويزاد في حرها كذا وكذا يغلي منها الهوام كما يغلي القدور، يعرقون فيها على قدر خطاياهم، منهم من يبلغ إلى كعبيه ومنهم من يبلغ إلى ساقيه ومنهم من يبلغ إلى وسطه ومنهم من يلجمه العرق)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٢٢٤٨، ج٨، ص٢٧٩.

5 ...... عن أبي هريرة رضي الله عنه: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((يعرق الناس يوم القيامة حتى يذهب عرقهم في الأرض سبعين ذراعاً)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، الحديث: ٦٥٣٢، ج٤، ص٢٥٥.

ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثلِ لگام کے جکڑ جائے گا، جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا۔[1] اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی محتاجِ بیان نہیں، زبانیں سُوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی، بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی، دل اُبل کر گلے کو آجائیں گے، ہر مُبتلا بقدرِ گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، جس نے چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اُس مال کو خوب گرم کر کے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ کریں گے[2]، جس نے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اس کے جانور قیامت کے دن خوب طیار ہو کر آئیں گے اور اس شخص کو وہاں لٹائیں گے اور وہ جانور اپنے سینگوں سے مارتے اور پاؤں سے روندتے اُس پر گزریں گے، جب سب اسی طرح گزر جائیں گے پھر اُدھر سے واپس آکر یونہیں اُس پر گزریں گے، اسی طرح کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو[3] **وعلی هذا القیاس**.

---

1 ...... عن عقبة بن عامر يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((تُدنو الشمس من الأرض فيعرق الناس، فمن الناس من يبلغ عرقه عقبيه، ومنهم من يبلغ إلى نصف الساق، ومنهم من يبلغ إلى ركبتيه، ومنهم من يبلغ العجز، ومنهم من يبلغ الخاصرة، ومنهم من يبلغ منكبيه، ومنهم من يبلغ عنقه، ومنهم من يبلغ وسط فيه)) وأشار بيده فألجمها فاه: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يشير هكذا، ((ومنهم من يغطيه عرقه)). وضرب بيده إشارة.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٤٤٤، ج٦، ص١٤٦.

2 ...... ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾﴾ پ١٠، التوبة: ٣٤-٣٥.

3 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من صاحب كنز لا يؤدي زكاته إلّا أحمي عليه في نار جهنم، فيجعل صفائح، فيكوى بها جنباه وجبينه حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله، إمّا إلى الجنة وإمّا إلى النار، وما من صاحب إبل لا يؤدي زكاتها إلّا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت تستن عليه، كلما مضى عليه أخراها ردت عليه أولاها حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار، وما من صاحب غنم لا يؤدي زكاتها إلّا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت، فتطؤه بأظلافها وتنطحه بقرونها، ليس فيها عقصاء ولا جلحاء، كلما مضى عليه أخراها ردت عليه أولاها حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة مما تعدون، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ٩٨٧، ص٤٩٣.

پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا، بھائی سے بھائی بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، بی بی بچے الگ جان چُرائیں گے [1]، ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار، کون کس کا مددگار ہوگا...! حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا، اے آدم! دوزخیوں کی جماعت الگ کر، عرض کرینگے: کتنے میں سے کتنے؟ ارشاد ہوگا: ہر ہزار سے نو سو ننانوے، یہ وہ وقت ہوگا کہ بچے مارے غم کے بوڑھے ہو جائیں گے، حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا، لوگ ایسے دکھائی دیں گے کہ نشہ میں ہیں، حالانکہ نشہ میں نہ ہوں گے، ولیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے [2]، غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے، ایک ہو، دو ہوں، سَو ہوں، ہزار ہوں تو کوئی بیان بھی کرے، ہزارہا مصائب اور وہ بھی ایسے شدید کہ الاماں الاماں...! اور یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں، بلکہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا [3]، قریب آدھے کے گزر چکا ہے اور ابھی تک اہلِ محشر اسی حالت میں ہیں۔ اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیے کہ ہم کو اِن مصیبتوں سے رہائی دلائے، ابھی تک تو یہی نہیں پتا چلتا ہے کہ آخر کدھر کو جانا ہے، یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اِن کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمایا، اُنکی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے، وہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

غرض اُفتاں وخیزاں [4] کس کس مشکل سے اُن کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی چُنی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا، تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے، آپ کو صفی کیا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں...؟! آپ ہماری

---

1 ...... ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾. (پ ٣٠، عبس: ٣٤ـ٣٧).

2 ...... عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يقول الله تعالى: يا آدم! فيقول: لبيك، وسعديك، والخير في يديك، فيقول: أخرج بعث النار، قال: وما بعث النار؟ قال: من كل ألف تسعمائة وتسعة وتسعين، فعنده يشيب الصغير ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ [الحج: ٢])).

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قصة يأجوج ومأجوج، الحديث: ٣٣٤٨، ج٢، ص٤١٩ـ٤٢٠.

3 ...... ﴿فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾، پ٢٩، المعارج: ٤. في "الدرالمنثور"، ج٨، ص٢٧٩، تحت الآية: أخرج ابن أبي حاتم والبيهقي في البعث عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله: ﴿فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ قال: لو قدرتموه لكان خمسين ألف سنة من أيامكم، قال: يعني يوم القيامة.

4 ...... گرتے پڑتے۔

شفاعت کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے۔[1] فرمائیں گے: میرا یہ مرتبہ نہیں، مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے[2]، آج رب عزوجل نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ![3] لوگ عرض کریں گے: آخر کس کے پاس ہم جائیں...؟ فرمائیں گے[4]: نُوح کے پاس جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لیے بھیجے گئے[5]، لوگ اُسی حالت میں حضرت نُوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اُن کے فضائل بیان کرکے عرض کریں گے کہ[6]: آپ اپنے ربّ کے حضور ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ کردے، یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ

1...... عن أنس رضي الله عنه: أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يحبس المؤمنون يوم القيامة حتى يهموا بذلك، فيقولون: لو استشفعنا إلى ربنا فيريحنا من مكاننا، فيأتون آدم فيقولون: أنت آدم أبو الناس، خلقك الله بيده، وأسكنك جنته، وأسجد لك ملائكته، وعلمك أسماء كل شيء لتشفع لنا عند ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا، قال: فيقول: لست هناكم)).

"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ.. إلخ﴾، الحديث: ٧٤٤٠، ج٤، ص٥٥٤.

وفي رواية "صحيح البخاري": قال: ((وتدنو منهم الشمس، فيقول بعض الناس: ألا ترون إلى ما أنتم فيه؟ إلى ما بلغكم؟ ألا تنظرون إلى من يشفع لكم إلى ربكم؟ فيقول بعض الناس: أبوكم آدم، فيأتونه، فيقولون: يا آدم، أنت أبو البشر، خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه، وأمر الملائكة فسجدوا لك، وأسكنك الجنة، ألا تشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه وما بلغنا؟)). كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ ...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

وفي رواية "المسند"، الحديث: ١٥، ج١، ص٢١: ((فقالوا: يا آدم أنت أبو البشر، وأنت اصطفاك الله -عزوجل- اشفع لنا إلى ربك)).

2...... ((فيقول: إني لست هناكم...، وإنّه لا يهمّني اليوم إلّا نفسي))، ملتقطاً.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج١، ص٦٠٣، الحديث: ٢٥٤٦.

3...... ((فيقول: ربي غضب غضباً لم يغضب قبله مثله ولا يغضب بعده مثله، نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ ...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

4...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣.

5...... ((ائتوا نوحاً فإنّه أوّل رسول بعثه الله إلى أهل الأرض)).

"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾، الحديث: ٧٤١٠، ج٤، ص٥٤٢.

6...... ((فيأتون نوحاً فيقولون: يا نوح أنت أوّل الرسل إلى أهل الأرض، وسماك الله عبداً شكوراً)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ ...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

میں اس لائق نہیں، مجھے اپنی پڑی ہے [1] تم کسی اور کے پاس جاؤ! [2] عرض کریں گے، کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں...؟ فرمائیں گے [3]: تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ [4]، کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ خُلّت سے ممتاز فرمایا ہے [5]، لوگ یہاں حاضر ہوں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں، مجھے اپنا اندیشہ ہے۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہاں بھی وہی جواب ملے گا، پھر موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس بھیجیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے: کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں [6]، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے، کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ فرمائے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ [7]، لوگ عرض کریں گے: آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے: تم اُن کے حضور حاضر ہو، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں [8]، اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، وہ خاتم النبیین ہیں، وہ آج تمہاری شفاعت

---

1 ...... ((فيقولون: يا نوح، اشفع لنا إلى ربنا فليقض بيننا، فيقول: إني لست هناكم...، وإنّه لا يهمّني اليوم إلّا نفسي))، ملتقطا. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣.

2 ...... ((اذهبوا إلى غيري)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۭ اِنَّهٗ ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

3 ...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣.

4 ...... ((لكن ائتوا إبراهيم خليل الله عليه السلام)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣.

5 ...... ((فإن الله ـعزوجلـ اتخذه خليلاً)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥، ج١، ص٢١.

6 ...... ((فيأتون إبراهيم، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلّا نفسي، ولكن ائتوا موسى عليه السلام، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلّا نفسي، ولكن ائتوا عيسى روح الله، وكلمته فيأتون عيسى، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلّا نفسي))، ملتقطاً. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣ـ٦٠٤.

7 ...... ((فيقول عيسى: إنّ ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، ملتقطاً.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۭ اِنَّهٗ ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

8 ...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول: ائتوا عبداً فتح الله على يديه، ويجيء في هذا اليوم آمنا محمداً)).

"الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣، ملتقطاً.

فرمائیں گے، اُنھیں کے حضور حاضر ہو، وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔[1]

اب لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلّاتے، دُہائی دیتے حاضرِ بارگاہِ بے کس پناہ ہو کر عرض کریں گے[2]: اے محمد![3] اے اللہ کے نبی! حضور کے ہاتھ پر اللہ عزوجل نے فتحِ باب رکھا ہے، آج حضور مطمئن ہیں[4]، اِن کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے: حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں! اور کس حال کو پہنچے! حضور بارگاہِ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو اس آفت سے نجات دلوائیں۔[5] جواب میں ارشاد فرمائیں گے: ((أَنَا لَهَا))[6] میں اس کام کے لیے ہوں، ((أَنَا صَاحِبُكُمْ))[7] میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے، یہ فرما کر بارگاہِ عزّت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے، ارشاد ہوگا:

1 ...... ((لكن انطلقوا إلى سيد ولد آدم، انطلقوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع لكم إلى ربكم عز وجل))، ملتقطاً.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥، ج١، ص٢١.

وفي رواية: ((إنّ محمداً صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وقد حضر اليوم)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل: الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٤.

2 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن اپنے مخصوص انداز میں ان الفاظ کے ساتھ اس محشر کے دن کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہِ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورۂ رسالت، فاتح بابِ شفاعت، محبوب باوجاہت، مطلوب بلند عزت، ملجاء عاجزاں، ماوائے بیکساں، مولائے دوجہان، حضور پرنور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات اللہ ودائمی برکات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئے، اور بہزاراں ہزار نالہائے زار ودلِ بیقرار وچشمِ اشکبار یوں عرض کرتے ہیں۔'' "الفتاوی الرضوية"، ج٣٠، ص٢٢٣.

3 ...... ((يا محمد)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

4 ...... ((يا نبي الله! أنت الذي فتح الله بك وجئت في هذا اليوم آمنا)).

"الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣، ملتقطاً.

5 ...... ((اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ ألا ترى إلى ما قد بلغنا)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، الحديث: ٣٢٧، ص١٢٥.

6 ...... ((فأقول: أنا لها)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام عزوجل تعالى يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧.

7 ...... ((أنا صاحبكم)). "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٦١١٧، ج٦، ص٢٤٨.

((يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَه وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))[1].

''اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے۔'' دوسری روایت میں ہے:

((وَقُلْ تُطَعْ))[2].

''فرماؤ! تمہاری اِطاعت کی جائے۔''

پھر تو شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنم سے نکالیں گے، یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا اگرچہ اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔[3] اَب تمام انبیا اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے[4]، اولیائے کرام[5]،

---

1 ...... ((فاستأذن على ربي فيؤذن لي ويلهمني محامدَ أحمده بها لا تحضرني الآن، فأحمده بتلك المحامد وأخِرّ له ساجداً، فيقال: يا محمد، ارفع رأسك وقل يسمع لك، وسل تعط، واشفع تشفع)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧.

وفي رواية: ((فيقال: يا محمد! ارفع رأسك، قل تسمع، سل تعطه، اشفع تشفع)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٢ (١٩٣)، ص١٢٢.

2 ...... وفي رواية "المسند" للشاشي: ((فيقال: ارفع رأسك، قل تطع، واشفع تشفع)). الحديث: ١١١٥، ج٣، ص٣٥٣.

3 ...... ((يا رب أمتي أمتي، فيقول: أنطلق فأخرج من كان في قلبه أدنى أدنى أدنى مثقال حبة خردل من إيمان، فأخرجه من النار، فأنطلق فأفعل ...... فأقول: يارب ائذن لي فيمن قال: لا إله إلاّ الله، فيقول: وعزتي وجلالي وكبريائي وعظمتي لأخرجنّ منها من قال: لا إله إلاّ الله))، ملتقطاً. "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧-٥٧٨.

4 ...... عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يفتقد أهل الجنة ناساً كانوا يعرفونهم في الدنيا، فيأتون الأنبياء، فيذكرونهم، فيشفعون فيهم، فيشفعون، فيقال لهم: الطلقاء، وكلّهم طلقاء، يصب عليهم ماء الحياة)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٣٠٤٤، ج٢، ص٢٠٩، و"مجمع الزوائد"، الحديث: ١٨٥٢٩، ج١٠، ص٦٨٩.

عن عثمان بن عفان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يشفع يوم القيامة ثلاثة: الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب ذكر الشفاعة، الحديث: ٤٣١٣، ج٤، ص٥٢٦.

5 ...... في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج١١، ص٣٩٠: (ثم يقال: ادعوا الأنبياء فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الصديقين فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الشهداء فيشفعون).

شہدا[1]، علما[2]، حُفّاظ[3]، حُجّاج[4]، بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا۔[5] نابالغ بچے جو مر گئے ہیں، اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے[6]، یہاں تک کہ علما کے پاس کچھ لوگ آکر

1...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يشفع الشهيد في سبعين من أهل بيته)).

"سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الشهيد يشفع، الحديث: ٢٥٢٢، ج٣، ص٢٣.

2...... عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يبعث العالم والعابد، فيقال للعابد: ادخل الجنة، ويقال للعالم: اثبت حتى تشفع للناس بما أحسنت أدبهم)). "شعب الإيمان"، باب في طلب العلم، الحديث: ١٧١٧، ج٢، ص٢٦٨.

وفي رواية: عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه: ((ويقال للعالم: اشفع في تلاميذك ولو بلغ عددهم نجوم السماء)).

"مسند الفردوس" للديلمي، الحديث: ٨٥١٧، ج٢، ص٥٠٣.

3...... عن علي بن أبي طالب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((من قرأ القرآن وحفظه أدخله الله الجنة وشفعه في عشرة من أهل بيته، كلهم قد استوجب النار)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب السنة، باب فضل من تعلم القرآن وعلّمه، الحديث: ٢١٦، ج١، ص١٤١.

4...... عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه، رفعه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((الحاج يشفع في أربع مئة أهل بيت))، أو قال: ((من أهل بيته)). "البحر الزخار بمسند البزار"، مسند أبي موسى الأشعري، الحديث: ٣١٩٦، ج٨، ص١٦٩.

وفي رواية: عن أبي موسى الأشعري أنّ رجلا سأله عن الحاج؟، فقال: ((إنّ الحاج يشفع في أربع مئة بيت من قومه، ويبارك له في أربعين من أمهات البعير الذي حمله، ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه)).

"المصنف" لعبد الرزاق، باب فضل الحج، الحديث: ٨٨٣٨، ج٥، ص٥.

5...... عن أبي سعيد أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ من أمتي من يشفع للفئام من الناس، ومنهم من يشفع للقبيلة، ومنهم من يشفع للعصبة، ومنهم من يشفع للرجل حتى يدخلوا الجنة)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء في الشفاعة... إلخ، الحديث: ٢٤٤٨، ج٤، ص١٩٩.

وفي رواية: عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يدخل الجنة بشفاعة رجل من أمتي أكثر من عدد مضر، ويشفع الرجل في أهل بيته، ويشفع على قدر عمله)). "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٨٠٥٩، ج٨، ص٢٧٥.

6...... أخرج إسحق بن راهوية في "مسنده" عن حبيبة وأم حبيبة، قال: كنا في بيت عائشة رضي الله عنها، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((ما من المسلمين يموت لهما ثلاثة من الولد، أطفال لم يبلغوا الحنث إلّا جيء بهم حتى يوقفوا على باب الجنة، فيقال لهم: ادخلوا الجنة، فيقولون: أندخل ولم يدخل أبوانا؟ فيقال لهم في الثانية أو الثالثة: ادخلوا الجنة وآباءكم، فذلك قوله تعالى: ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾، قال: نفعت الآباء شفاعة أبنائهم)). =

عرض کریں گے: ہم نے آپ کے وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا[1]، کوئی کہے گا: کہ میں نے آپ کو استنجے کے لیے ڈھیلا دیا تھا[2]، علما اُن تک کی شفاعت کریں گے۔

حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔[3]

عقیدہ ۶ حساب کا منکر کافر ہے[4]، کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خُفیۃً[5] اُس سے پوچھا جائے

= وأخرج أبو نعيم عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ذراري المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافعين ومشفعين)). "البدور السافرة في الأمور الآخرة"، الحديث: ١١٥٥-١١٥٦، ص٣٦٢.

وفي رواية: ((ذراريّ المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافع ومشفع من لم يبلغ ثنتي عشر سنة، ومن بلغ ثلاث عشرة سنة فعليه وله)). "كنز العمال"، كتاب القيامة، الحديث: ٣٩٣٠١، ج١٤، ص٢٠٠.

1...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يصف الناس يوم القيامة صفوفا، وقال ابن نمير: أهل الجنة، فيمر الرجل من أهل النار على الرجل، فيقول: يا فلان! أما تذكر يوم استسقيت فسقيتك شربة؟، قال: فيشفع له، ويمرّ الرجل فيقول: أما تذكر يوم ناولتك طهورا، فيشفع له)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب فضل صدقة الماء، الحديث: ٣٦٨٥، ج٤، ص١٩٦.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يصف أهل النار، فيمر بهم الرجل من أهل الجنة، فيقول الرجل منهم: يا فلان! أما تعرفني؟ أنا الذي سقيتك شربة، وقال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وضوءاً، فيشفع له فيدخله الجنة)).

"مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج٢، ص٣٢٧، الحديث: ٥٦٠٤.

2...... في "المرقاة"، ج٩، ص٥٦٩، تحت هذا الحديث: (قال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وَضوءاً بفتح الواو، أي: ماء وضوء، وعلى هذا القياس من لقمة وخرقة أو نوع إعانة... إلخ).

3...... في "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٤: ("والكتاب" المثبت فيه طاعات العباد ومعاصيهم يؤتى للمؤمنين بأيمانهم والكفار بشمائلهم ووراء ظهورهم "حق"، لقوله تعالى: ﴿ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴾ وقوله تعالى: ﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ﴾.

4...... في "منح الروض الأزهر" للقاري، فصل في المرض والموت والقيامة، ص١٩٥: (واعلم أنّ من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الصراط أو الحساب أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد يكفر، أي: لثبوتها بالكتاب والسنة وإجماع الأمة).

وفي "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٩٠: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنّص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً).

5...... پوشیدہ۔

گا: تونے یہ کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا: ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے لے گا، اب یہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ اب گئے، فرمائے گا: کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں۔ [1] اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی، جس سے یوں سوال ہوا، وہ ہلاک ہوا۔ [2] کسی سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہ دی...؟! تجھے سردار نہ بنایا...؟! اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو مسخر نہ کیا...؟! ان کے علاوہ اور نعمتیں یاد دلائے گا، عرض کرے گا: ہاں! تُو نے سب کچھ دیا تھا، پھر فرمائے گا: تو کیا تیرا خیال تھا کہ مجھ سے ملنا ہے؟ عرض کرے گا کہ نہیں، فرمائے گا: تو جیسے تُو نے ہمیں یاد نہ کیا، ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں۔

بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تُو نے کیا کیا؟ عرض کرے گا: تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، نماز پڑھی، روزے رکھے، صدقہ دیا اور ان کے علاوہ جہاں تک ہو سکے گا، نیک کاموں کا ذکر کر جائے گا۔ ارشاد ہوگا: تو اچھا تُو ٹھہر جا! تجھ پر گواہ پیش کیے جائیں گے، یہ اپنے جی میں سوچے گا: مجھ پر کون گواہی دیگا...؟! اس وقت اس کے مونھ پر مُہر کر دی جائے گی اور اعضا کو حکم ہوگا: بول چلو، اُس وقت اُس کی ران اور ہاتھ پاؤں، گوشت پوست، ہڈیاں سب گواہی دیں گے کہ یہ تو ایسا تھا ایسا تھا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ [3]

---

[1] ...... عن ابن عمر قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: ((إنّ اللّٰہ یدني المؤمن، فیضع علیه کَنَفَه ویستره، فیقول: أتعرف ذنب کذا؟ أتعرف ذنب کذا؟ فیقول: نعم أي رب، حتی إذا قرره بذنوبه، ورأی في نفسه أنّه هلك، قال: سترتها علیك في الدنیا، وأنا أغفرها لك الیوم، فیعطی کتاب حسناته)).

"صحیح البخاري"، کتاب المظالم، باب قول اللّٰہ تعالی: ﴿ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾، الحدیث: ۲۴۴۱، ج۲، ص۱۲٦.

[2] ...... عن عائشة رضي اللّٰہ عنها قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((لیس أحد یحاسب إلّا هلك))، قالت: قلت: یا رسول اللّٰہ جعلني اللّٰہ فداءك، ألیس یقول اللّٰہ عز وجل: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِيْنِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝﴾، [۷۔۸] قال: ((ذاك العرض یعرضون، ومن نوقش الحساب هلك)).

"صحیح البخاري"، کتاب التفسیر، باب: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝﴾، الحدیث: ۴۹۳۹، ج۳، ص۳۷۵.

في "فتح الباري"، کتاب الرقاق، تحت الحدیث: ٦۵۳٦، تحت قول: من نوقش الحساب عذّب: (والمراد بالمناقشة الاستقصاء في المحاسبة والمطالبة بالجلیل والحقیر وترك المسامحة، یقال انتقشت منه حقي أي: استقصیته). ج۱۱، ص۳۴۲.

[3] ...... عن أبي هریرة قال: قالوا: یا رسول اللّٰہ! هل نری ربنا یوم القیامة؟ قال: ((هل تضارون في رؤیة الشمس في الظهیرة، لیست في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فهل تضارّون في رؤیة القمر لیلة البدر لیس في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فوالذي نفسي

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت سے ستّر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار اور رب عزوجل ان کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے، اس کا شمار وہی جانے۔ (1) تہجد پڑھنے والے بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ (2)

بيده! لا تضارون في رؤية ربكم إلاّ كما تضارون في رؤية أحدهما، قال: فيلقى العبد فيقول: أي فل! ألم أكرمك، وأسوّدك، وأزوّجك، وأسخّرلك الخيل والإبل، وأذرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى، قال: فيقول: أفظننت أنّك ملاقيّ؟ فيقول: لا، فيقول: فإنّي أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثاني فيقول: أي فل! ألم أكرمك وأسوّدك وأزوجك وأسخرلك الخيل والإبل، وأذرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى يارب! فيقول: أفظننت أنّك ملاقيّ؟ فيقول: لا، فيقول: إنّي أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك، فيقول: ياربِّ! آمنت بك وبكتابك وبرسلك، وصليت وصمت وتصدقت، ويثني بخير ما استطاع، فيقول: ههنا إذاً، قال: ثم يقال له: الآن نبعث شاهدنا عليك، ويتفكرفي نفسه: من ذا الذي يشهد علي؟ فيختم على فيه، ويقال لفخذه ولحمه وعظامه: انطقي، فتنطق فخذه ولحمه وعظامه بعمله، وذلك ليعذرمن نفسه وذلك المنافق، وذلك الذي يسخط الله عليه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزهد والرقائق، الحديث: ٢٩٦٨، ص١٥٨٧.

(1)...... عن عبد الرحمن بن أبي بكر، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ ربي أعطاني سبعين ألفا من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهلاّ استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني مع كل رجل سبعين ألفا))، قال عمر: فهلاّ استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا))، وفرّج عبد الله بن بكر بين يديه، وقال عبد الله: وبسط باعيه، وحثا عبد الله، وقال هشام: وهذا مِن الله لا يدرى ما عدده. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٠٦، ج١، ص٤١٩.

عن أبي أمامة يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفًا لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفًا وثلاث حثيات من حثيات ربي)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٤٥، ج٤، ص١٩٨.

(2)...... ﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ پ٢١، السجدة: ١٦.

في "تفسير الطبري"، ج١٠، ص٢٣٩، تحت الآية: حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد في قوله: ﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ قال: هؤلاء المتهجدون لصلاة الليل).

عن أسماء بنت يزيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((يحشر الناس في صعيد واحد يوم القيامة، فينادي مناد فيقول: أين الذين كانت **تتجافى جنوبهم عن المضاجع**، فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يؤمر بسائر الناس "بالحساب")). "شعب الإيمان"، باب في الصلاة، تحسين الصلاة والإكثار منها، الحديث: ٣٢٤٤، ج٣، ص١٦٩.

في "المرقاة" ج١، ص١٩٤، تحت اللفظ: (﴿ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ أي: المفارش والمراقد، والجمهور على أنّ المراد صلاة التهجد).

اس امت میں وہ شخص بھی ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر اتنا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچے، وہ سب کھولے جائیں گے، رب عزوجل فرمائے گا: ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے؟ میرے فرشتوں کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! پھر فرمائے گا: تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! فرمائے گا: ہاں تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا، اُس وقت ایک پرچہ جس میں "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جا تُلوا، عرض کرے گا: اے رب! یہ پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر ایک پلّے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ، وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا۔[1] بالجملہ اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں، جس پر رحم فرمائے، تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

عقیدہ ۷ قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا[2]، نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں[3]، کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پس پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔[4]

---

1 ...... عن أبي عبد الرحمن المعافريّ ثم الحبليّ قال: سمعت عبد الله بن عمرو بن العاص يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الله سيخلص رجلا من أمتي على رؤوس الخلائق يوم القيامة، فينشرعليه تسعة وتسعين سجلاّ، كل سجل مثل مد البصر، ثم يقول: أتنكر من هذاشيئا؟ أظلمك كتبتي الحافظون؟ يقول: لا يا رب! فيقول: أفلك عذر؟ فيقول: لا، يا ربّ! فيقول: بلى! إنّ لك عندناحسنة فإنّه لا ظلم عليك اليوم، فيخرج بطاقة فيها أشهد أن لا إله إلاّ الله وأشهد أنّ محمدًا عبده ورسوله، فيقول: احضر وَزنك، فيقول: يا رب! ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟ فقال: فإنّك لا تظلم، قال: فتوضع السجلاّت في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة، ولا يثقل مع اسم الله شيء)).

"سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء فيمن يموت... إلخ، الحديث: ٢٦٤٨، ج٤، ص٢٩٠ـ٢٩١.

2 ...... ﴿ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ﴿۱۴﴾ ﴾ پ١٥، بني إسرائيل: ١٣ـ١٤.

3 ...... ﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾ ﴾ پ٢٩، الحاقة: ١٩ـ٢٠.

﴿ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ۬ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ﴿۲۵﴾ ﴾ پ٢٩، الحاقة: ٢٥.

عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يعرض الناس يوم القيامة ثلاث عرضات، فأمّا عرضتان فجدال ومعاذير، وأمّا الثالثة: فعند ذلك تطير الصحف في الأيدي، فآخذ بيمينه وآخذ بشماله)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب ذكر البعث، الحديث: ٤٢٧٧، ج٤، ص٥٠٦.

4 ...... ﴿ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ﴿۱۲﴾ ﴾ پ٣٠، انشقاق: ١٠ـ١٢.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج١٠، ص١٩٢، تحت الآية: (قال ابن عباس: يمد يده اليمنى ليأخذ كتابه فيجذبه

عقیدہ ۸ حوضِ کوثر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔ [1] اِس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے [2]، اس کے کناروں پر موتی کے قُبّے ہیں [3]، چاروں گوشے برابر یعنی زاویے قائمہ ہیں [4]، اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے [5]، اس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا [6] اور مشک سے زیادہ پاکیزہ [7] اور اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ [8] جو اس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا [9]، اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا۔ [10]

ملك، فيخلع يمينه، فيأخذ كتابه بشماله من وراء ظهره، وقال قتادة ومقاتل: يفك ألواح صدره وعظامه ثم تدخل يده وتخرج من ظهره، فيأخذ كتابه كذلك).

1...... عن أنس بن مالك أنّه قرأ هذه الآية: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝﴾ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

وفي رواية: عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر فإذا هو نهر يجري كذا على وجه الأرض)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٥٤٤، ج٤، ص٣٠٥.

في "شرح العقائد النسفية"، والحوض حق، ص١٠٥: (والحوض حق لقوله تعالى: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝﴾).

2...... قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((حوضي مسيرة شهر)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث: ٦٥٧٩، ج٤، ص٢٦٧. و"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبيّنا...إلخ، الحديث: ٢٢٩٢، ص١٢٥٦.

3...... ((حافتاه قباب الدر المجوف)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث: ٦٥٨١، ج٤، ص٢٦٨.

وفي رواية: ((حافتاه قباب اللؤلؤ)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

4...... ((وزواياه سواء)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبيّنا...إلخ، الحديث: ٢٢٩٢، ص١٢٥٦.

5...... ((فضربت بيدي إلى تربته، فإذا هو مسكة ذفرة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

6...... ((ماؤه أشد بياضاً من اللبن وأحلى من العسل)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث: ٢٣٠٠، ص١٢٦٠.

7...... ((وأطيب من المسك)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٣٣٧٧، ج٩، ص٨٩.

8...... عن أبي ذر قال: قلت يا رسول الله ما آنية الحوض، قال: ((والذي نفس محمد بيده لآنيته أكثر من عدد نجوم السماء وكواكبها)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث: ٢٣٠٠، ص١٢٦٠.

9...... ((من شرب منه لم يظمأ بعده)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٣٣٧٧، ج٩، ص٨٩.

10...... ((يغت فيه ميزابان يمدّانه من الجنة، أحدهما من ذهب، والآخر من ورق)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم وصفاته، الحديث: ٢٣٠١، ص١٢٦٠.

عقیدہ ۹ میزان حق ہے۔ اس پر لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے [1]، نیکی کا پلّہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپر اُٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔ [2]

عقیدہ ۱۰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل مقامِ محمود عطا فرمائے گا، کہ تمام اوّلین و آخرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد و ستائش کریں گے۔ [3]

---

1 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص۹۵: (وزن الأعمال بالميزان يوم القيامة حق) لقوله تعالى: ﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ ﴾ إظهاراً لكمال الفضل وجمال العدل، كما قال الله سبحانه وتعالى: ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ ﴾.

2 ...... ﴿ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ ﴾، پ۲۲، فاطر: ۱۰.

في "تكميل الإيمان"، ص ۷۸: (ميزان آخرت برعكس ميزان دنيا است وعلامت ثقل ارتفاع كفه بود وعلامت خفت انخفاض). یعنی: علماء فرماتے ہیں کہ: "آخرت کی میزان کا بھاری پلڑا دنیاوی ترازو کے برعکس ہوگا یعنی بھاری پلڑے کی علامت اس کے اونچے اور مرتفع ہونے اور ہلکے پلڑے کی علامت اس کے نیچے ہونے کی شکل میں ہوگا۔"

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں: "وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہوگا تو اُوپر اٹھے گا اور بدی کا پلّہ نیچے بیٹھے گا، قال اللہ عزوجل: ﴿ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ ﴾، پ۲۲، فاطر: ۱۰. ترجمہ: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے (ت)، جس کتاب میں لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۶۲۶.

3 ...... ﴿ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾ پ۱۵، بنی اسرائیل: ۷۹.

في "الدر المنثور"، ج۵، ص۳۲۵، تحت الآية: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الشمس لتدنو حتى يبلغ العرق نصف الأذن، فبينما هم كذلك استغاثوا بآدم عليه السلام فيقول: لَسْتُ بصاحب ذلك، ثم موسى عليه السلام فيقول: كذلك، ثم محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع، فيقضي الله بين الخلائق فيمشي حتى يأخذ بحلقة باب الجنة، فيومئذ يبعثه الله مقاماً محموداً يحمده أهل الجمع كلّهم)).

وفي رواية: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((......وإنّي لأقوم المقام المحمود يوم القيامة فقال الأنصاري: وما ذاك المقام المحمود؟ قال: ذاك إذا جيء بكم عراة حفاة غرلا فيكون أول من يكسى إبراهيم عليه السلام يقول: اكسوا خليلي فيؤتي بريطتين بيضاوين فليلبسهما ثم يقعد فيستقبل العرش ثم أوتى بكسوتي فألبسها، فأقوم عن يمينه مقاماً لا يقومه أحد غيري، يغبطني به الأوّلون والآخرون))، ملتقطاً. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۳۷۸۷، ج۲، ص۵۶.

عقیدہ ۱۱ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں، تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اُسی کے نیچے ہوں گے۔[1]

عقیدہ ۱۲ صراط حق ہے۔ یہ ایک پُل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا[2]، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، سب سے پہلے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیا و مرسلین، پھر یہ اُمت پھر اور اُمتیں گزریں گی[3] اور حسبِ اختلافِ اعمال پُلِ صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہوگیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اڑتا ہے

---

1 ...... عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر، وبيدي لواء الحمد ولا فخر، ومامن نبيّ يومئذ ـ آدم فمن سواه ـ إلّا تحت لوائي)).

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ٣٦٢٥، ج٥، ص٣٥٤.

2 ...... عن عائشة قالت: قال رسول الله: ((ولجهنم جسر أدق من الشعر وأحدّ من السيف)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٤٨٤٧، ج٩، ص٤١٥.

وفي رواية: قال أبو سعيد الخدري: ((بلغني أنّ الجسر أدقّ من الشعرة وأحدّ من السيف)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، الحديث: ٣٠٢، ص١١٥.

وفي "شرح العقائد النسفية"، والصراط حق، ص١٠٥: (والصراط حق وهو جسر، ممدود على متن جهنم أدق من الشعر، وأحدّ من السيف يعبره أهل الجنة وتزل به أقدام أهل النار).

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٨: (الصراط جسر ممدود على متن جهنم يرده الأولون والآخرون لا طريق الجنة إلّا عليه، وهو أدق من الشعر وأحدّ من السيف).

3 ...... ((فيضرب الصراط بين ظهراني جهنم فأكون أول من يجوز من الرسل بأمته ولا يتكلم يومئذ أحد إلّا الرسل وكلام الرسل يومئذ: اللّٰهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، فضل السجود، الحديث: ٨٠٦، ج١، ص٢٨٢.

وفي رواية: ((ويضرب الصراط بين ظهري جهنم، فأكون أنا وأمتي أوّل من يجيزها ولا يتكلم يومئذ إلّا الرسل، ودعوى الرسل يومئذ: اللّٰهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، الحديث: ٧٤٣٧، ج٤، ص٥٥١.

في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج١٢، ص٣٨٤، تحت الحديث: ٦٥٧٣، تحت قول: ("فأكون أوّل من يجيز" فإنّ فيه إشارة إلى أنّ الْأَنْبِيَاءَ بَعْدَهُ يُجِيزُونَ أُمَمَهُمْ). وفيه أيضاً، ص٣٨٧: (قال القرطبي: لمّا كان هو وأمته أوّل من يجوز على الصراط لزم تأخير غيرهم عنهم حتى يجوز، فإذا جاز هو وأمته فكأنّه أجاز بقية الناس)، ملتقطاً.

اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا[1] اور پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ (عزوجل) ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہونگے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑلیں گے، مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے[2] اور یہ ہلاک ہوا۔

یہ تمام اہلِ محشر تو پُل پر سے گزرنے میں مشغول، مگر وہ بے گناہ، گناہگاروں کا شفیع پُل کے کنارے کھڑا ہوا بکمال گریہ وزاری اپنی اُمّتِ عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دُعا کر رہا ہے: ((رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ))[3]، اِلٰہی! ان گناہگاروں کو بچالے بچالے۔ اور ایک اسی جگہ کیا! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُس دن تمام مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے، کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے، وہاں جس کے حسنات میں کمی دیکھیں گے، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں، پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں اور وہاں سے پُل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا۔[4]

---

1 ...... قيل: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ! وما الجسر؟ قال: ((دحض مزلة، فيها خطاطيف و كلاليب وحسك، تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان، فيمر المؤمنون كطرف العين و كالبرق، و كالريح و كالطير و كأجاويد الخيل والركاب)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، الحديث: ٣٠٢، ص١١٤.

وفي رواية: عن أبي سعيد الخدري، قال: ((يعرض الناس على جسر جهنم، عليه حسك و كلاليب وخطاطيف تخطف الناس، قال: فيمر الناس مثل البرق، وآخرون مثل الريح، وآخرون مثل الفرس المجد، وآخرون يسعون سعيًا، وآخرون يمشون مشيًا وآخرون يحبون حبوًا وآخرون يزحفون زحفا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٢٠٠، ج٤، ص٥١.

2 ...... ((وفي حافتي الصراط كلاليب معلقة، مأمورة بأخذ مَن أمرت به، فمخدوش ناج ومكدوس في النار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٩، ص١٢٧.

3 ...... ((ونبيكم قائم على الصراط يقول: رب سلم سلم)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٩، ص١٢٧.

4 ...... حدثنا النضر ابن أنس بن مالك عن أبيه قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم أن يشفع لي يوم القيامة، فقال: ((أنا فاعل))، قلت: يارسول الله! فأين أطلبك؟ قال: ((اطلبني أوّل ما تطلبني على الصراط))، قلت: فإن لم ألقك على الصراط، قال: ((فاطلبني عند الميزان))، قلت: فإن لم ألقك عند الميزان؟ قال: ((فاطلبني عند الحوض، فإني لا أخطىء هذه الثلاث المواطن)).

"سنن الترمذي"، أبواب صفة القيامة والرقائق... إلخ، باب ما جاء في شأن الصراط، الحديث: ٢٤٤٨، ج٤، ص١٩٥.

و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٨٢٥، ج٤، ص٣٥٦.

غرض ہر جگہ اُنھیں کی دُوہائی، ہر شخص اُنھیں کو پکارتا، اُنھیں سے فریاد کرتا ہے اور اُن کے سوا کس کو پکارے...؟! کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے دوسروں کو کیا پوچھے، صرف ایک یہی ہیں جنھیں اپنی کچھ فکر نہیں اور تمام عالم کا بار اِن کے ذمّے۔

"صَلَّی اللہ تعالٰی علیه وَعلٰی آلِهٖ وأصْحابِهٖ وَبارَکَ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَجِّنَا مِنْ أَهْوَالِ الْمَحْشَرِ بِجَاهِ هٰذَا النَّبِيِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِیْمِ، اٰمِیْنَ!"[1]

یہ قیامت کا دن کہ حقیقۃً قیامت کا دن ہے، جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا[2]، جس کے مصائب بے شمار ہوں گے، مولیٰ عزوجل کے جو خاص بندے ہیں ان کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا، کہ معلوم ہوگا اس میں اتنا وقت صَرف ہوا جتنا ایک وقت کی نمازِ فرض میں صَرف ہوتا ہے[3]، بلکہ اس سے بھی کم[4]، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا۔

﴿ وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ ﴾[5]

"قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا، بلکہ اس سے بھی کم۔"

سب سے اعظم و اعلیٰ جو مسلمانوں کو اس روز نعمت ملے گی وہ اللہ عزوجل کا دیدار ہے، کہ اس نعمت کے ....

---

1 ......ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو ان پر اور ان کی آل واصحاب پر اور برکتیں ہوں، اے اللہ! ہمیں اس نبی کریم کے صدقے کہ ان پر اور ان کی آل واصحاب پر افضل درود و سلام ہو، محشر کی ہولناکیوں سے نجات عطا فرما، آمین۔

2 ......﴿ فِیۡ یَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ﴾ (پ۲۹، المعارج: ٤) انظر ص٤٩، تخریج نمبر ٤.

3 ......عن أبي هريرة أظنه رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الله يخفف على من يشاء من عباده طول يوم القيامة كوقت صلاة مكتوبة)). "شعب الإيمان"، باب في حشر الناس بعد ما يبعثون من قبورهم، الحديث: ٣٦٢، ج١، ص٣٢٥.

عن أبي سعيد الخدري، أنّه أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أخبرني من يقوى على القيام يوم القيامة الذي قال الله عزوجل: ﴿ يَوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ؕ ﴾، فقال: ((يخفف على المؤمن حتى يكون عليه كالصلاة المكتوبة)). "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج٢، الحديث: ٥٥٦٣، ص٣١٧.

4 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم يوما كان مقداره خمسين ألف سنة ما أطول هذا اليوم؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذى نفسي بيده أنّه ليخفف على المؤمن، حتى يكون أخفّ عليه من صلاة مكتوبة، يصليها في الدنيا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٧١٧، ج٤، ص١٥١. "شعب الإيمان"، باب في حشر الناس بعد ما يبعثون من قبورهم، الحديث: ٣٦١، ج١، ص٣٢٤.

5 ......پ١٤، النحل: ٧٧.

برابر کوئی نعمت نہیں [(1)]، جسے ایک بار دیدار میسّر ہوگا ہمیشہ ہمیشہ اس کے ذوق میں مستغرق [(2)] رہے گا کبھی نہ بھولے گا، اور سب سے پہلے دیدارِ الٰہی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہوگا۔ [(3)]

یہاں تک تو حشر کے اہوال واحوال مختصراً بیان کیے گئے، ان تمام مرحلوں کے بعد اب اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے، کسی کو آرام کا گھر ملے گا، جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں، اس کو جنت کہتے ہیں۔ یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں، اسے جہنم کہتے ہیں۔

جنت و دوزخ حق ہیں [(4)]، ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ [(5)]

---

1 ...... ﴿ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ ﴾ پ۲۹، القيامة: ۲۲-۲۳. عن أبي هريرة، أنّ الناس قالوا: يا رسول الله! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((هل تضارّون في القمر ليلة البدر؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فهل تضارّون في الشمس ليس دونها سحاب؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فإنكم ترونه كذلك)).
"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ... إلخ ﴾ الحديث: ۷٤۳۷، ج٤، ص٥٥١.

2 ......مشغول۔

3 ...... (من خصائصه صلى الله عليه وسلم ......أنّه أوّل شافع وأوّل مشفع وأوّل من ينظر إلى الله).
"حجة الله على العالمين"، ذكر الخصائص الذي فضل بها على جميع الأنبياء، ص٥٣.
في رواية "سبل الهدى والرشاد"، ج١٠، ص٣٨٤: (الباب الثالث فيما اختص به نبينا صلى الله عليه وسلم عن الأنبياء في ذاته في الآخرة صلى الله عليه وسلم، وفيه مسائل: الأولى: اختص صلى الله عليه وسلم بأنّه أول من تنشق عنه الأرض، الثانية: وبأنّه أوّل من يفيق من الصعقة،...... الرابعة عشرة: وبأنّه أوّل من يؤذن له في السجود، الخامسة عشرة: وبأنّه أوّل من يرفع رأسه، السادسة عشرة: وأوّل من ينظر إلى الله تبارك وتعالى... إلخ).

4 ...... ﴿ وَسَارِعُوۡا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ ﴾ پ٤، ال عمران: ۱۳۳.
في تفسير الخازن"، ج١، ص ۳۰۱، تحت الآية: (﴿ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴾ أي: هيئت للمتقين، وفيه دليل على أنّ الجنة والنار مخلوقتان الآن).
﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴾ پ١، البقرة: ٢٤. في "تفسير ابن كثير"، ج ١، ص ١١١، تحت الآية: (قد استدلّ كثير من أئمة السنة بهذه الآية على أنّ النار موجودة الآن لقوله: ﴿ اُعِدَّتۡ ﴾ أي: أرصدت وهيئت). وفي "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٥: (والجنة حق والنار حق).

5 ...... في "الحديقة الندية"، ج١، ص٣٠٣: (من أنكر القيامة أو الجنة أو النار...... فإنّه يكفر لإنكاره ما هو الثابت بالنصوص

عقیدہ ۱۴ جنت ودوزخ کو بنے ہوئے ہزارہا سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں، یہ نہیں کہ اس وقت تک مخلوق نہ ہوئیں، قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔ (1)

عقیدہ ۱۵ قیامت وبعث وحشر وحساب وثواب وعذاب وجنت ودوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا، یا حشر فقط روحوں کا ہونا)، وہ حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔ (2)

اب جنت ودوزخ کی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

القرآنية والأحاديث الصحيحة النبوية وأجمعت عليه الأمة المرضية).

وفي "الشفا"، ج۲، ص۲۹۰: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار...... فهو كافر بإجماع للنص عليه، وإجماع الأمة على صحة نقله متواترا).

1...... في "شرح العقائد النسفية"، ص۱۰۵-۱۰۶: (والجنة حق والنار حق، وهما أي الجنة والنار مخلوقتان ألان موجودتان، تكرير وتأكيد وزعم أكثر المعتزلة أنهما أنّما تخلقان يوم الجزاء، ولنا قصة ادم وحواء وإسكانهما الجنة والآيات الظاهرة في إعدادهما مثل ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ و﴿أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص۹۸: ("والجنة والنار مخلوقتان اليوم" أي: موجودتان الآن قبل يوم القيامة لقوله تعالى في نعت الجنة: ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ وفي وصف النار: ﴿أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ وللحديث القدسي: ((أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر))، ولحديث الإسراء: ((أدخلت الجنة وأريت النار))، وهذه الصيغة موضوعة للمضي حقيقة، فلا وجه للعدول عنها إلى المجاز إلّا بصريح آية أو صحيح دلالة، وفي المسألة خلاف للمعتزلة).

2...... وفي الشفا"، ج۲، ص۲۹۰: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه، وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً، وكذلك من اعترف بذلك، ولكنّه قال: إنّ المراد بالجنة والنار والحشر والنشر والثواب والعقاب معنىً غير ظاهره، وأنّها لذّات روحانية ومعان باطنة كقول النصارى والفلاسفة والباطنية وبعض المتصوفة، وزعم أنّ معنى القيامة الموت أو فناه محض، وانتقاض هيئة الأفلاك وتحليل العالم كقول بعض الفلاسفة).

"الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۳۸۳-۳۸٤.

جنت کا بیان

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالٰی نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی[1] آدمی کے دل پران کا خطرہ گزرا۔ [(1)] جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ دنیا کی اعلٰی[2] سے اعلٰی شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہوجائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اُس کا دوپٹا دنیا ومافیہا سے بہتر۔ [(2)] اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر حُور اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے خلائق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹا ظاہر کرے تو اسکی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہوجائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ [(3)] اور اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان و زمین اُس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو

---

[1] یعنی بے دیکھے ورنہ دیکھ کر تو آپ ہی جانیں گے تو جنھوں نے حالتِ حیاتِ دنیوی ہی میں مشاہدہ فرمایا وہ اس حکم سے مستثنٰی ہیں یعنی سرے سے یہ حکم انہیں شامل ہی نہیں، علی الخصوص صاحبِ معراج صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ

(1) ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((قال الله [عزوجل]: أعددتُ لعبادي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، الحديث:٢٨٢٤، ص١٥١٦.

[2] کعبہ معظمہ، جنت سے اعلٰی ہے اور تربتِ اطہر حضورِ انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، مگر یہ دُنیا کی چیزیں نہیں۔ ۱۲ منہ

(البقعة التي ضمت أعضاء الرسول صلى الله عليه وسلم فهي أفضل حتى من الكعبة). "فيض القدير"، ج٦، ص٣٤٣.

(البقعة التي ضمت أعضاء ه عليه الصلاة والسلام فإنّها أفضل من مكة بل من الكعبة بل من العرش إجماعاً).

"مرقاة"، ج٥، ص٦٠٢.

(البقعة التي ضمت أعضاء المصطفى فهي أفضل من جميع بقاع الأرض والسماء حتى الكعبة والعرش والكرسي واللوح والقلم والبيت المعمور). "حاشية الصاوي على الشرح الصغير"، ج٤، ص٢٩٤. (المكتبة الشاملة)

(2) ...... ((ولو أنّ امرأة من نساء أهل الجنة اطّلعت إلى الأرض لأضاء ت ما بينهما، ولملأ ت ما بينهما ريحاً، ولنصيفها ـيعني: الخمارـ خيرٌ من الدنيا وما فيها)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، الحديث: ٦٥٦٨، ج٤، ص٢٦٤.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٥٥١٢، ج٦، ص٥٩: ((لو أنّ امرأة من أهل الجنة أشرفت إلى أهل الأرض لملأت الأرض ريح مسك، ولأذهبت ضوء الشمس والقمر)).

(3) ...... ((لو أنّ حوراء أخرجت كفها بين السماء والأرض لافتتن الخلائق بحسنها، ولو أخرجت نصيفها لكانت الشمس عند حسنه مثل الفتيلة في الشمس، لاضوء لها)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث:٩٧، ج٤، ص٢٩٨.

آفتاب کی روشنی مٹادے، جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔[1] جنت کی اتنی جگہ جس میں کوڑا[2] رکھ سکیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[3] جنت کتنی وسیع ہے، اس کو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی جانیں، اِجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سَو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے، جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔[4] رہا یہ کہ خود اُس درجہ کی کیا مسافت ہے، اس کے متعلق کوئی روایت خیال میں نہیں، البتہ ایک حدیث ''ترمذی'' کی یہ ہے: ''کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کے لیے وسیع ہے۔''[5]

---

1 ...... ((لو أنّ ما يُقلُّ ظفر مما في الجنة بدا لتزخرفت له ما بين خوافق السموات والأرض، ولو أنّ رجلاً من أهل الجنة اطلع فبدا أساوره لطمس ضوء الشمس كما تطمس الشمس ضوء النجوم)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أهل الجنة، الحديث: ٢٥٤٧، ج٤، ص٢٤١.

2 ...... چابک، دُرّہ۔

3 ...... ((موضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها)).

''جنت میں ایک کوڑے (یعنی ایک چابک) جتنی جگہ دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سے بہتر ہے''۔

("صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، الحديث: ٣٢٥٠، ج٢، ص٣٩٢).

شیخ محقق شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی جنت کی تھوڑی سی اور معمولی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ چابک کا ذکر اس عادت کے مطابق ہے کہ سوار جب کسی جگہ اترنا چاہتا ہے تو اپنا چابک پھینک دیتا ہے تاکہ اس کی نشانی رہے اور دوسرا کوئی شخص وہاں نہ اُترے''۔ ("أشعة اللمعات"، ج٧، ص٥٠).

مُفسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: ''کوڑے سے مراد ہے وہاں کی تھوڑی سی جگہ۔ واقعی جنت کی نعمتیں دائمی ہیں۔ دنیا کی فانی، پھر دنیا کی نعمتیں تکالیف سے مخلوط وہاں کی نعمتیں خالص، پھر دنیا کی نعمتیں ادنیٰ وہ اعلیٰ اس لیے دنیا کو وہاں کی ادنیٰ جگہ سے کوئی نسبت ہی نہیں''۔ ("مراة المناجيح"، ج٧، ص٤٤٧).

وانظر "المرقاة"، كتاب الفتن، باب صفة الجنة وأهلها، الحديث: ٥٦١٣، ج٩، ص٥٧٨.

4 ...... أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((في الجنة مائة درجة ما بين كل درجتين كما بين السماء والأرض)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ٢٥٣٩، ج٤، ص٢٣٨.

5 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ في الجنة مائة درجة لو أنّ العالمين اجتمعوا في إحداهنّ لوسعتهم)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ٢٥٤٠، ج٤، ص٢٣٩.

جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سَو برس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے اور ختم نہ ہو۔ [1] جنت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستّر برس کی راہ ہوگی [2] پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہوگی کہ مونڈھے سے مونڈھا چھلتا ہوگا [3]، بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چُرچُرانے لگے گا۔ [4] اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں، ایسے صاف وشفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے۔ [5] جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مُشک کے گارے سے بنی ہیں [6]، ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، زمین زعفران کی، کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔ [7] اور ایک روایت میں ہے کہ جنتِ عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک یاقوتِ سرخ کی، ایک زَبَرْجَد سبز کی،

---

1 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((إنّ في الجنة لشجرة يسير الراكب في ظلها مائة عام، لا يقطعها)).

وفي رواية: عن النبي صلى اللّٰہ عليہ وسلم قال: ((إنّ في الجنة شجرة يسير الراكب الجواد المضمّر السريع مائة عام، ما يقطعها)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة، باب إنّ في الجنة شجرة... إلخ، الحديث:٢٨٢٧_٢٨٢٨، ص١٥١٧.

2 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:((إنّ للجنة لثمانية أبواب ما منهما بابان إلّا يسير الراكب بينهما سبعين عامًا)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي رزين العقيلي، الحديث: ١٦٢٠٦، ج٥، ص٤٧٥.

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ما بين كل مصراعين من مصاريع الجنة مسيرة سبعين عامًا)).

"حلية الأولياء"، الحديث: ٨٣٧١، ج٦، ص٢٢١.

3 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:((باب أمتي الذي يدخلون منه الجنة عرضه مسيرة الراكب المجود ثلاثا، ثم إنّهم ليضغطون عليه حتى تكاد مناكبهم تزول)).

"سنن الترمذي"، أبواب صفة الجنة... إلخ، باب ما جاء في صفة أبواب الجنة، الحديث: ٢٥٥٧، ج٤، ص ٢٤٦.

4 ...... ((وليأتين عليها يوم وهو كظيظ من الزحام)). "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، الحديث: ٢٩٦٧، ص١٥٨٦.

5 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((إنّ في الجنة غرفا من أصناف الجوهر كله يرى ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في درجات الجنة وغرفها، الحديث: ٢٧، ج٤، ص٢٨١.

6 ...... ((حائط الجنة لبنة من ذهب ولبنة من فضة وملاطها المسك)).

"مجمع الزوائد"، كتاب أهل الجنة، باب في بناء الجنة وصفتها، الحديث: ١٨٦٤٢، ج١٠، ص٧٣٢.

7 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((لبنة من ذهب، ولبنة من فضة، ملاطها المسك الأذفر، وحصباؤها الياقوت واللؤلؤ، وترابها الزعفران)). "سنن الدارمي"، كتاب الرقائق، باب في بناء الجنة، الحديث:٢٨٢١، ج٢، ص٤٢٩.

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في صفة الجنة ونعيمها، الحديث: ٢٥٣٤، ج٤، ص٢٣٦.

اور مشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے، موتی کی کنکریاں، عنبر کی مٹی[1]، جنت میں ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا جس کی بلندی ساٹھ میل۔[2] جنت میں چار دریا ہیں، ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا، پھر اِن سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں۔[3] وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں، بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں، نہروں کا ایک کنارہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی[4]، وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدبُو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے اور پینے والے بے عقل ہو جاتے ہیں، آپے سے باہر ہو کر بیہودہ بکتے ہیں، وہ پاک شراب اِن سب باتوں سے پاک ومنزّہ ہے۔[5] جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے

1...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((خلق الله جنة عدن بيده، لبنة من درّة بيضاء، ولبنة من ياقوتة حمراء، ولبنة من زبرجدة خضراء، وملاطها مسك، حشيشها الزعفران، حصباؤها اللؤلؤ، ترابها العنبر)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترغيب في الجنة و نعيمها، فصل في بناء الجنة وترابها و حصبائها وغير ذلك، الحديث: ٣٣، ج٤، ص٢٨٣.

2...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ للمؤمن في الجنة لخيمة من لؤلؤة واحدة مجوفة، طولها ستون ميلاً)).
"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة خيام الجنة... إلخ، الحديث: ٢٨٣٨، ص١٥٢٢.

3...... ﴿فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى﴾ پ٢٦، محمد: ١٥.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((في الجنة بحر اللبن وبحر الماء وبحر العسل وبحر الخمر، ثم تشقق الأنهار منها بعده)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٠٠٧٢، ج٧، ص٢٤٢.

وفي رواية "الترمذي": قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ في الجنة بحر الماء، وبحر العسل، وبحر اللبن، وبحر الخمر، ثم تشقق الأنهار بعد)). كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أنهار الجنة، الحديث: ٢٥٨٠، ج٤، ص٢٥٧.

في "المرقاة"، ج٩، ص٦١٦، تحت الحديث: (وقوله: ثم تشقق أي: تفترق الأنهار إلى الجداول بعد تحقق الأنهار إلى بساتين الأبرار، وتحت قصور الأخيار).

4...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لعلكم تظنّون أنّ أنهار الجنة أخدود في الأرض، لا، والله إنّها لسائحة على وجه الأرض، إحدى حافتيها اللؤلؤ، والأخرى الياقوت، وطينه المسك الأذفر، قال: قلت: ما الأذفر؟ قال: الذي لا خلط له)).
"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أنهار الجنة، الحديث: ٤٨، ج٤، ص٢٨٦.
و"حلية الأولياء"، الحديث: ٨٣٧٢، ج٦، ص٢٢٢، بألفاظ متقاربة.

5...... ﴿وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ﴾ پ٢٦، محمد: ١٥ . في "تفسير ابن كثير" ج٧، ص٢٨٩، تحت هذه الآية: (أي: ليست كريهة الطعم والرائحة كخمر الدنيا، حسنة المنظر والطعم والرائحة والفعل). =

سامنے موجود ہوگا[1]، اگر کسی پرند کو دیکھ کر اس کے گوشت کھانے کو جی ہو تو اُسی وقت بُھنا ہوا اُن کے پاس آجائے گا[2]، اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو تو کوزے خود ہاتھ میں آجائیں گے، ان میں ٹھیک اندازے کے موافق پانی، دودھ، شراب، شہد ہوگا کہ ان کی خواہش سے ایک قطرہ کم نہ زیادہ، بعد پینے کے خود بخود جہاں سے آئے تھے چلے جائیں گے۔[3] وہاں نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک، رینٹھ، کان کا میل، بدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے، ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی، خوشبودار فرحت بخش پسینہ نکلے گا، سب کھانا ہضم ہوجائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔[4] ہر شخص کو سَو آدمیوں کے

= ﴿ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴾ پ۲۹، الدهر: ۲۱.

﴿ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴾ پ۲۷، الطور: ۲۳.

﴿ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴾ پ۲۷، الواقعة: ۱۸-۱۹.

﴿ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴾ پ۲۳، الصفت: ۴۵-۴۷.

1...... ﴿ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ ﴾ [پ ۲٤، حم السجدة: ۳۱]، وفي "تفسير ابن كثير" ج۷، ص۱٦۲، تحت هذه الآية: (﴿ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ ﴾ أي: في الجنة من جميع ما تختارون مما تشتهيه النفوس، وتقرّ به العيون، ﴿ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴾ أي: مهما طلبتم وجدتم، وحضر بين أيديكم كما اخترتم).

2...... ﴿ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴾ پ۲۷، الواقعة: ۲۱. عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إنّ الرجل ليشتهي الطير في الجنة من طيور الجنة، فيقع في يده مقليا نضيجا)). "الدر المنثور"، ج۸، ص۱۱.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّك لتنظر إلى الطير في الجنة فتشتهيه فيجيء مشويًا بين يديك)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۷۳، ج٤، ص ۲۹۲.

3...... عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إنّ الرجل من أهل الجنة ليشتهي الشراب من شراب الجنة، فيجيء الإبريق، فيقع في يده فيشرب، ثم يعود إلى مكانه)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ٦٦، ج٤، ص۲۹۰.

4...... عن جابر قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ أهل الجنة يأكلون فيها ويشربون، ولا يتفلون ولا يبولون، ولا يتغوّطون و لا يمتخطون، قالوا: فما بال الطعام؟ قال: جشاء ورشح كرشح المسك)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة الجنة ... إلخ، الحديث: ۲۸۳۵، ص۱۵۲۰.

وفي رواية "المسند": الحديث: ۱۹۲۸۹، ج۷، ص ۷٦: فإنّ الذي يأكل ويشرب تكون له الحاجة، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((حاجة أحدهم عرق يفيض من جلودهم مثل ريح المسك فإذا البطن قد ضمر)).

کھانے، پینے، جماع کی طاقت دی جائے گی۔ [1] ہر وقت زبان سے تسبیح و تکبیر بہ قصد اور بلا قصد مثل سانس کے جاری ہوگی۔ [2] کم سے کم ہر شخص کے سرہانے دس ہزار خادم کھڑے ہونگے، خادموں میں ہر ایک کے ایک ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سونے کا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی [3]، جتنا کھاتا جائے گا لذت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوگی، ہر نوالے میں ستّر مزے ہوں گے، ہر مزہ دوسرے سے ممتاز، وہ معاً محسوس ہوں گے، ایک کا احساس دوسرے سے مانع [4] نہ ہوگا، جنتیوں کے نہ لباس پرانے پڑیں گے، نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔ [5]

پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا، اُن کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند اور دوسرا گروہ جیسے کوئی نہایت روشن ستارہ، جنتی سب ایک دل ہوں گے، ان کے آپس میں کوئی اختلاف و بغض نہ ہوگا، ان میں ہر ایک کو حورِ عین میں کم سے کم دو بیبیاں ایسی ملیں گی کہ ستّر ستّر جوڑے پہنے ہوں گی، پھر بھی ان لباسوں اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز

---

1 ...... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده! إنّ أحدهم ليُعطى قوة مائة رجل في المطعم والمشرب والشهوة والجماع)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٩٢٨٩-١٩٣٣٣، ج٧، ص٧٦ و٨٤.

2 ...... ((يلهمون التسبيح والتكبير، كما يلهمون النفس)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفات الجنة... إلخ، الحديث: ٢٨٣٥، ص١٥٢١.

وفي "فتح الباري"، ج٧، ص٢٦٧، تحت قول: يسبحون الله بكرة وعشيا : (عند مسلم بقوله: "يلهمون التسبيح والتكبير كما يلهمون النفس" ووجه التشبيه أنّ تنفس الإنسان لا كلفة عليه فيه ولا بد له منه، فجعل تنفسهم تسبيحا، وسببه أنّ قلوبهم تنوّرت بمعرفة الرب سبحانه وامتلأت بحبّه، ومن أحب شيئا أكثر من ذكره).

3 ...... عن أنس بن مالك رضي الله عنه يرفعه قال: ((إنّ أسفل أهل الجنة أجمعين من يقوم على رأسه عشرة آلاف خادم، مع كل خادم صحفتان، واحدة من فضة وواحدة من ذهب، في كل صحفة لون ليس في الأخرى مثلها، يأكل من آخره كما يأكل من أوّله، يجد لآخره من اللذّة والطعم ما لا يجد لأوّله)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ٧٠، ج٤، ص٢٩١.

و"حلية الأولياء"، الحديث: ٨٢٤٦، ج٦، ص ١٨٨.

4 ...... روکنے والا۔

5 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((من يدخل الجنة ينعم لا يبأس، لا تبلى ثيابه ولا يفنى شبابه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في دوام نعيم أهل... إلخ، الحديث: ٢٨٣٦، ص١٥٢١.

دکھائی دے گا، جیسے سفید شیشے میں شراب سُرخ دکھائی دیتی ہے [1] اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے انھیں یاقوت سے تشبیہ دی اور یاقوت میں سوراخ کرکے اگر ڈوراڈالا جائے تو ضرور باہر سے دکھائی دے گا۔ [2] آدمی اپنے چہرے کو اس کے رُخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف دیکھے گا اور اس پر ادنیٰ درجہ کا جو موتی ہوگا، وہ ایسا ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک روشن کردے۔ [3] اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں کے درمیان رکھے گا تو سینہ کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر سے دکھائی دے گا۔ [4] اگر جنت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو جو دیکھے بے ہوش ہو جائے، اور لوگوں کی نگاہیں اس کا تحمل نہ کر سکیں [5]،

---

1 ...... عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: ((أوّل زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، والذين على آثارهم كأحسن كوكب دري في السماء إضاءة، قلوبهم على قلب رجل واحد، لا تباغض بينهم ولا تحاسد، لكل امرئ زوجتان من الحور العين يرى مخ سوقهن من وراء العظم واللحم)).

"صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنّها مخلوقة، الحديث: ٣٢٥٤، ج٢، ص٣٩٣.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني: عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لكل رجل منهم زوجتان من الحور العين على كل زوجة سبعون حلة يرى مخ سوقهما من وراء لحومهما وحللهما كما يرى الشراب الأحمر في الزجاجة البيضاء))، الحديث: ١٠٣٢١، ج١٠، ص١٦٠-١٦١.

2 ...... عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ المرأة من نساء أهل الجنة ليرى بياض ساقها من وراء سبعين حلة حتى يرى مخها وذلك بأنّ الله تعالى يقول: ﴿كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾ [الرحمن: ٥٨] فأمّا الياقوت فإنّه حجر لو أدخلت فيه سلكا، ثم استصفيته لأريته من ورائه)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة نساء أهل الجنة، الحديث: ٢٥٤١، ج٤، ص٢٣٩.

3 ...... عن أبي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الرجل ليتكيء في الجنة سبعين سنةً قبل أن يتحول، ثم تأتيه امرأته فتضرب على منكبيه، فينظر وجهه في خدّها أصفى من المرآة، وإنّ أدنى لؤلؤة عليها تضيء مابين المشرق والمغرب)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٧١٥، ج٤، ص١٥٠.

4 ...... ((ثم يضع يده بين كتفيها ثم ينظر إلى يده من صدرها من وراء ثيابها وجلدها ولحمها)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٦، ج٤، ص٢٩٨.

5 ...... عن شريح بن عبيد رضي الله عنه قال: قال كعب: ((لو أنّ ثوباً من ثياب أهل الجنة لبس اليوم في الدنيا لصعق من ينظر إليه وما حملته أبصارُهم)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ثيابهم وحللهم، الحديث: ٨٤، ج٤، ص٢٩٤.

مرد جب اس کے پاس جائے گا اسے ہر بار کوآری [1] پائے گا، مگر اس کی وجہ سے مرد وعورت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی [2]، اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اُس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہوجائے۔ [3] اور ایک روایت ہے کہ اگر جنت کی عورت سات سمندروں میں تھوکے تو وہ شہد سے زیادہ شیریں ہوجائیں۔ [4]

جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی [5] دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی، مگر اُن کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہوگا [6]، وہ ایسی خوش گلو ہوں گی کہ مخلوق نے ویسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اور یہ بھی گائیں گی: کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، کبھی نہ مریں گے، ہم چین والیاں ہیں، کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گے، ہم راضی ہیں ناراض نہ ہوں گے، مبارک باد اس کے لیے جو ہمارا اور ہم اس کے ہوں۔ [7] سر کے بال اور پلکوں اور بھوؤں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، سب بے ریش ہوں گے، سُرمگیں آنکھیں، تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے [8]، . . . .

---

1 ...... یعنی: کنواری۔

2 ...... ((ولا يأتيها مرة إلّا وجدها عذراء ما يفتر ذكره ولا يشتكي قبلها)). "الترغيب والترهيب"، الحديث: ٩٦، ج٤، ص٢٩٨.

3 ...... عن أنس بن مالك رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لو أنّ حوراء بزقت في بحر لعذب ذلك البحر من عذوبة ريقها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٨، ج٤، ص٢٩٩.

4 ...... عن ابن عباس موقوفاً قال: ((لو أنّ امرأة من نساء أهل الجنة بصقت في سبعة أبحر لكانت تلك الأبحر أحلى من العسل)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٩، ج٤، ص٢٩٩.

5 ...... یعنی پیروں کی طرف۔

6 ...... عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ما من عبد يدخل الجنة إلّا [ويجلس] وعند رأسه وعند رجليه ثنتان من الحور العين يغنيان بأحسن صوت سمعه الإنس والجن، وليس بمزامير الشيطان، ولكن بتحميد الله وتقديسه)).

"مجمع الزوائد"، الحديث: ١٨٧٥٩، ج١٠، ص٧٧٤. و"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٧٤٧٨، ج٨، ص٩٥.

7 ...... عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ في الجنة لمجتمعًا للحور العين يرفعن بأصوات لم يسمع الخلائق مثلها، قال: يقلن: نحن الخالدات فلا نبيد، ونحن الناعمات فلا نبأس، ونحن الراضيات فلا نسخط، طوبى لمن كان لنا وكنّا له)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في كلام حورالعين، الحديث: ٢٥٧٣، ج٤، ص٢٥٥.

8 ...... عن معاذ بن جبل أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يدخل أهل الجنة الجنة جرداً مرداً مكحّلين أبناء ثلاثين أو ثلاث وثلاثين سنة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في سن أهل الجنة، الحديث: ٢٥٥٤، ج٤، ص٢٤٤.

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يدخل أهل الجنة مرداً بيضاً جعاداً مكحّلين أبناء ثلاث وثلاثين ...إلخ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٩٣٨٦، ج٣، ص٣٩٣.

وفي رواية: قال نبي الله صلى الله عليه وسلم: ((يبعث المؤمنون يوم القيامة جرداً مرداً مكحّلين بني ثلاثين سنة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٢٠٨٥، ج٨، ص٢٣٧.

کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گے۔ [1] ادنیٰ جنتی کے لیے اَسّی ہزار خادم اور بہتّر بیبیاں ہوں گی اور اُن کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان روشن کردے [2] اور اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع [3] اور پوری عمر (یعنی تیس سال کی)، خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔ [4] جنت میں نیند نہیں، کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔ [5] جنتی جب جنت میں جائیں گے ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا اور اس کے فضل کی حد نہیں۔ پھر اُنھیں دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرشِ الٰہی ظاہر ہوگا اور رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے، نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زَبرجَد کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور اُن میں کا ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی نہیں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے، کہ ایک کا دیکھنا

---

1 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((من مات من أهل الجنة من صغير أو كبير يردون بني ثلاثين في الجنة لا يزيدون عليها أبدا)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى... الخ، الحديث: ٢٥٧١، ج٤، ص ٢٥٤.

2 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أدنى أهل الجنة منزلة الذي له ثمانون ألف خادم واثنتان وسبعون زوجة))... وقال: ((إنّ عليهم التيجان إنّ أدنى لؤلؤة منها لتضيء ما بين المشرق والمغرب)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧١، ج٤، ص٢٥٤.

3 ...... بچے کا ماں کے پیٹ میں ٹھہرنا اور اس کی پیدائش۔

4 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((المؤمن إذا اشتهى الولد في الجنة كان حمله ووضعه وسنّه في ساعة كما يشتهي)). وقال إسحاق بن ابراهيم في هذا الحديث: إذا اشتهى المؤمن في الجنة الولدَ كان في ساعة ولكن لا يشتهي. "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧٢، ج٤، ص٢٥٤، و"مشكاة"، ج٢، ص٣٣٥.

وفي "المرقاة"، ج٩، ص٦١٤، تحت الحديث: ((المؤمن إذا اشتهى الولد في الجنة)) أي: فرضاً وتقديراً، ((كان حمله)) أي: حمل الولد ((ووضعه وسنه)) أي: كمال سنه وهو الثلاثون سنة ((في ساعة))؛ لأنّ الانتظار أشدّ من الموت ولا موت في الجنّة ولا حزن ((كما يشتهي)) من أن يكون ذكراً أو أنثى ونحو ذلك. وقال اسحاق بن ابراهيم: في هذا الحديث دلالةٌ على أنّه إذا اشتهى المؤمن في الجنة الولد كان في ساعة، أي: حصل الولد في ساعة، ولكن لا يشتهي، فقوله: "ولكن" هو المقول حقيقة.

5 ...... ((النوم أخو الموت، وأهل الجنة لا ينامون)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٩١٩، ج١، ص٢٦٦.

دوسرے کے لیے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلّی فرمائے گا، ان میں سے کسی کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے، جس دن تُو نے ایسا ایسا کیا تھا...؟! دنیا کے بعض معاصی یاد دلائے گا، بندہ عرض کرے گا: تو اے رب! کیا تُو نے مجھے بخش نہ دیا؟ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تُو اِس مرتبہ کو پہنچا، وہ سب اسی حالت میں ہونگے کہ اَبر چھائے گا اور اُن پر خوشبو برسائے گا، کہ اُس کی سی خوشبو ان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی اور اللہ عزوجل فرمائے گا: کہ جاؤ اُس کی طرف جو میں نے تمہارے لیے عزت تیار کر رکھی ہے، جو چاہو لو، پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں، اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں گے، اُن کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے، چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا، اس کا لباس پسند کرے گا، ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے گا، میرا لباس اُس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں، پھر وہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے۔ اُن کی بیبیاں استقبال کریں گی اور مبارکباد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے، جواب دیں گے کہ پروردگار جبّار کے حضور بیٹھنا ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہوجانا سزاوار تھا۔ [1] جنتی باہم ملنا چاہیں گے

---

[1] ...... أخبر ني رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنّ أهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فيها بفضل أعمالهم، ثم يؤذن في مقدار يوم الجمعة من أيام الدنيا، فيزورون ربهم ويبرز لهم عرشه ويتبدّى لهم في روضة من رياض الجنة، فتوضع لهم منابر من نور، ومنابر من لؤلؤ ، ومنابر من ياقوت، ومنابر من زبرجد، ومنابر من ذهب، ومنابر من فضة، ويجلس أدناهم وما فيهم من دَنِيٍّ على كثبان المسك والكافور، وما يرون أنّ أصحاب الكراسيّ بأفضل منهم مجلساً)). قال أبو هريرة: قلت: يا رسول الله! وهل نرى ربنا؟ قال: ((نعم، هل تتمارون في رؤية الشمس والقمر ليلة البدر؟)) قلنا: لا، قال: ((كذلك لا تتمارون في رؤية ربكم، ولا يبقى في ذلك المجلس رجل إلّا حاضَرهُ الله محاضرةً حتى يقول للرجل منهم: يا فلان بن فلان! أتذكر يوم قلت كذا و كذا فيذكره ببعض غدراته في الدنيا، فيقول: يا رب! أفلم تغفر لي؟ فيقول: بلى فبسعة مغفرتي بلغت منزلتك هذه، فبينا هم على ذلك غشيتهم سحابة من فوقهم فأمطرت عليهم طيبا لم يجدوا مثل ريحه شيئاً قط، ويقول ربنا: قوموا إلى ما أعددتُ لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم، فنأتي سوقا قد حفّت به الملائكة ما لم تنظر العيون إلى مثله ولم تسمع الآذان، ولم يخطر على القلوب، فيحمل إلينا ما اشتهينا ليس يباع فيها ولا يشترى، وفي ذلك السوق يلقى أهل الجنة بعضهم بعضا. قال: فيقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم دَنِيٌّ فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضي آخر حديثه حتى يتخيل عليه ما هو أحسن منه، وذلك أنّه لا ينبغي لأحد أن يحزن فيها، ثم ننصرف إلى منازلنا فتتلقانا أزواجُنا فيقلنَ مرحباً وأهلاً لقد جئت وإنّ لك من الجمال أفضل ممّا فارقتنا عليه، فيقول: إنّا جالسنا اليوم ربنا الجبار، وبحقّ لنا أن ننقلب بمثل ما انقلبنا)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة، الحديث: ٢٥٥٨، ج٤، ص٢٤٦.

تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔ [1]

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔ [2] سب سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور بیبیاں اور نعیم و خدّام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے اور اُن میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہِ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرّف ہوگا۔ [3] جب جنتی جنت میں جالیں گے اللہ عزوجل اُن سے فرمائے گا: کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دوں؟ عرض کریں گے: تُو نے ہمارے مونھ روشن کیے، جنت میں داخل کیا، جہنم سے نجات دی، اس وقت پردہ کہ مخلوق پر تھا اُٹھ جائے گا تو دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انھیں کوئی چیز نہ ملی ہوگی۔ [4]

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا زِیَارَۃَ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ بِجَاہِ حَبِیْبِکَ الرَّؤُوْفِ الرَّحِیْمِ عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالتسلیمُ، امین!

---

1 ...... عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة فيشتاق الإخوان بعضهم إلى بعض فيسير سرير هذا إلى سرير هذا وسرير هذا إلى سرير هذا حتى يجتمعا جميعا...إلخ)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحديث: ١١٥، ج٤، ص٣٠٤.

2 ...... عن أبي أيوب قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم أعرابيّ فقال: يا رسول الله إني أحب الخيل أ في الجنة خيل؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن أُدخلتَ الجنة أتيت بفرس من ياقوتة له جناحان فحملتَ عليه، ثم طار بك حيث شئتَ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في صفة خيل الجنة، الحديث: ٢٥٥٣، ج٤، ص٢٤٤.

وفي رواية: عن شفي بن ماتع أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ من نعيم أهل الجنة أنّهم يتزاورون على المطايا والنجب وإنّهم يؤتون في الجنة بخيل مسرجة ملجمة لا تروث ولا تبول فيركبونها حتى ينتهوا حيث شاء الله عزوجل)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحديث: ١١٤، ج٤، ص٣٠٣.

3 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ أدنى أهل الجنة منزلة لمن ينظر إلى جنانه وزوجاته ونعيمه وخدمه وسرره مسيرة ألف سنة، وأكرمهم على الله من ينظر إلى وجهه غدوة وعشية)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب منه، الحديث: ٢٥٦٢، ج٤، ص٢٤٩.

4 ...... عن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة، قال: يقول الله تبارك وتعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ قال: فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئا أحب إليهم من النظر إلى ربهم عز وجل)).

"صحيح المسلم"، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المومنين في الآخرة...إلخ، ص١١٠، الحديث: ١٨١.

و"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في رؤية الرب تبارك وتعالى، الحديث: ٢٥٦١، ج٤، ص٢٤٨.

دوزخ کا بیان

یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت ونعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات وتصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شمہ [1] ہے اُس کی بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب وقہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف واذیت کہ اِدراک کی [2] جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا۔ قرآنِ مجید واحادیث میں جو اُس کی سختیاں مذکور ہیں، ان میں سے کچھ اِجمالاً بیان کرتا ہوں، کہ مسلمان دیکھیں اور اس سے پناہ مانگیں اور اُن اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے، جہنم کہتا ہے: اے رب! یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، تُو اس کو پناہ دے۔ [3] قرآن مجید میں بکثرت ارشاد ہوا کہ جہنم سے بچو! دوزخ سے ڈرو! [4] ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو سکھانے کے لیے کثرت کے ساتھ اُس سے پناہ مانگتے۔ [5]

جہنم کے شرارے (پھول) [6] اُونچے اُونچے محلوں کی برابر اُڑیں گے، گویا زَرد اُونٹوں کی قطار کہ پیہم آتے رہیں گے۔ [7]

---

1 ...... قلیل مقدار۔

2 ......سوچی یا سمجھی۔

3 ......عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((مااستجارعبد من النار سبع مرات في يوم إلّا قالت النار: يارب إنّ عبدك فلانا قد استجارك مني فأجره...إلخ)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ٦١٦٤، ج٥، ص٣٧٩.

4 ...... ﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴾، پ١، البقرة: ٢٤.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾، پ٢٨، التحريم: ٦.

5 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: ((أنّه كان يتعوّذ من عذاب القبر وعذاب جهنم...إلخ)).

وفي رواية: عن ابن عباس أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلّمهم هذا الدعاء كما يعلمهم السورة من القرآن، يقول: ((قولوا: اللّهم إنّا نعوذ بك من عذاب جهنم وأعوذ بك من عذاب القبر وأعوذ بك من فتنة المسيح الدجال وأعوذ بك من فتنة المحيا والممات)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، الحديث: ١٣٣ (٥٨٨-٥٩٠)، ص٢٩٨.

6 ...... چنگاریاں۔

7 ...... ﴿ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝ ﴾، پ٢٩، المرسلٰت: ٣٢ - ٣٣.

عن ابن مسعود رضي الله عنه: ﴿ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴾، قال: أما إنّي لست أقول كالشجرة ولكن كالحصون والمدائن). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٣١، ص٢٥٢.

آدمی اور پتھر اُس کا ایندھن ہے [1]، یہ جو دنیا کی آگ ہے اُس آگ کے ستّر جزوں میں سے ایک جُز ہے۔ [2] جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی، جس سے اُس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے، حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے [3]، سب سے ہلکے درجہ کا جس پر عذاب ہوگا، اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا: کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لیے تو سب فدیہ [4] میں دیدے گا؟ عرض کرے گا: ہاں! فرمائے گا: کہ جب تُو پُشتِ آدم میں تھا تو ہم نے اِس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا۔ [5] جہنم کی آگ ہزار برس تک دھونکائی گئی، یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، تو اب وہ نِری سیاہ ہے [6]، ....

---

1 ...... ﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾، پ ١، البقرة: ٢٤.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾، پ ٢٨، التحريم: ٦.

2 ...... عن أبي هريرة أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ناركم هذه ـ التي يوقد ابن آدم ـ جزء من سبعين جزءاً من حر جهنم)). "صحيح مسلم"، كتاب صفة الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في شدة حر نار جهنم...إلخ، الحديث: ٢٨٤٣، ص١٥٢٣.

3 ...... عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ أهون أهل النار عذاباً مَن له نعلان وشِراكانِ من نار، يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل، ما يرى أنّ أحداً أشد منه عذاباً، وإنّه لأهونهم عذاباً)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أهون أهل النار عذاباً، الحديث: ٣٦٤(٢١٢)، ص١٣٤.

4 ...... وہ مال یا روپیہ، جسے دے کر قیدی رہا ہو۔ "فيروز اللغات"، ص٩٨٢.

5 ...... عن أنس يرفعه: ((أنّ الله تعالى يقول لِأهونِ أهل النار عذاباً: لو أنّ لك ما في الأرض من شيء كنتَ تفتدي به؟ قال: نعم، قال: فقد سألتك ما هو أهون من هذا وأنت في صلب آدم، أن لا تشرك بي فأبيتَ إلّا الشرك)).

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذرّيته، الحديث: ٣٣٣٤، ج٢، ص ٤١٣.

6 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ٢٦٠٠، ج٤، ص٢٦٦.

وفي رواية: عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرّت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضّت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء كالليل المظلم)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٢٨، ص ٢٥١.

جس میں روشنی کا نام نہیں۔ [1] جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی: کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کی برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مرجائیں اور قسم کھا کر کہا: کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ [2] اہلِ دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے کُل کے کُل اس کی ہیبت سے مرجائیں اور بقسم بیان کیا: کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو، یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ [3] یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی سے کون واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے، پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جائے [4] مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اُس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔

---

1 ...... عن أنس رضي الله عنه قال: تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية: ﴿ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾، فقال: ((أوقد عليها ألف عام حتى احمرت، وألف عام حتى ابيضت، وألف عام حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة لا يضيء لهبها)).

وفي رواية: ((لا يطفأ لهبها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٣٠، ص ٢٥١ـ٢٥٢.

2 ...... یعنی محافظ ونگران۔

3 ...... عن عمر بن الخطاب قال: جاء جبريل إلى النبي صلى الله عليه وسلم في حين غير حينه الذي كان يأتيه فيه، فقام إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((يا جبريل ما لي أراك متغير اللون؟ فقال:......والذي بعثك بالحق لو أنّ قدر ثقب إبرة فتح من جهنم لمات من في الأرض كلّهم جميعاً من حرّه...... والذي بعثك بالحق لو أنّ خازناً من خزنة جهنم برز إلى أهل الدنيا فنظروا إليه لمات من في الأرض كلّهم من قبح وجهه ومن نتن ريحه، والذي بعثك بالحق لو أنّ حلقة من حلقة سلسلة أهل النار التي نعت الله في كتابه وضعت على جبال الدنيا لارفضّت وما تقارّت حتى تنتهي إلى الأرض السفلى))، ملتقطاً.

"مجمع الزوائد"، كتاب صفة النار، الحديث: ١٨٥٧٣، ج١٠، ص٧٠٦ـ٧٠٧. "المعجم الأوسط" للطبراني، ج٢، ص٧٨، الحديث: ٢٥٨٣.

4 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ ناركم هذه جزء من سبعين جزءاً من نار جهنم، ولولا أنها أطفئت بالماء مرتين ما انتفعتم بها، وإنّها لتدعو الله عزوجل أن لا يعيدها فيها)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣١٨، ج٤، ص٥٢٨.

دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے، حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اُس میں پھینکی جائے توستّر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی [1] اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، حالانکہ یہ پانسو [2] برس کی راہ ہے۔ [3] پھر اُس میں مختلف طبقات ووادی اور کوئیں ہیں [4]، بعض وادی ایسی ہیں کہ جہنم بھی ہر روز ستّر مرتبہ یا زیادہ اُن سے پناہ مانگتا ہے [5]، یہ خود اس مکان کی حالت ہے، اگر اس میں اور کچھ عذاب نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا! مگر کفار کی سَرزَنش کے لیے اور طرح طرح کے عذاب مہیا کیے، لوہے کے ایسے بھاری گرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گُرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن وانس جمع ہو کر اُس کو اُٹھا نہیں سکتے۔ [6] بُختی اونٹ [1] کی

---

1 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الصخرة العظيمة لتلقى من شفير جهنم فتهوي فيها سبعين عاما وما تفضي إلى قرارها)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة قعر جهنم، الحديث: ٢٥٨٤، ج٤، ص ٢٦٠.

2 ...... یعنی پانچ سو۔

3 ...... عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لو أنّ رصاصةً مثل هذه ـ وأشار إلى مثل الجُمجُمة ـ أرسلت من السماء إلى الأرض وهي مسيرة خمسمائة سنة لبلغت الأرض قبل الليل... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ٢٥٩٧، ج٤، ص٢٦٥.

4 ...... كان من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من قدمائهم قال: ((إنّ في جهنم سبعين ألف واد، في كلّ واد سبعون ألف شعب، في كل شعب سبعون ألف دار، في كل دار سبعون ألف بيت، في كل بيت سبعون ألف بئر... إلخ)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أوديتها وجبالها، الحديث: ٤٠، ج٤، ص٢٥٤.

5 ...... عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وادٍ في جهنم تتعوذ منه جهنم كلّ يوم سبعين مرة... إلخ)).

"البعث والنشور" للبيهقي، الحديث: ٤٦٤، ج١، ص٣٩٨. "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترهيب من النار... إلخ، الحديث: ٣٧، ج٤، ص٢٥٣.

وفي رواية: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وادٍ في جهنم يتعوّذ منه جهنّم كل يوم أربعمائة مرة... إلخ)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب الانتفاع بالعلم والعمل، الحديث: ٢٥٦، ج١، ص١٦٧.

وفي رواية: "المعجم الكبير" للطبراني، عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ في جهنم لوادياً يستعيذ جهنم من ذلك الوادي في كل يوم أربعمائة مرة)). الحديث: ١٢٨٠٣، ج١٢، ص١٣٦.

6 ...... عن أبي سعيد خدري رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنّه قال: ((لو أنّ مقمعاً من حديد وضع في الأرض، فاجتمع له الثقلان ما أقلّوه من الأرض)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٢٣٣، ج٤، ص٥٨.

1 ...... ایک قسم کے اونٹ ہیں، جو سب اونٹوں سے بڑے ہوتے ہیں۔

گردن برابر بچھو اور اللہ (عزوجل) جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی سوزش، درد، بے چینی ہزار برس تک رہے[1]، تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ[2] کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا، کہ مونھ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔[3] سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔[4]

جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی[5]، خاردار تھوہڑ[6] کھانے کو دیا جائے گا[7]، وہ ایسا ہوگا کہ

---

1 ...... لم نفز بتخريج عبارة المتن ولكن وجدنا الحديث في "المسند" للإمام أحمد: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ في النار حيّات كأمثال أعناق البخت تلسع إحداهنّ اللسعة فيجد حموتها أربعين خريفاً، وإنّ في النار عقارب كأمثال البغال الموكفة تلسع إحداهنّ اللسعة فيجد حموتها أربعين سنة)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث:١٧٧٢٩، ج٦، ص٢١٧.

2 ...... جلی ہوئی تہ۔

3 ...... ﴿ وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَؕ ﴾، پ١٥، الكهف: ٢٩.

في رواية "سنن الترمذي" عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله: ﴿ كَالْمُهْلِ ﴾، قال: ((كعكر الزيت، فإذا قرّبه إلى وجهه سقطت فروةُ وجهه فيه)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ٢٥٩٠، ج٤، ص٢٦١.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٦٧٢، ج٤، ص١٤١.

4 ...... ﴿ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُۚ ﴾ پ ١٧، الحج:١٩.

في "تفسير الطبري"، ج٩، ص١٢٥: عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ((إنّ الحميم ليُصبّ على رؤوسهم)). و"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب، الحديث:٢٥٩١، ج٤، ص٢٦٢.

5 ...... ﴿ وَ یُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ﴾، پ١٣، ابراهيم : ١٦.

في "الدر المنثور"، ج٥، ص١٥، تحت الآية، عن قتادة رضي الله عنه في قوله: ﴿وَیُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ﴾، قال:(ماء يسيل من بين لحمه وجلده).

6 ...... ایک قسم کا خاردار زہریلا درخت جس میں سے دودھ نکلتا ہے۔ "فرهنك آصفيه"، ج١، ص٦٤٨.

7 ...... ﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِۙ طَعَامُ الْاَثِیْمِۚۛ﴾، پ٢٥، الدخان: ٤٣ ـ ٤٤.

﴿ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ ﴾ پ٢٩، المزمل:١٣. في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية، عن مجاهد قوله: ﴿ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ ﴾، قال: (شجرة الزقوم). ج١٢، ص٢٨٩.

اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش و بدبُو تمام اہلِ دنیا کی معیشت برباد کر دے [1] اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا [2]، اس کے اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے، اُن کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ مونھ کے قریب آتے ہی مونھ کی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی، اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا [3] اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی [4]، پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے تونس [5] کے مارے ہوئے اونٹ [6]، پھر کفار جان سے عاجز آکر باہم مشورہ کر کے مالک علیہ الصلاۃ والسلام داروغۂ جہنم [7] کو پکاریں گے: کہ اے مالک (علیہ الصلاۃ والسلام)! تیرا رب ہمارا قصہ تمام کر دے، مالک علیہ الصلاۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار برس کے بعد فرمائیں گے: مجھ سے کیا کہتے ہو،

---

1 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((لو أنّ قطرة من الزقوم قطرت في دار الدنيا لأفسدت على أهل الدنيا معايشهم، فكيف بمن يكون طعامه)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ٢٥٩٤، ج٤، ص٢٦٣.

2 ...... في "تفسير الطبري"، ج١٢، ص٢٨٩: عن ابن عباس، في قوله: ﴿ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ ﴾ قال: (شوك يأخذ بالحلق، فلا يدخل ولا يخرج).

3 ...... ﴿ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ ﴾. پ١٥، الكهف: ٢٩.

عن أبي الدرداء قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((يلقى على أهل النار الجوع، فيعدل ما هم فيه من العذاب، فيستغيثون فيغاثون بطعام من ضريع، لا يسمن ولا يغني من جوع، فيستغيثون بالطعام فيغاثون بطعام ذي غصة، فيذكرون أنّهم كانوا يجيزون الغصص في الدنيا بالشّراب فيستغيثون بالشراب، فيدفع إليهم الحميم بكلاليب الحديد، فإذا دنت من وجوههم شوّت وجوههم، فإذا دخلت بطونهم قطّعت ما في بطونهم... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة طعام أهل النار، الحديث: ٢٥٩٥، ج٤، ص٢٦٤.

4 ...... في "تفسير الطبري" پ١٣، ابراهيم: ١٦-١٧، ج٧، ص٤٣٠، عن أبي أمامة، عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم في قوله: ﴿ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ ﴾، فإذا شربه قَطَّع أمعاءَه حتى يخرج من دُبره، يقول اللّٰہ عز وجل: ﴿ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴾، ويقول: ﴿ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ ﴾.

5 ...... یعنی انتہائی شدید پیاس۔

6 ...... عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما في قوله: ﴿ شُرْبَ الْهِيمِ ﴾، قال: كشرب الإبل العطاش).

وفي رواية: عن مجاهد في قوله تعالى: ﴿ شُرْبَ الْهِيمِ ﴾، قال: شرب الهيم هو داء يكون في الإبل تشرب ولا تروى).

"البدور السافرة" للسيوطي، باب طعام أهل النار وشرابهم، الحديث: ١٤٤٦، ص٤٢٨.

7 ...... جہنم کے محافظ۔

اُس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے!، ہزار برس تک رب العزت کو اُس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے، وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا، اس کے بعد فرمائے گا تو یہ فرمائے گا: ''دُور ہو جاؤ! جہنم میں پڑے رہو! مجھ سے بات نہ کرو!'' اُس وقت کفّار ہر قسم کی خیر سے نا اُمید ہو جائیں گے [(1)] اور گدھے کی آواز کی طرح چلّا کر روئیں گے [(2)]، ابتداءً آنسو نکلے گا، جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہو گا کہ اگر اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ [(3)]

جہنمیوں کی شکلیں ایسی کریہ ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اُسی صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبُو کی وجہ سے مرجائیں۔ [(4)] اور جسم ان کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانہ سے دوسرے تک تیز سوار کے لیے تین۳ دن کی راہ ہے۔ [(5)]

---

(1)...... فيقولون: ادعوا مالكاً، فيقولون: ﴿ يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ﴾، قال: فيجيبهم ﴿ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴾ [الزخرف:٧٧] قال الأعمش: نُبِّئتُ أنّ بين دعائهم وبين إجابة مالك إياهم ألف عام، قال: فيقولون: ادعوا ربكم فلا أحد خير من ربكم، فيقولون: ﴿ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۞ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۞ ﴾ قال: فيجيبهم ﴿ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴾ [المؤمنون: ١٠٦-١٠٨] قال: فعند ذلك يئسوا من كل خير.

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة طعام أهل النار، الحديث:٢٥٩٥، ج٤، ص٢٦٤.

(2)...... قال: (فو الله ما نبس القوم بعدها بكلمة وما هو إلّا الزفير والشهيق في نار جهنم، فشبه أصواتهم بأصوات الحمير أوّلها زفير وآخرها شهيق). "شرح السنة"، كتاب الفتن، باب صفة النار وأهلها، الحديث: ٤٣١٦، ج٧، ص٥٦٥-٥٦٦.

(3)...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يرسل البكاء على أهل النار، فيبكون حتى ينقطع الدموع ثم يبكون الدم حتى يصير في وجوههم كهيئة الأخدود لو أرسلت فيه السفن لجرت)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٤، ج٤، ص٥٣١.

(4)...... عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: ((لو أنّ رجلا من أهل النار أخرج إلى الدنيا لمات أهل الدنيا من وحشة منظره، ونتن ريحه)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في عظم أهل النار...إلخ، الحديث: ٦٨، ج٤، ص٢٦٣.

(5)...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((مابين منكبي الكافر مسيرة ثلاثة أيام للراكب المسرع)).

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٥١، ج٤، ص٢٦٠.

ایک ایک داڑھ اُحد کے پہاڑ برابر ہوگی [1]، کھال کی موٹائی بیالیس ذراع [2] کی ہوگی [3]، زبان ایک کوس [4] دو کوس تک مونھ سے باہر گھسٹتی ہوگی کہ لوگ اس کو روندیں گے [5]، بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک [6] اور وہ جہنم میں مونھ سکوڑے ہوں گے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر بیچ سر کو پہنچ جائے گا اور نیچے کا لٹک کر ناف کو آ لگے گا۔ [7]

ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل اَحسنِ تقویم [8] ہے [9] اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے، کہ اُس کے محبوب کی شکل سے مشابہ ہے، بلکہ جہنمیوں کا وہ حُلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا، پھر آخر میں کفار کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قد برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کریں گے، پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قُفل [10] لگایا جائے گا، پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگایا جائے گا، پھر اِسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اب ہر

---

1 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ضرس الكافر مثل أحد)).
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٨٤١٨، ج٣، ص٢٣١.

2 ...... یعنی بیالیس ہاتھ۔

3 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ غلظ جلد الكافر اثنان وأربعين ذراعا)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث:٢٥٨٦، ج٤، ص٢٦٠.

4 ...... یعنی راستہ کی حدِ معین کا نام جس کی مقدار بعض کے نزدیک چار ہزار گز اور بعض کے نزدیک تین ہزار گز ہے۔ "فرهنك آصفيه"، ج٣، ص٥٩٠.

5 ...... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الكافر ليسحب لسانه الفرسخ والفرسخين يتوطّأه الناس)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ٢٥٨٩، ج٤، ص٢٦١.

6 ...... ((وإنّ مجلسه من جهنم كما بين مكة والمدينة)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ٢٥٨٦، ج٤، ص٢٦٠.

7 ...... عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((﴿ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴾ [المؤمنون:١٠٤] قال: تشويه النار فتقلّص شفتُه العليا حتى تبلغ وسط رأسه وتسترخي شفتُه السفلى حتى تضرب سرّته)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة الطعام أهل النار، الحديث: ٢٥٩٦، ج٤، ص٢٦٤.

8 ...... اچھی صورت۔

9 ...... ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴾ پ٣٠، التين: ٤. "بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا"۔ (ترجمۂ "کنزالایمان")۔

10 ...... تالا۔

کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا[1]، اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لیے عذاب ہے۔

جب سب جنّتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا ہے، اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لاکر کھڑا کریں گے، پھر مُنادی[2] جنت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو، پھر جہنمیوں کو پکارے گا، وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہوجائے، پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، وہ ذبح کردی جائے گی اور کہے گا: اے اہلِ جنت! ہمیشگی ہے، اب مرنا نہیں اور اے اہلِ نار! ہمیشگی ہے، اب موت نہیں، اس وقت اُن کے لیے خوشی پر خوشی ہے اور اِن کے لیے غم بالائے غم۔[3]

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

---

1 ...... عن سويد بن غفلة رضي الله عنه قال: ((إذا أراد الله أن يُنسى أهل النار جعل للرجل منهم صندوقا على قدره من نار لا ينبض منه عِرق إلّا فيه مسمار من نار، ثم تضرم فيه النار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار ثم يقفل، ثم يلقى أو يطرح في النار فذلك قوله: ﴿ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۚ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴾ [الزمر:١٦] وذلك قوله: ﴿ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾ [الأنبياء: ١٠٠] قال: فما يرى أنّ في النار أحداً غيره)).
"البعث والنشور" للبيهقي، ج٢، ص٦١، الحديث: ٥٢٤. "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترهيب من النار أعاذنا الله... إلخ، الحديث: ٩٢، ج٤، ص٢٦٨.

2 ...... پکارنے والا

3 ...... في رواية "البخاري": كتاب الرقاق: عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا صار أهل الجنة إلى الجنة وأهل النار إلى النار جيء بالموت حتى يجعل بين الجنة والنار...... ، وفي رواية "البخاري": كتاب التفسير:...... يؤتى بالموت كهيئة كبش أملح، فينادي مناد: يا أهل الجنة،...... وفي رواية "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد،...... يا أهل الجنة فيطّلعون خائفين وجلين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، ثم يقال: يا أهل النار فيطّلعون مستبشرين فرحين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، فيقال: هل تعرفون هذا؟ قالوا: نعم، هذا الموت...... وفي رواية "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، ......فيذبح، ثم يقول: يا أهل الجنة خلود فلا موت، ويا أهل النار خلود فلا موت...... وفي رواية "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق: ...... فيزداد أهل الجنة فرحاً إلى فرحهم، ويزداد أهل النار حزناً إلى حزنهم)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج٤، ص٢٦٠، الحديث: ٦٥٤٨. "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، ج٣، ص٢٧١، الحديث: ٤٧٣٠. و"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٧، ج٤، ص٥٣٢.

ایمان و کفر کا بیان

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا[1]، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔[2] عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علما میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں[3]، نہ وہ کہ کوردہ[4] اور جنگل اور پہاڑوں

---

1 ...... في "شرح العقائد النسفية": (إنّ الإيمان في الشرع هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالى، أي: تصديق النبي بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالى). "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإيمان، ص ١٢٠.

في "المسامرة" و"المسايرة"، الكلام في متعلق الإيمان، ص ٣٣٠: (الإيمان (هو التصديق بالقلب فقط)، أي: قبول القلب وإذعانه لما علم بالضرورة أنّه من دين محمد صلى الله عليه وسلم بحيث تعلمه العامة من غير افتقار إلى نظر ولا استدلال كالوحدانية والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلاة والزكاة وحرمة الخمر ونحوها، ويكفي الإجمال فيما يلاحظ إجمالاً كالإيمان بالملائكة والكتب والرسل، ويشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلا كجبريل وميكائيل وموسى وعيسى والتوراة والإنجيل، حتى إنّ من لم يصدق بواحد معين منها كافر (و) القول بأن مسمى الإيمان هذا التصديق فقط (هو المختار عند جمهور الأشاعرة وبه قال الماتريدي).

"الأشباه والنظائر"، الفن الثاني، كتاب السير، ص١٥٩.

"البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص ٢٠٢.

"الدر المختار" كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٢.

2 ...... في "الهندية"، كتاب السير، الباب في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٣: (إذا لم يعرف الرجل أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم؛ لأنّه من الضروريات).

"الأشباه والنظائر"، الفن الثاني، كتاب السير، ص١٦١.

3 ...... وفسرت الضروريات بما يشترك في علمه الخواص والعوام، **أقول**: المراد العوام الذين لهم شغل بالدين واختلاط بعلمائه... إلخ. "الفتاوى الرضوية"، كتاب الطهارة، باب الوضوء، ج١، ص١٨١.

4 ...... یعنی کم آباد اور چھوٹا گاؤں، جسے کوئی نہ جانتا ہو اور نہ ہی وہاں تعلیم کا کوئی سلسلہ ہو۔

کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔

عقیدہ ۱ اصلِ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے [1]، اعمالِ بدن تو اصلاً جزوِ ایمان نہیں [2]، رہا اقرار، اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عنداللہ [3] مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اُس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکامِ دنیا میں کافر سمجھا جائے گا، نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عنداللہ مومن ہے اگر کوئی امر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔ [4]

عقیدہ ۲ مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں [5]، ....

---

1 ...... في "المسايرة": (هو التصديق بالقلب فقط).

"فتاوی رضویہ"، جلد ۱۴، ص ۱۲۴ پر ہے: (ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے)۔

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإيمان: ص ۱۲۰۔۱۲۴: (أنّ الأعمال غير داخلة في الإيمان لما مرّ من أنّ حقيقة الإيمان هو التصديق).

في "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۸۲: (والأعمال بالجوارح خارجة عن حقيقته أي: حقيقة الإيمان).

3 ...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

4 ...... في "شرح العقائد النسفية"، وشرحه "النبراس"، ص۲۵۰: ((إنّما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا) من حرمة الدم والمال وصلاة الجنازة عليه ودفنه في مقابر المسلمين وههنا مذهب ثالث وهو أنّ الإقرار ليس بركن إلّا عند الطلب فمن طلب منه الإقرار فسكت من غير عذر فهو كافر عند الله سبحانه (لما أنّ التصديق بالقلب أمر باطن لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله سبحانه وإن لم يكن مؤمناً في أحكام الدنيا) وهذا إذا لم يكن مباشراً لعلامات التكذيب وإلّا فهو كافر عند الله أيضاً خلافاً لبعضهم).

وفي "الدر المختار": والإقرار شرط لإجراء الأحكام الدنيوية بعد الاتفاق على أنّه يعتقد متى طولب به أتى به، فإن طولب به فلم يقر فهو كفر عناد). "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج۶، ص۳۴۲.

5 ...... وفي "الدر المختار": (من هزل بلفظ كفر ارتد، وإن لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد). =

کہ بلا اِکراہِ شرعی (1) مسلمان کلمۂ کفر صادر نہیں کرسکتا، وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا اِنکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔ (2)

مسئلہ ۱: اگر معاذ اللہ کلمۂ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا، یعنی اُسے مار ڈالنے یا اُس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو جو پیشتر تھا، مگر افضل جب بھی یہی ہے کہ قتل ہو جائے اور کلمۂ کفر نہ کہے۔ (3)

= وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (من هزل بلفظ كفر) أي تكلم به باختياره غير قاصد معناه، وهذا لا ينافي ما مرّ من أنّ الإيمان هو التصديق فقط أو مع الإقرار؛ لأنّ التصديق وإن كان موجوداً حقيقة لكنّه زائل حكماً؛ لأنّ الشارع جعل بعض المعاصي أمارة على عدم وجوده كالهزل المذكور، وكما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة فإنّه يكفر وإن كان مصدّقاً؛ لأنّ ذلك في حكم التكذيب كما أفاده في "شرح العقائد"، وأشار إلى ذلك بقوله: (للاستخفاف) فإن فعل ذلك استخفافاً واستهانة بالدين فهو أمارة عدم التصديق، ولذا قال في "المسايرة": وبالجملة فقد ضم إلى التصديق بالقلب، أو بالقلب واللسان في تحقيق الإيمان أمور، الإخلال بها إخلال بالإيمان اتفاقاً كترك السجود لصنم وقتل نبي والاستخفاف به، وبالمصحف والكعبة، وكذا مخالفة أو إنكار ما أجمع عليه بعد العلم به؛ لأنّ ذلك دليل على أنّ التصديق مفقود، ثم حقّق أنّ عدم الإخلال بهذه الأمور أحد أجزاء مفهوم الإيمان، فهو حينئذ التصديق والإقرار وعدم الإخلال بما ذكر، بدليل أنّ بعض هذه الأمور تكون مع تحقّق التصديق والإقرار. "رد المحتار"، ج٦، ص٣٤٣.

في "الخانية": (رجل كفر بلسانه طائعاً، وقلبه على الإيمان يكون كافراً ولا يكون عند الله تعالى مؤمناً).

"فتاوى قاضي خان"، كتاب السير، ج٢، ص٤٦٧. انظر للتفصيل "المسايرة"، ص٣٣٧-٣٥٧.

(1) ...... بغیر شرعی مجبوری کے۔

(2) ...... في "شرح العقائد النسفية"، ص١٢١: (إنّ التصديق ركن لا يحتمل السقوط أصلاً).

انظر "النبراس"، أنّ الإيمان في الشرع هو التصديق، ص٢٤٩-٢٥٠.

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: (بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو، اور عامۂ علماء فرماتے ہیں کہ: اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عند اللہ بھی کافر ہو جائے گا کہ اس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اُس کی عظمت خیال میں نہ لایا)۔

''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۵۹۳۔ وج۲۷، ص۱۲۵۔

اسی میں ہے: (جو بلا اکراہ کلمۂ کفر بکے بلا فرق نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے)۔ ''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۶۰۰۔

(3) ...... في "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٦: ((ومكره عليها) أي: على الردة، والمراد الإكراه بملجئ من قتل أو قطع عضو أو ضرب مبرّح فإنّه يرخص له أن يظهر ما أمر به على لسانه وقلبه مطمئن بالإيمان). =

مسئلہ ۲: عملِ جوارح[1] داخلِ ایمان نہیں[2]، البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافیٔ ایمان ہوں اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبۂ معظمہ کی توہین اور کسی سنّت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کُفر ہیں۔[3] ....

= وفي "التنوير" و"الدر المختار": (و) إن أكره (على الكفر) بالله تعالى أو سبّ النبي صلى الله عليه وسلم "مجمع" و"قدروي". (بقطع أو قتل رخص له أن يظهر ما أمر به) على لسانه ويوري (وقلبه مطمئن بالإيمان) ثم إن ورى لا يكفر وبانت امرأته قضاء لا ديانة، وإن خطر بباله التورية ولم يور كفر وبانت ديانة وقضاء "نوازل" و"جلالية" (ويؤجر لو صبر).

وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (ويؤجر لو صبر) أي: يؤجر أجر الشهداء لما روي أنّ خبيباً وعماراً ابتليا بذلك فصبر خبيب حتى قتل، فسماه النبي صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء وأظهر عمار وكان قلبه مطمئناً بالإيمان، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فإن عادوا فعُد))، أي: إن عاد الكفار إلى الإكراه فعد أنت إلى مثل ما أتيت به أولاً من إجراء كلمة الكفر على اللسان وقلبك مطمئن بالإيمان، ابن كمال وقصتهما شهيرة). "رد المحتار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٢٦-٢٢٨.

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني... إلخ، ج٥، ص٣٨: (وإن أكره على الكفر بالله تعالى أو سبّ النبي صلى الله عليه وسلم بقتل أو قطع، رخص له إظهار كلمة الكفر والسبّ فإن أظهر ذلك وقلبه مطمئن بالإيمان فلا يأثم وإن صبر حتى قتل كان مثابا).

1 ...... اعضاء کے عمل۔

2 ...... قد سبق تخريج هذه المسألة في العقيدة الأولى، ص١٧٣.

3 ...... في "شرح العقائد النسفية": ص١٠٩ - ١١٠ : (إنّ حقيقة الإيمان هو التصديق القلبي فلا يخرج المؤمن عن الاتصاف به إلّا بما ينافيه، ومجرد الإقدام على الكبيرة لغلبة شهوة أو حميّة أو أنفة أو كسل خصوصاً إذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو والعزم على التوبة لاينافيه نعم إذا كان بطريق الاستحلال والاستخفاف كان كفراً لكونه علامة للتكذيب ولا نزاع في أنّ من المعاصي ما جعله الشارع أمارة للتكذيب وعلم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كسجود الصنم وإلقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بكلمات الكفر ونحو ذلك مما تثبت بالأدلة أنّه كفر).

وفي "المسامرة" و"المسايرة"، ص٣٥٤ : (يكفر من استخفّ بنبي أو بالمصحف أو بالكعبة، وهو مقتضٍ لاعتبار تعظيم كلّ منها ؛ لأنّ الله جعله في رتبة عليا من التعظيم غير أنّ الحنفية اعتبروا من التعظيم المنافي للاستخفاف بما عظمه الله تعالى ما لم يعتبره غيرهم، (ولاعتبار التعظيم المنافي للاستخفاف) المذكور (كفّر الحنفية) أي: حكموا بالكفر (بألفاظ كثيرة وأفعال تصدر من المتهتكين) الذين يجترئون بهتك حرمات دينية (لدلالتها) أي: لدلالة تلك الألفاظ والأفعال (على

یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں، جیسے زُنّار[1] باندھنا، سر پر چُوٹیا[2] رکھنا، قَشْقَہ[3] لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔[4] تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو ازسرِنو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔[5]

جس چیز کی حِلّت نصِ قطعی سے ثابت ہو[6] اُس کو حرام کہنا اور جس کی حُرمت یقینی ہو اسے حلال بتانا

الاستخفاف بالدين، كالصلاة بلا وضوء عمداً، بل) قد حكموا بالكفر (بالمواظبة على ترك سنة استخفافاً بها بسبب أنّها إنّما فعلها النبي زيادة، أو استقباحها) بالجر عطفاً على المواظبة: أي: بل قد كفّر الحنفية من استقبح سنة (كمن استقبح من) إنسان (آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه أو) استقبح منه (إخفاء شاربه).

وانظر "منح الروض الأزهر"، ص١٥٢، و"رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٣.

1 ...... وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں، اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

''اردو لغت تاریخی اصول پر''، ج۱۱، ص۱۶۲۔

2 ...... وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھتے ہیں۔ "فرهنك آصفيه"، ج١، ص١٠٤.

3 ...... پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں۔ ''اردو لغت تاریخی اصول پر''، ج۱۴، ص۲۵۴۔

4 ...... في "منح الروض الأزهر" للقاري، فصل في الكفر صريحا و كناية، ص١٨٥: (ولو شد الزنار على وسطه أو وضع الغل على كتفه فقد كفر، أي: إذا لم يكن مكرهاً في فعله، وفي "الخلاصة": ولو شد الزنار قال أبو جعفر الأستروشني: إن فعل لتخليص الأسارى لا يكفر، وإلّا كفر).

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''اگر وہ وضع اُن کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت آنفاً''۔ (''فتاوی رضویہ''، جلد۲۲، ص۵۳۲)۔

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''ماتھے پر قشقہ تِلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے''۔ (''فتاوی رضویہ''، جلد۲۴، ص۵۴۹)۔

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''قشقہ ضرور شعارِ کفر ومنافیِ اسلام ہے جیسے زُنار، بلکہ اس سے زائد کہ وہ جسم سے جدا ایک ڈورا ہے جو اکثر کپڑوں کے نیچے چھپا رہتا ہے اور یہ خاص بدن پر اور بدن میں بھی کہاں چہرے پر، اور چہرے میں کس جگہ ماتھے پر جو ہر وقت چمکے اور دور سے کھلے حرفوں میں منہ پر لکھا دکھائے کہ هذا من الكافرين''۔ (''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۳۹۳)۔

5 ...... في "العقود الدرية"، باب الردة والتعزير، ج١، ص١٠١: (وقال في "البزازية": ولو ارتد ـ والعياذ بالله تعالى ـ تحرم امرأته ويجدّد النكاح بعد إسلامه ويعيد الحج... إلخ).

6 ...... جس چیز کا حلال ہونا ایسی صریح واضح اور یقینی دلیل سے ہو جس میں تاویل و توجیہ کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔

کفر ہے، جبکہ یہ حکم ضروریاتِ دین سے ہو، یا منکر اس حکمِ قطعی سے آگاہ ہو۔[1]

مسئلہ ۱: اُصولِ عقائد میں تقلید جائز نہیں بلکہ جو بات ہو یقینِ قطعی کے ساتھ ہو، خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو، اس کے حصول میں بالخصوص علمِ استدلالی[2] کی حاجت نہیں، ہاں! بعض فروعِ عقائد میں تقلید ہو سکتی ہے[3]، اِسی بنا پر خود

---

1 ...... في "منح الروض الأزهر"، استحلال المعصية، ص١٥٢: (إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلّا فلا بأن تكون حرمته لغيره أو ثبت بدليل ظنيّ، وبعضهم لم يفرّق بين الحرام لعينه ولغيره، فقال: من استحلّ حراماً وقد علم في دين النبي صلى الله عليه وسلم تحريمه كنكاح ذوي المحارم أو شرب الخمر أو أكل ميتة أو دم أو لحم خنزير من غير ضرورة فكافر).

فيه في فصل في الكفر صريحا وكناية، ص١٨٨: (ومن استحلّ حراماً وقد علم تحريمه في الدين: أي: ضرورة كنكاح المحارم أو شرب الخمر أو أكل الميتة والدم ولحم الخنزير أي: في غير حال الاضطرار ومن غير إكراه بقتل أو ضرب فظيع لا يحتمله، وعن محمد رحمه الله بدون الاستحلال ممن ارتكب كفر، أي: في رواية شاذة عنه ولعلّها محمولة على مرتكب نكاح المحارم فإنّ سياق الحال يدلّ على الاستحلال لبقية المحرمات، والله أعلم بالأحوال، قال: والفتوى على التردید إن استعمل مستحلاً كفر وإلّا، لا).

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٤٦٨: (وقيل: إنّ من أحل ما حرم الله أو حرم ما أحل الله أو جحد بشيء مما أنزل الله فقد كفر بالله وحبط عمله المتقدم).

"فتاوی رضویہ" میں ہے: "کتبِ عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیلِ حرام وتحریمِ حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جسے اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا اسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اس کی اباحت وحلت ضروریاتِ دین سے ہو یا کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منعِ خدا ورسول منع کرنے والا شریعتِ مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اور اللہ عزوجل پر بہتان اٹھاتا ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ فسقِ شدید وکبیرہ وخبیثہ ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَؕ۝﴾. اور جو کچھ تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ) یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو (یاد رکھو) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔(ت)

وقال الله تعالى (نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ت): ﴿اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾.

اللہ تعالیٰ کے ذمے وہی لوگ جھوٹا الزام لگاتے ہیں (جو در حقیقت) ایمان نہیں رکھتے (ت)۔("الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص١٧٥).

2 ...... وہ علم جو دلیل کا محتاج ہو۔

3 ...... في "تفسير روح البيان"، پ١٧، الأنبياء، تحت الآية: ٥٣-٥٤، ج٥، ص٤٩١: ﴿قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝﴾ واعلم أنّ التقليد قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز

اہلِ سنّت میں دو گروہ ہیں: ''ماتُرِیدیہ'' کہ امام علم الہدیٰ.......................

في أصول الدين والاعتقاديات بل لا بدّ من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذى اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤوا به حقاً من غير دليل؛ لأنّ النبي عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكنّه يأثم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه).

وفي "تفسير روح البيان"، پ٢٥، الزخرف، تحت الآية: ٢٢: ﴿ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ۝ ﴾ ج٨، ص٣٦١: وفيه ذم للتقليد وهو قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز في أصول الدين والاعتقاديات بل لا بد من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذي اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤا به حقاً من غير دليل؛ لأنّ النبي عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكنّ المقلد يأثم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه، والمقصود من الاستدلال هو الانتقال من الأثر إلى المؤثر ومن المصنوع إلى الصانع تعالى بأي وجه كان، لا ملاحظة الصغرى والكبرى وترتيب المقدمات للإنتاج على قاعدة المعقول فمن نشأ في بلاد المسلمين وسبح الله عند رؤية صنائعه فهو خارج عن حد التقليد كما في فصل الخطاب والعلم الضروري أعلى من النظري؛ إذ لا يزول بحال وهو مقدمة الكشف والعيان وعند الوصول إلى الشهود لا يبقى الاحتياج إلى الواسطة.

''فتاوی رضویہ''، ج۲۹، ص۲۱۵ میں ہے: ''جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں کتاب، سنت، اجماع، قیاس، عقائد میں چار اصول ہیں کتاب، سنت، سوادِ اعظم، عقلِ صحیح، تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً، اہل سنت ہی سوادِ اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوالِ آئمہ سے استناد اسی معنیٰ پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس بیس علماء کبار ہی سہی اگر جمہور و سوادِ اعظم کے خلاف لکھیں گے اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں، اس دلیل یعنی سوادِ اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت کرے عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سوادِ اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بدمذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگر چہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بدمذہب ملا کر بھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکتے للہ الحمد۔

فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگر چہ وہ اپنی رائے میں کتاب وسنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اگر چہ مجتہد کو اس کا ناسخ نہ معلوم ہو یونہی اجماع امت تو شئ عظیم ہے سوادِ اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے کتاب وسنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے حق سوادِ اعظم کے ساتھ ہے اور ایک معنیٰ پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سوادِ اعظم کا اتفاق کسی برہانِ صحیح عقلی کے

حضرت ابومنصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1] کے متبع ہوئے اور ''اَشاعرہ'' کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ[2] کے تابع ہیں، یہ دونوں جماعتیں اہلِ سنّت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔[3] اِن کا خلاف ہویہ گنتی کے جملے ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ بہت نافع وسودمند، فعضوا علیھا بالنواجذ (پس ان کو مضبوطی سے داڑھوں کے ساتھ پکڑ لو۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم''۔

1 ...... آپ علیہ الرحمۃ کا نام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''امام المتکلمین'' اور ''امام الھدیٰ'' کے لقب سے مشہور ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عقائدِ مسلمین کی وضاحت اور باطل عقیدہ والوں کی تردید میں کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: ''کتاب التوحید''، ''کتاب المقالات''، ''کتاب ردّ دلائل الکعبی'' اور ''کتاب تاویلات القرآن''، آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو''سمرقند'' کے ایک محلّہ ''ماترید'' کی طرف نسبت کی وجہ سے''ماتریدی'' کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۳۳ ہجری میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سمرقند میں ہے۔ ("الفوائد البھیة"، ص ۲۵۵، "ھدیة العارفین"، ج۲، ۳۶۔۳۷، "معجم المؤلفین"، ج ۳، ص ۶۹۲).

2 ...... آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن عبداللہ بن بلال ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب صحابیٔ رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر متکلمینِ اہلِ سنت کے رئیس ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کو ''اشاعرہ'' کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ''الفصول فی الرد علی الملحدین والخارجین عن الملة''، ''الرد علی المجسمة''، ''کتاب مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین''، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۲۴ ہجری میں بغداد میں ہوا۔

("النبراس"، ص ۲۰، "سیر أعلام النبلاء"، ج ۱۱، ص ۵۴۱ "معجم المؤلفین"، ج۲، ص ۴۰۵، "الأعلام" للزرکلي، ج ۴، ص ۲۶۳).

3 ...... في "البریقة المحمودیة"، الباب الأول، النوع الثاني، ج ۱، ص ۲۰۰: (عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ تعالی عنھما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((لیأتین علی أمتي ما أتی علی بني إسرائیل حذو النعل بالنعل حتی إن کان منھم من أتی أمه علانیة لکان في أمتي من یصنع ذلك وإنّ بني إسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق أمتي علی ثلاث وسبعین ملة کلھم في النار إلاّ ملة واحدة)) قالوا: ومن ھي یا رسول اللّٰہ قال: ((ما أنا علیه وأصحابي)) وھي أھل السنة والجماعة من الماتریدیة والأشاعرة، فإن قیل: کل فرقة تدعي أنّھا أھل السنة والجماعة، قلنا: ذلك لا یکون بالدعوی بل بتطبیق القول والفعل وذلك بالنسبة إلی زماننا إنّما یمکن بمطابقة صحاح الأحادیث ککتب الشیخین وغیرھما من الکتب التي أجمع علی وثاقتھا کما في "المناوي"، فإن قیل: فما حال الاختلاف بین الأشاعرة والماتریدیة؟ قلنا: لاتحاد أصولھما لم یعد مخالفة معتدة؛ إذ خلاف کل فرقة لا یوجب تضلیل الأخری ولا تفسیقھا فعدتا ملة واحدة، وأمّا الخلاف في الفرعیات وإن کان کثرة اختلاف صورة لکن مجتمعة في عدم مخالفة الکل کتاباً نصاً ولا سنة قائمةً ولا إجماعاً ولا قیاساً صحیحاً عنده وأنّ الکل صارف غایةَ جھدِہ وکمالَ وسعِه في إصابة السنّة وإن أخطأ بعضٌ لقوّة خفاء الدلیل، ولھذا یعذر ویُعفی بل یؤجر، قال المناوي في "شرح الجامع": عدّ ھذا الحدیث المؤلّف من المتواتر). =

اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے، کہ دونوں اہلِ حق ہیں، کوئی کسی کی تضلیل وتفسیق نہیں کر سکتا۔ (1)

مسئلہ ۲: ایمان قابلِ زیادتی ونقصان نہیں، اس لیے کہ کمی بیشی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق، کَیف یعنی ایک حالتِ اِذعانیہ۔ (2) بعض آیات میں ایمان کا زیادہ ہونا جو فرمایا ہے اُس سے مراد مُؤمَن به و مُصدَّق به ہے، یعنی جس پر ایمان لایا گیا اور جس کی تصدیق کی گئی کہ زمانۂ نزولِ قرآن میں اس کی کوئی حد معیّن نہ تھی، بلکہ احکام نازل ہوتے رہتے اور جو حکم نازل ہوتا اس پر ایمان لازم ہوتا، نہ کہ خود نفسِ ایمان بڑھ گھٹ جاتا ہو، البتہ ایمان قابلِ شدّت وضعف ہے کہ یہ کَیف کے عوارض سے ہیں۔ (3) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تنہا ایمان

= في "شرح المقاصد"، الفصل الثالث: في الأسماء والأحكام، المبحث الثامن حكم المؤمن والكافر والفاسق، ج٣، ص٤٦٤ـ٤٦٥: (والمشهور من أهل السنة في ديار "خراسان" و"العراق" و"الشام" وأكثر الأقطار هم الأشاعرة أصحاب أبي الحسن، علي بن إسماعيل بن إسحٰق بن سالم بن إسماعيل بن عبد الله بن بلال بن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أول مَن خالف أبا علي الجبائي، ورجع عن مذهبه إلى السنّة، أي: طريقة النبي صلى الله عليه وسلم والجماعة أي: طريقة الصحابة. وفي ديار "ما وراء النهر" الماتريدية أصحاب أبي منصور الماتريدي تلميذ أبي نصر العياض، تلميذ أبي بكر الجوزجاني صاحب أبي سليمان الجوزجاني، تلميذ محمد بن الحسن الشيباني رحمه الله و"ماتريد" من قرى "سمرقند"، وقد دخل الآن فيها بين الطائفتين اختلاف في بعض الأصول، كمسألة التكوين، ومسألة الاستثناء في الإيمان، ومسألة إيمان المقلد وغير ذلك. والمحققون من الفريقين لا ينسبون أحدهما إلى البدعة والضلالة خلافاً للمبطلين المتعصبين)، انظر "مجموعة حواشي البهية"، "حاشيه المحقق مولانا عصام الدين على شرح العقائد النسفيه"، ج٢، ص ٣١.

وانظر "حاشية العلامة مولانا ولي الدين على حاشيه المحقق مولانا عصام الدين، ج٢، ص٣١، و"النبراس"، بيان اختلاف الأشعرية والماتريدية، ص٢٢، و"رد المحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضول مع وجود الأفضل، ج١، ص١١٩.

1 ...... یعنی گمراہ اور فاسق نہیں کہہ سکتا۔

2 ...... تصدیق، اعتماد ویقین کی ایک کیفیت کا نام ہے۔

3 ...... في "شرح العقائد النسفيه"، ص١٢٥ـ١٢٧: (إنّ حقيقة الإيمان لا تزيد ولا تنقص لما مرّ من أنّها التصديق القلبي الذي بلغ حد الجزم والإذعان وهذا لا يتصور فيه زيادة ولا نقصان حتى إنّ من حصل له حقيقة التصديق فسواء أتى بالطاعات أو ارتكب المعاصي فتصديقه باق على حاله لا تغير فيه أصلاً والآيات الدالة على زيادة الإيمان محمولة على ما ذكره أبو حنيفة أنّهم كانوا آمنوا في الجملة ثم يأتي فرض بعد فرض وكانوا يؤمنون بكل فرض خاص وحاصله أنّه كان يزيد بزيادة ما يجب به

اس اُمت کے تمام افراد کے مجموع ایمانوں پر غالب ہے۔ (1)

عقیدہ ۴: ایمان وکفر میں واسطہ نہیں (2)، یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان[1] ہو نہ کافر۔

الإيمان .... وقال بعض المحققين: لا نسلم أنّ حقيقة التصديق لا تقبل الزيادة والنقصان بل تتفاوت قوة وضعفاً).

وانظر للتفصيل " النبراس"، والإيمان لا يزيد ولا ينقص، ص٢٥٧.

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه الله تعالى "**الزلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى**"، ج٢٨، ص٥٩٨-٥٩٩.

(1) ...... ((عن هزيل بن شرحبيل، قال: قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: لو وزن إيمان أبي بكر بإيمان أهل الأرض لرجح بهم)). ("شعب الإيمان"، باب القول في زيادة الإيمان ونقصانه... إلخ، الحديث: ٣٦، ج١، ص٦٩).

(2) ...... قال الإمام الرازي تحت هذه الآية: ﴿ اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا ﴾... إلخ في "التفسير الكبير"، ج٦، ص٢٠٦: (احتج أصحابنا بهذه الآية على أنه لا واسطة بين أن يكون المكلف مؤمناً وبين أن يكون كافراً، لأنّه تعالى اقتصر في هذه الآية على ذكر هذين القسمين).

في "تفسير البيضاوي"، پ٦، النساء: ١٥٠، ج٢، ص٢٧٣-٢٧٤: ﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّفَرِّقُوۡا بَيۡنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿ وَيَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَكۡفُرُ بِبَعۡضٍ ﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم، ﴿ وَّيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر، لا واسطة؛ إذ الحق لا يختلف فإنّ الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتمّ إلّا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل في الضلال كما قال الله تعالى: ﴿ فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ﴾.

وفي "تفسير النسفي"، ص٢٦٢، تحت الآية: ﴿ وَّيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴾ (أي: ديناً وسطاً بين الإيمان والكفر ولا واسطة بينهما).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں:

(اقول وباللہ التوفیق: توضیح اس دلیل کی علی حسب مرامھم (ان کے مقاصد کے مطابق۔ت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہوسکیں، فإنّ الكفر والإسلام على طرفي النقيض بالنسبة إلى الإنسان لا يجتمعان أبداً ولا يرتفعان، قال تعالى: ﴿ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ﴾ [پ٢٩، الدهر: ٣]، وقال تعالى: ﴿ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِهٖ ﴾ [پ٢١، الأحزاب: ٤]. "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٧١٢.

[1]...... ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم بوجہ شبہ کے کسی کو نہ مسلمان کہیں نہ کافر جیسے یزید پلید واسمٰعیل دہلوی ۱۲ منہ

مسئلہ: نفاق کہ زبان سے دعویٔ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے[1]، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔[2] حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطق ہوا[3]، نیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرما دیا کہ یہ منافق ہے۔[4] اب اِس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع[5] کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، کہ ہمارے سامنے جو دعویٔ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مُنافیِ ایمان ہے نہ صادر ہو، البتہ نفاق کی ایک شاخ اِس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو دعویٔ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔

---

1 ...... في "تفسير الخازن"، ج١، ص٢٦: (و كفر نفاق، وهو أن يقرّ بلسانه ولا يعتقد صحة ذلك بقلبه).

وفي "تفسير النسفي"، البقرة، تحت الآية: ٨، ص٢٤: (ثم ثلث بالمنافقين الذين آمنوا بأفواههم ولم تؤمن قلوبهم وهم أخبث الكفرة؛ لأنّهم خلطوا بالكفر استهزاء وخداعا).

2 ...... ﴿ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ﴾ (پ٥، النسآء: ١٤٥).

3 ...... ﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ﴾ (پ١١، التوبة: ١٠١).

4 ...... عن ابن عباس، في قوله: ﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ﴾ [التوبة: ١٠١]، قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم جمعة خطيباً، فقال: ((قم يا فلان فاخرج؛ فإنّك منافق، اخرج يا فلان فإنّك منافق))، فأخرجهم بأسمائهم ففضحهم، ولم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة كانت له، فلقيهم عمر وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم استحياء أنّه لم يشهد الجمعة، وظنّ أنّ الناس قد انصرفوا، واختبئوا هم من عمر، وظنّوا أنّه قد علم بأمرهم، فدخل عمر المسجد فإذا الناس لم ينصرفوا. فقال له رجل: أبشر يا عمر فقد فضح الله المنافقين اليوم، فهذا العذاب الأول، والعذاب الثاني عذاب القبر).

("المعجم الأوسط"، من اسمه أحمد، الحديث: ٧٩٢، ج١، ص٢٣١).

5 ...... یعنی یقین۔

عقیدہ ۵: شرک کے معنی غیرِ خدا کو واجبُ الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا، یعنی اُلوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا[1] اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے، اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں، ولہٰذا شرع مطہّر نے اہلِ کتاب کفّار کے احکام مشرکین کے احکام سے جدا فرمائے، کتابی کا ذبیحہ حلال، مشرک کا مُردار، کتابیہ سے نکاح ہوسکتا ہے، مشرکہ سے نہیں ہوسکتا،[2] امام شافعی کے نزدیک کتابی سے جزیہ[3] لیا جائے گا، مشرک ....

---

1 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث الأفعال كلها بخلق الله تعالى، ص٧٨: (الإشتراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس أو بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الأصنام).

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص١٣١.

2 ...... ﴿ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾ (پ٦، المائدة: ٥).

وفي "تفسير الخازن"، المائدة: ٥، ج١، ص٤٦٧ـ٤٦٨: (﴿ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ﴾ يعني: وذبائح أهل الكتاب حلّ لكم وهم اليهود والنصارى ومن دخل في دينهم من سائر الأمم قبل مبعث النبي صلى الله عليه وسلم، فأمّا من دخل في دينهم بعد مبعث النبي صلى الله عليه وسلم وهو متنصر والعرب من بني تغلب فلا تحل ذبيحته روي عن علي بن أبي طالب قال: لا تأكل من ذبائح نصارى العرب بني تغلب فإنّهم لم يتمسكوا بشيء من النصرانية إلّا بشرب الخمر، وبه قال ابن مسعود،...... وأجمعوا على تحريم ذبائح المجوس وسائر أهل الشرك من مشركي العرب وعبدة الأصنام ومن لا كتاب له.

وقوله تعالى: ﴿ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾ يعني: وأحلّ لكم المحصنات من أهل الكتاب اليهود والنصارى قال ابن عباس: يعني: الحرائر من أهل الكتاب).

انظر التفصيل لهذه المسألة في رسالة الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن المسماة بـ"**إعلام الأعلام بأنّ هندوستان دار السلام**"، "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، من ص١١٦ إلى ١٢٢.

﴿ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّؕ ﴾ (پ٢، البقرة: ٢٢١).

وفي "تفسير الخازن"، البقرة: ٢٢١، ج١، ص١٦٠: (ومعنى الآية ولا تنكحوا أيها المؤمنون المشركات حتى يؤمن أي: يصدقن بالله ورسوله وهو الإقرار بالشهادتين والتزام أحكام المسلمين).

انظر "الدرالمختار" و"رد المحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، مطلب: مهم في وطء السراري اللاتي... إلخ، ج٤، ص١٣٢تا١٣٤. وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٦٢١،٦٢٢.

3 ...... اسلامی حکومت میں اہلِ کتاب یعنی عیسائیوں اور یہودیوں سے سالانہ ٹیکس۔

سے نہ لیا جائے گا[1]۔

اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے، یہ جو قرآنِ عظیم میں فرمایا: کہ ''شرک نہ بخشا جائے گا''[2] وہ اسی معنی پر ہے، یعنی اَصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی، باقی سب گناہ اللہ عزوجل کی مشیت پر ہیں، جسے چاہے بخش دے۔[3]

---

1 ...... في "تفسير الخازن"، تحت الآية: ﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ التوبة: ٢٩، ج٢، ص٢٣٠: (فـذهب الشافعي إلى أنّ الجزية على الأديان لا على الأنساب فتؤخذ من أهل الكتاب عرباً كانوا أو عجماً ولا تؤخذ من عبدة الأوثان). و"الهداية"، كتاب السير، باب الجزية، الجزء الثاني، ج١، ص٤٠١.

و"فتح القدير"، كتاب السير، باب الجزية، ج ٥، ص٢٩١_٢٩٢.

و"البناية في شرح الهداية"، كتاب السير، باب الجزية، ج٩، ص٣٤٦_٣٤٧.

2 ...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾، (پ٥، النسآء: ٤٨).

3 ...... ﴿ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ (پ٥، النسآء: ٤٨).

في "تفسير روح البيان"، ج٢، ص٢١٨: (﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾ أي: لا يغفر الكفر ممن اتصف به بلا توبة وإيمان؛ لأنّ الحكمة التشريعية مقتضية لسدّ باب الكفر وجواز مغفرته بلا إيمان مما يؤدي إلى فتحه ولأنّ ظلمات الكفر والمعاصي إنّما يسترها نور الإيمان فمن لم يكن له إيمان لم يغفر له شيء من الكفر والمعاصي ﴿ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ﴾ أي: ويغفر ما دون الشرك في القبح من المعاصي صغيرة كانت أو كبيرة تفضلاً من لدنه وإحساناً من غير توبة عنها لكن لا لكل أحد بل ﴿ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ أن يغفر له ممن اتصف به فقط أي: لا بما فوقه).

وفي "روح المعاني"، الجزء الخامس، ص٦٨: (والشرك يكون بمعنى اعتقاد أنّ للّٰه تعالى شأنه شريكاً إمّا في الألوهية أو في الربوبية، وبمعنى الكفر ـ مطلقاً وهو المراد هنا ـ).

في "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٧_١٠٨: (الكبيرة وقد اختلف الروايات فيها فروى ابن عمر أنّها تسعة: الشرك باللّٰه...إلخ).

وفي "مجموعة الحواشي البهية"، "حاشية عصام الدين" تحت هذه العبارة، ج٢، ص٢١٨: (المراد مطلق الكفر وإلاّ لورد أنواع الكفر غيره).

في "عمدة القارئ شرح صحيح البخاري"، ج١، ص٣٠٥: (المراد بالشرك في هذه الآية الكفر؛ لأنّ من جحد نبوة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم مثلاً كان كافراً ولو لم يجعل مع اللّٰه إلهاً آخر والمغفرة منتفية عنه بلا خلاف وقد يرد الشرك ويراد به ما هو أخص من الكفر كما في قوله تعالى: ﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ ﴾).

وانظر "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٧٦_٢٧٧.

عقیدہ ۶ مرتکبِ کبیرہ مسلمان ہے [1] اور جنت میں جائے گا، خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرما دے، یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد، یا اپنے کیے کی کچھ سزا پا کر، اُس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔ [2]

مسئلہ: جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی [3] کہے، وہ خود کافر ہے۔ [4]

عقیدہ ۷ مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا، تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کُفر میں شک کیا جائے، کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ [5]

---

1 ...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص۲۲۱: (والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله في الكفر، والله تعالى لايغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء من الصغائر والكبائر).

في "شرح العقائد النسفية"، ص۱۱۲: (إنّ مرتكب الكبيرة ليس بكافر والإجماع المنعقد على ذلك على ما مرّ).

"فتاویٰ رضویہ"، ج۲۱، ص۱۳۱ پر ہے: "اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا"۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۵، ص۱۰۱).

2 ...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص۲۲۱: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار).

في "شرح العقائد النسفية"، ص۱۱۷: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار وإن ماتوا من غير توبة لقوله تعالى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾... إلخ. وفي "عمدة القاري"، ج۱، ص۳۰۵: (مذهب أهل الحق على أنّ من مات موحداً لا يخلد في النار وإن ارتكب من الكبائر غير الشرك ما ارتكب وقد جاءت به الأحاديث الصحيحة منها قوله عليه السلام: ((وإن زنى وإن سرق)). وانظر "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۷۶.

3 ...... جنتی۔

4 ...... في "البحر الرائق"، ج۱، ص۵۷۶: (لا يجوز الدعاء بالمغفرة للمشرك، ولقد بالغ القرافي المالكي كما نقله في شرح "منية المصلي" بأن قال: إنّ الدعاء بالمغفرة للكافر كفرٌ لطلبه تكذيب الله تعالى فيما أخبر به).

"فتاویٰ رضویہ" میں ہے: (کافر کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیبِ قرآن عظیم ہے کمافی "العالمگیریۃ" وغیرھا)۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۲۱، ص۲۲۸).

انظر "فضائل دعا"، ص۲۰۳، والتفصيل في "جد الممتار"، كتاب الصلاة، فصل إذا أراد الشروع، ص۲۲۴ تا ۲۳۱.

5 ...... جو کسی منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے، امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ "شفا شریف" میں فرماتے ہیں: الإجماع على كفر من لم يكفر أحداً من النصارى واليهود وكلّ من فارق دين المسلمين أو وقف في تكفيرهم أو شك، قال القاضي أبو بكر: لأنّ التوقيف والإجماع اتفقا على كفرهم فمن وقف في ذلك فقد كذب النص والتوقيف أو شك فيه، والتكذيب والشك فيه لا يقع إلّا من كافر. یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود ونصاریٰ یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونیوالے کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں

خاتمہ پر بنا روزِ قیامت اور ظاہر پر مدارِ حکمِ شرع ہے، اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یا بُت پرست مر گیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کفر پر مرا، مگر ہم کو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم یہی ہے کہ اُسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں، مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نمازِ جنازہ، کفن دفن، جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علمِ الٰہی پر چھوڑیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اُس سے کوئی قول و فعل خلافِ ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں، اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔

اِس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''میاں...! جتنی دیر اسے کافر کہو گے، اُتنی دیر اللہ اللہ کرو کہ یہ ثواب کی بات ہے۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو...؟! مقصود یہ ہے کہ اُسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو،

توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی ابو بکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ و اجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

اسی میں ہے: كفر من لم يكفر من دان بغير ملة الإسلام أو وقف فيهم أو شك أو صحح مذهبهم وإن أظهر الإسلام واعتقد إبطال كل مذهب سواه فهو كافر بإظهار ما أظهر من خلاف ذلك، اهـ ملخصاً.

یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا اھ ملخصا۔ "الفتاوى الرضوية"، ج ١٥، ص ٤٤٣ ـ ٤٤٤.

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج ١١، ص ٣٧٨.

''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: (اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا: ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱)﴾ [پ ٣٠، الكافرون: ١] (اے نبی فرما دیجئے اے کافرو!) ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے ناگوار ہو۔

''درمختار'' میں ہے: (شتم مسلم ذمياً عزر، وفي "القنية": قال ليهودي أو مجوسي: يا كافر يأثم إن شق عليه).

کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو گالی دی تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی، ''قنیہ'' میں ہے کسی یہودی یا آتش پرست کو ''اے کافر'' کہا تو کہنے والا گنہگار ہوگا اگر اسے ناگوار گزرا، (ت)۔ ("الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج ٦، ص ١٢٣، ملتقطاً).

یوں ہی غیر سلطنت اسلام میں جبکہ کافر کو ''او کافر'' کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو۔

فإنّه لا يحل لمسلم أن يذل نفسه إلّا بضرورة شرعية.

تو کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے مگر جبکہ کوئی شرعی مجبوری ہو۔ (ت)۔

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے۔ =

نہ یہ کہ اپنی صُلحِ کل سے (1) اس کے کُفر پر پردہ ڈالو۔

تنبیہ ضروری: حدیث میں ہے:

((سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلٰثاً وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً))

''یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی، ایک فرقہ جنّتی ہوگا باقی سب جہنمی۔''

صحابہ نے عرض کی:

''مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟''

= من شك في عذابه و كفره فقد كفر. جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو وہ بلاشبہ کافر ہو گیا۔ (ت)

("الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧).

اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اس وقت اس کا حکم واقعی بتانا واجب ہے، حدیث میں ہے:

((أترعون من ذكر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروا الفاجر بما فيه يحذره الناس)).

کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے اور خوف رکھتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہچانیں گے لہٰذا بدکار کا ان برائیوں سے ذکر کرو جو اس میں موجود ہیں تاکہ لوگ اس سے بچیں اور ہوشیار رہیں۔ (ت) "نوادر الأصول" للترمذي، الأصل السادس والستون والمائة، ص٢١٣.

یہ کافر کہنا بطورِ دشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان، شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے۔

قال الله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾. [پ٢٨، التغابن: ٢].

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر کچھ تمھارے اندر کافر ہیں اور کچھ تمھارے اندر مومن ہیں (ت)۔

سوالِ حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تا حد ضرورت شرعیہ نہ ہو، اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب وخلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا لعدم الواسطۃ (کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی واسطہ نہیں) تو اسلام کو کفر جانا لأنّ ماكان كفراً فضده الإسلام فإذا جعله إسلاماً فقد جعل ضده كفراً، لأنّ الإسلام لا يضاده إلّا الكفر والعياذ بالله تعالى. اس لئے کہ جو کچھ کفر ہو تو اس کی ضد اسلام ہے، پھر جب کفر کو اسلام ٹھرایا تو پھر اس کی ضد کفر ہوگی (یعنی اسلام کفر اور کفر اسلام ہو جائے گا) کیونکہ اسلام کے مخالف صرف کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ (ت)۔

("الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٢٨٥-٢٨٦).

(1) ......کل مذاہب کا ایک مآل سمجھ کر مختلف مذاہب کے لوگوں سے خصومت نہ کرنا اور دوست ودشمن سے یکساں برتاؤ رکھنا۔

(''فرہنگ آصفیہ''، ج٢، ص٢٢٣)۔

''وہ ناجی [1] فرقہ کون ہے یارسول اللہ؟''

فرمایا:

((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.)) [2]

''وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں''، یعنی سنّت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

((هُمُ الْجَمَاعَةُ.)) [3]

''وہ جماعت ہے۔''

یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا، جہنم میں الگ ہوا۔ [4] اسی وجہ سے اس ''ناجی فرقہ'' کا نام ''اہلِ سنت وجماعت'' ہوا۔ [5] اُن گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے، بعض ہندوستان میں نہیں،

---

1 ...... جہنم سے نجات پانے والا۔

2 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، الحديث: ٢٦٥٠، ج٤، ص٢٩٢.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب افتراق الأمم، الحديث: ٣٩٩٣، ج٤، ص٣٥٣.

3 ...... "السنة" لابن أبي عاصم، باب فيما أخبر به النبي عليه السلام أنّ أمته ستفترق على... إلخ، الحديث: ٦٣، ص٢٢.

4 ...... عن ابن عمر: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الله لا يجمع أمتي)) أو قال: ((أمة محمد صلى الله عليه وسلم على ضلالة، ويد الله على الجماعة، ومن شذ شذ إلى النار)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، الحديث: ٢١٧٣، ج٤، ص٦٨.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((اتبعوا السواد الأعظم، فإنّه من شذ شذ في النار)).

"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧٤، ج١، ص٥٥.

وفي "المرقاة"، ج١، ص٤٢١، تحت الحديث: ١٧٣: ("ومن شذ": أي: انفرد عن الجماعة باعتقاد أو قول أو فعل لم يكونوا عليه شذ في النار، أي: انفرد فيها، ومعناه انفرد عن أصحابه الذين هم أهل الجنة وألقي في النار).

5 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلّهم في النار إلّا ملة واحدة)) قالوا: من هي؟ يا رسول الله، قال: ((ما أنا عليه وأصحابي)).

"المشكاة"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧١، ج١، ص٥٤. =

ان فرقوں کے ذکر کی ہمیں کیا حاجت کہ نہ وہ ہیں، نہ اُن کا فتنہ، پھر ان کے تذکرہ سے کیا مطلب؟!۔

جو اِس ہندوستان میں ہیں مختصراً ان کے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کے فریب میں نہ آئیں کہ حدیث میں اِرشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ)) (1)

''اپنے کواُن سے دُور رکھواور اُنھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔''

= وفي "المرقاة" ج١، ص٤١٩، تحت هذا الحديث: (هنا المراد هم المهتدون المتمسّكون بسنّتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شكّ ولا ريب أنّهم هم أهل السنة والجماعة)، ملتقطاً.

"التوضيح"، ج٢، ص٥٢٨: (والمراد بالأمّة المطلقة أهل السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريقة الرسول والصحابة دون أهل البدع... إلخ.

في "حاشية الطحطاوي"، ج٤، ص١٥٢-١٥٣: (وقال تعالى: ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ﴾ قال بعض المفسرين المراد من ﴿بِحَبْلِ اللّٰهِ﴾: الجماعة؛ لأنّه عقبه بقوله: ﴿ وَلَا تَفَرَّقُوْا ﴾، والمراد من الجماعة عند أهل العلم أهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع في الضلالة وخرج عن نصرة اللّٰه تعالى ودخل في النار؛ لأنّ أهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسّكون بسنّة محمّد عليه الصلاة والسلام وسنة الخلفاء الراشدين بعده، ومن شذّ عن جمهور أهل الفقه والعلم والسواد الأعظم فقد شذّ فيما يدخله في النار، فعليكم معشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسمّاة بـ "أهل السنة والجماعة"؛ فإنّ نصرة اللّٰه وحفظه وتوفيقه في موافقتهم، وخذلانه وسخطه ومقته في مخالفتهم، وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب أربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم اللّٰه، ومن كان خارجاً عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار). ("حاشية الطحطاوي على الدر"، كتاب الذبائح، ج٤، ص١٥٢-١٥٣).

(1)...... "صحيح مسلم"، مقدمة الكتاب للإمام مسلم، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء... إلخ، الحديث: ٧، ص٩.

(۱) قادیانی: کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیّبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کیے، جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہل جاتے ہیں، مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں کے چند بطور نمونہ ذکر کیے جائیں، خود مدعیٔ نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآنِ مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سَر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے، کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے، اگرچہ باقی انبیا و دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو، بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے[1]، چنانچہ آیہ:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﹰالْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴾[2]

وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اُس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔ ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا، بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔[3]

---

1 ...... في "تفسير النسفي"، پ١٩، الشعرآء، ص٨٢٥، تحت الآية: (﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﹰالْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴾ ...... كانوا ينكرون بعث الرسل أصلاً، فلذا جمع، أو لأنّ من كذب واحداً منهم فقد كذب الكل؛ لأنّ كل رسول يدعو الناس إلى الإيمان بجميع الرسل).

وفي "تفسير البيضاوي"، ج٢، ص٢٧٣-٢٧٤، تحت الآية: (﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم ﴿ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر لا واسطة، إذ الحق لا يختلف فإنّ الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتم إلّا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكلّ في الضلال كما قال الله تعالى: ﴿ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ﴾. و"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٦٢٦.

2 ...... پ١٩، الشعرآء: ١٠٥.

3 ...... في "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦ - ٣٥٧: (ومن شك في عذابه وكفره كفر).

وانظر للتفصيل رسائل إمام أهل السنة رحمه الله تعالى: "**السوء والعقاب على المسيح الكذّاب**"، ج١٥، ص٥٧١.

و"**قهر الديان على مرتد بقاديان**"، ج١٥، ص٥٩٥، و"**الجراز الدياني على المرتد القادياني**"، ج١٥، ص٦١١.

اب اُس کے اقوال سُنیے [1]:

''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳: (خدا تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں اس عاجز کا نام اُمّتی بھی رکھا اور نبی بھی)۔ [2]

''انجام آتھم'' صفحہ ۵۲ میں ہے: (اے احمد! تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو)۔ [3]

صفحہ ۵۵ میں ہے: (تجھے خوشخبری ہو اے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے)۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں انہیں اپنے اوپر جما لیا۔

''انجام'' صفحہ ۷۸ میں کہتا ہے:

﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ [5]

''تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔'' [6]

1...... **نوٹ:** قادیانی شیطان کی تقریباً اَسّی سے زائد کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ''انجام آتھم''، ''ضمیمہ انجام آتھم''، ''کشتی نوح''، ''اِزالۂ اَوہام''، ''دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء''، ''اربعین'' اور ''براہین احمدیہ'' وغیرہا، ''روحانی خزائن'' نامی کتاب میں ان کتابوں کو تئیس ۲۳ حصوں میں جمع کیا گیا ہے۔ نیز اس شیطان کے کئی اشتہارات ہیں جو تین ۳ حصوں میں جمع کئے گئے ہیں، اور مغلظات بھی ہیں، جنہیں دس حصوں میں ''ملفوظات'' کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

2...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶۔

ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی
لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اور یہ بھی

3...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۵۲، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۲۔

يرفع الله ذكرك۔ ويتم نعمته عليك في الدنيا والآخرة۔ يا احمد يتم
سامنے ہے خدا تیرے ذکر کو بلند کریگا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ اے احمد تیرا نام پورا
اسمك ولا يتم اسمي۔ اني رافعك اليّ۔ القيت عليك محبة مني
ہو جائیگا قبل اس کے کہ میرا نام پورا ہو۔ میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں۔ میں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا۔

4...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۵۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۵۔

اليك۔ الا ان نصر الله قريب۔ كمثلك درّ لا يضاع۔ بشرى لك
... خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ تجھے
يا احمدي۔ انت مرادي ومعي۔ اني ناصرك۔ اني حافظك
خوشخبری ہو اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں

5...... پ ۱۷، الانبیآء: ۱۰۷۔

6...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۷۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۷۸۔

نیز یہ آیۂ کریمہ ﴿ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ ﴾[1] سے اپنی ذات مراد لیتا ہے۔[2]

''دافع البلاء'' صفحہ ٦ میں ہے: مجھ کو اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

(أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِيْ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْکَ).

(یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں)۔[3]

''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ٦٨٨ میں ہے:

(حضرت رسولِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اِلہام ووحی غلط نکلی تھیں)۔[4]

صفحہ ٨ میں ہے:

(حضرت موسٰی کی پیش گوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جس صورت پر حضرت موسٰی نے اپنے دل میں

---

[1] پ٢٨، الصف: ٦.

[2] ''روحاني خزائن''، ج١١، ص٧٨. و''توضيح المرام''، ص١٦٣، مطبوعه رياض الهند امرتسر.

[3] ''دافع البلاء''، صفحہ٦، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج١٨، ص٢٢٧۔

انت منّی بمنزلۃ اولادی۔ انت منّی وانا منک۔
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔

[4] ''اِزالۂ اَوہام''، صفحہ٦٨٨، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج٣، ص٤٧١:

جو عملی طور پر سکھلائے نہیں جاتے اور نہ اُن کی جزئیات مخفیہ سمجھائی جاتی ہیں۔ انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو و خطا ہے۔ مثلاً اس خواب کی بنا پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو بعض مومنوں کے لئے موجب ابتلاء کا ہوئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل بمنزل طے کر کے اس بلدہ مبارکہ تک پہنچے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اُس وقت اس رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی امید پر یہ سفر کیا تھا کہ اسی سفر میں ہی طواف میسر آجائے گا اور بلاشبہ رسول اللہ صلعم کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا بھی تو خدا جانے کئی روز تک مصائب سفر اٹھا کر مکہ معظمہ میں پہنچے۔

اُمید باندھی تھی، غایت مافی الباب [1] یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں)۔ [2]

''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰ میں ہے:

(سورۂ بقر میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہوگیا تھا اور اپنے قاتل کا پتا دے دیا تھا، یہ محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علمِ مِسمریزم [3] تھا)۔ [4]

اُسی کے صفحہ ۷۵۳ میں لکھتا ہے:

(حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے، وہ بھی اُن کا مِسمریزم کا عمل تھا)۔ [5]

---

1 ...... اس بارے میں نتیجہ اور انتہاء۔

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۰۶:

ص۸ کشفیہ میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں اُمید باندھ لی تھی۔ غایت ما فی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہ غلطی نفس الہام

3 ...... مِسمریزم: ڈاکٹر مسمر باشندہ آسٹریا کا ایجاد کیا ہوا ایک علم جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے حالات پوچھے جاتے ہیں. "فیروز اللغات"، ص ۱۲٤۷.

4 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰۴:

ص۷۵۰ اب اس قصے سے وقتی طور پر لاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ تا چور بیدل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے۔ لیکن اسی تاویل سے عالم الغیب کا معجزہ ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں وہی لوگ کرتے ہیں کہ جن کو عالم ملکوت کے اسرار سے حصہ نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق علم عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات

5 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۷۵۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰۶:

ص۷۵۳ کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ اُن کو اجزاء متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عمل الترب کے تجارب بتلا رہے ہیں کہ انسان میں تمام کائنات الارض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک قوت مقناطیسی ہے اور ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف توجہ سے اپنی طرف کھینچ لے۔ فتدبرہ ولا تغفل۔

صفحہ ۶۲۹ میں ہے:

(ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اُس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے، اور بادشاہ کو شکست ہوئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا)۔ [1]

اُسی کے صفحہ ۲۸، ۲۶ میں لکھتا ہے:

(قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے)۔ [2]

اور اپنی ''براہینِ احمدیہ'' کی نسبت ''اِزالہ'' صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے:

(براہینِ احمدیہ خدا کا کلام ہے)۔ [3]

---

1 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۶۲۹، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۴۳۹:

خط دوم قرنتھیاں باب ۱۱ آیت ۱۴۔ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ در اصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۲۶۔۲۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۱۵۔۱۱۶:

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر رکھا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم ...

قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خالدین فیھا۔ الجزو ۲ سورۃ بقرہ۔ اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون

3 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶:

ایک شان نبوت بھی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی اور یہ بھی

''اَربعین''نمبر۲صفحہ۱۳پر لکھا:

(کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ)۔[1] اِن اُولوالعزم مرسَلین کا ہادی ہونا درکنار، پورے راہ یافتہ بھی نہ مانا۔

اب خاص حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں جو گستاخیاں کیں، اُن میں سے چند یہ ہیں۔

''معیار''صفحہ۱۳:

(اے عیسائی مشنریو!اب رَبُّنَا الْمَسِیْح مت کہواور دیکھوکہ آج تم میں ایک ہے، جواُس مسیح سے بڑھ کر ہے)۔[2]

صفحہ۱۳و۱۴میں ہے:

(خدا نے اِس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جواُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اوراس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا، تا یہ اِشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جواحمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے، جواپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے)۔[3]

---

1 ...... ''اَربعین''نمبر۲ص۱۳، بحوالہ''روحانی خزائن''، ج۱۷،ص۳۶۰:

ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو۔ حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی

2 ...... ''معیار''ص۱۳، بحوالہ''روحانی خزائن''، ج۱۸،ص۲۳۳:

شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو: اب ربّنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ! اسپر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے

3 ...... ''معیار''ص۱۳، بحوالہ''روحانی خزائن''، ج۱۸،ص۲۳۳_۲۳۴:

اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اِس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اِس دُوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمدؐ کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصّہ کرنے کی نہیں۔ اگر

ص۱۴

''کشتی''، صفحہ۱۳ میں ہے:

(مثیلِ موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیلِ ابنِ مریم، ابنِ مریم سے بڑھ کر)۔ [1]

نیز صفحہ۱۶ میں ہے:

(خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیحِ محمدی، مسیحِ مُوسوِی سے افضل ہے)۔ [2]

''دافع البلاء'' صفحہ۲۰:

(اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو! میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اُس سے بھی بہتر ہے، جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام ؎

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑ دو

اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں)۔ [3]

---

1 ...... ''کشتی نوح''، ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۴:

وہ متاع پائے جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر۔ مثیلِ موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر۔ اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر۔ اور وہ مسیح موعود

2 ...... ''کشتی نوح''، ص۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۷:

جبتک عیسیٰ کی مَوت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم مَیں مسیح ابن مریم کی بہت عزت

3 ...... ''دافع البلاء''صفحہ۲۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۴۰۔۲۴۱:

کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو مَیں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے

باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو مَیں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی

''دافع البلاء'' ص ۱۵:

(خدا تو، بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ایسے شخص کو دوبارہ کسی طرح دنیا میں نہیں لاسکتا، جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے)۔[1]

''انجامِ آتھم'' ص ۴۱ میں لکھتا ہے:

(مریم کا بیٹا کُشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا)۔[2]

''کشتی'' ص ۵۶ میں ہے:

(مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابنِ مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا)۔[3]

''اعجازِ احمدی'' ص ۱۳:

(یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ''ضرور عیسیٰ نبی ہے، کیونکہ قرآن نے اُس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اُن کی نبوت

---

1 ...... ''دافع البلاء'' صفحہ ۱۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۳۵:

گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو، بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

2 ...... ''اَنجامِ آتھم''، صفحہ ۱۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۴۱:

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں۔ اور مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی۔ یوں

3 ...... ''کشتی نوح'' ص ۵۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۶۰:

ایلیا نبی۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا جبکہ میں ایسا ہوں تو اب

پر قائم نہیں ہوسکتی، بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں)۔ (1)

اس کلام میں یہودیوں کے اعتراض، صحیح ہونا بتایا اور قرآن عظیم پر بھی ساتھ لگے یہ اعتراض جمادیا کہ قرآن ایسی بات کی تعلیم دے رہا ہے جس کے بُطلان پر دلیلیں قائم ہیں۔

ص ۱۴ میں ہے:

(عیسائی تو اُن کی خدائی کو روتے ہیں، مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں)۔ (2)

اُسی کتاب کے ص ۲۴ پر لکھا:

(کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے)۔ (3)

مسلمانو! تمھیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے:

﴿ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍۙ(۲۲۲) ﴾ (4)

''بڑے بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اُترتے ہیں۔''

---

1 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۰:

مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسٰی کے معاملہ میں اور اُنکی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی اُنکا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اسکے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اُنکی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ

2 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

اُنکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو اُنکی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہوسکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام

3 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

آپنے رجوع کرلیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور ہم نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپکو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے

4 ...... پ ۱۹، الشعرآء: ۲۲۲.

اُسی صفحہ میں لکھا: (اُن کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پُر ہیں)۔(1)

صفحہ ۱۳ میں ہے:

(افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں، جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے)۔(2)

صفحہ ۱۴: (ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں)۔(3)

اس سے ان کی نبوت کا انکار ہے، چنانچہ اپنی کتاب ''کشتی نوح'' ص ۵ میں لکھتا ہے:

(ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں)۔(4)

اور ''دافع الوساوس'' ص ۳ و ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷ پر اس کو سب رُسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی اور ذلت کہتا ہے۔(5)

''دافع البلاء'' ٹائٹل پیج صفحہ ۳ پر لکھتا ہے:

---

1 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو، مثلاً حضرت مسیحؑ جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملیگا بجز اسکے ایسے دعویٰ

2 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف

3 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۱۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے

4 ...... ''کشتی نوح'' ص ۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۵:

کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اس کے

5 ...... ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۳۱۱۔

(ہم مسیح کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ تعالیٰ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا، حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا، مگر بُروز کے طور پر۔ خاکسار غلام احمد از قادیان۔ [1]

آگے چل کر راست بازی کا بھی فیصلہ کردیا، کہتا ہے:

(یہ ہمارا بیان نیک ظنّی کے طور پر ہے، ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راست باز اپنی راست بازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں)۔ [2]

اسی کے صفحہ ۴ میں لکھا:

(مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ کو اُس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر مَلا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چُھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ

---

1 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۱۹۔۲۲۰:

آ گئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وُہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُسپر تہمت ہے کہ وُہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وُہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہُوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

2 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۱۹:

✤ یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنّی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں خداتعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

سے خدانے قرآن میں یحییٰ کا نام ''حصور'' رکھا، مگر مسیح کا نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے)۔ (1)

''ضمیمہ انجام آتھم'' ص ۷ میں لکھا:

(آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے)۔ (2)

نیز اس رسالہ میں اُس مقدّس و برگزیدہ رسول پر اور نہایت سخت سخت حملے کیے، مثلاً شریر، مکار، بدعقل، فحش گو، بدزبان، جھوٹا، چور، خللِ دماغ والا، بدقسمت، نِرا فریبی، پیرو شیطان (3)، حد یہ کہ صفحہ ۷ پر لکھا: (آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا)۔ (4)

---

(1) ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۲۰:

مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھُوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصّے اِس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو

(2) ''ضمیمہ انجام آتھم'' ص ۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔

(3) ''ضمیمہ انجام آتھم'' ص ۶-۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱-۲۹۲:

(4) ''ضمیمہ انجام آتھم'' ص ۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط

ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ کا ہونا بیان کیا، جو قرآن کے خلاف ہے۔

اور دوسری جگہ یعنی ''کشتی نوح''صفحہ ۱۶ میں تصریح کردی:

(یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے)۔ [1]

حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات سے ایک دم صاف انکار کر بیٹھا:

''انجامِ آتھم''صفحہ ۶ میں لکھتا ہے: (حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا)۔ [2]

صفحہ ۷ پر لکھا: (اُس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی تو وہ آپ کا نہیں، اُس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے کچھ نہ تھا)۔ [3]

---

1 ...... ''کشتی نوح''ص ۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۸:

حاشیہ: - یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائیز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔

2 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۰:

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرام کار اور حرام

3 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپکے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپکا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

''اِزالہ'' کے صفحہ ۴ میں ہے:

(ماسوائے اِس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گڑھے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا، بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خَوارق [1] پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق نہیں دُور کرتا)۔ [2]

کہیں اُن کے معجزہ کو کَل [3] کا کھلونا بتاتا ہے [4]، کہیں مسمریزم بتا کر کہتا ہے:

(اگر یہ عاجز اِس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو اِن اعجوبہ نمائیوں میں ابنِ مریم سے کم نہ رہتا)۔ [5]

اور مسمریزم کا خاصہ یہ بتایا:

(کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے، وہ رُوحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکما

---

1 ...... نبی کے معجزات۔

2 ...... ''اِزالہ اَوھام''، ص۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۱۰۵۔۱۰۶:

ظہور ہوگا ماسوا اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیشگوئیوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال

3 ...... چابی۔

4 ...... ''اِزالہ اَوھام''، ص۳۰۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۴:

حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کَل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو

5 ...... ''اِزالہ اَوھام''، ص۳۱۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۸:

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق

ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دِلوں میں قائم کرنے میں اُن کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے)۔ [1]

غرض اِس دجّال قادیانی کے مُزخرفات [2] کہاں تک گنائے جائیں، اِس کے لیے دفتر چاہیے، مسلمان اِن چند خرافات سے اُس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، کہ اُس نبی اُولوالعزم کے فضائل جو قرآن میں مذکور ہیں، اُن پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے...! تعجب ہے اُن سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجّال کے متبع ہو رہے ہیں، یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں...! اور سب سے زیادہ تعجب اُن پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گر رہے ہیں...! کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے۔ حَاشَ لله!

"مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِه وَكُفْرِه فَقَدْ كَفَرَ." [3]

''جو ان خباثتوں پر مطلع ہو کر اُس کے عذاب وکفر میں شک کرے، خود کافر ہے۔''

---

1 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ص۳۱۰۔۳۱۱، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۸:

مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں

2 ...... جھوٹی اور بیہودہ باتیں۔

3 ...... "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦۔٣٥٧.

و"الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٢٧٩.

(۲) رافضی: اِن کے مذہب کی کچھ تفصیل اگر کوئی دیکھنا چاہے تو "تحفۂ اثنا عشریہ"[1] دیکھے، چند مختصر باتیں یہاں گزارش کرتا ہوں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں یہ فرقہ نہایت گستاخ ہے، یہاں تک کہ اُن پر سبّ و شتم[2] ان کا عام شیوہ ہے[3]،

---

1 ...... اس کتاب کے مصنف حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، اور یہ کتاب اپنے موضوع میں لاجواب و بے نظیر ہے۔

2 ...... لعن طعن۔

3 ...... شیعوں کا عالم ملا باقر مجلسی اپنی کتاب "حق الیقین" میں لکھتا ہے: (واز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقولستکہ جہنم را ھفت در است ازیك درفرعون وھامان وقارون کہ کنایہ از ابوبکر وعمر وعثمان است داخل مے شوند، وازیك دردیگر بنوامیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشا نست)۔

یعنی: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر عمر اور عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے، بنوامیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

ایک جگہ لکھا: (واعتقاد ما در برائت آنستکہ بیزاری جویند از بت ھائے چہار گانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ وزنان چہار گانہ یعنی عائشہ وحفصہ وھند وام الحکم، واز جمیع اشیاع واتباع ایشان وآنکہ ایشان...... بدترین خلق خدا یند وآنکہ تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول وآئمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان)۔

یعنی: برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے، اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے، اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور آئمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

ایک جگہ لکھا: (در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردۂ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی ھست، مرا خبردہ از حال ابوبکر وعمر، حضرت فرمود ھر دو کافر بودند ھر کہ ایشا نرا دوست دارد کافر است)۔

یعنی: تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا: آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کے متعلق بتائیے، آپ نے فرمایا: وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

ایک جگہ لکھا: (در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ رازندہ کند تا بر او حد بزند وانتقام فاطمہ را از او بکشد)۔ =

بلکہ باستثنائے چند سب کو معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتا ہے۔ [1] حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ''خلافتِ راشدہ'' کو

= یعنی: علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔

"حق اليقين" لملّا باقر مجلسی، ص ٥٠٠ـ ٥١٩ـ ٥٢٢ـ ٣٤٧، مطبوعه کتاب فروشی اسلامیه تهران ایران، ١٣٥٧ھ.

"حيات القلوب"، لملّا باقر مجلسی، ج٢، ص ٦١٠ـ٦١١ .مطبوعه کتاب فروشی اسلامیه تهران.

ایک جگہ لکھا: (امام مہدی ہر دو (ابوبکر و عمر) کو قبر سے باہر نکالیں گے وہ اپنی اسی صورت پر تر و تازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو، ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے پھر ابتداء عالم سے لے کر اخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابوبکر و عمر پر لازم کردیں گے، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے، پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلادے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرادے۔

"حق اليقين" لملّا باقر مجلسی، ص ٣٦١ـ٣٦٢، مطبوعه کتاب فروشي اسلاميه تهران ايران، ١٣٥٧ھ.

[1]...... (عن أبي جعفر قال: كان الناس أهل الردة بعد النبي إلّا ثلثة، فقلت: ومن الثلاثة؟ فقال: المقداد بن الأسود، أبو ذر الغفاري، سلمان الفارسي).

یعنی: ابوجعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہوگئے تھے، میں نے پوچھا: وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی.

"رجال الكشي"، ص١٢، مطبوعه مؤسسة الأعلمي للمطبوعات كربلا إيران، (٢) "تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ذكر مصيبت عظمى والكبرى (٣) "احتجاج طبرسي"، جلد أول، ص١١٣، مطبوعه نجف أشرف طبع جديد.

وفي "الروضة من الكافي" ("فروع كافي"): عن عبد الرحيم القصير قال: (قلت لأبي جعفر عليه السلام: إنّ الناس يفزعون إذا قلنا: إنّ الناس ارتدوا، فقال: يا عبد الرحيم إنّ الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل الجاهلية).

یعنی: عبد الرحیم قصیر بیان کرتے ہیں: کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہوگئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انہوں نے کہا: اے عبد الرحیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے تھے۔

"الروضة من الكافي" ("فروع كافي")، لشيخ أبو جعفر محمد بن يعقوب كليني متوفى ٣٢٨ ھ، ج٨، ص٢٩٦، مطبوعه دار الكتب الإسلامية تهران، طبع رابع.

وفي "حياة القلوب": (عیاشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا رحلت نمود مردم ہمہ مرتد شوند بغیر چہار نفر: علی ابن ابی طالب، ومقداد، وسلمان، وابوذر). =

خلافتِ غاصبہ کہتا ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اُن حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور اُن کے مَدائح وفضائل بیان کیے، اُس کو تقیّہ وبُزدلی پر محمول کرتا ہے۔ [1] کیا معاذ اللہ! منافقین وکافرین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور عمر بھر اُن کی مدح وستائش سے رطب اللسان رہنا شیرِ خدا کی شان ہو سکتی ہے...؟! سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ مجید اُن کو ایسے جلیل ومقدّس خطابات سے یاد فرماتا ہے، وہ تو وہ، اُن کے اتباع کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے: کہ اللہ اُن سے راضی، وہ اللہ سے راضی۔ [2] کیا کافروں، منافقوں کے لیے اللہ عزوجل کے ایسے ارشادات ہو سکتے ہیں...؟! پھر نہایت شرم کی بات ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو اپنی

= یعنی: عیاشی نے سندِ معتبر کے ساتھ حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے: کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہوگئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

"حیاۃ القلوب"، باب پنجاہ وهشتم درفضائل بعض از اکابرصحابه، ج۲، ص۱۰۸۳، مطبوعه نامی نولکشور. و ج۲، ص۶۲۷، مطبوعه کتاب فروشی اسلامیه تهران.

1 ...... انظر التفصيل: "نفس الرحمان في فضائل سلمان"، باب ١١.

"أنوار نعمانية"، طبع قديم، ص٣٤، طبع جديد جلد اول، ص١٠٤.

"احتجاج طبرسي"، طبع قديم، ص٥٣ـ٥٦، طبع جديد ص١٠٧ـ١١٥.

"جلاء العيون"، طبع جديد، ج١، ص٢١٦، مطبوعه تهران.

"حق القين"، باب پنجم، ص١١٥، مطبوعه تهران.

"تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ج١، ص٢٧٦، مطبوعه يوسفى.

"حمله حيدرى"، ص٢٨٢، مطبوعه تهران، "مجالس المؤمنين"، ج١، ص٢٢٤، مطبوعه تهران.

2 ...... ﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾. پ١١، التوبة: ١٠٠.

في "تفسير البيضاوي"، ج٣، ص١٦٨، تحت الآية: (﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ ﴾ هم الذين صلوا إلى القبلتين أو الذين شهدوا بدراً أو الذين أسلموا قبل الهجرة ﴿وَالْاَنْصَارِ﴾ أهل بيعة العقبة الأولى وكانوا سبعة وأهل بيعة العقبة الثانية وكانوا سبعين والذين آمنوا حين قدم عليهم أبو زرارة صعب بن عمير ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾ اللاحقون بالسابقين من القبيلتين، أو من اتبعوهم بالإيمان والطاعة إلى يوم القيامة ﴿ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ﴾ بقبول طاعتهم وارتضاء أعمالهم ﴿ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾ بما نالوا من نعمه الدينية والدنيوية ﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ ملتقطاً.

صاحبزادی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں [1] اور یہ فرقہ کہے: تقیۃً ایسا کیا۔ کیا جان بوجھ کر کوئی مسلمان اپنی بیٹی کافر کو دے سکتا ہے...؟! نہ کہ وہ مقدس حضرات جنھوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں وقف کر دیں اور حق گوئی اور اتباعِ حق میں ﴿ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ﴾ [2] کے سچے مصداق تھے۔ [3] پھر خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی دو شاہزادیاں

---

1 ...... (أم كلثوم من فاطمة واسمها رقية خرجت إلى عمر بن الخطاب فأولدها زيداً).

"عمدة المطالب"، عقد أمير المؤمنين، ص٦٣، مطبوعه نجف أشرف.

وفي رواية: (أم كلثوم كبرى تزوجها عمر وأم كلثوم صغرى من كثير بن عباس بن عبد المطلب).

"مناقب آل أبي طالب"، ج٣، ص٣٠٤.

وفي رواية: عن سليمان بن خالد قال: سئلت أبا عبد الله عليه السلام عن امراة توفي عنها زوجها أين تعتدّي في بيت زوجها أو حيث شاءت، ثم قال: إنّ عليا صلوة الله عليه لما مات عمر أتى إلى أم كلثوم فأخذ بيدها فانطلق بها إلى بيته).

"فروع كافى"، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران طبع جديد.

وفي رواية: (فجاء عمر إلى مجلس المهاجرين في الروضة وكان يجلس فيها المهاجرون الأولون، فقال: رفّوني رفّوني، قالوا: بماذا يا أمير المؤمنين؟ قال: تزوجتُ أم كلثوم بنت علي ابن أبي طالب، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله يقول: كلّ سبب ونسب وصهر ينقطع يوم القيامة إلّا سببي ونسبي وصهري).

"شرح نهج البلاغة"، ابن أبي حديد، ج٣، ص١٢٤، مطبوعه بيروت.

مزید حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: "شرح نهج البلاغة" لابن أبي حديد، ج٤، ص٥٧٥_٥٧٦، مطبوعه بيروت١٣٧٥ھ.

"ناسخ التواريخ تأريخ الخلفاء"، ج٢، ص١٢٩٦. "محالس المؤمنين"، ج١، ص٢٠٤ و ص٤٥١، مطبوعه تهران.

"فروع كافي"، طبع قديم، ج٢، ص٣١١_٣١٢، مطبوعه نولكشور.

"فروع كافى"، كتاب الطلاق، طبع جديد، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران.

"طراز المذهب مظفري"، مصنفه مرزا عباسى، ص٣٣.

"منتهى الآمال"، (شيخ عباس قمي)، ج١، ص٢١٧.

2 ...... پ٦، المآئدة: ٥٤.

3 ...... ﴿ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ﴾ پ٦، المآئدة: ٥٤.

في "تفسير الطبري"، ج٤، ص٦٢٣، تحت هذه الآية: عن الضحاك في قوله: ﴿ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ٘ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ﴾ قال: هو أبو بكر وأصحابه لما ارتد من ارتدّ من العرب عن الإسلام، جاهدهم أبو بكر وأصحابه حتى ردّهم إلى الإسلام).

یکے بعد دیگرے حضرت عثمٰن ذی النورین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں آئیں (1) اور صدیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی صاحبزادیاں شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ (2) کیا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ایسے تعلقات جن سے ہوں، اُن کی نسبت وہ ملعون الفاظ کوئی ادنیٰ عقل والا ایک لمحہ کے لیے جائز رکھ سکتا ہے...؟! ہر گز نہیں!، ہر گز نہیں!۔

---

(1)...... قال شيخنا أبو عثمان: (ولمّا ماتت الابنتان تحت عثمان، قال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه: ما تنتظرون لعثمان، ألاَ أبو أيم ألاَ أخو أيم، زوّجتُه ابنتين ولو أنّ عندي ثالثة لفعلتُ، قال: ولذلك سمّي ذا النورين).

"شرح نهج البلاغة" ابن أبي حديد، ج٣، ص ٤٦٠، مطبوعه بيروت بڑا سائز.

وفي رواية: (پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر وعمر به پیغمبر نزدیک تر است وبه امادی پیغمبر مرتبه اے یافتند ای که ابوبکر وعمر نیافتند عثمان رقیه وام کلثوم رابنا بر مشهور دختران پیغمبر بودند بهمسری خود در آورد در اوّل رقیه را وبعد از چند گاه که آں مظلومه وفات نمود ام کلثوم رابجائے خواهر باو دادند). "شرح نهج البلاغة" فارسی، فيض الاسلام، ص٥١٩، خطبه نمبر١٤٣، مطبوعه ايران.

یعنی: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باعتبار قرابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہیں کہ اتنی قرابت ابوبکر اور عمر بن خطاب کو بھی حاصل نہیں۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بن کر وہ مرتبہ پایا جو ابوبکر وعمر کو نہ ملا حضرت عثمان نے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا جو مشہور روایات کے مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں آئیں۔

دیگر شیعہ کتب بھی ملاحظہ فرمائیں: "تفسير مجمع البيان"، ج٢، جزء سوم، ص٣٣٣، مطبوعه تهران. "شرح نهج البلاغة"، فارسي، فيض الإسلام خطبه ١٤٣، ص٥٢٨، مطبوعه تهران.

(2)...... (عائشة دختر ابا بکر بود ومادر عائشة وعبد الرحمٰن بن ابی بکر ام رومان بنت عامر بن عمیر بود پیغمبر درمکه معظمه بعد از رحلت خدیجه کبرےٰ وقبل از تزویج سوده درماه شوال او را تزویج فرمود وزفافش بعد از شوّال سال اوّل هجرت درمدینه طیبه واقع شد درحالیتکه عائشة ده ساله بود پیغمبر پنجاه وسه ساله بودند...... حفصه دُختر عمر بن الخطاب بود مادر حفصه وعبدالله بن عمرو عبدالرحمن بن عمر زینب بنت مظعون خواهر جناب عثمان بن مظعون بود پیغمبر (ص) او را درسال سوم از هجرت درمدینه تزویج فرمود وقبل از حضرت رسول (ص) حفصه زوجه حنیس بن عبدالله بن السهمی بود وحفصه درسنه چهل وپنج هجری درمدینه طیبه از دنیا رفت).

"منتخب التواريخ" فارسی، ص٢٤-٢٥، مطبوعه تهران.=

اِس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل پر اَصلح واجب ہے [1] یعنی جو کام بندے کے حق میں نافع ہو، اللہ عزوجل پر واجب ہے کہ وہی کرے، اُسے کرنا پڑے گا۔''

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''ائمۂ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں۔'' [2] اور یہ بالاجماع کفر ہے، کہ غیرِ نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔ [3]

= یعنی: عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں، عائشہ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عمیر تھیں۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی رحلت کے بعد مکہ مکرمہ میں حضرت سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح سے پہلے ماہ شوال میں ان سے نکاح فرمایا اور زفاف سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح کے بعد ماہ شوال میں ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں فرمایا اس وقت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دس سال تھی اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر ۵۳ سال تھی،...... حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں۔ حضرت حفصہ، حضرت عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہم کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ تھیں پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت کے تیسرے سال مدینہ طیبہ میں ان سے نکاح فرمایا رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خنیس بن عبداللہ بن سہمی کی بیوی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ طیبہ میں ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔

1 ...... "تحفه اثنا عشرية" (مترجم)، باب ٥ : مسائل إلٰهيات ، عقيده نمبر١٩، ص٢٩٣۔٢٩٧.

2 ...... "تحفه اثنا عشرية " (مترجم)، باب ٦ : عقيده نمبر ٢،ص٣١٢۔٣١٣.

3 ...... في " الشفاء " فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص ٢٩٠: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إنّ الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "منح الروض الأزهر"، الولي لا يبلغ درجة النبي، ص١٢١: (فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة).

وفي "ارشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج١، ص٣٧٨: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر؛ لأنّه معلوم من الشرع بالضرورة).

في "المعتقد المنتقد"، ص١٢٥: (إنّ نبيا واحداً أفضل عند الله من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبي يخشى عليه الكفر بل هو كافر).

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''قرآن مجید محفوظ نہیں، بلکہ اُس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المؤمنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے نکال دیے۔''(1) مگر تعجب ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بھی اُسے ناقص ہی

---

(1) ...... في "أصول كافي": (عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنّ القرآن الذي جاء به جبرائيل عليه السلام إلى محمد صلى الله عليه وسلم سبعة عشر ألف آية).

یعنی: ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر (مشتمل) ہے۔

"أصول كافي"، للشيخ ابوجعفر محمد بن يعقوب كليني، ج٢، ص٦٣٤، مطبوعه دارالكتب الإسلاميه تهران إيران.

شیخ ابو جعفر کلینی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں حالانکہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیات ہیں جیسا کہ آپ ''الاتقان'' میں فرماتے ہیں: أخرج ابن الضريس من طريق عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس قال:(جميع أي القرآن ستة آلاف آية وستمائة آية وست عشرة آية).

"الإتقان"، فصل في عدد الآي... إلخ، ج١، ص٩٥.

وفي "الاحتجاج": (قال علي عليه السلام: وأمّا ظهورك على تناكر قوله: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ وليس يشبه القسط في اليتامى نكاح النساء، ولا كلّ النساء أيتام، فهو مما قدمت ذكره من إسقاط المنافقين من القرآن وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص أكثر من ثلث القرآن، وهذا ما أشبه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لأهل النظر والتأمل، ووجد المعطلون وأهل الملل المخالفة للإسلام مساغا إلى القدح في القرآن، ولو شرحت لك كلما أسقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال، وظهرما تحظر التقية إظهاره من مناقب الأولياء ومثالب الأعداء).

"الاحتجاج"، للشيخ أبو منصور أحمد بن علي بن أبي طالب طبرسي من علماء القرن السادس، ج١، ص٢٥٤، مطبوعه مؤسسة الأعلمي بيروت.

وفي "مقدمة التفسير الصافي"، ص١٣: (المستفاد من مجموع هذه الروايات والأخبار وغيرها من الروايات من طريق أهل البيت عليهم السلام أنّ القرآن الذي بين أظهرنا ليس بتمامه كما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم، بل منه ما هو خلاف ما أنزل الله، ومنه ما هو مغير محرف، وأنه قد حذف عنه أشياء كثيرة، منها: اسم علي في كثير من المواضع، ومنها: لفظة آل محمد غير مرة، ومنها: أسماء المنافقين في مواضعها، ومنها غير ذلك، وأنّه ليس أيضا على الترتيب المرضي عند الله وعند رسوله وبه قال علي بن إبراهيم). =

چھوڑا...؟! اور یہ عقیدہ بھی بالاِجماع کفر ہے، کہ قرآن مجید کا اِنکار ہے۔ [1]

= وفي "ناسخ التواريخ"، ج۲، كتاب دوم، ص۴۹۳-۴۹۴: (مردم شيعى چنان دانند كه در قرآن بعضى آيات را كه دلالت بر نص خلافت على مى داشته، واز فضائل أهل بيت مى بوده ابوبكر وعمر ساقط ساختند وازپس روئے آن قرآن كه على فراهم آورده بود بنذيرفتند وآن قرآن حبز در نزد قائم آل محمد ديده نشود وهمچنان عثمان نيز از آنچه ابوبكر وعمر داشت نيز لختے بكاست).

یعنی: شیعہ لوگ اس طرح جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض ایسی آیات جو خلافت علی رضی اللہ عنہ پر نص صریح تھیں اور فضائل اہل بیت کے قبیل سے تھیں ابوبکر اور عمر نے ان کو ساقط کردیا اور حذف کردیا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لایا ہوا قرآن قبول نہ کیا اور وہ قرآن سوائے قائم آل محمد کے کسی کے پاس نہیں دیکھا جاسکتا اور اسی طرح عثمان نے بھی اس قرآن سے جو ابوبکر وعمر رکھتے تھے مزید کمی کردی۔

[1]...... ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ ﴾ پ۱۴، الحجر: ۹.

في "تفسير البيضاوي"، ج۳، ص۳۶۲، تحت الآية: بقوله: (﴿ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ أي: من التحريف والزيادة والنقص).

وفي "فواتح الرحموت" شرح "مسلم الثبوت"، مسألة كل مجتهد في المسألة الاجتهادية... إلخ، ج۲، ص۴۲۲: (اعلم أنّي رأيت في "مجمع البيان" تفسير بعض الشيعة أنّه ذهب بعض أصحابهم إلى أنّ القرآن العياذ بالله كان زائداً على هذا المكتوب المقروء، قد ذهب بتقصير من الصحابة الجامعين العياذ بالله، ولم يختر صاحب ذلك التفسير هذا القول، فمن قال بهذا القول فهو كافر لإنكاره الضروري، فافهم).

في "منح الروض الأزهر"، فصل من ذلك فيما يتعلق بالقرآن والصلاة، ص۱۶۷: (من جحد القرآن، أي: كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنّها ليست من كلام الله تعالى كفر).

وفي "الشفاء" بتعريف حقوق المصطفى، فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص۲۸۹: (ومن قال هذا كافر وكذلك من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غير شيئاً منه أو زاد فيه كفعل الباطنية والإسماعيلية).

وفي "المعتمد المستند"، الثالثة: الرافضة، ص۲۲۴ ـ ۲۲۵: (الرافضة الموجودون الآن في بلادنا، وصرحت مجتهدوهم وجهالهم ونسائهم ورجالهم بنقص القرآن، وأنّ الصحابة أسقطوا منه سورا وآيات، وصرحوا بتفضيل أمير المؤمنين سيدنا علي كرّم الله تعالى وجهه الكريم وسائر الأئمة الأطهار رضي الله تعالى عنهم على الأنبياء السابقين جميعاً، صلوات الله تعالى وسلامه عليهم، وهذان كفران لا تحدثّ أحداً منهم خالياً عنهما في هذا الزمان، والله المستعان).

"الفتاوى الرضوية"، ج۱۴، ص۲۵۹-۲۶۲.

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل کوئی حکم دیتا ہے پھر یہ معلوم کرکے کہ مصلحت اس کے غیر میں ہے، پچتاتا ہے۔''[1]

اور یہ بھی یقینی کفر ہے، کہ خدا کو جاہل بتاتا ہے۔[2]

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''نیکیوں کا خالق اللہ ہے اور برائیوں کے خالق یہ خود ہیں۔''[3]

مجوس[4] نے دو ہی خالق مانے تھے: یَزدان خالقِ خیر، اَہرمَن خالقِ شر۔[5] اِن کے خالقوں کی گنتی ہی نہ رہی، اربوں، سنکھوں خالق ہیں۔

---

1 ...... وفي "المعتمد المستند"، ذكر سبع طوائف في الهند... إلخ، الثالثة: الرافضة... إلخ، ص٢٢٥: (وقد صرّح مجتهدهم بالبدء على الله تعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا، وأخذ ينزله عن الكفر فوقع فيه، ولات حين مناص حيث أوّله بأن الله تعالى يحكم بشيء ثم يعلم أنّ المصلحة في خلافه فيبدله، فقد اعترف بحصول الجهل لربه).

2 ...... "تحفه اثنا عشرية" (مترجم)، باب٥: مسائل إلهيات، عقيده نمبر١٧، ص٢٨٦ ـ ٢٨٧ ـ ٢٩٢.

3 ...... لم نعثر عليه.

4 ...... مجوسی کی جمع، آگ کی پوجا کرنے والے۔

5 ...... في "النبراس"، الكلام في خلق الأفعال، ص١٧٢: (الإشراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس فإنّهم يعتقدون إلٰهين يزدان خالق الخير واهرمن خالق الشر). "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٥٣٧.

وانظر للتفصيل: **"تحفه جعفريه"**، و**"عقائد جعفريه"**، و**"فقه جعفريه"** للمحقق شيخ الحديث العلامة محمد علي نقشبندي عليه رحمة الله القوي، و**"تحفه حسينيه"** للعلامة محمد أشرف سيالوى دامت بركاتهم العالية.

(۳) وہابی: یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، اِس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی [1] تھا، جس نے تمام عرب، خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے، علما کو قتل کیا [2]، صحابۂ کرام و ائمہ وعلما وشہدا کی قبریں کھود ڈالیں، روضۂ انور کا نام معاذ اللہ ''صنمِ اکبر'' رکھا تھا [3] یعنی بڑا بت، اور طرح طرح کے ظلم کیے جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ''نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا'' [4] وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسے خارجی بتایا۔ [5] اِس عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام

---

1 ......محمد بن عبد الوهاب بن سليمان التميمي النجدي الوهابي الذي تنسب إليه الطائفة الوهابية، ولد (١١١٥) وتوفي (١٢٠٦). "هدية العارفين"، ج٢، ص ٣٥٠، و"الأعلام" للزركلي، ج٦، ص٢٥٧، و"معجم المؤلفين"، ج٣، ص٤٧٢.

2 ...... في "ردالمحتار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في أتباع [محمد بن]عبد الوهاب الخوارج في زماننا، ج٦، ص٤٠٠: (وقع في زماننا في أتباع [محمد بن]عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوايتنحلون مذهب الحنابلة، لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون، واستباحوا بذلك قتل أهل السنّة وقتل علمائهم).

3 ......قال محمد بن عبدالوهاب نجدی: (فالقبر المعظّم المقدّس وَثَنٌ وصنمٌ بكل معاني الوثنيّة لو كان الناس يعقلون).
حاشيه "شرح الصدور بتحريم رفع القبور" لمحمد بن عبد الوهاب، ص ٢٥، مطبوعه سعوديه.

4 ......عن ابن عمر قال: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم: ((اللّهم بارك لنا في شأمنا، اللّهم بارك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول اللّٰه! وفي نجدنا؟ قال: اللّهم بارك لنا في شأمنا، اللّهم بارك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول اللّٰه! وفي نجدنا؟ فأظنه قال في الثالثة: هناك الزلازل والفتن، وبها يطلع قرن الشيطان)). "صحيح البخاري"، كتاب الفتن، الحديث: ٧٠٩٤، ج٤، ص٤٤٠-٤٤١.

5 ...... في "ردالمحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (ويكفّرون أصحاب نبيّنا صلى الله تعالى عليه وسلم) علمت أنّ هذا غير شرط في مسمّى الخوارج، بل هو بيان لمن خرجوا على سيدنا علي رضي اللّٰه عنه، وإلاّ فيكفي فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا عليه كما وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة).

﴿ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ﴾ [پ ٢٢، فاطر: ٦] في "تفسير الصاوي"، ج٥، ص١٦٨٨: وقيل: هذه الآية نزلت في الخوارج الذين يحرفون تأويل الكتاب والسنة ويستحلون بذلك دماء المسلمين وأموالهم لما هو مشاهد الآن في نظائرهم يحسبون أنّهم على شيء ألا إنّهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطن فأنساهم ذكر اللّٰه أولئك حزب الشيطن هم الخاسرون، نسأل اللّٰه الكريم أن يقطع دابرهم.

في "شرح النسائي" للسيوطي، ج١، ص٣٦٠: (قوله: ((كما يمرق السهم... إلخ)): يريد أنّ دخولهم أي: الخوارج في الإسلام ثم خروجهم منه لم يتمسكوا منه بشيء كالسهم دخل في الرمية ثم نفذ وخرج منها ولم يعلق به منها شيء كذا في "المجمع"، ثم ليعلم إنّ الذين يدينون دين ابن عبد الوهاب النجدي يسلكون مسالكه في الأصول والفروع ويدعون في بلادنا باسم الوهابيين وغير المقلدين ويزعمون أنّ تقليد أحد الأئمة الأربعة رضوان اللّٰه عليهم أجمعين شرك وإنّ من خالفهم هم المشركون

''کتاب التوحید''[1] رکھا، اُس کا ترجمہ ہندوستان میں ''اسماعیل دہلوی''[2] نے کیا، جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔

اِن وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو اِن کے مذہب پر نہ ہو، وہ کافر مشرک ہے۔[3] یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلاوجہ مسلمانوں پر حکمِ شرک وکفر لگایا کرتے اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں۔ چنانچہ ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۴۵ میں وہ حدیث لکھ کر کہ ''آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی۔''[4] اِس کے بعد صاف لکھ دیا: ''سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا''[5]، یعنی وہ ہوا چل گئی اور کوئی مسلمان روئے زمین پر نہ رہا، مگر یہ نہ سمجھا کہ اس صورت میں خود بھی تو کافر ہوگیا۔

اِس مذہب کا رکنِ اعظم، اللہ (عزوجل) کی توہین اور محبوبانِ خدا کی تذلیل ہے، ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصت نکلتی ہو۔[6] اس مذہب کے سرگروہوں کے بعض اقوال نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کی

ويستبيحون قتلنا أهل السنة وسبي نسائنا وغير ذلك من العقائد الشنيعة التي وصلت إلينا منهم بواسطة الثقات وسمعناها بعضاً منهم أيضاً هم فرقة من الخوارج وقد صرح به العلامة الشامي في كتابه "ردّ المحتار".

1 ...... "كتاب التوحيد"، لمحمد بن عبد الوهاب بن سليمان النجدي المتوفى١٢٠٦.

("الأعلام" للزركلي، ج٦، ص٢٥٧، و"معجم المؤلفين"، ج٣، ص٤٧٢-٤٧٣).

2 ...... اسماعيل بن عبد الغني ابن ولي الله بن عبد الرحيم العمري الدهلوي، ولد لاثنتي عشرة من ربيع الثاني سنة ثلاث وتسعين ومائة وألف، وقتل في بالاكوٹ باكستان سنة ست وأربعين ومأتين وألف. من مصنفاته: "تقوية الايمان"، وغيرها.

انظر: "نزهة الخواطر"، ج٧، ص٦٦.

3 ...... في "الدرر السنية في الأجوبة النجدية"، لعبد الرحمن بن محمد بن قاسم المتوفى ١٣٩٢ ھ، ج١، ص٦٧: (واعلم أنّ المشركين في زماننا: قد زادوا على الكفار في زمن النبي صلى الله عليه وسلم بأنّهم يدعون الملائكة، والأولياء، والصالحين ويريدون شفاعتهم والتقرب إليهم ... إلخ). وفي ص٦٩: (وعرفت أنّ إقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الإسلام، وأن قصدهم الملائكة والأنبياء والأولياء يريدون شفاعتهم والتقرب إلى الله تعالى بهم هو الذي أحل دمائهم وأموالهم... إلخ).

وفي "رد المحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون).

4 ...... ((ثم يبعث الله ريحا طيبة، فتوفّى كل من في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان فيبقى من لا خير فيه، فيرجعون إلى دين آبائهم)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخليصة، الحديث: ٧٢٩٩، ص١١٨٢.

5 ...... "تقوية الإيمان"، باب أول، فصل٤: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٤٥:

معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک ہی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبیؐ و ولی امام و

6 ...... ان کی شان میں نقص وعیب ظاہر ہوتا ہو۔

قلبی خباثتوں پر مطلع ہوں اوران کے دامِ تزویر[1] سے بچیں اوران کے جبّہ ودستار پر نہ جائیں۔ برادرانِ اسلام بغور سُنیں اور میزانِ ایمان میں تولیں کہ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان، اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت وتعظیم ہی کا نام ہے۔ ایمان کے ساتھ جس میں جتنے فضائل پائے جائیں وہ اُسی قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور ایمان نہیں تو مسلمانوں کے نزدیک وہ کچھ وقعت نہیں رکھتا اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم وزاہد وتارک الدنیا وغیرہ بنتا ہو، مقصود یہ ہے کہ اُن کے مولوی اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے اُنھیں تم اپنا پیشوا نہ سمجھو، جب کہ وہ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمن ہیں، کیا یہود ونصاریٰ بلکہ ہنود میں بھی اُن کے مذاہب کے عالم یا تارک الدنیا نہیں ہوتے...؟! کیا تم اُن کو اپنا پیشوا تسلیم کر سکتے ہو...؟! ہرگز نہیں! اِسی طرح یہ لامذہب وبدمذہب تمھارے کسی طرح مقتدا نہیں ہوسکتے۔

''اِیضاح الحق'' صفحہ ۳۵ وصفحہ ۳۶ مطبع فاروقی میں ہے[2]: (''تنزیہ اُو تعالیٰ از زمان ومکان وجہت واثباتِ رویت بلا جہت ومحاذات ہمہ از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است اگر صاحبِ آں اعتقاداتِ مذکورہ را از جنسِ عقائدِ دینیہ مے شمارد'')۔[3]

اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک جاننا اوراس کا دیدار بلا کیف ماننا، بدعت وگمراہی ہے، حالانکہ یہ تمام اہلِ سنت کا عقیدہ ہے۔[4] تو اِس قائل نے تمام پیشوایانِ اہلسنت کو گمراہ وبدعتی بتایا، ''بحر الرائق'' و''دُرِ مختار''

---

1 ......مکروفریب۔

2 ......"إیضاح الحق"، (مترجم اردو) فائده اول، پہلا مسئلہ، ص۷۷۔۷۸، قدیمی کتب خانہ.

3 ......یعنی: اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان اور جہت سے پاک قرار دینا اوراس کا دیدار بلاجہت وکیف ثابت کرنا یہ تمام امور از قبیل بدعت حقیقیہ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے۔

4 ......''تحفہ اثنا عشریہ'' میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (عقیدۂ سیزدہم آنکہ حق تعالی را مکان نیست واو را جہت از فوق وتحت متصور نیست وہمینست مذہب اہل سنت وجماعت)
یعنی: تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور فوق وتحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہلِ سنت وجماعت کا مذہب ہے۔
("تحفہ اثنا عشریہ"، (مترجم) پانچواں باب، مسائل الٰہیات، ص۲۷۹، دار الاشاعت).

وفي "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۴۸۔۲۴۹: (ولا يتمكن بمكان) أي: واللّٰه تعالى يستحيل عليه أن يكون في مكان، (ولا يجري عليه) سبحانه وتعالى (زمان، وليس له) تعالى (جهة من الجهات الست) التي هي فوق وتحت ويمين ويسار وقدام وخلف، لأنّه تعالى ليس بجسم حتى تكون له جهة كما للأجسام، ملتقطا.

وفي "الفقه الأكبر"، ص۸۳: (واللّٰه تعالى يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه ولا كيفية، ولا كمية، ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة). انظر "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج۱۴، ص۲۸۳.

و ''عالمگیری'' میں ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو مکان ثابت کرے، کافر ہے۔ (1)

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۶۰ میں یہ حدیث:

((أَرأَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَ کُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ.)) (2)

نقل کر کے ترجمہ کیا کہ ''بھلا خیال تو کر جو تُو گزرے میری قبر پر، کیا سجدہ کرے تو اُس کو''، اُس کے بعد (ف) لکھ کر فائدہ یہ جوڑ دیا: (یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔) (3) حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْأَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.)) (4)

''اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا علیہم السلام کے اَجسام کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے۔''

((فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ.)) (5)

''تو اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں۔''

اِسی ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۱۹ میں ہے: ''ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے،

---

1 ...... في "البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٢: (يكفر بقوله يجوز أن يفعل الله فعلاً لا حكمة فيه، وبإثبات المكان لله تعالى فإن قال: الله في السماء فإن قصد حكاية ما جاء في ظاهر الأخبار لايكفر وإن أراد المكان كفر، وإن لم يكن له نية كفر عند الأكثر وهو الأصح وعليه الفتوى).

في "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٩: (يكفر بإثبات المكان لله تعالى).

"الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٨٢ ـ ٢٨٣.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، الحديث: ٢١٤٠، ج٢، ص٣٥٥.

3 ...... "تقوية الإيمان"، باب أوّل، فصل ٥، شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٥٧:

ف یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں

4 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

"سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، الحديث: ١٠٤٦، ج١، ص٣٩١.

"سنن النسائي"، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة، الحديث: ١٣٧١، ص٢٣٧.

"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، ج٥، ص٤٦٣، الحديث: ١٦١٦٢.

"المستدرك" للحاكم، كتاب الجمعة، الحديث: ١٠٦٨، ص٥٦٩.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔'' [(1)]

انبیائے کرام و اولیائے عِظام کی شان میں ایسے ملعون الفاظ استعمال کرنا، کیا مسلمان کی شان ہو سکتی ہے...؟!

''صراطِ مستقیم'' صفحہ ۹۵: ''بمقتضائے ﴿ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍؕ ﴾ [(2)] از وسوسۂ زنا، خیالِ مجامعتِ زوجہ خود بہتر است، و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و اَمثالِ آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بد تر از استغراق در صورتِ گاؤ و خرِ خود ست۔'' [(3)]

مسلمانو! یہ ہیں اِمام الوہابیہ کے کلماتِ خبیثات! اور کس کی شان میں؟ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں! جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے، وہ ضرور یہ کہے گا کہ اس قول میں گستاخی ضرور ہے۔

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل ا، شرک سے بچنے کا بیان، ص ۲۸:

ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔ دوسری یہ کہ جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کام پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

2 ...... پ ۱۸، النور: ۴۰.

3 ...... ''صراطِ مستقیم''، ص ۸۶:

کسی کہ خود متوجہ بہ تہذیب امری از امور دینیہ یا دنیویہ شود بر ہر کہ آں مقام منکشف میشود میداند کہ بمقتضائے ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوی شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدای دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد بالجملہ منظور بیان تفاوت مراتب وساوس

''تقویۃ الایمان''صفحہ ۱۰:

''روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، اِقبال و اِدبار[1] دینا، حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا، اولیا، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔''[2]

= یعنی: ظلمات بعضہا فوق بعض کی بناء پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گناہ بدتر ہے، کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے، اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

1 ...... عروج و زوال۔

2 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اوّل، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۲:

ے ہے خواہ اسکے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دست گیری کرنی برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا و اولیا کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف کسی کا ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

''قرآن مجید''میں ہے:

﴿ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖۚ ﴾[1]

''اُن کو اللہ ورسول اللہ نے غنی کردیا اپنے فضل سے۔''

قرآن تو کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دولت مند کردیا اور یہ کہتا ہے: ''جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔'' تو اِس کے طور پر قرآنِ مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے...! قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

﴿ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْۚ ﴾[2]

''اے عیسیٰ! تُو میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیتا ہے۔''

اور دوسری جگہ ہے:

﴿ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِۚ ﴾[3]

''عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: میں اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مُردوں کو جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔''

اب قرآن کا تو یہ حکم ہے اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ تندرست کرنا اللہ (عزوجل) ہی کی شان ہے، جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔ اب وہابی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کیا تو اُس پر کیا حکم لگاتے ہیں...؟! اور لُطف یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اگر اُن کو قدرت بخشی ہے، جب بھی شرک ہے تو معلوم نہیں کہ اِن کے یہاں اِسلام کس چیز کا نام ہے؟

''تقویۃ الایمان''صفحہ ۱۱:

''گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے، اُس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ

---

1 ...... پ ۱۰، التوبة: ۷۴.

2 ...... پ ۷، المآئدة: ۱۱۰.

3 ...... پ ۳، اٰل عمران: ۴۹.

ہی اس تعظیم کے لائق ہے، یا یوں کہ اُن کی اِس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح شرک ہے۔ ''[1]

متعدد صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمایا: کہ ''ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینے کو حرم کیا، اِس کے ببول کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اِس کا شکار نہ کیا جائے۔ ''[2]

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۳:

وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا
ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ
اکھیڑنا مواشی نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے
لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا
بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے
تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو
یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُس کے
نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے
یا ایسے مکان میں دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں روشنی
کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے اُن کے نام کی چھڑی
کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے اُن
کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے
چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے
مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب
کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت
ہوتا ہے اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی
تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم
کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اُن کی اس طرح تعظیم کرنے سے
اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول
دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ

2 ...... عن جابر قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنّ ابراهيم حرّم مكة، وإنّي حرمتُ المدينة ما بين لابتيها، لا يقطع عضاهها ولا يصاد صيدها)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة... إلخ، الحديث: ١٣٦٢، ص٧٠٩.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّي أحرم ما بين لابتي المدينة كما حرم إبراهيم حرمه لا يقطع عضاهها ولا يقتل صيدها)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، ج١، ص٣٨٤، الحديث: ١٥٧٣.

وفي رواية "صحيح مسلم"، قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((...... اللّهم إنّ إبراهيم حرم مكة فجعلها حرماً، وإنّي حرّمت المدينة حراماً ما بين مأزميها أن لا يهراق فيها دم، ولا يحمل فيها سِلاح لقتال، ولا تخبط فيها شجرة إلّا لعلف، اللّهم بارك لنا في مدينتنا، اللّهم بارك لنا في صاعنا، اللّهم بارك لنا في مدّنا، اللّهم بارك لنا في صاعنا، اللّهم بارك لنا في مدّنا، اللّهم بارك لنا في مدينتنا، اللّهم اجعل مع البركة بركتين، والذي نفسي بيده! ما من المدينة شعب ولا نقب إلّا عليه ملكان يحرسانها حتى تقدموا إليها...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة...إلخ، الحديث: ٤٧٥، ص٧١٣ـ٧١٤.

مسلمانو! ایمان سے دیکھنا کہ اس شرک فروش کا شرک کہاں تک پہنچتا ہے! تم نے دیکھا اِس گستاخ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا حکم جڑا...؟!

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۸:

''پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اُسی کا مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا، یہی اُن کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔''(1)

یعنی جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت مانے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے، مسئلۂ شفاعت کا صرف انکار ہی نہیں بلکہ اس کو شرک ثابت کیا اور تمام مسلمانوں صحابہ و تابعین وائمۂ دین و اولیا و صالحین سب کو مشرک و ابوجہل بنا دیا۔

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۵۸:

''کوئی شخص کہے: فُلانے درخت میں کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۱:

کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا
کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے
تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس
کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا
اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور
سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے
یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل
اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ شرک

اللہ و رسول ہی جانے، کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر۔‘‘ [1]

سبحان اللہ...! خدائی اسی کا نام رہ گیا کہ کسی پیڑ کے پتے کی تعداد جان لی جائے۔

’’تقویۃ الایمان‘‘ صفحہ ۷:

’’اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرّف کرنے کی قدرت نہیں دی۔‘‘ [2]

اِس میں انبیائے کرام کے معجزات اور اولیا عظام کی کرامت کا صاف انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۝ ﴾ [3]

’’قسم فرشتوں کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔‘‘

تو یہ قرآن کریم کو صاف رد کر رہا ہے۔

---

1 ...... ’’تقویۃ الایمان‘‘، فصل ۵: شرک فی العادات کی برائی کا بیان، ص ۵۵:

ف یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا. یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہو گی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ

2 ...... ’’تقویۃ الایمان‘‘، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۰:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے
کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی

3 ...... پ ۳۰، النّٰزعٰت: ۵.

صفحہ۲۲: ''جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔''[1]

تعجب ہے کہ وہابی صاحب تو اپنے گھر کی تمام چیزوں کا اختیار رکھیں اور مالکِ ہر دوسَرا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں...!

اِس گروہ کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی جھوٹ بول سکتا ہے۔[2] ....

---

[1] ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل۴: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص۴۳:

نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

[2] ...... مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب ''فتاوی رشیدیہ'' میں اللہ عزوجل کے لیے امکان کذب کو ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہلِ اسلام وصوفیائے کرام وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالٰی ہے

اور دوسرے مقام پر لکھا:

کذب لازم آئے مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالےٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیء قدیر

''فتاوی رشیدیہ''، کتاب العقائد، ص ۲۱۰ ـ ۲۱۱.

اسی طرح اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ''یک روزہ'' (فارسی) میں اللہ تعالٰی کی طرف اِمکان کذب کی نسبت کرتے ہوئے لکھا:

قولہ - وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرتِ ربانی باشد چہ عقدِ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افرادِ انسانی ست۔ کذب مذکور بلے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست۔ لہٰذا عدم کذب را از کمالاتِ حضرت حق سبحانہ مے شمارند و او را جل شانہ بآں مدح مے کنند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نے کنند ونیز ظاہر ست

۲۱۷

= یعنی: میں (اسماعیل دہلوی) کہتا ہوں: اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ (جھوٹ) اللہ کی قدرت کے تحت داخل نہیں، پس ہم (اللہ کے لئے) مذکورہ کذب کو محال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ وخبر بنانا اور اس کو فرشتوں اور انبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالی کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالی کی قدرت سے زائد ہوجائے۔ رسالہ "یك روزہ"، ص۱۷.

اللہ عزوجل مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

ہم اہلسنت وجماعت کے نزدیک اللہ عزوجل کی طرف کذب کی نسبت کرنا منع ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے جھوٹ بولنا محال ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

اللہ تعالی قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ پ٥، النساء:١٢٢. ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ پ٥، النساء:٨٧. ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

في "تفسير روح البيان"، ج٢، ص٢٥٥، و"تفسير البيضاوي"، ج٢، ص٢٢٩، تحت هذه الآية: (﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾، إنكار أن يكون أحد أكثر صدقاً منه، فإنّه لا يتطرق الكذب إلى خبره بوجه؛ لأنّه نقص وهو على الله محال).

یعنی: اللہ تعالی اس آیت میں انکار فرماتا ہے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو، اس کی خبر میں تو جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں اس لیے کہ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔

وفي "تفسير الخازن"، ج١، ص٤١٠، تحت هذه الآية: ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾، يعني: لا أحد أصدق من الله فإنّه لا يخلف الميعاد ولا يجوز عليه الكذب).

یعنی: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی سے زیادہ کوئی سچا نہیں، بیشک وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

وفي "تفسير أبي السعود"، ج١، ص٥٦١، تحت هذه الآية: (﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾، إنكارٌ لأن يكون أحدٌ أصدقَ منه تعالى في وعده وسائرِ أخبارِه وبيانٌ لاستحالته، كيف لا! والكذِبُ مُحالٌ عليه سبحانه دون غيرِه). یعنی: اس آیت سے ثابت ہوا کہ وعدہ، اور کسی طرح کی خبر دینے میں، اللہ تعالی سے زیادہ سچا کوئی نہیں اور اس کے محال ہونے کی وضاحت بھی ہے اور کیسے نہ ہو کہ جھوٹ بولنا اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے محال ہے بخلاف دوسروں کے۔

﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ﴾ پ١، البقرة:٨٠. ترجمہ کنزالایمان: جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔

في "تفسير الكبير"، ج١، ص٥٦٧، تحت هذه الآية: (﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ﴾ يدلّ على أنّه سبحانه وتعالى منزه عن الكذب وعده ووعيده، قال أصحابنا: لأنّ الكذب صفة نقص، والنقص على الله محال).

یعنی: اللہ تعالی کا یہ فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا اس مدعا پر واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالی اپنے ہر وعدے اور وعید میں جھوٹ سے پاک ہے ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جھوٹ صفت نقص ہے اور نقص اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔ =

بلکہ اُن کے ایک سرغنہ نے تو اپنے ایک فتوے میں لکھ دیا کہ: ''وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا، ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے''۔ (1)

سبحان اللہ...! خدا کو جھوٹا مانا، پھر بھی اسلام و سنّیت و صلاح کسی بات میں فرق نہ آیا، معلوم نہیں ان لوگوں نے کس چیز کو خدا ٹھہرالیا ہے!۔

ایک عقیدہ ان کا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں مانتے۔ (2) اور یہ صریح کفر ہے۔ (3)

= في "تفسير الكبير"، ج٦، ص ٥٢١: (المؤمن لا يجوز أن يظنّ بالله الكذب، بل يخرج بذلك عن الإيمان).

في "شرح المقاصد"، المبحث السادس في أنّه تعالى متكلم: (الكذب محال بإجماع العلماء؛ لأنّ الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال اهـ)، ملخصاً.

یعنی: جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال اھ. ملخصاً.

وفي مقام آخر: (محال هو جهله أو كذبه تعالى عن ذلك)

یعنی: اللہ تبارک وتعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں برتری ہے اسے ان سے۔

وفي شرح عقائد نسفيه: (كذب كلام الله تعالى محال اهـ) ملخصاً یعنی: کلام الٰہی کا کذب محال ہے اھ، ملخصاً۔

وفي "طوالع الأنوار": (الكذب نقص والنقص على الله تعالى محال اهـ). یعنی: جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

وفي "المسامرة" بشرح "المسايرة"، ص٢٠٥: (وهو) أي: الكذب (مستحيل عليه) تعالى (لأنه نقص).

یعنی: اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اس لیے کہ یہ عیب ہے۔

وفي مقام آخر، ٣٩٣: (يستحيل عليه سبحانه سمات النقص كالجهل والكذب).

یعنی: جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل وکذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا ''فتاوی رضویہ'' میں دیا گیا رسالہ: "سبحن السبوح عن كذب عيب مقبوح"، ج١٥ کا مطالعہ کریں۔

1 ...... یہ الفاظ اس نے اپنے ایک فتوے میں کہے تھے، اگر کسی کو یہ اصل عبارت دیکھنی ہو تو ہندوستانی حضرات، پیلی بھیت اور پاکستانی حضرات دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لے جا کر اطمینان کر سکتے ہیں۔

2 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین کا معنی، ص ٤ ـ ٥.

3 ...... في "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٣: (سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا في "اليتيمة"). =

چنانچہ ''تحذیر الناس'' ص ۳ میں ہے:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[ا][1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں ﴿ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ ﴾[2] فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں! اگر اِس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اِس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبارِ تاخّرِ زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔''[3]

= وفي "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٥: (كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده (إلى قوله) فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنّه أخبر صلى الله عليه وسلم أنّه خاتم النبيين لا نبي بعده وأخبر عن الله تعالى أنّه خاتم النبيين).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١٢٠:(الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضاً أنّه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى يوم القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكاً فيها أيضاً، وأيضاً من يقول إنّه كان نبي بعده أو يكون، أو موجود، وكذا من قال يمكن أن يكون فهو كافر، هذا شرط صحة الإيمان بخاتم الأنبياء محمد صلى الله عليه وسلم).

ا ...... ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔۱۲

1 ...... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم لکھنا یا صرف ص لکھنا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ ''حاشیۃ الطحطاوی'' میں ہے:

(ويكره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنّه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعلّه إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلّا فالظاهر أنّه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهباً مختاراً محله إذا كان اللزوم بيّناً نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام والشبهة). "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج١، ص٦.

و"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢١ ـ ٢٢٢، ج٢٣، ص٣٨٧ـ٣٨٨.

2 ...... پ ٢٢، الأحزاب: ٤٠.

3 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النّبیّین کا معنی، ص ٤ ـ ٥.

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے

پہلے تو اس قائل نے خاتم النبیین کے معنی تمام انبیا سے زمانًا متاخر ہونے کو خیالِ عوام کہا اور یہ کہا کہ اہلِ فہم پر روشن ہے کہ اس میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہی معنی بکثرت احادیث میں ارشاد فرمائے[1] تو معاذ اللہ اس قائل نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو عوام میں داخل کیا اور اہلِ فہم سے خارج کیا، پھر اس نے ختمِ زمانی کو مطلقًا[ل] فضیلت سے خارج کیا، حالانکہ اسی تاخرِ زمانی کو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے مقامِ مدح میں ذکر فرمایا۔

پھر صفحہ ۴ پر لکھا: ''آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض۔''[2]

---

1 ...... عن أبي هريرة رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((إنّ مثلي ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله إلاّ موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلاّ وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين، ج٢، ص٤٨٤، الحديث: ٣٥٣٥.

وفي رواية: عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنّه سيكون في أمتي ثلاثون كذابون كلّهم يزعم أنّه نبي وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، الحديث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣.

وفي رواية: عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٣٠٢٦، ج٣، ص١٧٠.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين... إلخ)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٦٥٧، ج٣، ص٥٧.

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:((أنا قائد المرسلين ولا فخر، وأنا خاتم النبيين ولا فخر)).

"المعجم الأوسط"، للطبراني، ج١، ص٦٣، الحديث: ١٧٠.

ل ...... پہلے تو بالذات کا پردہ رکھا تھا پھر کھیل کھیلا کہ اسے مقامِ مدح میں ذکر کرنا کسی طرح صحیح نہیں تو ثابت ہوا کہ وہ اصلاً کوئی فضیلت نہیں۔ ۱۲ منہ

2 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین کا معنی، ص٦:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں، اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی

صفحہ ۱۶: ''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔''(1)

صفحہ ۳۳: ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے مُعاصِر (2) کسی اور زمین میں، یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔''(3)

لطف یہ کہ اِس قائل نے اِن تمام خرافات کا ایجادِ بندہ ہونا خود تسلیم کرلیا:

صفحہ ۳۴ پر ہے: ''اگر بوجہِ کم اِلتفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفلِ نادان (4) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا ؎

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں　　　بغلط بر ہدف زند تیرے (5)

ہاں بعد وضوحِ حق (6) اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اَگلے کہہ گئے تھے، میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے

---

1 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین ہونے کا حقیقی مفہوم... إلخ، ص ۱۸:

عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاءِ گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس نقط

2 ...... ہم زمانہ۔

3 ...... ''تحذیر الناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳٤:

بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف

4 ...... ناسمجھ بچہ۔

5 ...... ممکن ہے کہ نادان بچہ غلطی سے تیر کو نشانہ پر مارے۔

6 ...... حق ظاہر ہونے کے بعد۔

جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانونِ محبت ِنبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے، ویسے بھی اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔''[1]

یہیں سے ظاہر ہوگیا جومعنی اس نے تراشے سلف میں کہیں اُس کا پتانہیں، اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک جوسب سمجھے ہوئے تھے اُس کو خیالِ عوام بتا کر رد کر دیا کہ اِس میں کچھ فضیلت نہیں، اِس قائل پر علمائے حرمین طیبین نے جوفتوئی دیا وہ ''حُسامُ الحرمَین ''[2] کے مطالعہ سے ظاہر۔

اوراُس نے خود بھی اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں اپنا اسلام برائے نام تسلیم کیا۔[3]

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اِن نام کے مسلمانوں سے اللہ (عزوجل) بچائے۔

---

1 ...... ''تحذیرالناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳۵:

نسبت انبیاء وغیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور خطاو نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی وہ دانا کہہ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔ پھر بایں ہمہ یہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہے مگر بامعنے

2 ...... اس کتاب کا پورا نام ''حُسام الحرمَین علی منحر الکفر والمَین'' ہے جس میں بدمذہبوں کی کفریہ عبارات کے رد میں اعلیٰ حضرت کے لکھے گئے ایک فتوی پر علمائے حرمَین شریفَین کی تقاریظ وتصدیقات ہیں، اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے مفید ہے۔

3 ...... ''تحذیرالناس''، تفسیر بالرائے کا مفہوم ص ۴۵.

اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر ہے: ''کہ انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امّتی مساوی ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''[1]

اور سنیے! اِن قائل صاحب نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نبوت کو قدیم اور دیگر انبیا کی نبوت کو حادث بتایا:

صفحہ ۷ میں ہے: ''کیونکہ فرق قِدمِ نبوت اور حُدوثِ نبوت باوجود اتحادِ نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے۔''[2]

کیا ذات وصفات کے سوا مسلمانوں کے نزدیک کوئی اور چیز بھی قدیم ہے...؟! نبوت صفت ہے اور صفت کا وجود بے موصوف محال، جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوئی تو ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی حادث نہ ہوئے بلکہ ازلی ٹھہرے اور جو اللہ (عزوجل) وصفاتِ الٰہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماعِ مسلمین کافر ہے۔[3]

---

1 ...... ''تحذیر الناس''، نبوّت کمالاتِ علمی میں سے ہے، ص ۷:

فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عملی اور ہمت میں انبیاء امتیوں سے زیادہ بھی

2 ...... ''تحذیر الناس''، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت وصفِ ذاتی ہے، ص ۹:

کنت نبیا وآدم بین الماء والطین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا یہ

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''باجماعِ مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے''۔ "الفتاوی الرضویة"، ج ١٤، ص ٢٦٦:

اسی طرح ایک اور مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ: ''آئمہ دین فرماتے ہیں: ''جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماعِ مسلمین کافر ہے''۔ ''شفا'' و''نسیم'' میں فرمایا: (من اعترف بإلهية الله تعالى ووحدانيته لكنّه اعتقد قديماً غيره (أي: غير ذاته وصفاته، إشارة إلى مذهب إليه الفلاسفة من قِدَمِ العالَم والعقول) أو صانعاً للعالَم سواه (كالفلاسفة الذين يقولون: إنّ الواحد لا يصدر عنه إلاّ واحد) فذلك كلّه كفر (ومعتقده كافر بإجماع المسلمين، كالإلهين من الفلاسفة والطبائعين) اهـ ملخصاً. یعنی: جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت ووحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالَم وعقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے) یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو صانعِ عالَم مانا (جیسے فلاسفہ جو کہ کہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے، (اور اس کے معتقد کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفہ کا فرقۂ الٰہیہ اور فرقۂ طبائعیہ) اھ، تلخیص (ت)۔ "الفتاوی الرضویة"، ج ٢٧، ص ١٣١.

انظر للتفصيل "الكوكبة الشهابية" ج ١٥، ص ١٦٧، و"سل السيوف" ج ١٥، ص ٢٣٩ في "الفتاوى الرضوية".

اِس گروہ کا یہ عام شیوہ ہے کہ جس امر میں محبوبانِ خدا کی فضیلت ظاہر ہو، طرح طرح کی جھوٹی تاویلات سے اسے باطل کرنا چاہیں گے اور وہ امر ثابت کریں گے جس میں تنقیص (1) ہو، مثلاً ''بَراہینِ قاطعہ'' صفحہ ۵۱ میں لکھ دیا کہ:

''نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔'' (2)

اور اُس کو شیخ محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب کر دیا، بلکہ اُسی صفحہ پر وسعتِ علمِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بابت یہاں تک لکھ دیا کہ:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالَم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (3)

جس وسعتِ علم کو شیطان کے لیے ثابت کرتا اور اُس پر نص ہونا بیان کرتا ہے، اُسی کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے شرک بتاتا ہے تو شیطان کو خدا کا شریک مانا اور اُسے آیت و حدیث سے ثابت جانا۔ بے شک شیطان کے بندے شیطان کو مستقل خدا نہیں تو خدا کا شریک کہنے سے بھی گئے گزرے، ہر مسلمان اپنے ایمان کی آنکھوں سے دیکھے کہ اِس قائل نے ابلیسِ لعین کے علم کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم سے زائد بتایا یا نہیں؟ ضرور زائد بتایا! اور شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا! اور پھر اس شرک

---

1 ...... عظمت و شان گھٹانا۔

2 ...... "براهين قاطعه" بجواب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس میلاد کا مسئلہ بھی بحر الرائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق

3 ...... "براهين قاطعه" بجواب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

دور از علم و عقل ہے۔ الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب

کو نص سے ثابت کیا، یہ تینوں امر صریح کفر اور قائل یقینی کافر ہے، کون مسلمان اس کے کافر ہونے میں شک کرے گا...؟!۔

''حفظ الایمان'' صفحہ۷ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم کی نسبت یہ تقریر کی:

''آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو زید وعَمر و، بلکہ ہر صبی ومجنون، بلکہ جمیع حیوانات وبَہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔'' [1]

مسلمانو! غور کرو کہ اِس شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کیسی صریح گستاخی کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جیسا علم زید وعَمر و تو زید وعَمر و، ہر بچے اور پاگل، بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا، کیا ایمانی قلب ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کر سکتے ہیں...؟ ہرگز نہیں۔

اس قوم کا یہ عام طریقہ ہے کہ جس چیز کو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع نہیں کیا، بلکہ قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت، اُس کو ممنوع کہنا تو درکنار، اُس پر شرک وبدعت کا حکم لگا دیتے ہیں، مثلاً مجلسِ میلاد شریف اور قیام وایصالِ ثواب وزیارتِ قبور وحاضریٔ بارگاہِ بیکس پناہ سرکارِ مدینہ طیبہ، وعُرسِ بزرگانِ دین وفاتحہ سوم وچہلم، واستمداد بأرواحِ انبیا واولیا [2] اور مصیبت کے وقت انبیا واولیا کو پکارنا وغیرہا، بلکہ میلاد شریف کی نسبت تو ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ۱۴۸ میں یہ ناپاک لفظ لکھے:

''پس یہ ہر روز اِعادہ ولادت کا تو مثلِ ہنود کے، کہ سانگ کنھیا [3] کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثلِ

---

[1] ...... ''حفظ الإیمان''، جواب سؤال سوم، ص۱۳:

مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل)، بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے

[2] ......یعنی: انبیاء واولیاء کی روحوں سے مدد طلب کرنا۔

[3] ......کنہیا ہندؤں کے ایک اوتار سری کرشن جی کا لقب ہے۔ (''فیروز اللغات''، ص۱۰۹۵)۔ ہندو لوگ ہر سال وقتِ معیّن پر اُس کی پیدائش کا ڈرامہ کرتے ہیں۔

روافض کے، کہ نقلِ شہادتِ اہلبیت ہر سال بناتے ہیں، معاذ اللہ سانگ[1] آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکتِ قبیحہ[2] قابلِ لَوم[3] وحرام وفسق ہے، بلکہ یہ لوگ اُس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تو تاریخِ معیّن پر کرتے ہیں، اِن کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافاتِ فرضی بناتے ہیں۔"[4]

---

1 ...... یعنی تماشا۔

2 ...... بُری حرکت

3 ...... ملامت کے لائق۔

4 ...... "براهين قاطعه"، نقل فتوی رشید احمد گنگوہی... إلخ، ص ۱۵۲.

ہونا چاہیے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں
یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام
وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہے یہ خرافات فرضی بناتے
ہیں اور اس ایسا کہ شرع میں کہیں نظیر ہی نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھیرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاوے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے لہٰذا

(۴) غیر مقلدین: یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، وہ چند باتیں جو حال میں وہابیہ نے اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بکی ہیں، غیر مقلدین سے ثابت نہیں، باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں اور اِن حال کے اشد دیوبندی کفروں میں بھی وہ یوں شریک ہیں کہ ان پر اُن قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور اُن کی نسبت حکم ہے کہ جواُن کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ ایک نمبر ان کا زائد یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے جدا، تمام مسلمانوں سے الگ انھوں نے ایک راہ نکالی، کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے اور ائمۂ دین کو سب وشتم سے یاد کرتے ہیں، مگر حقیقۃً تقلید سے خالی نہیں، ائمۂ دین کی تقلید تو نہیں کرتے، مگر شیطانِ لعین کے ضرور مقلّد ہیں۔ یہ لوگ قیاس کے منکر ہیں اور قیاس کا مطلقاً اِنکار کفر،[1] تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کا مطلقاً انکار کفر۔[2]

مسئلہ: مطلق تقلید فرض ہے[3] اور تقلیدِ شخصی واجب۔[4]

ضروری تنبیہ: وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھیے بدعت ہے، لہٰذا بدعت کسے کہتے ہیں اِسے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعتِ مذمومہ وقبیحہ وہ ہے جو کسی سنّت کے مخالف ومزاحم ہو،[5] اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنّت، بلکہ واجب تک ہوتی ہے۔[6] ....

---

1 ...... في "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع، أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٧١: (رجل قال: قياس أبي حنيفة رحمه الله تعالى حق نيست يكفر كذا في "التتارخانية"). "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٩٢.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٩٠.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١١، ص٤٠٤، ج٢٩، ص٣٩٢.

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٧٠٣ ـ ٧٠٤.

5 ...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ج١، ص٣٦٨: (قال الشافعي رحمه الله: (ما أحدث مما يخالف الكتاب أو السنة أو الأثر أو الإجماع فهو ضلالة، وما أحدث من الخير مما لا يخالف شيئاً من ذلك فليس بمذموم).

6 ...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ج١، ص٣٦٨: (قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد: البدعة إمّا واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله، وكتدوين أصول الفقه والكلام في الجرح والتعديل، وإمّا محرمة كمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة، والرد على هؤلاء من البدع الواجبة؛ لأنّ حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية، وإمّا مندوبة كإحداث الربط والمدارس، وكلّ إحسان لم يعهد في الصدر الأوّل وكالتراويح أي: بالجماعة العامة والكلام في دقائق

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ.))[1]

''یہ اچھی بدعت ہے۔''

حالانکہ تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے[2]، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہرگز بدعتِ قبیحہ نہیں ہوسکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انھیں کیوں نہیں موقوف کرتے...؟ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں اِن کا مطلب ہو، وہ حلال وسنت۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

الصوفية، وإمّا مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعني عند الشافعية، وأمّا عند الحنفية فمباح، والتوسع في لذائذ المآكل والمشارب والمساكن وتوسيع الأكمام، وقد اختلف في كراهة بعض ذلك أي: كما قدمنا،...... وقال عمر رضي اللّٰه عنه في قيام رمضان: نعمت البدعة . وروي عن ابن مسعود: ((ما رآه المسلمون حسناً فهو عند اللّٰه حسن))، وفي حديث مرفوع: ((لا يجتمع أمتي على الضلالة)) رواه مسلم)، ملخصاً.

1 ...... عن عبد الرحمن بن عبد القاري أنّه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: (واللّٰه إني لأراني لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل، فجمعهم على أبي بن كعب، قال ثم خرجت معه ليلة أخرى والناس يصلون بصلاة قارئهم فقال عمر: نعمت البدعة هذه، والتي تنامون عنها أفضل من التي تقومون يعني: آخر الليل وكان الناس يقومون أوله).

"الموطأ" للإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ما جاء في قيام رمضان، الحديث: ٢٥٥، ج١، ص١٢٠.

و"صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠١٠، ج٢، ص١٥٧.

2 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، مبحث صلاة التراويح، (التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً). ج٢، ص٥٩٦-٥٩٧.

امامت کا بیان

امامت دو۲ قسم ہے:

(۱) صغریٰ۔ (۲) کبریٰ۔[1]

امامتِ صغریٰ، امامتِ نماز ہے[2]، اِس کا بیان اِن شاءَ اللہ تعالیٰ کتابُ الصلاۃ میں آئے گا۔

امامتِ کبریٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمورِ دینی و دنیوی میں حسبِ شرع تصرّف عام کا اختیار رکھے اور غیرِ معصیت میں اُس کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔[3] اِس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے، ہاشمی، علوی، معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔[4] اِن کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے، جس سے اُن کا یہ مقصد ہے کہ برحق اُمرائے مؤمنین خلفائے ثلٰثہ ابوبکر صدیق و عمرِ فاروق

---

1 ...... (هي صغرى و كبرى). "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣١.

2 ...... (والصغرى ربط صلاة المؤتم بالإمام) "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٧.

3 ...... في "المقاصد"، الفصل الرابع في الإمامة، ج٣، ص٤٩٦: (الإمامة: وهي رياسة عامة في أمر الدين والدنيا خلافة عن النبي صلى الله عليه وسلم).

وفي "المسامرة"، الأصل السابع في الإمامة، ص٢٩٥: (الإمامة بأنها خلافة الرسول في إقامة الدين وحفظ حوزة الملة بحيث يجب اتباعه على كافة الأمة).

و"رد المحتار"، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٢.

وفي "شرح المقاصد"، الفصل الرابع في الإمامة، ج٣، ص٤٧٠: (يجب طاعة الإمام ما لم يخالف حكم الشرع).

4 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٣: (ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً قادراً قرشياً، لا هاشمياً علوياً معصوماً).

وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإمامة، ص١٥٦: (ولا يشترط أن يكون هاشمياً أو علوياً، ولا يشترط في الإمام أن يكون معصوماً). ملتقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الرابع في الإمامة، ص١٩٠-١٩١: (ولا يشترط كونه هاشمياً، ولا معصوماً؛ لأنّ العصمة من خصائص الأنبياء). ملتقطاً.

وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت سے جدا کریں[1]، حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اِجماع ہے۔[2] مولیٰ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُن کی خلافتیں تسلیم کیں[3]..............

---

1 ...... في "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج۲، ص۳۳۳ ـ ۳۳٤: (قوله: لا هاشميا...الخ) أي: لا يشترط كونه هاشمياً: أي: من أولاد هاشم بن عبد مناف كما قالت الشيعة نفياً لإمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم، ولا علوياً: أي: من أولاد عليّ بن أبي طالب كما قال به بعض الشيعة نفياً لخلافة بني العباس، ولا معصوماً كما قالت الإسماعيلية والاثنا عشرية: أي: الإمامية).

2 ...... في "شرح المقاصد"، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج۳، ص٤۸۲: (وكفى بإجماع المسلمين على إمامة الأئمة الثلاثة حجة عليهم).

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' شریف ج۲۸، ص٤۷۲ـ٤۷۳ میں فرماتے ہیں: امام اسحٰق بن راہویہ ودار قطنی وابن عساکر وغیرہم بطرق عدیدہ واسانید کثیرہ راوی، دوشخصوں نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دربارہ خلافت استفسار کیا: اعهدعهده إليك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أم رائ رأيته. کیا یہ کوئی عہد وقرار داد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے فرمایا: بل رائ رأيته بلکہ ہماری رائے ہے أما أن يكون عندي عهد من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عهده إليّ في ذلك فلا والله لئن كنت أوّل من صدّق به فلا أكون أوّل من كذب عليه. رہا یہ کہ اس باب میں میرے لئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہدہ قرار داد فرمادیا ہو سوخدا کی قسم ایسا نہیں ،اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افتراء کرنے والا نہ ہوں گا، ولو كان عندي منه عهد في ذلك ما تركت أخا بني تيم بن مرة وعمر بن الخطاب يثوبان على منبره ولقاتلتهما بيدي ولولم أجد إلّا بردتي هذه. اوراگر اس باب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر وعمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا اور بیشک اپنے ہاتھ سے اُن سے قتال کرتا اگر چہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا ولكن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لم يقتل قتلا ولم يمت فجأة مكث في مرضه أياماً وليالي يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبابكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني ثم يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبابكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکا یک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے، مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا، حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود تھا، پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ابوبکر ہی کو امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا، ولقد أرادت إمرأة من نسائه أن تصرفه عن أبي بكر فأبى وغضب وقال :أنتنّ صواحب يوسف مروا أبابكر فليصل بالناس. اورخدا کی قسم ازواج مطہرات میں سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف (علیہ السلام) والیاں ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے، فلمّا قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نظرنا في أمورنا فاخترنا لدنيانا من رضيه رسول الله

اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا، مولیٰ علی، علوی کیسے ہو سکتے ہیں! رہی عصمت، یہ انبیا و ملائکہ کا خاصہ ہے، جس کو ہم پہلے بیان کر آئے [1]، امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ [2]

مسئلہ ۱: محض مستحقِ امامت ہونا امام ہونے کے لیے کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اہلِ حَل و عقد [3] نے اُسے امام مقرر کیا ہو، یا امامِ سابق نے۔ [4]

صلى الله تعالى عليه وسلم لديننا فكانت الصلوة عظيم الإسلام وقوام الدين، فبايعنا أبابكر رضي الله تعالى عنه فكان لذلك أهلاً لم يختلف عليه منا اثنان. پس جبکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کرلیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی لہذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں کسی نے اس بارہ میں خلاف نہ کیا۔ یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی نے فرمایا: فأدّيت إلى أبي بكر حقه وعرفت له طاعته وغزوت معه في جنوده وكنت آخذاً إذا أعطاني وأغزو إذا غزاني وأضرب بين يديه الحدود بسوطي. پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جہاد کیا جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور انکے سامنے اپنے تازیانہ سے حد لگاتا............پھر بعینہٖ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

"ابن عساكر"، ج٤٢، ص٤٤٢.

[1] ...... دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ نمبر ۳۸۔

[2] ...... في "شرح المقاصد"، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٤: (من معظم الخلافيات مع الشيعة اشتراطهم أن يكون الإمام معصوماً).

[3] ...... دینی اور دنیاوی انتظامی معاملات کو جاننے والے۔

[4] ...... في "الفقه الأكبر"، نصب الإمام واجب، ص١٤٦: (الإمامة تثبت عند أهل السنة والجماعة إمّا باختيار أهل الحل والعقد من العلماء وأصحاب العدل والرأي كما تثبت إمامة أبي بكر رضي الله عنه، وإمّا بتنصيص الإمام وتعيينه كما تثبت إمامة عمر رضي الله عنه باستخلاف أبي بكر رضي الله عنه إياه).

وفي "المسامرة"، ما يثبت عقد الإمامة، ص٣٢٦: (ويثبت عقد الإمامة) بأحد أمرين: (إمّا باستخلاف الخليفة إيّاه كما فعل أبو بكر الصديق رضي الله عنه) حيث استخلف عمر رضي الله عنه، وإجماع الصحابة على خلافته بذلك إجماع على صحة الاستخلاف، (وإمّا بيعة) من تعتبر بيعة من أهل الحل والعقد، ولا يشترط بيعة جميعهم، ولا عدد محدود، بل يكفي بيعة (جماعة من العلماء أو) جماعة (من أهل الرأي والتدبير).

مسئلہ ۲: امام کی اِطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلافِ شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔ [1]

مسئلہ ۳: امام ایسا شخص مقرر کیا جائے، جو شجاع اور عالم ہو، یا علماء کی مدد سے کام کرے۔

مسئلہ ۴: عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں [2]، اگر نابالغ کو امامِ سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لیے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقۃً اُس وقت تک وہ والی اِمام ہے۔ [3]

---

1 ...... ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ ﴾ پ٥، النساء:٥٩.

في "تفسير المدارك"، ص٢٣٤، تحت الآية: (دلت الآية على أنّ طاعة الأمراء واجبة إذا وافقوا الحق، فإذا خالفوه فلا طاعة لهم لقوله عليه السلام: ((لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق))).

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة حق ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)). "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب السمع والطاعة للإمام، الحديث: ٢٩٥٥، ج٢، ص٢٩٧.

عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن معصية، الحديث: ٧١٤٤، ج٤، ص٤٥٥.

"صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء...... إلخ، الحديث: ١٨٣٩، ص١٠٠٨.

في "الدر المختار": (طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض).

وفي "ردّ المحتار": (والأصل فيه قوله تعالى: ﴿ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ وقال صلى الله عليه وسلم: ((اسمعوا وأطيعوا ولو أمّر عليكم عبد حبشي أجدع))، وروي: ((مجدع)). وعن ابن عمر أنّه عليه الصلاة والسلام قال: ((عليكم بالسمع والطاعة لكلّ من يؤمر عليكم ما لم يأمركم بمنكر))، ففي المنكر لا سمع ولا طاعة).

"الدر المختار" مع "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، ج٦، ص٤٠٣-٤٠٤.

2 ...... في "المسامرة" بشرح "المسايرة"، الأصل التاسع: شروط الإمام، ص٣١٨: (لا تصحّ إمامة الصبي والمعتوه؛ لقصور كلّ منهما عن تدبير نفسه، فكيف تدبير الأمور العامة؟...... وأنّ إمامة المرأة لا تصحّ؛ إذ النساء ناقصات عقل ودين كما ثبت به الحديث الصحيح)، ملتقطاً.

3 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٥-٣٣٦: وتصحّ سلطنة متغلب للضرورة، وكذا صبي. وينبغي أن يفوّض أمور التقليد على وال تابع له، والسلطان في الرسم هو الولد، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة إذنه بقضاء

عقیدہ ۱ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق و امامِ مطلق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمرِ فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے [1]، اِن حضرات کو خلفائے راشدین اور اِن کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں [2]، کہ انھوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

عقیدہ ۲ بعد انبیاو مرسلین، تمام مخلوقاتِ الٰہی انس و جن و مَلک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروقِ اعظم، پھر عثمٰن غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم [3]، ....

وجمعة كما في "الأشباه" عن "البزازية"، وفيها: لو بلغ السلطان أو الوالي يحتاج إلى تقليد جديد).

وفي "رد المحتار"، تحت قوله: (وكذا صبي) أي: تصحّ سلطنته للضرورة، لكن في الظاهر لا حقيقة. قال في "الأشباه": وتصحّ سلطنته ظاهراً، قال في "البزازية": مات السلطان واتفقت الرعية على سلطنة ابن صغير له ينبغي أن تفوّض أمور التقليد على وال، ويعدّ هذا الوالي نفسه تبعاً لابن السلطان لشرفه والسلطان في الرسم هو الابن، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة الإذن بالقضاء والجمعة ممن لا ولاية له اهـ. أي: لأنّ الوالي لو لم يكن هو السلطان في الحقيقة لم يصح إذنه بالقضاء والجمعة، لكن ينبغي أن يقال: إنّه سلطان إلى غاية وهي بلوغ الابن، لئلاّ يحتاج إلى عزله عند تولية ابن السلطان إذا بلغ. تأمل).

1 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص٦٨: (خلافة النبوة ثلاثون، منها خلافة الصديق رضي اللّٰه عنه سنتان وثلاثة أشهر، وخلافة عمر رضي اللّٰه عنه عشر سنين ونصف، وخلافة عثمان رضي اللّٰه عنه اثنتا عشرة سنة، وخلافة عليّ رضي اللّٰه عنه أربع سنين وتسعة أشهر، وخلافة الحسن ابنه ستة أشهر).

في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي...... إلخ، ص١٥٠: (وخلافتهم أي: نيابتهم عن الرسول في إقامة الدين بحيث يجب على كافة الأمم الاتباع على هذا الترتيب أيضًا يعني: أنّ الخلافة بعد رسول اللّٰه عليه السلام لأبي بكر ثم لعمر ثم لعثمان ثم لعلي رضي اللّٰه تعالى عنهم).

وفي "النبراس"، وخلافة الخلفاء الراشدين، ص٣٠٨: (في رواية: الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تكون ملكاً عضوضاً، وقد استشهد عليّ رضي اللّٰه عنه على رأس ثلثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، هذا تقريب، والتحقيق أنّه كان بعد عليّ نحو ستة أشهر باقية من ثلثين سنة وهي مدة خلافة الحسن بن علي رضي اللّٰه عنهما). و"المسامرة"، ص٣١٦.

2 ...... في "فيض القدير"، ج٤، ص٦٦٤، تحت الحديث: ٦٠٩٦: ((وسنّة)) أي: طريقة ((الخلفاء الراشدين المهديين)) والمراد بالخلفاء الأربعة والحسن رضي اللّٰه عنهم).

3 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا... إلخ، ص١٤٩ ـ ١٥٠: (وأفضل البشر بعد نبيّنا (أي: بعد الأنبياء) أبو بكر الصديق، ثم الفاروق، ثم عثمان ذوالنورين، ثم علي المرتضى)، ملخصاً. =

= وفي "منح الروض الأزهر"، للقاري، باب أفضل الناس بعده عليه الصلاة والسلام الخلفاء الأربعة علي...... إلخ، ص ٦١ ـ ٦٣: (وأفضل الناس بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم: أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضوان الله تعالى عليهم أجمعين).

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں: ''اہل سنت وجماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں، تمام امم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت وقبول وکرامت وقرب وولایت کو نہیں پہنچتا۔

﴿وَاَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾ فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے (ت)۔

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم، ومولاہم وآلہ وعلیہم وبارک وسلم۔ اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم وارشادات جلیلہ واضحہ امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ ودیگر ائمہ اہلبیت طہارت وارتضا واجماع صحابۂ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیائے امت وعلمائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٢٨، ص٤٧٨.

اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

اب ان سب میں افضل واعلیٰ واکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔

دہ یارِ بہشتی اند قطعی بوبکر وعمر عثمان وعلی

سعد ست سعید وبوعبیدہ طلحہ ست وزبیر وعبدالرحمٰن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملّت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) وچار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص وفضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (ومتبادر ومفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)۔

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستانِ معرفت، امام الواصلین، سیّد العارفین، (واصلانِ حق کے امام اہل معرفت کے پیش رو) خاتمِ خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جد امجد طاہر مطہر، قاسمِ کوثر، اسداللہ الغالب، مظہرالعجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کرّم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ الکریم وحشرنا في زمرته في یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقب جلیلہ (اوصاف حمیدہ) ومحامد جمیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت وشہرت کے ساتھ (کثیر ومشہور زبان زد عام وخواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل ومیکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے رکن اعظم) ضجیعین (ہم خوابیہ اور دونوں اپنے آقا ومولیٰ کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار وغمگسار) سیّدنا ومولٰنا عبداللہ العتیق ابوبکر صدیق وجناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی شانِ والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ وصلے اللہ تعالی علیہ وسلم ہے بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہِ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبا نہیں اور منازل جنت ومواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل وفواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) وحسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم وپیشی (یہی سب پر مقدم، یہی پیش پیش) ہمارے علماء وآئمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین وشرافتِ دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے اولیات وخصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم وفراست کی رسائی سے ماورا ہو اس) کا شمار کس کے اختیار، واللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

وعلی تفنن واصفیه بحسنه　یغني الزمان وفیه ما لم یوصف

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہوگیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرتِ فضائل وشہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ وبرتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور ہونا) چیزے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت وکرامت (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا وممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے: ﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ﴾.

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والتسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں:

کہ فرماتے ہیں: ((کنت عند النبي صلی اللّٰه علیه وسلم فأقبل أبو بکر وعمر، فقال: یا علي: هذان سیّدا کهول أهل

الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين)). "المسند" للإمام أحمد، الحديث: ٦٠٢، ج١، ص١٧٤.

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٦٨٥، ج٥، ص٣٧٦.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، الحديث: ١٠٠، ج١، ص٧٥.

''میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر و عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء و مرسلین کے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے: ((أبو بكر وعمر خير الأولين والآخرين وخير أهل السموات وخير أهل الأرضين إلّا النبيين والمرسلين)). رواه الحاكم في "الكنى" وابن عدى وخطيب.

ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیا و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔

"كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما، ج١١، ص ٢٥٦، الحديث: ٣٢٦٤٢.

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت وسطوت (دودبدبہ) خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی (اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلاقید جہت وحیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسّی سے زیادہ صحابہ وتابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرّات ومرّات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جلوات وخلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) ومشاہد عامہ ومساجد جامعہ (عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

(ازاں جملہ وہ ارشاد گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال: قلت لأبي: أيّ الناس خيرٌ بعد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ قال: ((أبو بكر، قال: قلت: ثم من؟ قال: عمر)).

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر''۔

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٦٧١، ج٢، ص٥٢٢.

ابوعمر بن عبداللہ حکم بن حجل سے اور دار قطنی اپنی ''سنن'' میں راوی جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

((لا أجد أحداً فضلني على أبي بكر وعمر إلّا جلدته حد المفتري)) "الصواعق المحرقة"، ص ٦٠.

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مُفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسّی کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم طلحی ''کتاب السنّۃ'' میں جناب علقمہ سے راوی: بلغ عليًا أنّ أقواماً يفضّلونه على أبي بكر وعمر فصعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أيها الناس! ((أنّه بلغني أنّ أقواماً يفضّلوني على أبي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر، عليه حد المفتري، ثم قال: إنّ خير هذه الأمة بعد نبيها صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أبو بكر ثم عمر ثم الله أعلم بالخير بعده، قال: وفي المجلس الحسن بن علي فقال: والله لو سمّى الثالث لسمى عثمٰن)).

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سُنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (وتنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے، پھر فرمایا: بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انہوں نے ارشاد کیا: خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمٰن کا نام لیتے۔ "إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء" بحواله أبي القاسم مسند علي بن أبي طالب، ج ١، ص ٦٨.

بالجملہ احادیثِ مرفوعہ واقوالِ حضرت مرتضوی واہلبیت نبوت اس بارے میں لاتعد ولاتحصی (بے شمار ولاانتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث وآثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صدہا تصریحیں (سیکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں کہیں جہت وحیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضلیت (حاصل ہے) لہذا انہوں نے عقیدہ کرلیا کہ گو فضائل خاصہ وخصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بعطائے الٰہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین وزیرین کو وہ خصائصِ غالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہِ الٰہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کلی (کسی جہت وحیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کلّیہ) جو کثرتِ ثواب وزیادتِ قُربِ ربّ الارباب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا)۔

اور (یہ اہل سنت وجماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) واہلبیت کرام (صاحب البیت ادری بمافیہ کے مصداق اسرار خانہ سے مقابلۃً واقف تر) کیوں بلاتقیید (کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر) انہیں افضل وخیر امت وسردار اوّلین وآخرین بتاتے، کیا آیہ کریمہ: ﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۫ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴾ (تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور

جو شخص مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بد مذہب ہے۔ (1)

تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں)

وحدیث صحیح: ((من كنتُ مولاه فعلي مولاه)). (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے)

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٧٣٣، ج٥، ص٣٩٨.

"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، الحديث: ١٢١، ج١، ص٨٦.

اور خبر شدید الضعف وقوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف وقابل شدید جرح وتعدیل) ((لحمك لحمي ودمك دمي)) (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)

"كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل علي رضي الله تعالى عنه، ج١١، ص ٢٧٩، الحديث: ٣٢٩٣٣.

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت وصحیح مان لی جائے) وغیر ذلک (احادیث واخبار) سے انہیں آگاہی نہ تھی (ہوش وحواس علم وشعور اور فہم وفراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرار درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں) یا (انہیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلالۃ الفاظ کا) مطلب نہ سمجھے (اور غیرت وشرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیۂ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کیسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات بیّنہ وقاطع الدلالۃ (روشن صراحتوں قطعی دلالتوں) وغیر محتملۃ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العلمین کہ حق تبارک وتعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی وہدایت کے لیے کافی) اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سُلگتا اور ضد ونفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت ﴿ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ﴾ (انہیں آتش غضب میں جلنا مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبتِ علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضیٰ ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اُسی کوڑوں کے استحقاق سے بچیئے (والعیاذ باللہ)"۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٣٦٣ تا ٣٧٠.

☆ نوٹ: "فتاویٰ رضویہ" شریف کے مندرجہ بالا کلام میں قوسین ( ) کی عبارت، حضرت خلیل ملت علامہ مولانا خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔

(1) ...... في "الفتاوى البزازيه"، كتاب السير، نوع فيما يتصل به ... إلخ، ج٦، ص٣١٩: (الرافضي إن كان يفضل علياً عليهما فهو مبتدع)، هامش "الهندية".

وفي "فتح القدير"، باب الإمامة، ج١، ص٣٠٤: (وفي الروافض أنّ من فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع).

وفي "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق...إلخ، ج١، ص٦١١: (والرافضي إن فضل علياً على غيره فهو مبتدع).

عقیدہ ۳ افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہو، اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں [1]، نہ کثرتِ اجر کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے [2]۔ [3] حدیث میں ہمراہیانِ سیّدنا امام مَہدی کی نسبت آیا کہ: ''اُن میں ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے، صحابہ نے عرض کی: اُن میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے۔'' [4] تو اجر اُن کا زائد ہوا، مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے، زیادت درکنار، کہاں امام مَہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صحابیت! اس کی نظیر بلاتشبیہ یوں سمجھیے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیے اور وزیر کو خالی پروانۂ خوشنودیٔ مزاج دیا تو انعام انھیں کو زائد ملا، مگر کہاں وہ اور کہاں وزیرِ اعظم کا اِعزاز؟

عقیدہ ۴ ان کی خلافت بر ترتیبِ فضیلت ہے، یعنی جو عنداللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا،

---

1 ...... في "مطلع القمرين"، ص ١١٠ عن "شرح المقاصد": (الكلام في الأفضلية بمعنى الكرامة عند الله تعالى و كثرة الثواب). و"شرح المواقف": (ومرجعها أي: مرجع الأفضلية التي نحن بصددها إلى كثرة الثواب والكرامة عند الله تعالى).

2 ...... یعنی اکثر و بیشتر اجر کی زیادتی ایسے شخص کے لیے ہوتی ہے جو افضل نہ ہو۔

3 ...... في "الصواعق المحرقة"، ص٢١٣: (إنّ المفضول قد يكون فيه مزية لا يوجد في الفاضل، وأيضاً مجرّد زيادة الأجر لا تستلزم الأفضلية المطلقة).

4 ...... عن أبي أمية الشعباني قال: أتيت أبا ثعلبة الخشني فقلت له: كيف تصنع بهذه الآية؟ قال: أيّةُ آية؟ قلت: قوله تعالى: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ قال: أما والله لقد سألت عنها خبيرا سألت عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى إذا رأيت شحّاً مطاعاً وهوًى متبعاً، ودنيًا مؤثرةً وإعجاب كل ذي رأي برأيه فعليك بخاصة نفسك ودع العوامّ، فإنّ من ورائكم أياماً الصبر فيهن مثل القبض على الجمر، للعامل فيهن مثل أجر خمسين رجلا يعملون مثل عملكم))، قال عبد الله بن المبارك: وزادني غير عتبة قيل: يا رسول الله! أجر خمسين منّا أو منهم، قال: ((لا، بل أجر خمسين رجلاً منكم)).

"سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة المائدة، الحديث: ٣٠٧٩، ج٥، ص٤٢.

و"ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب قوله تعالى: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ...الخ﴾، الحديث: ٤٠١٤، ج٤، ص٣٦٥.

في "فتح الباري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ج٧، ص٦، تحت الحديث: ٣٦٥١: (أنّ حديث: ((للعامل منهم أجر خمسين منكم)) لا يدلّ على أفضلية غير الصحابة على الصحابة؛ لأنّ مجرد زيادة الأجر لا يستلزم ثبوت الأفضلية المطلقة، وأيضاً فالأجر إنّما يقع تفاضله بالنسبة إلى ما يماثله في ذلك العمل، فأمّا ما فاز به من شاهد النبي صلى الله عليه وسلم من زيادة فضيلة المشاهدة فلا يعدله فيها أحد).

نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت، یعنی افضل یہ کہ مُلک داری و مُلک گیری میں زیادہ سلیقہ، جیسا آج کل سُنّی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں[1]۔

1...... في "مجموعة الحواشي البهية"، "حاشية عصام" على "شرح العقائد"، ج۲، ص۲۳۶: (قوله: "على هذا الترتيب أيضاً": يشعر أنّ مبني ترتيب الخلافة على ترتيب الأفضلية التي حكم بها السلف).

وفي "الطريقة المحمدية" مع شرح "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۹۳: (وأفضلهم أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذو النورين، ثم علي المرتضى، وخلافتهم) أي: هؤلاء الأربعة عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كانت (على هذا الترتيب أيضاً) أي: كما هي فضيلتهم كذلك، (ثم) بعدهم في الفضيلة (سائر) أي: بقية (الصحابة رضي الله عنهم أجمعين).

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الرابع في الإمامة، ص۱۹۱: (والإمام الحق بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله تعالى عنهم أجمعين، والفضيلة على ترتيب الخلافة).

یعنی: اور امام برحق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اور (ان چاروں کی) فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے۔

قال الإمام أحمد رضا في حاشيته "المعتمد المستند"، نمبر ۳۱٦، ص۱۹۱، تحت اللفظ: **"والفضيلة"** (تبع في هذه العبارة الحسنة الأئمة السابقين، وفيها ردّ على مفضلة الزمان المدعين السنية بالزور والبهتان حيث أوّلوا مسألة ترتيب الفضيلة بأنّ المعنى الأولوية للخلافة الدنيوية، وهي لمن كان أعرف بسياسة المدن وتجهيز العساكر وغير ذلك من الأمور المحتاج إليها في السلطنة، وهذا قول باطل خبيث مخالف لإجماع الصحابة والتابعين رضي الله تعالى عنهم، بل الأفضلية في كثرة الثواب وقرب ربّ الأرباب والكرامة عند الله تعالى، ولذا عبر عن المسألة في "الطريقة المحمدية" وغيرها في بيان عقائد السنة بأنّ أفضل الأولياء المحمديين أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم، وللعبد الضعيف في الردّ على هؤلاء الضالين كتاب حافل كافل بسيط محيط سمّيته "مطلع القمرين بإبانة سبقة العمرين" ۱۲).

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے حاشیہ میں ''والفضیلۃ'' کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ائمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے میں تفضیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پر سُنّی ہونے کے مدعی ہیں اس لئے کہ انہوں نے فضیلت میں ترتیب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولویت (خلافت میں زیادہ حقدار ہونے) کا معنی دنیوی خلافت کا زیادہ حقدار ہونا، اور یہ اس کے لئے ہے کہ جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی، اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام وانصرام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو۔ اور یہ باطل خبیث قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے، اسی لئے ''طریقہ محمدیہ'' وغیرہا کتابوں میں اہلسنت وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمدیین (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس ناتواں بندے کی ان گمراہوں کے رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے جس کا نام میں نے '' **مطلع القمرين في إبانة سبقة العمرين** '' رکھا۔ ۱۲ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انظر: "مطلع القمرين في إبانة سبقة العمرين"، ص۱۰۸.

یوں ہوتا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہوتے کہ اِن کی خلافت کو فرمایا:

((لَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَهُ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.)) [1]

اور صدیقِ اکبر کی خلافت کو فرمایا:

((فِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ.)) [2]

عقیدہ ۵: خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرۂ مبشَّرہ وحضرات حسنین واصحابِ بدر واصحابِ بیعۃ الرضوان کے لیے افضلیت ہے [3] اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔ [4]

---

1 ...... میں نے کسی کو ایسا جواں مرد نہیں دیکھا جو اتنا کام کرسکے، حتی کہ لوگ (اُن کے نکالے ہوئے پانی سے) سیراب ہوگئے۔

"سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ما جاء في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم الميزان والدلو، الحديث: ٢٢٩٦، ج٤، ص١٢٧.

2 ...... ان کے (دورانِ خواب، کنوئیں سے پانی) نکالنے میں کمزوری تھی، اللہ عزوجل انہیں معاف فرمائے۔

"صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، الحديث: ٣٦٧٦، ج٢، ص٥٢٤.

3 ...... في "شرح المسلم" للنووي، كتاب فضائل الصحابة، ص٢٧٢: (واتفق أهل السنة على أنّ أفضلهم أبوبكر، ثم عمر، قال جمهورهم: ثم عثمان، ثم علي، قال أبو منصور البغدادي: أصحابنا مجمعون على أنّ أفضلهم الخلفاء الأربعة على الترتيب المذكور ثم تمام العشرة، ثم أهل بدر، ثم أُحد، ثم بيعة الرضوان)، ملتقطاً.

وفي "منح الروض الأزهر" للقاري، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص١١٩: (أجمع أهل السنة والجماعة على أنّ أفضل الصحابة أبو بكر فعمر فعثمان فعلي، فبقية العشرة المبشرة بالجنة، فأهل بدر، فباقي أهل أحد، فباقي أهل بيعة الرضوان بالحديبية).

4 ...... ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠١-١٠٣.

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ پ١١، التوبة: ١٠٠.

﴿ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ پ٢٧، الحديد: ١٠.

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة)).

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن ... إلخ، الحديث: ٣٧٩٣، ج٥، ص٤٢٦. و"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، الحديث: ١١٨، ج١، ص٨٤. =

= عن جابر عن أم مبشر عن حفصة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إني لأرجو أن لا يدخل النار إن شاء الله أحد شهد بدراً والحديبية))، قالت: فقلت: أليس الله عزوجل يقول: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾، قال: فسمعته يقول: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ٢٦٥٠٢، ج١٠، ص١٦٣.

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ پ٢٦، الفتح: ١٨.

عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنّه قال: ((لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة)).

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في الخلفاء، الحديث: ٤٦٥٣، ج٤، ص٢٨١. و"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب في فضل من بايع تحت الشجرة، الحديث: ٣٨٨٦، ج٥، ص٤٦٢.

شیخ المحققین خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب ''تکمیل الایمان'' میں فرماتے ہیں:

ذکرِ عشرہ مبشرہ:

باقي العشرة المبشرة: یعنی بعد از خلفاء اربعہ فضیلت بقیہ عشرہ مبشرہ کے لیے ہے، اور عشرہ مبشرہ جن کی عرفیت ہے، وہ دس صحابہ کرام ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دے کر فرمایا: ((أبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن أبي وقاص في الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة)).

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٧٦٨، ج٥، ص٤١٦، و"المسند"، ج١، ص٤١٠، الحديث: ١٦٧٥.

یعنی: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، ابوعبیدہ بن الجراح جنتی ہیں، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

یہ دس صحابہ کرام خیارِ امت، افاضل صحابہ، اکابر قریش، پیشوائے مہاجرین اور اقارب مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وسلم، ان کے لیئے سبقت ایمان اور خدمت اسلام ثابت ہے، جوکہ اوروں کے لئے نہیں ہے، ان کا جنتی ہونا قطعی ہے لیکن یہ قطعیت بشارت انھی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ان کے سوا بھی اور اصحاب بشارت یافتہ ہیں مثلاً: سیدتنا فاطمہ، امام حسن، امام حسین، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت سلمان، حضرت صہیب، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرھا۔

ان دس اصحاب مبشرہ کی شہرت ولقب، وقوع بشارت ایک حدیث اور ایک وقت میں ہونے کی وجہ سے ہے اور ان کا ذکر عقائد کے ضمن میں بسبب اہتمام بشارت، اور اہل زیغ کے مذہب کے رد وابطال کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ان کی شان میں گستاخی کرتے اور بے ادبی کی راہ چلتے ہیں، اور عام مخلوق جان لے کہ دخول جنت کی بشارت ان ہی دسوں کے ساتھ قطعی اور مخصوص ہے یہ گمان محض غلط اور صریح جہالت ہے۔ =

= اور بعض عربی کے طالب علم جو ناپختہ اور عام جہلاء سے بڑھ کر ہیں کہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی بشارت ہے لیکن ان عشرہ مبشرہ کی بشارت قطعی ہے اور ان کے سوا اوروں کے لیئے ظنی ہے اور ان دسوں کی درجہ بشارت سے قوت وشہرت اور تواتر میں کم ہے۔ اس گمان فاسد کی منشاء عدم تتبع احادیث اور علم حدیث کی خدمت میں کوتاہی کی وجہ سے ہے، اللہ تعالی ان سے درگزر فرمائے، ہم نے اس بحث کو اسی زمانہ میں ایک مستقل کتاب میں جس کا نام "تحقيق الإشارة في تعميم البشاره" ہے تفصیل وتحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے، اور مبشرین کے نام بھی جو کہ احادیث میں نظر سے گزرے ذکر کردیے ہیں۔

حق وصواب یہی ہے کہ خلفاء اربعہ، فاطمہ وحسن وحسین وغیرہم رضی اللہ عنہم کی بشارت مشہور اور اصل بحد تواتر معنوی ہے باقی عشرہ مبشرہ کی بشارت بھی بحد شہرت پہنچی ہوئی ہے اور بعض دیگر صحابہ بھی اخبار احاد سے تفاوت مراتب کے ساتھ صاحب بشارت ہیں، اور حکم غیر مبشرین کا یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ: مومنین ومسلمین جنتی، اور کفار دوزخی، بغیر جزم ویقین، اور بلا قطعی کسی کے جنتی یا ناری کی خصوصیت کے، اس کی مکمل تحقیق کتاب مذکور میں ملاحظہ کریں۔ وباللہ التوفیق۔

ذكر أهل بدر:

أهل بدر: یعنی بعد عشرہ مبشرہ کے فضیلت بدری اصحاب کے لئے ہے۔ اور اہل بدر تین سو تیرہ (۳۱۳) اصحاب ہیں وہ سب قطعی طور پر جنتی ہیں کیونکہ ان کی شان میں فرمایا گیا: ((إنّ اللّٰه قد اطّلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم)).

یعنی: بے شک اللہ تعالی اہل بدر کو مطلع فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ: جو چاہو عمل کرو بے شک میں نے تم کو بخش دیا۔

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب الجاسوس، الحديث: ٣٠٠٧، ج٢، ص ٣١١.

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ((لن يدخل اللّٰه النار رجلاً شهد بدراً والحديبية)). یعنی: اللہ تعالی بدر وحدیبیہ میں حاضر ہونے والوں کو ہرگز آگ میں داخل نہ کرے گا۔

ذكر أهل أحد:

فأحد: یعنی بعد از اہل بدر فضیلت اہل غزوہ اُحد کے لئے ہے جو کہ سال چہارم ہجری میں واقع ہوا۔

بیعت رضوان:

أهل بيعت الرضوان: یعنی اہل غزوہ احد کے بعد فضیلت اہل بیعت رضوان کے لئے ہے۔ یہ وہ نامی بیعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں سے ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾ پ٢٦، الفتح: ١٨. ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اور حدیث مبارک میں ہے: ((لا يدخل النار أحدٌ بايعني تحت الشجرة)). یعنی: اللہ تعالی کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے گا جنہوں نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی۔

یہ سب بھی جنتی ہیں، اور افضلیت میں یہ ترتیب مذکور مجمع علیہ ہے جسے ابو منصور تمیمی نے نقل کیا ہے۔ ان تمام مذکورین صحابہ کے بعد بھی بحسب

عقیدہ ۶ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر و صلاح ہیں اور عادل، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔[1]

عقیدہ ۷ کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے[2]، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیر معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابوسفیان اور والدۂ ماجدہ حضرت ہند، اسی طرح حضرت سیّدنا عَمرو بن عاص، و حضرت مغیرہ بن شعبہ،

فضائل وآثر جوان کے حق میں مروی ہیں، وہ سب جنتی ہیں، ان کے درجات ومقامات جدا جدا ہوں گے، علماء نے ان کی تصریح منظور نہ کی، واللہ اعلم۔

"تکمیل الایمان" (فارسی)، ص۱۶۱۔۱۶۵، (مترجم) ص۱۱۷۔۱۲۱.

1 ...... في "المسامرة"، ص٣١٣: (واعتقاد أهل السنة) والجماعة (تزكية جميع الصحابة) رضي الله عنهم وجوباً بإثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن فيهم، (والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى عليهم إذ قال: ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾) وقال تعالى: ﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ﴾ وسطاً، أي: عدولاً خياراً.

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص٧١: (ولا نذكر الصحابة) أي: مجتمعين ومنفردين، وفي نسخة: ولا نذكر أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم إلّا بخير، ولقوله عليه الصلاة والسلام: ((إذا ذكر أصحابي فأمسكوا))، ولذلك ذهب جمهور العلماء إلى أنّ الصحابة رضي الله عنهم كلّهم عدول قبل فتنة عثمان وعلي وكذا بعدها)، ملتقطاً.

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص١٦٢: (ويكف عن ذكر الصحابة إلّا بخير).

2 ...... عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضاً بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٨٨٨، ج٥، ص٤٦٣.

في "فيض القدير"، ج٢، ص١٢٤، تحت الحديث: (((الله الله في)) حق (أصحابي) أي: اتقوا الله فيهم ولا تلمزوهم بسوء، أو اذكروا الله فيهم وفي تعظيمهم وتوقيرهم، وكرره إيذاناً بمزيد الحث على الكف عن التعرض لهم بمنقص ((لا تتخذوهم غرضاً)) هدفاً ترموهم بقبيح الكلام كما يرمى الهدف بالسهام، هو تشبيه بليغ ((بعدي)) أي: بعد وفاتي...... ((ومن آذاهم)) بما يسوءهم ((فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله يوشك أن يأخذه)) أي: يسرع انتزاع روحه أخذة غضبان منتقم عزيز مقتدر جبار قهار ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾)، ملتقطاً.

وحضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیلِمہ کذّاب ملعون [1] کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیر النّاس و شرالنّاس کو قتل کیا [2]، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا [3] ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ [4]

عقیدہ ۸ کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ [5]

1...... نبوت کا جھوٹا دعویدار مسیلمہ لعنتی۔

2...... (وحشي بن حرب الحبشي قاتل حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنه يوم أحد، وشرِك في قتل مسيلمة الكذاب يوم اليمامة، وكان يقول: قتلت خير الناس في الجاهلية وشرّ الناس في الإسلام).

"أسد الغابة في معرفة الصحابة"، الجزء الخامس، رقم الترجمة: ٥٤٤٢، ص ٤٥٤.

3...... نفرت کا اظہار کرنا۔

4...... في "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٦٢: (من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته).

وفي "البزازية"، ج٦، ص ٣١٩: (الرافضي إن كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر)، (هامش "الهندية").

وفيها ج٦، ص ٣١٨: (من أنكر خلافة أبي بكر رضي الله عنه فهو كافر في الصحيح، ومنكر خلافة عمر رضي الله عنه فهو كافر في الأصحّ)، (هامش "الهندية").

وفي "فتح القدير"، باب الإمامة، ج١، ص٣٠٤: (وفي الروافض أنّ من فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر رضي الله عنهما فهو كافر).

وفي "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق...إلخ، ج١، ص٦١١: (والرافضي إن فضّل علياً على غيره فهو مبتدع، وإن أنكر خلافة الصديق فهو كافر).

في "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٨: (وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر).

وفي "تبيين الحقائق"، كتاب الصلاة، الأحق بالإمامة، ج١، ص٣٤٧: (وفي الروافض إن فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر). انظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٥١.

5...... في "المرقاة"، كتاب الفتن، تحت الحديث: ٥٤٠١، ج٩، ص٢٨٢: (من القواعد المقررة أنّ العلماء والأولياء من الأمة لم يبلغ أحد منهم مبلغ الصحابة الكبراء).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''تابعین سے لے کر تابقیامت امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے صاحبِ سلسلہ ہوخواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان (یعنی صحابہ) میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اوران میں ادنیٰ کوئی نہیں۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٣٥٧.

مسئلہ ۵ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔

عقیدہ ۹ تمام صحابۂ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھنک[1] نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا[2]، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔

عقیدہ ۱۰ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم، انبیا نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے خلاف ہے۔[3] اللہ عزوجل نے ''سورۂ حدید'' میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبلِ فتحِ مکہ اور بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو اِن پر تفضیل دی اور فرمادیا:

﴿ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ﴾

''سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔''

---

1 ...... ہلکی سی آواز بھی۔

2 ...... ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤىۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَاۚ وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ﴾ پ۱۷، الأنبياء: ۱۰۱ ـ ۱۰۳.

3 ...... ﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾ پ۸، الأعراف: ۴۳.

في "التفسير الكبير"، ج۵، ص۲۴۲ـ۲۴۳: تحت الآية: (ومعنى نزع الغل: تصفية الطباع وإسقاط الوساوس ومنعها من أن ترد على القلوب، .... وإلى هذا المعنى أشار علي بن أبي طالب رضي الله عنه فقال: إنّي لأرجو أن أكون أنا وعثمان وطلحة والزبير من الذين قال الله تعالى فيهم: ﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾).

وفي "روح البيان"، تحت الآية: ج۳، ص۱۶۲: (قال ابن عباس رضي الله عنهما: نزلت هذه الآية في أبي بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وابن مسعود وعمار بن ياسر وسلمان وأبي ذر ينزع الله في الآخرة ما كان في قلوبهم من غشّ بعضهم لبعض في الدنيا من العداوة والقتل الذي كان بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر الذي اختلفوا فيه فيدخلون إخواناً على سرر متقابلين).

ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

﴿ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴾[1]

''اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کروگے۔''

تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنتِ بے عذاب و کرامت وثواب کا وعدہ فرماچکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے...؟! کیا طعن کرنے والا اللہ (عزوجل) سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔[2]

عقیدہ ۱۱ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیثِ ''صحیح بخاری'' میں بیان فرمایا ہے[3]، مجتہد سے صواب وخطا[4] دونوں صادر ہوتے ہیں۔[5]

---

1 ...... ﴿ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْاؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴾ پ۲۷، الحديد: ۱۰.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص ۱۰۰ ـ ۱۰۱، ۲٦٤، ۳۳٦، ۳٦۱ـ۳٦۳.

3 ...... حدثنا ابن أبي مريم: حد ثنا نافع بن عمر: حدثني ابن أبي مليكة: (قيل لابن عباس: هل لك في أمير المؤمنين معاوية فإنّه ما أوتر إلّا بواحدة قال: أصاب إنّه فقيه).

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، باب ذكر معاوية رضي الله تعالى عنه، الحديث: ۳۷٦٥، ج۲، ص٥٠٥. و"المشكاة"، كتاب الصلاة، باب الوتر، الحديث: ۱۲۷۷، ج۱، ص۲٥۰.

في "المرقاة"، ج۳، ص ۳٤۹ـ۳٥۰، تحت الحديث: (قال: أي: ابن عباس أصاب، أي: أدرك الثواب في اجتهاده إنّه فقيه، أي: مجتهد وهو مثاب وإن أخطأ).

4 ...... صحیح اور غلط۔

5 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث المجتهد قد يخطئ ويصيب، ص۱۷٥: (والمجتهد في العقليات والشرعيات الأصلية والفرعية قد يخطئ وقد يصيب).

وفي "منح الروض الأزهر" للقاريء، المجتهد في العقليات يخطئ ويصيب، ص۱۳۳: (أنّ المجتهد في العقليات والشرعيات الأصلية والفرعية قد يخطئ وقد يصيب).

خطا دو قسم ہے: خطأ عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطأ اجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطأ مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطأ اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

دوسری خطأ منکَر، یہ وہ خطأ اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا[1] اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری[2] اور امیرِ معاویہ کی مغفرت، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[3]

1...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲۹، ص۳۳۵ ـ ۳۳۶.

2...... یعنی تائید و سندِ حق۔

3...... عن عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه قال: (رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام وأبو بكر وعمر جالسان عنده، فسلمت عليه وجلست، فبينما أنا جالس إذ أتي بعلي ومعاوية، فأدخلا بيتا وأجيف الباب وأنا أنظر، فما كان بأسرع من أن خرج علي وهو يقول: قضى لي ورب الكعبة، ثم ما كان بأسرع من أن خرج معاوية وهو يقول: غفر لي ورب الكعبة).

"البداية والنهاية"، ج۵، ص۶۳۳.

وفي "تأريخ مدينة دمشق"،عن يزيد بن الأصم قال: لما وقع الصلح بين علي ومعاوية خرج علي فمشى في قتلاه فقال: هؤلاء في الجنة، ثم مشى في قتلى معاوية فقال: هؤلاء في الجنة، وليصير الأمر إلي وإلى معاوية، فيحكم لي ويغفر لمعاوية؛ هكذا أخبرني حبيبي رسول الله صلى الله عليه وسلم.

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أوّل من يختصم في هذه الأمة بين يدي الرب علي ومعاوية، وأوّل من يدخل الجنة أبو بكر وعمر))، قال ابن عباس: كنت جالساً عند النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أبو بكر وعمر وعثمان ومعاوية إذ أقبل علي بن أبي طالب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاوية: ((أتحب علياً يا معاوية؟)) فقال معاوية: إي والله! الذي لا إله إلّا هو إنّي لأحبه في الله حباً شديداً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّها ستكون بينكم هنيهة))، قال معاوية: ما يكون بعد ذلك يا رسول الله؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: عفو الله ورضوانه، والدخول إلى الجنة))، قال معاوية: رضينا بقضاء الله فعند ذلك نزلت هذه الآية: ﴿ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴾.

"تأريخ مدينة دمشق"، ج۵۹، ص۱۳۹ـ۱۴۰.

مسئلہ ۶ یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ [علی] کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے محض باطل و بے اصل ہے۔ (1) علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہنے کا حکم دیا ہے (2)، یہ استثنائے شریعت گڑھنا ہے۔

عقیدہ ۱۲ منہاجِ نبوت پر خلافتِ حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، پھر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافتِ راشدہ ہوئی (3) اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ (4)

---

1 ......

2 ...... في "نسيم الرياض"، القسم الثاني فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله تعالى عليه وسلم، ج٥، ص٩٣: (﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ [التوبة: ١٠٠] فيدعى بذلك المذكور من المغفرة والرحمة والترضي لسائر المؤمنين والصحابة...... وأمّا ما قيل: من أنّه لا يدعى للصحابة إلّا برضي اللّٰه تعالى عنهم، فهو أمر حسن للأدب).

3 ...... في "النبراس"، ص٣٠٨: (والخلافة بعد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاثون سنة لقوله عليه الصلاة والسلام: ((الخلافة ثلاثون سنة......)) وقد استشهد علي رضي اللّٰه عنه على رأس ثلاثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم هذا تقريب، والتحقيق أنّه كان بعد علي رضي اللّٰه عنه نحو ستة أشهر باقية من ثلثين سنة وهي مدة خلافة الحسن بن علي رضي اللّٰه عنهما، وكان كمال ثلثين عند تسليم الحسن الخلافة إلى معاوية، وعمر بن عبد العزيز وهو خامس الخلفاء الراشدين صاحب الحديث والاجتهاد والتقوى والعدل والكرامات والمناقب الرفيعة)، ملتقطاً.

4 ...... عن محمد بن الحنفية، قال: كنا عند علي رضي اللّٰه عنه، فسأله رجل عن المهدي، فقال علي رضي اللّٰه عنه: ((هيهات، ثم عقد بيده سبعاً، فقال: ذاك يخرج في آخر الزمان...إلخ)).

"المستدرك" للحاكم، كتاب الفتن والملاحم، الحديث:٨٧٠٢، ج٥، ص ٧٦٦-٧٦٧.

في "منح الروض الأزهر"، ص٦٥: ((الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تصير ملكاً عضوضاً)) ولا يشكل بأنّ أهل الحل والعقد من الأمة قد كانوا متفقين على خلافة الخلفاء العباسية وبعض المروانية كعمر بن عبد العزيز، فإنّ المراد بالخلافة المذكورة في الحديث الخلافة الكاملة التي لا يشوبها شيء من المخالفة وميل عن المتابعة يكون ثلاثون سنة، وبعدها قد تكون وقد لا تكون، إذ قد ورد في حق المهدي أنّه خليفة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، والأظهر أنّ إطلاق الخليفة على الخلفاء العباسية كان على المعاني اللغوية المجازية العرفية دون الحقيقة الشرعية)، ملتقطاً.

امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں [1]، اسی کی طرف توراتِ مقدّس میں اشارہ ہے کہ:

"مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُھَاجَرُہٗ بِطَیْبَۃَ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ." [2]

''وہ نبی آخر الزماں (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔''

تو امیرِ معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک فوجِ جرّار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیرِ معاویہ کو سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی [3] اور اس صُلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا:

((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.)) [4]

''میرا یہ بیٹا سیّد ہے، میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے۔''

---

1 ...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٦٨-٦٩: (وأول ملوك المسلمين معاوية رضي اللّٰه عنه).

2 ...... "المستدرك"، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، الحديث: ٤٣٠٠، ج ٣، ص٥٢٦.

و "دلائل النبوة" للبيهقي، ج٦، ص ٢٨١، و"مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل، الحديث: ٥٧٧١، ج٣، ص٣٥٨.

3 ...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ ابني هذا سيد ولعل اللّٰه أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم للحسن بن علي، الحديث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٢١٤.

و"الجامع الصغير"، الحديث: ٢١٦٧، ج١، ص١٣٢.

في "فيض القدير"، ج٢، ص٥١٩، تحت الحديث: ((أن يصلح به) يعني: بسبب تكرمه وعزله نفسه عن الخلافة، وتركها كذلك لمعاوية (بين فئتين عظيمتين من المسلمين) وكان ذلك، فلما بويع له بعد أبيه وصار هو الإمام الحق مدة ستة أشهر تكملة للثلاثين سنة التي أخبر المصطفى صلى اللّٰه عليه وسلم أنّها مدة الخلافة وبعدها يكون ملكاً عضوضاً ثم سار إلى معاوية بكتائب كأمثال الجبال وبايعه منهم أربعون ألفاً على الموت، فلما تراء ى الجمعان علم أنّه لا يغلب أحدهما حتى يقتل الفريق الآخر فنزل له عن الخلافة لا لقلة ولا لذلة بل رحمة للأمة... إلخ).

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٦٨-٦٩: (أول ملوك المسلمين معاوية رضي اللّٰه عنه وهو أفضلهم لكنّه إنما صار إماماً حقاً لما فوض إليه الحسن بن علي رضي اللّٰه عنهما الخلا فة، فإنّ الحسن بايعه أهل العراق بعد موت أبيه ثم بعد ستة أشهر فوض الأمر إلى معاوية رضي اللّٰه عنه).

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم للحسن بن علي رضى اللّٰه عنهما: إنّ ابني هذا... إلخ، الحديث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٢١٤.

تو امیرِ معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ، بلکہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلکہ حضرت عزّت جلّ وعلا پر طعن کرتا ہے۔[1]

عقیدہ ۱۳: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبہ عروس ہیں[2]، جو انھیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے[3] اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو عشرۂ مبشّرہ[4] سے ہیں[5]، ان صاحبوں سے بھی بمقابلہ امیر المومنین مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خطائے اجتہادی واقع

---

1 ...... وفي "المعتمد المستند"، حاشية نمبر ٣١٩، ص١٩٢: (في "الجامع الصحيح": إنّ ابني هذا سيد لعلّ اللّٰه أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين، وبه ظهر أنّ الطعن على الأمير معاوية رضي اللّٰه تعالى عنه طعن على الإمام المجتبى بل على جده الكريم صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم، بل على ربه عزّوجل).

2 ...... عن عائشة قالت: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّه ليهون علي الموت، إني أريتك زوجتي في الجنة)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٩٨، ج٢٣، ص٣٩.

وحدثنا عائشة رضي اللّٰه عنها أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذكر فاطمة رضي اللّٰه عنها، قالت: فتكلمت أنا، فقال: ((أما ترضين أن تكوني زوجتي في الدنيا والآخرة؟)) قالت: بلى واللّٰه، قال: ((فأنت زوجتي في الدنيا والآخرة)).

"المستدرك" للحاكم، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ٦٧٨٩، ج٥، ص١٢.

عن عمار قال: ((إنّ عائشة زوجة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الجنة)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ماذكر عائشة رضي اللّٰه عنها، الحديث: ١٠، ج٧، ص ٥٢٩. "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٣٧٦.

3 ...... ((يا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني عنه أذاه في أهلي... إلخ))

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب حديث الإفك، الحديث: ٤١٤١، ج٣، ص٦٤.

وفي رواية: حدثنا هشام عن أبيه قال:...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يا أم سلمة لا تؤذيني في عائشة فإنّه واللّٰه ما نزل علي الوحي وأنا في لحاف امرأة منكنّ غيرها)).

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب فضل عائشة رضي اللّٰه عنها، الحديث: ٣٧٧٥، ج٢، ص٥٥٢.

وفي "المرقاة"، تحت الحديث: ٦١٨٩: فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لها: ((لا تؤذيني في عائشة)) أي: في حقها، وهو أبلغ مِن لا تؤذي عائشة لما يفيد من **أن ما آذاها فهو يؤذيه**). ج١٠، ص٥٦١.

4 ...... وہ دس صحابہ جنھیں اُن کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی جن کے نام صفحہ نمبر ۲۵۰ پر گزرے۔

5 ...... عن عبد الرحمٰن بن عوف قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((......وطلحة في الجنة والزبير في الجنة......)).

"سنن الترمذي"، أبواب المناقب، الحديث: ٣٧٦٨، ج٥، ص٤١٦.

ہوئی، مگر اِن سب نے بالآخر رجوع فرمائی[1]، عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلۂ امامِ برحق کو کہتے ہیں، عناداً[2] ہو، خواہ اجتہاداً[3]، ان حضرات پر بوجہِ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا، گروہِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اِطلاق فئہ باغیہ[4] آیا ہے[5]، مگر اب کہ باغی بمعنی مُفسِد و مُعانِد و سرکش ہوگیا اور دُشنام[6] سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اِطلاق جائز نہیں۔

1...... (شهد الزبير الجمل مقاتلاً لعلي، فناداه علي ودعاه، فانفرد به وقال له: أتذكر إذ كنت أنا وأنت مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فنظر إليّ وضحك وضحكتُ فقلت: أنت لا يدع ابن أبي طالب زهوه فقال: ليس بمزه، ولتقاتلنّه وأنت له ظالم، فذكر الزبير ذلك، فانصرف عن القتال، فنزل بوادي السباع، وقام يصلي فأتاه ابن جرموز فقتله، وجاء بسيفه إلى علي فقال: إنّ هذا سيف طالما فرّج الكرب عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم قال: بشّر قاتل ابن صفية بالنار).

"أسد الغابة في معرفة الصحابة"، ج٢، ص٢٩٧.

وفيه: (قتل طلحة يوم الجمل، وكان شهد ذلك اليوم محارباً لعلي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنهما، فزعم بعض أهل العلم أنّ علياً دعاه، فذكّره أشياء من سوابقه على ما قال للزبير، فرجع عن قتاله، واعتزل في بعض الصفوف، فرمي بسهم في رجله، وقيل: إنّ السهم أصاب ثغرة نحره فمات، رماه مروان بن الحكم). "أسد الغابة في معرفة الصحابة"، ج٣، ص٨٥.

ان روایتوں سے پتہ چلا کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں سے خطاء اجتہادی واقع ہوئی اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مدمقابل ہوئے لیکن یاد دلانے پر الگ ہوگئے اور جنگ نہیں لڑی۔

2...... دشمنی کے طور پر۔

3...... في "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، ج٦، ص٣٩٨-٣٩٩: (البغي شرعاً: هم الخارجون عن الإمام الحقّ بغير حقّ فلو بحقّ فليسوا ببغاة).

4...... شریعت کی اصطلاح میں اسے باغی گروہ کہا گیا ہے۔

5...... في "صحيح البخاري": عن عكرمة: قال لي ابن عباس ولابنه علي: انطلقا إلى أبي سعيد، فاسمعا من حديثه، فانطلقنا فإذا هو في حائط يصلحه، فأخذ رداءه فاحتبى، ثم أنشأ يحدثنا حتى أتى ذكر بناء المسجد فقال: كنا نحمل لبنة لبنة، وعمار لبنتين لبنتين فرآه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فينفض التراب عنه ويقول: ((ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار)) قال: يقول عمار: أعوذ باللّٰه من الفتن.

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المسجد، الحديث: ٤٤٧، ج١، ص١٧١.

6...... گالی

عقیدہ ۱۴ ام المؤمنین حضرت صدیقہ بنت الصدیق محبوبۂ محبوبِ ربِ العالمین جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم پر معاذ اللہ تہمتِ ملعونۂ اِفک [1] سے اپنی ناپاک زبان آلودہ کرنے والا، قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے [2] اور اس کے سوا اور طعن کرنے والا رافضی، تبرائی، بددین، جہنمی۔

عقیدہ ۱۵ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں، ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ، بددین، خاسر ہے۔

عقیدہ ۱۶ یزید پلید فاسق فاجر مرتکبِ کبائر تھا، معاذ اللہ اس سے اور ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت...؟! آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ: ''ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے''۔ [3] ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی [4] مستحقِ جہنم ہے۔ ہاں! یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلِ سنت کے تین قول ہیں اور ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت، یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا، نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔ [5]

1...... آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی پر بہتان۔

2...... في "الفتاوی الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين: (ولو قذف عائشة رضي الله عنها بالزنى كفر بالله ولو قذف سائر نسوة النبي صلى الله عليه وسلم لا يكفر ويستحق اللعنة).

"الفتاوی الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٤

و"البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٤.

وفي "منح الروض الأزهر" للقاريء، ص٧٢: (سب الصحابة والطعن فيهم إن كان مما يخالف الأدلة القطعية فكفر كقذف عائشة رضي الله عنها وإلا فبدعة وفسق). "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٢٤٦.

3...... لم نعثر عليه.

4...... وہ فرقہ جو اپنے سینوں میں حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و کینہ رکھتے ہیں۔

5...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیۂ کریمہ

اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایانِ اہلِ سنّت ہیں، جو اِن سے محبت نہ رکھے، مردود و ملعون خارجی ہے۔

سے اس پر سند لاتے ہیں: ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ۝ ﴾ کیا قریب ہے کہ اگر والیِ مُلک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

شک نہیں کہ یزید نے والیِ مُلک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین وخود کعبہ معظمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی، مکہ و مدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کیے، کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلادیا، مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمرائیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے، سر انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کیے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے، اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا، ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، قرآن عظیم میں صراحۃ اس پر ﴿ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ﴾ (ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) فرمایا، لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر، اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ ﴿ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ ﴾ (تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔ت) اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے، مگر اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبدمذہبی صاف ہے، بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبتِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمّہ ہو، ﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾ (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)، شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو وعنود ہے''۔

"الفتاوی الرضویة"، کتاب السیر، ج ١٤، ص ٥٩١-٥٩٣.

احکام شریعت میں فرماتے ہیں: ''یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم. "احکام شریعت"، ص ١٦٥.

انظر للتفصيل: "المسامرة"، ما جرى بين علي ومعاوية رضي اللّٰه عنهما، ص٣١٧-٣١٨، و"النبراس"، ص ٣٣٠-٣٣٢، و"منح الروض الأزهر" للقاري، ص ٧١-٧٣، "شرح العقائد النسفية"، ص ١٦٣-١٦٤، و "فضائل دعا"، ص ١٩٤-١٩٦.

عقیدہ ۱۸ اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، وام المؤمنین عائشہ صدیقہ، وحضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں [1] اور انھیں اور بقیہ بناتِ مکرّمات وازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔ [2]

عقیدہ ۱۹ اِن کی طہارت کی گواہی قرآنِ عظیم نے دی۔ [3]

---

1 ...... عن هند بن أبي هالة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله أبى لي أن أتزوّج أو أُزوّج إلاّ أهل الجنة)). "الجامع الصغير"، ص١٠٤، الحديث: ١٦٦٠.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((سألت ربي أن لا أزوج إلاّ من أهل الجنة ولا أتزوج إلاّ من أهل الجنة).
"الجامع الصغير"، ص٢٨٣، الحديث: ٤٦٠٧.

عن عائشة قالت: ((بشر رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة بنت خويلد ببيت في الجنة)).
"صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ٢٤٣٤، ص١٣٢٣.

عن أبي زرعة قال: سمعت أبا هريرة قال: ((أتى جبريل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! هذه خديجة قد أتتك معها إناء فيه إدام أو طعام أو شراب، فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها عز وجل ومنّي وبشّرها ببيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب)). "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ٢٤٣٢، ص١٣٢٢.

عن عائشة قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّه ليهون علي الموت، إني أريتك زوجتي في الجنة)).
"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث:٩٨، ج٢٣، ص٣٩.

عن عمار قال: ((إنّ عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر عائشة رضي الله عنها، الحديث: ١٠، ج٧، ص ٥٢٩.

وحدثتنا عائشة رضي الله عنها أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر فاطمة رضي الله عنها، قالت: فتكلمت أنا، فقال: أما ترضين أن تكوني زوجتي في الد نيا والآخرة؟ قالت: بلى والله، قال: فأنت زوجتي في الد نيا والآخرة)).
"المستد رك" للحاكم، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ٦٧٨٩، ج٥، ص١٢.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فاطمة سيدة نساء أهل الجنة)). "صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب فاطمة رضي الله عنها، ج٢، ص ٥٥٠. انظر للتفصيل: عقيده نمبر (٥).

2 ...... في "كشف الغمّة"، ج٢، ص٥٥: (وزوجاته وبناته أفضل نساء العالمين).

3 ...... ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٣٣.

في "تفسير الخازن"، ج ٣، ص٤٩٩، تحت هذه الآية: (﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ ﴾ أي: الإثم الذي نهى الله النساء عنه، وقال ابن عباس: يعني عمل الشيطان وما ليس لله فيه رضا، وقيل: الرجس الشك وقيل: السوء).

في "التفسير الكبير"، ج٩، ص١٦٨، تحت هذه الآية: (واختلفت الأقوال في أهل البيت، والأولى أن يقال: هم أولاده وأزواجه والحسن والحسين منهم وعلي منهم؛ لأنّه كان من أهل بيته بسبب معاشرته بينت النبي عليه السلام وملازمته للنبي).

ولایت کا بیان

ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

ولایت وَہبی شے ہے [1]، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ [2] سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیۂ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں، [3] اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔

مسئلہ ۲: ولایت بے علم کو نہیں ملتی، [4] خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کردیے ہوں۔

عقیدہ ۱: تمام اولیائے اوّلین و آخرین سے اولیائے محمدیّین یعنی اِس اُمّت کے اولیاء افضل ہیں [5]، اور تمام

---

1 ...... ولایت، اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ انعام ہے۔

2 ...... سخت مشکل اعمال۔

3 ...... فتاویٰ رضویہ، ج۲۱، ص۶۰۶: ''ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔''

''الملفوظ''، معروف بہ ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' رحمۃ اللہ علیہ، حصہ اول، ص۲۳و۲۴۔

4 ...... (فإنّ الله ما اتخذ وليّاً جاهلاً). "الفتوحات المكية"، ج٣، ص٩٢.

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین ملت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں: ''حاشا! نہ شریعت وطریقت دوراہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہوسکتے ہیں، علامہ مناوی ''شرح جامع صغیر'' پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی ''حدیقہ ندیہ'' میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا يعرفه إلّا من عرف علم الظاهر ["الحديقه الندية"، النوع الثاني، ج١، ص١٦٥]. علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ الله وليّاً جاهلاً ، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا۔'' ''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۱، ص۵۳۰۔

5 ...... في "اليواقيت والجواهر": (اعلم أنّ عدد منازل الأولياء في المعارف والأحوال التي ورثوها من الرسل عليهم الصلاة والسلام، مائتا ألف منزل وثمانية وأربعون ألف منزل وتسعمائة وتسعة وتسعون منزلاً لا بد لكل من حق له قدم الولاية أن ينزلها جميعها ويخلع عليه في كل منزل من العلوم ما لا يحصى، قال الشيخ محي الدين: وهذه المنازل خاصة بهذه الأمة المحمدية لم ينلها أحد من الأمم قبلهم ولكل منزل ذوق خاص لا يكون لغيره).

"اليواقيت والجواهر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص٣٤٨.

اولیائے محمدیّین میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے، سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیقِ اکبر کو ہے، پھر فاروقِ اعظم، پھر ذوالنورَین، پھر مولٰی مرتضٰی کو رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ (1) ہاں مرتبۂ تکمیل پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جانبِ کمالاتِ نبوت حضراتِ شیخین کو قائم فرمایا اور جانبِ کمالاتِ ولایت حضرت مولٰی مشکل کشا کو (2) تو جملہ اولیائے مابعد نے مولٰی علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انھیں کے دست نگر (3) تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔

عقیدہ ۲: طریقت منافیٔ شریعت نہیں۔ (4) وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل مُتصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زُعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد۔ (5)

---

(1) ...... في "المعتمد المستند"، حاشية نمبر: ٣١٦، ص١٩١: (أفضل الأولياء المحمديين أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله تعالى عنهم).

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٩٣: (وأفضلهم) أي: الأولياء (أبو بكر الصديق رضي الله عنه ثم عمر) بن الخطاب (الفاروق، ثم عثمان) بن عفان (ذو النورين، ثم علي المرتضى) ملتقطا.

(2) ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٢٣٤.

(3) ...... محتاج، حاجت مند۔

(4) ...... یعنی: طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے۔

(5) ...... في "إحياء العلوم"، كتاب قواعد العقائد، الفصل الثاني: في وجه التدريج إلى الإرشاد...إلخ، ج١، ص ١٣٨-١٣٩: (إنّ الباطن إن كان مناقضاً للظاهر ففيه إبطال الشرع، وهو قول من قال: إنّ الحقيقة خلاف الشريعة وهو كفر لأنّ الشريعة عبارة عن الظاهر والحقيقة عبارة عن الباطن)......(فمن قال: إنّ الحقيقة تخالف الشريعة أو الباطن يناقض الظاهر فهو إلى الكفر أقرب منه إلى الإيمان)، ملتقطاً. وفي "عوارف المعارف"، ص٥٢، ١٢٨.

وفي "كشف المحجوب"، ومن ذلك الشريعة والحقيقة والفرق بينهما، ص٤٢٣-٤٣٣.

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانۂ شمع رسالت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین۔ شریعت حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت حضور کے احوال، اور معرفت حضور کے علومِ بے مثال، صلى الله تعالى عليه وآله وأصحابه إلى مالا يزال (ان پر (یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر) ان کی آل پر اور صحابہ کرام پر اللہ تعالٰی رحمت برسائے جب تک مولٰی تعالٰی فرمائے۔ت)۔'' ''فتاوی رضویہ''، ج۲۱، ص۴۶۰۔

وانظر "الفتاوى الرضوية"، الرسالة: "**مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء**"، ج٢١، ص ٥٢١ إلى ٥٦٨.

مسئلہ ۳ اَحکامِ شرعیّہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سبکدوش نہیں ہوسکتا۔[1] بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے، سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمایا:

"صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰكِنْ إِلٰى أَيْنَ؟ إِلَى النَّارِ."[2]

''وہ سچ کہتے ہیں، بیشک پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔''

البتہ! اگر مجذوبیت[3] سے عقلِ تکلیفی زائل ہوگئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا[4]، مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم کا ہوگا، اُس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔[5]

1...... وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث لا يبلغ ولي درجة الأنبياء، ص١٦٦: (ولا يصل العبد ما دام عاقلاً بالغاً إلى حيث يسقط عنه الأمر والنهي لعموم الخطابات الواردة في التكاليف، وإجماع المجتهدين على ذلك، وذهب بعض الإباحيين إلى أنّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه واختار الإيمان على الكفر من غير نفاق سقط عنه الأمر والنهي، ولايدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وبعضهم إلى أنّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفكّر، وهذا كفر وضلال، فإنّ أكمل الناس في المحبة والإيمان هم الأنبياء خصوصاً حبيب الله تعالى صلى الله عليه وسلم مع أنّ التكاليف في حقهم أتمّ وأكمل).

في "منح الروض الأزهر" للقاري، ص١٢٢: (أنّ العبد ما دام عاقلاً بالغاً لا يصل إلى مقام يسقط عنه الأمر والنهي لقوله تعالى: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ فقد أجمع المفسرون على أنّ المراد به الموت، وذهب بعض أهل الإباحة إلى أنّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه من الغفلة واختار الإيمان على الكفر والكفران سقط عنه الأمر والنهي، ولا يدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وذهب بعضهم إلى أنّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفكر وتحسين الأخلاق الباطنة، وهذا كفر وزندقة وضلالة وجهالة، فقد قال حجة الإسلام: إنّ قتل هذا أولى من مائة كافر).

2...... في "اليواقيت والجواهر"، المبحث السادس والعشرون، ص٢٠٦: (قد سئل القاسم الجنيد رضي الله عنه عن قوم يقولون: بإسقاط التكاليف، ويزعمون أنّ التكاليف إنّما كانت وسيلة إلى الوصول وقد وصلنا، فقال رضي الله تعالى عنه: صدقوا في الوصول ولكن إلى سقر). وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٥١٢، ٥٣٨.

3...... اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہونے۔

4...... في "اليواقيت والجواهر"، ص٢٠٧: (إنّ كل من سلب عقله كالبهاليل والمجانين والمجاذيب لا يطالب بأدب من الآداب بخلاف ثابت العقل فإنّه يجب عليه معانقة الأدب، والفرق أنّ من سلب عقله من هؤلاء حكمه عند الله حكم من مات في حالة شهود).

5...... ''ملفوظات'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: ''سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا''۔

''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت بریلوی''، حصہ دوم، ص۲۴۰۔

مسئلہ ۴: اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنا دیے جاتے ہیں[1]، یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات وتصرفات حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں ملتے ہیں[2]، عُلومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں[3]، ان میں

---

1 ...... مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ''تفسیر عزیزی'' میں زیر آیۂ کریمہ ﴿وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾ لکھتے ہیں: بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمایند اربابِ حاجات ومطالب حل مشکلات خود از انہامی طلبند و مے یابند۔ یعنی: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیتِ کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت واختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند ومحتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

"فتح العزيز"(تفسیر عزیزی)، تحت الآية: ﴿وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾، ص٢٠٦، بحواله "فتاوى رضويه" ج٢٩، ص١٠٣ـ١٠٤.

2 ...... في "اليواقيت والجواهر": (من الأدب أن يقال: فلان يطلع على قدم الأنبياء، ولا يقال: إنّه على قلبهم؛ لأنّ الأولياء على آثار الأنبياء مقتدون ولو أنّهم كانوا على قلوب الأنبياء لنالوا ما نالته الأنبياء أصحاب الشرائع فلما أطلعني الله على مقامات الأنبياء علمت أنّ للأولياء معراجين أحدهما يكونون فيه على قلوب الأنبياء ما عدا محمداً صلى الله عليه وسلم كما سيأتي لكن من حيث هم أولياء أو ملهمون فيما لا تشريع والمعراج التالي يكونون فيه على أقدام الأنبياء أصحاب التشريع فيأخذون معاني شرعهم بالتعريف من الله ولكن من مشكاة نور الأنبياء فلا يخلص لهم الأخذ عن الله ولا عن الروح القدس وما عدا ذلك فإنّه يخالص لهم من الله تعالى ومن الروح القدس من طريق الإلهام).

("اليواقيت والجواهر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص٣٤٨ـ٣٤٩).

انظر "بهجة الاسرار"، ذكر كلمات أخبر بها عن نفسه... إلخ، ص٥٠، وفي "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ٤٩٢ـ٤٩٣.

3 ...... في "تفسيرات أحمدية"، پ٢١، لقمان: تحت الآية: ٣٤، ص٦٠٨ـ٦٠٩: (ولك أن تقول إنّ علم هذه الخمسة وإن كان لا يعلمه إلّا الله لكن يجوز أن يعلمها من يشاء من محبّه وأولياء ه بقرينة قوله تعالى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ على أن يكون الخبير بمعنى المخبر).

وفي "تفسير الصاوي"، پ٢١، لقمان: تحت الآية: ٣٤، ج٥، ص١٦٠٧: (﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ أي: من حيث ذاتها، وأمّا بإعلام الله للعبد فلا مانع منه كالأنبياء وبعض الأولياء، قال تعالى: ﴿وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ ،وقال تعالى: ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ قال العلماء: وكذا ولي، فلا مانع من كون الله يطلع بعض عباده الصالحين على بعض هذه المغيبات، فتكون معجزة للنبي وكرامة للولي).

بہت کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن [1] اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں [2] مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ و عطا سے [3]، بے وساطتِ رسول کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مُطّلع نہیں ہوسکتا۔ [4]

عقیدہ ۳: کرامتِ اولیا حق ہے، اِس کا منکر گمراہ ہے۔ [5]

مسئلہ ۵: مردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شِفا دینا [6]، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں

---

1 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''ما کان و ما یکون'' کے معنی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اس کے معنی: ''ما كان من أول يوم ويكون إلى آخر الأيام''، یعنی: روزِ اول آفرینش سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی۔'' ''فتاوی رضویہ''، ج۱۵، ص۷۵۔

2 ...... ''الطبقات الكبرى'' المسمّاة بـ''لواقح الأنوار في طبقات الأخيار'' للشعراني، الجزء الأول، ص ۲۰۸ و ۲۳۶ و ۲۵۷.

3 ...... ''إرشاد الساري''، كتاب تفسير القرآن، تحت الحديث: ۴۶۹۷، ج۱۰، ص۳۶۹: (''مفاتيح الغيب'' أي: خزائن الغيب ''خمس لا يعلمها إلّا اللّٰه'' ذكر خمساً وإن كان الغيب لا يتناهى؛ لأنّ العدد لا ينفي الزائد، أو لأنّهم كانوا يعتقدون معرفتها ''لا يعلم ما في غد إلّا اللّٰه ولا يعلم ما تغيض الأرحام'' أي: ما تنقصه، ''إلّا اللّٰه ولا يعلم متى يأتي المطر أحد إلّا اللّٰه'' أي: إلّا عند أمر اللّٰه به فيعلم حينئذ كالسابق إذا أمر تعالى به، ''ولا تدري نفس بأي أرض تموت'' أي: في بلدها أم في غيرها كما لا تدري في أيّ وقت تموت، ''ولا يعلم متى تقوم الساعة'' أحد، ''إلّا اللّٰه'' إلّا من ارتضى من رسول فإنّه يطلعه على ما يشاء من غيبه والولي التابع له يأخذ عنه). انظر التفصيل في ''الفتاوى الرضوية''، ج۲۹، ص۴۰۸، ۴۱۰، ۴۴۸، ۴۷۵، ۴۷۶.

4 ...... في ''إرشاد الساري''، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم...إلخ، تحت الحديث: ۵۰، ج۱، ص۲۴۳: (فمن ادّعى علم شيء منها غير مستند إلى الرسول صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم كان كاذباً في دعواه).

وفي ''فتح الباري''، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم...إلخ، ج۱، ص۱۱۴.

وفي ''عمدة القاري''، ج۱، ص۴۲۵. ''الفتاوى الرضوية''، ج ۲۹، ص۴۷۲.

5 ...... في ''منح الروض الأزهر'' للقاري، ص۷۹: (والكرامات للأولياء حق أي: ثابت بالكتاب والسنة، ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة في إنكار الكرامة).

وفي ''الحديقة الندية''، ج۱، ص۲۹۰: (كرامات الأولياء باقية بعد موتهم أيضاً كما أنّها باقية في حال نومهم، ومن زعم خلاف ذلك في الكرامات فهو جاهل متعصّب). ''الفتاوى الرضوية''، ج۸، ص۷۵، ج۹، ص۷۶۶، ج ۱۴، ص۳۲۴.

6 ...... أخبرنا الشيخ القدوة أبو الحسن علي القرشي رضي اللّٰه عنه بجبل قاسيون، سنة ثماني عشرة وستمائة، قال: كنت أنا والشيخ أبو الحسن علي بن الهيتي عند الشيخ محي الدين عبد القادر رضي اللّٰه عنه بمدرسته بباب الأزج سنة تسع وأربعين

طے کرجانا، غرض تمام خوارقِ عادات [1]، اولیاء سے ممکن ہیں [2]، سوا اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت

وخمسمائة، فجاء ه أبو غالب فضل الله بن إسماعيل البغدادي الأزجي التاجر، فقال له: يا سيدي قال جدك رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دعي فليجب، وها أنا ذا قد دعوتك إلى منزلي، فقال: إن أذن لي أجبت، ثم أطرق ملياً ثم قال: نعم، فركب بغلته وأخذ الشيخ علي بركابه الأيمن وأخذت أنا بالأيسر فأتينا داره، وإذا فيها مشايخ بغداد وعلماؤها وأعيانها، فمد سماطاً فيه من كل حلو وحامض، وأتى بسلة كبيرة مختومة يحملها اثنان وضعت آخر السماط، فقال أبو غالب: الصلاة والشيخ مطرق فلم يأكل ولا أذن في الأكل ولا أكل أحد وأهل المجلس كأن رؤوسهم الطير من هيبته، فأشار إلي وإلى الشيخ علي بن الهيتي أن قدما إلي تلك السلة، فقمنا نحملها وهي ثقيلة حتى وضعناها بين يديه، فأمرنا بفتحها ففتحناها فإذا فيها ولد لأبي غالب أكمه مقعد مجذوم مفلوج، فقال له الشيخ: قم بإذن الله معافى، فإذا الصبي يعدو وهو يبصر ولا به عاهة، فضج الحاضرون وخرج الشيخ في غفلات الناس، ولم يأكل شيئاً، فجئت إلى سيدي الشيخ أبي سعد القيلوي وأخبرته بذلك، فقال: **الشيخ عبد القادر يبرئ الأكمه والأبرص ويحيي الموتى بإذن الله**. قال: ولقد شهدت مجلسه مرة في سنة تسع وخمسين وخمسمائة، فأتاه جمع من الرافضة بقفتين مخيطتين مختومتين، وقالوا له: قل لنا ما في هاتين القفتين، فنزل من على الكرسي ووضع يده على إحداهما وقال: في هذه صبي مقعد، وأمر ابنه عبد الرزاق بفتحها فإذا فيها صبي مقعد، فأمسك بيده وقال له: قم فقام يعدو، ثم وضع يده على الأخرى وقال: وفي هذه صبي لا عاهة به وأمر ابنه بفتحها ففتحها، وإذا فيها صبي يمشي فأمسك بناصيته وقال له: اقعد فأقعد، فتابوا عن الرفض على يده، ومات في المجلس يومئذ ثلاثة، ولقد أدركت المشايخ من صدر القرن الماضي يقولون أربعة هم الذين يبرئون الأكمه والأبرص الشيخ عبد القادر، والشيخ بقا بن بطو، والشيخ أبو سعد القيلوي، والشيخ علي ابن الهيتي رضي الله عنهم، ولقد رأيت أربعة من المشايخ يتصرفون في قبورهم كتصرف الإحياء، الشيخ عبد القادر، والشيخ معروف الكرخي، والشيخ عقيل المنجبي، والشيخ حيا بن قيس الحراني رضي الله عنهم، ولقد حضرت عنده يوماً فاستقضاني حاجة، فأسرعت في قضائها، فقال لي: تمن ما تريد، قلت: أريد كذا وذكرت أمراً من أمور الباطن، فقال: خذه إليك فوجدته في ساعتي رضي الله عنه. "بهجة الأسرار"، ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيء...إلخ، ص١٢٣-١٢٤.

[1]...... تمام خلافِ عادات باتیں یعنی کرامات۔

[2]...... وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث كرامات الأولياء حق، ص١٤٦ تا ١٤٩: (فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولي من قطع المسافة البعيدة في المدة القليلة كإتيان صاحب سليمان عليه السلام وهو آصف بن برخيا على الأشهر بعرش بلقيس قبل ارتداد الطرف مع بُعد المسافة، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة كما في حق مريم فإنّه ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ﴾، والمشي على الماء كما نقل

ہوچکی ہے جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا[1]، یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اِس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے، کافر ہے۔[2]

عن كثير من الأولياء والطيران في الهواء كما نقل عن جعفر بن أبي طالب ولقمان السرخسي وغيرهما وكلام الجماد والعجماء، أمّا كلام الجماد فكما روي أنّه كان بين يدي سلمان وأبي الدرداء قصعة فسبحت وسمعا تسبيحاً، وأما كلام العجماء فكتكلم الكلب لأصحاب الكهف وكما روى النبي عليه السلام قال بينما رجل يسوق بقرة قد حمل عليها إذا التفتت البقرة إليه وقالت إنّي لم أخلق لهذا وإنّما خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله تتكلم البقرة، فقال النبي صلى الله عليه السلام آمنت بهذا واندفاع المتوجه من البلاء وكفاية المهمّ عن الأعداء وغير ذلك من الأشياء مثل رؤية عمر وهو على المنبر في "المدينة" جيشه بـ"نهاوند" حتى قال لأمير جيشه: يا سارية الجبل الجبل تحذيراً له من وراء الجبل لمكر العدو هناك وسماع سارية كلامه مع بُعد المسافة وكشرب خالد السمّ من غير تضرر به وكجريان النيل بكتاب عمر، وأمثال هذا أكثر من أن يحصى ولما استدلت المعتزلة المنكرة لكرامة الأولياء بأنّه لو جاز ظهور خوارق العادات من الأولياء لاشتبه بالمعجزة فلم يتميز النبي من غير النبي أشار إلى الجواب بقوله: ويكون ذلك أي: ظهور خوارق العادات من الولي الذي هو من آحاد الأمة معجزة للرسول الذي ظهرت هذه الكرامة لواحد من أمته؛ لأنّه يظهر بها أي: بتلك الكرامة أنّه ولي ولن يكون ولياً إلاّ وأن يكون محقا في ديانته وديانته الإقرار بالقلب واللسان برسالة رسوله مع الطاعة له في أوامره ونواهيه حتى لو ادعى هذا الولي الاستقلال بنفسه وعدم المتابعة لم يكن ولياً ولم يظهرذلك على يده، والحاصل أنّ الأمر الخارق للعادة فهو بالنسبة إلى النبي عليه السلام معجزة سواءً ظهر من قبله أو من قبل آحاد أمته وبالنسبة إلى الولي كرامة لخلوه عن دعوى نبوة من ظهر ذلك من قبله فالنبي لا بد من علمه بكونه نبياً ومن قصده إظهار خوارق العادات ومن حكمه قطعاً بموجب المعجزات بخلاف الولي).

[1]...... في "روح المعاني"، پ ٢٢، يس: ٣٨، الجزء الثالث والعشرون، ص ٢٠: (وأنت تعلم أنّ المعتمد عندنا جواز ثبوت الكرامة للولي مطلقاً إلاّ فيما يثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة مثل إحدى سور القرآن).

في "رد المحتار"، كتاب النكاح، باب العدة، ج٥، ص ٢٥٣: (والحاصل أنّه لا خلاف عندنا في ثبوت الكرامة، وإنّما الخلاف فيما كان من جنس المعجزات الكبار، والمعتمد الجواز مطلقاً إلاّ فيما ثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة).

[2]...... وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ومنها: هل يجوز رؤية الله تعالى في الدنيا، ص١٢٤: (وقال الأردبيلي في كتابه "الأنوار": ولو قال: إنّي أرى الله تعالى عياناً في الدنيا أو يكلمني شفاهاً كفر).

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص ٢٠٠: (لا يجوز لأحد أن يدعي أنّه رأى الله بعين رأسه، ومن زعم ذلك فهو كافر مراق الدم، كما صرح به من أئمتنا صاحب "الأنوار" ونقله عنه جماعة وأقروه. وحاصل عبارته: أنّ من قال: إنّه يرى الله عياناً في الدنيا ويكلمه شفاهاً فهو كافر). =

اِن سے اِستمداد و اِستعانت محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں[1]۔.........................

= في "المعتقد المنتقد"، منه أنّه تعالى مرئي بالأبصار في دار القرار، ص٥٨: (وكفروا مدعي الرؤية كما أنّ القارئ في ذيل قول القاضي، وكذلك من ادعى مجالسة اللّٰه تعالى والعروج إليه ومكالمته قال: وكذا من ادّعى رؤيته سبحانه في الدنيا بعينه).

1...... في "المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج١، ص١٨٤: (فإن كان الميت المزار ممن ترجى بركته فيتوسل إلى اللّٰه تعالى به، وكذلك يتوسل الزائر بمن يراه الميت ممن ترجى بركته إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بل يبدأ بالتوسل إلى اللّٰه تعالى بالنبي صلى اللّٰه عليه وسلم، إذ هو العمدة في التوسل، والأصل في هذا كله، والمشرع له فيتوسل به صلى اللّٰه عليه وسلم وبمن تبعه بإحسان إلى يوم الدين، وقد روى البخاري عن أنس رضي اللّٰه عنه ((أنّ عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه كان إذا قحطوا استسقى بالعباس فقال: اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبيك صلى اللّٰه عليه وسلم فتسقينا وإنا نتوسل إليك بعمّ نبيك فاسقنا فيسقون))["صحيح البخاري"، كتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس ...إلخ، ج١، ص٣٤٦، الحديث: ١٠١٠] انتهى، ثم يتوسل بأهل تلك المقابر أعني بالصالحين منهم في قضاء حوائجه ومغفرة ذنوبه، ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمشايخه ولأقاربه ولأهل تلك المقابر ولأموات المسلمين ولأحيائهم وذريتهم إلى يوم الدين ولمن غاب عنه من إخوانه ويجأر إلى اللّٰه تعالى بالدعاء عندهم ويكثر التوسل بهم إلى الله تعالى؛ لأنّه سبحانه وتعالى اجتباهم وشرّفهم وكرمهم فكما نفع بهم في الدنيا ففي الآخرة أكثر، فمن أراد حاجة فليذهب إليهم ويتوسل بهم، فإنّهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه، وقد تقرر في الشرع وعلم ما للّٰه تعالى بهم من الاعتناء، وذلك كثير مشهور، وما زال الناس من العلماء والأكابر كابراً عن كابر مشرقاً ومغرباً يتبركون بزيارة قبورهم ويجدون بركة ذلك حساً ومعنًى، وقد ذكر الشيخ الإمام أبو عبد الله بن النعمان رحمه اللّٰه فى كتابه المسمى بـ "سفينة النجاء لأهل الالتجاء" في كرامات الشيخ أبي النجاء في أثناء كلامه على ذلك ما هذا لفظه: تحقق لذوي البصائر والاعتبار أن زيارة قبور الصالحين محبوبة لأجل التبرك مع الاعتبار؛ فإنّ بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت فى حياتهم والدعاء عند قبور الصالحين، والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من أئمة الدين انتهى.

في "أشعة اللمعات"، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ج١، ص٧٦٢: (واثبات کردہ اند آں را مشايخ صوفيه قدس اللّٰه اسرارهم وبعض فقهاء رحمة اللّٰه عليهم وايں امرى محقق ومقرر است نزد اهل کشف وکمل ازايشاں تا آنکه بسيارى رافيوض وفتوح ازارواح رسيده وايں طائفه رادراصطلاح ايشاں اويسى خوانند امام شافعى گفته است قبرموسى کاظم ترياق مجرب ست مراجابت دعاراوحجة الاسلام محمد

غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بوے بعد از وفات ویکی ازمشایخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشایخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفہاے ایشان در حیات خود یا بیشتر وشیخ معروف کرخی وشیخ عبدالقادر جیلانی ودو کس دیگر راازاولیا شمردہ ومقصود حصر نیست انچہ خود دیدہ یافتہ است گفتہ وسیدی احمد بن مرزوق کہ از اعاظم فقہا وعلما ومشایخ دیار مغرب ست گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من بگفتم قوی میگویند کہ امداد حی قوی تراست ومن میگویم کہ امداد میت قوی ترست پس شیخ گفت نعم زیرا کہ دی در بساط حق است ودر حضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفہ بیشتر ازان است کہ حصرواحصار کردہ شود ویافتہ نمیشود در کتاب وسنت واقوال سلف صالح کہ منافی ومخالف این باشد ورد کند این را وبتحقیق ثابت شدہ است بآیات واحادیث کہ روح باقی است واورا علم وشعور بزائران واحوال ایشان ثابت است وارواح کاملان را قربے ومکانتے در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر ازان واولیا را کرامات وتصرف در اکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواح ایشان را وارواح باقی ست وتصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانہ وہمہ بقدرت اوست وایشان فانی اند در جلال حق در حیات وبعد از ممات پس اگر دادہ شود مراحدی را چیزے بوساطت یکی از دوستان حق ومکانتی کہ نزد خدا دارد ودر نباشد چنانکہ در حالت حیات بود ونیست فعل وتصرف در ہر دو حالت مگر حق را جل جلالہ وعم نوالہ ونیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت ویافتہ نشدہ است دلیلی بران در شرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی در شرح حدیث: ((لعن اللّٰہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور أنبیائہم مساجد)) ["صحیح البخاري"، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٤٢٧، ج ١، ص ١٦٤] گفتہ است کہ این بر تقدیرے ست کہ نماز گزارد بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام ست باتفاق واما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے یا صالحی ونماز گزاردن نزد قبر وے نہ بقصد تعظیم قبر وتوجہ بجانب قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قبر ومجاورت مر آن روح پاک را حرجے نیست).

"أشعة اللمعات"، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ص ٧٦٢ـ٧٦٣. =

= یعنی: ''مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف اوران کے کاملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان ارواح سے فیوض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح میں انھیں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعاظم فقہا وعلماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں؛ کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔ اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف وصالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات واحادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب ومرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزشانہ ہے، یہ سب کچھ حقیقۃً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لہٰذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقۃً تو فعل وتصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک: ((لعن اللّٰہ الیھود و النصاری اتخذوا قبور أنبیائھم مساجد))["صحیح البخاري"، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٤٢٧، ج ١، ص ١٦٤] (اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا) کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب وپڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج وممانعت نہیں۔''

''اشعۃ اللمعات'' (مترجم)، کتاب الجنائز، زیارت قبور کا بیان، ج۲، ص۹۲۳۔۹۲۴۔ انظر "الفتاوی الرضویہ"، ج۹، ص ٧٩١ إلی ٧٩٨.

چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعلِ مستقل جاننا، یہ وہابیہ کا فریب ہے، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے[1]۔

---

1 ...... ''فتاوی رضویہ''، ج۲۱، ص۳۳۱۔۳۳۲ میں ہے: ''اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوۃ والسلام والثناء کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت ووجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رضی اللہ تعالی عنہ کتاب مستطاب ''شفاء السقام'' میں استمداد واستعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

ليس المراد نسبة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلى الخلق والاستقلال بالأفعال هذا لا يقصده مسلم فصرف الكلام إليه ومنعه من باب التلبيس في الدين والتشويش على عوام الموحدين.

["شفاء السقام في زيارة خير الأنام"، الباب الثامن في التوسل ... إلخ، ص۱۷۵].

یعنی: نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقت يا سيدی جزاك اللّٰه عن الإسلام والمسلمين خيراً، امين!

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (ت)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب ''جوہر منظم'' میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

فالتوجه والاستغاثة به صلى الله تعالى عليه وسلم بغيره ليس لهما معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما أحد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليبكِ على نفسه نسأل الله العافية والمستغاث به في الحقيقة هو الله، والنبي صلى الله تعالى عليه واسطة بينه وبين المستغيث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإيجاداً والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وكسباً. ["الجوهر المنظم"، الفصل السابع، فيما ينبغي للزائر... إلخ، ص٦٢].

یعنی: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ وواسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق وایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔''

مسئلہ ۷: اِن کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت وباعثِ برکت ہے۔[1]

مسئلہ ۸: اِن کو دُور و نزدیک سے پکارنا سلفِ صالح کا طریقہ ہے۔

مسئلہ ۹: اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ اَبدی کے ساتھ زندہ ہیں[2]، اِن کے علم و اِدراک وسَمع وبَصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔[3]

---

1 ...... ''فتاویٰ رضویہ''میں ہے: ''زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ألا فزوروها فإنّها تزهّدكم في الدنيا وتذكّركم الآخرة))، ["سنن ابن ماجه"، ج۲، ص۲۵۲، الحديث: ۱۵۷۱، "المستدرك"، ج۱، ص۷۰۸۔۷۰۹، الحديث: ۱۴۲۵۔۱۴۲۸]، سن لو! قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔ خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کہ مُوجِب ہزاراں ہزار برکت وسعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابنِ تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص ومزامیر ایجاد کرلئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہوجائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع وسجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری وساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہوجائیگی''۔ ''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۹، ص۲۸۲۔

2 ...... في "تفسير روح البيان"، ج۳، ص۴۳۹: قال الإمام الإسماعيل حقي رحمة الله تعالى عليه: (أجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أنّ الله تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالإكسير).

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ''، میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اہلسنت کے نزدیک انبیاء وشہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے اسی طرح شہداء واولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی ورزق دئے جاتے ہیں۔

اور شیخ المحقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح ''مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں: اولیائے خدائے تعالیٰ نقل کردہ شدہ اند ازیں دار فانی بدار بقا وزندہ اند نزد پروردگار خود، ومرزوق اند وخوشحال اند، ومردم را ازاں شعور نیست).

یعنی: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح ''مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں: (لا فرق لهم في الحالين ولذا قيل: أولياء الله لا يموتون ولكن ينتقلون من دار إلى دار ...إلخ)، ملتقطا. "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۴۳۱۔۴۳۳.

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ''، میں ارشاد فرماتے ہیں: نوع اول: بعد موت بقائے روح وصفات وافعال روح میں۔ یہاں وہ حدیثیں مذکور ہوں جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال وادراکات جیسے دیکھنا

مسئلہ ۱۰ اِنھیں ایصالِ ثواب، نہایت مُوجبِ برکات وامرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذرِ شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا[1]، اِن میں خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

بولنا سننا سمجھنا آنا جانا چلنا پھرنا سب بدستور رہتے ہیں بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف وتیز ہوجاتی ہیں حالت حیات میں جو کام ان آلات خاکی یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں زبان سے لیتے تھے اب بغیر ان کے کرتی ہے اگرچہ جسم مثالی کی یادآوری سہی، ہرچند اس مطلب نفیس کے ثبوت میں وہ بیشمار احادیث وآثار سب حجۃ کافیہ ودلائل شافیہ جن میں ....الخ)۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۷۰۳.

انظر للتفصيل: الرسالة **"حيات الموات في بيان سماع الأموات"**، "الفتاوى الرضوية"، ج۹.

[1]...... في "جد الممتار"، (حاشية الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن على "ردّ المحتار") ج۳، ص۲۸۵: (إنّ النذور لهم بعد تحافيهم عن الدنيا كالنذور لهم وهم فيها، وهي شائعةٌ بين المسلمين، والعلماء، والصلحاء، والأولياء منذ قديم، وليس نذراً مصطلح الفقه، وقد بيّناه في "فتاوى أفريقه".

في هامش "جد الممتار"، ج۳، ص۲۸۵۔۲۸۷: قوله: (وقد بيّناه في "فتاوى أفريقه")، وإليكم تلخيص كلامه في الفتاوى المذكورة:

(لا يجوز النذر الفقهي لغير الله تعالى وما يقدّم إلى الأولياء الكرام ويسمّى بالنذر ليس بنذر فقهي بل العرف جارٍ بأنّ ما يقدّم إلى حضرات الأكابر من الهدايا يسمّونه بالنذر يقولون: أقام الملك مجلسه وقدّم الناس إليه النذور.

كتب الشاه رفيع الدين أخو الشاه عبد العزيز المحدّث الدهلوي في "رسالة النذور" بالفارسيّة ما معناه: النذر الذي يطلق هنا ليس على المعنى الشرعي؛ لأنّ العرف جارٍ بأنّ ما يقدّم إلى الأولياء يسمّى بالنذر .

قال الإمام الأجلّ سيّدي عبد الغنيّ النابلسيّ قدّس سرّه في "الحديقة الندية": (ومن هذا القبيل زيارة القبور، والتبرّك بضرائح الأولياء والصّالحين، والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول شفاء، أو قدوم غائب، فإنّه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم، كما قال الفقهاء في من دفع الزكاة لفقيرٍ وسمّاها قرضاً صحّ؛ لأنّ العبرة بالمعنى لا باللفظ.

"الحديقة الندية"، الخلق الثامن والأربعون، ج۲، ص۱۵۱.

ومن البيّن: أنّه لو كان نذراً فقهيّاً لم يجز للأحياء أيضاً، مع أنّ العرف والعمل يجري من قديم في الصالحين وأكابر الدّين في الحالتين أي: حالة الحياة وبعد الموت.

بعد هذا التمهيد عرض **الإمام أحمد رضا** شواهد كثيرة على أنّ الأولياء والعلماء يستعملون لفظ النذر لِما يقدّم إلى الأكابر من الهدايا. فأورد عشر عبارات وحكايات من "بهجة الأسرار" ونصّاً من "طبقات الشافعية الكبرى" للإمام العارف بالله سيدى عبد الوهاب الشعراني وعبارتين للشاه وليّ الله الدهلوي من كتابه "أنفاس العارفين" وعبارة للشاه عبد العزيز المحدّث الدهلوي من كتابه "تحفة الاثنا عشرية"، و"بهجة الأسرار" في مناقب سيّدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني للإمام الأجل سيّدي

مسئلہ ۱۱: عُرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، و فاتحہ خوانی، و نعت خوانی، و وعظ، و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے مَنہیاتِ شرعیہ[1] وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

تنبیہ: چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ انھیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، اِن کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لیے فلاحِ دارَین تصوّر کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانۂ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری، مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں، ورنہ اگر بدمذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست[2]

أبي الحسن نور الملّة والدين علي بن يوسف بن جرير اللخمي الشطنوفي الذى لقّبه إمام فنّ الرجال شمس الدين الذهبي في كتابه "طبقات القراء" والإمام الجليل جلال الدين السيوطي في كتابه "حسن المحاضرة" بـ "الإمام الأوحد".

وكتابه "بهجة الأسرار" يتناول الوقائع والحكايات وكلّ ما ينتمي إلى سيّدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني بالأسانيد الصحيحة المعتبرة على منهج المحدّثين وحميل طريقهم في تنقيح الأخبار والآثار.

وفي هذه العبارات والنصوص ما يدلّ على أنّ الأولياء كان طريقهم إطلاق النذر لما يقدّم إليهم، كما يدلّ أنّ قبوله كان من دأبهم، وفيها ما يشهد أنّ تقديم النذور إلى أرواحهم وضرائحهم وطلب الحوائج من قوّاتهم الروحانيّة كان من أعمالهم، والشاه ولي الله الدهلوي والشّاه عبد العزيز الدهلوي الذين تعدّهما الفرقة المنكرة لنذر الأولياء وطلب الحاجات منهم إمامين، وتمثّلهما كقدوة لها، في عباراتهما أيضاً صراحة جليّة بطلب الحاجات من الأولياء بعد وفاتهم وتقديم النذور إليهم بعد مماتهم أفهولاء الأجلّة من العصور القديمة كلّهم يرتكبون المحظور ويقعون في الإشراك بالله ويحمعون على الآثام والقبائح؟ كلّا! لن يكون ذلك أبداً، بل هذا يجلّي الفرق بين النذر الفقهيّ ونذر الأولياء العرفيّ، فالنذر الفقهي لا يجوز إلّا لله تعالى، والنذر العرفيّ الذي أصله تقديم الهدية إلى الأكابر يجوز للصالحين والأولياء بعد وفاتهم أيضاً كما يجوز في حياتهم. ۱۲).

(محمّد أحمد الأعظمي المصباحي).

1...... یعنی وہ افعال جو شرعاً منع ہیں۔

2...... کبھی ابلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے، لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے (یعنی ہر کسی سے بیعت نہیں کرنی چاہیے)۔

پیری کے لیے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت اُن کا لحاظ فرض ہے:

اول: سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

سوم: فاسق مُعلِن نہ ہو۔

چہارم: اُس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ [1]

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنيَا وَالْآخِرَةِ وَالْإِسْتِقَامَةَ عَلَى الشَّرِيْعَةِ الطَّاهِرَةِ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ أَبَدَ الْآبِدِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

فقیر امجد علی اعظمی عفی عنہ

---

1 ..... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۲۱، ص۴۹۲، ۵۰۵، ۶۰۳.

وانظر "سبع سنابل"، سنبلۂ دوم در بیان پیری و مریدی و حقیقت و ماہیت آن، ص ۳۹۔۴۰.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الواحد الاحد الصمد. المتفرد فی ذاتہ و صفاتہ فلا مثل لہ ولا ضد لہ ولم یکن لہ کفوا احد. والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی رسولہ و حبیبہ سید الانس و الجان. الذی انزل علیہ القراٰن. ھدی للناس و بینات من الھدیٰ والفرقان وعلٰی الہ وصحبہ ما تعاقب الملوان. وعلٰی من تبعھم باحسان الٰی یوم الدین. لاسیما الائمۃ المجتھدین خصوصا علٰی افضلھم و اعلٰھم الامام الاعظم. والھمام الافخم. الذی سبق فی مضمار الاجتھاد کل فارس. وصدق علیہ لو کان العلم عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس. سیدنا ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت. ثبتنا اللّٰہ بہ بالقول الثابت. فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ. واعطانا الحسنٰی وزیادۃ فاخرۃ. وعلینا لھم و بھم یا ارحم الرٰحمین. والحمد للّٰہ رب العلمین.

تمھید

ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر مسلمان اتنا علم رکھتا جو اس کی ضروریات کو کافی ہو بفضلہٖ تعالیٰ علماء بکثرت موجود تھے جو نہ معلوم ہوتا ان سے بآسانی دریافت کر لیتے حتیٰ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حُکم فرمادیا تھا کہ ہمارے بازار میں وہی خرید وفروخت کریں جو دین میں فقیہ ہوں۔ [1] رواہ الترمذی عن العلاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب عن ابیہ عن جدہ . پھر جس قدر عہدِ نبوت سے بُعد ہوتا گیا اسی قدر علم کی کمی ہوتی رہی اب وہ زمانہ آگیا کہ عوام تو عوام بہت وہ جو علما کہلاتے ہیں روزمرہ کے ضروری جزئیات حتّٰی کہ فرائض وواجبات سے ناواقف اور جتنا جانتے ہیں اس پر بھی عمل سے منحرف کہ ان کو دیکھ کر عوام کو سیکھنے اور عمل کرنے کا موقع ملتا اسی قلتِ علم و بے پروائی کا نتیجہ ہے کہ بہت ایسے مسائل کا جن سے واقف نہیں انکار کر بیٹھتے ہیں حالانکہ نہ خود علم رکھتے ہیں کہ جان سکیں نہ سیکھنے کا شوق کہ جاننے والوں سے دریافت کریں نہ علما کی خدمت میں حاضر رہتے کہ اُن کی صحبت باعثِ برکت بھی ہے اور مسائل جاننے کا ذریعہ بھی اور اُردو میں کوئی ایسی کتاب کہ سلیس، عام فہم، قابل اعتماد ہو اب تک شائع نہ ہوئی بعض میں بہت تھوڑے مسائل کہ روزمرّہ کی ضروری باتیں بھی ان میں کافی طور پر نہیں اور بعض میں اغلاط کی کثرت۔ لاجرم ایک ایسی کتاب کی بے حد ضرورت ہے کہ کم پڑھے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لہٰذا فقیر بہ نظرِ خیر خواہی مسلمانان بمقتضائے الدین النصح لکل مسلم. مَولیٰ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس امرِ اہم واعظم کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ میں خوب

[1] ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٤٨٧، ج٢، ص٢٩.

جانتا ہوں کہ نہ میرا یہ منصب نہ میں اس کام کے لائق نہ اتنی فرصت کہ پورا وقت صرف کر کے اس کام کو انجام دوں۔

وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.

(۱) اس کتاب میں حتَّی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہت مواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہلِ علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں متنبہ کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رجوع کی توجہ دلائے گا۔

(۲) اس کتاب میں مسائل کی دلیلیں نہ لکھی جائیں گی کہ اوّل تو دلیلوں کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں، دوسرے دلیلوں کی وجہ سے اکثر ایسی الجھن پڑ جاتی ہے کہ نفسِ مسئلہ سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے لہٰذا ہر مسئلے میں خالص منقح حکم بیان کر دیا جائے گا اور اگر کسی صاحب کو دلائل کا شوق ہو تو فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کریں کہ اُس میں ہر مسئلہ کی ایسی تحقیق کی گئی ہے جس کی نظیر آج دنیا میں موجود نہیں اور اس میں ہزارہا ایسے مسائل ملیں گے جن سے علما کے کان بھی آشنا نہیں۔

(۳) اس کتاب میں حتَّی الوسع اختلافات کا بیان نہ ہوگا کہ عوام کے سامنے جب دو مختلف باتیں پیش ہوں تو ذہن متحیر ہوگا کہ عمل کس پر کریں اور بہت سے خواہش کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جس میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں اُسے اختیار کر لیتے ہیں، یہ سمجھ کر نہیں کہ یہی حق ہے بلکہ یہ خیال کر کے کہ اس میں اپنا مطلب حاصل ہوتا ہے پھر جب کبھی دوسرے میں اپنا فائدہ دیکھا تو اُسے اختیار کر لیا اور یہ ناجائز ہے کہ اتباعِ شریعت نہیں بلکہ اتباعِ نفس ہے لہٰذا ہر مسئلہ میں مفتٰی بہ صحیح اَصح راجح قول بیان کیا جائے گا کہ بلادِقت ہر شخص عمل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے اور اس بے بضاعت کی کوشش قبول فرمائے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب و صلی اللّٰہ تعالیٰ علٰی حبیبہ المختار. والہ الاطہار. وصحبہ المھاجرین والانصار. وخلفائہ الاختان منھم والاصھار. والحمد للّٰہ العزیز الغفار. وھا انا اشرع فی المقصود بتوفیق الملک المعبود.

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [1]

جن اور آدمی میں نے اسی لیے پیدا کیے کہ وہ میری عبادت کریں۔

---

1 ...... پ۲۷، الذّٰریٰت: ۵۶.

ہر تھوڑی سی عقل والا بھی جانتا ہے کہ جو چیز جس کام کے لیے بنائی جائے اگر اُس کام میں نہ آئے تو بے کار ہے، تو جو انسان اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانے، اُس کی بندگی وعبادت نہ کرے وہ نام کا آدمی ہے حقیقۃً آدمی نہیں بلکہ ایک بے کار چیز ہے تو معلوم ہوا کہ عبادت ہی سے آدمی، آدمی ہے اور اسی سے فلاحِ دنیوی ونجاتِ اخروی ہے لہٰذا ہر انسان کے لیے عبادت کے اقسام و ارکان وشرائط واحکام کا جاننا ضروری ہے کہ بے علم عمل ناممکن، اسی وجہ سے علم سیکھنا فرض ہے۔ عبادت کی اصل ایمان ہے بغیر ایمان عبادت بے کار، کہ جڑ ہی نہ رہی تو نتائج کہاں سے مترتب ہوں۔ درخت اسی وقت پھول پھل لاتا ہے کہ اس کی جڑ قائم ہو جڑ جدا ہونے کے بعد آگ کی خوراک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کافر لاکھ عبادت کرے اس کا سارا کیا دھرا برباد اور وہ جہنم کا ایندھن۔

قال اللہ تعالٰی:

﴿ وَقَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ (1)

کافروں نے جو کچھ کیا ہم اس کے ساتھ یوں پیش آئے کہ اسے بکھرے ہوئے ذرّے کی طرح کردیا۔

جب آدمی مسلمان ہولیا تو اس کے ذمہ دو قسم کی عبادتیں فرض ہوئیں ایک وہ کہ جوارح سے متعلق ہے دوسری جس کا تعلق قلب سے ہے۔ قسمِ دوم کے احکام واصناف علمِ سلوک میں بیان ہوتے ہیں اور قسمِ اوّل سے فقہ بحث کرتا ہے اور میں اس کتاب میں بالفعل قسمِ اوّل ہی کو بیان کرنا چاہتا ہوں پھر جس عبادت کو جوارح یعنی ظاہر بدن سے تعلق ہے، دو قسم ہے یا وہ معاملہ کہ بندے اور خاص اُس کے رب کے درمیان ہے۔ بندوں کے باہمی کسی کام کا بناؤ بگاڑ نہیں عام ازیں کہ ہر شخص اس کی ادا میں مستقل ہو جیسے نماز پنجگانہ وروزہ کہ ہر ایک بلاشرکتِ غیرے انھیں ادا کرسکتا ہے خواہ دوسروں کی شرکت کی ضرورت ہو، جیسے نماز جماعت وجُمُعہ و عیدین میں کہ بے جماعت ناممکن ہیں مگر اس سے سب کا مقصود محض عبادتِ معبود ہے نہ کہ آپس کے کسی کام کا بنانا۔

دوسری قسم وہ کہ بندوں کے باہمی تعلقات ہی کی اِصلاح اس میں مدِّ نظر ہے جیسے نکاح یا خرید وفروخت وغیرہا۔ پہلی قسم کو عبادات، دوسری کو معاملات کہتے ہیں۔ پہلی قسم میں اگرچہ کوئی دنیوی نفع بظاہر مترتب نہ ہو اور معاملات میں ضرور دنیوی فائدے ظاہر موجود ہیں بلکہ یہی پہلو غالب ہے مگر عبادت دونوں ہیں کہ معاملات بھی اگر خدا ورسول کے حُکم کے موافق کیے جائیں تو استحقاقِ ثواب ہے ورنہ گناہ اور سببِ عذاب۔

قسم اول یعنی عبادات چار ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، ان سب میں اہم واعظم نماز ہے اور یہ عبادت اللہ عزوجل کو بہت محبوب ہے لہٰذا ہم کو چاہیے کہ سب سے پہلے اسی کو بیان کریں مگر نماز پڑھنے سے پہلے نمازی کا طاہر اور پاک ہولینا ضرور ہے کہ طہارت نماز کی کنجی ہے لہٰذا پہلے طہارت کے مسائل بیان کیے جائیں اس کے بعد نماز کے مسائل بیان ہوں گے۔

---

1 ...... پ ۱۹، الفرقان: ۲۳.

کتاب الطھارۃ

نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ بے اس کے نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علما کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وُضو یا بے غُسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت [1]۔ اس حدیث کو امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا: ''ایک روز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز میں سورۂ رُوم پڑھتے تھے اور متشابہ لگا۔ بعد نماز ارشاد فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے انھیں کی وجہ سے امام کو قراءت میں شبہہ پڑتا ہے''۔ [2] اس حدیث کو نسائی نے شبیب بن ابی روح سے، انہوں نے ایک صحابی سے روایت کیا۔ جب بغیر کامل طہارت نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی نحوست کا کیا پوچھنا۔ ایک حدیث میں فرمایا: ''طہارت نصف ایمان ہے''۔ [3] اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صُغریٰ

(۲) کُبریٰ

طہارتِ صُغریٰ وُضو ہے اور کُبریٰ غُسل۔ جن چیزوں سے صرف وُضو لازم ہوتا ہے ان کو حدثِ اَصغَر کہتے ہیں اور جن سے غُسل فرض ہو ان کو حدثِ اَکبَر۔ ان سب کا اور ان کے متعلقات کا تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔

تنبیہ: چند ضروری اصطلاحات قابلِ ذکر ہیں کہ ان سے ہر جگہ کام پڑتا ہے۔

فرضِ اعتقادی: جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا آئمۂ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اسکی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اِجماعِ قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرضِ اعتقادی کو بلا عذرِ صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکبِ کبیرہ و مستحقِ عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرضِ عملی: وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظرِ مجتہد میں بحکمِ دلائلِ شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کیے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل وکالعدم ہوگی۔ اس کا بے وجہ انکار

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰه، الحديث: ١٤٦٦٨، ج٥، ص١٠٣.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب الافتتاح، باب القراءة في الصبح بالروم، الحديث: ٩٤٤، ص١٦٥.

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، ٨٥ـ باب، الحديث: ٣٥٢٨، ج٥، ص٣٠٧.

فسق وگمراہی ہے، ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائلِ شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیلِ شرعی سے اس کا انکار کرے تو کرسکتا ہے۔ جیسے آئمۂ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وُضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، حنفیہ کے نزدیک وُضو میں بسم اللّٰہ کہنا اور نیّت سنت ہے اور حنبلیہ وشافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرضِ عملی میں ہر شخص اُسی کی پیروی کرے جس کا مقلّد ہے اپنے امام کے خلاف بلاضرورتِ شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

واجبِ اعتقادی: وہ کہ دلیلِ ظنّی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرضِ عملی وواجبِ عملی اسی کی دوقسمیں ہیں اور وہ انھیں دو میں منحصر۔

واجبِ عملی: وہ واجبِ اعتقادی کہ بے اس کے کیے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیلِ شرعی سے واجب کا انکار کرسکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہِ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

سنّتِ مؤکّدہ: وہ جس کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ بیانِ جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانبِ ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو، اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادر اً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاقِ عذاب۔

سنّتِ غیر مؤکّدہ: وہ کہ نظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادۃً ہو موجبِ عتاب نہیں۔

مُستَحب: وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مُباح: وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرامِ قطعی: یہ فرض کا مُقابل ہے، اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہِ کبیرہ وفسق ہے اور بچنا فرض وثواب۔

مکروہِ تحریمی: یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

اِساءَت: جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحقِ عِتاب اور اِلتزامِ فعل پر استحقاقِ عذاب۔ یہ سنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہِ تنزیہی: جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے۔ یہ سنّتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

خِلافِ اَولیٰ: وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضایقہ وعتاب نہیں، یہ مستحب کا مقابل ہے۔ ان کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطرِ تحقیق ہے۔

وللّٰہ الحمد حمدًا کثیرًا مبارکًا فیہ مبارکًا علیہ کما یحب ربنا و یرضٰی.

وُضو کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ ﴾ [1]

یعنی اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے مونھ اور کُہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فضائلِ وُضو میں چند اَحادیث ذِکر کی جائیں پھر اُس کے متعلق اَحکامِ فقہی کا بیان ہو۔

حدیث ۱: امام بُخاری و امام مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ مونھ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وُضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہوسکے چمک زیادہ کرے۔'' [2]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ خطائیں محو فرمادے اور درجات بلند کرے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: جس وقت وُضو ناگوار ہوتا ہے اس وقت وضوئے کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز

---

1 ...... پ٦، المآئدۃ: ٦.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء... إلخ، الحدیث: ١٣٦، ج١، ص٧١.

کے بعد دوسری نماز کا انتظار اس کا ثواب ایسا ہے جیسا کفار کی سرحد پر حمایت بلادِ اسلام کے لیے گھوڑا باندھنے کا۔'' (1)

حدیث ۳ امام مالک و نسائی عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''مسلمان بندہ جب وُضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے مونھ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب مونھ دھویا تو اس کے چہرہ کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز مزید براں۔ (2)

حدیث ۴ بزار نے باسنادِ حسن روایت کی کہ ''حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام حمران سے وُضو کے لیے پانی مانگا اور سردی کی رات میں باہر جانا چاہتے تھے حمران کہتے ہیں: میں پانی لایا، انہوں نے مونھ ہاتھ دھوئے تو میں نے کہا اللہ آپ کو کفایت کرے رات تو بہت ٹھنڈی ہے اس پر فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بندہ وضوئے کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔'' (3)

حدیث ۵ طَبَرانی نے اوسط میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو سخت سردی میں کامل وُضو کرے اس کے لیے دونا ثواب ہے۔'' (4)

حدیث ۶ امام احمد بن حنبل نے اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایک ایک بار وُضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو دو بار کرے اس کو دونا ثواب اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وُضو ہے۔'' (5)

حدیث ۷ صحیح مسلِم میں عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان وُضو کرے اور اچھا وُضو کرے پھر کھڑا ہو اور باطن و ظاہر سے متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہوتی ہے۔'' (6)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، الحديث: ٢٥١، ص ١٥١.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب الطهارة، باب مسح الاذنين مع الرأس... إلخ، الحديث: ١٠٣، ص ٢٥.

3 ...... "البحر الزخار المعروف بمسند البزار"، مسند عثمان بن عفان، الحديث: ٤٢٢، ج٢، ص ٧٥.

4 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٥٣٦٦، ج٤، ص ١٠٦.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، الحديث: ٥٧٣٩، ج٢، ص ٤١٧.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، الحديث: ٢٣٤، ص ١٤٤.

حدیث ۸: مسلم میں حضرتِ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم عُمر بن خطّاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی وُضو کرے اور کامل وُضو کرے پھر پڑھے۔ **اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔'' (1)

حدیث ۹: ترمذی نے حضرتِ عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وُضو پر وُضو کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔'' (2)

حدیث ۱۰: ابنِ خُزیمہ اپنی صحیح میں راوی کہ عبدُ اللہ بن بُریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ''ایک دن صبح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرتِ بلال کو بلایا اور فرمایا: ''اے بلال کس عمل کے سبب جنت میں تو مجھ سے آگے آگے جارہا تھا میں رات جنت میں گیا تو تیرے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے پائی۔'' بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ! میں جب اذان کہتا اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا اور میرا جب کبھی وُضو ٹوٹا وُضو کرلیا کرتا۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اسی سبب سے۔'' (3)

حدیث ۱۱: ترمذی و ابنِ ماجہ سعید بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وُضو نہیں یعنی وضوئے کامل نہیں اس کے معنے وہ ہیں جو دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا۔ (4)

حدیث ۱۲: دارقُطنی اور بَیہقی اپنی سُنَن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس نے بسم اللہ کہہ کر وُضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہوگیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وُضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہوگا جتنے پر پانی گزرا۔'' (5)

حدیث ۱۳: امام بُخاری و مسلِم ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب کوئی خواب سے بیدار ہو تو وُضو کرے اور تین بار ناک صاف کرے کہ شیطان اس کے نتھنے پر رات گزارتا ہے۔'' (6)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة باب الذكر المستحب عقب الوضوء، الحديث: ٢٣٤، ص١٤٤.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء أنه يصلي الصلوات بو ضوء واحد، الحديث: ٦١، ج١، ص ١٢٤.

3 ...... صحيح ابن خزيمة، باب استحباب الصلاة عند الذنب... إلخ، الحديث: ١٢٠٩، ج٢، ص٢١٣.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في التسمية في الوضوء، الحديث: ٣٩٨، ج١، ص٢٤٢.

5 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الطهارة، باب التسمية على الوضوء، الحديث: ٢٢٨، ج١، ص١٠٨.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، الحديث: ٣٢٩٥، ج٢، ص٤٠٣.

حدیث ۱۴ طَبَرانی باسناد حسن حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امّت پر شاق ہوگا تو میں ان کو ہر وُضو کے ساتھ مِسواک کرنے کا امر فرما دیتا۔'' [1] (یعنی فرض کر دیتا اور بعض روایتوں میں لفظ فرض بھی آیا ہے)۔ [2]

حدیث ۱۵ اسی طَبَرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ''سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی نماز کے لیے تشریف نہ لے جاتے تاوقتیکہ مِسواک نہ فرما لیتے۔'' [3]

حدیث ۱۶ صحیح مسلِم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے جب گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مِسواک کرنا ہوتا۔'' [4]

حدیث ۱۷ امام احمد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''مِسواک کا التزام رکھو کہ وہ سبب ہے مونھ کی صفائی اور رب تبارک وتعالیٰ کی رضا کا۔'' [5]

حدیث ۱۸ ابونُعیم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو رکعتیں جو مِسواک کر کے پڑھی جائیں افضل ہیں بے مِسواک کی ستر رکعتوں سے۔'' [6]

حدیث ۱۹ اور ایک روایت میں ہے کہ: ''جو نماز مِسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے کہ بے مِسواک کیے پڑھی گئی ستر حصے افضل ہے۔'' [7]

حدیث ۲۰ مِشکوٰۃ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ: ''دس چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی ان کا حُکم ہر شریعت میں تھا) مونچھیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مِسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، اُنگلیوں کی چُنٹیں دھونا، بغل کے بال دور کرنا، موئے زیرناف مونڈنا، استنجا کرنا، کُلّی کرنا۔'' [8]

حدیث ۲۱ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بندہ جب مِسواک

---

1. ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ١٢٣٨، ج١، ص٣٤١.
2. ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الطهارة، باب لو لا ان أشق... إلخ، الحديث: ٥٣١، ج١، ص٣٦٤.
3. ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٤٤ـ(٢٥٣)، ج٥، ص١٥٢.
4. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب السواك، الحديث: ٤٤ـ(٢٥٣)، ص١٥٢.
5. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر رضى الله عنهما، الحديث: ٥٨٦٩، ج٢، ص٤٣٨.
6. ...... "الترغيب والترهيب" للمنذري، كتاب الطهارة، الترغيب في السواك، الحديث: ١٨، ج١، ص١٠٢.
7. ...... "شعب الإيمان"، باب في الطهارات، الحديث: ٢٧٧٤، ج٣، ص٢٦.
8. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ٢٦١، ص١٥٤.

کرلیتا ہے پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر قراءت سنتا ہے پھر اس سے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا مونھ اس کے مونھ پر رکھ دیتا ہے۔'' [1]

مشایخِ کرام فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص مِسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوگا۔ اور جو افیون کھاتا ہو مرتے وقت اسے کلمہ نصیب نہ ہوگا۔''

اَحکامِ فقہی: وہ آیۂ کریمہ جو اوپر لکھی گئی اس سے یہ ثابت کہ وُضو میں چار فرض ہیں:

(۱) مونھ دھونا

(۲) کُہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا

(۳) سر کا مسح کرنا

(۴) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا

فائدہ: کسی عُضْو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عُضْو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چُپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وُضو یا غسل ادا ہو [2]، اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا جس کی تشریح ہر عُضْو میں بیان کی جائے گی۔ کسی جگہ مَوضعِ حَدَث پر تری پہنچنے کو مسح کہتے ہیں۔

۱۔ مونھ دھونا: شروع پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) ٹھوڑی [3] تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک مونھ ہے اس حد کے اندر جِلد کے ہر حصہ پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔ [4]

مسئلہ ۱: جس کے سر کے اگلے حصہ کے بال گر گئے یا جَمے نہیں اس پر وہیں تک مونھ دھونا فرض ہے جہاں تک عادۃً بال ہوتے ہیں اور اگر عادۃً جہاں تک بال ہوتے ہیں اس سے نیچے تک کسی کے بال جمے تو ان زائد بالوں کا جڑ تک دھونا فرض ہے۔ [5]

1 ...... "البحر الزخار المعروف بمسند البزار"، مسند علي بن أبي طالب، الحديث: ٦٠٣، ج٢، ص٢١٤.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في الفرض القطعي والظني، ج١، ص٢١٧.
و "الفتاوى الرضوية"، كتاب الطهارة، باب الوضوء، ج١، ص٢١٨.

3 ...... یعنی نیچے کے دانت جمنے کی جگہ۔

4 ...... "الدرالمختار" معه "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٢١٦ ـ ٢١٩.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج١، ص٤.

مسئلہ ۲: مونچھوں یا بھووں یا بچی [1] کے بال گھنے ہوں کہ کھال بالکل نہ دکھائی دے تو جلد کا دھونا فرض نہیں بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا بھی فرض ہے۔ [2]

مسئلہ ۳: اگر مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو اگرچہ گھنی ہوں، مونچھیں ہٹا کر لب کا دھونا فرض ہے۔ [3]

مسئلہ ۴: داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے اور اگر گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے گردے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضرور نہیں اور اگر کچھ حصہ میں گھنے ہوں اور کچھ چھدرے، تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہیں اس جگہ جلد کا دھونا فرض ہے۔ [4]

مسئلہ ۵: لبوں کا وہ حصہ جو عادۃً لب بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے، اس کا دھونا فرض ہے تو اگر کوئی خوب زور سے لب بند کرلے کہ اس میں کا کچھ حصہ چھپ گیا کہ اس پر پانی نہ پہنچا، نہ کُلّی کی کہ دُھل جاتا تو وُضو نہ ہوا، ہاں وہ حصہ جو عادۃً موںھ بند کرنے میں ظاہر نہیں ہوتا اس کا دھونا فرض نہیں۔ [5]

مسئلہ ۶: رُخسار اور کان کے بیچ میں جو جگہ ہے جسے کنپٹی کہتے ہیں اس کا دھونا فرض ہے ہاں اس حصہ میں جتنی جگہ داڑھی کے گھنے بال ہوں وہاں بالوں کا اور جہاں بال نہ ہوں یا گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے۔ [6]

مسئلہ ۷: نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ ضروری نہیں۔ [7]

1...... یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں۔

2...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٤.

و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج۱، ص۲۲۰.

3...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٤٦.

4...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٤، ٤٤٦.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج۱، ص۲۱۹.

و "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٤.

6...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٦.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج۱، ص۲۲۰.

7...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٤٥.

مسئلہ ۸: آنکھوں کے ڈھیلے اور پپوٹوں کی اندرونی سطح کا دھونا کچھ درکار نہیں بلکہ نہ چاہیے کہ مُضر ہے۔[1]

مسئلہ ۹: مونھ دھوتے وقت آنکھیں زور سے میچ لیں کہ پلک کے متّصل ایک خفیف سی تحریر بند ہوگئی اور اس پر پانی نہ بہا اور وہ عادۃً بند کرنے سے ظاہر رہتی ہو تو وضو ہو جائیگا مگر ایسا کرنا نہیں چاہیے اور اگر کچھ زیادہ دُھلنے سے رہ گیا تو وُضو نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ ۱۰: آنکھ کے کوئے[3] پر پانی بہانا فرض ہے مگر سرمہ کا جرم کوئے یا پلک میں رہ گیا اور وُضو کر لیا اور اِطلاع نہ ہوئی اور نماز پڑھ لی تو حرج نہیں نماز ہوگئی، وُضو بھی ہوگیا اور اگر معلوم ہے تو اسے چھڑا کر پانی بہانا ضرور ہے۔

مسئلہ ۱۱: پلک کا ہر بال پُورا دھونا فرض ہے اگر اس میں کیچڑ وغیرہ کوئی سخت چیز جم گئی ہو تو چھڑانا فرض ہے۔[4]

۲۔ ہاتھ دھونا: اس حُکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔[5]

مسئلہ ۱۲: اگر کُہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذرّہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی وُضو نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۱۳: ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چھلّے، انگوٹھیاں، پُہنچیاں[7]، کنگن، کانچ، لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اُتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈِھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔[8]

مسئلہ ۱۴: ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں[9]، اُنگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک ان سب پر پانی بہ جانا ضروری ہے اگر کچھ بھی رہ گیا یا بالوں کی جڑوں پر پانی بہ گیا کسی ایک بال کی نوک پر نہ بہا وُضو نہ ہوا مگر ناخنوں کے اندر کا میل معاف ہے۔[10]

مسئلہ ۱۵: بجائے پانچ کے چھ انگلیاں ہیں تو سب کا دھونا فرض ہے اور اگر ایک مُونڈھے پر دو ہاتھ نکلے تو جو پُورا ہے

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج۱، ص۲۲۰.

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۰۰.

3 ...... یعنی ناک کی طرف آنکھ کا کونہ۔

4 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٤٤.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج۱، ص٤.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... پہنچی کی جمع، ایک زیور جو کلائی میں پہنا جاتا ہے۔

8 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٦.

و"الدرالمختار"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۳۱۷.

9 ...... یعنی انگلیوں کے درمیان کی جگہ۔

10 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٤٥.

اس کا دھونا فرض ہے اور اس دوسرے کا دھونا فرض نہیں مستحب ہے مگر اس کا وہ حصہ کہ اس ہاتھ کے موضعِ فرض سے متصل ہے اتنے کا دھونا فرض ہے۔[1]

۳۔ سر کا مسح کرنا:

چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔[2]

مسئلہ ۱۶: مسح کرنے کے لیے ہاتھ تر ہونا چاہیے، خواہ ہاتھ میں تری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کر لیا ہو۔[3]

مسئلہ ۱۷: کسی عُضو کے مسح کے بعد جو ہاتھ میں تری باقی رہ جائے گی وہ دوسرے عُضْو کے مسح کے لیے کافی نہ ہوگی۔[4]

مسئلہ ۱۸: سر پر بال نہ ہوں تو جلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح فرض ہے اور سر کا مسح اسی کو کہتے ہیں۔[5]

مسئلہ ۱۹: عمامے، ٹوپی، دُوپٹے پر مسح کافی نہیں۔ ہاں اگر ٹوپی، دُوپٹا اتنا باریک ہو کہ تری پھوٹ کر چوتھائی سر کو تر کردے تو مسح ہو جائے گا۔[6]

مسئلہ ۲۰: سر سے جو بال لٹک رہے ہوں ان پر مسح کرنے سے مسح نہ ہوگا۔[7]

۴۔ پاؤں کو گٹوں[8] سمیت ایک دفعہ دھونا:[9]

مسئلہ ۲۱: چھلّے اور پاؤں کے گہنوں کا وہی حُکم ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔[10]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج۱، ص٤.

2 ...... المرجع السابق، ص٥.

3 ...... المرجع السابق، ص٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۲۱٦.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج۱، ص٦.

7 ...... المرجع السابق، ص٥.

8 ...... یعنی ٹخنوں۔

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج۱، ص٥.

10 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۲۱۸.

مسئلہ ۲۲ بعض لوگ کسی بیماری کی وجہ سے پاؤں کے انگوٹھوں میں اس قدر کھینچ کرتا گا باندھ دیتے ہیں کہ پانی کا بہنا درکنار تاگے کے نیچے تر بھی نہیں ہوتا ان کو اس سے بچنا لازم ہے کہ اس صورت میں وُضو نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۳ گھائیاں اور اُنگلیوں کی کروٹیں، تلوے، ایڑیاں، کونچیں[1]، سب کا دھونا فرض ہے۔[2]

مسئلہ ۲۴ جن اَعضا کا دھونا فرض ہے ان پر پانی بہ جانا شرط ہے یہ ضرور نہیں کہ قصداً پانی بہائے اگر بلا قصد و اختیار بھی ان پر پانی بہ جائے (مثلاً مینھ برسا اور اَعضائے وُضو کے ہر حصہ سے دو دو قطرے مینھ کے بہ گئے وہ اعضا دُھل گئے اور سر کا چوتھائی حصہ نم ہوگیا یا کسی تالاب میں گر پڑا اور اعضائے وُضو پر پانی گزر گیا وُضو ہوگیا)۔

مسئلہ ۲۵ جس چیز کی آدمی کو عُموماً یا خُصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و احتیاط میں حرج ہو، ناخنوں کے اندر یا اُوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پر اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سخت چیز ہو وُضو ہو جائے گا، جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگریز کے لیے رنگ کا جرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جرم، لکھنے والوں کے لیے روشنائی کا جرم، مزدور کے لیے گارا مٹی، عام لوگوں کے لیے کوئے یا پلک میں سُرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہا۔[3]

مسئلہ ۲۶ کسی جگہ چھالا تھا اور وہ سوکھ گیا مگر اس کی کھال جدا نہ ہوئی تو کھال جدا کر کے پانی بہانا ضروری نہیں بلکہ اسی چھالے کی کھال پر پانی بہالینا کافی ہے۔ پھر اس کو جدا کر دیا تو اب بھی اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔[4]

مسئلہ ۲۷ مچھلی کا سِنّا اعضائے وُضو پر چپکا رہ گیا وُضو نہ ہوگا کہ پانی اس کے نیچے نہ بہے گا۔[5]

وُضو کی سنتیں

مسئلہ ۲۸ وضو پر ثواب پانے کے لیے حُکمِ الٰہی بجالانے کی نیّت سے وُضو کرنا ضرور ہے ورنہ وُضو ہو جائے گا ثواب نہ پائے گا۔[6]

---

1 ...... یعنی ایڑیوں کے اوپر موٹے پٹھے۔

2 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۴۵.

3 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۲۰۳.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج۱، ص۵.

5 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۲۲۰.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، مطلب: الفرق بین النیۃ والقصد والعزم، ج۱، ص۲۳۵-۲۳۸.

مسئلہ ۲۹: بسم اللّٰہ سے شروع کرے اور اگر وضو سے پہلے اِستنجا کرے تو قبل اِستنجے کے بھی بسم اللّٰہ کہے مگر پاخانہ میں جانے یا بدن کھولنے سے پہلے کہے کہ نجاست کی جگہ اور بعد ستر کھولنے کے زَبان سے ذکرِ الٰہی منع ہے۔ [1]

مسئلہ ۳۰: اور شروع یوں کرے کہ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئے۔ [2]

مسئلہ ۳۱: اگر پانی بڑے برتن میں ہو اور کوئی چھوٹا برتن بھی نہیں کہ اس میں پانی اونڈیل کر ہاتھ دھوئے، تو اسے چاہیئے کہ بائیں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر صرف وہ انگلیاں پانی میں ڈالے، ہتھیلی کا کوئی حصہ پانی میں نہ پڑے اور پانی نکال کر دہنا ہاتھ گٹے تک تین بار دھوئے پھر دہنے ہاتھ کو جہاں تک دھویا ہے بلا تکلف پانی میں ڈال سکتا ہے اور اس سے پانی نکال کر بایاں ہاتھ دھوئے۔ [3]

مسئلہ ۳۲: یہ اس صورت میں ہے کہ ہاتھ میں کوئی نجاست نہ لگی ہو ورنہ کسی طرح ہاتھ ڈالنا جائز نہیں، ہاتھ ڈالے گا تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ [4]

مسئلہ ۳۳: اگر چھوٹے برتن میں پانی ہے یا پانی تو بڑے برتن میں ہے مگر وہاں کوئی چھوٹا برتن بھی موجود ہے اور اس نے بے دھویا ہاتھ پانی میں ڈال دیا بلکہ اُنگلی کا پَورا یا ناخن ڈالا تو وہ سارا پانی وُضو کے قابل نہ رہا مائے مُستعمَل ہو گیا۔ [5]

مسئلہ ۳۴: یہ اس وقت ہے کہ جتنا ہاتھ پانی میں پہنچا اس کا کوئی حصہ بے دُھلا ہو ورنہ اگر پہلے ہاتھ دُھو چکا اور اس کے بعد حَدَث نہ ہوا تو جس قدر حصہ دُھلا ہوا ہو، اتنا پانی میں ڈالنے سے مُستعمَل نہ ہوگا اگرچہ کُہنی تک ہو بلکہ غیرِ جُنب نے اگر کُہنی تک ہاتھ دھو لیا تو اس کے بعد بغل تک ڈال سکتا ہے کہ اب اس کے ہاتھ پر کوئی حدث باقی نہیں، ہاں جُنب کُہنی سے اوپر

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: سائر بمعنى باقي... إلخ، ج١، ص٢٤١.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج١، ص٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج١، ص٢٤٦.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج١، ص٦.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج١، ص٢٤٧.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢، ص١١٣.

یہ مسئلہ معرکۃ الآرا ہے اور صحیح یہی ہے جو یہاں مذکور ہوا جیسا کہ ہدایہ و فتح القدیر و تبیین و فتاوٰے قاضی خاں و کافی و خلاصہ و غنیہ و حلیہ و کتاب الحسن عن ابی حنیفہ و کتب امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر کتب فقہ میں مصرح ہے اور اس کی کامل تحقیق منظور ہو تو رسالہ مبارکہ "النمیقۃ الانقی فی الفرق بین الملاقی و الملقی" کا مطالعہ کیا جائے۔ ۱۲ منہ

اتنا ہی حصہ ڈال سکتا ہے جتنا دھو چکا ہے کہ اس کے سارے بدن پر حَدَث ہے۔

مسئلہ ۳۵: جب سو کر اُٹھے تو پہلے ہاتھ دھوئے، اِستنجے کے قبل بھی اور بعد بھی۔[1]

مسئلہ ۳۶: کم سے کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مِسواک کرے اور ہر مرتبہ مِسواک کو دھولے اور مِسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔ میوے یا خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مِسواک کرنا دشوار ہو۔ جو مِسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔[2] مِسواک جب قابلِ استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کہ ایک تو وہ آلۂ ادائے سنت ہے اس کی تعظیم چاہیئے، دوسرے آبِ دَہنِ مسلم ناپاک جگہ ڈالنے سے خود محفوظ رکھنا چاہیئے، اسی لیے پاخانہ میں تھوکنے کو علمانے نامناسب لکھا ہے۔

مسئلہ ۳۷: مِسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مِسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مُٹھی نہ باندھے۔[3]

مسئلہ ۳۸: دانتوں کی چوڑائی میں مِسواک کرے لنبائی میں نہیں، چت لیٹ کر مِسواک نہ کرے۔[4]

مسئلہ ۳۹: پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے، پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت، پھر داہنی جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔[5]

مسئلہ ۴۰: جب مِسواک کرنا ہو تو اسے دھولے۔ یوہیں فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے[6] اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔[7]

مسئلہ ۴۱: اگر مِسواک نہ ہو تو اُنگلی یا سنگین کپڑے سے دانت مانجھ لے۔ یوہیں اگر دانت نہ ہوں تو اُنگلی یا کپڑا مسوڑوں پر پھیر لے۔[8]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، اركان الوضوء أربعة، ج ١، ص ٢٤٣.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج ١، ص ٢٥٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج ١، ص ٧.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج ١، ص ٢٥٠.

4 ...... "الدرالمختار" كتاب الطهارة، ج ١، ص ٢٥١.

5 ...... المرجع السابق، ص ٢٥٠.

6 ...... لیکن بلند جگہ پر لٹا کر رکھنے میں حرج نہیں جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: یعنی زمین پر لٹا کر نہ رکھے کہ گندگی سے آلودہ ہوگی ہاں اگر کسی بلند جگہ پر رکھے تو لٹا کر رکھنے میں حرج نہیں۔ (ماخوذ از "جد الممتار"، كتاب الطهارة، مطلب من النصوص...الخ، ج ١، ص ١٥٢)۔...**علمیہ**

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، مطلب في دلالة المفهوم، ج ١، ص ٢٥١.

8 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الطهارة، ص ٦، و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، اركان الوضوء أربعة، ج ١، ص ٢٥٣.

مسئلہ ۴۲: مِسواک نماز کے لیے سنت نہیں بلکہ وُضو کے لیے، تو جو ایک وُضو سے چند نمازیں پڑھے، اس سے ہر نماز کے لیے مِسواک کا مطالبہ نہیں، جب تک تغیُّرِ رائحہ [1] نہ ہو گیا ہو، ورنہ اس کے دفع کے لیے مستقل سنت ہے البتہ اگر وُضو میں مِسواک نہ کی تھی تو اب نماز کے وقت کرلے [2]۔

مسئلہ ۴۳: پھر تین چلّو پانی سے تین کُلّیاں کرے کہ ہر بار مونھ کے ہر پُرزے پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو غَرغَرہ کرے۔ [3]

مسئلہ ۴۴: پھر تین چلّو سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائے اور یہ دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرے، پھر بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ [4]

مسئلہ ۴۵: مونھ دھوتے وقت داڑھی کا خِلال کرے بشرطیکہ اِحرام نہ باندھے ہو، یوں کہ اُنگلیوں کو گردن کی طرف سے داخِل کرے اور سامنے نکالے۔ [5]

مسئلہ ۴۶: ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال کرے، پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے کرے اس طرح کہ داہنے پاؤں میں چھنگلیا سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر بے خِلال کیے پانی اُنگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہو تو خلال فرض ہے یعنی پانی پہنچانا اگرچہ بے خِلال ہو مثلاً گھائیاں کھول کر اوپر سے پانی ڈال دیا یا پاؤں حوض میں ڈال دیا۔ [6]

مسئلہ ۴۷: جو اعضا دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھوئے ہر مرتبہ اس طرح دھوئے کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے ورنہ سنت ادا نہ ہوگی۔ [7]

---

1 ...... یعنی سانس بدبودار۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج١، ص٢٤٨.

مسواک وُضو کی سنّتِ قبلیہ ہے البتہ سنّتِ مؤکدہ اس وقت ہے جبکہ منہ میں بدبو ہو۔ ("فتاوی رضویہ"، ج۱، ص۶۲۳)

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج١، ص٢٥٣.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص٢٥٥.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج١، ص٢٥٦.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج١، ص٢٥٧.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج١، ص٧.

مسئلہ ۴۸: اگر یوں کیا کہ پہلی مرتبہ کچھ ڈھل گیا اور دوسری بار کچھ اور تیسری دفعہ کچھ کہ تینوں بار میں پورا عُضْو ڈھل گیا تو یہ ایک ہی بار دھونا ہوگا اور وُضو ہو جائے گا مگر خلاف سنت، اس میں چلّوؤں کی گنتی نہیں بلکہ پورا عُضْو دھونے کی گنتی ہے کہ وہ تین مرتبہ ہوا گرچہ کتنے ہی چلوؤں سے۔[1]

مسئلہ ۴۹: پُورے سر کا ایک بار مسح کرنا اور کانوں کا مسح کرنا اور ترتیب کہ پہلے مونھ، پھر ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں اگر خلافِ ترتیب وُضو کیا یا کوئی اور سنت چھوڑ گیا تو وُضو ہو جائے گا مگر ایک آدھ دفعہ ایسا کرنا بُرا ہے اور ترکِ سنتِ مؤکدہ کی عادت ڈالی تو گنہگار ہے اور داڑھی کے جو بال مونھ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح سنت ہے اور دھونا مستحب ہے اور اعضا کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عُضْو سوکھنے نہ پائے۔[2]

وُضو کے مستحبات

بہت سے مستحبات ضمناً اوپر ذکر ہو چکے، بعض باقی رہ گئے وہ لکھے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۵۰: (۱) داہنی جانب سے ابتدا کریں مگر

(۲) دونوں رخسارے کہ ان دونوں کو ساتھ ہی ساتھ دھوئیں گے ایسے ہی

(۳) دونوں کانوں کا مسح ساتھ ہی ساتھ ہوگا۔

(۴) ہاں اگر کسی کے ایک ہی ہاتھ ہو تو مونھ دھونے اور

(۵) مسح کرنے میں بھی دہنے کو مقدم کرے

(۶) اُنگلیوں کی پُشت سے

(۷) گردن کا مسح کرنا

(۸) وُضو کرتے وقت کعبہ رو

(۹) اونچی جگہ

(۱۰) بیٹھنا۔

(۱۱) وُضو کا پانی پاک جگہ گرانا اور

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج۱، ص۲۵۷.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲٦۲۔۲٦٤. و "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۲۱٤.

(۱۲) پانی بہاتے وقت اعضا پر ہاتھ پھیرنا خاص کر جاڑے میں۔

(۱۳) پہلے تیل کی طرح پانی چپڑ لینا خُصوصاً جاڑے میں۔

(۱۴) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا۔

(۱۵) دوسرے وقت کے لیے پانی بھر کر رکھ چھوڑنا۔

(۱۶) وُضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔

(۱۷) انگوٹھی کو حرکت دینا جب کہ ڈھیلی ہو کہ اس کے نیچے پانی بہ جانا معلوم ہو ورنہ فرض ہوگا۔

(۱۸) صاحبِ عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وُضو کر لینا۔

(۱۹) اطمینان سے وُضو کرنا۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ وُضو جوان کا سا، نماز بوڑھوں کی سی یعنی وُضو جلد کریں ایسی جلدی نہ چاہیے جس سے کوئی سنت یا مستحب ترک ہو۔

(۲۰) کپڑوں کو ٹپکتے قطروں سے محفوظ رکھنا۔

(۲۱) کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی چھنگلیا کانوں کے سوراخ میں داخل کرنا

(۲۲) جو وُضو کامل طور پر کرتا ہو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جاتی ہو، اسے کوؤں، ٹخنوں، ایڑیوں، تلوؤں، کونچوں، گھائیوں، کُہنیوں کا بالتخصیص خیال رکھنا مستحب ہے اور بے خیالی کرنے والوں کو تو فرض ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ مَواضع خشک رہ جاتے ہیں یہ نتیجہ ان کی بے خیالی کا ہے۔ ایسی بے خیالی حرام ہے اور خیال رکھنا فرض۔

(۲۳) وُضو کا برتن مٹی کا ہو، تانبے وغیرہ کا ہو تو بھی حرج نہیں مگر

(۲۴) قلعی کیا ہوا۔

(۲۵) اگر وُضو کا برتن لوٹے کی قسم سے ہو تو بائیں جانب رکھے اور

(۲۶) طشت کی قسم سے ہو تو دہنی طرف

(۲۷) آفتابہ میں دستہ لگا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں

(۲۸) اور ہاتھ اس کے دستہ پر رکھیں اس کے مونھ پر نہ رکھیں

(۲۹) دہنے ہاتھ سے کُلّی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا

(۳۰) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

(۳۱) بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈالنا

(۳۲) پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا

(۳۳) مونھ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔

تنبیہ: بہت سے لوگ یوں کیا کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر چلّو ڈال کر سارے مونھ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مونھ دُھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح دھونے میں مونھ نہیں دُھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔

(۳۴) دونوں ہاتھ سے مونھ دھونا

(۳۵) ہاتھ پاؤں دھونے میں اُنگلیوں سے شروع کرنا

(۳۶) چہرے اور

(۳۷) ہاتھ پاؤں کی روشنی وسیع کرنا یعنی جتنی جگہ پر پانی بہانا فرض ہے اس کے اَطراف میں کچھ بڑھانا مثلاً نصف بازو و نصف پنڈلی تک دھونا

(۳۸) مسح سر میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور کلمے کی اُنگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین اُنگلیوں کا سرا، دوسرے ہاتھ کی تینوں اُنگلیوں کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گُدّی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائے اور

(۳۹) کلمہ کی اُنگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور

(۴۰) انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی بیرونی سطح کا اور اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کا مسح۔

(۴۱) ہر عُضْو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہیئے کہ بُوندیں بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں، خُصوصاً جب مسجد میں جانا ہو کہ قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہِ تحریمی ہے۔

(۴۲) بہت بھاری برتن سے وُضو نہ کرے خُصوصاً کمزور کہ پانی بے اِحْتیاطی سے گرے گا

(۴۳) زَبان سے کہہ لینا کہ وُضو کرتا ہوں

(۴۴) ہر عُضْو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت نیّتِ وُضو حاضر رہنا اور

(۴۵) بسم اللّٰہ کہنا اور

(۴۶) درود اور

(۴۷) اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [1]

---

1 ...... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔۱۲

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) اور

(۴۸) کُلّی کے وقت اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ [1] اور

(۴۹) ناک میں پانی ڈالتے وقت اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ [2] اور

(۵۰) مونھ دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ [3] اور

(۵۱) داہنا ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِيْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا [4] اور

(۵۲) بایاں ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ [5] اور

(۵۳) سر کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ [6] اور

(۵۴) کانوں کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ [7] اور

(۵۵) گردن کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ [8] اور

(۵۶) داہنا پاؤں دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ [9] اور

(۵۷) بایاں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَ تِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ [10]

پڑھے یا سب جگہ دُرود شریف ہی پڑھے اور یہی افضل ہے۔ اور

(۵۸) وضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ [11] اور

(۵۹) بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفائے امراض ہے اور

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل) تو میری مدد کر کہ قرآن کی تلاوت اور تیرا ذکر و شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں۔۱۲

2 ...... اے اللہ (عزوجل) تو مجھ کو جنت کی خوشبو سونگھا اور جہنم کی بُو سے بچا۔۱۲

3 ...... اے اللہ (عزوجل) تو میرے چہرے کو اجالا کر جس دن کہ کچھ مونھ سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ۔۱۲

4 ...... اے اللہ (عزوجل) میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب کرنا۔۱۲

5 ...... اے اللہ (عزوجل) میرا نامۂ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔۱۲

6 ...... اے اللہ (عزوجل) تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔۱۲

7 ...... اے اللہ (عزوجل) مجھے ان میں کردے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔۱۲

8 ...... اے اللہ (عزوجل) میری گردن آگ سے آزاد کردے۔۱۲

9 ...... اے اللہ (عزوجل) میرا قدم پل صراط پر ثابت قدم رکھ جس دن کہ اس پر قدم لغزش کریں گے۔۱۲

10 ...... اے اللہ (عزوجل) میرے گناہ بخش دے اور میری کوشش بارآور کردے اور میری تجارت ہلاک نہ ہو۔۱۲

11 ...... الٰہی تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کردے۔۱۲

(۶۰) آسمان کی طرف مونھ کر کے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ[1] اور کلمہ شہادت اور سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھے۔

(۶۱) اعضائے وُضو بغیر ضرورت نہ پُونچھے اور پُونچھے تو بے ضرورت خشک نہ کرلے۔

(۶۲) قدرے نم باقی رہنے دے کہ روزِ قیامت پلہ حَسنات میں رکھی جائے گی۔ اور

(۶۳) ہاتھ نہ جھٹکے کہ شیطان کا پنکھا ہے۔

(۶۴) بعدِ وُضو میانی[2] پر پانی چھڑک لے۔[3] اور

(۶۵) مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔[4]

وُضو میں مکروہات

(۱) عورت کے غسل یا وُضو کے بچے ہوئے پانی سے وُضو کرنا۔

(۲) وُضو کے لیے نجس جگہ بیٹھنا۔

(۳) نجس جگہ وُضو کا پانی گرانا۔

(۴) مسجد کے اندر وُضو کرنا۔

(۵) اعضائے وُضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا۔

(۶) پانی میں رینٹھ یا کھنکار ڈالنا۔

(۷) قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کُلّی کرنا۔

---

1 ...... تو پاک ہے اے اللہ (عزوجل) اور میں تیری حمد کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔۱۲

2 ...... پاجامہ کا وہ حصہ جو پیشاب گاہ کے قریب ہوتا ہے۔

3 ...... شیخِ طریقت، عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ "نماز کے اَحکام" صفحہ 19 پر فرماتے ہیں کہ: "پانی چھڑکتے وقت میانی کو کُرتے کے دامن میں چھپائے رکھنا مناسب ہے، نیز وُضو کرتے وقت بھی بلکہ ہر وقت میانی کو کُرتے کے دامن یا چادر وغیرہ کے ذریعہ چھپائے رکھنا حیا کے قریب ہے۔

4 ...... "غنية المتملي شرح منية المصلي"، آداب الوضوء، ص۲۸ ۔ ۳۷.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲٦٦ ۔ ۲۸۰.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸.

(۸) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔

(۹) زیادہ پانی خرچ کرنا۔

(۱۰) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔

(۱۱) مونھ پر پانی مارنا۔ یا

(۱۲) مونھ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔

(۱۳) ایک ہاتھ سے مونھ دھونا کہ رِفاض و ہنود کا شعار ہے۔

(۱۴) گلے کا مسح کرنا۔

(۱۵) بائیں ہاتھ سے کُلّی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔

(۱۶) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۱۷) اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا۔

(۱۸) تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔

(۱۹) جس کپڑے سے استنجے کا پانی خشک کیا ہو اس سے اعضائے وُضو پونچھنا۔

(۲۰) دھوپ کے گرم پانی سے وُضو کرنا۔[1]

(۲۱) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سوکھا رہ جائے تو وُضو ہی نہ ہوگا۔

ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یوہیں ہر مکروہ کا ترک سنت۔[2]

وُضو کے متفرق مسائل

مسئلہ ۵۱: اگر وُضو نہ ہو تو نماز اور سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ اور قرآنِ عظیم چھونے کے لیے وُضو کرنا فرض ہے۔[3]

---

1 ...... جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا اس سے وُضو کرنا مطلقاً مکروہ نہیں بلکہ اس میں چند قیود ہیں، جن کا ذکر پانی کے باب میں آئیگا اور اس سے وُضو کی کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في تعريف المكروه... إلخ، ج۱، ص۲۶۹، ۲۸۰ ـ ۲۸۳.
و"الفتاوى الهندية"، الباب الأول في الوضوء، الفصل الرابع، ج۱، ص۹،۴ وغيرهما.

3 ...... "نور الإيضاح"، كتاب الطهارة، فصل: الوضوء على ثلاثة أقسام، ص۱۸.

مسئلہ ۵۲: طواف کے لیے وُضو واجب ہے۔[1]

مسئلہ ۵۳: غسلِ جَنابت سے پہلے اور جُنب کو کھانے، پینے، سونے اور اذان و اقامت اور خطبۂ جُمعہ وعیدَین اور روضۂ مبارکۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور وُقوفِ عرفہ اور صَفا و مَروہ کے درمیان سَعی کے لیے وُضو کر لینا سنّت ہے۔

مسئلہ ۵۴: سونے کے لیے اور سونے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آجائے اس وقت اور زبانی قرآنِ عظیم پڑھنے کے لیے اور حدیث اور علمِ دین پڑھنے پڑھانے اور علاوہ جُمعہ وعیدین باقی خطبوں کے لیے اور کتبِ دینیہ چھونے کے لیے اور بعد سترِ غلیظ چھونے اور جھوٹ بولنے، گالی دینے، فحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چھو جانے، صلیب یا بُت چھونے، کوڑھی یا سپید داغ والے سے مس کرنے، بغل کھجانے سے جب کہ اس میں بدبو ہو، غیبت کرنے، قہقہہ لگانے، لغو اشعار پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے سے اور باوُضو شخص کے نماز پڑھنے کے لیے ان سب صورتوں میں وُضو مستحب ہے۔[2]

مسئلہ ۵۵: جب وُضو جاتا رہے وُضو کر لینا مستحب ہے۔[3]

مسئلہ ۵۶: نابالغ پر وُضو فرض نہیں[4] مگر ان سے وُضو کرانا چاہیے تاکہ عادت ہو اور وُضو کرنا آجائے اور مسائلِ وُضو سے آگاہ ہو جائیں۔

مسئلہ ۵۷: لوٹے کی ٹُونٹی نہ ایسی تنگ ہو کہ پانی بدقّت گرے، نہ اتنی فراخ کہ حاجت سے زیادہ گرے بلکہ متوسط ہو۔[5]

مسئلہ ۵۸: چُلّو میں پانی لیتے وقت خیال رکھیں کہ پانی نہ گرے کہ اِسراف ہوگا۔ ایسا ہی جس کام کے لیے چُلّو میں پانی لیں اُس کا اندازہ رکھیں ضرورت سے زیادہ نہ لیں مثلاً ناک میں پانی ڈالنے کے لیے آدھا چُلّو کافی ہے تو پورا چُلّو نہ لے کہ

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، ج۱، ص۲۰۵.

و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث، ج۱، ص۹.

2 ...... "نورالإیضاح"، کتاب الطھارۃ، فصل: الوضوء علی ثلاثۃ أقسام، ص۱۹. و"الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۷۱۵_۷۲۴.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث، ج۱، ص۹.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، مطلب في اعتبارات المرکب التام، ج۱، ص۲۰۲.

5 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۷۶۵.

اِسراف ہوگا۔[1]

مسئلہ ۵۹: ہاتھ، پاؤں، سینہ، پُشت پر بال ہوں تو ہرتال وغیرہ سے صاف کرڈالے یا ترشوالے، نہیں تو پانی زیادہ خرچ ہوگا۔[2]

فائدہ: ولہان ایک شیطان کا نام ہے جو وُضو میں وسوسہ ڈالتا ہے اس کے وسوسہ سے بچنے کی بہترین تدابیر یہ ہیں:

(۱) رجوع الی اللہ و

(۲) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ

(۳) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ و

(۴) سورۂ ناس، اور

(۵) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ، اور

(۶) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ، اور

(۷) سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْخَلَّاقِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

پڑھنا کہ وسوسہ جڑ سے کٹ جائے گا اور

(۸) وسوسہ کا بالکل خیال نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف کرنا بھی دافعِ وسوسہ ہے۔[3]

وُضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱: پاخانہ، پیشاب[2]، وَدی[3]، مَذی[4]، مَنی[5]، کیڑا[6]، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں وُضو جاتا رہے گا۔[4]

مسئلہ ۲: اگر مرد کا ختنہ نہیں ہوا ہے اور سوراخ سے ان چیزوں میں سے کوئی چیز نکلی مگر ابھی ختنہ کی کھال کے اندر ہی ہے جب بھی وُضو ٹوٹ گیا۔[5]

مسئلہ ۳: یوہیں عورت کے سوراخ سے نکلی مگر ہنوز[6] اُوپر والی کھال کے اندر ہی ہے جب بھی وُضو جاتا رہا۔[7]

---

1 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۷۶۵.

2 ...... المرجع السابق، ص۷۶۹.　3 ...... المرجع السابق، ص۷۷۰.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۹.

5 ...... المرجع السابق، ص۹-۱۰.　6 ...... یعنی ابھی تک۔

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

مسئلہ ۴: عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزشِ خون نکلتی ہے ناقضِ وضو نہیں [1]، اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔ [2]

مسئلہ ۵: مرد یا عورت کے پیچھے سے ہَوا خارج ہوئی وضو جاتا رہا۔ [3]

مسئلہ ۶: مرد یا عورت کے آگے سے ہَوا نکلی یا پیٹ میں ایسا زخم ہوگیا کہ جھلّی تک پہنچا، اس سے ہَوا نکلی تو وضو نہیں جائے گا۔ [4]

مسئلہ ۷: عورت کے دونوں مقام پردہ پَھٹ کر ایک ہوگئے اسے جب رِیح آئے اِحتیاط یہ ہے کہ وضو کرے اگرچہ یہ احتمال ہو کہ آگے سے نکلی ہوگی۔ [5]

مسئلہ ۸: اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالی پھر وہ اس میں سے لوٹ آئی تو وضو نہیں جائے گا۔ [6]

مسئلہ ۹: حُقنہ لیا اور دوا باہر آگئی یا کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں ڈالی اور باہر نکل آئی وضو ٹوٹ گیا۔ [7]

مسئلہ ۱۰: مرد نے سوراخِ ذَکر میں رُوئی رکھی اور وہ اُوپر سے خشک ہے مگر جب نکالی، تو تَر نکلی تو نکالتے ہی وضو ٹوٹ گیا۔ [8] یوہیں عورت نے کپڑا رکھا اور فرجِ خارج میں اس کپڑے پر کوئی اثر نہیں مگر جب نکالا تو خون یا کسی اور نجاست سے تَر نکلا اب وضو جاتا رہا۔

مسئلہ ۱۱: خونؔ یا پیپؔ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو جاتا رہا اگر صرف چمکا یا اُبھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون اُبھر یا چمک جاتا ہے یا خِلال کیا یا مِسواک کی یا اُنگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اس پر خون کا اثر پایا یا ناک میں اُنگلی ڈالی اس پر خون کی سُرخی آگئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہ تھا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ [9]

---

1. "جد الممتار" علی "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، فصل الوضوء، ج۱، ص۱۸۸.
2. "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، فصل الإستنجاء، مطلب في الفرق بین الاستبراء والاستنقاء... إلخ، ج۱، ص۶۲۱.
3. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۹.
4. المرجع السابق، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، مطلب: نواقض الوضوء، ج۱، ص۲۸۷.
5. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، المرجع السابق.
6. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.
7. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.
8. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.
9. المرجع السابق، و "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۲۸۰.

مسئلہ ۱۲ اور اگر بہا مگر ایسی جگہ بہ کر نہیں آیا جس کا دھونا فرض ہو تو وُضو نہیں ٹوٹا۔ مثلاً آنکھ میں دانہ تھا اور ٹوٹ کر آنکھ کے اندر ہی پھیل گیا باہر نہیں نکلا یا کان کے اندر دانہ ٹوٹا اور اس کا پانی سوراخ سے باہر نہ نکلا تو ان صورتوں میں وُضو باقی ہے۔ (1)

مسئلہ ۱۳ زخم میں گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے کوئی رطوبت چمکی مگر بہی نہیں تو وُضو نہیں ٹوٹا۔ (2)

مسئلہ ۱۴ زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور یہ بار بار پونچھتا رہا کہ بہنے کی نوبت نہ آئی تو غور کرے کہ اگر نہ پونچھتا تو، بہ جاتا یا نہیں اگر بہ جاتا تو وُضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر مٹی یا راکھ ڈال ڈال کر سکھاتا رہا اس کا بھی وہی حکم ہے۔ (3)

مسئلہ ۱۵ پھوڑا یا پھنسی نچوڑنے سے خون بہا، اگرچہ ایسا ہو کہ نہ نچوڑتا تو نہ بہتا جب بھی وُضو جاتا رہا۔ (4)

مسئلہ ۱۶ آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہا میں دانہ یا ناصُور یا کوئی بیماری ہو، ان وُجوہ سے جو آنسو یا پانی بہے وُضو توڑ دے گا۔ (5)

مسئلہ ۱۷ زخم یا ناک یا کان یا مونھ سے کیڑا یا زخم سے کوئی گوشت کا ٹکڑا (جس پر خون یا پیپ کوئی نجس رطوبت قابلِ سیلان نہ تھی) کٹ کر گرا وُضو نہیں ٹوٹے گا۔ (6)

مسئلہ ۱۸ کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک سے نکلا وُضو نہ جائے گا یوہیں اگر مونھ سے نکلا جب بھی ناقض نہیں ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ دماغ سے اتر کر معدہ میں گیا اور معدہ سے آیا ہے تو وُضو ٹوٹ گیا۔ (7)

مسئلہ ۱۹ چھالا نوچ ڈالا اگر اس میں کا پانی بہ گیا وُضو جاتا رہا ورنہ نہیں۔ (8)

مسئلہ ۲۰ مونھ سے خون نکلا اگر تھوک پر غالب ہے وُضو توڑ دے گا ورنہ نہیں۔

فائدہ: غلبہ کی شناخت یوں ہے کہ تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر زرد ہو تو مغلوب۔ (9)

مسئلہ ۲۱ جونک یا بڑی کلّی نے خون چوسا اور اتنا پی لیا کہ اگر خود نکلتا تو بہ جاتا وُضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ (10)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ج١، ص٢٨٦.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢٨٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١١.
و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ج١، ص٢٨٦، و "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢٨١.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص١٠.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٢٨٨.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١٠.

8 ...... المرجع السابق، ص١١.

9 ...... المرجع السابق.

10 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١١.
و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٢٩٢.

مسئلہ ۲۲ اگر چھوٹی کلّی یا جُوں یا کھٹمل، مچھر، مکھی، پِسّو نے خون چُوسا تو وُضو نہیں جائے گا۔[1]

مسئلہ ۲۳ ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا وُضو نہیں ٹوٹا۔[2]

مسئلہ ۲۴ نارو[3] سے رطوبت بہے وُضو جاتا رہے گا اور ڈورا نکلا تو وُضو باقی ہے۔[4]

مسئلہ ۲۵ اندھے کی آنکھ سے جو رطوبت بوجہِ مرض نکلتی ہے ناقضِ وُضو ہے۔[5]

مسئلہ ۲۶ مونھ بھر قے کھانے یا پانی یا صفرا[6] کی وُضو توڑ دیتی ہے۔[7]

فائدہ: مونھ بھر کے یہ معنے ہیں کہ اسے بے تکلّف نہ روک سکتا ہو۔[8]

مسئلہ ۲۷ بلغم کی قے وُضو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو۔[9]

مسئلہ ۲۸ بہتے خون کی قے وُضو توڑ دیتی ہے جب تھوک سے مغلوب نہ ہو اور جما ہوا خون ہے تو وُضو نہیں جائے گا جب تک مونھ بھر نہ ہو۔[10]

مسئلہ ۲۹ پانی پیا اور معدے میں اُتر گیا، اب وہی پانی صاف شفّاف قے میں آیا اگر مونھ بھر ہے وُضو ٹوٹ گیا اور وہ پانی نجس ہے اور اگر سینہ تک پہنچا تھا کہ اچھو[11] لگا اور نکل آیا تو نہ وہ ناپاک ہے نہ اس سے وُضو جائے۔[12]

مسئلہ ۳۰ اگر تھوڑی تھوڑی چند بار قے آئی کہ اس کا مجموعہ مونھ بھر ہے تو اگر ایک ہی متلی سے ہے تو وُضو توڑ دے گی اور اگر متلی جاتی رہی اور اس کا کوئی اثر نہ رہا پھر نئے سرے سے متلی شروع ہوئی اور قے آئی اور دونوں مرتبہ کی علٰیحدہ علٰیحدہ مونھ

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.
و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج ۱، ص ۲۹۲.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

3 ...... ایک مرض کا نام جس میں آدمی کے بدن پر دانے ہو کر ان میں سے دھاگہ سا نکلا کرتا ہے۔

4 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج ۱، ص ۲۷۵-۲۷٦.

5 ...... المرجع السابق، ص ۲۷۱.

6 ...... پیلے رنگ کا کڑوا پانی۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... المرجع السابق.

10 ...... المرجع السابق و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ج ۱، ص ۲۹۱.

11 ...... کھانسی جو سانس کی نالی میں پانی وغیرہ جانے سے آنے لگتی ہے۔

12 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۱.
والبحرالرائق، كتاب الطهارة، ج ۱، ص ٦۷.

بھر نہیں مگر دونوں جمع کی جائیں تو مونھ بھر ہو جائے تو یہ ناقضِ وُضو نہیں، پھر اگر ایک ہی مجلس میں ہے تو وُضو کر لینا بہتر ہے۔ [1]

مسئلہ ۳۱ قے میں صرف کیڑے یا سانپ نکلے وُضو نہ جائے گا اور اگر اس کے ساتھ کچھ رطوبت بھی ہے تو دیکھیں گے مونھ بھر ہے یا نہیں۔ مونھ بھر ہے تو ناقض ہے ورنہ نہیں۔ [2]

مسئلہ ۳۲ سوجانے سے وُضو جاتا رہتا ہے بشرطیکہ دونوں سرین خوب نہ جمے ہوں اور نہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع ہو مثلاً اکڑوں بیٹھ کر سویا یا چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا ایک کُہنی پر تکیہ لگا کر یا بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اٹھے ہوئے ہیں یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال [3] میں اُتر رہا ہے یا دوزانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا کہ دونوں سرین جمے نہ رہے یا چارزانو ہے اور سر رانوں پر یا پنڈلیوں پر ہے یا جس طرح عورتیں سجدہ کرتی ہیں اسی ہیأت پر سو گیا ان سب صورتوں میں وُضو جاتا رہا اور اگر نماز میں ان صورتوں میں سے کسی صورت پر قَصْداً سویا تو وُضو بھی گیا، نماز بھی گئی وُضو کر کے سرے سے نیت باندھے اور بلا قَصْد سویا تو وُضو جاتا رہا نماز نہیں گئی۔ وُضو کر کے جس رکن میں سویا تھا وہاں سے ادا کرے اور از سرِ نو پڑھنا بہتر ہے۔ [4]

مسئلہ ۳۳ دونوں سُرین زمین یا کرسی یا بنچ پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے یا دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ پنڈلیوں پر محیط ہوں خواہ زمین پر ہوں، دوزانو سیدھا بیٹھا ہو یا چارزانو پالتی مارے یا زین پر سوار ہو یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا ہے یا راستہ ہموار ہے یا کھڑے کھڑے سو گیا یا رکوع کی صورت پر یا مردوں کے سجدہ مسنونہ کی شکل پر تو ان سب صورتوں میں وُضو نہیں جائے گا اور نماز میں اگر یہ صورتیں پیش آئیں تو نہ وُضو جائے نہ نماز، ہاں اگر پورا رکن سوتے ہی میں ادا کیا تو اس کا اعادہ ضروری ہے اور اگر جاگتے میں شروع کیا پھر سو گیا تو اگر جاگتے میں بقدرِ کفایت ادا کر چکا ہے تو وہی کافی ہے ورنہ پورا کر لے۔ [5]

مسئلہ ۳۴ اگر اس شکل پر سویا جس میں وُضو نہیں جاتا اور نیند کے اندر وہ ہیأت پیدا ہو گئی جس سے وُضو جاتا رہتا ہے تو اگر فوراً بلا وقفہ جاگ اٹھا وُضو نہ گیا ورنہ جاتا رہا۔ [6]

مسئلہ ۳۵ گرم تنور کے کنارے پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سو گیا تو وُضو کر لینا مناسب ہے۔ [7]

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في حكم كي الحمصة، ج١، ص٢٩٣.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: نواقض الوضوء، ج١، ص٢٩٠.

3 ...... پستی۔

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٣٦٥-٣٦٧، وغيره.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٣٦٧.

7 ...... المرجع السابق، ص٤٢٥.

مسئلہ ۳۶ بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آگئی وُضو جاتا رہا۔[1]

مسئلہ ۳۷ اُونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وُضو نہیں جاتا۔[2]

مسئلہ ۳۸ جُھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی وُضو نہ گیا۔[3]

مسئلہ ۳۹ نماز وغیرہ کے انتظار میں بعض مرتبہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور یہ دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ اس وقت جو باتیں ہوئیں ان کی اسے بِالکل خبر نہیں بلکہ دو تین آواز میں آنکھ کھلی اور اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ سویا نہ تھا اس کے اس خیال کا اعتبار نہیں اگر معتبر شخص کہے کہ تُو غافل تھا، پکارا جواب نہ دیا یا باتیں پوچھی جائیں اور وہ نہ بتا سکے تو اس پر وُضو لازم ہے۔[4]

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقضِ وُضو نہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں۔ علاوہ نیند کے اور نواقض سے انبیاء علیہم السلام کا وُضو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ جاتا رہتا ہے بوجہ ان کی عظمتِ شان کے، نہ بسبب نجاست کے، کہ ان کے فضلات شریفہ طیب وطاہر ہیں جن کا کھانا پینا ہمیں حلال اور باعثِ برکت۔[5]

مسئلہ ۴۰ بیہوشی[۱۴] اور جنون[۱۵] اور غشی[۱۶] اور اتنا نشہ[۱۷] کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں ناقضِ وُضو ہیں۔[6]

مسئلہ ۴۱ بالغ[۱۸] کا قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں اگر جاگتے میں رکوع سجدہ والی نماز میں ہو وُضو ٹوٹ جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔[7]

مسئلہ ۴۲ اگر نماز کے اندر سوتے میں یا نمازِ جنازہ یا سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وُضو نہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔[8]

مسئلہ ۴۳ اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا، پاس والوں نے نہ سنا تو وُضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی۔[9]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١٢.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٣٦٧.

3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض، ج١، ص٢٩٨،٥٧٤.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٢٩٩.

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض، ج١، ص٣٠٠.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١٢.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق. 9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴ اگر مسکرایا کہ دانت نکلے آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے نہ وُضو۔[1]

مسئلہ ۴۵ مباشرتِ فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہو ناقضِ وُضو ہے۔[2]

مسئلہ ۴۶ اگر مرد نے اپنے آلہ سے عورت کی شرمگاہ کو مس کیا اور انتشارِ آلہ نہ تھا عورت کا وُضو اس وقت میں بھی جاتا رہے گا اگرچہ مرد کا وضو نہ جائے گا۔[3]

مسئلہ ۴۷ بڑا استنجا ڈھیلے سے کر کے وُضو کیا اب یاد آیا کہ پانی سے نہ کیا تھا اگر پانی سے استنجا مسنون طریق پر یعنی پاؤں پھیلا کر سانس کا زور نیچے کو دے کر کرے گا وُضو جاتا رہے گا اور ویسے کرے گا تو نہ جائے گا مگر وُضو کر لینا مناسب ہے۔[4]

مسئلہ ۴۸ پھڑیا بالکل اچھی ہوگئی اس کا مُردہ پوست باقی ہے جس میں اوپر مونھ اور اندر خلا ہے اگر اس میں پانی بھر گیا پھر دبا کر نکالا تو نہ وُضو جائے نہ وہ پانی ناپاک ہاں اگر اس کے اندر کچھ تری خون وغیرہ کی باقی ہے تو وُضو بھی جاتا رہے گا اور وہ پانی بھی نجس ہے۔[5]

مسئلہ ۴۹ عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وُضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں وُضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔[6]

متفرق مسائل

جو رطوبت بدنِ انسان سے نکلے اور وُضو نہ توڑے وہ نجس نہیں مثلاً خون کہ بہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے کہ مونھ بھر نہ ہو پاک ہے۔[7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۲.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۳۰۳.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۳.

4 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۳۱۹، وغیرہ.

5 ...... المرجع السابق، ص۳۵۵۔۳۵٦.

6 ...... المرجع السابق، ص۳۵۲.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲۹٤.

مسئلہ ۱ خارش یا پھڑیوں میں جب کہ بہنے والی رطوبت نہ ہو بلکہ صرف چپک ہو، کپڑا اس سے بار بار چھو کر اگرچہ کتنا ہی سن جائے، پاک ہے۔[1]

مسئلہ ۲ سوتے میں رال جو منھ سے گرے، اگرچہ پیٹ سے آئے، اگرچہ بدبودار ہو، پاک ہے۔[2]

مسئلہ ۳ مردے کے منھ سے جو پانی بہے نجس ہے۔[3]

مسئلہ ۴ آنکھ دُکھتے میں جو آنسو بہتا ہے نجس و ناقضِ وُضو ہے، اس سے اِحتیاط ضروری ہے۔[4]

مسئلہ ۵ شیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر وہ منھ بھر ہے نجس ہے، درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کر دے گا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا تو پاک ہے۔[5]

مسئلہ ۶ درمیانِ وُضو میں اگر رِیح خارِج ہو یا کوئی ایسی بات ہو جس سے وُضو جاتا ہے تو نئے سرے سے پھر وُضو کرے وہ پہلے دُھلے ہوئے بے دُھلے ہو گئے۔[6]

مسئلہ ۷ چُلّو میں پانی لینے کے بعد حدث ہوا وہ پانی بے کار ہو گیا کسی عُضْو کے دھونے میں نہیں کام آ سکتا۔[7]

مسئلہ ۸ مونھ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا اگر لوٹے یا کٹورے کو مونھ سے لگا کر کُلّی کو پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور کل پانی نجس ہو جائے گا۔ چُلّو سے پانی لے کر کُلّی کرے اور پھر ہاتھ دھو کر کُلّی کے لیے پانی لے۔[8]

مسئلہ ۹ اگر درمیانِ وُضو میں کسی عُضْو کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اس کو دھو لے اور اگر اکثر شک پڑا کرتا ہے تو اسکی طرف اِلتفات نہ کرے۔ یوہیں اگر بعدِ وُضو کے شک ہو تو اس کا کچھ خیال نہ کرے۔[9]

---

1 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ١، ص ٢٨٠.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج ١، ص ٢٩٠.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج ١، ص ٣٠٥.

اس سے بہت لوگ غافل ہیں اکثر دیکھا گیا کہ کُرتے وغیرہ میں ایسی حالت میں آنکھ پونچھ لیا کرتے ہیں اور اپنے خیال میں اُسے اور آنسو کے مثل سمجھتے ہیں یہ اُن کی غلطی ہے اور ایسا کیا تو کپڑا ناپاک ہو گیا۔ ۱۲ منہ

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ١، ص ٣٥٦.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج ١، ص ٢٩٠.

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ١، ص ٢٥٥.

7 ...... المرجع السابق، ص ٢٥٦.

8 ...... المرجع السابق، ص ٢٥٧ـ٢٦٠.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف... إلخ، ج ١، ص ٣٠٩.

مسئلہ ۱۰: جو باوُضو تھا اب اسے شک ہے کہ وُضو ہے یا ٹوٹ گیا تو وُضو کرنے کی اسے ضرورت نہیں۔[1] ہاں کر لینا بہتر ہے جب کہ یہ شُبہہ بطورِ وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو اور اگر وسوسہ ہے تو اسے ہرگز نہ مانے، اس صورت میں احتیاط سمجھ کر وُضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ شیطانِ لعین کی اطاعت ہے۔

مسئلہ ۱۱: اور اگر بے وُضو تھا اب اسے شک ہے کہ میں نے وُضو کیا یا نہیں تو وہ بلا وُضو ہے اس کو وُضو کرنا ضروری ہے۔[2]

مسئلہ ۱۲: یہ معلوم ہے کہ وُضو کے لیے بیٹھا تھا اور یہ یاد نہیں کہ وُضو کیا یا نہیں تو اسے وُضو کرنا ضرور نہیں۔[3]

مسئلہ ۱۳: یہ یاد ہے کہ پاخانہ یا پیشاب کے لیے بیٹھا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ پھرا[4] بھی یا نہیں تو اس پر وُضو فرض ہے۔[5]

مسئلہ ۱۴: یہ یاد ہے کہ کوئی عُضْو دھونے سے رہ گیا مگر معلوم نہیں کہ کون عُضْو تھا تو بایاں پاؤں دھولے۔[6]

مسئلہ ۱۵: میانی میں تری دیکھی مگر یہ نہیں معلوم کہ پانی ہے یا پیشاب تو اگر عُمر کا یہ پہلا واقعہ ہے تو وُضو کرلے اور اس جگہ کو دھولے اور اگر بارہا ایسے شبہے پڑتے ہیں تو اس کی طرف توجہ نہ کرے شیطانی وسوسہ ہے۔[7]

غُسل کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ﴾[8]

اگر تم جنب ہو تو خوب پاک ہو جاؤ یعنی غسل کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾[9]

یہاں تک کہ وہ حَیض والی عورتیں اچھی طرح پاک ہو جائیں۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج١، ص٧٧٥.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٣١٠.

3 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج١، ص٥٦٠، و"الأشباه والنظائر"، القاعدة الثالثة، اليقين لا يزول بالشك، ص٤٩.

4 ...... یعنی کیا۔

5 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج١، ص٥٦٠، و"الأشباه والنظائر"، ص٤٩.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٣١٠.

7 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج١، ص٧٧٨.

8 ...... پ ٦، المآئدة: ٦.

9 ...... پ ٢، البقرة: ٢٢٢.

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْاؕ ﴾ [1]

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ حالتِ جنابت میں جب تک غُسل نہ کرلو مگر سفر کی حالت میں کہ وہاں پانی نہ ملے تو بجائے غُسل تیمم ہے۔

حدیث ۱ صحیح بُخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی، ''رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب جنابت کا غُسل فرماتے تو ابتدایوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے، پھر نماز کا سا وُضو کرتے، پھر انگلیاں پانی میں ڈال کران سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے، پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جلد پر پانی بہاتے۔'' [2]

حدیث ۲ انھیں کتابوں میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے، اُمُّ المُؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ: ''نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نہانے کے لیے میں نے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا، حضور نے ہاتھوں پر پانی ڈالا اوران کو دھویا، پھر پانی ڈال کر ہاتھوں کو دھویا، پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا، پھر استنجا فرمایا، پھر ہاتھ زمین پر مار کر مَلا اور دھویا، پھر کُلّی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور مونھ اور ہاتھ دھوئے، پھر سر پر پانی ڈالا اور تمام بدن پر بہایا، پھر اس جگہ سے الگ ہو کر پائے مبارک دھوئے اس کے بعد میں نے (بدن پونچھنے کے لیے) ایک کپڑا دیا تو حضور نے نہ لیا اور ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔'' [3]

حدیث ۳ بُخاری و مُسلِم میں بروایتِ اُمُّ المُؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا مروی، کہ ''انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حَیض کے بعد نہانے کا سوال کیا اس کو کیفیت غُسل کی تعلیم فرمائی، پھر فرمایا کہ مُشک آلودہ ایک ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے اس سے طہارت کروں فرمایا اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے طہارت کروں، فرمایا سبحان اللہ اس سے طہارت کر، اُم المومنین فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا اس سے خون کے اثر کو صاف کر۔'' [4]

حدیث ۴ امام مسلم نے اُمُّ المُؤمنین اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کی

1 ...... پ ٥، النسآء: ٤٣.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، الحدیث: ٢٤٨، ج١، ص ١٠٥.

3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الغسل، باب نفض الیدین من الغسل عن الجنابة، الحدیث: ٢٧٦، ج١، ص١١٣.

4 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الحیض، باب دلك المرأة نفسها إذا ... إلخ، الحدیث: ٣١٤، ٣١٥، ج١، ص١٢٦، ١٢٧.

یارسول اللہ! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوط گوندھتی ہوں تو کیا غُسلِ جنابت کے لیے اسے کھول ڈالوں؟ فرمایا نہیں تجھ کو صرف یہی کفایت کرتا ہے کہ سر پر تین لپ پانی ڈالے، پھر اپنے اوپر پانی بہالے پاک ہوجائے گی۔'' یعنی جب کہ بالوں کی جڑیں تر ہوجائیں اور اگر اتنی سخت گندھی ہو کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا فرض ہے۔ (1)

حدیث ۵: ابوداود و ترمذی و ابنِ ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بال دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔'' (2)

حدیث ۶: نیز ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص غُسلِ جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دے گا اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔'' (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کرلی۔'' تین بار یہی فرمایا (یعنی سر کے بال منڈا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)۔ (3)

حدیث ۷: اصحابِ سُنَنِ اَربعہ نے اُمُّ المُومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، فرماتی ہیں کہ: ''نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غُسل کے بعد وضو نہیں فرماتے۔'' (4)

حدیث ۸: ابوداود نے حضرت یَعلیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے ملاحظہ فرمایا، پھر منبر پر تشریف لے جا کر حمدِ الٰہی و ثنا کے بعد فرمایا: ''اللہ تعالٰی حیا فرمانے والا اور پردہ پوش ہے، حیا اور پردہ کرنے کو دوست رکھتا ہے، جب تم میں کوئی نہائے تو اسے پردہ کرنا لازم ہے۔'' (5)

حدیث ۹: متعدد کتابوں میں بکثرت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لایا حمام میں بغیر تہبند کے نہ جائے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا اپنی بی بی کو حمام میں نہ بھیجے۔'' (6)

حدیث ۱۰: اُمُّ المُومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حمام میں جانے کا سوال کیا، فرمایا: ''عورتوں کے لیے حمام میں

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، الحديث: ٣٣٠، ص ١٨١.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث: ٢٤٨، ج ١، ص ١١٧.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث: ٢٤٩، ج ١، ص ١١٧.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بعد الغسل، الحديث: ١٠٧، ج ١، ص ١٦١.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الحمّام، باب النهي عن التعري، الحديث: ٤٠١٢، ج ٤، ص ٥٦.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الأدب، باب ماجاء في دخول الحمام، الحديث: ٢٨١٠، ج ٤، ص ٣٦٦.

خیر نہیں" عرض کی "تہبند باندھ کر جاتی ہیں" فرمایا: "اگرچہ تہبند اور کُرتے اور اوڑھنی کے ساتھ جائیں۔" (1)

حدیث ۱۱ صحیح بُخاری و مسلم میں روایت ہے کہ اُمُّ المؤمنین اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: "ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا تو کیا جب عورت کو اِحْتِلام ہو تو اس پر نہانا ہے؟ فرمایا: "ہاں! جب کہ پانی (منی) دیکھے۔" اُم سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موںھ ڈھانک لیا اور عرض کی، یارسول اللہ! کیا عورت کو اِحْتِلام ہوتا ہے؟ فرمایا: "ہاں! ایسا نہ ہو تو کس وجہ سے بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔" (2)

فائدہ: اُمّہاتُ المؤمنین کو اللہ عزوجل نے حاضریٔ خدمت سے پیشتر بھی اِحْتِلام سے محفوظ رکھا تھا۔ اس لیے کہ اِحْتِلام میں شیطان کی مُداخلت ہے اور شیطانی مداخلتوں سے ازواجِ مطہرات پاک ہیں اسی لیے ان کو حضرت اُمّ سلیم کے اس سوال کا تعجب ہوا۔

حدیث ۱۲ ابوداود و ترمذی، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ مرد تری پائے اور اِحْتِلام یاد نہ ہو فرمایا: "غُسل کرے" اور اس شخص کے بارے میں سوال ہوا کہ خواب کا یقین ہے اور تری (اثر) نہیں پاتا فرمایا: "اس پر غُسل نہیں۔" ام سلیم نے عرض کی عورت اس کو دیکھے تو اس پر غُسل ہے؟ فرمایا: "ہاں! عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔" (3)

حدیث ۱۳ ترمذی میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب مرد کے ختنہ کی جگہ (حشفہ) عورت کے مقام میں غائب ہو جائے غُسل واجب ہو جائے گا۔" (4)

حدیث ۱۴ صحیح بُخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ان کو رات میں نہانے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ فرمایا: "وُضو کر لو اور عضو تناسُل کو دھو لو پھر سو رہو۔" (5)

حدیث ۱۵ صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور

---

1. ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الباء، الحديث: ٣٢٨٦، ج٢، ص ٢٧٩.
2. ...... "صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب الحياء في العلم، الحديث: ١٣٠، ج١، ص٦٨.
3. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الرجل يجد البلة في منامه، الحديث: ٢٣٦، ج١، ص١١٢.
4. ...... "جا مع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء إذا التقى الختانا ن وجب الغسل، الحديث: ١٠٩، ج١، ص١٦٢.
5. ...... "صحيح البخاري"، كتاب الغسل، باب الجنب يتوضأثم ينام، الحديث: ٢٩٠، ج١، ص ١١٨.

کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا سا وُضو فرماتے۔'' (1)

حدیث ۱۶ مسلم میں ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں کوئی اپنی بی بی کے پاس جا کر دوبارہ جانا چاہے تو وُضو کر لے۔'' (2)

حدیث ۱۷ ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ حَیض والی اور جنب قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔'' (3)

حدیث ۱۸ ابو داود نے اُمُّ المُؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان گھروں کا رُخ مسجد سے پھیر دو کہ میں مسجد کو حائض اور جنب کے لیے حلال نہیں کرتا۔'' (4)

حدیث ۱۹ ابو داود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کُتّا اور جنب ہو۔'' (5)

حدیث ۲۰ ابو داود عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے، (۱) کافر کا مردہ، اور (۲) خلوق (6) میں لتھڑا ہوا، اور (۳) جنب مگر یہ کہ وُضو کر لے۔'' (7)

حدیث ۲۱ اِمام مالِک نے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو خط عمرو بن حزم کو لکھا تھا اس میں یہ تھا کہ قرآن نہ چھوئے مگر پاک شخص۔ (8)

حدیث ۲۲ امام بُخاری و امام مسلِم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو جُمُعہ کو آئے اسے چاہیے کہ نہا لے۔'' (9)

---

(1) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب... إلخ، الحديث: ۳۰۵، ص۱۷۲.

(2) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب... إلخ، الحديث: ۳۰۸، ص۱۷٤.

(3) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الجنب والحائض... إلخ، الحديث: ۱۳۱، ج۱، ص۱۸۲.

(4) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الجنب يدخل المسجد، الحديث: ۲۳۲، ج۱، ص۱۱۱.

(5) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، الحديث: ۲۲۷، ج۱، ص۱۰۹.

(6) ...... ایک قسم کی خوشبو زعفران سے بنائی جاتی ہے جو مردوں پر حرام ہے۔۱۲

(7) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في الخلوق للرجال، الحديث: ٤۱۸۰، ج٤، ص ۱۰۹.

(8) ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مسّ القرآن، الحديث: ٤۷۸، ج۱، ص۱۹۱.

(9) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم، الحديث: ۸۹٤، ج۱، ص۳۰۹.

غُسل کے مسائل

غُسل کے فرض ہونے کے اسباب بعد میں لکھے جائیں گے، پہلے غُسل کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔ غُسل کے تین جز ہیں اگران میں ایک میں بھی کمی ہوئی غُسل نہ ہوگا، چاہے یوں کہو کہ غُسل میں تین فرض ہیں۔

(۱) کُلّی: کہ مونھ کے ہر پُرزے گوشے ہونٹ سے حلْق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی مونھ میں لے کر اُگل دینے کو کُلّی کہتے ہیں اگرچہ زبان کی جڑ اور حلْق کے کنارے تک نہ پہنچے یوں غُسل نہ ہو گا، نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حلْق کے کنارے تک پانی بہے۔[1]

مسئلہ ۱: دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جو پانی بہنے سے روکے، جمی ہو تو اُس کا چُھڑانا ضروری ہے اگر چھڑانے میں ضرر اور حَرَج نہ ہو جیسے چھالیا کے دانے، گوشت کے ریشے اور اگر چھڑانے میں ضرر اور حَرَج ہو جیسے بہت پان کھانے سے دانتوں کی جڑوں میں چونا جم جاتا ہے یا عورتوں کے دانتوں میں مسی کی ریخیں کہ ان کے چھیلنے میں دانتوں یا مسوڑوں کی مضرّت کا اندیشہ ہے تو معاف ہے۔[2]

مسئلہ ۲: یوں ہی ہلتا ہوا دانت تار سے یا اُکھڑا ہوا دانت کسی مسالے وغیرہ سے جمایا گیا اور پانی تار یا مسالے کے نیچے نہ پہنچے تو معاف ہے یا کھانے یا پان کے ریزے دانت میں رہ گئے کہ اس کی نگہداشت میں حَرَج ہے۔ ہاں بعد معلوم ہونے کے اس کو جدا کرنا اور دھونا ضروری ہے جب کہ پانی پہنچنے سے مانع ہوں۔[3]

(۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کا جہاں تک نَرم جگہ ہے دھلنا کہ پانی کو سُونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غُسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سُوکھ گئی ہے تو اس کا چُھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔[4]

---

1. ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۳۹، ۴۴۰.
2. ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۴۰، ۴۴۱.
3. ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۵۲، ۴۵۳. وغیرہ
4. ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، مطلب في أبحاث الغسل، ج۱، ص۳۱۲.
و"الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۴۲، ۴۴۳.

مسئلہ ۳ بلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے، پھر اگر تنگ ہے تو حرکت دینا ضروری ہے ورنہ نہیں۔[1]

(۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگٹے پر پانی بہ جانا، اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھے کہ غُسل ہوگیا حالانکہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر اِحتیاط نہ کی جائے نہیں دھلیں گے اور غُسل نہ ہوگا[2]، لہٰذا بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔ اعضائے وُضو میں جو مواضعِ اِحتیاط ہیں ہر عُضْو کے بیان میں ان کا ذکر کر دیا گیا ان کا یہاں بھی لحاظ ضروری ہے اور ان کے علاوہ خاص غُسل کے ضروریات یہ ہیں۔

(۱) سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا اور گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے اور عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

(۲) کانوں میں بالی وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا وہی حکم ہے جو ناک میں نتھ کے سوراخ کا حکم وُضو میں بیان ہوا۔

(۳) بَھووں اور مونچھوں اور داڑھی کے بال کا جڑ سے نوک تک اور ان کے نیچے کی کھال کا دُھلنا۔

(۴) کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا مونھ۔

(۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

(۶) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے مونھ اٹھائے نہ دھلے گا۔

(۷) بغلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔

(۸) بازو کا ہر پہلو۔

(۹) پیٹھ کا ہر ذرہ۔

(۱۰) پیٹ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں۔

(۱۱) ناف کو انگلی ڈال کر دھوئیں جب کہ پانی بہنے میں شک ہو۔

(۱۲) جسم کا ہر رونگٹا جڑ سے نوک تک۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۴۵.

2 ...... المرجع السابق ص۴۴۳.

(۱۳) ران اور پیڑو[1] کا جوڑ۔

(۱۴) ران اور پنڈلی کا جوڑ جب بیٹھ کر نہائیں۔

(۱۵) دونوں سُرین کے ملنے کی جگہ خُصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں۔

(۱۶) رانوں کی گولائی (۱۷) پنڈلیوں کی کروٹیں (۱۸) ذَکر و اُنثیین[2] کے ملنے کی سطحیں بے جدا کیے نہ دھلیں گی۔
(۱۹) اُنثیین کی سطحِ زیریں جوڑ تک (۲۰) اُنثیین کے نیچے کی جگہ جڑ تک (۲۱) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو تو اگر کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر دھوئے اور کھال کے اندر پانی چڑھائے۔ عورتوں پر خاص یہ اِحتیاطیں ضروری ہیں۔ (۲۲) ڈھلکی ہوئی پستان کو اٹھا کر دھونا (۲۳) پستان وشکم کے جوڑ کی تحریر (۲۴) فرجِ خارج[3] کا ہر گوشہ ہر ٹکڑا نیچے اوپر خیال سے دھویا جائے، ہاں فرجِ داخل[4] میں انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں مستحب ہے۔[5] یوہیں اگر حَیض و نفاس سے فارغ ہو کر غُسل کرتی ہے تو ایک پرانے کپڑے سے فرجِ داخل کے اندر سے خون کا اثر صاف کر لینا مستحب ہے۔ (۲۵) ماتھے پر افشاں چنی ہو تو چُھڑانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۴: بال میں گرہ پڑ جائے تو گرہ کھول کر اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔[6]

مسئلہ ۵: کسی زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو کہ اس کے کھولنے میں ضرر یا حَرج ہو، یا کسی جگہ مرض یا درد کے سبب پانی بہنا ضرر کرے گا تو اس پورے عُضْو کو مسح کریں اور نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کافی ہے اور پٹی مَوضَعِ حاجت سے زِیادہ نہ رکھی جائے ورنہ مسح کافی نہ ہوگا اور اگر پٹی مَوضَعِ حاجت ہی پر بندھی ہے مثلاً بازو پر ایک طرف زخم ہے اور پٹی باندھنے کے لیے بازو کی اتنی ساری گولائی پر ہونا اس کا ضرور ہے تو اس کے نیچے بدن کا وہ حصہ بھی آئے گا جسے پانی ضرر نہیں کرتا، تو اگر کھولنا ممکن ہو کھول کر اس حصہ کا دھونا فرض ہے اور اگر ناممکن ہو اگرچہ یوہیں کہ کھول کر پھر ویسی نہ باندھ سکے گا اور اس میں ضرر کا اندیشہ ہے تو ساری پٹی پر مسح کر لے کافی ہے، بدن کا وہ اچھا حصہ بھی دھونے سے معاف ہو جائے گا۔

مسئلہ ۶: زکام یا آشوبِ چشم وغیرہ ہو اور یہ گمانِ صحیح ہو کہ سر سے نہانے میں مرض میں زیادتی یا اور امراض پیدا ہو جائیں گے تو کُلّی کرے، ناک میں پانی ڈالے اور گردن سے نہالے اور سر کے ہر ذرّہ پر بھیگا ہاتھ پھیر لے غُسل ہو جائے گا،

---

1 ...... پیڑو یعنی ناف سے نیچے کا حصہ۔

2 ...... اُنثیین یعنی خصیے۔ فوطے۔

3 ...... عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ۔

4 ...... شرمگاہ کا اندرونی حصہ۔

5 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۴۸، ۴۵۰۔

6 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص۴۵۲۔

بعد صحت سر دھوڈالے باقی غُسل کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[1]

مسئلہ ۷: پکانے والے کے ناخن میں آٹا، لکھنے والے کے ناخن وغیرہ پر سیاہی کا جرم، عام لوگوں کے لیے مکھی مچھر کی بیٹ اگر لگی ہو تو غُسل ہو جائیگا۔ ہاں بعد معلوم ہونے کے جدا کرنا اور اس جگہ کو دھونا ضروری ہے پہلے جو نماز پڑھی ہوگئی۔[2]

غُسل کی سنتیں[3]

(۱) غُسل کی نیّت کرکے پہلے

(۲) دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر

(۳) استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نَجاست ہو یا نہ ہو پھر

(۴) بدن پر جہاں کہیں نَجاست ہو اس کو دور کرے پھر

(۵) نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر پر نہائے تو پاؤں بھی دھولے پھر

(۶) بدن پر تیل کی طرح پانی چپُڑ لے خصوصاً جاڑے میں پھر

(۷) تین مرتبہ دہنے مونڈھے پر پانی بہائے پھر

(۸) بائیں مونڈھے پر تین بار پھر

(۹) سر پر اور تمام بدن پر تین بار پھر

(۱۰) جائے غُسل سے الگ ہو جائے، اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور

(۱۱) نہانے میں قبلہ رُخ نہ ہو اور

(۱۲) تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور

(۱۳) ملے اور

(۱۴) ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کے اعضا کا سِتر تو ضروری ہے، اگر اتنا

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٤٥٦، ٤٦١.

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٤٥٥.

3 ...... لفظ پھر کے ساتھ جس سنت کا بیان ہوا اُس میں وہ شے فی نفسہ بھی سنت ہے اور اُسکا ترتیب کے ساتھ ہونا بھی تو اگر کسی نے خلاف ترتیب کیا مثلاً پہلے بائیں مونڈھے پر پانی بہایا پھر داہنے پر تو سنت ترتیب ادا نہ ہوئی۔ ۱۲ منہ

بھی ممکن نہ ہو تو تیمم کرے مگر یہ احتمال بہت بعید ہے اور

(۱۵) کسی قسم کا کلام نہ کرے۔

(۱۶) نہ کوئی دعا پڑھے۔ بعد نہانے کے رومال سے بدن پونچھ ڈالے تو حرج نہیں۔[1]

مسئلہ ۱: اگر غسل خانہ کی چھت نہ ہو یا ننگے بدن نہائے بشرطیکہ موضع احتیاط ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ بعد نہانے کے فوراً کپڑے پہن لے اور وضو کے سنن و مستحبات، غسل کے لیے سنن و مستحبات ہیں مگر ستر کھلا ہو تو قبلہ کو مونھ کرنا نہ چاہیے اور تہبند باندھے ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲: اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہایا تو تھوڑی دیر اس میں رکنے سے تین بار دھونے اور ترتیب اور وضو یہ سب سنتیں ادا ہو گئیں، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اعضا کو تین بار حرکت دے اور تالاب وغیرہ ٹھہرے پانی میں نہایا تو اعضا کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تثلیث یعنی تین بار دھونے کی سنت ادا ہو جائے گی۔ مینھ میں کھڑا ہو گیا تو یہ بہتے پانی میں کھڑے ہونے کے حکم میں ہے۔ بہتے پانی میں وضو کیا تو وہی تھوڑی دیر اس میں عضو کو رہنے دینا اور ٹھہرے پانی میں حرکت دینا تین بار دھونے کے قائم مقام ہے۔[2]

مسئلہ ۳: سب کے لیے غسل یا وضو میں پانی کی ایک مقدار معیّن نہیں[3]، جس طرح عوام میں مشہور ہے محض باطل ہے ایک لمبا چوڑا، دوسرا دبلا پتلا، ایک کے تمام اعضا پر بال، دوسرے کا بدن صاف، ایک گھنی داڑھی والا، دوسرا بے ریش، ایک کے سر پر بڑے بڑے بال، دوسرے کا سر منڈا، وعلی ھذا القیاس سب کے لیے ایک مقدار کیسے ممکن ہے۔

مسئلہ ۴: عورت کو حمام میں جانا مکروہ ہے اور مرد جا سکتا ہے مگر ستر کا لحاظ ضروری ہے۔ لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے۔

مسئلہ ۵: بغیر ضرورت صبح تڑکے حمام کو نہ جائے کہ ایک مخفی امر لوگوں پر ظاہر کرنا ہے۔[4]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثاني، ج۱، ص۱٤.

و "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۳۱۹،۳۲۵.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ج۱، ص۳۲۰.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص٦٢٦،٦٢٧.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج۱، ص٦٢٢.

غُسل کن چیزوں سے فَرض ہوتا ہے

(۱) مَنی کا اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جدا ہو کر عُضْو سے نکلنا سببِ فرضیتِ غُسل ہے۔[1]

مسئلہ ۱ اگر شَہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی تو غُسل واجب نہیں ہاں وُضو جاتا رہے گا۔[2]

مسئلہ ۲ اگر اپنے ظَرف سے شَہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر اس شخص نے اپنے آلہ کو زور سے پکڑ لیا کہ باہر نہ ہوسکی، پھر جب شَہوت جاتی رہی چھوڑ دیا اب مَنی باہر ہوئی تو اگرچہ باہر نکلنا شَہوت سے نہ ہوا مگر چونکہ اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جدا ہوئی لہٰذا غُسل واجب ہوا اسی پر عمل ہے۔[3]

مسئلہ ۳ اگر مَنی کچھ نکلی اور قبل پیشاب کرنے یا سونے یا چالیس قدم چلنے کے نہا لیا اور نماز پڑھ لی اب بقیہ مَنی خارج ہوئی تو غُسل کرے کہ یہ اسی مَنی کا حصہ ہے جو اپنے مَحَل سے شَہوت کے ساتھ جدا ہوئی تھی اور پہلے جو نماز پڑھی تھی ہوگئی اس کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر چالیس قدم چلنے یا پیشاب کرنے یا سونے کے بعد غُسل کیا پھر مَنی بلا شَہوت نکلی تو غُسل ضروری نہیں اور یہ پہلی کا بقیہ نہیں کہی جائے گی۔[4]

مسئلہ ۴ اگر مَنی پتلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلا شَہوت نکل آئیں تو غُسل واجب نہیں البتہ وُضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اِحْتِلام یعنی سوتے سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے مَنی یا مَذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غُسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو اور اگر یقین ہے کہ یہ نہ مَنی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا وَدی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ اِحْتِلام یاد ہو اور لذّتِ اِنزال خیال میں ہو غُسل واجب نہیں اور اگر مَنی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں اِحْتِلام ہونا یاد نہیں تو غُسل نہیں ورنہ ہے۔[5]

مسئلہ ۵ اگر اِحْتِلام یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں غُسل واجب نہیں۔[6]

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الطهارة، أركان الوضوء اربعة، ج۱، ص۳۲۵.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۴، وغیره.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۴-۱۵.

6 ...... المرجع السابق، ص۱۵.

مسئلہ ۶: اگر سونے سے پہلے شہوت تھی آلہ قائم تھا اب جاگا اور اس کا اثر پایا اور مذی ہونا غالب گمان ہے اور اِحْتِلام یاد نہیں تو غُسل واجب نہیں، جب تک اس کے مَنی ہونے کا ظن غالب نہ ہو اور اگر سونے سے پہلے شہوت ہی نہ تھی یا تھی مگر سونے سے قبل دب چکی تھی اور جو خارج ہوا تھا صاف کر چکا تھا تو مَنی کے ظنِ غالب کی ضرورت نہیں بلکہ محض احتمالِ مَنی سے غُسل واجب ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ کثیرُ الوُقوع ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ اس کا خیال ضرور چاہیے۔[1]

مسئلہ ۷: بیماری وغیرہ سے غش آیا یا نشہ میں بیہوش ہوا، ہوش آنے کے بعد کپڑے یا بدن پر مذی ملی تو وُضو واجب ہو گا، غُسل نہیں اور سونے کے بعد ایسا دیکھے تو غُسل واجب مگر اسی شرط پر کہ سونے سے پہلے شہوت نہ تھی۔[2]

مسئلہ ۸: کسی کو خواب ہوا اور مَنی باہر نہ نکلی تھی کہ آنکھ کُھل گئی اور آلہ کو پکڑ لیا کہ مَنی باہر نہ ہو، پھر جب ٹھنڈی جاتی رہی چھوڑ دیا اب نکلی تو غُسل واجب ہو گیا۔[3]

مسئلہ ۹: نماز میں شہوت تھی اور مَنی اُترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر ابھی باہر نہ نکلی تھی کہ نماز پوری کر لی، اب خارج ہوئی تو غُسل واجب ہو گا مگر نماز ہو گئی۔[4]

مسئلہ ۱۰: کھڑے یا بیٹھے یا چلتے ہوئے سو گیا، آنکھ کھلی تو مذی پائی غُسل واجب ہے۔[5]

مسئلہ ۱۱: رات کو اِحْتِلام ہوا جاگا تو کوئی اثر نہ پایا، وُضو کرکے نماز پڑھ لی اب اس کے بعد مَنی نکلی، غُسل اب واجب ہوا اور وہ نماز ہو گئی۔[6]

مسئلہ ۱۲: عورت کو خواب ہوا تو جب تک مَنی فرجِ داخل سے نہ نکلے غُسل واجب نہیں۔[7]

مسئلہ ۱۳: مرد و عورت ایک چارپائی پر سوئے، بعد بیداری بستر پر مَنی پائی گئی اور ان میں ہر ایک اِحْتِلام کا منکر ہے، اِحْتِیاط یہ ہے کہ بہر حال دونوں غُسل کریں اور یہی صحیح ہے۔[8]

مسئلہ ۱۴: لڑکے کا بُلوغ اِحْتِلام کے ساتھ ہوا اس پر غُسل واجب ہے۔[9]

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج١، ص٣٣١، ٣٣٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج١، ص١٥.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٥١٧.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج١، ص١٥.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج١، ص٣٣٣.

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج١، ص١٦.

(۳) حَشفہ یعنی سرِ ذَکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پرغُسل واجب کرتا ہے، شَہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، اِنزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مکلف ہوں اور اگر ایک بالغ ہے تو اس بالغ پر فرض ہے اور نابالغ پر اگرچہ غُسل فرض نہیں مگر غُسل کا حکم دیا جائے گا، مثلاً مرد بالغ ہے اور لڑکی نابالغ تو مرد پر فرض ہے اور لڑکی نابالغہ کو بھی نہانے کا حکم ہے اور لڑکا نابالغ ہے اور عورت بالغہ ہے تو عورت پر فرض ہے اور لڑکے کو بھی حکم دیا جائے گا۔[1]

مسئلہ ۱۵: اگر حَشفہ کاٹ ڈالا ہو تو باقی عضوِتناسل میں کا اگر حَشفہ کی قدر داخل ہو گیا جب بھی وہی حکم ہے جو حَشفہ داخل ہونے کا ہے۔[2]

مسئلہ ۱۶: اگر چوپایہ یا مردہ یا ایسی چھوٹی لڑکی سے جس کی مثل سے صحبت نہ کی جا سکتی ہو، وطی کی تو جب تک اِنزال نہ ہو غُسل واجب نہیں۔[3]

مسئلہ ۱۷: عورت کی ران میں جماع کیا اور اِنزال کے بعد مَنی فرج میں گئی یا کوآری سے جماع کیا اور اِنزال بھی ہو گیا مگر بَکارت زائل نہ ہوئی تو عورت پر غُسل واجب نہیں۔ ہاں اگر عورت کے حمل رہ جائے تو اب غُسل واجب ہونے کا حکم دیا جائے گا اور وقتِ مُجامعت سے جب تک غُسل نہیں کیا ہے تمام نمازوں کا اعادہ کرے۔[4]

مسئلہ ۱۸: عورت نے اپنی فرج میں انگلی یا جانور یا مردے کا ذَکر یا کوئی چیز ربڑ یا مٹی وغیرہ کی مثلِ ذَکر کے بنا کر داخل کی تو جب تک اِنزال نہ ہو غُسل واجب نہیں۔ اگر جن آدمی کی شکل بن کر آیا اور عورت سے جماع کیا تو حَشفہ کے غائب ہونے ہی سے غُسل واجب ہو گیا۔ آدمی کی شکل پر نہ ہو تو جب تک عورت کو اِنزال نہ ہو غُسل واجب نہیں۔ یوہیں اگر مرد نے پری سے جماع کیا اور وہ اس وقت انسانی شکل میں نہیں، بغیر اِنزال وجوبِ غُسل نہ ہوگا اور شکلِ انسانی میں ہے تو صرف غَیبتِ حَشفہ[5] سے واجب ہو جائے گا۔[6]

مسئلہ ۱۹: غُسلِ جماع کے بعد عورت کے بدن سے مرد کی بقیہ مَنی نکلی تو اس سے غُسل واجب نہ ہوگا البتہ وُضو جاتا رہے گا۔[7]

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۵.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ومطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج۱، ص ۳۲۸.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۵.
3. ...... المرجع السابق.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... یعنی سرِ ذَکر چھپ جائے۔
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج۱، ص ۳۲۸،۳۳۵.
7. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱٤.

فائدہ: ان تینوں وجوہ سے جس پر نہانا فرض ہو اس کو جنب اور ان اسباب کو جنابت کہتے ہیں۔

(۴) حَیض سے فارغ ہونا۔[1]

(۵) نِفاس کا ختم ہونا۔[2]

مسئلہ ۲۰: بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ آیا تو صحیح یہ ہے کہ غُسل واجب ہے۔[3] حَیض و نِفاس کی کافی تفصیل ان شاء اللہ الجلیل حَیض کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۱: کافر مرد یا عورت جنب ہے یا حَیض و نِفاس والی کافرہ عورت اب مسلمان ہوئی اگرچہ اسلام سے پہلے حَیض و نِفاس سے فراغت ہو چکی، صحیح یہ ہے کہ ان پر غُسل واجب ہے۔ ہاں اگر اسلام لانے سے پہلے غُسل کر چکے ہوں یا کسی طرح تمام بدن پر پانی بہ گیا ہو تو صرف ناک میں نَرم بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہوگا کہ یہی وہ چیز ہے جو کفار سے ادا نہیں ہوتی۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ پینے سے کُلّی کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی باقی رہ گیا ہو تو اسے بھی بجالائیں غرض جتنے اعضا کا دھلنا غُسل میں فرض ہے جماع وغیرہ اسباب کے بعد اگر وہ سب بحالتِ کفر ہی دُھل چکے تھے تو بعد اسلام اعادۂ غُسل ضرور نہیں، ورنہ جتنا حصہ باقی ہو اتنے کا دھو لینا فرض ہے اور مستحب تو یہ ہے کہ بعد اسلام پورا غُسل کرے۔

مسئلہ ۲۲: مسلمان میت کو نہلانا مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے، اگر ایک نے نہلا دیا سب کے سر سے اُتر گیا اور اگر کسی نے نہیں نہلایا سب گنہگار رہوں گے۔[4]

مسئلہ ۲۳: پانی میں مسلمان کا مُردہ ملا اس کا بھی نہلانا فرض ہے، پھر اگر نکالنے والے نے غُسل کے ارادہ سے نکالتے وقت اس کو غوطہ دے دیا غُسل ہو گیا ورنہ اب نہلائیں۔[5]

مسئلہ ۲۴: جُمُعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنّت ہے اور وقوفِ عرفات و وقوفِ مزدلفہ و حاضریٔ حرم و حاضریٔ سرکارِ اعظم و طواف و دُخولِ منیٰ اور جَمروں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن اور شبِ برات اور شبِ قدر اور عَرفہ کی رات اور مجلسِ میلاد شریف اور دیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لیے اور مردہ نہلانے کے بعد اور مجنون کو جنون جانے کے

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۳۳٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱٦.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في رطوبة الفرج، ج۱، ص۳۳۷.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱٥۸.

بعداور غشی سے افاقہ کے بعداور نشہ جاتے رہنے کے بعداور گناہ سے توبہ کرنے اور نیا کپڑا پہننے کے لیےاور سفر سے آنے والے کے لیے، استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد، نماز کسوف وخسوف و اِسْتِسقاء اور خوف وتاریکی اور سخت آندھی کے لیےاور بدن پر نَجاست لگی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کس جگہ ہےان سب کے لیے غُسل مستحب ہے۔ [1]

مسئلہ ۲۵ حج کرنے والے پر دسویں ذی الحجہ کو پانچ غُسل ہیں:

(۱) وقوفِ مزدلفہ۔

(۲) دخولِ منیٰ۔

(۳) جمرہ پر کنکریاں مارنا۔

(۴) دخولِ مکہ۔

(۵) طواف، جب کہ یہ تین پچھلی باتیں بھی دسویں ہی کو کرے اور جُمُعہ کا دن ہے تو غُسلِ جُمُعہ بھی۔ یوہیں اگر عرفہ یا عید جُمُعہ کے دن پڑے تو یہاں والوں پر دو غُسل ہوں گے۔ [2]

مسئلہ ۲۶ جس پر چند غُسل ہوں سب کی نیّت سے ایک غُسل کرلیا سب ادا ہوگئے سب کا ثواب ملے گا۔

مسئلہ ۲۷ عورت جنب ہوئی اور ابھی غُسل نہیں کیا تھا کہ حَیض شروع ہوگیا تو چاہے اب نہالے یا بعد حَیض ختم ہونے کے۔

مسئلہ ۲۸ جنب نے جُمُعہ یا عید کے دن غُسل جنابت کیا اور جُمُعہ اور عید وغیرہ کی نیّت بھی کرلی سب ادا ہوگئے، اگر اُسی غُسل سے جُمُعہ اور عید کی نماز ادا کرلے۔

مسئلہ ۲۹ عورت کو نہانے یا وُضو کے لیے پانی مَول لینا پڑے تو اس کی قیمت شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ غُسل ووُضو واجب ہوں یا بدن سے میل دور کرنے کے لیے نہائے۔ [3]

مسئلہ ۳۰ جس پر غُسل واجب ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے [4] اور اگر اتنی دیر کرچکا کہ نماز کا آخر وقت آگیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا

---

1 ...... "تنوير الأبصار" و"الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۳۳۹ ـ ۳۴۲.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في يوم عرفة أفضل من يوم الجمعة، ج۱، ص۳۴۲.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يوم عرفة... إلخ، ج۱، ص۳۴۳.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، الحديث: ۲۲۷، ج۱، ص۱۰۹.

گنہگار رہو گا اور کھانا کھانا یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وُضو کرلے یا ہاتھ مونھ دھولے، کلی کرلے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وُضو کیے جماع کرلیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو اِحتلام ہوا بے نہائے اس کو عورت کے پاس جانا نہ چاہیے۔

مسئلہ ۳۱: رمضان میں اگر رات کو جنب ہوا تو بہتر یہی ہے کہ قبلِ طلوعِ فجر نہالے کہ روزے کا ہر حصہ جنابت سے خالی ہو اور اگر نہیں نہایا تو بھی روزہ میں کچھ نقصان نہیں مگر مناسب یہ ہے کہ غرغرہ اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھانا، یہ دو کام طلوعِ فجر سے پہلے کرلے کہ پھر روزے میں نہ ہو سکیں گے اور اگر نہانے میں اتنی تاخیر کی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کر دی تو یہ اور دِنوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زِیادہ۔

مسئلہ ۳۲: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چُھوئے یا بے چُھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مُقطَّعات کی انگوٹھی حرام ہے۔[1]

مسئلہ ۳۳: اگر قرآنِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حَرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے، کُرتے کی آستین، دُوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔[2]

مسئلہ ۳۴: اگر قرآن کی آیت دُعا کی نیت سے یا تبرک کے لیے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یا ادائے شکر کو یا چھینک کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یا خبرِ پریشان پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہا یا بہ نیتِ ثنا پوری سورۂ فاتحہ یا آیۃ الکرسی یا سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے آخر سورۃ تک پڑھیں اور ان سب صورتوں میں قرآن کی نیّت نہ ہو تو کچھ حَرج نہیں۔ یوہیں تینوں قُل بلا لفظ قُل بہ نیتِ ثنا پڑھ سکتا ہے اور لفظِ قُل کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا اگرچہ بہ نیّت ثنا ہی ہو کہ اس صورت میں ان کا قرآن ہونا متعین ہے نیّت کو کچھ دخل نہیں۔[3]

مسئلہ ۳۵: بے وُضو کو قرآنِ مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے۔ بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو کوئی حَرج نہیں۔[4]

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج١، ص٣٤٣، ٣٤٨.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج١، ص٣٤٨.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٧٩٥، ٨١٩، ٨٢٠.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج١، ص٣٤٨.

مسئلہ ۳۶ روپیہ پر آیت لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وُضو اور جنب اور حَیض و نِفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے ہاں اگر تھیلی میں ہو تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یو ہیں جس برتن یا گلاس پر سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی ان کو حرام ہے اور اس کا استعمال سب کو مکروہ مگر جبکہ خاص بہ نیت ِشفا ہو۔

مسئلہ ۳۷ قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔

مسئلہ ۳۸ قرآنِ مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حَرَج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں۔

مسئلہ ۳۹ ان سب کو فقہ و تفسیر و حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چُھوا اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حَرَج نہیں مگر مَوضَعِ آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۴۰ ان سب کو توراۃ، زبور، انجیل کو پڑھنا چھونا مکروہ ہے۔[1]

مسئلہ ۴۱ درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انھیں حَرَج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کُلی کر کے پڑھیں۔[2]

مسئلہ ۴۲ ان سب کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔[3]

مسئلہ ۴۳ مصحف شریف اگر ایسا ہو جائے کہ پڑھنے کے کام میں نہ آئے تو اسے کفنا کر لحد کھود کر ایسی جگہ دفن کر دیں جہاں پاؤں پڑنے کا احتمال نہ ہو۔[4]

مسئلہ ۴۴ کافر کو مصحف چُھونے نہ دیا جائے بلکہ مطلقاً حروف اس سے بچائیں۔[5]

مسئلہ ۴۵ قرآن سب کتابوں کے اوپر رکھیں، پھر تفسیر، پھر حدیث، پھر باقی دینیات، علیٰ حسب مراتب۔[6]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨، وغيره.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج١، ص٣٥٤.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۶ کتاب پر کوئی دوسری چیز نہ رکھی جائے حتیٰ کہ قلم دوات حتیٰ کہ وہ صندوق جس میں کتاب ہو اس پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔[1]

مسئلہ ۴۷ مسائل یا دینیات کے اوراق میں پُڑیا باندھنا، جس دسترخوان پر اشعار وغیرہ کچھ تحریر ہو اس کو کام میں لانا، یا بچھونے پر کچھ لکھا ہو اس کا استعمال منع ہے۔[2]

پانی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴾[3]

یعنی آسمان سے ہم نے پاک کرنے والا پانی اُتارا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ ﴾[4]

یعنی آسمان سے تم پر پانی اُتارتا ہے کہ تمھیں اس سے پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تم سے دور کرے۔

حدیث ۱ امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص حالتِ جنابت میں رُکے ہوئے پانی میں نہ نہائے'' (یعنی تھوڑے پانی میں جو دَہ در دَہ نہ ہو کہ دَہ در دَہ بہتے پانی کے حکم میں ہے) لوگوں نے کہا تو اے ابو ہریرہ! کیسے کرے؟ کہا: ''اس میں سے لے لے۔''[5]

حدیث ۲ سُنَن ابو داود و ترمذی و ابنِ ماجہ میں حکم بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو کرے۔[6]

حدیث ۳ اِمام مالک و ابو داود و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

1 ...... "الدرالمختار"، المرجع السابق، و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب الخامس، ج٥، ص٣٢٤.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب: یطلق الدعاء... إلخ، ج١، ص٣٥٥،٣٥٦.

3 ...... پ:١٩، الفرقان:٤٨.

4 ...... پ:٩، الانفال:١١.

5 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الطهارة، باب النهی عن الإغتسال في الماء الراکد، الحدیث: ٢٨٣، ص١٦٤.

6 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الطهارة، باب النهی عن ذلك، الحدیث: ٨٢، ج١، ص٦٣.

سے پوچھا ہم دریا کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں تو اگر اس سے وُضو کریں پیاسے رہ جائیں، تو کیا سمندر کے پانی سے ہم وُضو کریں۔ فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا جانور مرا ہوا حلال'' [1] یعنی مچھلی۔

حدیث ۴ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: ''دھوپ کے گرم پانی سے غُسل نہ کرو کہ وہ برص پیدا کرتا ہے۔'' [2]

کس پانی سے وُضو جائز ہے اور کس سے نہیں

تنبیہ: جس پانی سے وُضو جائز ہے اس سے غُسل بھی جائز اور جس سے وُضو ناجائز غُسل بھی ناجائز۔

مسئلہ ۱ مینھ، ندی، نالے، چشمے، سمندر، دریا، کوئیں اور برف، اولے کے پانی سے وُضو جائز ہے۔ [3]

مسئلہ ۲ جس پانی میں کوئی چیز مل گئی کہ بول چال میں اسے پانی نہ کہیں بلکہ اس کا کوئی اَور نام ہو گیا جیسے شربت، یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا نہ ہو جیسے شوربا، چائے، گلاب یا اور عرق، اس سے وُضو و غُسل جائز نہیں۔ [4]

مسئلہ ۳ اگر ایسی چیز ملائیں یا ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا ہو جیسے صابون یا بیری کے پتے تو وُضو جائز ہے جب تک اس کی رقت زائل نہ کر دے اور اگر ستّو کی مثل گاڑھا ہو گیا تو وُضو جائز نہیں۔ [5]

مسئلہ ۴ اور اگر کوئی پاک چیز ملی جس سے رنگ یا بو یا مزے میں فرق آ گیا مگر اس کا پتلا پَن نہ گیا جیسے ریتا، چونا یا تھوڑی زعفران تو وُضو جائز ہے اور جو زعفران کا رنگ اتنا آ جائے کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہو جائے تو وُضو جائز نہیں۔ یوہیں پڑیا کا رنگ اور اگر اتنا دودھ مل گیا کہ دودھ کا رنگ غالب نہ ہوا تو وُضو جائز ہے ورنہ نہیں۔ غالب مغلوب کی پہچان یہ ہے کہ جب تک یہ کہیں کہ پانی ہے جس میں کچھ دودھ مل گیا تو وُضو جائز ہے اور جب اسے لسّی کہیں تو وُضو جائز نہیں اور اگر پتے گرنے یا پُرانے ہونے کے سبب بدلے تو کچھ حرج نہیں مگر جب کہ پتے اسے گاڑھا کر دیں۔ [6]

---

1. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، الحديث: ٦٩، ج١، ص١٣٠.
2. ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الطهارة، باب الماء السخن، الحديث: ٨٥، ج١، ص ٥٤.
3. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج١، ص٣٥٧.
4. ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في حديث ((لا تسموا العنب الكرم))، ج١، ص٣٦٠.
5. ...... "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص٣٨٥.
6. ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضي من العوض... إلخ، ج١، ص٣٦٩.

مسئلہ ۵ بہتا پانی کہ اس میں تنکا ڈال دیں تو بہالے جائے پاک اور پاک کرنے والا ہے، نَجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک وہ نجس اس کے رنگ یا بو یا مزے کو نہ بدل دے، اگر نجس چیز سے رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو ناپاک ہوگیا، اب یہ اس وقت پاک ہوگا کہ نَجاست تہ نشین ہو کر اس کے اوصاف ٹھیک ہو جائیں یا پاک پانی اتنا ملے کہ نَجاست کو بہالے جائے یا پانی کے رنگ، مزہ، بُو ٹھیک ہو جائیں اور اگر پاک چیز نے رنگ، مزہ، بُو کو بدل دیا تو وُضو غُسل اس سے جائز ہے جب تک چیز دیگر نہ ہو جائے۔ [1]

مسئلہ ۶ مردہ جانور نہر کی چوڑائی میں پڑا ہے اور اس کے اوپر سے پانی بہتا ہے تو عام ازیں کہ جتنا پانی اس سے مل کر بہتا ہے اس سے کم ہے جو اس کے اوپر سے بہتا ہے یا زائد ہے یا برابر مطلقاً ہر جگہ سے وُضو جائز ہے یہاں تک کہ موقع نجاست سے بھی جب تک نَجاست کے سبب کسی وصف میں تغیّر نہ آئے یہی صحیح ہے [2] اور اسی پر اعتماد ہے۔ [3]

مسئلہ ۷ چھت کے پَرنالے سے مینھ کا پانی گرے وہ پاک ہے اگرچہ چھت پر جابجا نَجاست پڑی ہو اگرچہ نَجاست پرنالے کے مونھ پر ہو اگرچہ نَجاست سے مل کر جو پانی گرتا ہو وہ نصف سے کم یا برابر یا زیادہ ہو جب تک نَجاست سے پانی کے کسی وصف میں تغیّر نہ آئے یہی صحیح ہے [4] اور اسی پر اعتماد ہے اور اگر مینھ رک گیا اور پانی کا بہنا موقوف ہوگیا تو اب وہ ٹھہرا ہوا پانی اور جو چھت سے ٹپکے نجس ہے۔ [5]

مسئلہ ۸ یوہیں نالیوں سے برسات کا بہتا پانی پاک ہے جب تک نَجاست کا رنگ یا بو یا مزہ اس میں ظاہر نہ ہو، رہا اس سے وُضو کرنا اگر اس پانی میں نَجاست مرئیہ کے اجزا ایسے بہتے جا رہے ہوں کہ جو چلّو لیا جائے گا اس میں ایک آدھ ذرّہ اس کا بھی ضرور ہوگا جب تو ہاتھ میں لیتے ہی ناپاک ہوگیا وُضو اس سے حرام ورنہ جائز ہے اور بچنا بہتر ہے۔ [6]

مسئلہ ۹ نالی کا پانی کہ بعد بارش کے ٹھہر گیا اگر اس میں نَجاست کے اجزا محسوس ہوں یا اس کا رنگ و بُو محسوس ہو تو ناپاک ہے ورنہ پاک۔ [7]

---

1. "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضي من العوض... إلخ، ج١، ص٣٧٠.
2. درمختار میں ہے کہ علامہ قاسم نے فرمایا یہی مختار ہے اور نہر الفائق میں اسی کو قوی بتایا اور نصاب پھر مضمرات پھر قہستانی میں فرمایا اسی پر فتویٰ ہے۔ ۱۲ منہ
3. "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: الأصح أنه لا يشترط في الجريان المدد، ج١، ص٣٧٢.
4. هكذا في ردالمحتار عن الحلية وفي الهندية عن المحيط والعتابية والتاتارخانيه ـ ١٢ منه حفظه ربه
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٧.
6. "الفتاوى الرضوية"، ج٢، ص٣٨.
7. المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰ دس ہاتھ لنبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہو اسے دَہ در دَہ اور بڑا حوض کہتے ہیں۔ یوہیں بیسؔ ہاتھ لنبا، پانچ ہاتھ چوڑا، یا پچیس ہاتھ لنبا، چار ہاتھ چوڑا، غرض کل لنبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو[1] اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو اور سو ہاتھ لنبائی نہ ہو تو چھوٹا حوض ہے اور اس کے پانی کو تھوڑا کہیں گے اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو۔

تنبیہ: حوض کے بڑے چھوٹے ہونے میں خود اس حوض کی پیمائش کا اعتبار نہیں، بلکہ اس میں جو پانی ہے اس کی بالائی سطح دیکھی جائے گی، تو اگر حوض بڑا ہے مگر اب پانی کم ہو کر دَہ در دَہ نہ رہا تو وہ اس حالت میں بڑا حوض نہیں کہا جائے گا، نیز حوض اسی کو نہیں کہیں گے جو مسجدوں، عیدگاہوں میں بنا لیے جاتے ہیں بلکہ ہر وہ گڑھا جس کی پیمائش سوؔ ہاتھ ہے بڑا حوض ہے اور اس سے کم ہے تو چھوٹا۔[2]

مسئلہ ۱۱ دَہ در دَہ[3] حوض میں صرف اتنا دَل درکار ہے کہ اتنی مساحت میں زمین کہیں سے کھلی نہ ہو اور یہ جو بہت کتابوں میں فرمایا ہے کہ لَپ یا چُلّو میں پانی لینے سے زمین نہ کُھلے اس کی حاجت اس کے کثیر رہنے کے لیے ہے کہ وقتِ استعمال اگر پانی اُٹھانے سے زمین کُھل گئی تو اس وقت پانی سوؔ ہاتھ کی مساحت میں نہ رہا ایسے حوض کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے، نَجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک نَجاست سے رنگ یا بُو یا مزہ نہ بدلے اور ایسا حوض اگرچہ نَجاست پڑنے سے نجس نہ ہوگا مگر قصداً اس میں نَجاست ڈالنا منع ہے۔[4]

مسئلہ ۱۲ بڑے حوض کے نجس نہ ہونے کی یہ شرط ہے کہ اس کا پانی متصل ہو تو ایسے حوض میں اگر لٹھے یا کڑیاں گاڑی گئی ہوں تو اُن لٹھوں کڑیوں کے علاوہ باقی جگہ اگر سوؔ ہاتھ ہے تو بڑا ہے ورنہ نہیں، البتہ پتلی پتلی چیزیں جیسے گھاس، نرکل، کھیتی، اس کے اتصال کو مانع نہیں۔[5]

مسئلہ ۱۳ بڑے حوض میں ایسی نَجاست پڑی کہ دکھائی نہ دے جیسے شراب، پیشاب تو اس کی ہر جانب سے وُضو جائز ہے اور اگر دیکھنے میں آتی ہو جیسے پاخانہ، یا کوئی مَرا ہوا جانور، تو جس طرف وہ نَجاست ہو اس طرف وُضو نہ کرنا بہتر ہے دوسری

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۲۷٤،۲۸۷.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب المیاه، مطلب: لو دخل الماء من اعلی... إلخ، ج۱، ص۳۷۸.
و "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۲۷٤.

3 ...... والمسئالة مصرحة في هبة الحبیر بما لامزید علیه من شاء الا طلاع فلیر اجع الیها. ۱۲ منه حفظه ربه

4 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۲۷٤.

5 ...... "خلاصة الفتاوی"، کتاب الطھارات، ج۱، ص٤.
و"الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۱۸۹.

طرف وُضو کرے۔[1]

تنبیہ: جو نَجاست دکھائی دیتی ہے اس کو مرئیہ اور جو نہیں دکھائی دیتی اسے غیر مرئیہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴: ایسے حوض پر اگر بہت سے لوگ جمع ہو کر وُضو کریں تو بھی کچھ حرج نہیں اگرچہ وُضو کا پانی اس میں گرتا ہو، ہاں اس میں کُلّی کرنا یا ناک سنکنا نہ چاہیے کہ نظافت کے خلاف ہے۔[2]

مسئلہ ۱۵: تالاب یا بڑا حوض اُوپر سے جَم گیا مگر برف کے نیچے پانی کی لنبائی چوڑائی متصل بقدرِ دَہ دردَہ ہے اور سوراخ کرکے اس سے وُضو کیا جائز ہے اگرچہ اس میں نَجاست پڑ جائے اور اگر متصل دَہ دردَہ نہیں اور اس میں نَجاست پڑی تو ناپاک ہے، پھر اگر نَجاست پڑنے سے پہلے اس میں سوراخ کر دیا اور اس سے پانی اُبل پڑا تو اگر بقدرِ دَہ دردَہ پھیل گیا تو اب نَجاست پڑنے سے بھی پاک رہے گا اور اس میں دَل کا وہی حکم ہے جو اوپر گزرا۔[3]

مسئلہ ۱۶: اگر تالاب خشک میں نَجاست پڑی ہو اور مینھ برسا اور اس میں بہتا ہوا پانی پاک اس قدر آیا کہ بہاؤ رکنے سے پہلے دَہ دردَہ ہو گیا تو وہ پانی پاک ہے اور اگر اس مینھ سے دَہ دردَہ سے کم رہا دوبارہ بارش سے دَہ دردَہ ہوا تو سب نجس ہے۔ ہاں اگر وہ بھر کر بہ جائے تو پاک ہو گیا اگرچہ ہاتھ دو ہاتھ بہا ہو۔[4]

مسئلہ ۱۷: دَہ دردَہ پانی میں نَجاست پڑی پھر اس کا پانی دہ دردَہ سے کم ہو گیا تو وہ اب بھی پاک ہے[5] ہاں اگر وہ نَجاست اب بھی اس میں باقی ہو اور دکھائی دیتی ہو تو اب ناپاک ہو گیا اب جب تک بھر کر بہ نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۸: چھوٹا حوض ناپاک ہو گیا پھر اس کا پانی پھیل کر دہ دردہ ہو گیا تو اب بھی ناپاک ہے مگر پاک پانی اگر اسے بہا دے تو پاک ہو جائے گا۔[6]

مسئلہ ۱۹: کوئی حوض ایسا ہے کہ اُوپر سے تنگ اور نیچے کشادہ ہے یعنی اوپر دَہ دردَہ نہیں اور نیچے دَہ دردَہ یا زیادہ ہے

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو دخل الماء من اعلى... إلخ، ج۱، ص۳۷۵.

2 ...... "منية المصلي"، فصل في الحياض، الحوض إذا كان عشرا في عشر، ص٦٧.
و"الفتاوى الرضوية"، ج۲، ص۲۷۲.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لودخل الماء من اعلى... إلخ، ج۲، ص۳۸۰.

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۲، ص۳۷۰.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأوّل، ج۱، ص۱۹.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأوّل، ج۱، ص ۱۹، ۱۷.

اگر ایسا حوض لبریز ہو اور نجاست پڑے تو ناپاک ہے پھر اُس کا پانی گھٹ گیا اور وہ دَہ دردَہ ہوگیا تو پاک ہوگیا۔[1]

مسئلہ ۲۰ حُقّہ کا پانی پاک ہے[2] اگرچہ اس کے رنگ، وبُو، ومزے میں تغیر آجائے اس سے وُضو جائز ہے۔ بقدرِ[3] کفایت اس کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں۔[4]

مسئلہ ۲۱ جو پانی وُضو یا غُسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وُضو اور غُسل جائز نہیں۔ یوہیں اگر بے وُضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پَورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وُضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دَہ دردَہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جِسم کا کوئی بے دُھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے کام کا نہ رہا۔ اگر دُھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حَرَج نہیں۔[5]

مسئلہ ۲۲ اگر ہاتھ دھلا ہوا ہے مگر پھر دھونے کی نیّت سے ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لیے یا وضو کے لیے تو یہ پانی مُستعمَل ہوگیا یعنی وُضو کے کام کا نہ رہا اور اس کو پینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۳ اگر بضرورت ہاتھ پانی میں ڈالا جیسے پانی بڑے برتن میں ہے کہ اسے جھکا نہیں سکتا، نہ کوئی چھوٹا برتن ہے کہ اس سے نکالے تو ایسی صورت میں بقدرِ ضرورت ہاتھ پانی میں ڈال کر اس سے پانی نکالے یا کوئیں میں رسّی ڈول گر گیا اور بے گھسے نہیں نکل سکتا اَور پانی بھی نہیں کہ ہاتھ پاؤں دھو کر گھسے، تو اس صورت میں اگر پاؤں ڈال کر ڈول رسّی نکالے گا مُستعمَل نہ ہوگا ان مسئلوں سے بہت کم لوگ واقف ہیں خیال رکھنا چاہیے۔[6]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

2 ...... کہ پانی پاک ہے جب تک اس کو نجاست سے ملاقات نہ ہو نجس نہیں ہوسکتا اور یہاں کونسی نجس شے ہے جس کی ملاقات سے یہ پانی نجس ہوگا۔ ۱۲ منہ

3 ...... مثلاً سارا وضو کرلیا ایک پاؤں کا دھونا باقی ہے کہ پانی ختم ہوگیا اور حقہ میں پانی اتنا موجود ہے کہ اس پاؤں کو دھوسکتا ہے تو اسے تیمم جائز نہیں مگر وضو کرنے کے بعد اگر اعضا میں بو آگئی تو جب تک بو جاتی نہ رہے مسجد میں جانا منع ہے اور وقت میں گنجائش ہو تو اتنا وقفہ کرکے نماز پڑھے کہ بُو اڑ جائے اور اس سے وضو کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا کہ دوسرا پانی نہ ہو بلا ضرورت اس سے وُضو نہ چاہیے۔ ۱۲ منہ

4 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۲، ص۳۲۰.

5 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۲، ص۴۳.

مستعمل پانی کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ جلد 2 صفحہ 43 تا 248 ملاحظہ فرمائیے۔

6 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۲، ص۱۱۷.

مسئلہ ۲۴: مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وُضو یا غُسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے، تو اگر اچھا پانی زِیادہ ہے تو یہ وُضو اور غُسل کے کام کا ہے ورنہ سب بے کار ہو گیا۔ [1]

مسئلہ ۲۵: پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اَور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زِیادہ اس میں مِلا دیں، نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہ جائے سب کام کا ہو جائے گا۔ یوہیں ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔ [2] یوہیں ہر بہتی ہوئی چیز اپنی جنس یا پانی سے اُبال دینے سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶: کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وُضو جائز نہیں جیسے کیلے کا پانی یا انگور اور انار اور تربُز کا پانی اور گنّے کا رس۔ [3]

مسئلہ ۲۷: جو پانی گرم ملک میں گرم موسم میں سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہو گیا، تو جب تک گرم ہے اس سے وُضو اور غُسل نہ چاہیے، نہ اس کو پینا چاہیے بلکہ بدن کو کسی طرح پہنچنا نہ چاہیے، یہاں تک کہ اگر اس سے کپڑا بھیگ جائے تو جب تک ٹھنڈا نہ ہو لے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں اندیشہ بَرص ہے پھر بھی اگر وُضو یا غُسل کر لیا تو ہو جائے گا۔ [4]

مسئلہ ۲۸: چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں پانی ہے اور اس میں نَجاست پڑنا معلوم نہیں تو اس سے وُضو جائز ہے۔ [5]

مسئلہ ۲۹: کافر کی خبر کہ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک مانی نہ جائے گی، دونوں صورتوں میں پاک رہے گا کہ یہ اس کی اصلی حالت ہے۔ [6]

مسئلہ ۳۰: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی مِلک ہو جائے، اسے پینا یا وُضو یا غُسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے، اگر وُضو کر لیا تو وُضو ہو جائے گا اور گنہگار ہو گا، یہاں سے مُعلّمین کو سبق لینا چاہیے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح بالغ کا

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۲۲۰.

2 ...... المرجع السابق، ص۱۲۰.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج۱، ص۳۵۹.

4 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص٤٦٤.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۵.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب الأول، ج۵، ص۳۰۸.

بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا بھی حرام ہے۔[1]

مسئلہ ۳۱: نجاست نے پانی کا مزہ، بُو، رنگ بدل دیا تو اس کو اپنے استعمال میں بھی لانا ناجائز اور جانوروں کو پلانا بھی، گارے وغیرہ کے کام میں لاسکتے ہیں مگر اس گارے مٹی کو مسجد کی دیوار وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں۔[2]

کوئیں کا بیان

مسئلہ ۱: کوئیں میں آدمی یا کسی جانور کا پیشاب یا بہتا ہوا خون یا تاڑی یا سیندھی یا کسی قسم کی شراب کا قطرہ یا ناپاک لکڑی یا نجس کپڑا یا اور کوئی ناپاک چیز گری اُس کا کل پانی نکالا جائے۔[3]

مسئلہ ۲: جن چوپایوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کے پاخانہ، پیشاب سے ناپاک ہوجائے گا، یوہیں مرغی اور بط[4] کی بیٹ سے ناپاک ہوجائے گا ان سب صورتوں میں کل پانی نکالا جائے گا۔[5]

مسئلہ ۳: مینگنیاں اور گوبر اور لید اگرچہ ناپاک ہیں مگر کوئیں میں گر جائیں تو بوجہِ ضرورت ان کا قلیل معاف رکھا گیا ہے، پانی کی ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا اور اُڑنے والے حلال جانور کبوتر، چڑیا کی بیٹ یا شکاری پرند چیل، شکرا، باز کی بیٹ گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ یوہیں چُوہے اور چمگادڑ کے پیشاب سے بھی ناپاک نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۴: پیشاب کی بہت باریک بُندکیاں مثل سوئی کی نوک کے اور نجس غبار پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔[7]

مسئلہ ۵: جس کوئیں کا پانی ناپاک ہوگیا، اس کا ایک قطرہ بھی پاک کوئیں میں پڑ جائے تو یہ بھی ناپاک ہوگیا، جو حکم اس کا تھا وہی اس کا ہوگیا، یوہیں ڈول، رسّی، گھڑا جن میں ناپاک کوئیں کا پانی لگا تھا، پاک کوئیں میں پڑے وہ پاک بھی ناپاک ہوجائے گا۔[8]

مسئلہ ۶: کوئیں میں آدمی، بکری، یا کتا، یا کوئی اور دَموی جانور ان کے برابر یا ان سے بڑا گر کر مر جائے تو کُل پانی نکالا جائے۔[9]

---

1. "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۵۲۷.
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۵.
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۷،۴۰۹.
4. بطخ۔
5. "غنية المتملي"، فصل في البئر، ص۱۶۲.
6. المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.
7. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۴۲۲.
8. "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۲۰.
9. المرجع السابق، ص۱۹.

مسئلہ ۷ مرغا، مرغی، بلی، چوہا، چھپکلی یا اور کوئی دَموی جانور (جس میں بہتا ہوا خون ہو) اس میں مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے کل پانی نکالا جائے۔[1]

مسئلہ ۸ اگر یہ سب باہر مرے پھر کوئیں میں گر گئے جب بھی یہی حکم ہے۔[2]

مسئلہ ۹ چھپکلی یا چوہے کی دُم کٹ کر کوئیں میں گری، اگرچہ پھولی پھٹی نہ ہو کل پانی نکالا جائے گا، مگر اس کی جڑ میں اگر موم لگا ہو تو بیس ڈول نکالا جائے۔[3]

مسئلہ ۱۰ بلّی نے چوہے کو دبوچا اور زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر کوئیں میں گرا کل پانی نکالا جائے۔[4]

مسئلہ ۱۱ چوہا، چھچھوندر، چڑیا، یا چھپکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی جانور دَموی کوئیں میں گر کر مر گیا تو بیس۲۰ ڈول سے تیس۳۰ تک نکالا جائے۔[5]

مسئلہ ۱۲ کبوتر، مرغی، بلّی گر کر مرے تو چالیس۴۰ سے ساٹھ۶۰ تک۔[6]

مسئلہ ۱۳ آدمی کا بچہ، جو زندہ پیدا ہو، حکم میں آدمی کے ہے، بکری کا چھوٹا بچہ حکم میں بکری کے ہے۔[7]

مسئلہ ۱۴ جو جانور کبوتر سے چھوٹا ہو حکم میں چوہے کے ہے، اور جو بکری سے چھوٹا ہو مرغی کے حکم میں ہے۔[8]

مسئلہ ۱۵ دو چوہے گر کر مر جائیں تو وہی بیس۲۰ سے تیس۳۰ ڈول تک نکالا جائے اور تین یا چار یا پانچ ہوں تو چالیس۴۰ سے ساٹھ۶۰ تک اور چھ۶ ہوں تو کل۔[9]

مسئلہ ۱۶ دو۲ بلّیاں مر جائیں تو سب نکالا جائے۔[10]

مسئلہ ۱۷ مسلمان مردہ بعد غُسل کے کوئیں میں گر جائے تو اصلاً پانی نکالنے کی ضرورت نہیں اور شہید گر جائے اور

---

1 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۳، ص۲۷۵،
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق. ص۱۹ ـ ۲۰.

3 ...... المرجع السابق، ص۲۰.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۷.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ص۴۱٤.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۲۰.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۷.

10 ...... المرجع السابق.

بدن پر خون نہ لگا ہو تو بھی کچھ حاجت نہیں اور اگر خون لگا ہے اور قابل بہنے کے نہ تھا تو بھی کچھ حاجت نہیں، اگرچہ وہ خون اس کے بدن پر سے دُھل کر پانی میں مل جائے اور اگر بہنے کے قابل خون اس کے بدن پر لگا ہوا ہے اور خشک ہوگیا اور شہید کے گرنے سے اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں نہ ملا جب بھی پانی پاک رہے گا کہ شہید کا خون جب تک اس کے بدن پر ہے کتنا ہی ہو پاک ہے ہاں یہ خون اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں مل گیا تو اب ناپاک ہوگیا۔(1)

مسئلہ ۱۸: کافر مردہ اگرچہ سَو بار دھویا گیا ہو، کوئیں میں گر جائے یا اس کی انگلی یا ناخن پانی سے لگ جائے پانی نجس ہوجائے گا، کل پانی نکالا جائے۔(2)

مسئلہ ۱۹: کچا بچہ یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا، کوئیں میں گر جائے تو سب پانی نکالا جائے اگرچہ گرنے سے پہلے نہلا دیا گیا ہو۔(3)

مسئلہ ۲۰: بے وُضو اور جس شخص پر غُسل فرض ہو اگر بلا ضرورت کوئیں میں اُتریں اور اُن کے بدن پر نَجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول نکالا جائے اور اگر ڈول نکالنے کے لیے اُترا تو کچھ نہیں۔(4)

مسئلہ ۲۱: سوئر کوئیں میں گرا، اگرچہ نہ مرے، پانی نجس ہوگیا، کل نکالا جائے۔(5)

مسئلہ ۲۲: سوئر کے سوا اگر اور کوئی جانور کوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور اس کے جسم میں نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہ ہو، اور پانی میں اس کا مونھ نہ پڑا تو پانی پاک ہے، اس کا استعمال جائز، مگر اِحتیاطاً بیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے اور اگر اس کا مونھ پانی میں پڑا تو اس کے لُعاب اور جھوٹے کا جو حکم ہے وہی حکم اس پانی کا ہے، اگر جھوٹا ناپاک ہے یا مشکوک تو کل پانی نکالا جائے اور اگر مکروہ ہے تو چوہے وغیرہ میں بیس ڈول، مرغی چھوٹی ہوئی میں چالیس اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس میں بھی بیس ڈول نکالنا بہتر ہے، مثلاً بکری گری اور زندہ نکل آئی، بیس ڈول نکال ڈالیں۔(6)

---

(1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.
"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۸.

(2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۸.

(3) "الفتاوى الهندية" كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

(4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۴۱۱.

(5) "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۰.

(6) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۳ کوئیں میں وہ جانور گرا جس کا جھوٹا پاک ہے یا مکروہ اور پانی کچھ نہ نکالا اور وُضو کرلیا تو وُضو ہو جائے گا۔[1]

مسئلہ ۲۴ جوتا یا گیند کوئیں میں گر گئی اور نجس ہونا یقینی ہے کُل پانی نکالا جائے ورنہ بیس ڈول، محض نجس ہونے کا خیال معتبر نہیں۔[2]

مسئلہ ۲۵ پانی کا جانور یعنی وہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کوئیں میں مرجائے یا مرا ہوا گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ اگرچہ پھولا پھٹا ہو مگر پھٹ کر اس کے اجزا پانی میں مل گئے تو اس کا پینا حرام ہے۔[3]

مسئلہ ۲۶ خشکی اور پانی کے مینڈک کا ایک حکم ہے یعنی اس کے مرنے بلکہ سڑنے سے بھی پانی نجس نہ ہوگا[4]، مگر جنگل کا بڑا مینڈک جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے اس کا حکم چوہے کی مثل ہے۔ پانی کے مینڈک کی انگلیوں کے درمیان جھلی ہوتی ہے اور خشکی کے نہیں۔

مسئلہ ۲۷ جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بط، اس کے مرجانے سے پانی نجس ہو جائے گا۔[5]

مسئلہ ۲۸ بچّہ یا کافر نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اگر ان کے ہاتھ کا نجس ہونا معلوم ہے جب تو ظاہر ہے کہ پانی نجس ہو گیا ورنہ نجس تو نہ ہوا مگر دوسرے پانی سے وُضو کرنا بہتر ہے۔[6]

مسئلہ ۲۹ جن جانوروں میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی وغیرہ، ان کے مرنے سے پانی نجس نہ ہوگا۔[7]

فائدہ: مکھی سالن وغیرہ میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر پھینک دیں اور سالن کو کام میں لائیں۔

مسئلہ ۳۰ مردار کی ہڈی جس میں گوشت یا چکنائی لگی ہو پانی میں گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہو گیا کل نکالا جائے اور اگر گوشت یا چکنائی نہ لگی ہو تو پاک ہے مگر سُوئر کی ہڈّی سے مطلقاً ناپاک ہو جائے گا۔[8]

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في البئر، ص١٥٩.

2 ...... "الحديقة الندية" و"الطريقة المحمدية"، الصنف الثاني من الصنفين، ج٢، ص٦٧٤.

و"الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٢٨٢ ـ ٢٨٣.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ج١، ص٢٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الهداية" و"العناية"، كتاب الطهارات، الباب الثالث، ج١، ص٧٤.

6 ...... "غنية المتملي"، فصل في أحكام الحياض، ص١٠٣.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

مسئلہ ۳۱: جس کوئیں کا پانی ناپاک ہوگیا اس میں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے نکال لیا گیا تو اب وہ رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے پاک ہوگیا، دھونے کی ضرورت نہیں۔ [1]

مسئلہ ۳۲: کل پانی نکالنے کے یہ معنی ہیں کہ اتنا پانی نکال لیا جائے کہ اب ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے، اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں نہ دیوار دھونے کی حاجت، کہ وہ پاک ہوگئی۔ [2]

مسئلہ ۳۳: یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ اتنا اتنا پانی نکالا جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ چیز جو اس میں گری ہے اس کو اس میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں، اگر وہ اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں، بیکار ہے۔ [3]

مسئلہ ۳۴: اور اگر وہ سڑگل کر مٹی ہوگئی یا وہ چیز خود نجس نہ تھی بلکہ کسی نجس چیز کے لگنے سے نجس ہوگئی ہو، جیسے نجس کپڑا، اور اس کا نکالنا مشکل ہو تو اب فقط پانی نکالنے سے پاک ہوجائے گا۔ [4]

مسئلہ ۳۵: جس کوئیں کا ڈول مُعَیَّن ہو تو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ لحاظ نہیں اور اگر اس کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو ایسا ہو کہ ایک صاع پانی اس میں آجائے۔ [5]

مسئلہ ۳۶: ڈول بھرا ہوا نکلنا ضرور نہیں، اگر کچھ پانی چھلک کر گر گیا یا ٹپک گیا مگر جتنا بچا وہ آدھے سے زیادہ ہے تو وہ پورا ہی ڈول شمار کیا جائے گا۔ [6]

مسئلہ ۳۷: ڈول معین ہے مگر جس ڈول سے پانی نکالا وہ اس سے چھوٹا یا بڑا ہے یا ڈول معین نہیں اور جس سے نکالا وہ ایک صاع سے کم و بیش ہے تو ان صورتوں میں حساب کرکے اس معین یا ایک صاع کے برابر کرلیں۔ [7]

مسئلہ ۳۸: کوئیں سے مرا ہوا جانور نکلا تو اگر اس کے گرنے مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وُضو یا غُسل کیا تو نہ وُضو ہوا نہ غُسل، اس وُضو اور غُسل سے جتنی نمازیں پڑھیں سب کو پھیرے کہ وہ نمازیں نہیں ہوئیں، یوہیں اس پانی سے کپڑے دھوئے یا کسی اور طریق سے اس کے بدن یا کپڑے میں لگا تو کپڑے اور

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۹.
2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۹.
3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۹.
4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۹.
5 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص۲٦۱.
6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۷.
7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱٦.

بدن کا پاک کرنا ضروری ہے اور ان سے جو نمازیں پڑھیں ان کا پھیرنا فرض ہے اور اگر وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اس وقت سے نجس قرار پائے گا۔ اگرچہ پھولا پھٹا ہو اس سے قبل پانی نجس نہیں اور پہلے جو وضو یا غُسل کیا یا کپڑے دھوئے کچھ حَرَج نہیں تیسیراً اسی پر عمل ہے۔[1]

مسئلہ ۳۹: جو کوآں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس میں نَجاست پڑ گئی یا اس میں کوئی ایسا جانور مر گیا جس میں کُل پانی نکالنے کا حکم ہے تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ معلوم کرلیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے۔ نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں اور یہ معلوم کر لینا کہ اس وقت کتنا پانی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسلمان پرہیز گار جن کو یہ مہارت ہو کہ پانی کی چوڑائی گہرائی دیکھ کر بتا سکیں کہ اس کوئیں میں اتنا پانی ہے وہ جتنے ڈول بتائیں اتنے نکالے جائیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پانی کی گہرائی کسی لکڑی یا رسّی سے صحیح طور پر ناپ لیں اور چند شخص بہت پھرتی سے سَو۱۰۰ ڈول مثلاً نکالیں پھر پانی ناپیں جتنا کم ہو اسی حساب سے پانی نکال لیں کوآں پاک ہو جائے گا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ناپنے سے معلوم ہوا کہ پانی مثلاً دس ہاتھ ہے پھر سَو۱۰۰ ڈول نکالنے کے بعد ناپا تو نو۹ ہاتھ رہا تو معلوم ہوا کہ سَو۱۰۰ ڈول میں ایک ہاتھ کم ہوا تو دس۱۰ ہاتھ میں دس سَو۱۰۰۰ یعنی ایک ہزار ڈول ہوئے۔[2]

مسئلہ ۴۰: جو کوآں ایسا ہے کہ اس کا پانی ٹوٹ جائے گا مگر اس میں اس کے پھٹ جانے وغیرہ نقصانات کا گمان ہے تو بھی اتنا ہی پانی نکالا جائے جتنا اس وقت اس میں موجود ہے۔ پانی توڑنے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۱: کوئیں سے جتنا پانی نکالنا ہے اس میں اختیار ہے کہ ایک دم سے اتنا نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے دونوں صورت میں پاک ہو جائے گا۔[3]

مسئلہ ۴۲: مرغی کا تازہ انڈا جس پر ہنوز رطوبت لگی ہو پانی میں پڑ جائے تو نجس نہ ہوگا۔ یوہیں بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں گرا اور مرا نہیں جب بھی ناپاک نہ ہوگا۔[4]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۲۰.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۷، ۴۲۰.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج۱، ص۲۰، ۱۹.
و "الفتاوی الرضوية"، ج۳، ص۲۹۳، ۲۹۴.

3 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۳، ص۲۸۹.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۸.

آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ ۱ آدمی چاہے جنب ہو یا حَیض ونِفاس والی عورت اس کا جھوٹا پاک ہے۔ کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے [1]، مگر اس سے بچنا چاہیے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار کہ پاک ہیں مگر ان سے آدمی گھن کرتا ہے اس سے بہت بدتر کافر کے جھوٹے کو سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ ۲ کسی کے مونھ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آگئی اور اس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا ناپاک ہے اور سرخی جاتی رہنے کے بعد اس پر لازم ہے کہ کُلی کرکے مونھ پاک کرے اور اگر کُلی نہ کی اور چند بار تھوک کا گزر موضع نَجاست پر ہوا خواہ نگلنے میں یا تھوکنے میں یہاں تک کہ نَجاست کا اثر نہ رہا تو طہارت ہوگئی اسکے بعد اگر پانی پیے گا تو پاک رہیگا اگرچہ ایسی صورت میں تھوک نگلنا سَخت ناپاک بات اور گناہ ہے۔ [2]

مسئلہ ۳ معاذ اللہ شراب پی کر فوراً پانی پیا تو نجس ہوگیا اور اگر اتنی دیر ٹھہرا کہ شراب کے اجزا تھوک میں مل کر حلق سے اتر گئے تو ناپاک نہیں مگر شرابی اور اس کے جھوٹے سے بچنا ہی چاہیے۔ [3]

مسئلہ ۴ شراب خوار کی مونچھیں بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی تو جب تک ان کو پاک نہ کرے جو پانی پیے گا وہ پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔ [4]

مسئلہ ۵ مرد کو غیر عورت کا اور عورت کو غیر مرد کا جھوٹا اگر معلوم ہو کہ فلانی یا فلاں کا جھوٹا ہے بطور لذّت کھانا پینا مکروہ ہے مگر اس کھانے، پانی میں کوئی کراہت نہیں آئی [5] اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے یا لذّت کے طور پر کھایا پیا نہ گیا تو کوئی حَرج نہیں بلکہ بعض صورتوں میں بہتر ہے جیسے باشرع عالم یا دیندار پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرّک جان کر لوگ کھاتے پیتے ہیں۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤٢٤، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.
و "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢٥٧، ٢٥٩. و "مراقي الفلاح"، كتاب الطهارة، فصل في بيان احكام السؤر، ص٥.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني ج١، ص٢٣.
و "الدرا لمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٥، وغيرهما.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني ج١، ص٢٣.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني ج١، ص٢٣.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٤.

مسئلہ ۶: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرند ان کا جھوٹا پاک ہے اگرچہ نر ہوں جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، کبوتر، تیتر وغیرہ۔[1]

مسئلہ ۷: جو مرغی چھوٹی پھرتی اور غلیظ پر مونھ ڈالتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ ہے اور بند رہتی ہو تو پاک ہے۔[2]

مسئلہ ۸: یوہیں بعض گائیں جن کی عادت غلیظ کھانے کی ہوتی ہے ان کا جھوٹا مکروہ ہے اور اگر ابھی نَجاست کھائی اور اس کے بعد کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے اس کے مونھ کی طہارت ہو جائے (مثلاً آبِ جاری میں پانی پینا یا غیر جاری میں تین جگہ سے پینا) اور اس حالت میں پانی میں مونھ ڈال دیا تو ناپاک ہوگیا۔ اسی طرح اگر بیل، بھینسے، بکرے نروں نے حسبِ عادت مادہ کا پیشاب سُونگھا اور اس سے ان کا مونھ ناپاک ہوا اور نگاہ سے غائب نہ ہوئے نہ اتنی دیر گزری جس میں طہارت ہو جاتی تو ان کا جھوٹا ناپاک ہے اور اگر چار پانیوں میں مونھ ڈالیں تو پہلے تین ناپاک چوتھا پاک۔[3]

مسئلہ ۹: گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔[4]

مسئلہ ۱۰: سُوَر، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔[5]

مسئلہ ۱۱: کُتّے نے برتن میں مونھ ڈالا تو اگر وہ چینی یا دھات کا ہے یا مٹی کا روغنی یا استعمالی چکنا تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا ورنہ ہر بار سُکھا کر۔ ہاں چینی میں بال ہو یا اور برتن میں درار ہو تو تین بار سُکھا کر پاک ہوگا فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۱۲: مٹکے کو کُتّے نے اوپر سے چاٹا اس میں کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔[7]

مسئلہ ۱۳: اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا، باز، بہری، چیل وغیرہ کا جھوٹا مکروہ ہے اور یہی حکم کوّے کا ہے اور اگر ان کو پال کر شکار کے لیے سِکھا لیا ہو اور چونچ میں نَجاست نہ لگی ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے۔[8]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.

2 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.

5 ...... المرجع السابق، ص٢٤.

6 ...... "الفتاوی الرضوية"، كتاب الطهارة، باب الانجاس، ج٤، ص٥٥٩.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلّی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔[1]

مسئلہ ۱۵: اگر کسی کا ہاتھ بلّی نے چاٹنا شروع کیا تو چاہیے کہ فوراً کھینچ لے یوہیں چھوڑ دینا کہ چاٹتی رہے مکروہ ہے اور چاہیے کہ ہاتھ دھوڈالے بے دھوئے اگر نماز پڑھ لی تو ہوگئی مگر خلافِ اَولیٰ ہوئی۔[2]

مسئلہ ۱۶: بلّی نے چوہا کھایا اور فوراً برتن میں مونھ ڈال دیا تو ناپاک ہوگیا اور اگر زبان سے مونھ چاٹ لیا کہ خون کا اثر جاتا رہا تو ناپاک نہیں۔[3]

مسئلہ ۱۷: پانی کے رہنے والے جانور کا جھوٹا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو یا نہیں۔[4]

مسئلہ ۱۸: گدھے، خچر کا جھوٹا مشکوک ہے یعنی اس کے قابلِ وُضو ہونے میں شک ہے، ولہٰذا اس سے وُضو نہیں ہوسکتا کہ حدث متیقن طہارت مشکوک سے زائل نہ ہوگا۔[5]

مسئلہ ۱۹: جو جھوٹا پانی پاک ہے اس سے وُضو اور غُسل جائز ہیں مگر جنب نے بغیر کُلی کیے پانی پیا تو اس جھوٹے پانی سے وُضو نا جائز ہے کہ وہ مستعمل ہوگیا۔

مسئلہ ۲۰: اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وُضو و غُسل مکروہ اور اگر اچھا پانی موجود نہیں تو کوئی حَرَج نہیں اسی طرح مکروہ جھوٹے کا کھانا پینا بھی مالدار کو مکروہ ہے۔ غریب محتاج کو بلا کراہت جائز۔[6]

مسئلہ ۲۱: اچھا پانی ہوتے ہوئے مشکوک سے وُضو و غُسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وُضو و غُسل کرلے اور تیمم بھی اور بہتر یہ ہے کہ وُضو پہلے کرلے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تیمم کیا پھر وُضو جب بھی حَرَج نہیں اور اس صورت میں وُضو اور غُسل میں نیت کرنی ضرور اور اگر وُضو کیا اور تیمم نہ کیا یا تیمم کیا اور وُضو نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔[7]

مسئلہ ۲۲: مشکوک جھوٹے کا کھانا پینا نہیں چاہیے۔[8]

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٦.
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.
3. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.
4. المرجع السابق، ص٢٣، و "التبيين الحقائق"، ج١، ص١٠٥.
5. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.
6. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.
7. المرجع السابق.
8. "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، ج١، ص ٢٣٥.

مسئلہ ۲۳ مشکوک پانی اچھے پانی میں مل گیا تو اگر اچھا زیادہ ہے تو اس سے وُضو ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔[1]

مسئلہ ۲۴ جس کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جھوٹا پاک اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک اور جس کا جھوٹا مکروہ اس کا لعاب اور پسینہ بھی مکروہ۔[2]

مسئلہ ۲۵ گدھے، خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔[3]

تیمم کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ﴾[4]

یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں کا کوئی پاخانہ سے آیا یا عورتوں سے مباشرت کی (جماع کیا) اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو تو اپنے مونھ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

حدیث ۱ صحیح بُخاری میں بروایت اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی، فرماتی ہیں، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے یہاں تک کہ جب بیدا یا ذات الجیش[5] میں ہوئے۔ میری ہیکل ٹوٹ گئی۔[6] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لیے اقامت فرمائی اور لوگوں نے بھی حضور کے ساتھ اقامت کی اور نہ وہاں پانی تھا نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر عرض کی کیا آپ نہیں دیکھتے کہ صدیقہ نے کیا کیا حضور کو اور سب کو ٹھہرا لیا اور نہ یہاں پانی ہے نہ لوگوں کے ہمراہ ہے۔ فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضور اپنا سر مبارک میرے زانو پر رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ نہ یہاں پانی ہے نہ لوگوں کے ہمراہ ہے۔ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ مجھ پر عتاب کیا اور جو چاہا اللہ نے انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر حضور کا میرے زانو پر آرام فرمانا تو جب صبح ہوئی ایسی جگہ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ١، ص ٢٤.

2 ...... المرجع السابق، ص ٢٣.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... پ: ٦، المآئدة: ٦.

5 ...... بیدا اور ذات الجیش یہ دونوں دو جگہ کے نام ہیں۔ ۱۲

6 ...... یعنی میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا۔

جہاں پانی نہ تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمم کیا اس پر اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آلِ ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی ایسی برکتیں تم سے ہوتی ہی رہتی ہیں) فرماتی ہیں جب میری سواری کا اونٹ اٹھایا گیا وہ ہیکل اس کے نیچے ملی۔[1]

حدیث ۲ صحیح مسلم شریف میں بروایت حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں منجملہ ان باتوں کے جن سے ہم کو لوگوں پر فضیلت دی گئی یہ تین باتیں ہیں۔

(۱) ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کے مثل کی گئیں اور

(۲) ہمارے لیے تمام زمین مسجد کر دی گئی اور

(۳) جب ہم پانی نہ پائیں زمین کی خاک ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی۔[2]

حدیث ۳ امام احمد و ابوداود و ترمذی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا وُضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے اور جب پانی پائے تو اپنے بدن کو پہنچائے (غُسل و وُضو کرے) کہ یہ اس کے لیے بہتر ہے۔[3]

حدیث ۴ ابوداود و دارمی نے ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں۔ دو شخص سفر میں گئے اور نماز کا وقت آیا ان کے ساتھ پانی نہ تھا۔ پاک مٹی پر تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت کے اندر پانی مل گیا ان میں ایک صاحب نے وُضو کر کے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے اعادہ نہ کیا پھر جب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اس کا ذکر کیا تو جس نے اعادہ نہ کیا تھا اس سے فرمایا کہ تو سنّت کو پہنچا اور تیری نماز ہو گئی اور جس نے وُضو کر کے اعادہ کیا تھا اس سے فرمایا تجھے دونا ثواب ہے۔[4]

حدیث ۵ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے حضور نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا ہے۔ جس نے قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ فرمایا: اے شخص تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا شے مانع آئی۔ عرض کی مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا، مٹی کو لے کہ وہ تجھے کافی ہے۔[5]

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التيمم، باب التيمم، الحديث: ٣٣٤، ج١، ص ١٣٣.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب المساجد و مواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٢، ص٢٦٥.

3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي ذرالغفاري، الحديث: ٢١٤٢٩، ج ٨، ص ٨٦.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب المتيمّم يجد الماء بعد مايصلي في الوقت، الحديث: ٣٣٨، ج١، ص١٥٥.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التيمّم، باب الصعيد الطيب... إلخ، الحديث: ٣٤٤، ج١، ص ١٣٦.

حدیث ۶ صحیحین میں ابوجُہیم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیر جمل [1] کی جانب سے تشریف لا رہے تھے ایک شخص نے حضور کو سلام کیا اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کی جانب متوجہ ہوئے اور مونھ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔ [2]

تیمّم کے مسائل

مسئلہ ۱ جس کا وُضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وُضو و غُسل کی جگہ تیمم کرے۔ پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں: (۱) ایسی بیماری ہو کہ وُضو یا غُسل سے اس کے زِیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وُضو یا غُسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہر اُفاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا۔ [3]

مسئلہ ۲ محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمّم جائز نہیں۔ یوں ہی کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۳ اور اگر پانی بیماری کو نقصان نہیں کرتا مگر وُضو یا غُسل کے لیے حرکت ضرر کرتی ہو یا خود وُضو نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا بھی نہیں جو وُضو کرادے تو بھی تیمم کرے۔ یو ہیں کسی کے ہاتھ پھٹ گئے کہ خود وُضو نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا بھی نہیں جو وُضو کرا دے تو تیمم کرے۔ [4]

مسئلہ ۴ بے وُضو کے اکثر اعضائے وُضو میں یا جنب کے اکثر بدن میں زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو تیمم کرے، ورنہ جو حصہ عُضْو یا بدن کا اچھا ہو اس کو دھوئے اور زخم کی جگہ اور بوقت ضرر اس کے آس پاس بھی مسح کرے اور مسح بھی ضرر کرے تو اس عُضْو پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔ [5]

مسئلہ ۵ بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وُضو اور غُسل ضروری

---

1 ...... مدینہ منورہ میں ایک مقام کا نام ہے۔۱۲

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التيمم، باب التيمم في الحضر... إلخ، الحديث: ٣٣٧، ج١، ص ١٣٤.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في فاقد الطهورين، ج١، ص ٤٨١.

ہے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمم کرے۔ یوہیں اگر ٹھنڈے وقت میں وُضو یا غُسل نقصان کرتا ہے اور گرم وقت میں نہیں تو ٹھنڈے وقت تیمم کرے پھر جب گرم وقت آئے تو آئندہ نماز کے لیے وُضو کر لینا چاہیے جو نماز اس تیمم سے پڑھ لی اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ [1]

مسئلہ ۶ اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔

(۲) وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتا نہیں۔

مسئلہ ۷ اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے۔ بلا تلاش کیے تیمم جائز نہیں پھر بغیر تلاش کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وُضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر نہ ملا تو ہو گئی۔ [2]

مسئلہ ۸ اگر غالب گمان یہ ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضروری نہیں پھر اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور نہ تلاش کیا نہ کوئی ایسا ہے جس سے پُوچھے اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی یہاں سے قریب ہے تو نماز کا اعادہ نہیں مگر یہ تیمم اب جاتا رہا اور اگر کوئی وہاں تھا مگر اس نے پوچھا نہیں اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو اعادہ چاہیے۔ [3]

مسئلہ ۹ اور اگر قریب میں پانی ہونے اور نہ ہونے کسی کا گمان نہیں تو تلاش کر لینا مستحب ہے اور بغیر تلاش کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لی ہو گئی۔ [4]

مسئلہ ۱۰ ساتھ میں زم زم شریف ہے جو لوگوں کے لیے تبرکاً لیے جا رہا ہے یا بیمار کو پلانے کے لیے اور اتنا ہے کہ وُضو ہو جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔ [5]

مسئلہ ۱۱ اگر چاہے کہ زمزم شریف سے وضو نہ کرے اور تیمم جائز ہو جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جس پر بھروسا ہو کہ پھر دے دے گا وہ پانی ہبہ کر دے اور اس کا کچھ بدلہ ٹھہرائے تو اب تیمم جائز ہو جائے گا۔ [6]

مسئلہ ۱۲ جو نہ آبادی میں ہو نہ آبادی کے قریب اور اس کے ہمراہ پانی موجود ہے اور یاد نہ رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۹.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی التاتارخانية"، كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، نوع آخر في بيان شرائطهم، ج۱، ص۲۳٤.

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في فاقد الطهورين، ج۱، ص٤۷۵.

ہوگئی اور اگر آبادی یا آبادی کے قریب میں ہو تو اعادہ کرے۔[1]

مسئلہ ۱۳ اگر اپنے ساتھی کے پاس پانی ہے اور یہ گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا تو مانگنے سے پہلے تیمم جائز نہیں پھر اگر نہیں مانگا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور بعد نماز مانگا اور اس نے دے دیا یا بے مانگے اس نے خود دے دیا تو وُضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر مانگا اور نہ دیا تو نماز ہوگئی اور اگر بعد کو بھی نہ مانگا جس سے دینے نہ دینے کا حال کھلتا اور نہ اس نے خود دیا تو نماز ہوگئی اور اگر دینے کا غالب گمان نہیں اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی جب بھی یہی صورتیں ہیں کہ بعد کو پانی دے دیا تو وُضو کر کے نماز کا اعادہ کرے ورنہ ہوگئی۔[2]

مسئلہ ۱۴ نماز پڑھتے میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور گمان غالب ہے کہ دے دیگا تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور اس سے پانی مانگے اور اگر نہیں مانگا اور پوری کرلی اب اس نے خود یا اس کے مانگنے پر دے دیا تو اعادہ لازم ہے اور نہ دے تو ہوگئی اور اگر دینے کا گمان نہ تھا اور نماز کے بعد اس نے خود دے دیا یا مانگنے سے دیا جب بھی اعادہ کرے اور اگر اس نے نہ خود دیا نہ اس نے مانگا کہ حال معلوم ہوتا تو نماز ہوگئی اور اگر نماز پڑھتے میں اس نے خود کہا کہ پانی لو وُضو کرلو اور وہ کہنے والا مسلمان ہے تو نماز جاتی رہی توڑ دینا فرض ہے اور کہنے والا کافر ہے تو نہ توڑے پھر نماز کے بعد اگر اس نے پانی دے دیا تو وُضو کر کے اعادہ کرلے۔[3]

مسئلہ ۱۵ اور اگر یہ گمان ہے کہ میل کے اندر تو پانی نہیں مگر ایک میل سے کچھ زِیادہ فاصلہ پر مل جائے گا تو مستحب ہے کہ نماز کے آخر وقت مستحب تک تاخیر کرے یعنی عصر و مغرب و عشاء میں اتنی دیر نہ کرے کہ وقتِ کراہت آجائے۔ اگر تاخیر نہ کی اور تیمم کر کے پڑھ لی تو ہوگئی۔

(۳) اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز اس کے پاس نہیں جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے ضرر سے بچے نہ آگ ہے جسے تاپ سکے تو تیمم جائز ہے۔

(۴) دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس غریب نادار کا قرض خواہ ہے کہ اسے قید

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في الفرق بين الظن وغلبة الظن، ج١، ص٤٦٧.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع، الفصل الأول، ج١، ص٢٩.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في الفرق... إلخ، ج١، ص٤٦٨، ٤٧٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، و"خلاصة الفتاوى"، كتاب الطهارات، ج١، ص٣٣.

کرادے گا یا اس طرف سانپ ہے وہ کاٹ کھائے گا یا شیر ہے کہ پھاڑ کھائے گا یا کوئی بدکار شخص ہے اور یہ عورت یا امرد ہے جس کو اپنی بے آبروئی کا گمان صحیح ہے تو تیمم جائز ہے۔[1]

مسئلہ ۱۶: اگر ایسا دشمن ہے کہ ویسے اس سے کچھ نہ بولے گا مگر کہتا ہے کہ وُضو کے لیے پانی لوگے تو مار ڈالوں گا یا قید کرادوں گا تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے پھر جب موقع ملے تو وُضو کرکے اعادہ کرلے۔[2]

مسئلہ ۱۷: قیدی کو قید خانہ والے وُضو نہ کرنے دیں تو تیمم کرکے پڑھ لے اور اعادہ کرے اور اگر وہ دشمن یا قید خانہ والے نماز بھی نہ پڑھنے دیں تو اشارہ سے پڑھے پھر اعادہ کرے۔[3]

(۵) جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے تو تیمم جائز ہے۔[4]

مسئلہ ۱۸: اگر ہمراہی کے پاس ڈول رسّی ہے وہ کہتا ہے کہ ٹھہر جا میں پانی بھر کر فارغ ہو کر تجھے دوں گا تو مستحب ہے کہ انتظار کرے اور اگر انتظار نہ کیا اور تیمم کرکے پڑھ لی ہوگئی۔[5]

مسئلہ ۱۹: رسّی چھوٹی ہے کہ پانی تک نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس کوئی کپڑا (رومال، عمامہ، دوپٹا وغیرہ) ایسا ہے کہ اس کے جوڑنے سے پانی مل جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔[6]

(۶) پیاس کا خوف یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وُضو یا غُسل کے صرف میں لائے تو خود یا دوسرا مسلمان یا اپنا یا اس کا جانور اگرچہ وہ کتا جس کا پالنا جائز ہے پیاسا رہ جائے گا اور اپنی یا ان میں کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کا صحیح اندیشہ ہو کہ وہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتا نہیں تو تیمم جائز ہے۔[7]

مسئلہ ۲۰: پانی موجود ہے مگر آٹا گوندھنے کی ضرورت ہے جب بھی تیمم جائز ہے شوربے کی ضرورت کے لیے جائز نہیں۔[8]

مسئلہ ۲۱: بدن یا کپڑا اس قدر نجس ہے جو مانع جوازِ نماز ہے اور پانی صرف اتنا ہے کہ چاہے وُضو کرے یا اُس کو پاک

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٤٤.
2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.
3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.
4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.
7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.
و"الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٤٥.
8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.

کرلے دونوں کام نہیں ہوسکتے تو پانی سے اس کو پاک کرلے پھر تیمم کرے اور اگر پہلے تیمم کرلیا اس کے بعد پاک کیا تو اب پھر تیمم کرے کہ پہلا تیمم نہ ہوا۔[1]

مسئلہ ۲۲ مسافر کو راہ میں کہیں رکھا ہوا پانی ملا تو اگر کوئی وہاں ہے تو اس سے دریافت کرلے اگر وہ کہے کہ صرف پینے کے لیے ہے تو تیمم کرے وُضو جائز نہیں چاہے کتنا ہی ہو اور اگر اس نے کہا کہ پینے کے لیے بھی ہے اور وُضو کے لیے بھی تو تیمم جائز نہیں اور اگر کوئی ایسا نہیں جو بتا سکے اور پانی تھوڑا ہو تو تیمم کرے اور زیادہ ہو تو وُضو کرے۔[2]

(۷) پانی گراں ہونا یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت ہونی چاہیے اس سے دو چند مانگتا ہے تو تیمم جائز ہے اور اگر قیمت میں اتنا فرق نہیں تو تیمم جائز نہیں۔[3]

مسئلہ ۲۳ پانی مول ملتا ہے اور اس کے پاس حاجتِ ضروریہ سے زِیادہ دام نہیں تو تیمم جائز ہے۔[4]

(۸) یہ گمان کہ پانی تلاش کرنے میں قافلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی۔[5]

(۹) یہ گمان کہ وُضو یا غُسل کرنے میں عیدین کی نماز جاتی رہے گی خواہ یوں کہ امام پڑھ کر فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت آجائے گا دونوں صورتوں میں تیمم جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۲۴ وُضو کر کے عیدین کی نماز پڑھ رہا تھا اثنائے نماز میں بے وُضو ہو گیا اور وُضو کرے گا تو وقت جاتا رہے گا یا جماعت ہو چکے گی تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔[7]

مسئلہ ۲۵ گہن کی نماز کے لیے بھی تیمم جائز ہے جب کہ وُضو کرنے میں گہن کھل جانے یا جماعت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔[8]

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۹.

2 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطھارة، باب التیمم، ج۱، ص۲۹.

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۹.
و "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص٤١٤.

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۹.

5 ...... "البحر الرائق"، کتاب الطھارة، باب التیمم، ج۱، ص۲٤۳،
و "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص٤١٧.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب التیمم، ج۱، ص٤٥٦.

7 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۱.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب التیمم، ج۱، ص٤٥٧.

مسئلہ ۲۶ وُضو میں مشغول ہوگا تو ظہر یا مغرب یا عشاء یا جُمعہ کی پچھلی سُنّتوں کا یا نماز چاشت [1] کا وقت جاتا رہے گا تو تیمم کرکے پڑھ لے۔ [2]

(۱۰) غیرولی کو نماز جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے ولی کو نہیں کہ اس کا لوگ انتظار کریں گے اور لوگ بے اس کی اجازت کے پڑھ بھی لیں تو یہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔ [3]

مسئلہ ۲۷ ولی نے جس کو نماز پڑھانے کی اجازت دی ہو اسے تیمم جائز نہیں اور ولی کو اس صورت میں اگر نماز فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔ یوہیں اگر دوسرا ولی اس سے بڑھ کر موجود ہے تو اس کے لیے تیمم جائز ہے۔ خوف فوت کے یہ معنی ہیں کہ چاروں تکبیریں جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ ایک تکبیر بھی مل جائے گی تو تیمم جائز نہیں۔ [4]

مسئلہ ۲۸ ایک جنازہ کے لیے تیمم کیا اور نماز پڑھی پھر دوسرا جنازہ آیا اگر درمیان میں اتنا وقت ملا کہ وُضو کرتا تو کر لیتا مگر نہ کیا اور اب وُضو کرے تو نماز ہو چکے گی تو اس کے لیے اب دوبارہ تیمم کرے اور اگر اتنا وقفہ نہ ہو کہ وُضو کر سکے تو وہی پہلا تیمم کافی ہے۔ [5]

مسئلہ ۲۹ سلام کا جواب دینے یا درود شریف وغیرہ وظائف پڑھنے یا سونے یا بے وُضو کو مسجد میں جانے یا زبانی قرآن پڑھنے کے لیے تیمم جائز ہے اگرچہ پانی پر قدرت ہو۔

مسئلہ ۳۰ جس پر نہانا فرض ہے اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کے لیے تیمم جائز نہیں ہاں اگر مجبوری ہو جیسے ڈول رسّی مسجد میں ہو اور کوئی ایسا نہیں جو لا دے تو تیمم کرکے جائے اور جلد سے جلد لے کر نکل آئے۔ [6]

---

1. ...... مجدّدِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''پانی نہ ہونے کی حالت میں بے وضو نے مسجد میں ذکر کے لیے بیٹھنے بلکہ مسجد میں سونے کے لیے (کہ سرے سے عبادت ہی نہیں) یا پانی ہوتے ہوئے سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر یا مسِ مصحف یا باوجود وسعت وقت نمازِ پنجگانہ یا جُمعہ یا جب نے تلاوت قرآن کے لیے تیمم کیا لغو و باطل و ناجائز ہوگا کہ ان میں سے کوئی بے بدل فوت نہ ہوتا تھا، یونہی ہماری تحقیق پر تہجد یا چاشت یا چاند گہن کی نماز کے لیے، اگرچہ اُن کا وقت جاتا ہو کہ یہ نفل ہیں سنتِ مؤکدہ نہیں تو باوجودِ آب (یعنی پانی کی موجودگی میں) زیارتِ قبور یا عیادتِ مریض یا سونے کے لیے تیمم بدرجۂ اَولیٰ لغو ہے۔'' ("الفتاوی الرضوية"، ج۳، ص۵۵۷).
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۴۵۷.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۱.
4. ...... المرجع السابق،وغيره.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۷۹۱.

مسئلہ ۳۱ مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی ضرورت ہوگئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمّم کر کے نکل آئے[1] تاخیر حرام ہے۔[2]

مسئلہ ۳۲ قرآن مجید چھونے کے لیے یا سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر کے لیے تیمّم جائز نہیں جب کہ پانی پر قدرت ہو۔[3]

مسئلہ ۳۳ وقت اتنا تنگ ہوگیا کہ وُضو یا غُسل کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے پھر وُضو یا غُسل کر کے اعادہ کرنا لازم ہے۔[4]

مسئلہ ۳۴ عورت حَیض ونِفاس سے پاک ہوئی اور پانی پر قادر نہیں تو تیمّم کرے۔[5]

مسئلہ ۳۵ مُردے کو اگر غُسل نہ دے سکیں خواہ اس وجہ سے کہ پانی نہیں یا اس وجہ سے کہ اُس کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسے اجنبی عورت یا اپنی عورت کہ مرنے کے بعد اسے چھو نہیں سکتا تو اسے تیمّم کرایا جائے، غیر محرم کو اگرچہ شوہر ہو عورت کو تیمّم کرانے میں کپڑا حائل ہونا چاہیے۔[6]

مسئلہ ۳۶ جنب اور حائض اور میّت اور بے وُضو یہ سب ایک جگہ ہیں اور کسی نے اتنا پانی جو غُسل کے لیے کافی ہے لاکر کہا جو چاہے خرچ کرے تو بہتر یہ ہے کہ جنب اس سے نہائے اور مردے کو تیمّم کرایا جائے اور دوسرے بھی تیمّم کریں اور اگر کہا کہ اس میں تم سب کا حصہ ہے اور ہر ایک کو اس میں اتنا حصہ ملا جو اس کے کام کے لیے پورا نہیں تو چاہیے کہ مُردے کے غُسل کے لیے اپنا اپنا حصہ دے دیں اور سب تیمّم کریں۔[7]

مسئلہ ۳۷ دو شخص باپ بیٹے ہیں اور کسی نے اتنا پانی دیا کہ اس سے ایک کا وُضو ہو سکتا ہے تو وہ پانی باپ کے صرف

---

1 ...... ہاں جو شخص عین کنارۂ مسجد میں ہو کہ پہلے ہی قدم میں خارج ہو جائے جیسے دروازے یا حُجرے یا زمین پیشِ حجرہ (یعنی حجرہ کے سامنے والی زمین) کے متصل سوتا تھا اور احتلام ہوا یا جنابت یاد نہ رہی اور مسجد میں ایک ہی قدم رکھا تھا، ان صورتوں میں فوراً ایک قدم رکھ کر باہر ہو جائے کہ اس خروج (یعنی نکلنے میں) میں مرور فی المسجد (یعنی مسجد میں چلنا) نہ ہوگا اور جب تک تیمّم پُورا نہ ہو بحالِ جنابت (یعنی جنابت کی حالت میں) مسجد میں ٹھہرنا رہے گا۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص ٤٨٠).

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص٤٧٩.

3 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص٣٠٥.

4 ...... المرجع السابق، ص٣١٠.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب التیمم، ج١، ص٤٤٩.

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في قراءة عند المیت، ج٣، ص١٠٥، ١١٠.

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب التیمم، ج١، ص٤٧٤.

میں آنا چاہیے۔[1]

مسئلہ ۳۸ اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمم کرے تو اسے چاہیے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلانیّت نماز بجالائے۔

مسئلہ ۳۹ کوئی ایسا ہے کہ وُضو کرتا تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں تو اسے لازم ہے کہ تیمم کرے۔[2]

مسئلہ ۴۰ اتنا پانی ملا جس سے وُضو ہو سکتا ہے اور اسے نہانے کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وُضو کر لینا چاہیے اور غُسل کے لیے تیمم کرے۔[3]

مسئلہ ۴۱ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو مار کر لوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے مونھ کا مسح کریں پھر دوسری مرتبہ یوہیں کریں اور دونوں ہاتھوں کا ناخن سے کہنیوں سمیت مسح کریں۔[4]

مسئلہ ۴۲ وُضو اور غُسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے۔[5]

مسئلہ ۴۳ **تیمم میں تین فرض ہیں:**

(۱) نیّت: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر مونھ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیّت نہ کی تیمم نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۴۴ کافر نے اسلام لانے کے لیے تیمم کیا اس سے نماز جائز نہیں کہ وہ اس وقت نیّت کا اہل نہ تھا بلکہ اگر قدرت پانی پر نہ ہو تو سرے سے تیمم کرے۔[7]

مسئلہ ۴۵ نماز اس تیمم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیّت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بلاطہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھونے یا اذان واقامت (یہ سب عبادت مقصودہ نہیں) یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وُضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لیے طہارت شرط نہیں)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب ا لطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۰.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۱.

3 ...... "الفتاوی التاتارخانیة"، کتاب الطهارة، الفصل الخامس في التیمم، ج۱، ص۲۵۵.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۰.

5 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الطهارة، باب التیمم، ص۲۸.

6 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص۳۷۳.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۶.

کے لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لیے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں۔[1]

مسئلہ ۴۶: جنب نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے سجدۂ شکر کی نیت سے جو تیمم کیا ہو اس سے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۷: دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمم کیا اس سے بھی نماز جائز نہیں۔[2]

مسئلہ ۴۸: نماز جنازہ یا عیدین یا سنتوں کے لیے اس غرض سے تیمم کیا ہو کہ وُضو میں مشغول ہوگا تو یہ نمازیں فوت ہو جائیں گی تو اس تیمم سے اس خاص نماز کے سوا کوئی دوسری نماز جائز نہیں۔[3]

مسئلہ ۴۹: نماز جنازہ یا عیدین کے لیے تیمم اس وجہ سے کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا تو اس سے فرض نماز اور دیگر عبادتیں سب جائز ہیں۔

مسئلہ ۵۰: سجدۂ تلاوت کے تیمم سے بھی نمازیں جائز ہیں۔[4]

مسئلہ ۵۱: جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضرور نہیں کہ غُسل اور وُضو دونوں کے لیے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کرلے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غُسل یا وُضو کی نیت کی جب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۵۲: بیمار یا بے دست و پا اپنے آپ تیمم نہیں کر سکتا تو اسے کوئی دوسرا شخص تیمم کرا دے اور اس وقت تیمم کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں بلکہ اس کی نیت چاہیے جسے کرایا جا رہا ہے۔[5]

(۲) سارے مونھ پر ہاتھ پھیرنا: اس طرح کہ کوئی حصہ باقی رہ نہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تیمم نہ ہوا۔[6]

مسئلہ ۵۳: داڑھی اور مونچھوں اور بھوؤں کے بالوں پر ہاتھ پھر جانا ضروری ہے۔ مونھ کہاں سے کہاں تک ہے اس کو ہم نے وُضو میں بیان کر دیا بھوؤں کے نیچے اور آنکھوں کے اوپر جو جگہ ہے اور ناک کے حصۂ زیریں کا خیال رکھیں کہ اگر خیال نہ رکھیں گے تو ان پر ہاتھ نہ پھرے گا اور تیمم نہ ہوگا۔[7]

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.
2. المرجع السابق.
3. "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٥٥،٤٥٨.
4. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.
5. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.
6. "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص ٤٤٨.
7. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

مسئلہ ۵۴: عورت ناک میں پھول پہنے ہو تو نکال لے ورنہ پھول کی جگہ باقی رہ جائے گی اور نتھ پہنے ہو جب بھی خیال رکھے کہ نتھ کی وجہ سے کوئی جگہ باقی تو نہیں رہی۔

مسئلہ ۵۵: نتھنوں کے اندر مسح کرنا کچھ درکار نہیں۔

مسئلہ ۵۶: ہونٹ کا وہ حصہ جو عادۃً مونھ بند ہونے کی حالت میں دکھائی دیتا ہے اس پر بھی مسح ہو جانا ضروری ہے تو اگر کسی نے ہاتھ پھیرتے وقت ہونٹوں کو زور سے دبالیا کہ کچھ حصہ باقی رہ گیا تیمم نہ ہوا۔ یوہیں اگر زور سے آنکھیں بند کرلیں جب بھی تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵۷: مونچھ کے بال اتنے بڑھ گئے کہ ہونٹ چھپ گیا تو ان بالوں کو اٹھا کر ہونٹ پر ہاتھ پھیرے، بالوں پر ہاتھ پھیرنا کافی نہیں۔

(۳) دونوں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرنا: اس میں بھی یہ خیال رہے کہ ذرّہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵۸: انگوٹھی چھلّے پہنے ہو تو انھیں اتار کران کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔[1] عورتوں کو اس میں بہت اِحتیاط کی ضرورت ہے۔ کنگن چوڑیاں جتنے زیور ہاتھ میں پہنے ہو سب کو ہٹا کر یا اتار کر جلد کے ہر حصہ پر ہاتھ پہنچائے اس کی احتیاط بِوُضو سے بڑھ کر ہیں۔

مسئلہ ۵۹: تیمم میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں۔

مسئلہ ۶۰: ایک ہی مرتبہ ہاتھ مار کر مونھ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا تیمم نہ ہوا ہاں اگر ایک ہاتھ سے سارے مونھ کا مسح کیا اور دوسرے سے ایک ہاتھ کا اور ایک ہاتھ جو بچ رہا اُس کے لیے پھر ہاتھ مارا اور اس پر مسح کر لیا تو ہوگیا مگر خلافِ سنّت ہے۔[2]

مسئلہ ۶۱: جس کے دونوں ہاتھ یا ایک پہنچے سے کٹا ہو تو کہنیوں تک جتنا باقی رہ گیا اُس پر مسح کرے اور اگر کہنیوں سے اوپر تک کٹ گیا تو اسے بقیہ ہاتھ پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں پھر بھی اگر اس جگہ پر جہاں سے کٹ گیا ہے مسح کرلے تو بہتر ہے۔[3]

مسئلہ ۶۲: کوئی لُنجھا ہے یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسے تیمم کرا دے تو وہ اپنے ہاتھ اور رخسار جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھے مگر وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا۔ ہاں اس جیسا کوئی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

اور بھی ہے تو اس کی امامت کر سکتا ہے۔[1]

مسئلہ ۲۳: تیمم کے ارادے سے زمین پر لوٹا اور مونھ اور ہاتھوں پر جہاں تک ضرور ہے ہر ذرہ پر گرد لگ گئی تو ہو گیا ورنہ نہیں اور اس صورت میں مونھ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لینا چاہیے۔[2]

تیمّم کی سنتیں

(۱) بسم اللہ کہنا۔

(۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔

(۳) انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا۔

(۴) ہاتھوں کو جھاڑ لینا یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

(۵) زمین پر ہاتھ مار کر لوٹ دینا۔

(۶) پہلے مونھ پھر ہاتھ کا مسح کرنا۔

(۷) دونوں کا مسح پے درپے ہونا۔

(۸) پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔

(۹) داڑھی کا خلال کرنا اور

(۱۰) انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو خلال فرض ہے۔ ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پُشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے دہنے انگوٹھے کی پُشت کا مسح کرے یوہیں داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے اور ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کر لیا تیمم ہو گیا خواہ کہنی سے انگلیوں کی طرف لایا یا انگلیوں سے کہنی کی طرف لے گیا مگر پہلی

---

1. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲٦، وغیره.

2. ...... المرجع السابق.

صورت میں خلاف سنّت ہوا۔[1]

مسئلہ ۱: اگر مسح کرنے میں صرف تین انگلیاں کام میں لایا جب بھی ہو گیا اور اگر ایک یا دو سے مسح کیا تیمم نہ ہوا اگرچہ تمام عُضْو پر ان کو پھیر لیا ہو۔

مسئلہ ۲: تیمم ہوتے ہوئے دوبارہ تیمم نہ کرے۔[2]

مسئلہ ۳: خلال کے لیے ہاتھ مارنا ضروری نہیں۔[3]

کس چیز سے تیمّم جائز ہے اور کس سے نہیں

مسئلہ ۱: تیمم اسی چیز سے ہوسکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔[4]

مسئلہ ۲: جس مٹی سے تیمم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک ہونے سے اثرِ نجاست جاتا رہا ہو۔[5]

مسئلہ ۳: جس چیز پر نجاست گری اور سُوکھ گئی اس سے تیمم نہیں کرسکتے اگرچہ نجاست کا اثر باقی نہ ہو البتہ نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔[6]

مسئلہ ۴: یہ وہم کہ کبھی نجس ہوئی ہوگی فضول ہے اس کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۵: جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم جائز ہے۔ ریتا، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔[7]

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج ۱، ص۴۳۷-۴۳۹.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۳۰، وغيره.
2. ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ۳، ص ۳۷۶.
3. ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج ۱، ص ۲۵۳.
4. ...... "خلاصة الفتاوى"، كتاب الطهارات، الفصل الخامس في التيمم، ج ۱، ص ۳۵.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶.
6. ...... المرجع السابق، ص ۲۷، وغيره.
7. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۶-۲۷.

مسئلہ ۶: پکی اینٹ چینی یا مٹی کے برتن سے جس پر کسی ایسی چیز کی رنگت ہو جو جنس زمین سے ہے۔ جیسے گیرو[1] کھریا[2] مٹی یا وہ چیز جس کی رنگت جنس زمین سے تو نہیں مگر برتن پر اس کا جرم نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس سے تیمم جائز ہے اور اگر جنس زمین سے نہ ہو اور اس کا جرم برتن پر ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ ۷: شورہ جو ہنوز پانی میں ڈال کر صاف نہ کیا گیا ہو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔[3]

مسئلہ ۸: جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھا نمک اس سے جائز ہے۔[4]

مسئلہ ۹: جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لکڑی، گھاس وغیرہ یا پگھل جاتی یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پیتل، لوہا وغیرہ دھاتیں وہ زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔ ہاں یہ دھاتیں اگر کان سے نکال کر پگھلائی نہ گئیں کہ ان پر مٹی کے اجزا ہنوز باقی ہیں تو ان سے تیمم جائز ہے اور اگر پگھلا کر صاف کر لی گئیں اور ان پر اتنا غبار ہے کہ ہاتھ مارنے سے اس کا اثر ہاتھ میں ظاہر ہوتا ہے تو اس غبار سے تیمم جائز ہے، ورنہ نہیں۔[5]

مسئلہ ۱۰: غلہ، گیہوں، جو وغیرہ اور لکڑی یا گھاس اور شیشہ پر غبار ہو تو اس غبار سے تیمم جائز ہے جب کہ اتنا ہو کہ ہاتھ میں لگ جاتا ہو ورنہ نہیں۔[6]

مسئلہ ۱۱: مشک وعنبر، کافور، لوبان سے تیمم جائز نہیں۔[7]

مسئلہ ۱۲: موتی اور سیپ اور گھونگے سے تیمم جائز نہیں اگرچہ پسے ہوں اور ان چیزوں کے چُونے سے بھی ناجائز۔[8]

مسئلہ ۱۳: راکھ اور سونے چاندی فولاد وغیرہ کے کشتوں سے بھی جائز نہیں۔[9]

مسئلہ ۱۴: زمین یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے اس سے تیمم جائز ہے یوہیں اگر پتھر جل کر راکھ ہو جائے اس سے بھی جائز ہے۔[10]

---

1 ...... ایک قسم کی لال مٹی۔
2 ...... ایک قسم کی سفید مٹی۔
3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.
4 ...... المرجع السابق، ص٢٧.
5 ...... المرجع السابق.
6 ...... المرجع السابق.
7 ...... المرجع السابق.
8 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٦٥٧.
9 ...... المرجع السابق، ص٦٥٦.
10 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٧، وغيره.

مسئلہ ۱۵: اگر خاک میں راکھ مل جائے اور خاک زِیادہ ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔[1]

مسئلہ ۱۶: زرد، سرخ، سبز، سیاہ رنگ کی مٹی سے تیمم جائز ہے[2] مگر جب رنگ چھوٹ کر ہاتھ مونھ کو رنگین کر دے تو بغیر ضرورت شدیدہ اس سے تیمم کرنا جائز نہیں اور کرلیا تو ہوگیا۔

مسئلہ ۱۷: بھیگی مٹی سے تیمم جائز ہے جب کہ مٹی غالب ہو۔[3]

مسئلہ ۱۸: مسافر کا ایسی جگہ گزر ہوا کہ سب طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے اور پانی نہیں پاتا کہ وُضو یا غُسل کرے اور کپڑے میں بھی غبار نہیں تو اسے چاہیے کہ کپڑا کیچڑ میں سان کر سکھالے اور اس سے تیمم کرے اور اگر وقت جاتا ہو تو مجبوری کو کیچڑ ہی سے تیمم کرلے جب کہ مٹی غالب ہو۔[4]

مسئلہ ۱۹: گدّے اور دری وغیرہ میں غبار ہے تو اس سے تیمم کر سکتا ہے اگرچہ وہاں مٹی موجود ہو جب کہ غبار اتنا ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔[5]

مسئلہ ۲۰: نجس کپڑے میں غبار ہو اس سے تیمم جائز نہیں ہاں اگر اس کے سُوکھنے کے بعد غبار پڑا تو جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۲۱: مکان بنانے یا گرانے میں یا کسی اور صورت سے مونھ اور ہاتھوں پر گرد پڑی اور تیمم کی نیت سے مونھ اور ہاتھوں پر مسح کرلیا تیمم ہوگیا۔[7]

مسئلہ ۲۲: گچ کی دیوار پر تیمم جائز ہے۔[8]

مسئلہ ۲۳: مصنوعی مُردہ سنگ سے تیمم جائز نہیں۔[9]

مسئلہ ۲۴: مونگے یا اس کی راکھ سے تیمم جائز نہیں۔[10]

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۷.

2...... المرجع السابق. 3...... المرجع السابق.

4...... المرجع السابق.

5...... "الفتاوی الرضوية"، ج۳، ص۶۰۲.

6...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۷.

7...... المرجع السابق.

8...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۴۵۳.

9...... "الفتاوی الرضوية"، ج۳، ص۶۵۴.

10...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۴۵۲.

مرجان (یعنی مونگے) سے تیمم کرنے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ، جلد 3 صفحہ 684 تا 688 ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ ۲۵ جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا دوسرا بھی کرسکتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے غلط ہے۔[1]

مسئلہ ۲۶ تیمم کے لیے ہاتھ زمین پر مارا اور مسح سے پہلے ہی تیمم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمم نہیں کرسکتا۔[2]

تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

مسئلہ ۱ جن چیزوں سے وُضو ٹوٹتا ہے یا غُسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔[3]

مسئلہ ۲ مریض نے غُسل کا تیمم کیا تھا اور اب اتنا تندرست ہوگیا کہ غُسل سے ضرر نہ پہنچے گا تیمم جاتا رہا۔[4]

مسئلہ ۳ کسی نے غُسل اور وُضو دونوں کے لیے ایک ہی تیمم کیا تھا پھر وُضو توڑنے والی کوئی چیز پائی گئی یا اتنا پانی پایا کہ جس سے صرف وُضو کرسکتا ہے یا بیمار تھا اور اب اتنا تندرست ہوگیا کہ وُضو نقصان نہ کرے گا اور غُسل سے ضرر ہوگا تو صرف وُضو کے حق میں تیمم جاتا رہا غُسل کے حق میں باقی ہے۔[5]

مسئلہ ۴ جس حالت میں تیمم ناجائز تھا اگر وہ بعد تیمم پائی گئی تیمم ٹوٹ گیا جیسے تیمم والے کا ایسی جگہ گذر ہوا کہ وہاں سے ایک میل کے اندر پانی ہے تو تیمم جاتا رہا۔ یہ ضرور نہیں کہ پانی کے پاس ہی پہنچ جائے۔

مسئلہ ۵ اتنا پانی ملا کہ وُضو کے لیے کافی نہیں ہے یعنی ایک مرتبہ مونھ اور ایک ایک مرتبہ دونوں ہاتھ پاؤں نہیں دھوسکتا تو وُضو کا تیمم نہیں ٹوٹا اور اگر ایک ایک مرتبہ دھوسکتا ہے تو جاتا رہا۔ یوہیں غُسل کے تیمم کرنے والے کو اتنا پانی ملا جس سے غُسل نہیں ہوسکتا تو تیمم نہیں گیا۔[6]

---

1 ...... "منية المصلي"، بيان التيمم وطهارة الأرض، ص٥٨.
و "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٧٣٨.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص٢٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص٣٠.
و "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٧٨.

مسئلہ ۶: ایسی جگہ گزرا کہ وہاں سے پانی قریب ہے مگر پانی کے پاس شیر یا سانپ یا دشمن ہے جس سے جان یا مال یا آبرو کا صحیح اندیشہ ہے یا قافلہ انتظار نہ کرے گا اور نظروں سے غائب ہو جائے گا یا سواری سے اتر نہیں سکتا جیسے ریل یا گھوڑا کہ اس کے روکے نہیں رُکتا یا گھوڑا ایسا ہے کہ اُترنے تو دے گا مگر پھر چڑھنے نہ دے گا یا یہ اتنا کمزور ہے کہ پھر چڑھ نہ سکے گا یا کوئیں میں پانی ہے اور اس کے پاس ڈول رسّی نہیں تو ان سب صورتوں میں تیمم نہیں ٹوٹا۔[1]

مسئلہ ۷: پانی کے پاس سے سوتا ہوا گزرا تیمم نہیں ٹوٹا۔[2] ہاں اگر تیمم وُضو کا تھا اور نیند اس حد کی ہے جس سے وُضو جاتا رہے تو بیشک تیمم جاتا رہا مگر نہ اس وجہ سے کہ پانی پر گزرا بلکہ سو جانے سے اور اگر اونگھتا ہوا پانی پر گزرا اور پانی کی اطلاع ہو گئی تو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۸: پانی پر گزرا اور اپنا تیمم یاد نہیں جب بھی تیمم جاتا رہا۔[3]

مسئلہ ۹: نماز پڑھتے میں گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی دیکھا تو نماز پوری کرے پھر اس سے وُضو کرے پھر تیمم کرے اور نماز لوٹائے۔

مسئلہ ۱۰: نماز پڑھتا تھا اور دور سے ریتا چمکتا ہوا دکھائی دیا اور اُسے پانی سمجھ کر ایک قدم بھی چلا پھر معلوم ہوا ریتا ہے نماز فاسد ہو گئی مگر تیمم نہ گیا۔

مسئلہ ۱۱: چند شخص تیمم کیے ہوئے تھے کسی نے ان کے پاس ایک وُضو کے لائق پانی لا کر کہا جس کا جی چاہے اس سے وُضو کر لے سب کا تیمم جاتا رہے گا اور اگر وہ سب نماز میں تھے تو نماز بھی سب کی گئی اور اگر یہ کہا کہ تم سب اس سے وُضو کر لو تو کسی کا بھی تیمم نہ ٹوٹے گا۔[5] یوہیں اگر یہ کہا کہ میں نے تم سب کو اس پانی کا مالک کیا جب بھی تیمم نہ گیا۔

مسئلہ ۱۲: پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا اب پانی ملا تو ایسا بیمار ہو گیا کہ پانی نقصان کرے گا تو پہلا تیمم جاتا رہا اب بیماری کی وجہ سے پھر تیمم کرے یوہیں بیماری کی وجہ سے تیمم کیا اب اچھا ہوا تو پانی نہیں ملتا جب بھی نیا تیمم کرے۔[6]

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص ٣٠،وغيره.

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص ٣٠.

3...... المرجع السابق.

5...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص ٣٠.

6...... المرجع السابق، ص٢٩۔ ٣٠ .

مسئلہ ۱۳ کسی نے غسل کیا مگر تھوڑا سا بدن سوکھا رہ گیا یعنی اس پر پانی نہ بہا اور پانی بھی نہیں کہ اسے دھولے اب غسل کا تیمّم کیا پھر بے وُضو ہوا اور وُضو کا بھی تیمّم کیا پھر اسے اتنا پانی ملا کہ وُضو بھی کرلے اور وہ سوکھی جگہ بھی دھولے تو دونوں تیمّم وُضو اور غسل کے جاتے رہے اور اگر اتنا پانی ملا کہ نہ اس سے وُضو ہوسکتا ہے نہ وہ جگہ دُھل سکتی ہے تو دونوں تیمّم باقی ہیں اور اس پانی کو اس خشک حصہ کے دھونے میں صرف کرے جتنا دُھل سکے اور اگر اتنا ملا کہ وُضو ہوسکتا ہے اور خشکی کے لیے کافی نہیں تو وُضو کا تیمّم جاتا رہا اس سے وُضو کرے اور اگر صرف خشک حصہ کو دھوسکتا ہے اور وُضو نہیں کرسکتا تو غسل کا تیمّم جاتا رہا، وُضو کا باقی ہے اس پانی کو اس کے دھونے میں صرف کرے اور اگر ایک کرسکتا ہے چاہے وُضو کرے چاہے اسے دھولے تو غسل کا تیمّم جاتا رہا اس سے اس جگہ کو دھولے اور وُضو کا تیمّم باقی ہے۔ (1)

موزوں پر مسح کا بیان

حدیث ۱ امام احمد و ابو داود نے مُغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مُوزوں پر مسح کیا، میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور بھول گئے فرمایا: ''بلکہ تُو بھولا میرے رب عزوجل نے اسی کا حکم دیا۔'' (2)

حدیث ۲ دارقُطنی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کو تین دن، تین راتیں اور مقیم کو ایک دن رات مُوزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی، جب کہ طہارت کے ساتھ پہنے ہوں۔ (3)

حدیث ۳ ترمذی ونسائی صَفوان بن عَسّال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، جب ہم مسافر ہوتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرماتے کہ تین دن راتیں ہم موزے نہ اتاریں مگر بوجہ جنابت کے، ولیکن پاخانہ اور پیشاب اور سونے کے بعد نہیں۔ (4)

حدیث ۴ ابو داود نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر دین اپنی رائے سے ہوتا تو موزے کا تلا، بہ نسبت اوپر کے مسح میں بہتر ہوتا۔ (5)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۹.

2 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین الحدیث: ۱۵۶، ج۱، ص ۸۶.

3 ...... "سنن الدار قطني"، کتاب الطهارة، باب الرخصة في المسح علی الخفین... إلخ، الحدیث: ۷۳۷، ج۱، ص ۲۷۰.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب المسح علی الخفین للمسافر... إلخ، الحدیث: ۹۶، ج۱، ص۱۵۳.

5 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الطهارة، باب کیف المسح، الحدیث: ۱۶۲، ج۱، ص ۸۸.

حدیث ۵ ابوداود و ترمذی راوی کہ مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ موزوں کی پُشت پر مسح فرماتے۔[1]

موزوں پر مسح کرنے کے مسائل

جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وُضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مسح جائز سمجھے۔ اور اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تواتر کے ہیں، اسی لیے امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو اس کو جائز نہ جانے اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امام شیخ الاسلام فرماتے ہیں جو اسے جائز نہ مانے گمراہ ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلسنّت و جماعت کی علامت دریافت کی گئی فرمایا:

تَفۡضِیۡلُ الشَّیۡخَیۡنِ وَحُبُّ الۡخَتَنَیۡنِ وَمَسۡحُ الۡخُفَّیۡنِ

یعنی حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق و امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے بزرگ جاننا اور امیر المومنین عثمانِ غنی و امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا۔[2] اور ان تینوں باتوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ حضرت کوفہ میں تشریف فرما تھے اور وہاں رافضیوں ہی کی کثرت تھی تو وہی علامات ارشاد فرمائیں جو ان کا رد ہیں۔ اس روایت کے یہ معنی نہیں کہ صرف ان تین باتوں کا پایا جانا سُنّی ہونے کے لیے کافی ہے۔ علامت شے میں پائی جاتی ہے، شے لازمِ علامت نہیں ہوتی جیسے حدیثِ صحیح بُخاری شریف میں وہابیہ کی علامت فرمائی:۔ ((سِیۡمَاھُمُ التَّحۡلِیۡقُ)) ان کی علامت سر منڈانا ہے۔[3] اس کے یہ معنی نہیں کہ سر منڈانا ہی وہابی ہونے کے لیے کافی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اس کے جواز پر کچھ خدشہ نہیں کہ اس میں چالیس صحابہ سے مجھ کو حدیثیں پہنچیں۔[4]

مسئلہ ۱ جس پر غُسل فرض ہے وہ موزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔[5]

مسئلہ ۲ عورتیں بھی مسح کرسکتی ہیں[6] مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں:

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين ظاهرهما، الحديث: ٩٨، ج١، ص١٥٥.

2 ...... "غنية المتملي"، فصل في المسح على الخفين، ص١٠٤.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر... إلخ، الحديث: ٧٥٦٢، ج٤، ص٥٩٩.

4 ...... "غنية المتملي"، فصل في المسح على الخفين، ص١٠٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ج١، ص٤٩٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٦.

(۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زِیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک اُنگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔

(۲) پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

(۳) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرمچ وغیرہ۔

مسئلہ ۳: ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اُونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔[1]

(۴) وُضو کر کے پہنا ہو یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوُضو ہو خواہ پورا وُضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وُضو پورا کر لیا۔

مسئلہ ۴: اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لیے اور حدث سے پہلے مونھ ہاتھ دھو لیے اور سر کا مسح کر لیا تو بھی مسح جائز ہے اور اگر صرف پاؤں دھو کر پہنے اور بعد پہننے کے وُضو پورا نہ کیا اور حدث ہو گیا تو اب وُضو کرتے وقت مسح جائز نہیں۔

مسئلہ ۵: بے وُضو موزہ پہن کر پانی میں چلا کہ پاؤں دُھل گئے اب اگر حدث سے پیشتر باقی اعضائے وُضو دھو لیے اور سر کا مسح کر لیا تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔[2]

مسئلہ ۶: وُضو کر کے ایک ہی پاؤں میں موزہ پہنا اور دوسرا نہ پہنا، یہاں تک کہ حدث ہوا تو اس ایک پر بھی مسح جائز نہیں دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ ۷: تیمّم کر کے موزے پہنے گئے تو مسح جائز نہیں۔[3]

مسئلہ ۸: معذور کو صرف اس ایک وقت کے اندر مسح جائز ہے جس وقت میں پہنا ہو۔ ہاں اگر پہننے کے بعد اور حدث

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج٤، ص٣٤٥.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٣.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٣.

سے پہلے عذر جاتا رہا تو اس کے لیے وہ مدت ہے جو تندرست کے لیے ہے۔

(۵) نہ حالت جنابت میں پہنا نہ بعد پہننے کے جنب ہوا ہو۔

مسئلہ ۹: جنب نے جنابت کا تیمم کیا اور وُضو کر کے موزہ پہنا تو مسح کر سکتا ہے مگر جب جنابت کا تیمم جاتا رہا تو اب مسح جائز نہیں۔[1]

مسئلہ ۱۰: جنب نے غُسل کیا مگر تھوڑا سا بدن خشک رہ گیا اور موزے پہن لیے اور قبل حدث کے اس جگہ کو دھوڈالا تو مسح جائز ہے اور اگر وہ جگہ اعضائے وُضو میں دھونے سے رہ گئی تھی اور قبل دھونے کے حدث ہوا تو مسح جائز نہیں۔[2]

(۶) مدّت کے اندر ہو اور اس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین راتیں۔[3]

مسئلہ ۱۱: موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا اس وقت سے اس کا شمار ہے مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔[4]

مسئلہ ۱۲: مقیم کو ایک دن رات پورا نہ ہوا تھا کہ سفر کیا تو اب ابتدائے حدث سے تین دن، تین راتوں تک مسح کر سکتا ہے اور مسافر نے اقامت کی نیت کر لی تو اگر ایک دن رات پورا کر چکا ہے مسح جاتا رہا اور پاؤں دھونا فرض ہو گیا۔ اور نماز میں تھا تو نماز جاتی رہی اور اگر چوبیس گھنٹے پورے نہ ہوئے تو جتنا باقی ہے پورا کر لے۔

(۷) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین اُنگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اور اگر تین انگل پھٹا ہو اور بدن تین اُنگل سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین اُنگل سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین اُنگل یا زِیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلائی کھل جائے جب بھی یہی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین انگل سے کم ہے تو جائز ورنہ نہیں۔[5]

مسئلہ ۱۳: موزہ پھٹ گیا یا سیون کھل گئی اور ویسے پہنے رہنے کی حالت میں تین انگل پاؤں ظاہر نہیں ہوتا مگر چلنے میں تین انگل دکھائی دے تو اس پر مسح جائز نہیں۔[6]

مسئلہ ۱۴: ایسی جگہ پھٹا یا سیون کھلی کہ انگلیاں خود دکھائی دیں، تو چھوٹی بڑی کا اعتبار نہیں بلکہ تین انگلیاں ظاہر ہوں۔[7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٣.
2 ...... المرجع السابق.
3 ...... المرجع السابق.
4 ...... المرجع السابق.
5 ...... المرجع السابق.
6 ...... المرجع السابق.
7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵ ایک موزہ چند جگہ کم سے کم اتنا پھٹ گیا ہو کہ اس میں سوتالی جاسکے اوران سب کا مجموعہ تین انگل سے کم ہے تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔[1]

مسئلہ ۱۶ ٹخنے سے اوپر کتنا ہی پھٹا ہو اس کا اعتبار نہیں۔[2]

مسح کا طریقہ: یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی تین انگلیاں، دہنے پاؤں کی پُشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پُشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین انگل کے کھینچ لی جائے اور سنّت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔[3]

مسئلہ ۱۷ انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے، ہاتھ دھونے کے بعد جو تری باقی رہ گئی اس سے مسح جائز ہے اور سر کا مسح کیا اور ہنوز ہاتھ میں تری موجود ہے تو یہ کافی نہیں بلکہ پھر نئے پانی سے ہاتھ تر کرلے کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی شامل ہو تو حرج نہیں۔[4]

مسئلہ ۱۸ **مسح میں فرض دو ہیں:**

(۱) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔

(۲) موزے کی پیٹھ پر ہونا[5]۔

مسئلہ ۱۹ ایک پاؤں کا مسح بقدر دو انگل کے کیا اور دوسرے کا چار انگل تو مسح نہ ہوا۔

مسئلہ ۲۰ موزے کے تلے یا کروٹوں یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح نہ ہوا۔

مسئلہ ۲۱ پوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا اور پنڈلی تک کھینچنا اور مسح کرتے وقت انگلیاں کھلی رکھنا سنّت ہے۔[6]

مسئلہ ۲۲ انگلیوں کی پُشت سے مسح کیا یا پنڈلی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کھینچا، یا موزے کی چوڑائی کا مسح کیا یا انگلیاں ملی ہوئی رکھیں یا ہتھیلی سے مسح کیا تو ان سب صورتوں میں مسح ہو گیا مگر سنّت کے خلاف ہوا۔[7]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٤.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٣.

4 ...... "غنية المتملي"، فصل في مسح على الخفين، ص١١٠.

5 ...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ص٣١.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، ج١، ص٣٢.

7 ...... "غنية المتملي"، فصل في مسح على الخفين، ص١٠٩.

مسئلہ ۲۳: اگرایک ہی انگلی سے تین بار نئے پانی سے ہر مرتبہ تر کر کے تین جگہ مسح کیا جب بھی ہوگیا مگر سنّت ادا نہ ہوئی اور اگرایک ہی جگہ مسح ہر بار کیا یا ہر بار تر نہ کیا تو مسح نہ ہوا۔ (1)

مسئلہ ۲۴: انگلیوں کی نوک سے مسح کیا تو اگران میں اتنا پانی تھا کہ تین انگل تک برابر ٹپکتا رہا تو مسح ہوا ورنہ نہیں۔ (2)

مسئلہ ۲۵: موزے کی نوک کے پاس کچھ جگہ خالی ہے کہ وہاں پاؤں کا کوئی حصہ نہیں، اس خالی جگہ کا مسح کیا تو مسح نہ ہوا اور اگر بہ تکلف وہاں تک انگلیاں پہنچادیں اور اب مسح کیا تو ہوگیا مگر جب وہاں سے پاؤں ہٹے گا فوراً مسح جاتا رہے گا۔ (3)

مسئلہ ۲۶: مسح میں نہ نیّت ضروری ہے نہ تین بار کرنا سنّت ایک بار کرلینا کافی ہے۔ (4)

مسئلہ ۲۷: موزے پر پائتابہ پہنا اور اس پائتابہ پر مسح کیا تو اگر موزے تک تری پہنچ گئی مسح ہوگیا ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ ۲۸: موزے پہن کر شبنم میں چلا، یا اس پر پانی گر گیا یا مینھ کی بوندیں پڑیں اور جس جگہ مسح کیا جاتا ہے بقدر تین انگل کے تر ہوگیا تو مسح ہوگیا ہاتھ پھیرنے کی بھی حاجت نہیں۔ (6)

مسئلہ ۲۹: انگریزی بوٹ جوتے پر مسح جائز ہے اگر ٹخنے اس سے چھپے ہوں، عمامہ اور برقع اور نقاب اور دستانوں پر مسح جائز نہیں۔ (7)

مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ھے

مسئلہ ۱: جن چیزوں سے وُضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ (8)

مسئلہ ۲: مدت پوری ہوجانے سے مسح جاتا رہتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھولینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی حاجت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کرلے۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج۱، ص۳۲.

2 ...... المرجع السابق، ص۳۳.

3 ...... "غنية المتملي"، فصل في مسح على الخفين، ص۱۱۸.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۶، وغيره.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج۱، ص۳۲.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج۱، ص۳۳.

7 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج٤، ص۳٤۷ ـ ۳٤۸.

8 ...... "الهداية"، كتاب الطهارات، باب المسح على الخفين، ج۱، ص۳۱.

مسئلہ ۳ مسح کی مدت پوری ہوگئی اور قوی اندیشہ ہے کہ موزے اتارنے میں سردی کے سبب پاؤں جاتے رہیں گے تو نہ اتارے اور ٹخنوں تک پورے موزے کا (نیچے اوپر اغل بغل اور ایڑیوں پر) مسح کرے کہ کچھ رہ نہ جائے۔ [1]

مسئلہ ۴ موزے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ یوہیں اگر ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزے سے باہر ہوجائے تو جاتا رہا، موزہ اتارنے یا پاؤں کا اکثر حصہ باہر ہونے میں پاؤں کا وہ حصہ معتبر ہے جو گٹوں سے پنجوں تک ہے پنڈلی کا اعتبار نہیں ان دونوں صورتوں میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ [2]

مسئلہ ۵ موزہ ڈھیلا ہے کہ چلنے میں موزے سے ایڑی نکل جاتی ہے تو مسح نہ گیا۔ [3] ہاں اگر اتارنے کی نیت سے باہر کی تو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۶ موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زِیادہ حصہ دُھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زِیادہ پاؤں دھل گیا تو مسح جاتا رہا۔ [4]

مسئلہ ۷ پاتابوں پر اس طرح مسح کیا کہ مسح کی تری مَوزوں تک پہنچی تو پاتابوں کے اتارنے سے مسح نہ جائے گا۔

مسئلہ ۸ اعضائے وُضو اگر پھٹ گئے ہوں یا ان میں پھوڑا، یا اور کوئی بیماری ہو اور ان پر پانی بہانا ضرر کرتا ہو، یا تکلیف شدید ہوتی ہو تو بھیگا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے اور اگر یہ بھی نقصان کرتا ہو تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے اور جو یہ بھی مُضِر ہو تو معاف ہے اور اگر اس میں کوئی دوا بھرلی ہو تو اس کا نکالنا ضرور نہیں اس پر سے پانی بہادینا کافی ہے۔ [5]

مسئلہ ۹ کسی پھوڑے، یا زخم، یا فصد کی جگہ پر پٹی باندھی ہو کہ اس کو کھول کر پانی بہانے سے، یا اس جگہ مسح کرنے سے، یا کھولنے سے ضرر ہو، یا کھولنے والا باندھنے والا نہ ہو، تو اس پٹی پر مسح کرلے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہ ہو تو دھونا ضروری ہے، یا خود عُضْو پر مسح کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں اور زخم کے گرداگرد، اگر پانی بہانا ضرر نہ کرتا ہو تو دھونا ضروری ہے ورنہ اس پر مسح کرلیں اور اگر اس پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرلیں اور پوری پٹی پر مسح کرلیں تو بہتر ہے اور

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج۱، ص۳٤.

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج۱، ص۳٤، وغيره.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب مسح على الخفين، مطلب نواقض المسح، ج ۱، ص ۵۰۸، ۵۱۰.

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج۱، ص۳٤.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب: نواقض المسح، ج۱، ص۵۱۲.

5...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۵،
و "شرح الوقاية"، كتاب الطهارة، بيان جواز المسح على الجبيرة، ج۱، ص۱۱۷.

اکثر حصہ پر ضروری ہے اور ایک بار مسح کافی ہے تکرار کی حاجت نہیں اور اگر پٹی پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو خالی چھوڑ دیں، جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر مسح کرنا ضرر نہ کرے تو فوراً مسح کر لیں، پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر سے پانی بہانے میں نقصان نہ ہو تو پانی بہائیں، پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ خاص عُضْو پر مسح کر سکتا ہو تو فوراً مسح کر لے، پھر جب اتنی صحت ہو جائے کہ عُضْو پر پانی بہا سکتا ہو تو بہائے غرض اعلیٰ پر جب قدرت حاصل ہو اور جتنی حاصل ہوتی جائے ادنیٰ پر اکتفا جائز نہیں۔[1]

مسئلہ ۱۰ ہڈی کے ٹوٹ جانے سے تختی باندھی گئی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔[2]

مسئلہ ۱۱ تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز باندھنے کی حاجت ہو تو پھر دوبارہ مسح نہیں کیا جائے گا وہی پہلا مسح کافی ہے اور جو پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا اب اس جگہ کو دھو سکیں تو دھو لیں ورنہ مسح کر لیں۔[3]

حَیض کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾[4]

اے محبوب! تم سے حَیض کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہیں تم فرما دو وہ گندی چیز ہے تو حَیض میں عورتوں سے بچو اور ان سے قربت نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں تو جب پاک ہو جائیں ان کے پاس اس جگہ سے آؤ جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔

حدیث ۱ صحیح مسلم میں اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرماتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حَیض آتا تو اسے نہ اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیۂ ﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ﴾ نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جماع کے سوا ہر شے کرو۔'' اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے کہ یہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہماری ہر بات کا خلاف کرنا چاہتے ہیں، اس پر اُسَید بن حُضَیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آکر عرض کی کہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جماع نہ کریں (کہ پوری مخالفت

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٥.
2. ...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، باب المسح على الخفين، فصل في الجبيرة ونحوها، ص٣٢.
3. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في لفظ كل إذا دخلت... إلخ، ج١، ص٥١٩، وغيرهما.
4. ...... پ٢، البقرة: ٢٢٢.

ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے مبارک متغیر ہو گیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا وہ دونوں چلے گئے اور ان کے آگے دودھ کا ہدیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا حضور نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور پلایا تو وہ سمجھے کہ حضور نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔[1]

حدیث ۲ صحیح بُخاری میں ہے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم حج کے لیے نکلے جب سرف[2] میں پہنچے مجھے حَیض آیا تو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟ کیا تو حائض ہوئی؟'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم پر لکھ دیا ہے تو سوا خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے۔'' اور فرماتی ہیں حضور نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے قربانی کی۔[3]

حدیث ۳ صحیح بُخاری میں ہے عروہ سے سوال کیا گیا حَیض والی عورت میری خدمت کر سکتی ہے؟ اور جب عورت مجھ سے قریب ہو سکتی ہے؟ عروہ نے جواب دیا یہ سب مجھ پر آسان ہیں اور یہ سب میری خدمت کر سکتی ہیں اور کسی پر اس میں کوئی حَرَج نہیں، مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ وہ حَیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنگھا کرتیں اور حضور معتکف تھے اپنے سر مبارک کو ان سے قریب کر دیتے اور یہ اپنے حجرے ہی میں ہوتیں۔[4]

حدیث ۴ صحیح مسلِم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے فرماتی ہیں کہ زمانہ حَیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور کو دے دیتی تو جس جگہ میرا مونھ لگا تھا حضور وہیں دہن مبارک رکھ کر پیتے اور حالت حَیض میں، میں ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور کو دے دیتی تو حضور اپنا دہن شریف اس جگہ رکھتے جہاں میرا مونھ لگا تھا۔[5]

حدیث ۵ صحیحین میں اُنھیں سے ہے کہ میں حائض ہوتی اور حضور میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھتے۔[6]

حدیث ۶ صحیح مسلِم میں اُنھیں سے مروی، فرماتی ہیں: حضور نے مجھ سے فرمایا کہ: ''ہاتھ بڑھا کر مسجد سے مصلیٰ اٹھا دینا۔'' عرض کی میں حائض ہوں۔ فرمایا: کہ ''تیرا حَیض تیرے ہاتھ میں نہیں۔''[7]

---

1. صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۳۰۲، ص ۱۷۱.
2. مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔ ۱۲ منہ
3. "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب الأمر بالنفساء إذا نفسن، الحديث: ۲۹٤، ج۱، ص ۱۲۰.
4. "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، الحديث: ۲۹۶، ج۱، ص ۱۲۱.
5. "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۳۰۰، ص ۱۷۱.
6. "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض، الحديث: ۲۹۷، ج۱، ص ۱۲۱.
7. "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۲۹۸، ص ۱۷۰.

حدیث ۷ صحیحین میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا اور کچھ حضور پر اور میں حائض تھی۔ [1]

حدیث ۸ ترمذی و ابنِ ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص حَیض والی سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے، یا کاہن کے پاس جائے، اس نے کُفران کیا اس چیز کا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُتاری گئی۔'' [2]

حدیث ۹ رزین کی روایت ہے کہ مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میری عورت جب حَیض میں ہو تو میرے لیے کیا چیز اس سے حلال ہے؟ فرمایا: ''تہبند (ناف) سے اوپر اور اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔'' [3]

حدیث ۱۰ اَصحاب سُنَنِ اَربعہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بی بی سے حَیض میں جماع کرے تو نصف دینار صدقہ کرے۔'' [4] ترمذی کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے کہ فرمایا: ''جب سُرخ خون ہو تو ایک دینار اور جب زرد ہو تو نصف دینار۔'' [5]

حَیض کی حکمت:

عورت بالغہ کے بدن میں فطرۃً ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانہ میں وہی خون دودھ ہو جائے اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانہ میں اس کی جان پر بن جائے، یہی وجہ ہے کہ حمل اور ابتدائے شیر خوارگی میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حمل ہو نہ دودھ پلانا وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قِسم قِسم کی بیماریاں ہو جائیں۔

حَیض کے مسائل

مسئلہ ۱ بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو، اُسے حَیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو اِستحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد ہو تو نفاس کہتے ہیں۔ [6]

1 ...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب النهي عن الصلاة في الثوب الواحد... إلخ، الحديث: ٣٢٩٠، ج٢، ص٣٣٨.
2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في كراهية إتيان الحائض، الحديث: ١٣٥، ج١، ص ١٨٥.
3 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، باب الحيض، الفصل الثاني، الحديث: ٥٥٢، ج ١، ص ١٨٥.
4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في اتيان الحائض، الحديث: ٢٦٦، ج١، ص ١٢٤.
5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الكفارة في ذلك، الحديث: ١٣٧، ج١، ص ١٨٧.
6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الفصل الأول في الحيض، ج ١، ص٣٦،٣٧، وغيره.

مسئلہ ۲ حیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور زِیادہ سے زِیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔ [1]

مسئلہ ۳ ۷۲ گھنٹے سے ذرا بھی پہلے ختم ہو جائے تو حیض نہیں بلکہ اِستحاضہ ہے ہاں اگر کرن چمکی تھی کہ شروع ہوا اور تین دن تین راتیں پوری ہو کر کرن چمکنے ہی کے وقت ختم ہوا تو حیض ہے اگرچہ دن بڑھنے کے زمانہ میں طلوع روز بروز پہلے اور غروب بعد کو ہوتا رہے گا اور دن چھوٹے ہونے کے زمانہ میں آفتاب کا نکلنا بعد کو اور ڈوبنا پہلے ہوتا رہے گا جس کی وجہ سے ان تین دن رات کی مقدار ۷۲ گھنٹے ہونا ضرور نہیں مگر عین طلوع سے طلوع اور غروب سے غروب تک ضرور ایک دن رات ہے ان کے ماسوا اگر اَور کسی وقت شروع ہوا تو وہی ۲۴ گھنٹے پورے کا ایک دن رات لیا جائے گا، مثلاً آج صبح کو ٹھیک نو بجے شروع ہوا اور اس وقت پورا پہر دن چڑھا تھا تو کل ٹھیک نو بجے ایک دن رات ہوگا اگرچہ ابھی پورا پہر بھر دن نہ آیا، جب کہ آج کا طلوع کل کے طلوع سے بعد ہو، یا پہر بھر سے زِیادہ دن آگیا ہو جب کہ آج کا طلوع کل کے طلوع سے پہلے ہو۔

مسئلہ ۴ دس رات دن سے کچھ بھی زِیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حیض ہے بعد کا اِستحاضہ اور اگر پہلے اُسے حیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زِیادہ ہو اِستحاضہ ہے۔ اسے یوں سمجھو کہ اس کو پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حیض کے باقی سات دن اِستحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حیض کے ہیں باقی اِستحاضہ۔ [2]

مسئلہ ۵ یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جب ہی حیض ہو بلکہ اگر بعض بعض وقت بھی آئے جب بھی حیض ہے۔ [3]

مسئلہ ۶ کم سے کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئسہ اور اس عمر کو سن ایاس کہتے ہیں۔ [4]

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳۶.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الحیض، ج۱، ص۵۲۳.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الفصل الأول في الحیض، ج۱، ص۳۷.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الحیض، ج۱، ص۵۲۳.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳۶.

مسئلہ ۷ نو برس کی عمر سے پیشتر جو خون آئے اِستحاضہ ہے۔ یوہیں پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے۔[1] ہاں پچھلی صورت میں اگر خالص خون آئے یا جیسا پہلے آتا تھا اسی رنگ کا آیا تو حَیض ہے۔

مسئلہ ۸ حمل والی کو جو خون آیا اِستحاضہ ہے۔ یوہیں بچہ ہوتے وقت جو خون آیا اور ابھی آدھے سے زیادہ بچہ باہر نہیں نکلا وہ اِستحاضہ ہے۔[2]

مسئلہ ۹ دو حَیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضرور ہے۔ یوہیں نِفاس و حَیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نِفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ اِستحاضہ ہے۔[3]

مسئلہ ۱۰ حَیض اس وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرجِ خارج میں آگیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے فرجِ خارج میں نہیں آیا داخل ہی میں رُکا ہوا ہے تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حَیض والی نہ ہوگی۔ نمازیں پڑھے گی، روزہ رکھے گی۔[4]

مسئلہ ۱۱ حَیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔[5] سفید رنگ کی رطوبت حَیض نہیں۔

مسئلہ ۱۲ دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حَیض ہے اور دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی ہے تو عادت والی کے لیے جو دن عادت کے ہیں حَیض ہے اور عادت سے بعد والے اِستحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حَیض باقی اِستحاضہ۔[6]

مسئلہ ۱۳ گدّی جب تر تھی تو اس میں زردی یا میلا پن تھا بعد سُوکھ جانے کے سفید ہوگئی تو مدتِ حَیض میں حَیض ہی ہے اور اگر جب دیکھا تھا سفید تھی سُوکھ کر زرد ہوگئی تو یہ حَیض نہیں۔[7]

مسئلہ ۱۴ جس عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا اور اس کا سلسلہ مہینوں یا برسوں برابر جاری رہا کہ بیچ میں پندرہ دن کے لیے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳٦.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱، ص۵۲٤.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳۷، وغيره.

7 ...... المرجع السابق، ص۳٦.

بھی نہ رُکا، تو جس دن سے خون آنا شروع ہوا اس روز سے دس دن تک حَیض اور بیس دن اِستحاضہ کے سمجھے اور جب تک خون جاری رہے یہی قاعدہ برتے۔ [1]

مسئلہ ۱۵ اور اگر اس سے پیشتر حَیض آچکا ہے تو اس سے پہلے جتنے دن حَیض کے تھے ہر تیس دن میں اتنے دن حَیض کے سمجھے باقی جو دن بچیں اِستحاضہ۔

مسئلہ ۱۶ جس عورت کو عمر بھر خون آیا ہی نہیں یا آیا مگر تین دن سے کم آیا، تو عمر بھر وہ پاک ہی رہی اور اگر ایک بار تین دن رات خون آیا، پھر کبھی نہ آیا تو وہ فقط تین دن رات حَیض کے ہیں باقی ہمیشہ کے لیے پاک۔ [2]

مسئلہ ۱۷ جس عورت کو دس دن خون آیا اس کے بعد سال بھر تک پاک رہی پھر برابر خون جاری رہا تو وہ اس زمانہ میں نماز، روزے کے لیے ہر مہینہ میں دس دن حَیض کے سمجھے بیس دن اِستحاضہ۔ [3]

مسئلہ ۱۸ کسی عورت کو ایک بار حَیض آیا، اس کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک پاک رہی، پھر خون برابر جاری رہا اور یہ یاد نہیں کہ پہلے کتنے دن حَیض کے تھے اور کتنے طہر کے مگر یہ یاد ہے کہ مہینے میں ایک ہی مرتبہ حَیض آیا تھا، تو اس مرتبہ جب سے خون شروع ہوا تین دن تک نماز چھوڑ دے، پھر سات دن تک ہر نماز کے وقت میں غُسل کرے اور نماز پڑھے اور ان دسوں دن میں شوہر کے پاس نہ جائے، پھر بیس دن تک ہر نماز کے وقت تازہ وُضو کر کے نماز پڑھے اور دوسرے مہینہ میں اُنیس دن وُضو کر کے نماز پڑھے اور ان بیس یا ان اُنیس دن میں شوہر اس کے پاس جاسکتا ہے اور جو یہ بھی یاد نہ ہو کہ مہینے میں ایک بار آیا تھا یا دو بار، تو شروع کے تین دن میں نماز نہ پڑھے، پھر سات دن تک ہر وقت میں غُسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن تک ہر وقت میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور صرف ان آٹھ دنوں میں شوہر اس کے پاس جاسکتا ہے اور ان آٹھ دن کے بعد بھی تین دن تک ہر وقت میں وُضو کر کے نماز پڑھے، پھر سات دن تک غُسل کر کے اور اس کے بعد آٹھ دن تک وُضو کر کے نماز پڑھے اور یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رکھے۔

اور اگر طہارت کے دن یاد ہیں، مثلاً پندرہ دن تھے اور باقی کوئی بات یاد نہیں تو شروع کے تین دن تک نماز نہ پڑھے،

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مبحث في مسائل المتحيرة، ج۱، ص۵۲۵.

2 ...... "الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱، ص۵۲٤.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱، ص۵۲۵.

پھر سات دن تک ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن وُضو کر کے نماز پڑھے، اس کے بعد پھر تین دن اور وضو کر کے نماز پڑھے، پھر چودہ دن تک ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے، پھر ایک دن وُضو ہر وقت میں کرے اور نماز پڑھے، پھر ہمیشہ کے لیے جب تک خون آتا رہے ہر وقت غُسل کرے۔

اور اگر حَیض کے دن یاد ہیں مثلاً تین دن تھے اور طہارت کے دن یاد نہ ہوں تو شروع سے تین دنوں میں نماز چھوڑ دے، پھر اٹھارہ دن تک ہر وقت وُضو کر کے نماز پڑھے جن میں پندرہ پہلے تو یقینی طُہر ہیں اور تین دن پچھلے مشکوک، پھر ہمیشہ ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے اور اگر یہ یاد ہے کہ مہینے میں ایک ہی بار حَیض آیا تھا اور یہ کہ وہ تین دن تھا مگر یہ یاد نہیں کہ وہ کیا تاریخیں تھیں، تو ہر ماہ کے ابتدائی تین دنوں میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور ستائیس دن تک ہر وقت غُسل کرے۔ یو ہیں چار دن یا پانچ دن حَیض کے ہونا یاد ہوں تو ان چار پانچ دنوں میں وُضو کرے باقی دنوں میں غُسل۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ آخر مہینے میں حَیض آتا تھا اور تاریخیں بھول گئی تو ستائیس دن وُضو کر کے نماز پڑھے اور تین دن نہ پڑھے، پھر مہینہ ختم ہونے پر ایک بار غُسل کر لے۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ اکیس سے شروع ہوتا تھا اور یہ یاد نہیں کہ کتنے دن تک آتا تھا، تو بیس کے بعد تین دن تک نماز چھوڑ دے، اس کے بعد سات دن جو رہ گئے ان میں ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے۔

اور اگر یہ یاد ہے کہ فلاں پانچ تاریخوں میں تین۳ دن آیا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ ان پانچ۵ میں وہ کون کون دن ہیں، تو دو پہلے دنوں میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور ایک دن بیچ کا چھوڑ دے اور اس کے بعد کے دو۲ دنوں میں ہر وقت غُسل کر کے پڑھے اور چار۴ دن میں تین۳ دن ہیں تو پہلے دن وُضو کر کے پڑھے اور چوتھے۴ دن ہر وقت میں غُسل کرے اور بیچ کے دو دنوں میں نہ پڑھے اور اگر چھ۶ دنوں میں تین دن ہوں تو پہلے تین۳ دنوں میں وُضو کر کے پڑھے، پچھلے تین دنوں میں ہر وقت میں غُسل کر کے اور اگر سات۷ یا آٹھ۸ یا نو۹ یا دس۱۰ دن میں تین دن ہوں تو پہلے تین دنوں میں وضو اور باقی دنوں میں ہر وقت غُسل کرے۔

خلاصہ یہ کہ جن دنوں میں حَیض کا یقین ہو اور ٹھیک طرح سے یہ یاد نہ ہو کہ ان میں وہ کون سے دن ہیں تو یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ دن حَیض کے دنوں سے دُونے ہیں یا دُونے سے کم یا دُونے سے زِیادہ، اگر دُونے سے کم ہیں تو ان میں جو دن یقینی حَیض ہونے کے ہوں ان میں نماز نہ پڑھے اور جن کے حَیض ہونے نہ ہونے دونوں کا احتمال ہو وہ اگر اول کے ہوں تو ان میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور آخر کے ہوں تو ہر وقت میں غُسل کر کے نماز پڑھے اور اگر دُونے یا دُونے سے زِیادہ ہوں تو حَیض کے دنوں کے برابر شروع کے دنوں میں وُضو کر کے نماز پڑھے، پھر ہر وقت میں غُسل کر کے اور اگر یاد نہ ہو کہ کتنے دن حَیض کے تھے اور کتنے طہارت کے، نہ یہ کہ مہینے کے شروع کے دس دنوں میں تھا یا بیچ کے دس یا آخر کے دس دنوں میں، تو جی میں سوچ جو پہلو

جسے اس پر پابندی کرے اور اگر کسی بات پر طبیعت نہیں جمتی، تو ہر نماز کے لیے غُسل کرے اور فرض وواجب وسنّت موکدہ پڑھے، مستحب اور نَفل نہ پڑھے اور فرض روزے رکھے، نَفل روزے نہ رکھے اور ان کے علاوہ اور جتنی باتیں حَیض والی کو جائز نہیں اس کو بھی ناجائز ہیں، جیسے قرآن پڑھنا یا چھونا، مسجد میں جانا، سجدۂ تلاوت وغیرہا۔

مسئلہ ۱۹ جس عورت کو نہ پہلے حَیض کے دن یاد، نہ یہ یاد کہ کن تاریخوں میں آیا تھا، اب تین دن یا زِیادہ خون آ کر بند ہوگیا، پھر طہارت کے پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر خون جاری ہوا اور ہمیشہ کو جاری ہوگیا تو اس کا وہی حکم ہے جیسے کسی کو پہلی پہل خون آیا اور ہمیشہ کو جاری ہوگیا کہ دس دن حَیض کے شمار کرے پھر بیس دن طہارت کے۔

مسئلہ ۲۰ جس کی ایک عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی مثلاً چھ دن حَیض کے ہوں اور کبھی سات، اب جو خون آیا تو بند ہوتا ہی نہیں، تو اس کے لیے نماز، روزے کے حق میں کم مدت یعنی چھ دن حَیض کے قرار دیے جائیں گے اور ساتویں روز نہا کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے مگر سات دن پورے ہونے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے اس کی قضا کرے اور عدت گزرنے یا شوہر کے پاس رہنے کے بارے میں زِیادہ مدت یعنی سات دن حَیض کے مانے جائیں گے یعنی ساتویں دن اس سے قربت جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۱ کسی کو ایک دو دن خون آ کر بند ہوگیا اور دس دن پورے نہ ہوئے کہ پھر خون آیا دسویں دن بند ہوگیا تو یہ دسوں دن حَیض کے ہیں اور اگر دس دن کے بعد بھی جاری رہا تو اگر عادت پہلے کی معلوم ہے تو عادت کے دنوں میں حَیض ہے باقی اِستحاضہ ورنہ دس دن حَیض کے باقی اِستحاضہ۔ [1]

مسئلہ ۲۲ کسی کی عادت تھی کہ فلاں تاریخ میں حَیض ہو، اب اس سے ایک دن پیشتر خون آ کر بند ہوگیا، پھر دس دن تک نہیں آیا اور گیارھویں دن پھر آ گیا تو خون نہ آنے کے جو یہ دس دن ہیں، ان میں سے اپنی عادت کے دنوں کے برابر حَیض قرار دے اور اگر تاریخ تو مقرر تھی مگر حَیض کے دن مُعیّن نہ تھے تو یہ دسوں دن خون نہ آنے کے حَیض ہیں۔

مسئلہ ۲۳ جس عورت کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہوگیا اور پندرہ دن پورے نہ ہوئے کہ پھر آ گیا، تو پہلی مرتبہ جب سے خون آنا شروع ہوا ہے حَیض ہے، اب اگر اس کی کوئی عادت ہے تو عادت کے برابر حَیض کے دن شمار کر لے۔ ورنہ شروع سے دس دن تک حَیض اور پچھلی مرتبہ کا خون اِستحاضہ۔

مسئلہ ۲۴ کسی کو پورے تین دن رات خون آ کر بند ہوگیا اور اس کی عادت اس سے زِیادہ کی تھی پھر تین دن رات

[1] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۷.

کے بعد سفید رطوبت عادت کے دنوں تک آتی رہی تو اس کے لیے صرف وہی تین دن رات حَیض کے ہیں اور عادت بدل گئی۔

مسئلہ ۲۵ تین۳ دن رات سے کم خون آیا، پھر پندرہ دن تک پاک رہی، پھر تین دن رات سے کم آیا تو نہ پہلی مرتبہ کا حَیض ہے نہ یہ بلکہ دونوں اِستحاضہ ہیں۔

نِفاس کا بیان

نِفاس کس کو کہتے ہیں یہ ہم پہلے بیان کر آئے، اب اس کے متعلق مسائل بیان کرتے ہیں:

مسئلہ ۱ نِفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں، نصف سے زِیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نِفاس ہے اور زِیادہ سے زِیادہ اس کا زمانہ چالیس۴۰ دن رات ہے اور نِفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا کہ آدھے سے زِیادہ بچہ نکل آیا اور اس بیان میں جہاں بچہ ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زِیادہ باہر آجانا ہے۔[1]

مسئلہ ۲ کسی کو چالیس۴۰ دن سے زِیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا، تو چالیس۴۰ دن رات نِفاس ہے باقی اِستحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نِفاس ہے اور جتنا زِیادہ ہے وہ اِستحاضہ، جیسے عادت تیس۳۰ دن کی تھی اس بار پینتالیس۴۵ دن آیا تو تیس۳۰ دن نِفاس کے ہیں اور پندرہ۱۵ اِستحاضہ کے۔[2]

مسئلہ ۳ بچہ پیدا ہونے سے پیشتر جو خون آیا نِفاس نہیں بلکہ اِستحاضہ ہے اگرچہ آدھا باہر آگیا ہو۔[3]

مسئلہ ۴ حمل ساقط ہوگیا اور اس کا کوئی عُضْو بن چکا ہے جیسے ہاتھ، پاؤں یا انگلیاں تو یہ خون نِفاس ہے۔[4] ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حَیض ہے اور جو تین دن سے پہلے ہی بند ہو گیا یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرے ہیں تو اِستحاضہ ہے۔

مسئلہ ۵ پیٹ سے بچہ کاٹ کر نکالا گیا، تو اس کے آدھے سے زِیادہ نکالنے کے بعد نِفاس ہے۔[5]

مسئلہ ۶ حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا کچھ بعد کو، تو پہلے والا اِستحاضہ ہے بعد والا نفاس، یہ اس صورت میں

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۷.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى التاتارخانية"، كتاب الطهارة، نوع آخر في النفاس، ج۱، ص۳۹۳.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۷.

5 ...... المرجع السابق.

ہے جب کوئی عُضْو بن چکا ہو، ورنہ پہلے والا اگر حَیض ہوسکتا ہے تو حَیض ہے نہیں تو اِستحاضہ۔[1]

مسئلہ ۷ حمل ساقط ہوا اور یہ معلوم نہیں کہ کوئی عُضْو بنا تھا یا نہیں، نہ یہ یاد کہ حمل کتنے دن کا تھا (کہ اسی سے عُضْو کا بننا نہ بننا معلوم ہو جاتا یعنی ایک سو بیس دن ہوگئے ہیں تو عُضْو بن جانا قرار دیا جائے گا) اور بعد اسقاط کے خون ہمیشہ کو جاری ہوگیا تو اسے حَیض کے حکم میں سمجھے، کہ حَیض کی جو عادت تھی اس کے گزرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کر دے اور عادت نہ تھی تو دس دن کے بعد اور باقی وہی اَحکام ہیں جو حَیض کے بیان میں مذکور ہوئے۔[2]

مسئلہ ۸ جس عورت کے دو بچے جوڑواں پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نِفاس سمجھا جائے گا، پھر اگر دوسرا چالیس دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے سے چالیس دن تک نِفاس ہے، پھر اِستحاضہ اور اگر چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا اِستحاضہ ہے نِفاس نہیں مگر دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا۔[3]

مسئلہ ۹ جس عورت کے تین بچے پیدا ہوئے کہ پہلے اور دوسرے میں چھ مہینے سے کم فاصلہ ہے۔ یوہیں دوسرے اور تیسرے میں اگرچہ پہلے اور تیسرے میں چھ مہینے کا فاصلہ ہو جب بھی نِفاس پہلے ہی سے ہے[4]، پھر اگر چالیس دن کے اندر یہ دونوں بھی پیدا ہوگئے تو پہلے کے بعد سے بڑھ سے بڑھ چالیس دن تک نِفاس ہے اور اگر چالیس دن کے بعد ہیں تو ان کے بعد جو خون آئے گا اِستحاضہ ہے مگر ان کے بعد بھی غُسل کا حکم ہے۔

مسئلہ ۱۰ اگر دونوں میں چھ مہینے یا زِیادہ کا فاصلہ ہے تو دوسرے کے بعد بھی نِفاس ہے۔[5]

مسئلہ ۱۱ چالیس دن کے اندر کبھی خون آیا کبھی نہیں تو سب نِفاس ہی ہے اگرچہ پندرہ دن کا فاصلہ ہو جائے۔[6]

مسئلہ ۱۲ اس کے رنگ کے متعلق وہی اَحکام ہیں جو حَیض میں بیان ہوئے۔

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج١، ص٣٧.
2. "الفتاوی التاتارخانية"، كتاب الطهارة، نوع آخر في النفاس، ج١، ص٣٩٤.
3. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج١، ص٣٧.
4. المرجع السابق.
5. المرجع السابق.
6. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج١، ص٣٧.

حَیض و نِفاس کے متعلق احکام

مسئلہ ۱ حَیض و نِفاس والی عورت کوقرآنِ مجید پڑھنا دیکھ کر، یازبانی اوراس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔[1]

مسئلہ ۲ کاغذ کے پرچے پر کوئی سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔[2]

مسئلہ ۳ جزدان میں قرآنِ مجید ہو تو اُس جزدان کے چھونے میں حَرَج نہیں۔[3]

مسئلہ ۴ اس حالت میں کُرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہے قرآنِ مجید چُھونا حرام ہے غرض اس حالت میں قرآنِ مجید وکتبِ دینیہ پڑھنے اور چھونے کے متعلق وہی سب اَحکام ہیں جو اس شخص کے بارے میں ہیں جس پر نہانا فرض ہے جن کا بیان غُسل کے باب میں گزرا۔

مسئلہ ۵ معلّمہ کو حَیض یا نِفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حَرَج نہیں۔[4]

مسئلہ ۶ دعائے قنوت پڑھنا اس حالت میں مکروہ ہے۔[5] اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ سے بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ تک دعائے قنوت ہے۔

مسئلہ ۷ قرآنِ مجید کے علاوہ اور تمام اذکار کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور ان چیزوں کو وُضو یا کُلّی کر کے پڑھنا بہتر اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حَرَج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی حَرَج نہیں۔

مسئلہ ۸ ایسی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۹ ایسی عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔[7]

مسئلہ ۱۰ اگر چور یا درندے سے ڈر کر مسجد میں چلی گئی تو جائز ہے مگر اسے چاہیے کہ تیمّم کرلے۔ یوہیں مسجد میں پانی

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ص٣٩.

2 ...... المرجع السابق.　3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

5 ...... یہ امام محمد رحمه الله تعالى کا مذہب ہے مگر ظاہر الروایہ میں ہے کہ اس حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ "التجنيس" لصاحب الهداية، جلد1 صفحہ186 پر ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ (انظر: "الفتاوى الهندية" ج١، ص٣٨. "ردالمحتار" ج١، ص٣٥١).
یہ بھی ممکن ہے کہ کاتب سے مکروہ کے بعد "نہیں" لکھنا رہ گیا ہو اور صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اصل عبارت یوں ہو: دعائے قنوت پڑھنا اس حالت میں مکروہ نہیں ہے۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق.　7 ...... المرجع السابق.

رکھا ہے یا کوآں ہے اور کہیں اور پانی نہیں ملتا تو تیمم کر کے جانا، جائز ہے۔[1]

مسئلہ ۱۱: عیدگاہ کے اندر جانے میں حرج نہیں۔[2]

مسئلہ ۱۲: ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مسجد سے لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: خانۂ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو انکے لیے حرام ہے۔[3]

مسئلہ ۱۴: اس حالت میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے۔[4]

مسئلہ ۱۵: ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔[5]

مسئلہ ۱۶: نماز کا آخر وقت ہوگیا اور ابھی تک نماز نہیں پڑھی کہ حَیض آیا، یا بچہ پیدا ہوا تو اس وقت کی نماز معاف ہوگئی اگرچہ اتنا تنگ وقت ہوگیا ہو کہ اس نماز کی گنجائش نہ ہو۔[6]

مسئلہ ۱۷: نماز پڑھتے میں حَیض آگیا، یا بچہ پیدا ہوا تو وہ نماز معاف ہے، البتہ اگر نفل نماز تھی تو اس کی قضا واجب ہے۔[7]

مسئلہ ۱۸: نماز کے وقت میں وُضو کر کے اتنی دیر تک ذکرِ الٰہی، درود شریف اور دیگر وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر تک نماز پڑھا کرتی تھی کہ عادت رہے۔[8]

مسئلہ ۱۹: حَیض والی کو تین۳ دن سے کم خون آکر بند ہوگیا تو روزے رکھے اور وُضو کر کے نماز پڑھے، نہانے کی ضرورت نہیں، پھر اس کے بعد اگر پندرہ۱۵ دن کے اندر خون آیا تو اب نہائے اور عادت کے دن نکال کر باقی دنوں کی قضا پڑھے اور

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج١، ص٥٣٢.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٥٣٢.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

7 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٤٩.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

جس کی کوئی عادت نہیں وہ دس۱۰ دن کے بعد کی نمازیں قضا کرے، ہاں اگر عادت کے دنوں کے بعد یا بے عادت والی نے دس۱۰ دن کے بعد غُسل کر لیا تھا تو ان دنوں کی نمازیں ہوگئیں قضا کی حاجت نہیں اور عادت کے دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے ہر حال میں ہوگئے۔

مسئلہ ۲۰: جس عورت کو تین۳ دن رات کے بعد حَیض بند ہوگیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے یا نِفاس کا خون عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہوگیا، تو بند ہونے کے بعد ہی غُسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔[1]

مسئلہ ۲۱: عادت کے دنوں سے خون مُتجاوِز ہوگیا، تو حَیض میں دس دن اور نِفاس میں چالیس دن تک انتظار کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہوگیا تو اب سے نہادھو کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے۔[2]

مسئلہ ۲۲: حَیض یا نِفاس عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے بند ہوگیا تو آخرِ وقتِ مستحب تک انتظار کر کے نہا کر نماز پڑھے اور جو عادت کے دن پورے ہو چکے تو انتظار کی کچھ حاجت نہیں۔[3]

مسئلہ ۲۳: حیض پورے دس دن پر اور نِفاس پورے چالیس دن پر ختم ہوا اور نماز کے وقت میں اگر اتنا بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر کا لفظ کہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہوگئی، نہا کر اس کی قضا پڑھے اور اگر اس سے کم میں بند ہوا اور اتنا وقت ہے کہ جلدی سے نہا کر اور کپڑے پہن کر ایک بار اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو فرض ہوگئی قضا کرے ورنہ نہیں۔[4]

مسئلہ ۲۴: اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت رات کا باقی نہیں کہ ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے اور جو کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبحِ صادق ہونے سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے، اگر نہالے تو بہتر ہے ورنہ بے نہائے نیت کرلے اور صبح کو نہالے اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو اس دن کا روزہ فرض نہ ہوا، البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو مثلاً کھانا،

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج ١، ص٥٣٧.
و "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٦٤،٣٦٥.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج ١، ص٥٢٤، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ومطلب: لو أفتى مفت بشيء... إلخ، ج ١، ص٥٣٨.

4 ...... المرجع السابق، ص٥٤٢، وغيره.

پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۵ روزے کی حالت میں حَیض یا نِفاس شروع ہوگیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے، فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نَفل تھا تو قضا واجب۔[1]

مسئلہ ۲۶ حَیض و نفاس کی حالت میں سجدۂ شکر و سجدۂ تلاوت حرام ہے اور آیت سجدہ سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔[2]

مسئلہ ۲۷ سوتے وقت پاک تھی اور صبح سو کر اٹھی تو اثر حَیض کا دیکھا تو اسی وقت سے حَیض کا حکم دیا جائے گا، عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی تو پاک ہونے پر اس کی قضا فرض ہے۔[3]

مسئلہ ۲۸ حَیض والی سو کر اٹھی اور گدی پر کوئی نشان حَیض کا نہیں تو رات ہی سے پاک ہے نہا کر عشاء کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۲۹ ہم بستری یعنی جماع اس حالت میں حرام ہے۔[4]

مسئلہ ۳۰ ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کرلیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے اور آمد کے زمانہ میں کیا تو ایک دینار اور قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مُستَحَب۔

مسئلہ ۳۱ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عُضْو سے چھونا جائز نہیں جب کہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شہوت سے ہو یا بے شہوت اور اگر ایسا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہوگی تو حَرَج نہیں۔[5]

مسئلہ ۳۲ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے چھونے یا کسی طرح کا نفع لینے میں کوئی حَرَج نہیں۔ یوہیں بوس و کنار بھی جائز ہے۔[6]

---

1. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال... إلخ، ج ١، ص ٥٣٣، وغيره.
2. "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ١، ص ٣٨.
و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء... إلخ، ج ١، ص ٥٣٢.
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء... إلخ، ج ١، ص ٥٣٣.
4. "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ١، ص ٣٩.
5. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج ١، ص ٥٣٤.
6. "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج ١، ص ٣٩.

مسئلہ ۳۳ اپنے ساتھ کھلانا یا ایک جگہ سونا جائز ہے بلکہ اس وجہ سے ساتھ نہ سونا مکروہ ہے۔[1]

مسئلہ ۳۴ اس حالت میں عورت مرد کے ہر حصۂ بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔[2]

مسئلہ ۳۵ اگر ہمراہ سونے میں غلبۂ شہوت اور اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا احتمال ہو تو ساتھ نہ سوئے اور اگر گمان غالب ہو تو ساتھ سونا گناہ۔

مسئلہ ۳۶ پورے دس۱۰ دن پر ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع جائز ہے، اگرچہ اب تک غُسل نہ کیا ہو مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے۔[3]

مسئلہ ۳۷ دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو تاوقتیکہ غُسل نہ کرلے یا وہ وقتِ نماز جس میں پاک ہوئی گزر نہ جائے جماع جائز نہیں اور اگر وقت اتنا نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غُسل کرلے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔[4]

مسئلہ ۳۸ عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگیا تو اگرچہ غُسل کرلے جماع ناجائز ہے تاوقتیکہ عادت کے دن پورے نہ ہولیں، جیسے کسی کی عادت چھ۶ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کردے مگر جماع کے لیے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔[5]

مسئلہ ۳۹ حَیض سے پاک ہوئی اور پانی پر قدرت نہیں کہ غُسل کرے اور غُسل کا تیمم کیا تو اس سے صحبت جائز نہیں جب تک اس تیمم سے نماز نہ پڑھ لے، نماز پڑھنے کے بعد اگرچہ پانی پر قادر ہو کر غُسل نہ کیا صحبت جائز ہے۔[6]

فائدہ: ان باتوں میں نِفاس کے وہی اَحکام ہیں جو حَیض کے ہیں۔

مسئلہ ۴۰ نِفاس میں عورت کو زچہ خانے سے نکلنا جائز ہے، اس کو ساتھ کھلانے یا اس کا جھوٹا کھانے میں حَرَج نہیں۔ ہندوستان میں جو بعض جگہ ان کے برتن تک الگ کردیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو مثل نجس کے جانتی ہیں یہ ہندوؤں کی رسمیں

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج١، ص٥٣٤، و "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٥٥.

2 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٣٤٤.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، وغيره.

6 ...... المرجع السابق.

ہیں، ایسی بے ہُودہ رسموں سے اِحتیاط لازم، اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہولے اگرچہ نفاس ختم ہولیا ہو، نہ نماز پڑھیں نہ اپنے کو قابل نماز کے جانیں یہ محض جہالت ہے جس وقت نِفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اگر نہانے سے بیماری کا پورا اندیشہ ہو تو تیمم کر لیں۔ (1)

مسئلہ ۴۱ بچہ ابھی آدھے سے زِیادہ پیدا نہیں ہوا اور نماز کا وقت جارہا ہے اور یہ گمان ہے کہ آدھے سے زِیادہ باہر ہونے سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس وقت کی نماز جس طرح ممکن ہو پڑھے، اگر قیام، رکوع، سجود نہ ہو سکے، اشارے سے پڑھے، وُضو نہ کر سکے، تیمم سے پڑھے اور اگر نہ پڑھی تو گنا ہ گار ہوئی توبہ کرے اور بعد طہارت قضا پڑھے۔ (2)

استحاضہ کا بیان

حدیث ۱ صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ فاطمہ بنتِ ابی حُبَیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے اِستحاضہ آتا ہے اور پاک نہیں رہتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ فرمایا: ''نہ، یہ تو رَگ کا خون ہے، حَیض نہیں ہے، تو جب حَیض کے دن آئیں نماز چھوڑ دے اور جب جاتے رہیں خون دھو اور نماز پڑھ۔'' (3)

حدیث ۲ ابوداود و نسائی کی روایت میں فاطمہ بنتِ ابی حُبَیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب حَیض کا خون ہو تو سیاہ ہوگا، شناخت میں آئے گا، جب یہ ہو نماز سے باز رہ اور جب دوسری قسم کا ہو تو وُضو کر اور نماز پڑھ، کہ وہ رَگ کا خون ہے۔'' (4)

حدیث ۳ اِمام مالِک و ابوداود و دارمی کی روایت میں ہے کہ ایک عورت کے خون بہتا رہتا، اس کے لیے ام المومنین امّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے فتویٰ پوچھا، ارشاد فرمایا کہ: ''اس بیماری سے پیشتر مہینے میں جتنے دن راتیں حَیض آتا تھا ان کی گنتی شمار کرے، مہینے میں انھیں کی مقدار نماز چھوڑ دے اور جب وہ دن جاتے رہیں، تو نہائے اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھے۔'' (5)

حدیث ۴ ابوداود و ترمذی کی روایت ہے ارشاد فرمایا: ''جن دنوں میں حَیض آتا تھا، ان میں نمازیں چھوڑ دے، پھر

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج٤، ص٣٥٥۔٣٥٦ وغیرہ.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في حكم وطء المستحاضة... إلخ، ج١، ص٥٤٥.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلا تها، الحديث: ٣٣٣، ص١٨٣.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة، الحديث: ٢٨٦، ج١، ص١٣١.

5 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الطهارة، باب المستحاضة، الحديث: ١٤٠، ج١، ص٧٧.

نہائے اور ہر نماز کے وقت وُضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔" [1]

اِستحاضہ کے احکام

مسئلہ ۱ اِستحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ [2]

مسئلہ ۲ اِستحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وُضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وُضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔ [3]

مسئلہ ۳ اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وُضو کر کے فرض پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ [4]

مسئلہ ۴ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وُضو کے ساتھ نمازِ فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وُضو کر لے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وُضو سے پڑھے، اس بیماری سے اس کا وُضو نہیں جاتا، جیسے قطرے کا مرض، یا دست آنا، یا ہوا خارج ہونا، یا دُکھتی آنکھ سے پانی گرنا، یا پھوڑے، یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا، یا کان، ناف، پستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وُضو توڑنے والی ہیں، ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہو گیا۔ [5]

مسئلہ ۵ جب عذر ثابت ہو گیا تو جب تک ہر وقت میں ایک ایک بار بھی وہ چیز پائی جائے معذور ہی رہے گا، مثلاً عورت کو ایک وقت تو اِستحاضہ نے طہارت کی مہلت نہیں دی اب اتنا موقع ملتا ہے کہ وُضو کر کے نماز پڑھ لے مگر اب بھی ایک آدھ دفعہ ہر وقت میں خون آجاتا ہے تو اب بھی معذور ہے۔ یوہیں تمام بیماریوں میں اور جب پورا وقت گزر گیا اور خون نہیں آیا تو اب معذور نہ رہی جب پھر کبھی پہلی حالت پیدا ہو جائے تو پھر معذور ہے اس کے بعد پھر اگر پورا وقت خالی گیا تو عذر جاتا رہا۔ [6]

مسئلہ ۶ نماز کا کچھ وقت ایسی حالت میں گزرا کہ عذر نہ تھا اور نماز نہ پڑھی اور اب پڑھنے کا ارادہ کیا تو اِستحاضہ یا بیماری سے وُضو جاتا رہتا ہے غرض یہ باقی وقت یوہیں گزر گیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو اب اس کے بعد کا وقت بھی پورا اگر

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة، الحديث: ١٢٦، ج١، ص١٧٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٩.

3 ...... المرجع السابق، ص٤١.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ج١، ص٥٥٤.

6 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٣٧٦.

اسی اِستحاضہ یا بیماری میں گزر گیا تو وہ پہلی بھی ہوگئی اور اگر اس وقت اتنا موقع ملا کہ وُضو کر کے فرض پڑھ لے تو پہلی نماز کا اعادہ کرے۔[1]

مسئلہ ۷: خون بہتے میں وُضو کیا اور وضو کے بعد خون بند ہوگیا اور اسی وُضو سے نماز پڑھی اور اس کے بعد جو دوسرا وقت آیا وہ بھی پورا گزر گیا کہ خون نہ آیا تو پہلی نماز کا اعادہ کرے۔ یوہیں اگر نماز میں بند ہوا اور اس کے بعد دوسرے میں بالکل نہ آیا جب بھی اعادہ کرے۔[2]

مسئلہ ۸: فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وُضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے کسی نے عصر کے وقت وُضو کیا تھا تو آفتاب کے ڈوبتے ہی وُضو جاتا رہا اور اگر کسی نے آفتاب نکلنے کے بعد وُضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وُضو نہ جائے گا کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔[3]

مسئلہ ۹: وُضو کرتے وقت وہ چیز نہیں پائی گئی جس کے سبب معذور ہے اور وُضو کے بعد بھی نہ پائی گئی یہاں تک کہ باقی پورا وقت نماز کا خالی گیا تو وقت کے جانے سے وُضو نہیں ٹوٹا۔ یوہیں اگر وُضو سے پیشتر پائی گئی مگر نہ وُضو کے بعد باقی وقت میں پائی گئی نہ اس کے بعد دوسرے وقت میں تو وقت[4] جانے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۱۰: اور اگر اس وقت میں وُضو سے پیشتر وہ چیز پائی گئی اور وُضو کے بعد بھی وقت میں پائی گئی یا وُضو کے اندر پائی گئی اور وُضو کے بعد اس وقت میں نہ پائی گئی مگر بعد والے میں پائی گئی، تو وقت ختم ہونے پر وُضو جاتا رہے گا اگرچہ وہ حدث نہ پایا جائے۔

مسئلہ ۱۱: معذور کا وُضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وُضو توڑنے والی پائی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٤٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٤١.

3 ...... "الدرالمختار"، و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ج١، ص٥٥٥.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٤١.

4 ...... اس صورت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وُضو کے اندر بھی پائی گئی بعد کو ختم وقت ثانی تک نہیں دوسرا یہ کہ وُضو کے اندر بھی نہ پائی گئی صرف پہلے پائی گئی پہلی صورت میں وہ وُضو وُضوئے معذور تھا لیکن جب کہ اس کے بعد انقطاع تام ہوگیا معذور نہ رہا تو وُضوئے معذور ختم وقت سے پہلے بوجہ زوال عذر باطل ہوگیا وقت جانے سے کیا ٹوٹے اور صورت ثانیہ میں ظاہر ہے کہ یہ وُضو انقطاع پر ہے اور ختم وقت تک انقطاع مستمر رہا تو خروج وقت سے نہ ٹوٹے گا اگرچہ وقت دوم میں منقطع نہ بھی ہوتا وقت دوم میں انقطاع کا ذکر اس لیے ہے کہ حکم دونوں صورتوں کو شامل ہو۔ ۱۲ منہ

گئی تو وُضو جاتا رہا۔ مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وُضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وُضو جاتا رہے گا۔[1]

مسئلہ ۱۲ معذور نے کسی حدث کے بعد وُضو کیا اور وُضو کرتے وقت وہ چیز نہیں ہے جس کے سبب معذور ہے، پھر وُضو کے بعد وہ عذر والی چیز پائی گئی تو وُضو جاتا رہا، جیسے اِستحاضہ والی نے پاخانہ پیشاب کے بعد وُضو کیا اور وُضو کرتے وقت خون بند تھا بعد وُضو کے آیا تو وُضو ٹوٹ گیا[2] اور اگر وُضو کرتے وقت وہ عذر والی چیز بھی پائی جاتی تھی تو اب وُضو کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۳ معذور کے ایک نتھنے سے خون آرہا تھا وُضو کے بعد دوسرے نتھنے سے آیا وُضو جاتا رہا، یا ایک زخم بہ رہا تھا اب دوسرا بہا، یہاں تک کہ چیچک کے ایک دانہ سے پانی آرہا تھا اب دوسرے دانہ سے آیا وُضو ٹوٹ گیا۔[3]

مسئلہ ۱۴ اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہوجائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے، مثلاً کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔[4]

مسئلہ ۱۵ معذور کو ایسا عذر ہے جس کے سبب کپڑے نجس ہوجاتے ہیں تو اگر ایک درم سے زیادہ نجس ہوگیا اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو دھو کر نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہو جائے گا تو دھونا ضروری نہیں اُسی سے پڑھے اگرچہ مصلّٰی بھی آلودہ ہوجائے کچھ حَرَج نہیں اور اگر درہم کے برابر ہے تو پہلی صورت میں دھونا واجب اور درہم سے کم ہے تو سنّت اور دوسری صورت میں مطلقاً نہ دھونے میں کوئی حَرَج نہیں۔[5]

مسئلہ ۱۶ اِستحاضہ والی اگر غُسل کر کے ظہر کی نماز آخر وقت میں اور عصر کی وُضو کر کے اول وقت میں اور مغرب کی غُسل کر کے آخر وقت میں اور عشاء کی وُضو کر کے اوّل وقت میں پڑھے اور فجر کی بھی غُسل کر کے پڑھے تو بہتر ہے اور عجب نہیں کہ یہ ادب جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے اس کی رعایت کی برکت سے اس کے مرض کو بھی فائدہ پہنچے۔

مسئلہ ۱۷ کسی زخم سے ایسی رطوبت نکلے کہ بہے نہیں، تو نہ اس کی وجہ سے وُضو ٹوٹے، نہ معذور ہو، نہ وہ رطوبت ناپاک۔[6]

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ج١، ص٥٥٧.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٤١.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق،وغيره.

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٧١.

نَجاستوں کا بیان

حدیث ۱ صحیح بُخاری و مسلِم میں اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ! ہم میں جب کسی کے کپڑے کو حَیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: ''جب تم میں کسی کا کپڑا حَیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اسے کھرچے، پھر پانی سے دھوئے تب اُس میں نماز پڑھے۔'' (1)

حدیث ۲ صحیحین میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے مَنی کو میں دھوتی، پھر حضور نماز کو تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان اس میں ہوتا۔ (2)

حدیث ۳ صحیح مسلِم میں ہے فرماتی ہیں، کہ میں رُسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے مَنی کو مَل ڈالتی، پھر حضور اس میں نماز پڑھتے۔ (3)

حدیث ۴ صحیح مسلِم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''چمڑا جب پکا لیا جائے، پاک ہو جائے گا۔'' (4)

حدیث ۵ اِمام مالِک ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: ''کہ مُردار کی کھالیں جب پکالی جائیں تو انھیں کام میں لایا جائے۔'' (5)

حدیث ۶ امام احمد و ابو داود و نسائی نے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال سے منع فرمایا۔ (6)

حدیث ۷ دوسری روایت میں ہے ان کے پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (7)

---

(1) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب غسل دم المحيض، الحديث: ۳۰۷، ج۱، ص۱۲۵.

(2) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب غسل المني... إلخ، الحديث: ۲۳۰، ج۱، ص۹۹.

(3) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب حكم المني، الحديث: ۲۸۸، ص۱٦٦.

(4) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، الحديث: ۳٦٦، ص۱۹٤.

(5) ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الصيد، باب ماجاء في جلود الميتة، الحديث: ۱۱۰۷، ج۲، ص٥٤.

(6) ...... "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، الحديث: ٤۱۳۲، ج٤، ص۹۳.

(7) ...... "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، الحديث: ٤۱۳۱، ج٤، ص۹۳.

نجاستوں کے متعلق احکام

نَجاست دو قسم ہے، ایک وہ جس کا حکم سخت ہے اس کو غلیظہ کہتے ہیں، دوسری وہ جس کا حکم ہلکا ہے اس کو خفیفہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: نَجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زِیادہ لگ جائے، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیت ِاِستخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہِ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے، کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۲: اگر نَجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، لید، گوبر تو درہم کے برابر، یا کم، یا زِیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اس کے برابر یا کم یا زِیادہ ہو اور درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے اور زکوٰۃ میں تین ماشہ رتی $1\frac{1}{5}$ ہے اور اگر پتلی ہو، جیسے آدمی کا پیشاب اور شراب تو درہم سے مراد اس کی لنبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زِیادہ پانی نہ رک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے اور اس کی مقدار تقریباً یہاں کے روپے کے برابر ہے۔

مسئلہ ۳: نجس تیل کپڑے پر گرا اور اسوقت درہم کے برابر نہ تھا، پھر پھیل کر درہم کے برابر ہوگیا تو اس میں علما کو بہت اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اب پاک کرنا واجب ہوگیا۔[1]

مسئلہ ۴: نَجاستِ خفیفہ کا یہ حکم ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عُضْو میں لگی ہے، اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے (مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم، آستین میں اس کی چوتھائی سے کم۔ یوہیں ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے) تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہوجائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔[2]

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٧، وغیره.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٦.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج١، ص٥٧٨.

مسئلہ ۵ نَجاستِ خفیفہ اور غلیظہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے، یہ اُسی وقت ہیں کہ بدن یا کپڑے میں لگے اور اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی یا سرکہ میں گرے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ کُل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے جب تک وہ پتلی چیز حدِ کثرت پر یعنی دَہ در دَہ نہ ہو۔[1]

مسئلہ ۶ انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضو واجب ہو نَجاستِ غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، بھر مونھ قے، حَیض و نفاس و اِستحاضہ کا خون، مَنی، مَذی، وَدی۔[2]

مسئلہ ۷ شہیدِ فقہی[3] کا خون جب تک اس کے بدن سے جدا نہ ہو پاک ہے۔[4]

مسئلہ ۸ دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے نَجاست غلیظہ ہے۔ یوہیں ناف یا پستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے نَجاستِ غلیظہ ہے۔[5]

مسئلہ ۹ بلغمی رطوبت ناک یا مونھ سے نکلے نجس نہیں اگرچہ پیٹ سے چڑھے اگرچہ بیماری کے سبب ہو۔[6]

مسئلہ ۱۰ دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔[7] یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۱ شِیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر بھر مونھ ہے نَجاستِ غلیظہ ہے۔[8]

مسئلہ ۱۲ خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون، مردار کا گوشت اور چربی (یعنی وہ جانور جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اگر بغیر ذبحِ شرعی کے مرجائے مردار ہے اگرچہ ذبح کیا گیا ہو جیسے مجوسی یا بُت پرست یا مُرتد کا ذبیحہ اگرچہ اس نے حلال جانور مثلاً بکری وغیرہ کو ذبح کیا ہو، اس کا گوشت پوست سب ناپاک ہوگیا اور اگر حرام جانور ذبحِ شرعی سے ذبح کرلیا گیا تو اس کا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج۱، ص۵۷۹، وغیرہ.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶.

3 ...... یعنی وہ جسے غسل نہیں دیا جاتا اس کا بیان کتاب الجنائز باب الشہید میں آئے گا۔ ۱۲ منہ

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۲۶۹، ۲۷۰.

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۲۶۳.

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۵۶۱.

گوشت پاک ہوگیا اگرچہ کھانا حرام ہے سوا خنزیر کے کہ وہ نجس العین ہے کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا) حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلّی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، سوئر کا پاخانہ، پیشاب اور گھوڑے کی لید اور ہر حلال چوپایہ کا پاخانہ جیسے گائے بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی مینگنی اور جو پرند کہ اونچا نہ اُڑے اس کی بیٹ، جیسے مرغی اور بط چھوٹی ہو خواہ بڑی اور ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی اور سیندھی اور سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اُس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے اگرچہ ذبح کیے گئے ہوں۔ یوہیں ان کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو اور سُوئر کا گوشت اور ہڈی اور بال اگرچہ ذبح کیا گیا ہو یہ سب نَجاستِ غلیظہ ہیں۔

مسئلہ ۱۳: چھپکلی یا گرگٹ کا خون نَجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ ۱۴: انگور کا شیرہ کپڑے پر پڑا تو اگرچہ کئی دن گزر جائیں کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۵: ہاتھی کے سُونڈ کی رطوبت اور شیر، کتے، چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لُعاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔[1]

مسئلہ ۱۶: جن جانوروں کا گوشت حلال ہے (جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہا) ان کا پیشاب نیز گھوڑے کا پیشاب اور جس پرند کا گوشت حرام ہے، خواہ شکاری ہو یا نہیں، (جیسے کوّا، چیل، شِکرا، باز، بہری) اس کی بیٹ نَجاستِ خفیفہ ہے۔[2]

مسئلہ ۱۷: چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔[3]

مسئلہ ۱۸: جو پرند حلال اُونچے اُڑتے ہیں جیسے کبوتر، مینا، مرغابی، قاز، ان کی بیٹ پاک ہے۔[4]

مسئلہ ۱۹: ہر چوپائے کی جگالی کا وہی حکم ہے جو اس کے پاخانہ کا۔[5]

مسئلہ ۲۰: ہر جانور کے پِتّے کا وہی حکم ہے جو اس کے پیشاب کا، حرام جانوروں کا پِتا نَجاستِ غلیظہ اور حلال کا

1 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۳۹۸.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ٤٨.
و "نور الإيضاح" و "مراقي الفلاح"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ۳۷.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ٤٦.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ۱، ص ٥٧٤.

5 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ۱، ص ٤٠٠، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج ۱، ص ٦٢٠.

نَجاستِ خفیفہ ہے۔[1]

مسئلہ ۲۱: نَجاستِ غلیظہ خفیفہ میں مِل جائے تو کُل غلیظہ ہے۔[2]

مسئلہ ۲۲: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں اور کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا لعاب اور پسینہ پاک ہے۔[3]

مسئلہ ۲۳: پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔[4]

مسئلہ ۲۴: جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گئیں، اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۵: جو خون زخم سے بہا نہ ہو پاک ہے۔[5]

مسئلہ ۲۶: گوشت، تلی، کلیجی میں جو خون باقی رہ گیا پاک ہے اور اگر یہ چیزیں بہتے خون میں سَن جائیں تو ناپاک ہیں بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔[6]

مسئلہ ۲۷: جو بچہ مُردہ پیدا ہوا اس کو گود میں لے کر نماز پڑھی، اگرچہ اس کو غُسل دے لیا ہو نماز نہ ہوگی اور اگر زندہ پیدا ہو کر مر گیا اور بے نہلائے گود میں لے کر نماز پڑھی جب بھی نہ ہوگی، ہاں اگر اس کو غُسل دے کر گود میں لیا تھا تو ہو جائے گی مگر خلافِ مستحب ہے۔ یہ اَحکام اس وقت ہیں کہ مسلمان کا بچہ ہو اور کافر کا مُردہ بچہ ہے، تو کسی حال میں نماز نہ ہوگی غُسل دیا ہو یا نہیں۔[7]

مسئلہ ۲۸: اگر نماز پڑھی اور جیب وغیرہ میں شیشی ہے اور اس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی اور جیب میں انڈا ہے اور اس کی زردی خون ہو چکی ہے تو نماز ہو جائے گی۔[8]

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج١، ص٦٢٠.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج١، ص٥٧٧.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج١، ص٥٧٩، وغيره.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٦.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢٨٠.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٦.

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج١، ص٤٠٨.

8 ...... "غنية المتملي"، فصل في الآسار، ص١٩٧.

مسئلہ ۲۹ روئی کا کپڑا اُدھیڑا گیا اور اس کے اندر چوہا سوکھا ہوا ملا، تو اگر اس میں سوراخ ہے تو تین دن تین راتوں کی نمازوں کا اعادہ کرلے اور سوراخ نہ ہو تو جتنی نمازیں اس سے پڑھی ہیں سب کا اعادہ کرے۔ (1)

مسئلہ ۳۰ کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد، نَجاستِ خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔ (2)

مسئلہ ۳۱ حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے، البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۳۲ چُوہے کی مینگنی گیہوں میں مل کر پس گئی یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے، ہاں اگر مزے میں فرق آجائے تو نجس ہے اور اگر روٹی کے اندر ملی تو اس کے آس پاس سے تھوڑی سی الگ کر دیں باقی میں کچھ حرج نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳۳ ریشم کے کیڑے کی بیٹ اور اس کا پانی پاک ہے۔ (4)

مسئلہ ۳۴ ناپاک کپڑے میں پاک کپڑا یا پاک میں ناپاک کپڑا لپیٹا اور اس ناپاک کپڑے سے یہ پاک کپڑا نَم ہو گیا تو ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ نَجاست کا رنگ یا بو اس پاک کپڑے میں ظاہر نہ ہو، ورنہ نم ہو جانے سے بھی ناپاک ہو جائے گا، ہاں اگر بھیگ جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ ناپاک کپڑا پانی سے تر ہوا ہو اور اگر پیشاب یا شراب کی تری اس میں ہے تو وہ پاک کپڑا نم ہو جانے سے بھی نجس ہو جائے گا اور اگر ناپاک کپڑا سوکھا تھا اور پاک تر تھا اور اس پاک کی تری سے وہ ناپاک تر ہو گیا اور اس ناپاک کو اتنی تری پہنچی کہ اس سے چھوٹ کر اس پاک کو لگی تو یہ ناپاک ہو گیا ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ ۳۵ بھیگے ہوئے پاؤں نجس زمین یا بچھونے پر رکھے تو ناپاک نہ ہوں گے، اگرچہ پاؤں کی تری کا اس پر دھبہ محسوس ہو، ہاں اگر اس زمین یا بچھونے کو اتنی تری پہنچی کہ اس کی تری پاؤں کو لگی تو پاؤں نجس ہو جائیں گے۔ (6)

مسئلہ ۳۶ بھیگی ہوئی ناپاک زمین یا نجس بچھونے پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے اور پاؤں میں تری آگئی تو نجس ہو گئے اور سیل ہے تو نہیں۔ (7)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارة، فصل في البئر، ج۱، ص۴۲۱.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارة، مطلب: إذا صرح... إلخ، ج۱، ص۵۸۲.

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامھا، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶،۴۸.

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامھا، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بین الاستبراء... إلخ، ج۱، ص۶۱۷.

6 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامھا، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۷ جس جگہ کو گوبر سے لیسا اور وہ سُوکھ گئی بھیگا کپڑا اس پر رکھنے سے نجس نہ ہوگا، جب تک کپڑے کی تری اسے اتنی نہ پہنچے کہ اس سے چھوٹ کر کپڑے کو لگے۔ [1]

مسئلہ ۳۸ نجس کپڑا پہن کر یا نجس بچھونے پر سویا اور پسینہ آیا، اگر پسینہ سے وہ ناپاک جگہ بھیگ گئی پھر اُس سے بدن تر ہوگیا تو ناپاک ہوگیا ورنہ نہیں۔ [2]

مسئلہ ۳۹ ناپاک چیز پر ہوا ہو کر گزری اور بدن یا کپڑے کو لگی تو ناپاک نہ ہوگا۔ [3]

مسئلہ ۴۰ میانی تر تھی اور ہوا نکلی تو کپڑا نجس نہ ہوگا۔ [4]

مسئلہ ۴۱ ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ یوہیں ناپاک چیز کے جلانے سے جو بخارات اُٹھیں ان سے بھی نجس نہ ہوگا اگرچہ ان سے پورا کپڑا بھیگ جائے، ہاں اگر نجاست کا اثر اس میں ظاہر ہو تو نجس ہو جائے گا۔ [5]

مسئلہ ۴۲ اُپلے کا دُھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوئی۔

مسئلہ ۴۳ کوئی نجس چیز دہ دردہ پانی میں پھینکی اور اس پھینکنے کی وجہ سے پانی کی چھینٹیں کپڑے پر پڑیں کپڑا نجس نہ ہوگا، ہاں اگر معلوم ہو کہ یہ چھینٹیں اس نجس شے کی ہیں تو اس صورت میں نجس ہو جائے گا۔ [6]

مسئلہ ۴۴ پاخانہ پر سے مکھیاں اُڑ کر کپڑے پر بیٹھیں کپڑا نجس نہ ہوگا۔ [7]

مسئلہ ۴۵ راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو، تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی ہوگئی مگر دھو لینا بہتر ہے۔ [8]

مسئلہ ۴۶ سڑک پر پانی چھڑکا جا رہا تھا، زمین سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑے پر پڑیں، کپڑا نجس نہ ہوا مگر دھو لینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۴۷ آدمی کی کھال اگرچہ ناخن برابر تھوڑے پانی (یعنی دہ دردہ سے کم) میں پڑ جائے، وہ پانی ناپاک ہوگیا

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٧.
2. ...... المرجع السابق.
3. ...... المرجع السابق.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٧.
7. ...... "المحيط البرهاني"، كتاب الطهارات، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ج١، ص٢١٦. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٧.
8. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في العفو عن طين الشارع، ج١، ص٥٨٣.

اور خود ناخن گر جائے تو ناپاک نہیں۔ [1]

مسئلہ ۴۸ بعد پاخانہ پیشاب کے ڈھیلوں سے استنجا کرلیا، پھر اس جگہ سے پسینہ نکل کر کپڑے یا بدن میں لگا تو بدن اور کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ [2]

مسئلہ ۴۹ پاک مٹی میں ناپاک پانی مِلایا تو نجس ہوگئی۔ [3]

مسئلہ ۵۰ مٹی میں ناپاک بھس ملایا، اگر تھوڑا ہو تو مطلقاً پاک ہے اور جو زیادہ ہو تو جب تک خشک نہ ہو، ناپاک ہے۔ [4]

مسئلہ ۵۱ کُتا بدن یا کپڑے سے چھو جائے، تو اگرچہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لُعاب لگے تو ناپاک کردے گا۔ [5]

مسئلہ ۵۲ کُتّے وغیرہ کسی ایسے جانور نے جس کا لُعاب ناپاک ہے آٹے میں مونھ ڈالا، تو اگر گُندھا ہوا تھا تو جہاں اس کا مونھ پڑا، اس کو علیحدہ کردے باقی پاک ہے اور سُوکھا تھا تو جتنا تر ہوگیا وہ پھینک دے۔

مسئلہ ۵۳ آبِ مُستعمَل پاک ہے نوشادر پاک ہے۔ [6]

مسئلہ ۵۴ سوا سوءر کے تمام جانوروں کی وہ ہڈی جس پر مردار کی چکنائی نہ لگی ہو اور بال اور دانت پاک ہیں۔ [7]

مسئلہ ۵۵ عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے پاک ہے۔ [8] کپڑے یا بدن میں لگے تو دھونا کچھ ضرور نہیں ہاں بہتر ہے۔

مسئلہ ۵۶ جو گوشت سَڑ گیا، بدبُو لے آیا اس کا کھانا حرام ہے اگرچہ نجس نہیں۔ [9]

---

1 ...... "منية المصلي"، بيان النجاسة، ص۱۰۸.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸.

3 ...... المرجع السابق،الفصل الثاني،ص۴۷.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۴، ص۴۰۱.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱، ص۴۸.

6 ...... "نور الإيضاح"، كتاب الطهارة، ص۳، و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في العرقيّ الذى يستقطر من دردى الخمر نجس حرام بخلاف النوشادر، ج۱، ص۵۸۴.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۳۹۹. و "الفتاوى الرضوية"، ج۴، ص۴۷۱.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۵۶۶.

9 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج۱، ص۶۲۰.

نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ

جو چیزیں ایسی ہیں کہ وہ خود نجس ہیں (جن کو ناپاکی اور نَجاست کہتے ہیں) جیسے شراب یا غلیظ، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہوسکتیں، شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔

مسئلہ ۱: جس برتن میں شراب تھی اور سرکہ ہوگئی وہ برتن بھی اندر سے اتنا پاک ہوگیا جہاں تک اس وقت سرکہ ہے، اگر اُوپر شراب کی چھینٹیں پڑی تھیں، تو وہ شراب کے سرکہ ہونے سے پاک نہ ہوگی۔ یوہیں اگر شراب مثلاً مونھ تک بھری تھی، پھر کچھ گِر گئی کہ برتن تھوڑا خالی ہوگیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو یہ اوپر کا حصہ جو پہلے ناپاک ہو چکا تھا پاک نہ ہوگا۔ اگر سرکہ اس سے انڈیلا جائے گا تو وہ سرکہ بھی ناپاک ہو جائے گا، ہاں اگر پلی[1] وغیرہ سے نکال لیا جائے تو پاک ہے اور پیاز، لہسن شراب میں پڑ گئے تھے سرکہ ہونے کے بعد پاک ہوگئے

مسئلہ ۲: شراب میں چوہا گِر کر پھول پھَٹ گیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی پاک نہ ہوگا اور اگر پھولا پھٹا نہیں تھا تو اگر سرکہ ہونے سے پہلے نکال کر پھینک دیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو پاک ہے اور اگر سرکہ ہونے کے بعد نکال کر پھینکا تو سرکہ بھی ناپاک ہے۔[2]

مسئلہ ۳: شراب میں پیشاب کا قطرہ گِر گیا یا کُتّے نے مونھ ڈال دیا یا ناپاک سرکہ ملا دیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی حرام و نجس ہے۔[3]

مسئلہ ۴: شراب کو خریدنا یا منگانا یا اُٹھانا یا رکھنا حرام ہے اگرچہ سرکہ کرنے کی نیت سے ہو۔

مسئلہ ۵: نجس جانور نمک کی کان میں گِر کر نمک ہوگیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔[4]

مسئلہ ۶: اُپلے کی راکھ پاک ہے[5] اور اگر راکھ ہونے سے قبل بُجھ گیا تو ناپاک۔

---

1 ...... یعنی ٹیڑھا چمچہ۔ تیل یا گھی نکالنے کا آلہ۔

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

مسئلہ ۷: جو چیزیں بذاتہٖ نجس نہیں بلکہ کسی نَجاست کے لگنے سے ناپاک ہوئیں، ان کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں پانی اور ہر رقیق بہنے والی چیز سے (جس سے نَجاست دور ہو جائے) دھو کر نجس چیز کو پاک کر سکتے ہیں، مثلاً سرکہ اور گلاب کہ ان سے نَجاست کو دور کر سکتے ہیں تو بدن یا کپڑا ان سے دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔

فائدہ: بغیر ضرورت گلاب اور سرکہ وغیرہ سے پاک کرنا ناجائز ہے کہ فضول خرچی ہے۔

مسئلہ ۸: مُستَعمَل پانی اور چائے سے دھوئیں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹: تھوک سے اگر نَجاست دور ہو جائے پاک ہو جائے گا، جیسے بچے نے دودھ پی کر پستان پر قے کی، پھر کئی بار دودھ پیا یہاں تک کہ اس کا اثر جاتا رہا پاک ہو گئی[1] اور شرابی کے مونھ کا مسئلہ اوپر گزرا۔

مسئلہ ۱۰: دودھ اور شوربا اور تیل سے دھونے سے پاک نہ ہوگا کہ ان سے نَجاست دور نہ ہوگی۔[2]

مسئلہ ۱۱: نَجاست اگر دَلدار ہو (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا[3] ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۲: اگر نَجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے، ہاں اگر اس کا اثر بدقّت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھو لیا پاک ہو گیا، صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔[4]

مسئلہ ۱۳: کپڑے یا ہاتھ میں نجس رنگ لگا، یا ناپاک مہندی لگائی تو اتنی مرتبہ دھوئیں کہ صاف پانی گرنے لگے، پاک ہو جائے گا اگرچہ کپڑے یا ہاتھ پر رنگ باقی ہو۔[5]

مسئلہ ۱۴: زعفران یا رنگ، کپڑا رنگنے کے لیے گھولا تھا اس میں کسی بچے نے پیشاب کر دیا یا اَور کوئی نَجاست پڑ گئی اس

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵.

2 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۱۹۴.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۱.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲.

5 ...... "فتح القدير"، كتاب الطهارات، باب الأنجاس وتطهيرها، ج۱، ص۱۸۴.

سے اگر کپڑا رنگ لیا تو تین بار دھوڈالیں پاک ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱۵ گودنا کہ سوئی چبھوکر اس جگہ سرمہ بھر دیتے ہیں، تو اگر خون اتنا نکلا کہ بہنے کے قابل ہو تو ظاہر ہے کہ وہ خون ناپاک ہے اور سُرمہ کہ اس پر ڈالا گیا وہ بھی ناپاک ہوگیا، پھر اس جگہ کو دھوڈالیں پاک ہوجائے گی اگرچہ ناپاک سُرمہ کا رنگ بھی باقی رہے۔ یوہیں زخم میں راکھ بھردی، پھر دھولیا پاک ہوگیا اگرچہ رنگ باقی ہو۔

مسئلہ ۱۶ کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا تھا، تین مرتبہ دھولینے سے پاک ہوجائے گا[1] اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو، اس تکلّف کی ضرورت نہیں کہ صابون یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی، تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۷ اگر نَجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوّت نچوڑنے سے پاک ہوگا اور قوت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کرکے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ ۱۸ اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زیادہ ہے نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے، تو اس کے حق میں پاک اور دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں، ہاں اگر یہ دھوتا اور اسی قدر نچوڑتا تو پاک نہ ہوتا۔[3]

مسئلہ ۱۹ پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہوگیا اور ہاتھ بھی اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بوند ٹپکے گی تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔[4]

مسئلہ ۲۰ پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہوگیا، پھر اگر پہلی بار کے نچوڑنے کے بعد بھیگا ہے تو اسے دو مرتبہ دھونا چاہیے اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ کی تری سے بھیگا ہے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔ یوہیں اگر اس کپڑے سے جو ایک مرتبہ دھو کر نچوڑ لیا گیا ہے، کوئی پاک کپڑا بھیگ جائے تو یہ

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مطلب في حکم الصبغ... إلخ، ج۱، ص۵۹۱.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مطلب في حکم الوشم، ج۱، ص۵۹۴، وغیرھما.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، ج۱، ص۵۹۴.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲.

دو بار دھویا جائے اور اگر دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس سے وہ کپڑا بھیگا تو ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱: کپڑے کو تین مرتبہ دھو کر ہر مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہے کہ اب نچوڑنے سے نہ ٹپکے گا، پھر اس کو لٹکا دیا اور اس سے پانی ٹپکا تو یہ پانی پاک ہے اور اگر خوب نہیں نچوڑا تھا تو یہ پانی ناپاک ہے۔

مسئلہ ۲۲: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے یا بدن میں لگا ہے، تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۳: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے (جیسے چٹائی، برتن، جُوتا وغیرہ) اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، یوہیں دو مرتبہ اَور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سُوکھانا ضروری نہیں۔ یوہیں جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یوہیں پاک کیا جائے۔[1]

مسئلہ ۲۴: اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نَجاست جذب نہ ہوئی، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔[2]

مسئلہ ۲۵: ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۶: پکایا ہوا چمڑا ناپاک ہو گیا، تو اگر اسے نچوڑ سکتے ہیں تو نچوڑیں ورنہ تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔[3]

مسئلہ ۲۷: دَری یا ٹاٹ یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہنے دیں پاک ہو جائے گا اور اصل یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ ظن غالب ہو جائے کہ پانی نَجاست کو بہا لے گیا پاک ہو گیا، کہ بہتے پانی سے پاک کرنے میں نچوڑنا شرط نہیں۔

مسئلہ ۲۸: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے، تو بہتر یہی ہے کہ پورا ہی دھو ڈالیں

---

[1] ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۴۱۳.

[2] ...... المرجع السابق، ص۴۱۴.

[3] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳.

(یعنی جب بالکل نہ معلوم ہو کہ کس حصہ میں ناپاکی لگی ہے اور اگر معلوم ہے کہ مثلاً آستین یا کلی نجس ہوگئی مگر یہ نہیں معلوم کہ آستین یا کلی کا کونسا حصہ ہے تو آستین یا کلی کا دھونا ہی پورے کپڑے کا دھونا ہے) اور اگر انداز سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی پاک ہو جائے گا اور جو بلا سوچے ہوئے کوئی ٹکڑا دھولیا جب بھی پاک ہے مگر اس صورت میں اگر چند نمازیں پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور نمازوں کا اعادہ کرے اور جو سوچ کر دھولیا تھا اور بعد کو غلطی معلوم ہوئی تو اب دھولے اور نمازوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[1]

مسئلہ ۲۹ یہ ضروری نہیں کہ ایک دم تینوں بار دھوئیں، بلکہ اگر مختلف وقتوں بلکہ مختلف دنوں میں یہ تعداد پوری کی جب بھی پاک ہو جائے گا۔[2]

مسئلہ ۳۰ لوہے کی چیز جیسے چُھری، چاقو، تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش ونگار نجس ہو جائے، تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی اور اس صورت میں نَجاست کے دَلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ یوہیں چاندی، سونے، پیتل، گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطیکہ نقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔[3]

مسئلہ ۳۱ آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتّے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتی ہیں[4]۔

مسئلہ ۳۲ مَنی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مَل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ بعد مَلنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔[5]

مسئلہ ۳۳ اس مسئلہ میں عورت و مرد اور انسان و حیوان و تندرست و مریضِ جریان سب کی مَنی کا ایک حکم ہے۔[6]

مسئلہ ۳۴ بدن میں اگر مَنی لگ جائے تو بھی اسی طرح پاک ہو جائے گا۔[7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٣، وغيره.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص ٤٤.

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٦٧.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص ٤٤.

مسئلہ ۳۵ پیشاب کر کے طہارت نہ کی پانی سے نہ ڈھیلے سے اور منی اس جگہ پر گزری جہاں پیشاب لگا ہوا ہے، تو یہ مَلنے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے اور اگر طہارت کر چکا تھا یا منی جست کر کے نکلی کہ اس موضعِ نجاست پر نہ گزری تو مَلنے سے پاک ہوجائے گی۔[1]

مسئلہ ۳۶ جس کپڑے کو مَل کر پاک کرلیا، اگر وہ پانی سے بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ ۳۷ اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے، تو دھونے سے پاک ہوگا مَلنا کافی نہیں۔[3]

مسئلہ ۳۸ موزے یا جوتے میں دَلدار نجاست لگی، جیسے پاخانہ، گوبر، مَنی تو اگرچہ وہ نجاست تر ہو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہوجائیں گے۔[4]

مسئلہ ۳۹ اور اگر مثل پیشاب کے کوئی پتلی نجاست لگی ہو اور اس پر مٹی یا راکھ یا ریتا وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں جب بھی پاک ہوجائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نجاست سُوکھ گئی تو اب بے دھوئے پاک نہ ہوں گے۔[5]

مسئلہ ۴۰ ناپاک زمین اگر خشک ہوجائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہوگئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔[6]

مسئلہ ۴۱ جس کوئیں میں ناپاک پانی ہو پھر وہ کوآں سُوکھ جائے تو پاک ہوگیا۔

مسئلہ ۴۲ درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہوجانے سے پاک ہوگئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے۔ یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے کے پیشتر کاٹ لیں تو طہارت کے لیے دھونا ضروری ہے۔[7]

مسئلہ ۴۳ اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہوسکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔[8]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٦٥، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٦٢.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.
و "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التى تصيب الثوب... إلخ، ج١، ص١٢.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

مسئلہ ۴۴: چکی کا پتھر خشک ہونے سے پاک ہوجائے گا۔[1]

مسئلہ ۴۵: کنکری جو زمین کے اوپر ہے خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی اور جو زمین میں وصل ہے زمین کے حکم میں ہے۔[2]

مسئلہ ۴۶: جو چیز زمین سے متصل تھی اور نجس ہوگئی، پھر خشک ہونے کے بعد الگ کی گئی تو اب بھی پاک ہی ہے۔[3]

مسئلہ ۴۷: ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں ناپاک ہیں، بعد پختہ کرنے کے پاک ہوگئے۔[4]

مسئلہ ۴۸: تنور یا توے پر ناپاک پانی کا چھینٹا ڈالا اور آنچ سے اس کی تری جاتی رہی اب جو روٹی لگائی گئی پاک ہے۔[5]

مسئلہ ۴۹: اُپلے جلا کر کھانا پکانا جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۵۰: جو چیز سوکھنے یا رگڑنے وغیرہ سے پاک ہوگئی، اس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی۔[7]

مسئلہ ۵۱: سُوئر کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جب کہ ذبح کے قابل ہو اور بسم اللہ کہہ کہ ذبح کیا گیا، تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہے کہ نمازی کے پاس اگر وہ گوشت ہے یا اس کی کھال پر نماز پڑھی تو نماز ہوجائے گی مگر حرام جانور ذبح سے حلال نہ ہوگا حرام ہی رہے گا۔[8]

مسئلہ ۵۲: سُوئر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال سکھانے سے پاک ہوجاتی ہے، خواہ اس کو کھاری نمک وغیرہ کسی دوا سے پکایا ہو یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھالیا ہو اور اس کی تمام رطوبت فنا ہو کر بدبو جاتی رہی ہو کہ دونوں صورتوں میں پاک ہوجائے گی اس پر نماز درست ہے۔[9]

مسئلہ ۵۳: درندے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو نہ اس پر بیٹھنا چاہیے، نہ نماز پڑھنی چاہیے کہ مزاج میں سختی اور تکبر پیدا

---

1 ...... "النهر الفائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص١٤٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

3 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب... إلخ، ج١، ص١٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب... إلخ، ج١، ص١١.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ج١، ص٣٩٣_٣٩٥، وغيره.

ہوتا ہے، بکری اور مینڈھے کی کھال پر بیٹھنے اور پہننے سے مزاج میں نرمی اور انکسار پیدا ہوتا ہے، کتے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو یا وہ ذبح کرلیا گیا ہو استعمال میں نہ لانا چاہیے کہ آئمہ کے اختلاف اور عوام کی نفرت سے بچنا مناسب ہے۔

مسئلہ ۵۴: روئی کا اگر اتنا حصہ نجس ہے جس قدر دُھننے سے اُڑ جانے کا گمانِ صحیح ہو تو دُھننے سے پاک ہو جائے گی ورنہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی، ہاں اگر معلوم نہ ہو کہ کتنی نجس ہے تو بھی دھننے سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۵۵: غلّہ جب پَیر [1] میں ہو اور اس کی مالش کے وقت بیلوں نے اس پر پیشاب کیا، تو اگر چند شریکوں میں تقسیم ہوا یا اس میں سے مزدوری دی گئی یا خیرات کی گئی تو سب پاک ہو گیا اور اگر کل بجنسہٖ موجود ہے تو ناپاک ہے، اگر اس میں سے اس قدر جس میں احتمال ہو سکے کہ اس سے زیادہ نجس نہ ہوگا دھو کر پاک کرلیں تو سب پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵۶: رانگ، سیسہ پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۷: جمے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو چوہے کے آس پاس سے نکال ڈالیں، باقی پاک ہے کھا سکتے ہیں اور اگر پتلا ہے تو سب ناپاک ہو گیا اس کا کھانا جائز نہیں، البتہ اس کام میں لا سکتے ہیں جس میں استعمالِ نَجاست ممنوع نہ ہو، تیل کا بھی یہی حکم ہے۔ [2]

مسئلہ ۵۸: شہد ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ اس میں پانی ڈال کر اتنا جوش دیں کہ جتنا تھا اتنا ہی ہو جائے، تین مرتبہ یوہیں کریں پاک ہو جائے گا۔ [3]

مسئلہ ۵۹: ناپاک تیل کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں، پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں، یوہیں تین بار کریں یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہ جائے اور تیل رہ جائے، یوں بھی تین مرتبہ میں پاک ہو جائے گا یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہو جائے گا اور یوں بھی کہ پاک تیل یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں کی دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار اس کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو، نہ اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہنچا ہو نہ بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہو جائے گا، بہتی ہوئی عام چیزیں، گھی وغیرہ کے پاک کرنے کے بھی

---

1 ...... یعنی اناج صاف کرنے کی جگہ۔

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲.

یہی طریقے ہیں اور اگر گھی جما ہو، اسے پگھلا کر انھیں طریقوں میں سے کسی طریقہ پر پاک کریں اور ایک طریقہ ان چیزوں کے پاک کرنے کا یہ بھی ہے کہ پرنالے کے نیچے کوئی برتن رکھیں اور چھت پر سے اسی جنس کی پاک چیز یا پانی کے ساتھ اس طرح ملا کر بہائیں کہ پرنالے سے دونوں دھاریں ایک ہو کر گریں سب پاک ہو جائے گا یا اسی جنس یا پانی سے اُبال لیں پاک ہو جائے گا۔[1]

مسئلہ ۶۰: جانماز میں ہاتھ، پاؤں، پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے، باقی جگہ اگر نَجاست ہو نماز میں حَرج نہیں، ہاں نماز میں نَجاست کے قرب سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ ۶۱: کسی کپڑے میں نَجاست لگی اور وہ نَجاست اسی طرف رہ گئی، دوسری جانب اس نے اثر نہیں کیا تو اس کو لوٹ کر دوسری طرف جدھر نَجاست نہیں لگی ہے نماز نہیں پڑھ سکتے اگرچہ کتنا ہی موٹا ہو مگر جب کہ وہ نَجاست مَواضعِ سجود سے الگ ہو۔[2]

مسئلہ ۶۲: جو کپڑا دو تہ کا ہو اگر ایک تہ اس کی نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لیے گئے ہوں، تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سلے نہ ہوں تو جائز ہے۔[3]

مسئلہ ۶۳: لکڑی کا تختہ ایک رُخ سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چر سکے، تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔[4]

مسئلہ ۶۴: جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگرچہ سُوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں، ہاں اگر وہ سُوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا بچھا لیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کردے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶۵: آنکھوں میں ناپاک سرمہ یا کاجل لگایا اور پھیل گیا تو دھونا واجب ہے اور اگر آنکھوں کے اندر ہی ہو باہر نہ لگا ہو تو معاف ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج٤، ص٣٧٨۔٣٨٠.

2 ...... "غنیۃ المتملي"، شرائط الصلاۃ، الشرط الثاني، ص٢٠٢.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، مطلب في التشبہ بأھل الکتاب، ج٢، ص٤٦٧.

4 ...... "غنیۃ المتملي"، شرائط الصلاۃ، الشرط الثاني، ص٢٠٢.

مسئلہ ۲۶ کسی دوسرے مسلمان کے کپڑے میں نَجاست لگی دیکھی اور غالب گمان ہے کہ اس کو خبر کرے گا تو پاک کرلے گا تو خبر کرنا واجب ہے۔[1]

مسئلہ ۲۷ فاسقوں کے استعمالی کپڑے جن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے مگر بے نمازی کے پاجامے وغیرہ میں اِحتیاط یہی ہے کہ رومالی پاک کرلی جائے کہ اکثر بے نمازی پیشاب کرکے ویسے ہی پاجامہ باندھ لیتے ہیں اور کفّار کے ان کپڑوں کے پاک کرلینے میں تو بہت خیال کرنا چاہیے۔

استنجے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾ [2]

اس مسجد یعنی مسجد قبا شریف میں ایسے لوگ ہیں جو پاک ہونے کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔

حدیث ۱ سُنَن ابنِ ماجہ میں ابو ایوب و جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے گروہِ انصار! اللہ تعالیٰ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف کی، تو بتاؤ تمہاری طہارت کیا ہے۔'' عرض کی نماز کے لیے ہم وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غُسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، فرمایا: ''تو وہ یہی ہے اس کا التزام رکھو۔'' [3]

حدیث ۲ ابو داود و ابن ماجہ زَید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ پاخانے جن اور شیاطین کے حاضر رہنے کی جگہ ہے تو جب کوئی بیت الخلا کو جائے یہ پڑھ لے۔''

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ [4]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس،فصل الاستنجاء، ج١،ص٦٢٢.

2 ...... پ١١، التوبة: ١٠٨.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الطهارة، باب الاستنجاء بالماء، الحديث: ٣٥٥، ج١، ص٢٢٢.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب مايقول الرجل إذا دخل الخلاء، الحديث: ٦، ج١، ص٣٦.

حدیث ۳ صحیحین میں یہ دعا یوں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَآئِثِ (1)

حدیث ۴ ترمذی کی روایت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ جنّ کی آنکھوں اور بنی آدم کے سَتر میں پردہ یہ ہے کہ جب پاخانے کو جائے تو بِسۡمِ اللّٰہِ کہہ لے۔(2)

حدیث ۵ ترمذی وابن ماجہ ودارمی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا سے باہر آتے یوں فرماتے: ''غُفۡرَانَکَ۔'' (3)

حدیث ۶ ابن ماجہ کی روایت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ جب بیت الخلا سے تشریف لاتے تو یہ فرماتے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَعَافَانِیۡ (4)

حدیث ۷ حِصن حَصین میں ہے کہ یوں فرماتے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَخۡرَجَ مِنۡ بَطۡنِیۡ مَا یَضُرُّنِیۡ وَاَبۡقٰی فِیۡہِ مَا یَنۡفَعُنِیۡ (5)

حدیث ۸ متعدد کتب میں بکثرت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب پاخانے کو جاؤ تو قبلہ کو نہ مونھ کرو، نہ پیٹھ اور عضوِ تناسُل کو دہنے ہاتھ سے چھونے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔'' (6)

حدیث ۹ ابوداود و ترمذی ونسائی اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا کو

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب مايقول عند الخلاء، الحديث: ١٤٢، ج١، ص٧٣.

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں پلیدی اور شیاطین سے۔

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ما ذكر من التسمية عند دخول الخلاء، الحديث: ٦٠٦، ج٢، ص١١٣.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب مايقول إذا خرج من الخلاء، الحديث: ٧، ج١، ص٨٧.

ترجمہ: اللہ عزوجل سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الطهارة، باب مايقول إذا خرج من الخلاء، الحديث: ٣٠١، ج١، ص١٩٣.

ترجمہ: حمد ہے اللہ کے لیے جس نے اذیت کی چیز مجھ سے دور کردی اور مجھے عافیت دی۔

5 ...... "الحصن الحصين"

ترجمہ: حمد ہے اللہ کے لیے جس نے میرے شکم سے وہ چیز نکال دی جو مجھے ضرر دیتی اور وہ چیز باقی رکھی جو مجھے نفع دے گی۔

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، الحديث: ١٥٣، ١٥٤، ج١، ص٧٤، ٧٦.

جاتے، انگوٹھی اُتار لیتے[1]، کہ اس میں نام مبارک کندہ تھا۔

حدیث ۱۰ ابوداود و ترمذی نے انھیں سے روایت کی، جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو کپڑا نہ ہٹاتے تاوقتیکہ زمین سے قریب نہ ہو جائیں۔[2]

حدیث ۱۱ ابوداود جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور جب قضائے حاجت کو تشریف لے جاتے، تو اتنی دور جاتے کہ کوئی نہ دیکھے۔[3]

حدیث ۱۲ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی و نسائی نے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گوبر اور ہڈیوں سے استنجا نہ کرو کہ وہ تمہارے بھائیوں جن کی خوراک ہے۔''[4] اور ابوداود کی ایک روایت میں کوئلے سے بھی ممانعت فرمائی۔[5]

حدیث ۱۳ ابوداود و ترمذی و نسائی عبداللہ بن مُغفَّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی غُسل خانہ میں پیشاب نہ کرے، پھر اس میں نہائے یا وُضو کرے کہ اکثر وسوسے اس سے ہوتے ہیں۔''[6]

حدیث ۱۴ ابوداود و نسائی عبداللہ بن سَرجِس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی۔[7]

حدیث ۱۵ ابوداود و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور نے فرمایا: ''تین چیزیں جو سببِ لعنت ہیں، ان سے بچو: گھاٹ پر اور بیچ راستہ اور درخت کے سایہ میں پیشاب کرنا۔''[8]

حدیث ۱۶ امام احمد و ترمذی و نسائی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، فرماتی ہیں جو شخص تم سے یہ کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اسے سچا نہ جانو، حضور نہیں پیشاب فرماتے مگر بیٹھ کر۔[9]

---

1. ...... "جامع الترمذي"، أبواب اللباس... إلخ، باب ماجاء في لبس الخاتم... إلخ، الحديث: ۱۷۵۲، ج۳، ص۲۸۹.
2. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الاستتار عند الحاجة، الحديث: ۱٤، ج۱، ص۹۲.
3. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، الحديث: ۲، ج۱، ص۳۵.
4. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في كراهية مايستنجي به، الحديث: ۱۸، ج۱، ص۹۶.
5. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب ما ينهى عنه أن يستنجي به، الحديث: ۳۹، ج۱، ص٤۸.
6. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في البول في المستحم، الحديث: ۲۷، ج۱، ص٤٤.
7. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب النهي عن البول في الجحر، الحديث: ۲۹، ج۱، ص٤٤.
8. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب المواضع التي نهى عن البول فيها، الحديث: ۲٦، ج۱، ص٤۳.
9. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في النهي عن البول قائما، الحديث: ۱۲، ج۱، ص۹۰.

حدیث ۱۷ امام احمد و ابوداود و ابن ماجہ ابو سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''دو شخص پاخانہ کو جائیں اور ستر کھول کر باتیں کریں، تو اللہ اس پر غضب فرماتا ہے۔'' (1)

حدیث ۱۸ صحیح بُخاری و صحیح مسلِم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو قبروں پر گزر فرمایا تو یہ فرمایا: ''کہ ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور کسی بڑی بات میں (جس سے بچنا دشوار ہو) مُعذَّب نہیں ہیں، ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹ سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا''، پھر حضور نے کھجور کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے، ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا نصب فرما دیا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیوں کیا؟ فرمایا: ''اس امید پر کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف (2) ہو۔'' (3)

استنجے کے متعلق مسائل

مسئلہ ۱ جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو مستحب ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ پڑھ لے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ

پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور نکل کر غُفْرَانَکَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّیۡ مَا یُؤۡذِیۡنِیۡ وَاَمۡسَکَ عَلَیَّ مَا یَنۡفَعُنِیۡ کہے۔ (4)

مسئلہ ۲ پاخانہ یا پیشاب پھرتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قبلہ کی طرف مونھ ہو نہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو، یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف مونھ یا پُشت کر کے بیٹھ گیا، تو یاد آتے ہی فوراً رُخ بدل دے اس میں امید ہے کہ فوراً اس کے لیے مغفرت فرما دی جائے۔ (5)

مسئلہ ۳ بچّے کو پاخانہ پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچّے کا مونھ قبلہ کو ہو یہ پھرانے والا گنہگار ہوگا۔ (6)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب كراهية الكلام عندالحاجة، الحديث: ١٥، ج١، ص ٤٠.

2 ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے کہ یہ بھی باعث تخفیف عذاب ہیں جب تک خشک نہ ہوں نیز ان کی تسبیح سے میت کا دل بہلتا ہے۔ ۱۲ منہ

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، الحديث: ٢١٨، ج١، ص ٩٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦١٥.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦٠٨.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ج١، ص٥٠.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦١٠.

مسئلہ ۴: پاخانہ، پیشاب کرتے وقت سورج اور چاند کی طرف نہ مونھ ہو، نہ پیٹھ۔ یوہیں ہَوا کے رُخ پیشاب کرنا ممنوع ہے۔[1]

مسئلہ ۵: کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو یا گھاٹ پر یا پھلدار درخت کے نیچے یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہو یا سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں یا مسجد اور عیدگاہ کے پہلو میں یا قبرستان یا راستہ میں یا جس جگہ مویشی بندھے ہوں ان سب جگہوں میں پیشاب، پاخانہ مکروہ ہے۔ یوہیں جس جگہ وُضو یا غُسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔[2]

مسئلہ ۶: خود نیچی جگہ بیٹھنا اور پیشاب کی دھار اونچی جگہ گرے یہ ممنوع ہے۔[3]

مسئلہ ۷: ایسی سخت زمین پر جس سے پیشاب کی چھینٹیں اُڑ کر آئیں پیشاب کرنا ممنوع ہے، ایسی جگہ کو کرید کر نرم کر لے یا گڑھا کھود کر پیشاب کرے۔[4]

مسئلہ ۸: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔[5] نیز ننگے سر پاخانہ، پیشاب کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دُعا یا اللہ ورسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ یوہیں کلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹: جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زِیادہ بدن کھولے، پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلۂ دینی میں غور نہ کرے کہ یہ باعثِ محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینکے تو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے، دل میں کہہ لے اور بغیر ضرورت اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نَجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بلاضرورت کھنکارے، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: القول مرجح علی الفعل، ج١، ص ٦١٠،٦١٢.

2 ...... المرجع السابق، ص ٦١١-٦١٣.

و "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامها، الفصل الثالث، ج١ ص ٥٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب: القول مرجح علی الفعل، ج١، ص٦١٢.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامها، الفصل الثالث، ج١، ص ٥٠.

5 ...... المرجع السابق .

جب فارغ ہوجائے تو مرد بائیں ہاتھ سے اپنے آلہ کو جڑ کی طرف سے سر کی طرف سونتے کہ جو قطرے رُکے ہوئے ہیں نکل جائیں، پھر ڈھیلوں سے صاف کرکے کھڑا ہوجائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے جب قطروں کا آنا موقوف ہوجائے، تو کسی دوسری جگہ طہارت کے لیے بیٹھے اور پہلے تین تین بار دونوں ہاتھ دھولے اور طہارت خانہ میں یہ دُعا پڑھ کر جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ الَّذِيْنَ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط۔ [1]

پھر داہنے ہاتھ سے پانی بہائے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے کہ چھینٹیں نہ پڑیں اور پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام اور طہارت کے وقت پاخانہ کا مقام سانس کا زور نیچے کو دے کر ڈھیلا رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں کہ دھونے کے بعد ہاتھ میں بُو باقی نہ رہ جائے، پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور اگر کپڑا پاس نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھیں کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہو تو رومالی پر پانی چھڑک لیں، پھر اس جگہ سے باہر آکر یہ دُعا پڑھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَّالْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّقَائِدًا وَّدَلِيْلًا اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى جَنَّاتِ النَّعِيْمِ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِىْ وَطَهِّرْ قَلْبِىْ وَمَحِّصْ ذُنُوْبِىْ۔ [2]

مسئلہ ۱۰: آگے یا پیچھے سے جب نَجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجا کرنا سنّت ہے اور اگر صرف پانی ہی سے طہارت کرلی تو بھی جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔ [3]

مسئلہ ۱۱: آگے اور پیچھے سے پیشاب، پاخانہ کے سوا کوئی اَور نَجاست، مثلاً خون، پیپ وغیرہ نکلے یا اس جگہ خارج سے نَجاست لگ جائے تو بھی ڈھیلے سے صاف کرلینے سے طہارت ہوجائے گی جب کہ اس موضع سے باہر نہ ہو مگر دھوڈالنا مستحب ہے۔ [4]

---

1 ...... اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اور اسی کی حمد ہے خدا کا شکر ہے کہ میں دین اسلام پر ہوں۔ اے اللہ تُو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں سے کردے، جن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غم کریں گے۔ ۱۲

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص٥٠.
و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦١٥.
حمد ہے اللہ کے لیے جس نے پانی کو پاک کرنے والا اور اسلام کو نور اور خدا تک پہنچانے والا اور جنت کا راستہ بتانے والا کیا اے اللہ تو میری شرم گاہ کو محفوظ رکھ اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہ دُور کر۔ ۱۲

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص٤٨.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص٤٨.

مسئلہ ۱۲: ڈھیلوں کی کوئی تعداد مُعیّن سنّت نہیں بلکہ جتنے سے صفائی ہو جائے، تو اگر ایک سے صفائی ہو گئی سنّت ادا ہو گئی اور اگر تین ڈھیلے لیے اور صفائی نہ ہوئی سنّت ادا نہ ہوئی، البتہ مستحب یہ ہے کہ طاق ہوں اور کم سے کم تین ہوں تو اگر ایک یا دو سے صفائی ہو گئی تو تین کی گنتی پوری کرے اور اگر چار سے صفائی ہو تو ایک اور لے کہ طاق ہو جائیں۔ (1)

مسئلہ ۱۳: ڈھیلوں سے طہارت اس وقت ہو گی کہ نَجاست سے مخرج کے آس پاس کی جگہ ایک درم سے زِیادہ آلودہ نہ ہو اور اگر درم سے زِیادہ سَن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلے لینا اب بھی سنّت رہے گا۔ (2)

مسئلہ ۱۴: کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے بھی صاف کر لینا بلا کراہت جائز ہے، دیوار سے بھی استنجا سکھا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے کی دیوار نہ ہو، اگر دوسرے کی ملک ہو یا وقف ہو تو اس سے استنجا کرنا مکروہ ہے اور کر لیا تو طہارت ہو جائے گی، جو مکان اس کے پاس کرایہ پر ہے اس کی دیوار سے استنجا سکھا سکتا ہے۔ (3)

مسئلہ ۱۵: پرائی دیوار سے استنجے کے ڈھیلے لینا جائز نہیں اگرچہ وہ مکان اس کے کرایہ میں ہو۔

مسئلہ ۱۶: ہڈی اور کھانے اور گوبر اور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور شیشہ اور کوئلے اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو، اگرچہ ایک آدھ پیسہ سہی ان چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ (4)

مسئلہ ۱۷: کاغذ سے استنجا منع ہے، اگرچہ اس پر کچھ لکھا نہ ہو یا ابوجہل ایسے کافر کا نام لکھا ہو۔

مسئلہ ۱۸: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے، اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا تو اسے دہنے ہاتھ سے جائز ہے۔ (5)

مسئلہ ۱۹: آلہ کو دہنے ہاتھ سے چھونا، یا داہنے ہاتھ میں ڈھیلا لے کر اس پر گزارنا مکروہ ہے۔ (6)

مسئلہ ۲۰: جس ڈھیلے سے ایک بار استنجا کر لیا اسے دوبارہ کام میں لانا مکروہ ہے مگر دوسری کروٹ اس کی صاف ہو تو اس سے کر سکتے ہیں۔ (7)

مسئلہ ۲۱: پاخانہ کے بعد مرد کے لیے ڈھیلوں کے استعمال کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈھیلا

---

(1) "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸.

(2) المرجع السابق.

(3) "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي... إلخ، ج۱، ص ۶۰۱.

(4) "الدرالمختار" و "رد المحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ج۱، ص۶۰۵.

(5) "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۰.

(6) المرجع السابق، ص۴۹.

(7) المرجع السابق، ص ۵۰.

آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کی طرف اور تیسرا آگے سے پیچھے کو اور جاڑوں میں پہلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا آگے سے پیچھے کو اور تیسرا پیچھے سے آگے کو لے جائے۔[1]

مسئلہ ۲۲: عورت ہر زمانہ میں اسی طرح ڈھیلے لے جیسے مرد گرمیوں میں۔[2]

مسئلہ ۲۳: پاک ڈھیلے داہنی جانب رکھنا اور بعد کام میں لانے کے بائیں طرف ڈال دینا، اس طرح پر کہ جس رُخ میں نجاست لگی ہو نیچے ہو مستحب ہے۔[3]

مسئلہ ۲۴: پیشاب کے بعد جس کو یہ احتمال ہے کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا یا پھر آئے گا، اس پر اِستبرا (یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رُکا ہو تو گر جائے) واجب ہے، استبرا ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے یا دہنے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو دہنے پر رکھ کر زور کرنے یا بلندی سے نیچے اترنے یا نیچے سے بلندی پر چڑھنے یا کھنکارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے اور استبرا اس وقت تک کرے کہ دل کو اطمینان ہو جائے، ٹہلنے کی مقدار بعض علماء نے چالیس قدم رکھی مگر صحیح یہ ہے کہ جتنے میں اطمینان ہو جائے اور یہ استبرا کا حکم مردوں کے لیے ہے، عورت بعد فارغ ہونے کے تھوڑی دیر وقفہ کر کے طہارت کر لے۔[4]

مسئلہ ۲۵: پاخانہ کے بعد پانی سے استنجے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور انگلیوں کے پیٹ سے دھوئے انگلیوں کا سِرا نہ لگے اور پہلے بیچ کی انگلی اُونچی رکھے، پھر وہ جو اس سے متصل ہے اس کے بعد چھنگلیا اُونچی رکھے اور خوب مبالغہ کے ساتھ دھوئے، تین انگلیوں سے زِیادہ سے طہارت نہ کرے اور آہستہ آہستہ ملے یہاں تک کہ چکنائی جاتی رہے۔[5]

مسئلہ ۲۶: ہتھیلی سے دھونے سے بھی طہارت ہو جائے گی۔[6]

مسئلہ ۲۷: عورت ہتھیلی سے دھوئے اور بہ نسبت مرد کے زیادہ پھیل کر بیٹھے۔[7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص٤٨.

2 ...... "نورالإيضاح"، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ص١٠.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص٤٨.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص٤٩.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦١٤.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص٤٩.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۸ طہارت کے بعد ہاتھ پاک ہو گئے مگر پھر دھو لینا بلکہ مٹی لگا کر دھونا مستحب ہے۔[1]

مسئلہ ۲۹ جاڑوں میں بہ نسبت گرمیوں کے دھونے میں زیادہ مبالغہ کرے اور اگر جاڑوں میں گرم پانی سے طہارت کرے، تو اسی قدر مبالغہ کرے جتنا گرمیوں میں مگر گرم پانی سے طہارت کرنے میں اتنا ثواب نہیں جتنا سرد پانی سے اور مرض کا بھی احتمال ہے۔[2]

مسئلہ ۳۰ روزے کے دنوں میں نہ زیادہ پھیل کر بیٹھے نہ مبالغہ کرے۔[3]

مسئلہ ۳۱ مرد لُنجھا ہو تو اس کی بی بی استنجا کرادے اور عورت ایسی ہو تو اس کا شوہر اور بی بی نہ ہو یا عورت کا شوہر نہ ہو تو کسی اور رشتہ دار بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن سے استنجا نہیں کرا سکتے بلکہ معاف ہے۔[4]

مسئلہ ۳۲ زمزم شریف سے استنجا پاک کرنا مکروہ ہے[5] اور ڈھیلا نہ لیا ہو تو ناجائز۔

مسئلہ ۳۳ وُضو کے بقیہ پانی سے طہارت کرنا خلافِ اَولیٰ ہے۔

مسئلہ ۳۴ طہارت کے بچے ہوئے پانی سے وُضو کر سکتے ہیں، بعض لوگ جو اس کو پھینک دیتے ہیں یہ نہ چاہیے اسراف میں داخل ہے۔[6]

قد تم بحمد الله سبحنه و تعالیٰ هذا الجزء فی مسائل الطهارة وله الحمد اولا و اخرا و باطنا و ظاهرا كما يحب ربنا و يرضی وهو بكل شيءٍ عليم ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظيم و صلی اللّٰه علی خير خلقه سيدنا و مولانا محمد و اله وصحبه و ابنه و ذريته و علماء ملته و اولياء امته اجمعين امين والحمد للّٰه رب العلمين. وانا الفقير المفتقر الی اللّٰه الغنی ابو العلا امجد علی الاعظمی غفر اللّٰه له ولوالديه. امين

اعظمی رضوی
۱۳۲۹
محمد امجد علی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۹.
2 ...... المرجع السابق.
3 ...... المرجع السابق.
4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۹.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ج۱، ص۶۰۷.
5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۳۵۸.
و "الفتاوی الرضوية"، ج۲، ص۴۵۲.
6 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۴، ص۵۷۵.

تصدیق جلیل و تقریظ بے مثیل

امام اہلسنت، ناصر دین وملت، محی الشریعہ کاسر الفتنہ، قامع البدعہ، مجدد المأتہ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ، سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت مولنٰا مولوی حاجی قاری مفتی **احمد رضا خاں** صاحب قادری برکاتی نفع اللہ الاسلام و المسلمین بفیوضھم و برکاتھم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط. الحمد للّٰہ و کفٰی وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفٰی لاسیما علی الشارع المصطفٰی ومقتفیہ فی المشارع اولی الطھارۃ و الصفا فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مسائل طہارت میں یہ مبارک رسالہ **بہارِ شریعت** تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلیٰ مولنٰا ابوالعلیٰ مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنٰی رزقہ اللہ تعالٰی فی الدارین الحسنٰی مطالعہ کیا الحمدللہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا آجکل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر وعمل وفیض میں برکت دے اور عقائد سے ضروری فروع تک ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہلسنت میں شائع ومعمول اور دُنیا وآخرت میں نافع ومقبول فرمائے۔ آمین۔

والحمدللّٰہ رب العلمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولنٰا محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین اٰمین ۱۲. ربیع الاٰخر شریف ۱۳۳۵ھ ہجریہ علی صاحبھا واٰلہ الکرام افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اٰمین.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

بہارِ شریعت حصہ دوم میں جہاں آبِ مطلق وآبِ مقید کے جزئیات فقیر نے گنائے ایک مسئلہ یہ بھی بیان میں آیا کہ حقہ کا پانی پاک ہے اگرچہ رنگ وبو ومزہ میں تغیر آجائے اس سے وضو جائز ہے۔ بقدر کفایت اس کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں اس پر کاٹھیاواڑ کے بعض اضلاع کے عوام میں خواہ مخواہ اختلاف پیدا ہوا اور یہاں ایک خط طلب دلیل کے لیے بھیجا۔ چاہیے یہ تھا کہ خلاف کرنے والے دلیل لاتے کہ دلیل ان کے ذمہ ہے نہ ہمارے ذمہ اس لیے کہ پانی اصل میں طاہر مطہر ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا﴾ [1]

اور فرماتا ہے:

﴿وَ يُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ﴾ [2]

ردالمحتار میں ہے:

"ويستدل بالآية ايضا علیٰ طهارته اذ لا منة بالنجس" [3]

فقہ کا وہ ارشاد کہ کسی پانی کی نجاست کی کافر نے خبر دی اس کا قول نہ مانا جائے گا اور اس سے وضو جائز ہے۔ کہ نجاست عارضی ہے اور قول کافر دیانات میں نا معتبر۔ [4] لہٰذا اپنی اصل طہارت پر رہے گا۔ اس سے ہمارے قول کی کافی تائید ہے مگر یہ سب باتیں اس کے لیے ہیں جو قواعد شرعیہ کے مطابق کہے یا کہنا چاہے اور آج کل اس سے بہت کم علاقہ رہا "الا ماشاء اللہ" اس زمانہ میں تو یہ رہ گیا ہے کہ کچھ کہہ کر عوام میں اختلاف پیدا کردیا جائے۔ صحیح ہو یا غلط اس سے کچھ مطلب نہیں، معترضین اگرچہ اسے ناپاک مانتے ہیں لہٰذا صرف طہارت کی سند دینی ہمیں کافی تھی، مگر ہم احساناً دونوں حکموں کا ثبوت دیتے ہیں۔ طہارت کے

---

1 ...... پ۱۹، الفرقان: ۴۸.

2 ...... پ۹، الانفال: ۱۱.

3 ...... "رد المحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج۱، ص۳۵۸.

4 ...... "الدر المختار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵۶۹.

متعلق تو وہی کافی ہے کہ یہ پانی ہے اور پانی بذاتہٖ نجس نہیں تاوقتیکہ کسی نجس کا خلط یا نجس کا مس نہ ہو نجس نہیں ہوسکتا۔ نجس کا خلط جیسے شراب یا پیشاب یا دیگر اشیائے نجسہ اس میں مل جائیں تو اگر قلیل ہے یعنی دہ در دہ سے کم ہے تو اب ناپاک ہوجائے گا اور اگر دہ در دہ ہے تو نجس کے ملنے سے بھی اس وقت ناپاک ہوگا کہ اس نجس شے نے اس کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دیا۔ درمختار میں ہے:

وینجس بتغیر احد اوصافه من لون او طعم او ریح ینجس الکثیر ولو جاریا اجماعا أماالقلیل فینجس وان لم یتغیر.[1] عالمگیریہ میں ہے: الماء الراكد اذاكان كثيرًا فهو بمنزلة الجاری لا یتنجس جمیعه بوقوع النجاسة فی طرف منه الا ان یتغیر لونه او طعمه اوریحه وعلی هذا اتفق العلماء وبه اخذ عامة المشائخ رحمهم اللّٰه تعالیٰ كذا فی " المحیط ".[2]

مس کی صورت یہ ہے کہ نجس چیز پانی سے چھوجائے اگرچہ اس کے اجزا اس میں نہ ملیں قلیل پانی نجس ہوجائے گا۔ جیسے سوٴر کے بدن کا کوئی حصہ اگرچہ بال پانی سے چھوجائے نجس ہوجائے گا۔ اگرچہ وہ فوراً اس سے جدا کرلیا جائے اگرچہ لعاب وغیرہ کوئی نجاست اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں نہ ملی ہندیہ میں ہے:

وان كان نجس العین كا لخنزیر فانه یتنجس وان لم یدخل فاه .[3]

نیز اسی میں ہے:

اما الخنزیر فجمیع اجزائه نجسة .[4]

ردالمحتار میں ہے:

وظاهر الروایة ان شعره نجس وصححه فی البدائع ورجحه فی الاختیار فلو صلی ومعه منه اكثر من قدرالدرهم لا تجوز ولو وقع فی ماء قلیل نجسه.[5]

یوہیں کوئی دموی جانور پانی میں گر کر مرجائے یا مرا ہوا گر جائے پانی نجس ہوجائے گا اگرچہ اس کا لعاب وغیرہ پانی سے مخلوط نہ ہو کہ مجرد ملاقات میتہ آب قلیل کو نجس کردیتی ہے۔

درمختار میں ہے:

---

1. "الدر المختار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج١، ص٣٦٧.
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٨.
3. "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٩.
4. "الفتاوی الهندية" كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.
5. "رد المحتار" كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ج١، ص٣٩٨.

اومات فیھا (ای فی بئر دون القدر الکثیر) او خارجھا والقی فیھا حیوان دموی .[1]

اور اگر سوئر کے سوا کوئی اور جانور گرا جس کا لعاب نجس ہے اور زندہ نکل آیا تو جب تک اس کے مونھ کا پانی میں پڑنا معلوم نہ ہو نجس نہ ہوگا۔ فتاوائے عالمگیریہ میں ہے:

والصحیح ان الکلب لیس بنجس العین فلا یفسد الماء مالم یدخل فاہ ھکذا فی التبیین وھکذا سائر ما لا یوکل لحمہ من سباع الوحش والطیر لا یتنجس الماء اذا اخرج حیا ولم یصل فاہ فی الصحیح ھکذا فی " محیط السرخسی ".[2] درمختار میں ہے: لو اخرج حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزح شیئ الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسؤرہ فان نجسا نزح الکل والا لا ھو الصحیح.[3] ردالمحتار میں ہے: بخلاف ما اذا کان علی الحیوان خبث ای نجاسۃ وعلم بھا فانہ ینجس مطلقا قال فی البحر وقیدنا بالعلم لانھم قالوا فی البقر ونحوہ یخرج حیا لا یجب نزح شیئ وان کان الظاھرا شتمال بولھا علیٰ افخاذھا لکن یحتمل طھارتھا بان سقطت عقب دخولھا ماء کثیرا مع ان الاصل الطھارۃ اھ ومثلہ فی " الفتح "اھ.[4]

اس عبارت ردالمحتار سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جب تک کسی شے کا نجس ہونا یقینی معلوم نہ ہو حکم نجاست نہیں دیتے اگرچہ ظاہر نجس ہونا ہو تو حقہ کے پانی کی نسبت جب تک نجس ہونا یقینی نہ ہو نجس نہیں کہہ سکتے۔ نجاست کا یقین تو درکنار یہاں وہم بھی نجاست کا نہیں، اس کی نجاست اسی وقت ثابت ہوگی کہ اس کا نجاست سے مس یا اس میں نجاست خلط یقیناً معلوم ہو اور یہ دونوں امر مفقود تو اپنی اصل طہارت پر ہونا ثابت۔ وھو المقصود ثم اقول یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وہی پانی ہے جو حقہ میں ڈالنے سے پہلے طاہر و مطہر تھا ہاں اگر نجس پانی سے کسی نے حقہ تازہ کیا یا اس کا حقہ اندر سے نجس تھا یا اس پانی میں بعد کو کوئی نجاست پڑی خواہ حقہ کے اندر ہی یا اس میں سے نکالنے کے بعد تو یہ سب بلا شبہ نجس ہی ہیں اس کی طہارت کا کون قائل ہو سکتا ہے اگر بجائے حقہ گھڑا یا لوٹا نجس ہوتے تو ان کا پانی بھی نجس ہوتا اور کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً گھڑے یا لوٹے کا پانی نجس ہوتا ہے کہ یہ نجاست اس کے خصوص نجس ہونے سے ہے نہ یہ کہ گھڑا یا لوٹا ہونا باعث نجاست ہے۔ یوہیں یہاں یہ نجاست خصوص اس ظرف کے نجس ہونے یا اس پانی میں نجس کے ملنے سے ہے نہ یہ کہ اس کا حقہ ہونا سبب نجاست ہے اور کلام یہاں اس میں ہے

1 ...... "الدر المختار"، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۷.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الثالث في المیاہ، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

3 ...... "الدر المختار"، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۰.

4 ...... "رد المحتار"، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۰.

کہ حقہ کا دھواں پانی پر گزرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا تو جب یہ وہی پانی ہے کہ پہلے سے پاک تھا اور اب مرور دخان سے اس کے اوصاف متغیر ہوئے تو اگر اوصاف کا بدلنا سبب نجاست ہو تو لازم کہ شربت گلاب، کیوڑا، چائے، شوربا اور وہ پانی جس میں زعفران یا شہاب ڈالا ہو بلکہ تمام وہ چیزیں جن میں پانی کے اوصاف بدل جاتے ہیں سب کی سب نجس ہو جائیں اور یہ بداہۃً باطل، لہٰذا ثابت کہ مطلقاً ہر شے کے ملنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ بلکہ نجس ہونے کے لیے نجس کی ملاقات ضروری ہے۔

لہٰذا پہلے تمباکو کا ناپاک ہونا شرع سے ثابت کریں پھر شرعاً اس کے دھوئیں کے بھی نجس ہونے کا ثبوت دیں پھر اس کو نجس بتائیں ودونہ خرط القتاد، یہ امر تو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ تمباکو ایک درخت کا پتا ہے جس میں کچھ اجزا ملا کر کھاتے، پیتے، سونگھتے ہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ پتے نجس نہیں، باقی اجزا مثلاً شیرہ ریہ یا خوشبو کرنے یا دیگر منافع کے لیے کچھ اجزا اور شامل کیے جاتے ہیں، مثلاً سنبل الطیب، اناناس، املتاس، بیر، کٹھل وغیرہا ان میں کوئی چیز نجس نہیں لہٰذا تمباکو طاہر۔ یہ امر آخر ہے کہ اس کے کھانے یا پینے سے بیہوشی کی کیفیت پیدا ہو جائے تو بوجہ تفتیر اس کا اس حد تک کھانا پینا حرام ہوگا کہ۔

نهیٰ رسول الله صلّی الله تعالیٰ علیه وسلم عن کل مسکر ومفتر . [1]

مگر حرام ہونا اور بات ہے نجس ہونا اور، ویسے تو مٹی بھی حد ضرر تک کھانا حرام ہے۔ حالانکہ مٹی پاک بلکہ پاک کرنے والی ہے۔ کتب فقہ میں بے شمار جزئیات ملیں گے کہ کھانا پینا حرام ہے اور شے پاک۔

تنویر الابصار میں ہے: **والمسک طاهر حلال .** [2]

اس پر ردالمحتار میں فرمایا۔

زاد قوله حلال لانه لا یلزم من الطهارة الحل کما فی التراب "منح" ای فان التراب طاهر ولا یحل اکله. [3]

تو جب تمبا کو پاک ٹھہرا، اس کا دھواں کس طرح ناپاک ہو سکتا ہے۔ پاک چیز تو خود پاک چیز ہے، ناپاک چیزوں کے دھوئیں کی نسبت فقہ حنفی کا حکم ہے کہ جب تک اس سے اس ناپاک شے کا اثر ظاہر نہ ہو، حکم طہارت ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

اذا حرقت العذرة فی بیت فاصاب ماء الطابق ثوب انسان لا یفسده استحسانا مالم یظهر اثر النجاسة

---

1 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الأشربة، باب النهي عن المسکر، الحدیث: ٣٦٨٦، ج٣، ص٤٦١.

2 ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج١، ص٤٠٤.

3 ...... "رد المحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب في المسك ... إلخ، ج١، ص٤٠٣.

فيه وكذا الاصطبل اذا كان حارا وعلىٰ كوته طابق او كان فيه كوز معلق فيه ماء فترشح وكذا الحمام لو فيها نجاسات فعرق حيطانها و كواتها وتقاطر.[1]

فتاوائے عالمگیریہ میں ہے:

دخان النجاسة اذا اصاب الثوب اوالبدن الصحيح انه لا ينجسه هكذا فى " السراج الوهاج " وفى الفتاوىٰ اذا احرقت العذرة فى بيت فعلا دخانه وبخاره الىٰ الطابق وانعقد ثم ذاب وعرق الطابق فاصاب ماؤه ثوبا لا يفسد استحسانا مالم يظهر اثر النجاسة وبه افتى الامام ابوبكر محمد بن الفضل كذا فى " الفتاوى الغياثية " وكذا الاصطبل اذا كان حارا وعلىٰ كوته طابق او بيت البالوعة اذا كان عليه طابق فعرق الطابق وتقاطر وكذا الحمام اذا احرق فيها النجاسة فعرق حيطانها و كواها وتقاطر كذا فى " فتاوىٰ قاضيخان ".[2]

نوشادر کہ غلیظ کا بخار جمع ہو کر بنتا ہے علما نے اسے طاہر بتایا۔ ردالمحتار میں ہے اما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاهر.[3] ان تقریرات سے منصف مزاج وتتبع فقہا کے نزدیک بخوبی ثابت ہوگیا کہ حقہ کا پانی طاہر ہے۔ رہا یہ جاہلانہ شبہہ کہ پاک ہے تو پیتے کیوں نہیں۔ رینٹھ بھی تو پاک ہے پھر کیوں نہیں کھاتے؟ تھوک بھی پاک ہے پھر کیوں نہیں پیتے؟ افیون و بھنگ بھی تو ناپاک نہیں پھر کیا پیو گے؟ جب پاک چیزیں حرام تک ہوتی ہیں تو طبعاً مکروہ وناپسند ہونا کیا دشوار ہے۔ یہ تو ہمارے دلائل تھے، اب اسے ناپاک کہنے والے بھی تو بتائیں کہ کس آیت سے کہتے ہیں یا حدیث سے یا کتاب سے اور جب کہیں سے نہیں تو یہ شریعت پر افترا ہوگا یا نہیں؟ شریعت پر افترا سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت وتوفیق بخشے آمین۔ رہا اس کا مطہر ہونا اس کا مدار مائے مطلق پر ہے کہ مائے مطلق سے وضو وغسل جائز ہیں، مقید سے نہیں۔ كما هو مصرح فى المتون. لہٰذا پہلے ہم مطلق کی تعریف بیان کریں جس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ مطلق ہے یا مقید۔ مطلق کی جامع مانع تعریف جو جزئیات منصوبہ سے منتقض نہ ہووہ ہے جو رسالہ النور والنورق میں سیدی وسندی ومستندی مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمائی ہے کہ مطلق وہ پانی ہے کہ اپنی رقت طبعی پر باقی رہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی شے نہ ملائی گئی ہو جو اس سے مقدار میں زائد یا مساوی ہے۔ نہ ایسی شے کہ اس کے ساتھ مل کر چیز دیگر مقصد دیگر کے لیے ہوجائے جس سے پانی کا نام

---

1 ...... "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في العفو عن طين الشارع، ج١، ص٥٨٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٧.

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب العرقيّ الذي يستقطر من درديّ الخمر نجس حرام، بخلاف النوشادر، ج١، ص٥٨٤.

بدل جائے۔شربت یالسی یانبیذیاروشنائی وغیرہ کہلائے اوراس کے تمام فروع ومباحث کو دو شعر میں جمع فرمایا۔

مطلق آبے ست کہ بر رقت طبعی خود است — نہ درو مزج دگر چیز مساوی یا بیش
نہ بخلطے کہ بہ ترکیب شود چیز دگر — کہ بود ز آب جدا در لقب و مقصد خویش

زیادتی اطمینان کے لیے قیود تعریف کے متعلق بعض عبارات نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سے مدعا کے سمجھنے میں آسانی ہوگی، پہلی قید رقت طبعی کا باقی رہنا۔ شلبیہ علی الزیلعی میں ہے:

الماء المطلق مابقی علی اصل خلقته من الرقة والسیلان فلواختلط به طاهر اوجب غلظه صار مقیدا. (1)

فتاوٰی امام فقیہ النفس قاضی خان میں ہے:

لو وقع الثلج فی الماء وصار ثخینا غلیظا لا یجوز به التوضوء لانه بمنزلة الجمد وان لم یصر ثخینا جاز. (2)

نیز اسی خانیہ اور فتاوائے عالمگیریہ میں ہے:

لوبل الخبز بالماء وبقی رقیقا جاز به الوضوء. (3)

نیز اسی خانیہ میں ہے:

ماء صابون وحرض ان بقیت رقته ولطافته جاز التوضوء به. (4)

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

فی " الینابیع " لو نقع الحمص والباقلاء وتغیر لونه وطعمه وریحه یجوز التوضی به فان طبخ فان کان اذا برد وثخن لا یجوز الوضوء به اولم یثخن ورقة الماء باقیة جاز. (5)

نیز اسی میں ہے:

---

1 ...... "حاشية الشلبي على تبيين الحقائق"، كتاب الطهارة، ج١، ص٧٥.

2 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في مالا يجوز به التوضي، ج١، ص٩.

3 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في مالا يجوز به التوضي، ج١، ص٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "فتح القدير"، كتاب الطهارات، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز، ج١، ص٦٥.

لا باس بماء السیل مختلطا بالطین ان کانت رقة الماء غالبة فان کان الطین غالبا فلا .[1]

بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

لو تغیر الماء بالطین او بالتراب یجوز التوضوء به.[2]

منیہ میں ہے:

یجوز الطهارة بماء خالطه شیٔ طاهر فغیر احد اوصافه کماء المد والماء الذی اختلط به الزعفران بشرط ان یکون الغلبة للماء من حیث الاجزاء ولم یزل عنه اسم الماء وان یکون رقیقا بعد فحکمه حکم الماء المطلق.[3]

فتاوی امام غزی تمرتاشی میں ہے:

ماء الصابون لو رقیقا یسیل علی العضو یجوز الوضوء به وکذا لو اغلی بالاشنان وان ثخن لا کما فی " البزازیة ".[4]

بالجملہ یہی چند عبارات حکم مسئلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں اوراس کی نظیریں کتب فقہ میں بکثرت مذکور ہیں کہ بعد زوال رقت وسیلان قابل وضوو غسل نہ رہا۔ قید دوم اس کے ساتھ کسی ایسی شے کا خلط نہ ہو کہ مقدار میں زائد یا مساوی ہے مثلاً عرق گاؤزبان یا کیوڑا گلاب بید مشک وغیرہ جن میں نہ خوشبو ہو، نہ ذائقہ محسوس ہوتا ہو اگر پانی میں ملیں تو جب تک پانی مقدار میں زائد ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

بحرالرائق میں ہے:

ان کان مائعا موافقا للماء فی الاوصاف الثلثة کالماء الذی یؤخذ بالتقطیر من لسان الثور وماء الورد الذی انقطعت رائحته اذا اختلط فالعبرة للاجزاء فان کان الماء المطلق اکثر جاز الوضوء بالکل وان کان مغلوبا لا یجوزو ان استویا لم یذکر فی ظاهر الروایة وفی البدائع قالوا حکمه حکم الماء المغلوب احتیاطا.[5]

---

1 ...... "فتح القدیر"، کتاب الطهارات، باب الماء الذی یجوز به الوضوء ومالا یجوز، ج۱، ص۶۵.

2 ...... "بدائع الصنائع"، کتاب الطهارة، مطلب الماء المقید، ج۱، ص ۹۵ .

3 ...... "منیة المصلي" فصل في المیاه، ص۶۳ .

4 ...... "فتاوی الامام الغزی"، ص۴ .

5 ...... "البحر الرائق"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۱۲۸ .

درمختار میں ہے:

لو (کان المخالط) مائعا فلو مباینا لاوصافه فبتغیر اکثرها اوموافقا کلبن فبأحدها او مماثلا کمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطهیر بالکل والا لا . [1]

ہندیہ میں ہے:

وان کان لا یخالفه فیهما تعتبر فی الاجزاء وان استویا فی الاجزاء لم یذکر فی ظاهر الروایة قالوا حکمه حکم الماء المغلوب احتیاطا هکذا فی " البدائع ". [2]

قید سوم ایسی شے نہ ملی ہو کہ اس کے ساتھ مل کر شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہوجائے جس سے پانی کے بدلے کچھ اور نام ہوجائے خواہ کسی چیز کو ملا کر اس میں پکایا ہو جیسے یخنی، شوربا کہ اب پانی نہ رہا۔ مختصر قدوری وہدایہ ووقایہ وغیرہا عامہ کتب میں ہے: " **لا یجوز بالمرق.** " [3] بحرالرائق میں ہے: " **لا یتوضؤ بماء تغیر بالطبخ بما لا یقصد التنظیف کماء المرق والباقلاء لانه لیس بماء مطلق** " [4] یا پکایا نہ ہو محض ملا دیا ہو جیسے شکر مصری شہد کا شربت ہدایہ وغیرہا میں ہے: " **لا یجوز بالا شربه** " [5] اس پر عنایہ وکفایہ وبنایہ وغایہ میں فرمایا:

ان اراد بالاشربة الحلو المخلوط بالماء کالدبس والشهد المخلوط به کانت للماء الذی غلب علیه غیره . [6]

مجمع الانہر میں ہے:

قال صاحب الفرائد المراد من الاشربة الحلو المخلوط بالماء کالدبس والشهد . [7]

اگر ایسی چیز جس سے تنظیف یعنی میل کاٹنا مقصود ہے ملائی یا ملا کر طبخ دیا تو جب تک اس پانی کی رقت وسیلان نہ جائے قابل وضو ہے۔ اس کے متعلق فتح القدیر وفتاوائے خانیہ وفتاوائے امام شیخ الاسلام غزی تمرتاشی کے نصوص اوپر گزرے۔

---

1 ...... "الدر المختار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج۱، ص۳۶۱.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.

3 ...... "الهدایة"، کتاب الطهارات، باب الماء الذي یجوز به الوضوء، ومالا یجوز، ج۱، ص۲۰.

4 ...... "البحرا الرائق"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۱۲۶.

5 ...... "الهدایة"، کتاب الطهارة، باب الماء الذي یجوز به الوضوء و مالا یجوز، ج۱، ص۲۰.

6 ...... "البنایة"، کتاب الطهارة، باب الماء الذي یجوز به الوضوء و مالا یجوز به، ج۱، ص۲۱۲.

7 ...... "مجمع الأنهر"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۴۵.

بحر میں ہے:

اما لو كانت النظافة تقصد به كالسدر والاشنان والصابون يطبخ به فانه يتوضؤ به الا اذا خرج الماء عن طبعه من الرقة والسيلان .[1]

ہندیہ میں ہے:

وان طبخ فی الماء ما يقصد به المبالغة فی النظافة كالاشنان والصابون جاز الوضوء به بالاجماع الا اذا صار ثخينا فلا يجوز هكذا فی "محيط السرخسی ".[2]

یوہیں اگر پانی میں زعفران یا پڑیا اتنی ملائی کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہوجائے اس سے وضو جائز نہیں اگرچہ رقت وسیلان باقی ہو کہ اب بھی یہ پانی نہ کہلائے گا۔ صبغ ورنگ کہا جائے گا۔ ردالمحتار میں ہے:

ومثله الزعفران اذا خالط الماء وصار بحيث يصبغ به فليس بماء مطلق من غير نظر الى الثخانة.[3]

منیہ میں ہے:

لا تجوز بالماء المقيد كماء الزعفران.[4] اه قال فی الحلية محمول على ما اذا كان الزعفران غالبا.[5]

ہندیہ میں ہے:

وان غلبت الحمرة وصارمتما سكا لا يجوز التوضى كذا فی فتاوىٰ قاضيخان.[6]

اور اگر رنگ کے قابل نہ ہو تو وضو جائز ہے۔

صغیری میں ہے:

القليل من الزعفران يغير الاوصاف الثلثة مع كونه رقيقا فيجوز الوضوء والغسل به .[7]

---

1 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، ج ١، ص١٢٦ .

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ١، ص٢١ .

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في حديث ((لا تسموا العنب الكرم))، ج ١، ص٣٦١ .

4 ...... "منية المصلي"، فصل في المياه، ص٦٣ .

5 ...... "الحلية"

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج ١، ص٢١ .

7 ...... "صغيرى"، فصل فى بيان احكام المياه، ص٥٠ .

ہندیہ میں ہے:

التوضی بماء الزعفران والزردج والعصفر یجوز ان کان رقیقا والماء غالب . [1]

یوہیں پانی میں پھٹکری مازو وغیرہ اتنے ڈالے کہ لکھنے کے قابل ہوجائے اس سے وضو جائز نہیں کہ اب وہ پانی نہیں روشنائی ہے۔ تجنیس پھر بحر الرائق پھر ہندیہ و ردالمحتار میں ہے:

وکذا اذا طرح فیه زاج او عفص وصار ینقش به لزوال اسم الماء عنه . [2]

اور اگر لکھنے کے قابل نہ ہو تو وضو جائز ہے۔ اگرچہ رنگ سیاہ ہوجائے کہ ابھی نام نہ بدلا۔ ہندیہ میں ہے:

اذا طرح الزاج او العفص فی الماء جاز الوضوء به ان کان لا ینقش اذا کتب کذا فی " البحر " نا قلاعن " التجنیس ". [3]

فتاویٰ خانیہ میں ہے:

اذا طرح الزاج فی الماء حتی اسود لکن لم تذهب رقته جاز به الوضوء . [4]

حلیہ میں ہے:

صرح فی التجنیس بان من التفریع علیٰ اعتبار الغلبة بالاجزاء قول الجرجانی اذا طرح الزاج اوالعفص فی الماء جاز الوضوء به ان کان لا ینقش اذا کتب فان نقش لا یجوزوا لماء هو المغلوب. [5]

یوہیں پانی میں چنے یا باقلا یا اور غلہ بھگویا یا کیچڑ گچ مٹی چونا مل گیا جب تک رقت باقی ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں ان سب کے جزئیات عامہ کتب مذہب میں مذکور ہیں۔

بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

تغیر الماء المطلق بالطین او بالتراب او بالجص او بالنورة او بوقوع الاوراق او الثمار فیه او بطول المکث یجوز التوضؤبه لانه لم یزل عنه اسم الماء وبقی معناه ایضاً . [6]

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.
و "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطهارة، فصل في مالا یجوز به التوضي، ج۱، ص۹.

2 ...... "رد المحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب في حدیث ((لا تسموا العنب الکرم))، ج۱، ص۳٦۱.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.

4 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الطهارة، فصل في مالا یجوز به التوضي، ج۱، ص۹.

5 ...... انظر: "التجنیس و المزید"، کتاب الطهارات، ج۱، ص۲۱۹۔۲۲۰.

6 ...... "بدائع الصنائع"، کتاب الطهارة، مطلب الماء المقید، ج۱، ص۹۵.

تعریف مائے مطلق اور ان تمام جزئیات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مطلقاً تغیر اوصاف پانی کے مقید کرنے کو کافی نہیں تاوقتیکہ پانی کا نام نہ بدلے۔ جس پانی میں چنے بھیگے یا زعفران کی تھوڑی مقدار گھولی یا مازو وغیرہ اتنے ملائے کہ لکھنے کے قابل نہ ہو یا اسی قسم کے اور جزئیات جن میں جواز وضو کتب فقہ میں مصرح ہے کیا ان پانیوں کے اوصاف نہ بدلے؟ ضرور بدلے تو اگر مطلقاً تغیر اوصاف پانی کو مقید کردیتا تو ان سے وضو جائز ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اب اس کے بعض اور جزئیات نقل کرتے ہیں کہ اوصاف تینوں متغیر ہوگئے اور وضو جائز۔ کوئیں میں رسی لٹکتی رہی جس سے اس کا رنگ، مزہ، بو تینوں وصف بدل جائیں اس سے وضو جائز ہے۔

فتاویٰ امام شیخ الاسلام غزی تمرتاشی میں ہے:

سئل عن الوضوءِ والاغتسال بماء تغير لونه وطعمه وريحه بحبله المعلق عليه الاخراج الماء فهل يجوز ام لااجاب يجوز عند جمهور اصحابنا اھ[1] ملتقطا.

موسم خزاں میں بکثرت پتے پانی میں گرے کہ اس کے اوصاف ثلثہ کو متغیر کردیا۔ اگرچہ رنگ اتنا غالب ہوگیا کہ ہاتھ میں لینے سے بھی محسوس ہوتا ہو اگر رقت باقی ہے صحیح مذہب میں وضو جائز ہے۔

سراج وہاج و فتاوائے عالمگیریہ و جوہرہ نیرہ و فتاوائے امام غزی تمرتاشی میں ہے:

فان تغيرت اوصافه الثلثة بوقوع اوراق الاشجار فيه وقت الخريف فانه يجوز به الوضوء عند عامة اصحابنا رحمهم اللّٰه تعالٰى .[2]

نیز فتاوائے امام غزی میں مجتبیٰ شرح قدوری سے ہے:

لو غير الاوصاف الثلثة بالاوراق ولم يسلب اسم الماء عنه ولا معناه عنه فانه يجوز التوضؤ به.[3]

عنایہ و حلیہ و بحر و نہر و مسکین و ردالمحتار میں ہے:

المنقول عن الاساتذة انه يجوز حتى لو ان اوراق الاشجار وقت الخريف تقع فى الحياض فيتغير ماء ها من حيث اللون والطعم والرائحة ثم انهم يتوضئون منها من غير نكير .[4]

---

1 ...... "فتاوى الامام الغزى"، ص٤ .

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢١ .

3 ...... "فتاوى الامام الغزى"، ص٤، ٥ .

4 ...... "العناية"، كتاب الطهارة، باب الماء الذى يجوز به الوضوء، ج١، ص٦٣ (هامش "فتح القدير").

درمختار میں ہے:

وان غیر کل او صافه فی الاصح ان بقیت رقته ای واسمه .[1]

ردالمحتار میں زیر قول فی الاصح فرمایا

مقابله ما قیل انه ان ظهرلون الاوراق فی الکف لا یتوضؤ به لکن یشرب والتقیید بالکف اشارة الی کثرة التغیر لان الماء قدیری فی محله متغیرا لونه لکن لو رفع منه شخص فی کفه لا یراه متغیرا تامل.[2]

پانی میں کھجوریں ڈالی گئیں کہ پانی میں شیرینی آگئی مگر نبیذ کی حد کو نہ پہنچا تو بالاتفاق اس سے وضو جائز ہے۔

حلیہ وتبیین وہندیہ میں ہے: " الماء الذی القی فیه تمیرات فصار حلوا ولم یزل عنه اسم الماء وهو رقیق یجوز به الوضوء بلا خلاف بین اصحابنا ."[3]

ان عبارات جلیلہ فقہائے کرام وائمہ اعلام سے واضح ہوگیا کہ محض تغیر اوصاف مانع وضو نہیں تاوقتیکہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہوکر نام آب نہ بدل جائے۔ اب مسئلہ مبحوث عنہا میں اگر حقہ کو آب مستعمل یا ایسی چیز سے تازہ کیا کہ قابل وضو نہ تھی مثلاً گلاب یا عرق گاؤزبان یا عرق بادیان تو یہ سب تو پہلے ہی سے ناقابل وضو واغتسال تھے اس میں حقہ کا کیا قصور نہ اس سے ہم نے وضو جائز بتایا۔ کلام اس میں ہے کہ پہلے سے قابل وضو تھا اور حقہ کی وجہ سے اگرچہ متغیر ہوگیا وہی حکم سابق رکھتا ہے اب اگر تازہ کرنے کے بعد ایک ہی چلم پیا گیا۔ تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوصاف کا تغیر بالکل محسوس نہیں ہوتا اس جواز وضو میں کیا کلام ہوسکتا ہے اور جہاں تغیر ہوا، اگرچہ سب اوصاف کا مگر جب تک رقت باقی ہے بحکم نصوص ائمہ وعلمائے مذہب کسی حنفی کو کلام نہ ہونا چاہیے کہ مائے مطلق کی تعریف اس پر صادق کہ رقت باقی اور کسی ایسی شے کا خلط بھی نہ ہوا جو مقدار میں زائد ہو نہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہوکر نام آب متغیر ہوا کہ ہر شخص اس کو پانی ہی کہتا ہے معترض بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ حقہ کا پانی پاک کردیا۔

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

(یجوز بماء خالطه طاهر جامد) مطلقا (کفاکهة و ورق شجر) وان غیر کل اوصافه (فی الاصح ان بقیت رقته) ای و اسمه .[4]

---

1 ...... "الدر المختار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج١، ص٣٧٠.

2 ...... "رد المحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب في ان التوضي من الحوض... إلخ، ج١، ص٣٧٠.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٢.

4 ...... "تنویر الأبصار" و "الدر المختار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج١، ص٣٦٩.

غرر میں ہے:

یجوز وان غیر اوصافہ جامد کزعفران و ورق فی الاصح . (1)

نورالایضاح میں ہے:

لا یضر تغیر اوصافہ کلھا بجامد کزعفران . (2)

رہا یہ کہ اس کا تلفظ حقہ کی طرف اضافت کر کے ہوتا ہے اس سے اس پانی کا مقید ہونا لازم نہیں جیسے گھڑے کا پانی، دیگ کا پانی یہ اضافت اضافت تعریف ہے نہ تقیید جیسے "**ماء البئر ماء البحر ماء الزعفران .**"

تبیین میں ہے:

اضافتہ الیٰ الزعفران ونحوہ للتعریف کاضافتہ الی البئر. (3)

شلبیہ علی الزیلعی میں ہے:

اضافتہ الیٰ الوادی والعین اضافۃ تعریف لا تقیید لانہ تتعرف ما ھیتہ بدون ھذہ الاضافۃ . (4)

اگر یہ خیال ہو کہ اس میں بدبو ہوتی ہے اس وجہ سے ناجائز ہو تو **اولاً**: مطلقاً یہ حکم کہ حقہ کے پانی میں بدبو ہوتی ہے غلط ہے۔ **ثانیاً**: مدار آب مطلق ومقید پر ہے خوشبو بدبو کو کیا دخل زعفران اگر پانی میں اتنا ملا کہ رنگنے کے قابل ہو گیا اس سے وضو نا جائز ہے اگرچہ خوشبو رکھتا ہے۔ گلاب خوشبو رکھتا ہے مگر عامہ کتب مذہب میں ہے کہ گلاب سے وضو نا جائز۔

ہدایہ وخانیہ میں ہے: "**لا بماء الورد .**" (5)

منیہ وغنیہ میں ہے:

لایجوز الطھارۃ الحکمیۃ بماء الورد و سائر الازھار. (6)

پتے پانی میں گرے کہ اوصاف ثلثہ میں تغیر آ گیا تو اس میں کیا بدبو نہ ہوگی اور نصوص مذہب سے یہ ثابت کہ اس پانی سے وضو جائز۔ رسی کوئیں میں لٹکتی رہی اور پانی کے اوصاف ثلثہ رنگ، بو، مزہ سب بدل گئے اس کا جزئیہ سن چکے کہ امام شیخ

---

1 ...... "غرر الاحکام"، کتاب الطھارۃ، فرض الغسل، ج ۱، ص ۲۱.

2 ...... "نور الإیضاح"، کتاب الطھارۃ، ص ٤.

3 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الطھارۃ، ج ۱، ص ۷۹.

4 ...... "حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق"، کتاب الطھارۃ، ج ۱، ص ۷۹.

5 ...... "الھدایۃ"، کتاب الطھارات، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء، ومالا یجوز، ج ۱، ص ۲۰.

6 ...... "منیۃ المصلي و غنیۃ المتملي"، فصل في بیان احکام المیاہ، ص ۸۹.

الاسلام غزی تمرتاشی فرماتے ہیں کہ وضو جائز، کولتار پانی میں پڑ گیا جس سے اس میں سخت بدبو آ گئی اگر گاڑھا نہ ہوا وضو جائز ہے۔

فتاوائے زینیہ میں ہے:

ثالثًا سئل عن الماء المتغير ريحه بالقطران يجوز الوضوء منه ام لا اجاب نعم يجوز .[1]

متعدد کتابوں کی تصریحیں ذکر کی گئیں کہ صرف تغیر اوصاف ثلثہ مانع جواز وضو نہیں کسی نے اس کو خوشبو یا بدبو سے مقید نہ کیا، لہٰذا حکم مطلق پر ہے وللہ الحمد تو جب ان براہین لائحہ سے ثابت ہوا کہ یہ پانی طاہر و مطہر ہے تو مثلاً کسی نے منھ ہاتھ دھو لئے تھے اور پاؤں باقی تھا کہ پانی ختم ہو گیا اور وہاں دوسرا پانی نہیں کہ وضو کی تکمیل کرے اور اس کے پاس حقہ میں اتنا پانی موجود ہے کہ پاؤں دھونے کو کفایت کرے یا اس کے پاس دوسرا پانی بالکل نہیں ہے اور حقہ کا پانی اعضائے وضو کو کافی ہے تو بوجہ دوسرے پانی نہ ہونے کے تیمم کا حکم ہرگز نہیں دیا جاسکتا، کہ

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا ﴾[2]

پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرو۔

اور اس کے پاس پانی تو موجود ہے اب معترضین ہی بتائیں کہ اگر وہ پانی پاتے ہوئے اس سے تکمیل وضو نہ کرے اور تیمم کرلے تو اس نے حکم الٰہی کا خلاف کیا یا نہیں اس کا تیمم باطل ہوا یا نہیں ضرور اس نے حکم الٰہی کا خلاف کیا اور ضرور اس کا تیمم باطل ہوا البتہ اگر وقت ختم ہونے میں عرصہ ہو اور اس پانی میں بدبو آ گئی تھی، تو اتنا وقفہ لازم ہوگا کہ بو اُڑ جائے کہ حالت نماز میں اعضا سے بو آنا مکروہ ہے اور اس حالت میں مسجد میں جانے کی اجازت نہ ہوگی کہ بدبو کے ساتھ مسجد میں جانا حرام ہے۔ کچے لہسن، پیاز کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

((من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فان الملٰئكة تتأذى مما يتأذى منه الانس.))[3]

جو اس درخت بودار سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملٰئکہ اس چیز سے اذیت پاتے ہیں جس چیز سے آدمی کو اذیت پہنچتی ہو۔ رواه البخاري و مسلم عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه .

1 ...... "الفتاوى الزينية"، كتاب الطهارة، ص٣ (هامش "الفتاوى الغياثية").

2 ...... پ٥، النسآء: ٤٣.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، الحديث: ٥٦٤، ص٢٨٢.

نیز ارشاد ہوا:

((ولا یمر فیه بلحم نیءٍ)) [1]

مسجد میں کچا گوشت لے کر کوئی نہ گزرے۔

درمختار میں ہے: "واکل نحو ثوم." [2] اس پر ردالمحتار میں فرمایا: "ای کبصل ونحوه مما له رائحة کریهة للحدیث الصحیح فی النهی عن قربان آکل الثوم والبصل." [3]

اسی وجہ سے مٹی کا تیل اور وہ دیا سلائیاں جو جلتے وقت بدبو دیتی ہیں مسجد میں جلانا حرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

قال الامام العینی فی شرحه علی "صحیح البخاری " قلت علة النهی اذی الملئکة و اذی المسلمین ولا یختص بمسجده علیه الصلوة والسلام بل الکل سواء لروایة مساجدنا بالجمع خلا فا لمن شذ ویلحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة ما کولا اوغیره وانماخص الثوم ههنا بالذکر وفی غیره ایضا بالبصل والکراث لکثرة اکلهم لها وکذلک الحق بعضهم بذالک من بفیه بخراوبه جرح له رائحة وکذلک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولی بالالحاق ا ه . [4]

وصلی اللّٰه تعالٰی علی خیر خلقه سیدنا محمد وآله وصحبه وابنه وحزبه اجمعین والحمد للّٰه رب العالمین واللّٰه سبحنه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم .

ابو العلا امجد علی الاعظمی القادری

کتبــــــــــــــه

عفی عنه بمحمدن النبی الامی

صلی اللّٰه تعالٰی علیه وآلهٖ وصحبه وسلم

اعظمی رضوی
محمد امجد علی

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد و الجماعات، باب ما يكره في المساجد، الحديث : ٧٤٨، ج١، ص٤١٣ .

2 ...... "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٥ .

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٥ .

4 ...... "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٥ .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .

آب قلیان کی طہارت وطہوریت اوراس بارے میں کہ بحال ضرورت جب اور پانی نہ مل سکے اس سے تکمیل لازم اور اس کے ہوتے تیمم باطل اور بلا ضرورت بحال بدبو طہارت میں اس کا استعمال ممنوع اور جب تک بو نہ زائل ہو نماز مکروہ اور مسجد میں جانا حرام۔ مولانا مولوی امجد علی صاحب قادری اعظمی سلمہ کی یہ تحریر صحیح اوراس کا خلاف جہل صریح یا اعناد قبیح جس سے اجتناب ہر مسلمان پر فرض قطعی۔ واللہ تعالیٰ اعلم. فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم . لک الحمد یا اللّٰہ . والصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ .

حقہ کے پانی کی طہارت وطہوریت ظاہر کتب فقہ سے اس کی پاکی تطہیر صاف وباہر حضرت مولانا مولوی امجد علی صاحب قادری اعظمی مدظلہ نے ایسی تحقیق انیق فرمائی ہے کہ مخالف جاہل ہے، توامید قوی کہ قبول حق کرے، معاند ہے تو سکوت سے کام لے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ

واللّٰہ تعالیٰ اعلم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ المالک الناصر السید محمد و سلم

عبیدہ العاصی

کتبہ

فقیر ربہ واسیر ذنبہ ابوالمحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی الکچھوچوی عفی عنہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .

آب حقہ کی طہارت وطہوریت میں اور بروقت ضرورت اس کا استعمال جائز ہونے میں جیسی توضیح کامل کتب فقہ سے جناب مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی الرضوی مدفیوضہ العالی نے فرمائی ہے بلاشک وشبہہ نہایت ہی درست وبجا ہے باوجود ایسی تحقیق انیق کے بھی اس سے انکار کرنا سراسر جہل وخطا ہے حضرت مولانائے موصوف نے اس مسئلہ کے متعلق بفضلہٖ تعالیٰ کوئی

دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا ہے اور ہر پہلو پر کامل غور فرما کر شرح وبسط کے ساتھ اس کا فیصلہ فرمادیا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ کسی ایسی بات پر جس کا اسے اس سے پہلے علم نہ ہو حسن کر ضدوانکار نہ کرے بلکہ نہایت نیک نیتی سے تحقیق سے کام لے مجھ کو مولانا کی اس تحریر اور پھر اس پر دیگر علمائے اکابرین دامت برکاتہم کی تصدیقات سے قطعاً اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

خاکسار

ابوالابرار محمد اسرار الحق حنفی سنی صدیقی چشتی نظامی قادری رہتکی عفااللہ عنہ

الحق ان الحق فی هذه الصورة مع العلامة المجیب الفاضل اللبیب الحضرة مولٰنا امجد علی صاحب القادری الرضوی سلمه اللّٰه تعالیٰ والحق احق ان یتبع

کتبہ

العبد المعتصم بذیل النبی محمد احسان الحق نعیمی قاضی بلدہ ومفتی درگاہ معلّٰی بہرائچ شریف

جو کچھ حضرت مولانا الحکیم حامی سنت ماحی بدعت عالم لوذعی فاضل یلمعی مولوی امجد علی صاحب قادری رضوی نے تحریر فرمایا ہے وہی صواب وصحیح وحق صریح ہے۔

فقط فقیر قادری حکیم عبدالاحد خادم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت تلمیذ مولانا وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلی بجاہ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

ما اجاب به العالم النبیل و الفاضل الجلیل مولانا المولوی محمد امجد علی صاحب فهو حق صریح ابو سراج عبد الحق رضوی تلمیذ مولانا المولوی محمد وصی احمد محدث سورتی غفر اللّٰه العلیٰ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبحمدہ وعونہ فکل ماحر رہ العالم العلیم و الذی هو للقلوب حکیم قوی حضرت مولانا و بالفضل اولانا جناب المولوی امجد علی حرسه ربه القوی و نصره علی کل مخالف غبی . بجاہ حبیبه النبی العربی صلی اللّٰہ علیه وسلم فهذا تحریر الطهارة ماء القلیان بعد استعماله فیه لا شک فی طهارته و طهوریته کما هو فی الاصل وانا الحقیر سید محمد حسن السنوسی المدنی الحنفی المجددی عفی عنه.

مبسملا و حامد او محمداً (جل وعلا) و مصلّیا و مسلما محمداً (صلی اللّٰہ علیه وسلم)

حضرت مولانا امجد علی صاحب دامت برکاتہم نے مسائل طہارت میں ''بہارِ شریعت'' جیسی جامع کتاب تالیف فرما کر مسلمانانِ ہند پر احسان عظیم فرمایا ہے جس کے شکریہ سے عہدہ برا ہونا دشوار۔ دعا ہے کہ رب العزت جل مجدہ مولانا موصوف کو اجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آبِ قلیان کی طہارت وطہوریت کا ثبوت بدلائل ساطعہ اس فتویٰ میں دیا گیا کتاب مذکور میں صرف اس قدر مسطور ہے کہ ''اس کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں'' نہ یہ کہ خواہ مخواہ اسی سے وضو کیا جائے درصورتیکہ اس سے بہتر پانی موجود ہو۔ اس پر جرح کرنا صرف ان ہی اصحاب کا کام معلوم ہوتا ہے جن کا مقصود بغض فتنہ انگیزی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اکمل واتم.

فقیر محمد عبد العلیم الصدیقی قادری عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

نماز کا بیان

ایمان وتصحیح عقائد مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے بعد نماز تمام فرائض میں نہایت اہم واعظم ہے۔ قرآن مجید و احادیث نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اس کی اہمیت سے مالا مال ہیں، جا بجا اس کی تاکید آئی اور اس کے تارکین [1] پر وعید فرمائی، چند آیتیں اور حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں، کہ مسلمان اپنے رب عزوجل اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سنیں اور اس کی توفیق سے ان پر عمل کریں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾ [2]

یہ کتاب پرہیز گاروں کو ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور ہم نے جو دیا اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ﴾ [3]

نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

یعنی مسلمانوں کے ساتھ کہ رکوع ہماری ہی شریعت میں ہے۔ یا با جماعت ادا کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ ﴾ [4]

تمام نمازوں خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت رکھو اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔

---

1 ...... تارک کی جمع، چھوڑنے والے۔

2 ...... پ ۱، البقرة: ۲، ۳.

3 ...... پ ۱، البقرة: ۴۳.

4 ...... پ ۲، البقرة: ۲۳۸.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ ﴾ [1]

نماز شاق ہے مگر خشوع کرنے والوں پر۔

نماز کا مطلقاً ترک تو سخت ہولناک چیز ہے اسے قضا کرکے پڑھنے والوں کو فرماتا ہے:

﴿ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾ [2]

خرابی ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، وقت گزار کر پڑھنے اٹھتے ہیں۔

جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی سختی سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے، اس کا نام "ویل" ہے، قصداً [3] نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق [4] ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ﴾ [5]

ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا، عنقریب انھیں سخت عذاب طویل وشدید سے ملنا ہوگا۔

غی جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے، اس میں ایک کوآں ہے، جس کا نام "ہبہب" ہے، جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے، اللہ عزوجل اس کوئیں کو کھول دیتا ہے، جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴾ [6]

جب بجھنے پر آئے گی ہم انھیں اور بھڑک زیادہ کریں گے۔

یہ کوآں بے نمازوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خواروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لیے ہے۔ نماز کی

---

1 ...... پ ۱، البقرة: ٤٥.

2 ...... پ ۳۰، الماعون: ٤،٥.

3 ...... یعنی جان بوجھ کر۔ 4 ...... یعنی حقدار۔

5 ...... پ۱٦، مریم: ٥٩.

6 ...... پ ١٥، بني اسرآءيل: ٩٧.

اہمیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب احکام اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجے، جب نماز فرض کرنی منظور ہوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے پاس عرشِ عظیم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شب اسرا[1] میں یہ تحفہ دیا۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بُخاری و مُسلِم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ دینا اور حج کرنا اور ماہِ رمضان کا روزہ رکھنا۔'' [2]

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، وہ عمل ارشاد ہو کہ مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے بچائے؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم رکھ اور زکاۃ دے اور رمضان کا روزہ رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔'' اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ''اسلام کا ستون نماز ہے۔'' [3]

حدیث ۳: صحیح مُسلِم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اور جُمُعہ سے جُمُعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ان تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، جو ان کے درمیان ہوں جب کہ کبائر سے بچا جائے۔'' [4]

حدیث ۴: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''بتاؤ! تو کسی کے دروازہ پر نہر ہو وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرے کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گا؟ عرض کی نہ۔ فرمایا: ''یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔'' [5]

حدیث ۵: صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ایک صاحب سے ایک گناہ صادر ہوا، حاضر ہو کر

---

1. یعنی معراج کی رات۔
2. "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان أرکان الإسلام... إلخ، الحدیث: ۲۱-(۱٦)، ص۲۷.
3. "جامع الترمذي"، أبواب الإیمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحدیث: ۲٦۲۵، ج۴، ص۲۸۰.
4. "صحیح مسلم"، کتاب الطهارة، باب الصلاة الخمس، الحدیث: ۱٦-(۲۳۳)، ص۱۴۴.
5. "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب المشي إلی الصلاة... إلخ، الحدیث: ٦٦۷، ص۳۳٦.

عرض کی، اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ [1]

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴾ [2]

نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصہ میں بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں، یہ نصیحت ہے، نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا یہ خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا: ''میری سب اُمت کے لیے۔''

حدیث ۶ صحیح بُخاری و مُسلِم میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کیا ہے؟ فرمایا: ''وقت کے اندر نماز۔''، میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔''، میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: ''راہِ خدا میں جہاد۔'' [3]

حدیث ۷ بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اسلام میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''وقت میں نماز پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔'' [4]

حدیث ۸ ابوداود نے بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب تمھارے بچے سات برس کے ہوں، تو انھیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہوجائیں، تو مار کر پڑھاؤ۔'' [5]

حدیث ۹ امام احمد روایت کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاڑوں [6] میں باہر تشریف لے گئے، پت جھاڑ کا زمانہ تھا، دو ٹہنیاں پکڑلیں، پتّے گرنے لگے، فرمایا: ''اے ابوذر! میں نے عرض کی، لبیک یارسول اللہ! فرمایا: ''مسلمان بندہ اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے، تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتّے۔'' [7]

حدیث ۱۰ صحیح مُسلِم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، الحديث: ٥٢٦، ج١، ص١٩٦.

2 ...... پ١٢، هود: ١١٤.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، الحديث: ٥٢٧، ج١، ص١٩٦.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوٰت، الحديث: ٢٨٠٧، ج٣، ص٣٩.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، الحديث: ٤٩٥، ج١، ص٢٠٨.

6 ...... سردیوں۔

7 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ٢١٦١٢، ج٨، ص١٣٣.

اپنے گھر میں طہارت (وضووغسل) کرکے فرض ادا کرنے کے لیے مسجد کو جاتا ہے، تو ایک قدم پر ایک گناہ محو ہوتا، دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔'' (1)

حدیث ۱۱ امام احمد زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں سہو نہ کرے، تو جو کچھ پیشتر اس کے گناہ ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے'' (2) یعنی صغائر۔

حدیث ۱۲ طَبَرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ہٹا دیے جاتے ہیں، اور حُور عین اس کا استقبال کرتی ہیں، جب تک نہ ناک سنکے، نہ کھکارے۔'' (3)

حدیث ۱۳ طَبَرانی اَوسَط میں اور ضیا نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور یہ بگڑی تو سبھی بگڑے۔'' (4) اور ایک روایت میں ہے کہ ''وہ خائب وخاسر ہوا۔'' (5)

حدیث ۱۴ امام احمد و ابوداود و نَسائی و ابن ماجہ کی روایت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، اگر نماز پوری کی ہے، تو پوری لکھی جائے گی اور پوری نہیں کی (یعنی اس میں نقصان ہے) تو ملائکہ سے فرمائے گا: ''دیکھو! میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرض پورے کردو پھر زکوۃ کا اسی طرح حساب ہوگا پھر یوہیں باقی اعمال کا۔'' (6)

حدیث ۱۵ ابوداود و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''(جو مسلمان جہنم میں جائے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ) اس کے پورے بدن کو آگ کھائے گی سوا اعضائے سجود کے، اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے۔'' (7)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب المشي إلى الصلاة، الحديث: ٦٦٦، ص٣٣٦.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث زيد بن خالد الجهني، الحديث: ٢١٧٤٩، ج٨، ص١٦٢.

3 ...... "الترغيب و الترهيب" للمنذري، كتاب الصلاة، الترهيب من البصاق في المسجد، الحديث: ١٢، ج١، ص١٢٦.

4 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الألف، الحديث: ١٨٥٩، ج١، ص٥٠٤.

5 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب العين، الحديث: ٣٧٨٢، ج٣، ص٣٢.

6 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث تميم الداري، الحديث: ١٦٩٤٦، ج٦، ص٣٥.

7 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٦، ج٤، ص٥٣٢.

حدیث ۱۶ طَبَرانی اَوسَط میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ کی یہ حالت سب سے زیادہ پسند ہے کہ اسے سجدہ کرتا دیکھے کہ اپنا مونھ خاک پر رگڑ رہا ہے۔(1)

حدیث ۱۷ طَبَرانی اَوسَط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کوئی صبح و شام نہیں مگر زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے، آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکرِ الٰہی کیا؟ اگر وہ ہاں کہے تو اس کے لیے اس سب سے اپنے اوپر بزرگی تصور کرتا ہے۔'' (2)

حدیث ۱۸ صحیح مُسلِم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔'' (3)

حدیث ۱۹ ابو داود نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو طہارت کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کے لیے نکلا اس کا اجر ایسا ہے جیسا حج کرنے والے محرم کا اور جو چاشت کے لیے نکلا اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی مثل ہے'' اور ایک نماز دوسری نماز تک کہ دونوں کے درمیان میں کوئی لغوبات نہ ہو علیین میں لکھی ہوئی ہے (4) یعنی درجہ قبول کو پہنچتی ہے۔

حدیث ۲۰ و ۲۱ امام احمد و نسائی و ابن ماجہ نے ابو ایوب انصاری و عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا جیسا حکم ہے اور نماز پڑھی جیسی نماز کا حکم ہے، تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف ہو گیا۔'' (5)

حدیث ۲۲ امام احمد ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔'' (6)

حدیث ۲۳ کنز العمال میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے کہ

---

(1)...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٦٠٧٥، ج٤، ص٣٠٨.

(2)...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الألف، الحديث: ٥٦٢، ج١، ص١٧١.

(3)...... لم نجد هذاالحديث في صحيح مسلم.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٦٦٨، ج٥، ص١٠٣.

(4)...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة، الحديث: ٥٥٨، ج١، ص٢٣١.

(5)...... "سنن النسائي"، كتاب الطهارة، باب من توضأ كما أمر، الحديث: ١٤٤، ص٣١.

(6)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ٢١٥٠٨، ج٨، ص١٠٤.

اللہ (عزوجل) اور فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے، اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔'' (1)

حدیث ۲۴ منیۃ المصلّی میں ہے، کہ ارشاد فرمایا: ''ہر شے کے لیے ایک علامت ہوتی ہے، ایمان کی علامت نماز ہے۔'' (2)

حدیث ۲۵ منیۃ المصلّی میں ہے، فرمایا: ''نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا دین کو ڈھا دیا۔'' (3)

حدیث ۲۶ امام احمد و ابو داود عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں پڑھیں اور رکوع و خشوع کو پورا کیا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر عہد کر لیا ہے کہ اسے بخش دے، اور جس نے نہ کیا اس کے لیے عہد نہیں، چاہے بخش دے، چاہے عذاب کرے۔'' (4)

حدیث ۲۷ حاکم نے اپنی تاریخ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اگر وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندہ کا میرے ذمۂ کرم پر عہد ہے، کہ اسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کروں۔'' (5)

حدیث ۲۸ دیلمی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز فرض نہ کی، جو توحید و نماز سے بہتر ہو۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو وہ ضرور ملائکہ پر فرض کرتا، ان میں کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں۔'' (6)

حدیث ۲۹ ابو داود طیالسی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو بندہ نماز پڑھ کر اس جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اس وقت تک کہ بے وضو ہو جائے یا اٹھ کھڑا

---

1. ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٠١٥، ج٧، ص١٢٥.
2. ...... "منية المصلي"، ثبوت فرضية الصلاة بالسنة، ص١٣.
3. ...... "منية المصلي"، ثبوت فرضية الصلاة بالسنة، ص١٣.
4. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، الحديث: ٤٢٥، ج١، ص١٨٦.
5. ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٠٣٢، ج٧، ص١٢٧.
6. ...... "الفردوس بمأثور الخطاب"، الحديث: ٦١٠، ج١، ص١٦٥.

ہو۔ ملائکہ کا استغفار اس کے لیے یہ ہے، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ [1] اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ [2] اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ . [3]

اور متعدد حدیثوں میں آیا ہے، کہ جب تک نماز کے انتظار میں ہے اس وقت تک وہ نماز ہی میں ہے، یہ فضائل مطلق نماز کے ہیں اور خاص خاص نمازوں کے متعلق جو احادیث وارد ہوئیں، ان میں بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۰ طَبَرانی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: ''جو صبح کی نماز پڑھتا ہے، وہ شام تک اللہ کے ذمہ میں ہے۔'' [4] دوسری روایت میں ہے، ''تو اللہ کا ذمہ نہ توڑو، جو اللہ کا ذمہ توڑے گا اللہ تعالٰی اسے اوندھا کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔'' [5]

حدیث ۳۱ ابن ماجہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو صبح نماز کو گیا، ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گیا، ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔'' [6]

حدیث ۳۲ بیہقی نے شُعَبُ الْاِیمان میں عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موقوفاً روایت کی، کہ ''جو نماز صبح کے لیے طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا، گویا اس نے تمام رات قیام کیا (عبادت کی) اور جو نماز عشا کے لیے حاضر ہوا گویا اس نے نصف شب قیام کیا۔'' [7]

حدیث ۳۳ خطیب نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے چالیس دن نماز فجر و عشا با جماعت پڑھی، اس کو اللہ تعالٰی دو براءتیں عطا فرمائے گا، ایک نار سے دوسری نفاق سے۔'' [8]

حدیث ۳۴ امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: رات اور دن کے ملائکہ نماز فجر و عصر میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے: ''کہاں سے آئے؟ حالانکہ وہ جانتا

---

1. ...... اے اللہ تو اس کو بخش دے۔
2. ...... اے اللہ تو اس پر رحم کر۔
3. ...... "مسند أبي داود الطيالسي"، الجزء العاشر، أبو صالح عن أبي هريرة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه، الحديث: ٢٤١٥، ص٣١٧.
و "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ٥٥٩، ج١، ص٢٣٢.
اے اللہ اس کی توبہ قبول کر۔
4. ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٣٢١٠، ج١٢، ص٢٤٠.
5. ......"مجمع الزوائد"، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة و حقنها للدم، الحديث: ١٦٤٠، ص٢٧.
6. ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب التجارات، باب الأسواق، ودخولها، الحديث: ٢٢٣٤، ج٣، ص٥٣.
7. ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلاة فضل في الجماعة... إلخ، الحديث: ٢٨٥٢، ج٣، ص٥٥.
8. ...... "تاريخ بغداد"، رقم: ٦٢٣١، ج١١، ص٣٧٤.

ہے۔'' عرض کرتے ہیں: ''تیرے بندوں کے پاس سے، جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انھیں نماز پڑھتا چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے۔'' (1)

حدیث ۳۵ ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد جماعت میں چالیس راتیں نماز عشا پڑھے، کہ رکعت اولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔'' (2)

حدیث ۳۶ طَبرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نماز عشا و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے، اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے۔'' (3) یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا۔

حدیث ۳۷ بزّار نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو نماز عشا سے پہلے سوئے اللہ اس کی آنکھ کو نہ سلائے۔'' (4) نماز نہ پڑھنے پر جو وعیدیں آئیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۸ صحیحین میں نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کی نماز فوت ہوئی گویا اس کے اہل و مال جاتے رہے۔'' (5)

حدیث ۳۹ ابو نعیم ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے قصداً نماز چھوڑی، جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔'' (6)

حدیث ۴۰ امام احمد اُمّ ایمن رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''قصداً نماز ترک نہ کرو کہ جو قصداً نماز ترک کر دیتا ہے، اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اس سے بری الذمہ ہیں۔'' (7)

حدیث ۴۱ شیخین نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

---

1. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٧٤٩٤، ج٣، ص٦٨.
2. ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب صلاة العشاء و الفجر في جماعة، الحديث: ٧٩٨، ج١، ص٤٣٧، عن عمر ابن الخطاب رضى اللّٰہ تعالیٰ عنه.
3. ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٠٠٨٢، ج١٠، ص٩٩.
4. ...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٤٩٧، ج٧، ص١٦٥، عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها.
5. ...... "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، الحديث: ٣٦٠٢، ج٢، ص٥٠١.
6. ...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٠٨٦، ج٧، ص١٣٢.
7. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أم أيمن، الحديث: ٢٧٤٣٣، ج١٠، ص٣٨٦.

''جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں۔'' [1]

حدیث ۴۲ بیہقی حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں، نماز دین کا ستون ہے۔'' [2]

حدیث ۴۳ بزّار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں، جس کے لیے نماز نہ ہو۔'' [3]

حدیث ۴۴ امام احمد و دارمی و بیہقی شُعَبُ الاِیمان میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے نماز پر محافظت (مداومت) کی، قیامت کے دن وہ نماز اس کے لیے نور و برہان و نجات ہوگی اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لیے نہ نور ہے نہ برہان نہ نجات اور قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان و اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔'' [4]

حدیث ۴۵ بُخاری و مُسلِم و امام مالک نافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے صوبوں کے پاس فرمان بھیجا کہ ''تمھارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے'' جس نے اس کا حفظ کیا اور اس پر محافظت کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔'' [5]

حدیث ۴۶ ترمذی عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے سوا نماز کے۔ [6] بہت سی ایسی حدیثیں آئیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کفر ہے اور بعض صحابۂ کرام مثلاً حضرت امیر المومنین فاروق اعظم و عبدالرحمٰن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و جابر بن عبداللہ و معاذ بن جبل و ابو ہریرہ و ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ مثلاً امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و عبداللہ بن مبارک و امام نخعی کا بھی یہی مذہب تھا، اگرچہ ہمارے امام اعظم و دیگر آئمہ نیز بہت سے صحابۂ کرام اس کی تکفیر نہیں کرتے [7] پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص ''کافر'' ہے۔

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عثمان بن أبي العاص، الحديث: ١٧٩٣٤، ج٦، ص ٢٧١.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوات، الحديث: ٢٨٠٧، ج٣، ص٣٩.

3 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٠٩٤، ج٧، ص١٣٣.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو، الحديث: ٦٥٨٧، ج٢، ص٥٧٤.

5 ...... "الموطا" للإمام مالك، كتاب وقوت الصلاة، الحديث: ٦، ج١، ص٣٥.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، الحديث: ٢٦٣١، ج٤، ص٢٨٢.

7 ...... یعنی کافر نہیں کہتے۔

احکام فقهيه

مسئلہ ۱ ہر مکلّف یعنی عاقل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمۂ ثلثہ مالک و شافعی واحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سلطانِ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲ بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو، تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے، تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔[2] (ابوداود و ترمذی)

مسئلہ ۳ نماز خالص عبادتِ بدنی ہے، اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطور فدیہ ادا کر دے البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کر گیا اور وصیت کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو ادا کیا جائے[3] اور امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہو اور بے وصیت بھی وارث اس کی طرف سے دے کہ امید قبول وعفو ہے۔[4] (درمختار و ردالمحتار و دیگر کتب)

مسئلہ ۴ فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الٰہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے کہ اوّل وقت سے آخر وقت تک جب ادا کرے ادا ہو جائے گی اور فرض ذمّہ سے ساقط ہو جائے گا اور اگر ادا نہ کی یہاں تک کہ وقت کا ایک خفیف جز باقی ہے تو یہی جز اخیر سبب ہے، تو اگر کوئی مجنون یا بے ہوش ہوش میں آیا یا حیض ونفاس والی پاک ہوئی یا صبی[5] بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے تو ان سب پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی اور جنون و بے ہوشی پانچ وقت سے زائد کو مستغرق نہ ہوں تو اگرچہ تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے نماز فرض ہے، قضا پڑھے۔[6] (درمختار) حیض ونفاس والی میں تفصیل ہے، جو باب الحیض میں مذکور ہوئی۔[7]

---

1 ...... "الدرالمختار" معه "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۶.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء متى يؤمر الصبي بالصلاة، الحديث: ۴۰۷، ج۱، ص۴۱۶.

3 ...... نماز کا فدیہ ادا کرنے کا طریقہ "بہارِ شریعت" حصہ ۴ "قضا نماز کا بیان" میں اور امیر اہلسنت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "نماز کے احکام" صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب فيما يصير الكافر به مسلما من الأفعال، ج۲، ص۱۲.

5 ...... بچہ۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۱۳، ۱۵.

7 ...... اگر پوری مدت میں پاک ہوئی تو صرف اللہ اکبر کہنے کی گنجائش وقت میں ہونے سے نماز فرض ہو جائیگی اور اگر پوری مدت سے پہلے پاک =

مسئلہ ۵: نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اب آخر وقت میں بالغ ہوا، تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے یوہیں اگر معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا پھر آخر وقت میں اسلام لایا اس پر اس وقت کی نماز فرض ہے، اگرچہ اوّل وقت میں قبل ارتداد نماز پڑھ چکا ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ٦: نابالغ عشا کی نماز پڑھ کر سویا تھا اس کو احتلام ہوا اور بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ فجر طلوع ہونے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر سے پیشتر آنکھ کھلی تو اس پر عشا کی نماز بالاجماع فرض ہے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۷: کسی نے اوّل وقت میں نماز نہ پڑھی تھی اور آخر وقت میں کوئی ایسا عذر پیدا ہو گیا، جس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے مثلاً آخر وقت میں حیض و نفاس ہو گیا یا جنون یا بے ہوشی طاری ہو گئی تو اس وقت کی نماز معاف ہو گئی، اس کی قضا بھی ان پر نہیں ہے، مگر جنون و بے ہوشی میں شرط ہے کہ علی الاتصال[3] پانچ نمازوں سے زائد کو گھیر لیں، ورنہ قضا لازم ہوگی۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: یہ گمان تھا کہ ابھی وقت نہیں ہوا نماز پڑھ لی بعد نماز معلوم ہوا کہ وقت ہو گیا تھا نماز نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

نماز کے وقتوں کا بیان

قال اللہ تعالیٰ:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴾[6]

= ہوئی یعنی حیض میں دس دن سے پہلے اور نفاس میں چالیس دن سے پہلے تو اتنا وقت درکار ہے کہ غسل کر کے کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے غسل کر سکنے میں مقدمات غسل، پانی لانا، کپڑے اُتارنا، پردہ کرنا بھی داخل ہیں۔ (ردالمحتار) ۱۲ منہ۔

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، ج۲، ص۱۵.

2 ...... "البحرالرائق"، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۱۵۹.

3 ...... لگاتار۔ "بہارشریعت" حصہ۴، "نماز مریض کا بیان" میں ہے: اگر کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے تو اس کا وقت مقرر ہے یا نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گزرے تو قضا واجب اور وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعۃً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی سب بیہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔ (عالمگیری، درمختار)

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، ج۱، ص۵۱.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فیما یصیر الکافر به مسلما من الأفعال، ج۲، ص۱٤.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، ج۲، ص۳٦.

6 ...... پ۵، النسآء: ۱۰۳.

بے شک نماز ایمان والوں پر فرض ہے، وقت باندھا ہوا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ ﴾ (1)

اللہ کی تسبیح کرو جس وقت تمھیں شام ہو (نماز مغرب وعشا) اور جس وقت صبح ہو (نماز فجر) اور اسی کی حمد ہے، آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر کو (نماز عصر) اور جب تمھیں دن ڈھلے (نماز ظہر)۔

احادیث

حدیث ۱: حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''فجر دو ہیں ایک وہ جس میں کھانا حرام یعنی روزہ دار کے لیے اور نماز حلال دوسری وہ کہ اس میں نماز (فجر) حرام اور کھانا حلال۔'' (2)

حدیث ۲: نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جس شخص نے فجر کی ایک رکعت قبل طلوع آفتاب پالی، تو اس نے نماز پالی (اس پر فرض ہوگئی) اور جسے ایک رکعت عصر کی قبل غروب آفتاب مل گئی اس نے نماز پالی یعنی اس کی نماز ہوگئی۔'' (3) یہاں دونوں جگہ رکعت سے تکبیر تحریمہ مراد لی جائے گی یعنی عصر کی نیت باندھ لی تکبیر تحریمہ کہہ لی اس وقت تک آفتاب نہ ڈوبا تھا پھر ڈوب گیا نماز ہوگئی اور کافر مسلمان ہوا یا بچہ بالغ ہوا اس وقت کہ آفتاب طلوع ہونے تک تکبیر تحریمہ کہہ لینے کا وقت باقی تھا، اس فجر کی نماز اس پر فرض ہوگئی، قضا پڑھے اور طلوع آفتاب کے بعد مسلمان یا بالغ ہوا تو وہ نماز اس پر فرض نہ ہوئی۔

حدیث ۳: ترمذی رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کہ اس میں بہت عظیم ثواب ہے۔'' (4)

حدیث ۴: دیلمی کی روایت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ ''اس سے تمہاری مغفرت ہوجائے گی۔'' (5) اور دیلمی کی

---

(1) ...... پ ۲۱، الروم: ۱۷ ۔ ۱۸.

(2) ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الصلاة، قال الفجر فجران، الحديث: ۷۱۳، ج۱، ص۴۳۳.

(3) ...... "سنن النسائي"، كتاب المواقيت، باب من أدرك ركعتين من العصر، الحديث: ٥١٤، ص۹۲.

(4) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الإسفار بالفجر، الحديث: ١٥٤، ج۱، ص۲۰٤.

(5) ...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۲۷۹، ج۷، ص۱٤۸.

دوسری روایت انھیں سے ہے کہ ''جو فجر کو روشن کر کے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور قلب کو منور کرے گا اور اس کی نماز قبول فرمائے گا۔'' (1)

حدیث ۵ طَبرانی اَوسَط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''میری امت ہمیشہ فطرت یعنی دینِ حق پر رہے گی، جب تک فجر کو اجالے میں پڑھے گی۔'' (2)

حدیث ۶ امام احمد و ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''نماز کے لیے اوّل و آخر ہے، اوّل وقت ظہر کا اس وقت ہے کہ آفتاب ڈھل جائے اور آخر اس وقت کہ عصر کا وقت آجائے اور آخر وقت عصر کا اس وقت کہ آفتاب کا قرص زرد ہو جائے، اور اول وقت مغرب کا اس وقت کہ آفتاب ڈوب جائے اور اس کا آخر وقت جب شفق ڈوب جائے اور اول وقت عشا جب شفق ڈوب جائے اور آخر وقت جب آدھی رات ہو جائے۔'' (3) (یعنی وقت مباح بلا کراہت)۔

حدیث ۷ بُخاری و مُسلِم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ سخت گرمی جہنم کے جوش سے ہے۔ دوزخ نے اپنے رب کے پاس شکایت کی کہ میرے بعض اجزا بعض کو کھائے لیتے ہیں اسے دو مرتبہ سانس کی اجازت ہوئی ایک جاڑے میں ایک گرمی میں۔'' (4)

حدیث ۸ صحیح بُخاری شریف باب الاذان للمسافرین میں ہے، ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، مؤذن نے اَذان کہنی چاہی، فرمایا: ''ٹھنڈا کر''، پھر قصد کیا، فرمایا: ''ٹھنڈا کر''، پھر ارادہ کیا، فرمایا: ''ٹھنڈا کر، یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔'' (5)

حدیث ۹ و ۱۰ امام احمد و ابوداود، ابوایوب و عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''میری امت ہمیشہ فطرت پر رہے گی، جب تک مغرب میں اتنی تاخیر نہ کریں کہ ستارے گُتھ جائیں۔'' (6)

حدیث ۱۱ ابوداود نے عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''دن کی نماز

---

1 ...... "الفردوس بمأثور الخطاب"، الحديث: ٥٦٢٤، ج٣، ص ٥٢٠.

2 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب السين، الحديث: ٣٦١٨، ج٢، ص ٣٩٠.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة، الحديث: ١٥١، ج١، ص٢٠٢.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، الحديث: ٥٣٧_٥٣٨، ج١، ص١٩٩.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافرين... إلخ، الحديث: ٦٢٩، ج١، ص٢٢٨.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلوٰة، باب في وقت المغرب، الحديث: ٤١٨، ج١، ص١٨٣.

(عصر) ابر کے دن میں جلدی پڑھو اور مغرب میں تاخیر کرو۔" [1]

حدیث ۱۲ امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر مشقت ہو جائے گی، تو میں ان کو حکم فرما دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں اور عشا کی نماز تہائی یا آدھی رات تک مؤخر کر دیتا کہ رب تبارک وتعالیٰ آسمان پر خاص تجلّی رحمت فرماتا ہے اور صبح تک فرماتا رہتا ہے: کہ ہے کوئی سائل کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ قبول کروں۔" [2]

حدیث ۱۳ طَبرانی اَوسَط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جب فجر طلوع کر آئے تو کوئی (نفل) نماز نہیں سوا دو رکعت فجر کے۔" [3]

حدیث ۱۴ بُخاری و مُسلِم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "بعد صبح نماز نہیں تاوقتیکہ آفتاب بلند نہ ہو جائے اور عصر کے بعد نماز نہیں یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔" [4]

حدیث ۱۵ صحیحین میں عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "آفتاب شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع کرتا ہے، جب بلند ہو جاتا ہے، تو جدا ہو جاتا ہے پھر جب سر کی سیدھ پر آتا ہے، تو شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈھل جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے پھر جب غروب ہونا چاہتا ہے شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈوب جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے، تو ان تین وقتوں میں نماز نہ پڑھو۔" [5]

مسائلِ فقہیّہ

مسئلہ ۱ **وقت فجر:** طلوع صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ [6] (متون)

فائدہ: صبح صادق ایک روشنی ہے کہ پورب [7] کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر

---

1 ...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، كتاب الصلوٰة، ص ٥ .

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٩٥٩٧، ج٣، ص٤٢٧ .

3 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الألف، الحديث: ٨١٦، ج١، ص٢٣٨ .

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل ...الخ، الحديث: ٥٨٦، ج١، ص ٢١٣ .

5 ...... لم نجدهذا الحديث في الصحيحين .

"كنزالعمال"، كتاب الصلاة الأوقات المكروهة، الحديث: ١٩٥٨٥، ج٧، ص١٧١ .

6 ...... "مختصر القدوري"، كتاب الصلاة، ص١٥٣ .

7 ...... مشرق۔

آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل بیچ آسمان میں ایک دراز سپیدی ظاہر ہوتی ہے، جس کے نیچے سارا اُفق سیاہ ہوتا ہے، صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے، یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبح کاذب کہتے ہیں، اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا یہ جو بعض نے لکھا کہ صبح کاذب کی سپیدی جا کر بعد کو تاریکی ہو جاتی ہے، محض غلط ہے، صحیح وہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔

مسئلہ ۲: مختار یہ ہے کہ نماز فجر میں صبح صادق کی سپیدی چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اس کا اعتبار کیا جائے اور عشا اور سحری کھانے میں اس کے ابتدائے طلوع کا اعتبار ہو۔[1] (عالمگیری)

فائدہ: صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک ان بلاد[2] میں کم از کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا پینتیس (۳۵) منٹ نہ اس سے کم ہوگا نہ اس سے زیادہ، اکیس (۲۱) مارچ کو ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہوتا ہے، پھر بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ جون کو پورا ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہو جاتا ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے، یہاں تک کہ (۲۲) ستمبر کو ایک گھنٹا ۱۸ منٹ ہو جاتا ہے، پھر بڑھتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹا ۲۴ منٹ ہوتا ہے، پھر کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۱ مارچ کو وہی ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے، جو شخص وقت صحیح نہ جانتا ہو اسے چاہیے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے خصوصاً جون جولائی میں اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹا رہنے پر خصوصاً دسمبر جنوری میں اور مارچ و ستمبر کے اواخر میں جب دن رات برابر ہوتا ہے، تو سحری ایک گھنٹا چوبیس منٹ پر چھوڑے اور سحری چھوڑنے کا جو وقت بیان کیا گیا اس کے آٹھ دس منٹ بعد اذان کہی جائے تاکہ سحری اور اذان دونوں طرف احتیاط رہے، بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے دو پونے دو گھنٹے پہلے اذان کہہ دیتے ہیں پھر اسی وقت سنت بلکہ فرض بھی بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں، نہ یہ اذان ہو نہ نماز، بعضوں نے رات کا ساتواں حصہ وقتِ فجر سمجھ رکھا ہے یہ ہرگز صحیح نہیں ماہِ جون و جولائی میں جب کہ دن بڑا ہوتا ہے اور رات تقریباً دس گھنٹے کی ہوتی ہے، ان دنوں تو البتہ وقت صبح رات کا ساتواں حصہ یا اس سے چند منٹ پہلے ہو جاتا ہے، مگر دسمبر جنوری میں جب کہ رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے، اسوقت فجر کا وقت نواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ ابتدائے وقت فجر کی شناخت دشوار ہے، خصوصاً جب کہ گرد و غبار ہو یا چاندنی رات ہو لہٰذا ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے کہ آج جس وقت طلوع ہوا دوسرے دن اسی حساب سے وقت متذکرۂ بالا[3] کے اندر اندر اذان و نماز فجر ادا کی جائے۔ (از افاداتِ رضویہ)

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الأول، ج١، ص٥١.

2...... شہروں۔　3...... متذکرۂ بالا یعنی اوپر ذکر کیے گئے۔

وقت ظہر و جمعہ: آفتاب ڈھلنے سے اس وقت تک ہے، کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے۔ [1] (متون)

فائدہ: ہر دن کا سایہ اصلی وہ سایہ ہے، کہ اس دن آفتاب کے خط نصف النہار پر پہنچنے کے وقت ہوتا ہے اور وہ موسم اور بلاد کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے، دن جتنا گھٹتا ہے، سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا ہے، سایہ کم ہوتا جاتا ہے، یعنی جاڑوں [2] میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں کم اور ان شہروں میں کہ خطِ استوا کے قرب میں واقع ہیں، کم ہوتا ہے، بلکہ بعض جگہ بعض موسم میں بالکل ہوتا ہی نہیں جب آفتاب بالکل سمت راس [3] پر ہوتا ہے، چنانچہ موسم سرما ماہِ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے، ساڑھے آٹھ قدم سے زائد یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکہ معظمہ میں جو ۲۱ درجہ پر واقع ہے، ان دنوں میں سات قدم سے کچھ ہی زائد ہوتا ہے، اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکہ معظمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دوپہر کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا، اس کے بعد پھر وہ سایہ الٹا ظاہر ہوتا ہے، یعنی سایہ جو شمال کو پڑتا تھا، اب مکہ معظمہ میں جنوب کو ہوتا ہے اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے، یہاں تک کہ پندرہ جولائی سے اٹھارہ جولائی تک پھر معدوم ہو جاتا ہے، اس کے بعد پھر شمال کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوب میں پڑتا ہے، نہ کبھی معدوم ہوتا بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے۔ (از افادات رضویہ)

فائدہ: آفتاب ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین میں، ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً جھکی نہ ہو آفتاب جتنا بلند ہوتا جائے گا، اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا، جب کم ہونا موقوف ہو جائے، تو اس وقت خط نصف النہار پر پہنچا اور اس وقت کا سایہ سایہ اصلی ہے، اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگا اور یہ دلیل ہے، کہ خط نصف النہار سے متجاوز ہوا اب ظہر کا وقت ہوا یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے کہ سایہ کا کم و بیش ہونا خصوصاً موسم گرما میں جلد متمیز نہیں ہوتا، اس سے بہتر طریقہ خط نصف النہار کا ہے کہ ہموار زمین میں نہایت صحیح کمپاس سے سوئی کی سیدھ پر خط نصف النہار کھینچ دیں اور ان ملکوں میں اس خط کے جنوبی کنارے پر کوئی مخروطی شکل کی نہایت باریک نوک دار لکڑی خوب سیدھی نصب کریں کہ شرق یا غرب کو اصلاً نہ جھکی ہو، اور وہ خط نصف النہار اس کے قاعدے کے عین وسط میں ہو۔ جب اس کی نوک کا سایہ اس خط پر منطبق ہو ٹھیک دوپہر ہو گیا، جب بال برابر پورب کو جھکے دوپہر ڈھل گیا، ظہر کا وقت آ گیا۔

---

1 ...... "مختصر القدوري"، كتاب الصلاة، ص ۱۵۳.

2 ...... سردیوں۔

3 ...... یعنی بالکل سر کے اوپر۔

وقتِ عصر: بعد ختم ہونے وقت ظہر کے یعنی سوا سایہ اصلی کے دو مثل سایہ ہونے سے، آفتاب ڈوبنے تک ہے۔[1] (متون)

فائدہ: ان بلاد میں وقتِ عصر کم از کم ایک گھنٹا ۳۵ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶ منٹ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے، ۲۴ اکتوبر تحویل عقرب[2] سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ پھر یکم نومبر سے ۱۸ فروری یعنی پونے چار مہینے تک تقریباً ایک گھنٹا ۳۵ منٹ سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت عصر ہے، ان بلاد میں عصر کا وقت کبھی اس سے کم نہیں ہوتا، پھر ۱۹ فروری تحویل حوت سے ختم ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ، پھر مارچ کے ہفتۂ اوّل میں ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر ۲۱ مارچ تحویل حمل سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اپریل کے ہفتۂ اوّل میں ایک گھنٹا ۴۳ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ۲۰ و ۲۱ اپریل تحویل ثور سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر مئی کے ہفتۂ اول میں ایک گھنٹا ۵۳ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، پھر ۲۲ و ۲۳ مئی تحویل جوزا سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ایک منٹ، پھر جون کے پہلے ہفتہ میں دو گھنٹے ۳ منٹ، ہفتۂ دوم میں دو گھنٹے ۴ منٹ، ہفتۂ سوم میں دو گھنٹے ۵ منٹ، پھر ۲۲ جون تحویل سرطان سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ۶ منٹ، پھر ہفتۂ اوّل جولائی میں دو گھنٹے ۵ منٹ، دوسرے ہفتہ میں دو گھنٹے ۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں دو گھنٹے دو منٹ، پھر ۲۳ جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹے ایک منٹ اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے، پھر اگست کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۱ منٹ، پھر ۲۳ و ۲۴ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ہفتۂ اول ستمبر میں ایک گھنٹا ۴۶ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۲ منٹ، پھر ۲۳، ۲۴ ستمبر تحویل میزان میں ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اس کے بعد آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر ہفتۂ اوّل اکتوبر میں ایک گھنٹا ۳۹ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتۂ سوم میں ۲۳ اکتوبر تک ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، غروب آفتاب سے پیشتر وقت عصر شروع ہوتا ہے۔ (از افاداتِ رضویہ)

وقتِ مغرب: غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔[3] (متون)

---

1 ...... "مختصر القدوري"، كتاب الصلاة، ص ١٥٤.

2 ...... ایک بُرج کا نام ہے۔ بارہ بُرج جو سات سیارہ ستاروں کی منزلیں ہیں۔ بُرج یہ ہیں:
(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت۔ ("معالم التنزيل"، ج ٣، ص ٣١٨، ملخصاً)

3 ...... "مختصر القدوري"، كتاب الصلاة، ص ١٥٤.

مسئلہ ۳ شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے، جو جانب مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔[1] (ہدایہ، شرح وقایہ، عالمگیری، افاداتِ رضویہ) اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہوتا ہے۔[2] (فتاویٰ رضویہ) فقیر نے بھی بکثرت اس کا تجربہ کیا۔

فائدہ: ہر روز کے صبح اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

وقت عشا و وتر: غروب سپیدی مذکور سے طلوع فجر تک ہے، اس جنوباً شمالاً پھیلی ہوئی سپیدی کے بعد جو سپیدی شرقاً غرباً طویل باقی رہتی ہے، اس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ جانب شرق میں صبح کاذب کی مثل ہے۔[3]

مسئلہ ۴ اگرچہ عشا و وتر کا وقت ایک ہے، مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے، کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لیے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہوگئے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵ جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغار و لندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ''ان دنوں کی عشا و وتر کی قضا پڑھیں۔''[5] (درمختار، ردالمحتار)

اوقات مستحبہ: فجر میں تاخیر مستحب ہے، یعنی اسفار میں (جب خوب اُجالا ہو یعنی زمین روشن ہو جائے) شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے، کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی رہے، کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل کیساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب المواقيت، ج١، ص٤٠.

2 ...... الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج٥، ص١٥٣.

3 ...... الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج٥، ص١٥٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الأول، ج١، ص٥١.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٢٣.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في فاقدوقت العشاء كأهل بلغار، ج٢، ص٢٤.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج٢، ص٣٠.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥١.

مسئلہ ۶: حاجیوں کے لیے مزدلفہ میں نہایت اوّل وقت فجر پڑھنا مستحب ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز غلس (یعنی اوّل وقت) میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے، کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: جاڑوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے، گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے، خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں، موسم ربیع جاڑوں کے حکم میں ہے اور خریف گرمیوں کے حکم میں۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۹: جمعہ کا وقت مستحب وہی ہے، جو ظہر کے لیے ہے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۱۰: عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے، مگر نہ اتنی تاخیر کہ خود قرص آفتاب میں زردی آجائے، کہ اس پر بے تکلّف بے غبار و بخار نگاہ قائم ہونے لگے، دھوپ کی زردی کا اعتبار نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اوّل میں پڑھیں[6] اور عصر مثل ثانی کے بعد۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: تجربہ سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اس وقت آجاتی ہے، جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں، تو اسی قدر وقتِ کراہت ہے یوہیں بعد طلوع بیس منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔[8] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۳: تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کیے جائیں، پچھلے حصہ میں ادا کریں۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴: عصر کی نماز وقت مستحب میں شروع کی تھی، مگر اتنا طول دیا کہ وقت مکروہ آگیا تو اس میں کراہت نہیں۔[10] (بحر و عالمگیری و درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.
2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٠.
3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٥.
4 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، ج١، ص٤٢٩.
5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.
6 ...... اگر کوئی ظہر مثل ثانی میں پڑھے تو بھی حرج نہیں کیونکہ ظہر میں کوئی بھی وقت مکروہ نہیں ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ظہر میں کوئی وقت مکروہ نہیں۔ (انظر جدالممتار، کتاب الصلاۃ، باب الاوقات، مطلب فی طلوع الشمس... الخ، ج۲، ص۵۲)... علمیہ
7 ...... "غنية المتملي شرح منية المصلي"، الشرط الخامس، ص٢٢٧.
8 ...... "الفتاوی الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج٥، ص١٣٨. ملخصاً.
9 ...... "البحرالرائق"
10 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.

مسئلہ ۱۵: روزِ ابر[1] کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل[2] مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہِ تنزیہی اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گُتھ گئے، تو مکروہِ تحریمی۔[3] (درمختار، عالمگیری، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۶: عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے، کہ باعثِ تقلیلِ جماعت ہے۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۷: نمازِ عشا سے پہلے سونا اور بعد نمازِ عشا دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے، ضروری باتیں اور تلاوتِ قرآن مجید اور ذکر اور دینی مسائل اور صالحین کے قصے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں، یوہیں طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ذکرِ الٰہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، ورنہ سونے سے قبل پڑھ لے، پھر اگر پچھلے کو آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے وتر کا اعادہ جائز نہیں۔[6] (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: ابر کے دن عصر و عشا میں تعجیل مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر۔[7] (متون)

مسئلہ ۲۰: سفر وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ یوں ہو کہ دوسری کو پہلی ہی کے وقت میں پڑھے یا یوں کہ پہلی کو اس قدر مؤخر کرے کہ اس کا وقت جاتا رہے اور دوسری کے وقت میں پڑھے مگر اس دوسری صورت میں پہلی نماز ذمہ سے ساقط ہوگئی کہ بصورت قضا پڑھ لی اگرچہ نماز کے قضا کرنے کا گناہِ کبیرہ سر پر ہوا اور پہلی صورت میں تو دوسری نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے۔ ہاں اگر عذرِ سفر و مرض وغیرہ سے صورۃً جمع کرے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اوّل وقت میں پڑھے کہ حقیقتاً دونوں اپنے اپنے وقت میں واقع ہوں تو کوئی حرج نہیں۔[8] (عالمگیری مع زیادۃ التفصیل)

1...... روزِ ابر یعنی جس دن بادل چھائے ہوں۔
2...... جلدی پڑھنا۔
3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٣.
4...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٢، و "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، ج١، ص٤٣٠.
5...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٥٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج٢، ص٣٣.
6...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج٢، ص٣٤.
7...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب الأول في المواقيت، فصل ويستحب الإسفار بالفجر، ج١، ص٤١.
8...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.

مسئلہ ۲۱ عرفہ ومزدلفہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، کہ عرفہ میں ظہر وعصر وقت ظہر میں پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں مغرب و عشا وقت عشا میں۔[1] (عالمگیری)

اوقاتِ مکروہہ: طلوع وغروب ونصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدۂ تلاوت وسجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک غروب ہے، یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے، نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی یعنی آفتاب ڈھلنے تک ہے جس کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے، اس کے برابر برابر دو حصے کریں، پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استوا وممانعت ہر نماز ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲۲ عوام اگر صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھیں تو منع نہ کیا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا، تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت، اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے طیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقتِ کراہت آگیا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴ ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ وقتِ کراہت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں کرلیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقتِ مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵ ان اوقات میں قضا نماز ناجائز ہے اور اگر قضا شروع کرلی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقتِ غیر

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۲.
2. المرجع السابق، الفصل الثالث، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۳۷.
   و "الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج۵، ص۱۲۲.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۳۸.
   مگر بعد نماز کہہ دیا جائے کہ نماز نہ ہوئی، آفتاب بلند ہونے کے بعد پھر پڑھیں۔ ۱۲ منہ
4. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت، ج۲، ص۴۳.
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲.

مکروہ میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض ساقط ہو جائے گا اور گناہگار ہوگا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: کسی نے خاص ان اوقات میں نماز پڑھنے کی نذر مانی یا مطلقاً نماز پڑھنے کی منت مانی، دونوں صورتوں میں ان اوقات میں اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ وقت کامل میں اپنی منت پوری کرے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ نماز واجب ہوگئی، مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت کامل میں قضا کرے اور اگر پوری کر لی تو گنہگار ہوا اور اب قضا واجب نہیں۔[3] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۲۸: جو نماز وقت مباح یا مکروہ میں شروع کر کے فاسد کر دی تھی، اس کو بھی ان اوقات میں پڑھنا ناجائز ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: بارہ (۱۲) وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے اور ان کے بعض یعنی ۶ و ۱۲ میں فرائض و واجبات و نمازِ جنازہ و سجدۂ تلاوت کی بھی ممانعت ہے۔

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔[6]

مسئلہ ۳۱: اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر[7] نماز نفل پڑھ رہا تھا، ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو دوسری بھی پڑھ کر پوری کر لے اور یہ دونوں رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں، اور اگر چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کر لیں تو پچھلی دو رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: نمازِ فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگرچہ وقت وسیع باقی ہو اگرچہ سنت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو، جائز نہیں۔[9] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۴۳.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۴۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۴۵.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۴۴.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲.

7 ...... پہلے۔

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲.

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳.

مسئلہ ۳۳ فرض سے پیشتر سنت فجر شروع کرکے فاسد کردی تھی اوراب فرض کے بعداس کی قضا پڑھنا چاہتا ہے، یہ بھی جائز نہیں۔[1] (عالمگیری)

(۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اِقامت ہوئی تو اِقامت سے ختم جماعت تک نفل وسنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہوچکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار)

(۳) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کرکے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو نا کافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔[3] (عالمگیری، درمختار)

(۴) غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔[4] (عالمگیری، درمختار) مگر امام ابن الہمام نے دو رکعت خفیف کا استثنا فرمایا۔[5]

(۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جُمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جُمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جُمعہ کی سنتیں بھی۔[6] (درمختار)

(۶) عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جُمعہ کا ہو یا خطبۂ عیدین یا کسوف و استسقا و حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبۂ جُمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴ جُمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا چاروں رکعتیں پوری کرلے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج١، ص٥٣.

2 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٨.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج١، ص٥٣.

4 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٦.

5 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب النوافل، ج١، ص٣٨٩.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٧.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٨.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج١، ص٥٣.

(۷) نمازِ عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں۔ [1] (عالمگیری، درمختار)

(۸) نمازِ عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔ [2] (عالمگیری، درمختار)

(۹) عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔ [3]

(۱۰) مزدلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔ [4] (عالمگیری، درمختار)

(۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔ [5]

(۱۲) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔ [6] (عالمگیری وغیرہ) یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ [7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: فجر اور ظہر کے پورے وقت اوّل سے آخر تک بلا کراہت ہیں۔ [8] (بحرالرائق) یعنی یہ نمازیں اپنے وقت کے جس حصے میں پڑھی جائیں اصلاً مکروہ نہیں۔

اذان کا بیان

قال اللہ تعالٰی:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۳۳ ﴾ [9]

اس سے اچھی کس کی بات، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں۔

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۰.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۰.

4 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۰.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳.

7 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۱.

8 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، ج۱، ص۴۳۲.

9 ...... پ۲۴، حٰمٓ السجدة: ۳۳.

امیر المومنین فاروقِ اعظم اور عبداللہ بن زید بن عبد ربّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اَذان خواب میں تعلیم ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ خواب حق ہے'' اور عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''جاؤ بلال کو تلقین کرو، وہ اَذان کہیں کہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔'' [1] اس حدیث کو ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا: کہ ''اَذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کرلو، کہ اس کے سبب آواز زیادہ بلند ہوگی۔'' [2] اس حدیث کو ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اَذان کہنے کی بہت بڑی بڑی فضیلتیں احادیث میں مذکور ہیں، بعض فضائل ذکر کیے جاتے ہیں:

حدیث ۱ مُسلِم واحمد وابن ماجہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔'' [3] علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں، یہ حدیث متواتر ہے اور حدیث کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ مؤذن رحمتِ الٰہی کے بہت امیدوار ہوں گے کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے، اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو ثواب بہت ہے اور بعضوں نے کہا یہ کنایہ ہے، اس سے کہ شرمندہ نہ ہوں گے اس لیے کہ جو شرمندہ ہوتا ہے، اس کی گردن جھک جاتی ہے۔ [4]

حدیث ۲ امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے، اس کے لیے مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر وخشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔'' [5] اور ایک روایت میں ہے کہ ''ہر تر وخشک جس نے آواز سنی اس کے لیے گواہی دے گا۔'' [6] دوسری روایت میں ہے، ''ہر ڈھیلا اور پتھر اس کے لیے گواہی دے گا۔'' [7]

حدیث ۳ بُخاری و مُسلِم و مالک و ابوداود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب اَذان کہی جاتی ہے، شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے، یہاں تک کہ اَذان کی آواز اسے نہ پہنچے، جب اَذان پوری ہو جاتی ہے، چلا

1...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب كيف الأذان، الحديث: ٤٩٩، ج١، ص ٢١٠.

2...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان، باب السنة في الأذان، الحديث: ٧١٠، ج١، ص٣٩٥.

3...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٣٨٧، ص٢٠٤.

4...... "التيسير" شرح "الجامع الصغير"، حرف الميم، تحت الحديث: ٩١٣٦، ج٦، ص٣١٣.

5...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٧٦١٥، ج٣، ص٨٩.

6...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٩٥٤٦، ج٣، ص ٤٢٠.

7...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٠٨٧٨، ج٧، ص٢٧٧، الحديث: ٢٠٩١٣، ص ٢٨٠.

آتا ہے، پھر جب اِقامت کہی جاتی ہے، بھاگ جاتا ہے، جب پوری ہولیتی ہے، آجاتا ہے اور خطرہ ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ جو پہلے یاد نہ تھی یہاں تک کہ آدمی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کتنی پڑھی۔'' (1)

حدیث ۴ صحیح مُسلِم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''شیطان جب اَذان سنتا ہے، اتنی دور بھاگتا ہے، جیسے روحا اور روحا مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔'' (2)

حدیث ۵ طَبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اَذان دینے والا کہ طالبِ ثواب ہے، اس شہید کی مثل ہے کہ خون میں آلودہ ہے اور جب مرے گا، قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔'' (3)

حدیث ۶ امام بُخاری اپنی تاریخ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب مؤذن اَذان کہتا ہے، رب عزوجل اپنا دستِ قدرت اس کے سر پر رکھتا ہے اور یوہیں رہتا ہے، یہاں تک کہ اَذان سے فارغ ہو اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جہاں تک آواز پہنچے جب وہ فارغ ہوتا ہے، رب عزوجل فرماتا ہے: ''میرے بندہ نے سچ کہا اور تو نے حق گواہی دی، لہٰذا تجھے بشارت ہو۔'' (4)

حدیث ۷ طَبرانی صَغیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس بستی میں اَذان کہی جائے، اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے اس دن اسے امن دیتا ہے۔'' (5)

حدیث ۸ طَبرانی معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس قوم میں صبح کو اَذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے شام تک امان ہے اور جن میں شام کو اَذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے صبح تک امان ہے۔'' (6)

حدیث ۹ ابو یعلی مُسند میں اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''میں جنت میں گیا، اس میں موتی کے گنبد دیکھے، اس کی خاک مشک کی ہے، فرمایا: ''اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب فضل التأذين، الحديث: ٦٠٨، ج١، ص٢٢٢.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٣٨٨، ص٢٠٤.

3 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٣٥٥٤، ج١٢، ص٣٢٢.

4 ...... لم نجد الحديث في تاريخ البخاري.

"الجامع الصغير" للسيوطي، حرف الهمزة، الحديث: ٣٦٦، ص٢٨.

5 ...... "المعجم الصغير" للطبراني، باب الصاد، ج١، ص١٧٩.

6 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٤٩٨، ج٢٠، ص٢١٥.

کی اُمّت کے مؤذنوں اور اماموں کے لیے۔'' (1)

حدیث ۱۰ امام احمد ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اَذان کہنے میں کتنا ثواب ہے، تو اس پر باہم تلوار چلتی۔'' (2)

حدیث ۱۱ ترمذی وابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے سات برس ثواب کے لیے اَذان کہی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نار سے براءت لکھ دے گا۔'' (3)

حدیث ۱۲ ابن ماجہ وحاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے بارہ برس اَذان کہی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور ہر روز اس کی اَذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اِقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔'' (4)

حدیث ۱۳ بیہقی کی روایت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے سال بھر اَذان پر محافظت کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔'' (5)

حدیث ۱۴ بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے پانچ نمازوں کی اَذان ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے کہی اس کے جو گناہ پہلے ہوئے ہیں معاف ہو جائیں گے اور جو اپنے ساتھیوں کی پانچ نمازوں میں اِمامت کرے ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے اس کے جو گناہ پیشتر ہوئے معاف کر دیئے جائیں گے۔'' (6)

حدیث ۱۵ ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو سال بھر اَذان کہے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے، قیامت کے دن بلایا جائے گا اور جنت میں دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے لیے تُو چاہے شفاعت کر۔'' (7)

حدیث ۱۶ خطیب وابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مؤذنوں کا حشر

---

1 ...... "الجامع الصغير"، حرف الدال، الحديث: ٤١٧٩، ص٢٥٥.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١٢٤١، ج٤، ص٥٩.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان... إلخ، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٧٢٧، ج١، ص٤٠٢.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان... إلخ، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٧٢٨، ج١، ص٤٠٢.

5 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلاة، فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٣٠٥٨، ج٣، ص١١٩.

6 ...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب الترغيب في الأذان، الحديث: ٢٠٣٩، ج١، ص٦٣٦.

7 ...... "الجامع الصغير"، حرف الميم، الحديث: ٨٣٧٩، ص٥١١.

یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے، ان کے آگے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ ہوں گے سب کے سب بلند آواز سے اَذان کہتے ہوئے آئیں گے، لوگ ان کی طرف نظر کریں گے، پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا، یہ اُمّت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مؤذن ہیں، لوگ خوف میں ہیں اوران کو خوف نہیں لوگ غم میں ہیں، ان کو غم نہیں۔'' (1)

حدیث ۱۷ ابوالشیخ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جب اَذان کہی جاتی ہے، آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے، جب اِقامت کا وقت ہوتا ہے، دُعا رد نہیں کی جاتی۔'' (2) ابوداود و ترمذی کی روایت انھیں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اَذان و اِقامت کے درمیان دُعا رد نہیں کی جاتی۔'' (3)

حدیث ۱۸ دارمی وابوداود نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: دو دُعائیں رد نہیں ہوتیں یا بہت کم رد ہوتی ہیں، اَذان کے وقت اور جہاد کی شدّت کے وقت۔'' (4)

حدیث ۱۹ ابوالشیخ نے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''اے ابن عباس! اَذان کو نماز سے تعلق ہے، تو تم میں کوئی شخص اَذان نہ کہے مگر حالتِ طہارت میں۔'' (5)

حدیث ۲۰ ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''**لَا يُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّیٌٔ**'' (6) ''کوئی شخص اَذان نہ دے مگر باوضو۔''

حدیث ۲۱ بُخاری وابوداود و ترمذی ونسائی وابن ماجہ واحمد جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ''جو اَذان سُن کر یہ دُعا پڑھے۔

'' **اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ (سَیِّدَنَا) مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ** '' اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔'' (7)

1 ...... "تاريخ بغداد"، باب الميم، ذكر من اسمه موسى، رقم: ٦٩٩٥، ج١٣، ص٣٩.

2 ...... "كنزالعمال"، كتاب الأذان، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٠٩١٠، ج٧، ص٢٧٩.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء، في الدعاء بين الأذان و الإقامة، الحديث: ٥٢١، ج١، ص٢٢٠.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب الدعاء عند اللقاء، الحديث: ٢٥٤٠، ج٣، ص٢٩.

5 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٠٩٧٢، ج٧، ص٢٨٤.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الأذان بغير وضوء، الحديث: ٢٠٠، ج١، ص٢٤٣.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، ١١ـ باب ، الحديث: ٤٧١٩، ج٣، ص٢٦٢.

حدیث ۲۲ امام احمد و مُسلِم و ابوداود و ترمذی و نسائی کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ''مؤذن کا جواب دے پھر مجھ پر درود پڑھے پھر وسیلہ کا سوال کرے۔'' (1)

حدیث ۲۳ طَبرانی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے '' وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ '' بھی ہے۔ (2)

حدیث ۲۴ طَبرانی کبیر میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب تُو اَذان سُنے تو اللہ کے داعی کا جواب دے۔'' (3)

حدیث ۲۵ ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب مؤذن کو اَذان کہتے سنو تو جو وہ کہتا ہے، تم بھی کہو۔'' (4)

حدیث ۲۶ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مومن کو بدبختی و نامرادی کے لیے کافی ہے کہ موذن کو تکبیر کہتے سنے اور اجابت نہ کرے۔'' (5)

حدیث ۲۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ظلم ہے، پورا ظلم اور کفر ہے اور نفاق ہے، یہ کہ اللہ کے منادی کو اَذان کہتے سُنے اور حاضر نہ ہو۔'' (6) یہ دونوں حدیثیں طَبرانی نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیں اَذان کے جواب کا نہایت عظیم ثواب ہے۔

حدیث ۲۸ ابوالشیخ کی روایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ''اس کی مغفرت ہوجائے گی۔'' (7)

حدیث ۲۹ ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے گروہ زنان! جب تم بلال کو اَذان و اِقامت کہتے سنو، تو جس طرح وہ کہتا ہے، تم بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کرے گا، عورتوں نے عرض کی یہ تو عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: مردوں کے لیے دُونا۔'' (8)

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب استیجاب القول... إلخ، الحدیث: ٣٨٤، ص٢٠٣. عن عبداللّٰہ بن عمرو.
2 ...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ١٢٥٥٤، ج١٢، ص٦٦ ـ ٦٧.
3 ...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ٣٠٤، ج١٩، ص١٣٨.
4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان... إلخ، باب مایقال، إذا أذن المؤذن، الحدیث: ٧١٨، ج١، ص٣٩٧.
5 ...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ٣٩٦، ج٢٠، ص١٨٣.
6 ...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ٣٩٤، ج٢٠، ص١٨٣.
7 ...... "کنز العمال"، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٢١٠٠٤، ج٧، ص٢٨٧.
8 ...... "کنز العمال"، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٢١٠٠٥، ج٧، ص٢٨٧.

حدیث ۳۰ طبرانی کی روایت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ: ''عورتوں کے لیے ہر کلمہ کے مقابل دس لاکھ درجے بلند کیے جائیں گے۔'' فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یہ عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: ''مردوں کے لیے دُونا۔'' (1)

حدیث ۳۱ حاکم و ابو نعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''مؤذن کو نماز پڑھنے والے پر دو سو بیس حسنہ زیادہ ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے اور اگر اِقامت کہے تو ایک سو چالیس نیکی ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے۔'' (2)

حدیث ۳۲ صحیح مُسلِم میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب مؤذن اَذان دے، تو جو شخص اس کی مثل کہے اور جب وہ "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کہے، تو یہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کہے جنت میں داخل ہوگا۔'' (3)

حدیث ۳۳ ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی، زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''نمازِ فجر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اَذان کہنے کا مجھے حکم دیا، میں نے اَذان کہی، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِقامت کہنی چاہی، فرمایا: ''صدائی نے اَذان کہی اور جو اَذان دے وہی اِقامت کہے۔'' (4)

مسائل فقہیہ: اَذان عرفِ شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے، جس کے لیے الفاظ مقرر ہیں، الفاظِ اَذان یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

1 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۲۸، ج۲۴، ص۱۶.

2 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۱۰۰۸، ج۷، ص۲۸۷.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، الحديث: ۳۸۵، ص۲۰۳.

4 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الصلاة، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم، الحديث: ۱۹۹، ج۱، ص۲۴۳.

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔[1]

مسئلہ ۱: فرض پنج گانہ کہ انھیں میں جُمعہ بھی ہے، جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کیے جائیں تو ان کے لیے اَذان سنت مؤکدہ ہے اوراس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگراذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے، یہاں تک کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا اگر کسی شہر کے سب لوگ اَذان ترک کر دیں، تو میں ان سے قِتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا۔[2] (خانیہ وہندیہ و درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مسجد میں بلا اَذان و اِقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اَذان نہ کہے، اگر کوئی شخص شہر میں گھر میں نماز پڑھے اوراَذان نہ کہے تو کراہت نہیں، کہ وہاں کی مسجد کی اَذان اس کے لیے کافی ہے۔ اور کہہ لینا مستحب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: گاؤں میں مسجد ہے کہ اس میں اَذان و اِقامت ہوتی ہے، تو وہاں گھر میں نماز پڑھنے والے کا وہی حکم ہے، جو شہر میں ہے اور مسجد نہ ہو تو اَذان و اِقامت میں اس کا حکم مسافر کا سا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر بیرون شہر و قریہ باغ یا کھیتی وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اَذان کِفایت کرتی ہے، پھر بھی اَذان کہہ لینا بہتر ہے اور جو قریب نہ ہو تو کافی نہیں، قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اَذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔[6] (عالمگیری)

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۵.
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص۵۳.
   و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۶۰، و "الفتاوی الخانية"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۱، ص۳۴.
3. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان،الفصل الأول، ج۱، ص۵٤.
4. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۶۲.
5. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص۵٤.
6. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص۵٤.

مسئلہ ۶ لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نماز صحیح نہ ہوئی تھی اور وقت باقی ہے، تو اسی مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اَذان کا اعادہ نہیں اور فصل طویل نہ ہو، تو اِقامت کی بھی حاجت نہیں اور زیادہ وقفہ ہوا تو اِقامت کہے اور وقت جاتا رہا، تو غیر مسجد میں اَذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں۔[1] (ردالمحتار، عالمگیری مع افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۷ جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی، تو اَذان و اِقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لیے اَذان و اِقامت کہہ سکتا ہے، جب کہ جنگل میں تنہا ہو، ورنہ قضا کا اظہار گناہ ہے، ولہٰذا مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے اور پڑھے تو اَذان نہ کہے اور وتر کی قضا میں دعائے قنوت کے وقت رفع یدین نہ کرے، ہاں اگر کسی ایسے سبب سے قضا ہوگئی، جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہوگئے، تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اَذان کہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار مع تنقیح از افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۸ اہل جماعت سے چند نمازیں قضا ہوئیں، تو پہلی کے لیے اَذان و اِقامت دونوں کہیں اور باقیوں میں اختیار ہے، خواہ دونوں کہیں یا صرف اِقامت پر اِکتفا کریں اور دونوں کہنا بہتر۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں، تو ہر مجلس میں پہلی کے لیے اَذان کہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ وقت ہونے کے بعد اَذان کہی جائے، قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اَثنائے اَذان میں وقت آ گیا، تو اعادہ کی جائے۔[4] (متون، درمختار)

مسئلہ ۱۰ اَذان کا وقت مستحب وہی ہے، جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اوّل وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر و عشا میں نصف وقت مستحب گزرنے کے بعد، مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اوّل وقت اَذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز ہوئی، تو بھی سنت اَذان ادا ہوگئی۔[5] (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقا، چاشت، کسوف، خسوف، نوافل میں اَذان نہیں۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج٢، ص٧٢.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٥.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج٢، ص٧٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٥.

4 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج١، ص٤٥.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج٢، ص٦٢.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٣.

مسئلہ ۱۲: بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضب ناک اور بد مزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی[1] کے وقت اور بعد دفن میت[2] اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اذان مستحب ہے۔[3] (ردالمحتار) وبا کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔[4] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۳: عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے، کہیں گی گناہ گار ہوں گی اور اعادہ کی جائے۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان و اقامت مکروہ ہے، اگرچہ جماعت سے پڑھیں۔[6] (درمختار) کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔[7] (متون)

مسئلہ ۱۵: خنثیٰ و فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے، [8] ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: سمجھ وال بچہ اور غلام اور اندھے اور ولد الزنا اور بے وضو کی اذان صحیح ہے۔[10] (درمختار) مگر بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔[11] (مراقی الفلاح)

مسئلہ ۱۷: جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اذان ناجائز ہے۔ اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں، جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: اذان کہنے کا اہل وہ ہے، جو اوقاتِ نماز پہچانتا ہو اور وقت نہ پہچانتا ہو، تو اس ثواب کا مستحق نہیں، جو

---

1. ...... آگ لگنے۔
2. ...... اور ابن حجر شافعی المذہب ہیں فقہ میں ان کا قول اور وہ بھی اپنی رائے اور وہ بھی خلافِ دلیل حجت نہیں۔۱۲منہ
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المواضع التي يندب... إلخ، ج۲، ص۶۲.
4. ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۵، ص۳۷۰.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص۵٤.
   و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۶۰.
6. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۷۲.
7. ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، فصل في الجماعة، ج۱، ص۱۷۶.
8. ......نشہ والے، پاگل اور ناسمجھ بچے کی اذان باطل ہے، جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "جد الممتار"، ج۲، ص۸۸ پر البحر الرائق کے حوالے سے فرماتے ہیں: نشہ والے، پاگل اور ناسمجھ بچے کی اذان باطل ہے کیونکہ صحتِ اذان کے لیے عقل اور اسلام شرط ہے۔ 'البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۱، ص٤٦۰. البتہ بقیہ مذکور افراد کی اذان مکروہ ہے۔... **علمیه**
9. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۷۵.
10. ...... المرجع السابق، ص۷۳.
11. ...... "مراقي الفلاح"، كتاب الصلوة، باب الأذان، ص٤۶.
12. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج۲، ص۷۳.

مؤذن کے لیے ہے۔[1] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۹ مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، عالم بالسنۃ ذی وجاہت، لوگوں کے احوال کا نگراں اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں، ان کو زجر کرنے والا ہو، اَذان پر مداومت[2] کرتا ہو اور ثواب کے لیے اَذان کہتا ہو یعنی اَذان پر اجرت نہ لیتا ہو، اگر مؤذن نابینا ہو، اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتادے، تو اس کا اور آنکھ والے کا، اَذان کہنا یکساں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ اگر مؤذن ہی امام بھی ہو، تو بہتر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اَذان کہنا مکروہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ اَذان و امامت کی ولایت بانی مسجد کو ہے، وہ نہ ہو، تو اس کی اولاد، اس کے کنبہ والوں کو اور اگر اہلِ محلہ نے کسی ایسے کو مؤذن یا امام کیا، جو بانی کے مؤذن وامام سے بہتر ہے، تو وہی بہتر ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ اگر اَثنائے اَذان[7] میں مؤذن مرگیا یا اسکی زبان بند ہوگئی یا رُک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بے ہوش ہوگیا، تو ان سب صورتوں میں سرے سے اَذان کہی جائے، وہی کہے، خواہ دوسرا۔[8] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۴ اَذان کے بعد معاذ اللہ مُرتد ہوگیا، تو اعادہ کی حاجت نہیں اور بہتر اعادہ ہے اور اگر اَذان کہتے میں مُرتد ہوگیا، تو بہتر ہے کہ دوسرا شخص سرے سے کہے اور اگر اسی کو پورا کرلے تو بھی جائز ہے۔[9] (عالمگیری) یعنی یہ دوسرا شخص باقی کو پورا کرلے، نہ یہ کہ وہ بعد ارتداد اس کی تکمیل کرے، کہ کافر کی اَذان صحیح نہیں اور اَذان متجزی نہیں، تو فسادِ بعض، فسادِ کل ہے، جیسے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٣.
و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٧٧.

2 ...... ہمیشگی۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٣.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨٨.

6 ...... "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٨.

7 ...... یعنی اَذان کے دوران۔

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٧٥، و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٧٥.

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٤.

نماز کی پچھلی رکعت میں فساد ہو، تو سب فاسد ہے۔ (افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۲۵ بیٹھ کر اَذان کہنا مکروہ ہے، اگر کہی اعادہ کرے، مگر مسافر اگر سواری پر اَذان کہہ لے، تو مکروہ نہیں اور اِقامت مسافر بھی اتر کر کہے، اگر نہ اترا اور سواری ہی پر کہہ لی، تو ہو جائے گی۔ [1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶ اَذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے، اُس کا اعادہ کیا جائے، مگر مسافر جب سواری پر اَذان کہے اور اُس کا مونھ قبلہ کی طرف نہ ہو، تو حرج نہیں۔ [2] (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷ اَذان کہنے کی حالت میں بلاعذر کھکارنا مکروہ ہے اور اگر گلا پڑ گیا یا آواز صاف کرنے کے لیے کھکارا، تو حرج نہیں۔ [3] (غنیہ)

مسئلہ ۲۸ مؤذن کو حالت اَذان میں چلنا مکروہ ہے اور اگر کوئی چلتا جائے اور اسی حالت میں اَذان کہتا جائے تو اعادہ کریں۔ [4] (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ اَثنائے اَذان میں بات چیت کرنا منع ہے، اگر کلام کیا، تو پھر سے اَذان کہے۔ [5] (صغیری)

مسئلہ ۳۰ کلماتِ اَذان میں لحن حرام ہے، مثلاً اللہ یا اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا، یوہیں اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔ [6] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۱ یوہیں کلماتِ اَذان کو قواعد موسیقی پر گانا بھی لحن و ناجائز ہے۔ [7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲ سنت یہ ہے کہ اَذان بلند جگہ کہی جائے کہ پڑوس والوں کو خوب سنائی دے اور بلند آواز سے کہے۔ [8] (بحر)

مسئلہ ۳۳ طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا، مکروہ ہے۔ [9] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٤.

2 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أول من بنى من المنائر للأذان ج٢، ص٦٩.

3 ...... "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٧٦.

4 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن... إلخ، ج٢، ص٧٥.

5 ...... "صغيرى شرح منية المصلي"، سنن الصلاة، فصل في السنن، ص١٩٦.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٦.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٦٣، وغيرهما.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في الكلام على حديث ((الأذان جزم))، ج٢، ص٦٥.

8 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلوة، باب الأذان، ج١، ص٤٤٣،٤٤٤.

9 ...... "الفتاوى الهندية"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٥.

مسئلہ ۳۴: اَذان منذنہ [1] پر کہی جائے یا خارج مسجد اور مسجد میں اَذان نہ کہے۔ [2] (خلاصہ، عالمگیری) مسجد میں اَذان کہنا، مکروہ ہے۔ [3] (غایۃ البیان، فتح القدیر، نظم زندویستی، طحطاوی علی المراقی) یہ حکم ہر اَذان کے لیے ہے، فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اَذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اَذانِ ثانی جُمُعہ بھی اسی میں داخل ہے۔ امام اتقانی و امام ابن الہمام نے یہ مسئلہ خاص باب جُمُعہ میں لکھا، ہاں اس میں ایک بات البتہ یہ زائد ہے کہ خطیب کے محاذی ہو، یعنی سامنے باقی مسجد کے اندر منبر سے ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ پر، جیسا کہ ہندوستان میں اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے، اس کی کوئی سند کسی کتاب میں نہیں، حدیث وفقہ دونوں کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳۵: اَذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے، اللہ اکبر اللہ اکبر دونوں مل کر ایک کلمہ ہیں، دونوں کے بعد سکتہ کرے [4] درمیان میں نہیں اور سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا، جواب دے لے اور سکتہ کا ترک مکروہ ہے اور ایسی اَذان کا اعادہ مستحب ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اگر کلماتِ اَذان یا اِقامت میں کسی جگہ تقدیم وتاخیر ہوگئی، تو اتنے کو صحیح کرلے۔ سرے سے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر صحیح نہ کیے اور نماز پڑھ لی، تو نماز کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ داہنی طرف مونھ کر کے کہے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ بائیں جانب اگرچہ اَذان کے لیے نہ ہو بلکہ مثلاً بچے کے کان میں یا اور کسی لیے کہی یہ پھیرنا فقط مونھ کا ہے، سارے بدن سے نہ پھرے۔ [7] (متون، درمختار)

مسئلہ ۳۸: اگر منارہ پر اَذان کہے تو داہنی طرف کے طاق سے سر نکال کر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے اور بائیں جانب کے طاق سے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ [8] (شرح وقایہ) یعنی جب بغیر اس کے آواز پہنچنا پورے طور پر نہ ہو۔ [9] (ردالمحتار)

---

1 ...... مینارا۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٥.

3 ...... "حاشية الطحطاوي" على "مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص١٩٧.

4 ...... یعنی چُپ ہوجائے۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في الكلام على حديث ((الأذان جزم)) ج٢، ص٦٦، و "الفتاوى الهندية"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٦.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٦.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٦٦، و "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص١٥٣.

8 ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج١، ص١٥٣.

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في أوّل من بنى المنائر... إلخ، ج٢، ص٦٧.

یہ وہیں ہوگا کہ منارہ بند ہے اور دونوں طرف طاق کھلے ہیں اور کھلے منارہ پر ایسا نہ کرے، بلکہ وہیں صرف مونھ پھیرنا ہو اور قدم ایک جگہ قائم۔

مسئلہ ۳۹ صبح کی اَذان میں فلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۴۰ اَذان کہتے وقت کانوں کے سوراخ میں انگلیاں ڈالے رہنا مستحب ہے اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے تو بھی اچھا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار) اور اوّل احسن ہے کہ ارشاد حدیث کے مطابق ہے اور بلندی آواز میں زیادہ معین۔ کان جب بند ہوتے ہیں آدمی سمجھتا ہے کہ ابھی آواز پوری نہ ہوئی، زیادہ بلند کرتا ہے۔ (رضا)

مسئلہ ۴۱ اِقامت مثل اَذان ہے یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں بعد فلاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ دوبار کہیں، اس میں بھی آواز بلند ہو، مگر نہ اَذان کی مثل، بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے، اس کے کلمات جلد جلد کہیں، درمیان میں سکتہ نہ کریں، نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے، نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا اور صبح کی اِقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں اِقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں، اگر امام نے اِقامت کہی، تو قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلّٰی پر چلا جائے۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۲ اِقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت دہنے بائیں مونھ پھیرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۳ اِقامت کی سنّیت، اَذان کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۴ جس نے اَذان کہی، اگر موجود نہیں، تو جو چاہے اقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے اور مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہو، تو مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵ جنب ومحدث کی اِقامت مکروہ ہے، مگر اعادہ نہ کی جائے گی۔ بخلاف اَذان کہ جنب اَذان کہے تو

---

1 ...... "مختصرالقدوري"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص١٥٨.

نماز سونے سے بہتر ہے۔۱۲منہ

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان مطلب في أوّل من بنیٰ المنائر... إلخ، ج٢، ص٦٧.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أوّل من بنیٰ المنائر للأذان، ج٢، ص٦٧.

و "الفتاوی الهندية"، الباب الثاني في الآذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٦، و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٧٦.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٦٦.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٦٧.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأوّل، ج١، ص٥٤.

دوبارہ کہی جائے، اس لیے کہ اَذان کی تکرار مشروع ہے اور اِقامت دوبار نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ اِقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے، یہی حکم امام کے لیے ہے۔[2] (عالمگیری) آج کل اکثر جگہ رواج پڑگیا ہے کہ وقت اِقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مُصلّے پر کھڑا نہ ہو، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۴۷ مسافر نے اَذان و اِقامت دونوں نہ کہی یا اِقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اگر صرف اِقامت پر اِکتفا کیا، تو کراہت نہیں، مگر اَولیٰ یہ ہے کہ اَذان بھی کہے، اگرچہ تنہا ہو یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸ بیرونِ شہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اِقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اَذان نہ کہی، تو حرج نہیں، مگر خلاف اَولیٰ ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۴۹ مسجد محلّہ یعنی جس کے لیے امام و جماعت معین ہو کہ وہی جماعت اُولیٰ قائم کرتا ہو، اس میں جب جماعت اُولیٰ بطریق مسنون ہوچکی، تو دوبارہ اَذان کہنا مکروہ ہے اور بغیر اَذان اگر دوسری جماعت قائم کی جائے، تو امام محراب میں نہ کھڑا ہو، بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہو کہ امتیاز رہے۔ اس امام جماعت ثانیہ کو محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مسجد محلّہ نہ ہو جیسے سڑک، بازار، اسٹیشن، سرائے کی مسجدیں جن میں چند شخص آتے ہیں اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں، پھر کچھ اور آئے اور پڑھی، وعلیٰ ہذا تو اس مسجد میں تکرار اَذان مکروہ نہیں، بلکہ افضل یہی ہے کہ ہر گروہ کہ نیا آئے، جدید اَذان و اِقامت کے ساتھ جماعت کرے، ایسی مسجد میں ہر امام محراب میں کھڑا ہو۔[5] (درمختار، عالمگیری، فتاویٰ قاضی خان، بزازیہ) محراب سے مراد وسط مسجد ہے، یہ طاق معروف ہو یا نہ ہو، جیسے مسجد الحرام شریف جس میں یہ محراب اصلاً نہیں یا ہر مسجد صیفی یعنی صحن مسجد اس کا وسط محراب ہے، اگرچہ وہاں عمارت اصلاً نہیں ہوتی محراب حقیقی یہی ہے اور وہ شکل طاق محراب صوری کہ زمانہ رسالت و زمانہ خلفائے

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٧٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٧.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أوّل من بنى المنائر للأذان، ج٢، ص٦٧، ٧٨.

4 ...... الفتاوى الخانية، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج١، ص٣٨.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٤.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٧٨.

راشدین میں نہ تھی، ولید بادشاہ مروانی کے زمانہ میں حادث ہوئی۔[1] (فتاویٰ رضویہ) بعض لوگوں کے خیال میں ہے کہ دوسری جماعت کا امام پہلے کے مصلّٰی پر نہ کھڑا ہو، لہٰذا مصلے ہٹا کروہیں کھڑے ہوتے ہیں، جو امام اوّل کے قیام کی جگہ ہے، یہ جہالت ہے، اس جگہ سے دہنے بائیں ہٹنا چاہیے، مصلّٰی اگرچہ وہی ہو۔ (رضا)

مسئلہ ۵۰ مسجد محلّہ میں بعض اہل محلّہ نے اپنی جماعت پڑھ لی، ان کے بعد امام اور باقی لوگ آئے، تو جماعت اُولیٰ انھیں کی ہے، پہلوں کے لیے کراہت۔ یوہیں اگر غیر محلّہ والے پڑھ گئے، ان کے بعد محلّہ کے لوگ آئے، تو جماعت اُولیٰ یہی ہے اور امام اپنی جگہ پر کھڑا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱ اگر اذان آہستہ ہوئی، تو پھر اذان کہی جائے اور پہلی جماعت، جماعت اُولیٰ نہیں۔[3] (قاضی خان)

مسئلہ ۵۲ اَثنائے اِقامت میں بھی مؤذن کو کلام کرنا ناجائز ہے، جس طرح اذان میں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳ اَثنائے اذان و اِقامت میں اس کو کسی نے سلام کیا تو جواب نہ دے بعد ختم بھی جواب دینا واجب نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴ جب اذان سُنے، تو جواب دینے کا حکم ہے، یعنی مؤذن جو کلمہ کہے، اس کے بعد سُننے والا بھی وہی کلمہ کہے، مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے، بلکہ اتنا لفظ اور ملالے مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۵ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۷، ص۳٤٥.
2. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص٥٤.
3. ...... الفتاوی الخانیة، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج۱، ص۳۸.
4. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأوّل، ج۱، ص٥٥.
5. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأوّل، ج۱، ص٥٥.
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في کراهة تکرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸۱.
   و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص٥٧.
   جو اللہ (عزوجل) نے چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔۱۲
7. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في کراهة تکرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸۳.
   تو سچا اور نیکوکار ہے اور تو نے حق کہا۔۱۲

مسئلہ ۵۶ جنب بھی اَذان کا جواب دے۔ حیض ونفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نمازِ جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہو، ان پر جواب نہیں۔ [1] (درمختار)

مسئلہ ۵۷ جب اَذان ہو، تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جواب سلام، تمام اشغال موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اَذان کی آواز آئے، تو تلاوت موقوف کر دے اور اَذان کو غور سے سُنے اور جواب دے۔ یوہیں اِقامت میں۔ [2] (درمختار، عالمگیری)

جواَذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔ [3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۵۸ راستہ چل رہا تھا کہ اَذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سُنے اور جواب دے۔ [4] (عالمگیری، بزازیہ)

مسئلہ ۵۹ اِقامت کا جواب مستحب ہے، اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ** کے جواب میں **اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ** کہے۔ [5] (عالمگیری) یا **اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَجَعَلْنَا مِنْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اَحْيَاءً وَ اَمْوَاتًا**۔ [6] (رضا)

مسئلہ ۶۰ اگر چند اَذانیں سُنے، تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ کہ سب کا جواب دے۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱ اگر بوقتِ اَذان جواب نہ دیا، تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو، اب دے لے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۶۲ خطبہ کی اَذان کا جواب زبان سے دینا، مقتدیوں کو جائز نہیں۔ [9] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨١.

2 ...... المرجع السابق، ص٨٦، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٧.

3 ...... جامع الرموز، ص١٢٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٧.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٧.
اللہ اس کو قائم رکھے اور ہمیشہ رکھے جب تک آسمان اور زمین ہیں۔ ۱۲

6 ...... ہم کو زندگی میں اور مرنے کے بعد اس کے نیک اہل سے بنائے۔ ۱۲

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٢.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨٣.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨٧.

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاویٰ رضویہ" میں فرماتے ہیں: "مقتدیوں کو خطبے کی اذان کا جواب ہرگز نہیں دینا چاہیے یہی احوط ہے۔ ہاں اگر یہ جوابِ اذان یا (دوخطبوں کے درمیان) دُعا، اگر دل سے کریں، زبان سے تلفّظ اصلاً نہ ہو تو حرج کوئی نہیں۔ اور امام یعنی خطیب اگر زبان سے بھی جوابِ اذان دے یا دعا کرے، بلاشبہ جائز ہے۔

("الفتاوى الرضوية"، ج٨، ص٣٠٠-٣٠١)

مسئلہ ۶۳ جب اَذان ختم ہو جائے، تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں اس کے بعد یہ دُعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۔[1] (ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۶۴ جب مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے، تو سُننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگالے اور کہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵ اَذان نماز کے علاوہ اور اَذانوں کا بھی جواب دیا جائے گا، جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت کی اَذان۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶ اگر اَذان غلط کہی گئی، مثلاً لحن کے ساتھ تو اس کا جواب نہیں بلکہ ایسی اَذان سُنے بھی نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷ متاخرین نے تثویب مستحسن رکھی ہے، یعنی اَذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اعلان کرنا اور اس کے لیے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کیے بلکہ جو وہاں کا عرف ہو مثلاً اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ یَا قَامَتْ قَامَتْ یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸ مغرب کی اَذان کے بعد تثویب نہیں ہوتی۔[6] (عنایہ) اور دوبار کہہ لیں تو حرج نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۹ اَذان و اِقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اَذان کہتے ہی اِقامت کہہ دینا مکروہ ہے، مگر مغرب میں وقفہ، تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو، باقی نمازوں میں اَذان و اِقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في کراھة تکرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸٤.
و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص۳۸۰.
اے اللہ اس دعائے تام اور نماز برپا ہونے والی کے مالک تو ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا کر اور ان کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے (اور ہمیں قیامت کے دن اِن کی شفاعت نصیب فرما) بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔۱۲

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في کراھة تکرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸٤.
یارسول اللہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضور سے ہے اے اللہ شنوائی اور بینائی کے ساتھ مجھے متمتع کر۔ ۱۲

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في کراھة تکرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸۲.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في کراھة تکرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸۲.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۲، ص٦۹. وغیرہ

6 ...... "العنایة"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۱، ص۲۱٤ (ھامش "فتح القدیر").

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۲، ص۷۰.

پابند جماعت ہیں آجائیں، مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: جن نمازوں سے پیشتر سنت یا نفل ہے، ان میں اَولیٰ یہ ہے کہ مؤذن بعد اَذان، سنن ونوافل پڑھے، ورنہ بیٹھا رہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: رئیس محلّہ کا اس کی ریاست کے سبب انتظار مکروہ ہے، ہاں اگر وہ شریر ہے اور وقت میں گنجائش ہے، تو انتظار کرسکتے ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷۲: متقدمین نے اَذان پر اجرت لینے کو حرام بتایا، مگر متاخرین نے جب لوگوں میں سستی دیکھی، تو اجازت دی اور اب اسی پر فتویٰ ہے، مگر اَذان کہنے پر احادیث میں جو ثواب ارشاد ہوئے، وہ انھیں کے لیے ہیں جو اجرت نہیں لیتے۔ خالصاً للہ عزوجل اس خدمت کو انجام دیتے ہیں، ہاں اگر لوگ بطورِ خود مؤذن کو صاحب حاجت سمجھ کر دے دیں، تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے اور یہ اُجرت نہیں۔[4] (غنیہ) جب کہ **المعهود كالمشروط** کی حدتک نہ پہنچ جائے۔ (رضا)

نماز کی شرطوں کا بیان

تنبیہ: اس باب میں جہاں یہ حکم دیا گیا کہ نماز صحیح ہے یا ہوجائے گی یا جائز ہے، اس سے مراد فرض ادا ہونا ہے، یہ مطلب نہیں کہ بلاکراہت وممانعت وگناہ صحیح وجائز ہوگی، اکثر جگہیں ایسی ہیں کہ مکروہ تحریمی وترک واجب ہوگا اور کہا جائے گا کہ نماز ہوگئی کہ یہاں اس سے بحث نہیں، اس کو باب مکروہات میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔ یہاں شروط کا بیان ہے کہ بے[5] اُن کے ہوگی ہی نہیں۔ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) طہارت۔

(۲) سترعورت۔

(۳) استقبال قبلہ۔

(۴) وقت۔

---

1 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۸۸.

4 ...... "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص۳۸۱.

5 ...... بغیر۔

(۵) نیت۔

(۶) تحریمہ۔[1] (متون)

طہارت: یعنی مصلّی[2] کے بدن کا حدث اکبر واصغر اور نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھے، نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا۔[3] (متون)

حدث اکبر یعنی موجبات غسل[4] اور حدث اصغر یعنی نواقض وضو[5] اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ، غسل ووضو کے بیان میں گزرا اور نجاست حقیقیہ سے پاک کرنے کا بیان باب الانجاس میں مذکور ہوا، یہ باتیں وہاں سے معلوم کی جائیں۔ شرطِ نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے اور اگر اس سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنت ہے یہ امور بھی باب الانجاس میں ذکر کیے گئے۔

مسئلہ ۱: کسی شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی، بعد کو ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا، نماز نہ ہوئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲: مصلّی اگر ایسی چیز کو اٹھائے ہو کہ اس کی حرکت سے وہ بھی حرکت کرے، اگر اس میں نجاست قدر مانع ہو تو نماز جائز نہیں، مثلاً چاندنی کا ایک سرا اوڑھ کر نماز پڑھی اور دوسرے سرے میں نجاست ہے، اگر رکوع وسجود وقیام وقعود میں اس کی حرکت سے اس جائے نجاست تک حرکت پہنچتی ہے، نماز نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ یوہیں اگر گود میں اتنا چھوٹا بچہ لے کر نماز پڑھی کہ خود اس کی گود میں اپنی سکت سے نہ رُک سکے بلکہ اس کے روکنے سے تھما ہوا ہو اور اس کا بدن یا کپڑا بقدر مانع نماز ناپاک ہے، تو نماز نہ ہوگی کہ یہی اسے اُٹھائے ہوئے ہے اور اگر وہ اپنی سکت سے رُکا ہوا ہے، اس کے روکنے کا محتاج نہیں، تو نماز ہو جائے گی کہ اب یہ اسے اُٹھائے ہوئے نہیں، پھر بھی بے ضرورت کراہت سے خالی نہیں، اگرچہ اس کے بدن اور کپڑوں پر نجاست بھی نہ ہو۔[7] (درمختار، عالمگیری، رضا)

---

1. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۸۹.
2. نمازی۔
3. "شرح الوقایة"، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ج۱، ص۱۵۶.
4. یعنی وہ چیزیں جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔
5. یعنی وضو توڑنے والی چیزیں۔
6. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۷.
7. المرجع السابق، ص۹۱، و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۶۰.

مسئلہ ۳: اگر نجاست قدر مانع سے کم ہے، جب بھی مکروہ ہے، پھر نجاست غلیظہ بقدر درہم ہے تو مکروہ تحریمی اور اس سے کم تو خلاف سنت۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: چھت، خیمہ، سائبان اگر نجس ہوں اور مصلّی کے سر سے کھڑے ہونے میں لگیں، جب بھی نماز نہ ہوگی۔[2] (ردالمحتار) یعنی اگر ان کی نجس جگہ بقدر مانع اس کے سر کو بقدر ادائے رکن لگے۔ (رضا)

مسئلہ ۵: اگر اس کا کپڑا یا بدن، اثنائے نماز میں بقدر مانع ناپاک ہوگیا، اور تین تسبیح کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی اور اگر نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں شروع کرلی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جُدا کیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مصلّی کا بدن، جنب یا حیض ونفاس والی عورت کے بدن سے ملا رہا، یا انھوں نے اس کی گود میں سر رکھا، تو نماز ہوجائے گی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: مصلّی کے بدن پر نجس کبوتر بیٹھا، نماز ہوجائے گی۔[5] (بحر)

مسئلہ ۸: جس جگہ نماز پڑھے، اس کے طاہر[6] ہونے سے مراد موضع سجود وقدم کا پاک ہونا[7] ہے، جس چیز پر نماز پڑھتا ہو، اس کے سب حصہ کا پاک ہونا، شرط صحت نماز نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۹: مصلّی کے ایک پاؤں کے نیچے قدر درہم سے زیادہ نجاست ہو، نماز نہ ہوگی۔[9] یوہیں اگر دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک درم ہوجائے گی اور اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا، ناپاک ہے، اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی ہوگئی، ہاں بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۰: پیشانی پاک جگہ ہے اور ناک نجس جگہ، تو نماز ہوجائے گی کہ ناک درہم سے کم جگہ پر لگتی ہے اور بلا

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، المرجع السابق، ص٥٨، و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٧١.
2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩١.
3 ...... "ردالمحتار".
4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩١، موضحاً.
5 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج١، ص٤٦٤.
6 ...... پاک۔
7 ...... یعنی سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔
8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٢.
9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٢.

ضرورت یہ بھی مکروہ۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: سجدہ میں ہاتھ یا گھٹنا نجس جگہ ہونے سے صحیح مذہب میں نماز نہ ہوگی۔[2] (ردالمحتار) اور اگر ہاتھ نجس جگہ ہو اور ہاتھ پر سجدہ کیا، تو بالاجماع نماز نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: آستین کے نیچے نجاست ہے اور اسی آستین پر سجدہ کیا، نماز نہ ہوگی۔[4] (ردالمحتار) اگرچہ نجاست ہاتھ کے نیچے نہ ہو بلکہ چوڑی آستین کے خالی حصے کے نیچے ہو، یعنی آستین فاصل نہ سمجھی جائے گی، اگرچہ دبیز[5] ہو کہ اس کے بدن کی تابع ہے، بخلاف اور دبیز کپڑے کے کہ نجس جگہ بچھا کر پڑھی اور اس کی رنگت یا بُو محسوس نہ ہو، تو نماز ہو جائے گی کہ یہ کپڑا نجاست و مصلّی میں فاصل ہو جائے گا کہ بدن مصلّی کا تابع نہیں، یوہیں اگر چوڑی آستین کا خالی حصہ سجدہ کرنے میں نجاست کی جگہ پڑے اور وہاں نہ ہاتھ ہو، نہ پیشانی، تو نماز ہو جائے گی اگرچہ آستین باریک ہو کہ اب اس نجاست کو بدن مصلّی سے کوئی تعلق نہیں۔ (رضا)

مسئلہ ۱۳: اگر سجدہ کرنے میں دامن وغیرہ نجس زمین پر پڑتے ہوں، تو مضر نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی، جو ستر کے کام میں نہیں آسکتا، یعنی اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو، نماز نہ ہوئی اور اگر شیشہ پر نماز پڑھی اور اس کے نیچے نجاست ہے، اگرچہ نمایاں ہو، نماز ہوگئی۔[7] (ردالمحتار)

دوسری شرط ستر عورت:

یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، اس کو چھپانا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾[8]

ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔

1- "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٢.

2- المرجع السابق.

3- "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٢.

4- "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٢.

5- یعنی موٹی۔

6- "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج٢، ص٩٢.

7- "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج٢، ص٩٢.
و باب مايفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب في التشبه باهل الكتاب، ص٤٦٧.

8- پ٨، الاعراف: ٣١.

اور فرماتا ہے:

﴿وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [1]

عورتیں زینت یعنی مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر وہ کہ ظاہر ہیں۔

(کہ ان کے کھلے رہنے پر بروجہ جائز عادت جاری ہے)۔

حدیث ۱ حدیث میں ہے جس کو، ابن عدی نے کامل میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب نماز پڑھو، تہبند باندھ لو اور چادر اوڑھ لو اور یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔'' [2] اور

حدیث ۲ ابو داود و ترمذی و حاکم و ابن خزیمہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔'' [3]

حدیث ۳ ابو داود نے روایت کی کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، کیا بغیر ازار پہنے، کُرتے اور دوپٹے میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا: ''جب کُرتا پورا ہو کہ پشت قدم کو چھپالے۔'' [4] اور

حدیث ۴ دار قطنی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے۔'' [5] اور

حدیث ۵ ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''عورت، عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے، جب نکلتی ہے، شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔'' [6]

مسئلہ ۱۵ ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالاجماع نہ ہوگی۔ مگر عورت کے لیے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو، تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور

---

1 ...... پ۱۸، النور: ۳۱.

2 ...... "الكامل في ضعفاء الرجال"، رقم الترجمة، نصر بن حماد ۱۹۷٤، ج۸، ص۲۸۷.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب المرأة تصلي بغير خمار، الحديث: ٦٤١، ج۱، ص۲٥۸.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في كم تصلي المرأة، الحديث: ٦٤٠، ج۱، ص۲٥۸.

5 ...... "سنن الدارقطني"، كتاب الصلاة، باب الأمر بتعليم الصلوات، الحديث: ۸۷٦، ج۱، ص۳۱٦.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الرضاع، ۱۸۔باب، الحديث: ۱۱۷٦، ج۲، ص۳۹۲.

محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو، تمام بدن سوا پانچ عضو کے جن کا بیان آئے گا چھپانا فرض ہے، بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے مونھ کھولنا بھی منع ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶ اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری) یوہیں اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ (رضا) بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷ دبیز کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیأت معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔[3] (ردالمحتار) اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجۂ اَولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔

مسئلہ ۱۸ نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضرور ہے، یعنی اتنا نجس نہ ہو، جس سے نماز نہ ہو سکے، تو اگر پاک کپڑے پر قدرت ہے اور ناپاک پہن کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ اس کے علم میں کپڑا ناپاک ہے اور اس میں نماز پڑھی، پھر معلوم ہوا کہ پاک تھا، نماز نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۰ غیر نماز میں نجس کپڑا پہنا تو حرج نہیں، اگرچہ پاک کپڑا موجود ہو اور جو دوسرا نہیں، تو اُسی کو پہننا واجب ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار) یہ اس وقت ہے کہ اس کی نجاست خشک ہو، چھوٹ کر بدن کو نہ لگے، ورنہ پاک کپڑا ہوتے ہوئے ایسا کپڑا پہننا مطلقاً منع ہے کہ بلاوجہ بدن ناپاک کرنا ہے۔ (رضا)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج۲، ص۹۳، ۹۷.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۸.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۳.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۸.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۴۷.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج۲، ص۹۳، ۱۰۷.

مسئلہ ۲۱: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار) اس زمانہ میں بہتیرے ایسے ہیں کہ تہبند یا پاجامہ اس طرح پہنتے ہیں، کہ پیڑو[2] کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے، اگر کرتے وغیرہ سے اس طرح چھپا ہو کہ جلد کی رنگت نہ چمکے تو خیر، ورنہ حرام ہے اور نماز میں چوتھائی کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی اور بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے، بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں، یہ بھی حرام ہے اور اس کی عادت ہے تو فاسق ہیں۔

مسئلہ ۲۲: آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل[3] کے لیے سارا بدن عورت ہے، سوا مونھ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: اتنا باریک دوپٹا، جس سے بال کی سیاہی چمکے، عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی، نہ ہوگی، جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے، جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: باندی کے لیے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، خنثیٰ مشکل رقیق[6] ہو، تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی، اَثنائے نماز میں مالک نے اسے آزاد کر دیا، اگر فوراً عمل قلیل یعنی ایک ہاتھ سے اس نے سر چھپا لیا، نماز ہوگئی، ورنہ نہیں، خواہ اسے اپنے آزاد ہونے کا علم ہوا یا نہیں، ہاں اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہی نہ تھی، جس سے سر چھپائے، تو ہوگئی۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جن اعضا کا ستر فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج۲، ص۹۳.

2 ...... ناف کے نیچے۔

3 ...... جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ (بہار شریعت حصہ ۷، نکاح کا بیان)

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة ج۲، ص۹۵.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۸. موضحاً.

6 ...... یعنی غلام۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۹٤.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۹٤.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۹.

اور فوراً چھپالیا، جب بھی ہوگئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا، اگرچہ فوراً چھپالیا، نماز جاتی رہی۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷ اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اس عضو کی چوتھائی سے کم ہے، مگر مجموعہ ان کا اُن کھلے ہوئے اعضا میں جو سب سے چھوٹا ہے، اس کی چوتھائی کی برابر ہے، نماز نہ ہوئی، مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ دونوں کا کان کی چوتھائی کی قدر ضرور ہے، نماز جاتی رہی۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ عورتِ غلیظہ یعنی قبل و دبر اور ان کے آس پاس کی جگہ اور عورتِ خفیفہ کہ ان کے ماسوا اور اعضائے عورت ہیں، اس حکم میں سب برابر ہیں، غلظت وخفت باعتبار حرمت نظر کے ہے کہ غلیظہ کی طرف دیکھنا زیادہ حرام ہے کہ اگر کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے، تو نرمی کیساتھ منع کرے، اگر باز نہ آئے، تو اس سے جھگڑا نہ کرے اور اگر ران کھولے ہوئے ہے، تو سختی سے منع کرے اور باز نہ آیا، تو مارے نہیں اور اگر عورتِ غلیظہ کھولے ہوئے ہے، تو جو مارنے پر قادر ہو، مثلاً باپ یا حاکم، وہ مارے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰ ستر کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اپنی نگاہ بھی ان اعضا پر نہ پڑے، تو اگر کسی نے صرف لنبا کُرتا پہنا اور اس کا گریبان کھلا ہوا ہے کہ اگر گریبان سے نظر کرے، تو اعضا دکھائی دیتے ہیں نماز ہو جائے گی، اگرچہ بالقصد ادھر نظر کرنا، مکروہ تحریمی ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱ اوروں سے ستر فرض ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اِدھر اُدھر سے نہ دیکھ سکیں، تو معاذ اللہ اگر کسی شریر نے نیچے جھک کر اعضا کو دیکھ لیا، تو نماز نہ گئی۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۰.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج۱ ص۵۸.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۰.

3 ...... المرجع السابق، ص۱۰۲.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۰۱.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۰۲.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۵۸.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۵۸.

مسئلہ ۳۲ مرد میں اعضائے عورت نو ہیں۔ آٹھ علامہ ابراہیم حلبی و علامہ شامی و علامہ طحطاوی وغیرہم نے گنے۔ (۱) ذکر مع اپنے سب اجزا، حشفہ وقصبہ وقلفہ کے، (۲) انثیین یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں، ان میں فقط ایک کی چوتھائی کھلنا مفسد نماز نہیں، (۳) دبر یعنی پاخانہ کا مقام، (۴،۵) ہر ایک سرین جدا عورت ہے، (۶،۷) ہر ران جدا عورت ہے۔ چڈھے سے گھٹنے تک ران ہے۔ گھٹنا بھی اس میں داخل ہے، الگ عضو نہیں، تو اگر پورا گھٹنا بلکہ دونوں کھل جائیں نماز ہو جائے گی کہ دونوں مل کر بھی ایک ران کی چوتھائی کو نہیں پہنچتے، (۸) ناف کے نیچے سے، عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کے سیدھ میں پشت اور دونوں کروٹوں کی جانب، سب مل کر ایک عورت ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت مجدد مأۃ حاضرہ نے یہ تحقیق فرمائی کہ (۹) دبر و انثیین کے درمیان کی جگہ بھی، ایک مستقل عورت ہے اور ان اعضا کا شمار اور انکے تمام احکام کو چار شعروں میں جمع فرمایا۔

ستر عورت بمرد نه عضو است — از تهِ ناف تاته زانو
هر چه ربعش بقدرر کن کشود — یا کشودی دمے نماز مجو
ذکر و انثیین و حلقه پس — دوسرین هر فخذ به زانوئے او
ظاهرا فصل انثیین و دبر — باقی زیر ناف از هر سو[2]

مسئلہ ۳۳ آزاد عورتوں کے لیے، باستثنا پانچ عضو کے، جن کا بیان گزرا، سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس اعضا پر مشتمل کہ ان میں جس کی چوتھائی کھل جائے، نماز کا وہی حکم ہے، جو اوپر بیان ہوا۔ (۱) سر یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک، یعنی عادۃً جتنی جگہ پر بال جمتے ہیں۔ (۲) بال جو لٹکتے ہوں۔ (۳،۴) دونوں کان۔ (۵) گردن اس میں گلا بھی داخل ہے۔ (۶،۷) دونوں شانے۔ (۸،۹) دونوں بازو ان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ (۱۰،۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ (۱۲) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی حد زیریں تک۔ (۱۳،۱۴) دونوں ہاتھوں کی پشت۔ (۱۵،۱۶) دونوں پستانیں، جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں، اگر بالکل نہ اٹھی ہوں یا خفیف اُبھری ہوں کہ سینہ سے جدا عضو کی ہیأت نہ پیدا ہوئی ہو، تو سینہ کی تابع ہیں، جدا عضو نہیں اور پہلی صورت میں بھی، ان کے

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۱.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۶، ص۳۹.

درمیان کی جگہ سینہ ہی میں داخل ہے، جدا عضو نہیں۔ (۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارۂ زیریں تک، یعنی ناف کا بھی پیٹ میں شمار ہے۔ (۱۸) پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک۔ (۱۹) دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے، بغل کے نیچے سینہ کی حد زیریں تک، دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ سینہ میں اور پچھلا شانوں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کمر تک جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔ (۲۰،۲۱) دونوں سرین۔ (۲۲) فرج۔ (۲۳) دبر۔ (۲۴،۲۵) دونوں رانیں، گھٹنے بھی انھیں میں شامل ہیں۔ (۲۶) ناف کے نیچے پیڑو اور اس کے متصل جو جگہ ہے اور انکے مقابل پشت کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے۔ (۲۷،۲۸) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔ (۲۹،۳۰) دونوں تلوے اور بعض علماء نے پشتِ دست اور تلووں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔ [1]

مسئلہ ۳۴: عورت کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں، مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے مونھ کھولنا منع ہے۔ [2] یوہیں اس کی طرف نظر کرنا، غیر محرم کے لیے جائز نہیں اور چھونا تو اور زیادہ منع ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر کسی مرد کے پاس ستر کے لیے جائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر کرے اور اسی میں نماز پڑھے، البتہ اور کپڑا ہوتے ہوئے، مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: کوئی شخص برہنہ اگر اپنا سارا جسم مع سر کے، کسی ایک کپڑے میں چھپا کر نماز پڑھے، نماز نہ ہوگی اور اگر سر اس سے باہر نکال لے، ہو جائے گی۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: کسی کے پاس بالکل کپڑا نہیں، تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں، یعنی مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر اور یہ بہتر ہے اور رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرے اور یہ اشارہ رکوع و سجود سے اس کے لیے افضل ہے اور یہ بیٹھ کر پڑھنا، کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل، خواہ قیام میں رکوع و سجود کے لیے اشارہ کرے یا رکوع و سجود کرے۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج٦، ص٣٩۔٤٠.

2 ...... ان مسائل کی تحقیق اور ان کے متعلق جزئیات کتاب الحظر والاباحۃ میں ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے۔ ۱۲ منہ

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٧.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٣.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٤.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٥.

مسئلہ ۳۸: ایسا شخص برہنہ نماز پڑھ رہا تھا، کسی نے عاریۃً اس کو کپڑا دے دیا یا مباح کر دیا[1] نماز جاتی رہی۔ کپڑا پہن کر سرے سے پڑھے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: اگر کپڑا دینے کا کسی نے وعدہ کیا، تو آخر وقت تک انتظار کرے، جب دیکھے کہ نماز جاتی رہے گی، تو برہنہ ہی پڑھ لے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا، تو مانگنا واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: اگر کپڑا مول[5] ملتا ہے اور اس کے پاس دام حاجت اصلیہ سے زائد ہیں، تو اگر اتنے دام مانگتا ہو، جو اندازہ کرنے والوں کے اندازہ سے باہر نہ ہوں، تو خریدنا واجب۔[6] (ردالمحتار) یوہیں اگر اُدھار دینے پر راضی ہو، جب بھی خریدنا واجب ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۲: اگر اس کے پاس کپڑا ایسا ہے کہ پورا نجس ہے، تو نماز میں اسے نہ پہنے اور اگر ایک چوتھائی پاک ہے، تو واجب ہے کہ اسے پہن کر پڑھے، برہنہ جائز نہیں، یہ سب اس وقت ہے کہ ایسی چیز نہیں کہ کپڑا پاک کر سکے یا اس کی نجاست قدر مانع سے کم کر سکے، ورنہ واجب ہوگا کہ پاک کرے یا تقلیل نجاست کرے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: چند شخص برہنہ ہیں، تو تنہا تنہا، دُور دُور، نمازیں پڑھیں اور اگر جماعت کی، تو امام بیچ میں کھڑا ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: اگر برہنہ شخص کو چٹائی یا بچھونا مل جائے، تو اسی سے ستر کرے، ننگا نہ پڑھے۔ یوہیں گھاس یا پتوں سے ستر کرسکتا ہے تو یہی کرے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: اگر پورے ستر کے لیے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضا کا ستر ہو جائے گا تو اس سے ستر واجب ہے اور

---

1 ...... یعنی کسی کے پاس کپڑا تھا اس نے کہا تم اسے استعمال کرسکتے ہو۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في النظر إلی وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۶.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في النظر إلی وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۶.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی قیمت سے۔

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في النظر إلی وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۷.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۰۷.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث، في شروط الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱، ص۵۹.

9 ...... المرجع السابق.

اس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی قبل ودبر کو چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی کو چھپا سکتا ہے، تو ایک ہی کو چھپائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ جس نے ایسی مجبوری میں برہنہ نماز پڑھی، تو بعد نماز کپڑا ملنے پر اعادہ نہیں، نماز ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۷ اگر ستر کا کپڑا یا اس کے پاک کرنے کی چیز نہ ملنا، بندوں کی جانب سے ہو، تو نماز پڑھے، پھر اعادہ کرے۔[3] (درمختار)

تیسری شرط استقبال قبلہ: یعنی نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف مونھ کرنا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ﴾[4]

بے وقوف لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر مسلمان لوگ تھے، انھیں کس چیز نے اس سے پھیر دیا، تم فرمادو اللہ ہی کے لیے مشرق ومغرب ہے، جسے چاہتا ہے، سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو پسند یہ تھا کہ کعبہ قبلہ ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کما هو مروی فی صحیح البخاری وغیرہ من الصحاح اور فرماتا ہے:

﴿ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾[5]

جس قبلہ پر تم پہلے تھے، ہم نے پھر وہی اس لیے مقرر کیا کہ رسول کے اتباع کرنے والے ان سے متمیز ہو جائیں، جو ایڑیوں کے بل لوٹ جاتے ہیں اور بے شک یہ شاق ہے، مگر ان پر جن کو اللہ نے ہدایت کی اور اللہ تمہارا ایمان ضائع نہ کرے گا،

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۰۸.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۱۰.

3 ...... المرجع السابق، ص۱۱۰.

4 ...... پ۲، البقرة: ۱٤۲.

5 ...... پ۲، البقرة: ۱٤۳۔۱٤٤.

بیشک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان رحم والا ہے۔ اے محبوب! آسمان کی طرف تمہارا بار بار مونھ اٹھانا ہم دیکھتے ہیں، تو ضرور ہم تمھیں اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے تم پسند کرتے ہو، تو اپنا مونھ (نماز میں) مسجد حرام کی طرف پھیرو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو، اسی کی طرف (نماز میں) مونھ کرو اور بے شک جنھیں کتاب دی گئی، وہ ضرور جانتے ہیں کہ وہی حق ہے، ان کے رب کی طرف سے اور اللہ ان کے کوتکوں سے غافل نہیں۔

مسئلہ ۴۸: نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لیے سجدہ کیا، حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادت کعبہ کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔[1] (درمختار وافاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۴۹: استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبۂ معظمہ کی طرف مونھ ہو، جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لیے یا اس جہت کو مونھ ہو جیسے اوروں کے لیے۔[2] (درمختار) یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے، اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو، جیسے مکۂ معظمہ کے مکانوں میں جب کہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں، تو عین کعبہ کی طرف مونھ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگرچہ خاص مکۂ معظمہ میں ہو، اس کے لیے جہت کعبہ کو مونھ کرنا کافی ہے۔ (افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۵۰: کعبۂ معظمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی، مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔[3] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۱: اگر صرف حطیم کی طرف مونھ کیا کہ کعبۂ معظمہ محاذات میں نہ آیا، نماز نہ ہوئی۔[4] (غنیہ)
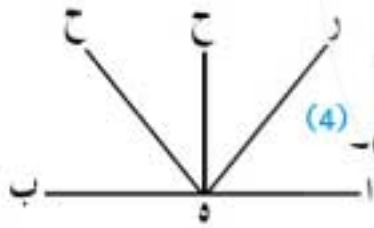
مسئلہ ۵۲: جہت کعبہ کو مونھ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مونھ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو، تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے، مگر مونھ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے، نماز ہو جائے گی، اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے، تو اگر ۴۵ درجہ سے زائد انحراف ہے، استقبال نہ پایا گیا، نماز نہ ہوئی، مثلاً ا، ب، ایک خط ہے اس پر ہ، ح، عمود ہے اور فرض کرو کہ کعبۂ معظمہ عین نقطہ ح کے محاذی ہے، دونوں قائمے ا، ہ، ح اور ح، ہ ب کی تنصیف کرتے ہوئے خطوط ہ، ر، ہ، ح خطوط کھینچے، تو یہ زاویہ ۴۵، ۴۵ درجے کے ہوئے کہ قائمہ ۹۰ درجے ہے، اب جو شخص مقام ہ پر کھڑا ہے، اگر نقطۂ ح کی طرف مونھ کرے، تو

---

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، بحث النية، ج۲، ص۱۳۴.
2. ...... المرجع السابق.
3. ...... "غنية المتملي"، فصل مسائل شتى، ص۶۱۶، وغيرها.
4. ...... "غنية المتملي"، فروع في شرح الطحاوي، ص۲۲۵.

اگر عین کعبہ کو مونھ ہے اور اگر دہنے بائیں د یا ح کی طرف جھکے تو جب تک د ح یا ح کے اندر ہے، جہت کعبہ میں ہے اور جب د سے بڑھ کر ا یا ح سے گزر کر ب کی طرف کچھ بھی قریب ہوگا، تو اب جہت سے نکل گیا، نماز نہ ہوگی۔[1] (درمختار وافادات رضویہ)

مسئلہ ۵۳: قبلہ بنائے کعبہ کا نام نہیں، بلکہ وہ فضا ہے، اس بنا کی محاذات میں ساتویں زمین سے عرش تک قبلہ ہی ہے، تو اگر وہ عمارت وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دی جائے اور اب اس عمارت کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھی نہ ہوگی یا کعبۂ معظمہ کسی ولی کی زیارت کو گیا اور اس فضا کی طرف نماز پڑھی ہوگئی، یوہیں اگر بلند پہاڑ پر یا کوئیں کے اندر نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف مونھ کیا، نماز ہوگئی کہ فضا کی طرف توجہ پائی گئی، گو عمارت کی طرف نہ ہو۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو، مثلاً مریض ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدلے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو متوجہ کر دے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہو یا کشتی کے تختہ پر بہتا جا رہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ استقبال کرے تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی نہیں جو سوار کرا دے، تو ان سب صورتوں میں جس رُخ نماز پڑھ سکے، پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں، ہاں سواری کے روکنے پر قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کو مونھ کرے، ورنہ جیسے بھی ہو سکے اور اگر روکنے میں قافلہ نگاہ سے مخفی ہو جائے گا تو سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں، یوہیں روانی میں پڑھے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: چلتی کشتی میں نماز پڑھے، تو بوقت تحریمہ قبلہ کو مونھ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کو مونھ پھیرتا رہے، اگرچہ نفل نماز ہو۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۵۶: مصلّی کے پاس مال ہے اور اندیشہ صحیح ہے کہ استقبال کرے گا تو چوری ہو جائے گی، ایسی حالت میں کوئی ایسا شخص مل گیا جو حفاظت کرے، اگرچہ باجرت مثل استقبال فرض ہے۔[5] (ردالمحتار) یعنی جب کہ وہ اجرت حاجتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہو یا محافظ آئندہ لینے پر راضی ہو اور اگر وہ نقد مانگتا ہے اور اس کے پاس نہیں یا ہے مگر حاجتِ اصلیہ سے زائد نہیں یا ہے مگر وہ اجرت مثل سے بہت زیادہ مانگتا ہے، تو اجیر کرنا ضرور نہیں، یوہیں پڑھے۔ (افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۵۷: کوئی شخص قید میں ہے اور وہ لوگ اسے استقبال سے مانع ہیں تو جیسے بھی ہو سکے، نماز پڑھ لے، پھر

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۱۳۵.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتۃ، ج۲، ص۱٤۱.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتۃ، ج۲، ص۱٤۲.

4 ...... "غنیۃ المتملي"، فروع في شرح الطحطاوي، ص۲۲۵.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتۃ، ج۲، ص۱٤۲.

جب موقعہ ملے وقت میں یا بعد، تو اس نماز کا اعادہ کرے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتا دے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی مونھ کرے)، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۵۹: تحری کر کے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی، ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔[3] (تنویر الابصار وغیرہ)

مسئلہ ۶۰: ایسا شخص اگر بے تحری کسی طرف مونھ کر کے نماز پڑھے، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں قبلہ ہی کی طرف مونھ کیا ہو، ہاں اگر قبلہ کی طرف مونھ ہونا، بعد نماز یقین کے ساتھ معلوم ہوا، ہوگئی اور اگر بعد نماز اس کا جہت قبلہ ہونا گمان ہو، یقین نہ ہو یا اثنائے نماز میں اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہوا، اگرچہ یقین کے ساتھ تو نماز نہ ہوئی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اگر سوچا اور دل میں کسی طرف قبلہ ہونا ثابت ہوا، مگر اس کے خلاف دوسری طرف اس نے مونھ کیا، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں وہی قبلہ تھا، جدھر مونھ کیا، اگرچہ بعد کو یقین کیساتھ اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کر کے کسی طرف کو پڑھ لی، تو اگر قبلہ ہی کی طرف مونھ تھا، ہوگئی، ورنہ نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: جاننے والے سے پوچھا اس نے نہیں بتایا، اس نے تحری کر کے نماز پڑھ لی، اب بعد نماز اس نے بتایا نماز ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۶۴: اگر مسجدیں اور محرابیں وہاں ہیں، مگر ان کا اعتبار نہ کیا، بلکہ اپنی رائے سے ایک طرف کو متوجہ ہولیا، یا تارے وغیرہ موجود ہیں اور اس کو علم ہے کہ ان کے ذریعہ سے معلوم کرلے اور نہ کیا بلکہ سوچ کر پڑھ لی، دونوں صورت میں نہ

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الأولیاء ثابتۃ، ج۲، ص۱۴۳.
2. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱۴۳.
3. "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۳، وغیرہ.
4. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱۴۷.
5. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۷.
6. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری... إلخ، ج۲، ص۱۴۳.
7. "منیۃ المصلي"، مسائل تحری القبلۃ... إلخ، ص۱۹۲.

ہوئی، اگر خلاف جہت کی طرف پڑھی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: ایک شخص تحری کرکے (سوچ کر) ایک طرف پڑھ رہا ہے، تو دوسرے کو اس کا اتباع جائز نہیں، بلکہ اسے بھی تحری کا حکم ہے، اگر اس کا اتباع کیا، تحری نہ کی، اس کی نماز نہ ہوئی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: اگر تحری کرکے نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں اگرچہ سجدۂ سہو میں رائے بدل گئی یا غلطی معلوم ہوئی تو فرض ہے کہ فوراً گھوم جائے اور پہلے جو پڑھ چکا ہے، اس میں خرابی نہ آئے گی۔ اسی طرح اگر چاروں رکعتیں چار جہات میں پڑھیں، جائز ہے اور اگر فوراً نہ پھرا یہاں تک کہ ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: نابینا غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا تھا، کوئی بینا آیا، اس نے اسے سیدھا کرکے اس کی اقتدا کی، تو اگر وہاں کوئی شخص ایسا تھا، جس سے قبلہ کا حال نابینا دریافت کرسکتا تھا، مگر نہ پوچھا، دونوں کی نمازیں نہ ہوئیں اور اگر کوئی ایسا نہ تھا، تو نابینا کی ہوگئی اور مقتدی کی نہ ہوئی۔[4] (خانیہ، ہندیہ، غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۸: تحری کرکے غیر قبلہ کو نماز پڑھ رہا تھا، بعد کو اسے اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوئی اور قبلہ کی طرف پھر گیا، تو جس دوسرے شخص کو اس کی پہلی حالت معلوم ہو، اگر یہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اس نے بھی پہلے وہی تحری کی تھی اور اب اس کو بھی غلطی معلوم ہوئی، تو اس کی اقتدا کرسکتا ہے، ورنہ نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۹: اگر امام تحری کرکے ٹھیک جہت میں پہلے ہی سے پڑھ رہا ہے، تو اگرچہ مقتدی تحری کرنے والوں میں نہ ہو، اس کی اقتدا کرسکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷۰: اگر امام و مقتدی ایک ہی جہت کو تحری کرکے نماز پڑھ رہے تھے اور امام نے نماز پوری کرلی اور سلام پھیر دیا اب مسبوق[7] ولاحق[8] کی رائے بدل گئی، تو مسبوق گھوم جائے اور لاحق سرے سے پڑھے۔[9] (درمختار)

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱٤۳.
2. المرجع السابق.
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱٤۳.
4. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱٤٤.
5. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱٤٤.
6. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱٤٤.
7. وہ کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔
8. وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہوا، مگر اقتدا کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے یا بلا عذر۔
9. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱٤٤.

مسئلہ ۷۱: اگر پہلے ایک طرف کو رائے ہوئی اور نماز شروع کی، پھر دوسری طرف کو رائے پلٹی، پلٹ گیا پھر تیسری یا چوتھی بار وہی رائے ہوئی، جو پہلے مرتبہ تھی تو اسی طرف پھر جائے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷۲: تحری کر کے ایک رکعت پڑھی، دوسری میں رائے بدل گئی، اب یاد آیا کہ پہلی رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا تھا، تو سرے سے نماز پڑھے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷۳: اندھیری رات ہے، چند شخصوں نے جماعت سے تحری کر کے مختلف جہتوں میں نماز پڑھی، مگر اثنائے نماز میں یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی جہت امام کی جہت کے خلاف ہے، نہ مقتدی امام سے آگے ہے، نماز ہوگئی اور اگر بعد نماز معلوم ہوا کہ امام کے خلاف اسکی جہت تھی، کچھ حرج نہیں اور اگر امام کے آگے ہونا معلوم ہوا نماز میں یا بعد کو، تو نماز نہ ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: مصلّی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا، اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور بقدر تین تسبیح کے وقفہ نہ ہوا، تو ہوگئی۔[4] (منیہ، بحر)

مسئلہ ۷۵: اگر صرف مونھ قبلہ سے پھیرا، تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کرلے اور نماز نہ جائے گی، مگر بلا عذر مکروہ ہے۔[5] (منیہ، بحر)

چوتھی شرط وقت ہے: اس کے مسائل اوپر مستقل باب میں بیان ہوئے۔

پانچویں شرط نیت ہے:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾[6]

انھیں تو یہی حکم ہوا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھتے ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱٤٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱٤٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: اذا ذكر في مسألة ثلاثة اقوال... إلخ، ج۲، ص۱٤۷.

4 ...... "منية المصلي"، مسائل التحرى القبلة... إلخ، ص۱۹۳.

و "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۱، ص٤۹۷.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... پ ۳۰، البينة: ٥.

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰی)) [1]

''اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے، جو اس نے نیت کی۔''

اس حدیث کو بُخاری و مُسلِم اور دیگر محدثین نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۷۶ نیت دل کے پکے ارادہ کو کہتے ہیں، محض جاننا نیت نہیں، تاوقتیکہ ارادہ نہ ہو۔ [2] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۷۷ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہوگئی۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸ نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے، کون سی نماز پڑھتا ہے؟ تو فوراً بلا تأمل بتادے، اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا، تو نماز نہ ہوگی۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۷۹ زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں کچھ عربی کی تخصیص نہیں، فارسی وغیرہ میں بھی ہوسکتی ہے اور تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو، مثلاً نَوَیْتُ یا نیت کی میں نے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۸۰ احوط یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتے وقت نیت حاضر ہو۔ [6] (منیہ)

مسئلہ ۸۱ تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی، مثلاً کھانا، پینا، کلام وغیرہ وہ امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں، فاصل نہ ہوں نماز ہوجائے گی، اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۸۲ وضو سے پیشتر نیت کی، تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہوجائے گی۔ یوہیں وضو کے بعد نیت کی اس کے بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا، نماز ہوجائے گی اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔ [8] (غنیہ)

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم... إلخ، الحدیث: ١، ج١، ص٥.

2 ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج٢، ص١١١.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، بحث النیۃ، ج٢، ص١١٢.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج٢، ص١١٣.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج٢، ص١١٣.

6 ...... "منیۃ المصلي"، استحباب ان ینوی بقلبہ ویتکلم باللسان، ص٢٣٢.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج٢، ص١١٤.

8 ...... "غنیۃ المتملي"، الشرط السادس النیۃ، ص٢٥٥.

مسئلہ ۸۳: اگر شروع کے بعد نیت پائی گئی، اس کا اعتبار نہیں، یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ کہنے کے بعد اکبر سے پہلے نیت کی، نماز نہ ہوگی۔ [1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: اصح یہ ہے کہ نفل و سنت و تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے، مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی متابعت [2] کی نیت کرے، اس لیے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو نا کافی قرار دیتے ہیں۔ [3] (منیہ)

مسئلہ ۸۵: نفل نماز کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، اگرچہ نفل نیت میں نہ ہو۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: فرض نماز میں نیت فرض بھی ضرور ہے، مطلق نماز یا نفل وغیرہ کی نیت کافی نہیں، اگر فرضیت جانتا ہی نہ ہو، مثلاً پانچوں وقت نماز پڑھتا ہے، مگر ان کی فرضیت علم میں نہیں، نماز نہ ہوگی اور اس پر ان تمام نمازوں کی قضا فرض ہے، مگر جب امام کے پیچھے ہو اور یہ نیت کرے کہ امام جو نماز پڑھتا ہے، وہی میں بھی پڑھتا ہوں، تو یہ نماز ہو جائے گی اور اگر جانتا ہو مگر فرض کو غیر فرض سے متمیز نہ کیا تو دو صورتیں ہیں، اگر سب میں فرض ہی کی نیت کرتا ہے، تو نماز ہو جائے گی، مگر جن فرضوں سے پیشتر سنتیں ہیں، اگر سنتیں پڑھ چکا ہے، تو اِمامت نہیں کر سکتا کہ سنتیں بہ نیت فرض پڑھنے سے اس کا فرض ساقط ہو چکا، مثلاً ظہر کے پیشتر چار رکعت سنتیں بہ نیت فرض پڑھیں، تو اب فرض نماز میں اِمامت نہیں کر سکتا کہ یہ فرض پڑھ چکا، دوسری صورت یہ کہ نیتِ فرض کسی میں نہ کی، تو نمازِ فرض ادا نہ ہوئی۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۷: فرض میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے یا مثلاً آج کے ظہر یا فرضِ وقت کی نیت وقت میں کرے، مگر جُمعہ میں فرض وقت کی نیت کافی نہیں، خصوصیت جُمعہ کی نیت ضروری ہے۔ [6] (تنویر الابصار)

مسئلہ ۸۸: اگر وقت نماز ختم ہو چکا اور اس نے فرض وقت کی نیت کی، تو فرض نہ ہوئے خواہ وقت کا جاتا رہنا اسکے علم میں ہو یا نہیں۔ [7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۶.

2 ...... یعنی پیروی۔

3 ...... "منیۃ المصلي"، الشرط السادس النیۃ، ص۲۲۵.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۶.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۷.

6 ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۷، ۱۲۳.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۳.

مسئلہ ۸۹: نمازِ فرض میں یہ نیت کہ آج کے فرض پڑھتا ہوں کافی نہیں، جبکہ کسی نماز کو معین نہ کیا، مثلاً آج کی ظہر یا آج کی عشا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۰: اَولیٰ یہ ہے کہ یہ نیت کرے آج کی فلاں نماز کہ اگرچہ وقت خارج ہوگیا ہو، نماز ہو جائے گی، خصوصاً اس کے لیے جسے وقت خارج ہونے میں شک ہو۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹۱: اگر کسی نے اس دن کو دوسرا دن گمان کرلیا، مثلاً وہ دن پیر کا ہے اور اس نے اسے منگل سمجھ کر منگل کی ظہر کی نیت کی، بعد کو معلوم ہوا کہ پیر تھا، نماز ہو جائے گی۔[3] (غنیہ) یعنی جبکہ آج کا دن نیت میں ہو کہ اس تعیین کے بعد پیر یا منگل کی تخصیص بے کار ہے اور اس میں غلطی مضر نہیں، ہاں اگر صرف دن کے نام ہی سے نیت کی اور آج کے دن کا قصد نہ کیا، مثلاً منگل کی ظہر پڑھتا ہوں، تو نماز نہ ہوگی اگرچہ وہ دن منگل ہی کا ہو کہ منگل بہت ہیں۔ (افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۹۲: نیت میں تعدادِ رکعات کی ضرورت نہیں البتہ افضل ہے، تو اگر تعدادِ رکعات میں خطا واقع ہوئی مثلاً تین رکعتیں ظہر یا چار رکعتیں مغرب کی نیت کی، تو نماز ہو جائے گی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: فرض قضا ہو گئے ہوں، تو ان میں تعیینِ یوم اور تعیینِ نماز ضروری ہے، مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نماز قضا نیت میں ہونا کافی نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۴: اگر اس کے ذمہ ایک ہی نماز قضا ہو، تو دن معین کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً میرے ذمہ جو فلاں نماز ہے، کافی ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو، تو اس کے لیے آسان طریقہ نیت کا یہ ہے کہ سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمہ ہے۔[7] (درمختار)

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۳.
2. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۲۳.
   و "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٦.
3. "غنیة المتملي"، الشرط السادس النیة، ص۲۵۳.
4. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۰.
5. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۹.
6. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۹.
7. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۹.

مسئلہ ۹۶ کسی کے ذمہ اتوار کی نماز تھی، مگر اس کو گمان ہوا کہ ہفتہ کی ہے اور اس کی نیت سے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ اتوار کی تھی، ادا نہ ہوئی۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۹۷ قضا یا ادا کی نیت کی کچھ حاجت نہیں، اگر قضا بہ نیت ادا پڑھی یا ادا بہ نیت قضا، تو نماز ہوگئی، یعنی مثلاً وقت ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیت قضا پڑھی یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیت ادا پڑھی ہوگئی اور اگر یوں نہ کیا، بلکہ وقت باقی ہے اور اس نے ظہر کی قضا پڑھی، مگر اس دن کے ظہر کی نیت نہ کی تو نہ ہوئی، یوہیں اس کے ذمہ کسی دن کی نماز ظہر تھی اور بہ نیت ادا پڑھی نہ ہوئی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۸ مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت اِمامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کرلیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہوگئی، مگر امام نے اِمامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کر لینا ضروری نہیں، بلکہ وقت شرکت بھی نیت کر سکتا ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۹۹ ایک صورت میں امام کو نیت اِمامت بالاتفاق ضروری ہے کہ مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی کھڑی ہو جائے اور وہ نماز، نمازِ جنازہ نہ ہو تو اس صورت میں اگر امام نے اِمامت زناں[4] کی نیت نہ کی، تو اس عورت کی نماز نہ ہوئی۔[5] (درمختار) اور امام کی یہ نیت شروع نماز کے وقت درکار ہے، بعد کو اگر نیت کر بھی لے، صحت اقتدائے زن کے لیے کافی نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۰ جنازہ میں تو مطلقاً خواہ مرد کے محاذی ہو یا نہ ہو، اِمامت زناں کی نیت بالاجماع ضروری نہیں اور اصح یہ ہے کہ جُمُعہ وعیدین میں بھی حاجت نہیں، باقی نمازوں میں اگر محاذی مرد کے نہ ہوئی، تو عورت کی نماز ہو جائے گی، اگرچہ امام نے

---

1. "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص٢٥٤.
2. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: يصح القضاء بنية الأداء و عكسه، ج٢، ص١٢٥.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٢١، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٦٦.
4. یعنی عورتوں کی امامت۔
5. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٢٨.
6. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج٢، ص١٢٩.

امامت زناں کی نیت نہ کی ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۱ مقتدی نے اگرصرف نمازِ امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتدا کا قصد نہ کیا، نماز نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۲ مقتدی نے بہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری، تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۳ مقتدی نے یہ نیت کی کہ وہ نماز شروع کرتا ہوں جو اس امام کی نماز ہے، اگر امام نماز شروع کر چکا ہے، جب تو ظاہر کہ اس نیت سے اقتدا صحیح ہے اور اگر امام نے اب تک نماز شروع نہ کی تو دو صورتیں ہیں، اگر مقتدی کے علم میں ہو کہ امام نے ابھی نماز شروع نہ کی، تو بعد شروع وہی پہلی نیت کافی ہے اور اگر اس کے گمان میں ہے کہ شروع کر لی اور واقع میں شروع نہ کی ہو تو وہ نیت کافی نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۴ مقتدی نے نیت اقتدا کی، مگر فرضوں میں تعیین فرض نہ کی، تو فرض ادا نہ ہوا۔[5] (غنیہ) یعنی جب تک یہ نیت نہ ہو کہ نمازِ امام میں اس کا مقتدی ہوتا ہوں۔

مسئلہ ۱۰۵ جُمُعہ میں بہ نیت اقتدا نمازِ امام کی نیت کی ظہر یا جُمُعہ کی نیت نہ کی، نماز ہوگئی، خواہ امام نے جُمُعہ پڑھا ہو یا ظہر اور اگر بہ نیت اقتدا ظہر کی نیت کی اور امام کی نماز جُمُعہ تھی تو نہ جُمُعہ ہوا، نہ ظہر۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۶ مقتدی نے امام کو قعدہ میں پایا اور یہ معلوم نہ ہو کہ قعدۂ اُولیٰ ہے یا اخیرہ اور اس نیت سے اقتدا کی کہ اگر یہ قعدۂ اُولیٰ ہے تو میں نے اقتدا کی ورنہ نہیں، تو اگرچہ قعدۂ اُولیٰ ہو اقتدا صحیح نہ ہوئی اور اگر بایں نیت اقتدا کی کہ قعدۂ اُولیٰ ہے، تو میں نے فرض میں اقتدا کی، ورنہ نفل میں تو اس اقتدا سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ قعدۂ اُولیٰ ہو۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۷ یوہیں اگر امام کو نماز میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ عشا پڑھتا یا تراویح اور یوں اقتدا کی کہ اگر فرض ہے تو اقتدا کی، تراویح ہے تو نہیں، تو عشا ہو، خواہ تراویح اقتدا صحیح نہ ہوئی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۲۹.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٦.

3 ...... المرجع السابق، ص٦٧.

4 ...... المرجع السابق، ص٦٦.

5 ...... غنیة المتملي، الشرط السادس النیة، ص۲٥۱.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٦.

7 ...... المرجع السابق، ص٦٧.

8 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٧.

اس کو یہ چاہیے کہ فرض کی نیت کرے کہ اگر فرض کی جماعت تھی تو فرض، ورنہ نفل ہو جائیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۸: امام جس وقت جائے اِمامت پر گیا، اس وقت مقتدی نے نیت اقتدا کرلی، اگرچہ بوقت تکبیر نیت حاضر نہ ہو، اقتدا صحیح ہے، بشرطیکہ اس درمیان میں کوئی عمل منافی نماز نہ پایا گیا ہو۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۱۰۹: نیت اقتدا میں یہ علم ضرور نہیں کہ امام کون ہے؟ زید ہے یا عمرو اور اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کے علم میں وہ زید ہے، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی، بلکہ یہ کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۱۰: جماعت کثیر ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ نیت اقتدا میں امام کی تعیین نہ کرے، یوہیں جنازہ میں یہ نیت نہ کرے کہ فلاں میت کی نماز۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۱: نماز جنازہ کی یہ نیت ہے، نماز اللہ کے لیے اور دُعا اس میت کے لیے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۲: مقتدی کو شبہہ ہو کہ میت مرد ہے یا عورت، تو یہ کہہ لے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جس پر امام نماز پڑھتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۳: اگر مرد کی نیت کی، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، جائز نہ ہوئی، بشرطیکہ جنازہ حاضرہ کی طرف اشارہ نہ ہو، یوہیں اگر زید کی نیت کی بعد کو اس کا عمرو ہونا معلوم ہوا صحیح نہیں اور اگر یوں نیت کی کہ اس جنازہ کی اور اس کے علم میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار) یوہیں اگر اس کے علم میں وہ مرد ہے، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، تو نماز ہو جائے گی، جب کہ اس میت پر نماز نیت میں ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۴: چند جنازے ایک ساتھ پڑھے، تو ان کی تعداد معلوم ہونا ضروری نہیں اور اگر اس نے تعداد معین کرلی اور

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۵۳.

2 ...... "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص۲۵۲.

3 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۷.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۷.

5 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۲۶.

6 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۲۷.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج۲، ص۱۲۷.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج۲، ص۱۲۷.

اس سے زائد تھے، تو کسی جنازے کی نہ ہوئی۔ [1] (درمختار) یعنی جب کہ نیت میں اشارہ نہ ہو، صرف اتنا ہو کہ دس (۱۰) میتوں کی نماز اور وہ تھے گیارہ (۱۱) تو کسی پر نہ ہوئی اور اگر نیت میں اشارہ تھا، مثلاً ان دس (۱۰) میتوں پر نماز اور وہ ہوں بیس (۲۰) تو سب کی ہوگئی، یہ احکام امام نمازِ جنازہ کے ہیں اور مقتدی کے بھی، اگر اس نے یہ نیت نہ کی ہو کہ جن پر امام پڑھتا ہے، ان کے جنازہ کی نماز کہ اس صورت میں اگر اس نے ان کو دس (۱۰) سمجھا اور وہ ہیں زیادہ تو اس کی نماز بھی سب پر ہو جائے گی۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۵: نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کرے، مثلاً نماز عید الفطر، عید اضحیٰ، نذر، نماز بعد طواف یا نفل، جس کو قصداً فاسد کیا ہو کہ اس کی قضا بھی واجب ہو جاتی ہے، یوہیں سجدۂ تلاوت میں نیت تعیین ضرور ہے، مگر جب کہ نماز میں فوراً کیا جائے اور سجدۂ شکر اگرچہ نفل ہے مگر اس میں بھی نیت تعیین درکار ہے یعنی یہ نیت کہ شکر کا سجدہ کرتا ہوں اور سجدۂ سہو کو درمختار میں لکھا کہ اس میں نیت تعیین ضروری نہیں، مگر ''نہر الفائق'' میں ضروری سمجھی اور یہی ظاہر تر ہے۔ [3] (ردالمحتار) اور نذریں متعدد ہوں تو ان میں بھی ہر ایک کی الگ تعیین درکار ہے اور وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ نیت وجوب نہ ہو، ہاں نیت واجب اولیٰ ہے، البتہ اگر نیت عدمِ وجوب ہے تو کافی نہیں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۶: یہ نیت کہ موں٘ھ میرا قبلہ کی طرف ہے شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۷: نماز بہ نیت فرض شروع کی پھر درمیان نماز میں یہ گمان کیا کہ نفل ہے اور بہ نیت نفل نماز پوری کی تو فرض ادا ہوئے اور اگر بہ نیت نفل شروع کی اور درمیان میں فرض کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ پوری کی، تو نفل ہوئی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۸: ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری کی نیت کی، تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے، تو پہلی جاتی رہی اور دوسری شروع ہوگئی، ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض۔ [7] (عالمگیری، غنیہ)

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۲۷.
2. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات وهو يصلي... إلخ، ج۲، ص۱۲۷.
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب و الخشوع، ج۲، ص۱۱۹.
4. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۰.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج۲، ص۱۲۹.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۶.
7. ...... المرجع السابق، و "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص۲۴۹.

یہ اس وقت میں ہے کہ دوبارہ نیت زبان سے نہ کرے، ورنہ پہلی بہر حال جاتی رہی۔[1] (ہندیہ)

مسئلہ ۱۱۹: ظہر کی ایک رکعت کے بعد پھر بہ نیت اسی ظہر کے تکبیر کہی، تو یہ وہی نماز ہے اور پہلی رکعت بھی شمار ہوگی، لہٰذا اگر قعدۂ اخیرہ کیا، تو ہوگئی ورنہ نہیں، ہاں اگر زبان سے بھی نیت کا لفظ کہا تو پہلی نماز جاتی رہی اور وہ رکعت شمار میں نہیں۔[2] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۲۰: اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو وہ بدستور نماز میں ہے۔[3] (درمختار) جب تک کوئی فعل قاطع نماز نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۱: دو نمازوں کی ایک ساتھ نیت کی اس میں چند صورتیں ہیں۔ (۱) ان میں ایک فرض عین ہے، دوسری جنازہ، تو فرض کی نیت ہوئی، (۲) اور دونوں فرض عین ہیں، تو ایک اگر وقتی ہے اور دوسری کا وقت نہیں آیا، تو وقتی ہوئی، (۳) اور ایک وقتی ہے، دوسری قضا اور وقت میں وسعت نہیں جب بھی وقتی ہوئی، (۴) اور وقت میں وسعت ہے تو کوئی نہ ہوئی اور (۵) دونوں قضا ہوں، تو صاحب ترتیب کے لیے پہلی ہوئی اور (۶) صاحب ترتیب نہیں، تو دونوں باطل اور ایک (۷) فرض، دوسری نفل، تو فرض ہوئے، (۸) اور دونوں نفل ہیں تو دونوں ہوئیں، (۹) اور ایک نفل، دوسری نماز جنازہ، تو نفل کی نیت رہی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۲: نماز خالصاً للہ شروع کی، پھر معاذ اللہ ریا کی آمیزش ہوگئی، تو شروع کا اعتبار کیا جائے گا۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۳: پورا ریا یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ہے، اس وجہ سے پڑھ لی ورنہ پڑھتا ہی نہیں اور اگر یہ صورت ہے کہ تنہائی میں پڑھتا تو، مگر اچھی نہ پڑھتا اور لوگوں کے سامنے خوبی کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اس کو اصل نماز کا ثواب ملے گا اور اس خوبی کا ثواب نہیں۔[6] (درمختار، عالمگیری) اور ریا کا استحقاق عذاب بہر حال ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٦.

2 ...... المرجع السابق، و "غنیة المتملي"، الشرط السادس النية، ص۲۵۰.

3 ...... "الدرالمختار"،

4 ...... "غنیة المتملي"، الشرط السادس النية، ص۲۵۰،
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: فروع في النية، ج۲، ص۱۵۳.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۵۱.
و "الفتاوی الهندیة"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٧.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲۴: نماز خلوص کے ساتھ پڑھ رہا تھا، لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ ریا کی مداخلت ہو جائے گی یا شروع کرنا چاہتا تھا کہ ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہوا تو، اس کی وجہ سے ترک نہ کرے، نماز پڑھے اور استغفار کرلے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۟ ﴾[2]

اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

اور احادیث اس بارے میں بہت ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے نماز شروع فرماتے۔

مسئلہ ۱۲۵: نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ رکن ہے۔ باقی نمازوں میں شرط۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۶: غیر نماز جنازہ میں اگر کوئی نجاست لیے ہوئے تحریمہ باندھے اور اللہ اکبر ختم کرنے سے پیشتر[4] پھینک دے، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یو ہیں بروقت ابتدائے تحریمہ ستر کھلا ہوا تھا یا قبلہ سے منحرف[5] تھا، یا آفتاب خط نصف النہار پر تھا اور تکبیر سے فارغ ہونے سے پہلے عمل قلیل کے ساتھ ستر چھپا لیا، یا قبلہ کو مونھ کرلیا یا نصف النہار سے آفتاب ڈھل گیا، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یو ہیں معاذ اللہ بے وضو شخص دریا میں گر پڑا اور اعضائے وضو پر پانی بہنے سے پیشتر تکبیر تحریمہ شروع کی، مگر ختم سے پہلے اعضا دھل گئے، نماز منعقد ہوگئی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۷: فرض کی تحریمہ پر نفل نماز کی بنا کر سکتا ہے، مثلاً عشا کی چاروں رکعتیں پوری کر کے بے سلام پھیرے سنتوں کے لیے کھڑا ہو گیا، لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ و منع ہے اور قصداً نہ ہو تو حرج نہیں، مثلاً ظہر کی چار رکعت پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کر چکا تھا، اب خیال ہوا کہ دو ہی پڑھیں اٹھ کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا، اب معلوم ہوا کہ چار ہو چکی تھیں، تو یہ رکعت نفل ہوئی، اب ایک اور پڑھ لے کہ دو رکعتیں ہو جائیں، تو یہ بنا بقصد نہ ہوئی، لہٰذا اس میں کوئی کراہت نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: فروع في النية، ج٢، ص١٥١.
2. پ ٣٠، الاعلى: ١٥.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٥٨.
4. پہلے۔
5. یعنی پھرا ہوا۔
6. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث القيام، ج٢، ص١٦٢.
7. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: قد يطلق الفرض... إلخ، ج٢، ص١٥٩.

مسئلہ ۱۲۸: ایک نفل پر دوسری نفل کی بنا کرسکتا ہے اور ایک فرض کی دوسرے فرض یا نفل پر بنا نہیں ہوسکتی۔[1] (درمختار)

نماز پڑھنے کا طریقہ

حدیث ۱: بُخاری و مُسلِم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص مسجد میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کی ایک جانب میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، وہ گئے اور نماز پڑھی پھر حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، تیسری بار یا اس کے بعد عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے تعلیم فرمایئے، ارشاد فرمایا: ''جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو کامل وضو کرو، پھر قبلہ کی طرف مونھ کر کے اللہ اکبر کہو پھر قرآن پڑھو جتنا میسر آئے پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمھیں اطمینان ہو، پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے، پھر اٹھو یہاں تک کہ بیٹھنے میں اطمینان ہو پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اسی طرح پوری نماز میں کرو۔''[2]

حدیث ۲: صحیح مُسلِم شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اکبر سے نماز شروع کرتے اور ﴿ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴾ سے قراءت اور جب رکوع کرتے سر کو نہ اٹھائے ہوتے نہ جھکائے بلکہ متوسط حالت میں رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تو سجدہ کو نہ جاتے تاوقتیکہ سیدھے کھڑے نہ ہولیں اور سجدہ سے اٹھ کر سجدہ نہ کرتے تاوقتیکہ سیدھے نہ بیٹھ لیں اور ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھاتے اور دہنا کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح کلائیاں بچھانے سے منع فرماتے (یعنی سجدے میں مردوں کو) اور سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے۔[3]

حدیث ۳: صحیح بُخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ لوگوں کو حکم کیا جاتا کہ نماز میں مرد داہنا ہاتھ بائیں کلائی پر رکھے۔[4]

حدیث ۴: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہم کو نماز پڑھائی اور پچھلی

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۵۹.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ... إلخ، الحدیث: ۴۵ ـ (۳۹۷)، ۴٦ ـ (۳۹۸)، ص۲۱۰.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۴۹۸، ص۲۵۵.

4 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الأذان، باب وضع الیمنی علی الیسری في الصلاۃ، الحدیث: ۷۴۰، ج۱، ص۲٦۲.

صف میں ایک شخص تھا، جس نے نماز میں کچھ کمی کی، جب سلام پھیرا تو اسے پکارا، اے فلاں! ''تو اللہ سے نہیں ڈرتا، کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ گمان کرتے ہوگے کہ جو تم کرتے ہو، اس میں سے کچھ مجھ پر پوشیدہ رہ جاتا ہوگا۔ خدا کی قسم! ''میں پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے سے۔'' [1]

حدیث ۵ و ۶ ابوداود نے روایت کی کہ اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا گیا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سکتہ فرمانا یاد کیا، ایک اس وقت جب تکبیر تحریمہ کہتے۔ دوسرا جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھ کر فارغ ہوتے، اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ [2] ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے بھی اس کے مثل روایت کی۔ اس حدیث سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث ۷ امام بُخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے، تو آمین کہو کہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' [3]

حدیث ۸ صحیح مُسلِم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کرلو، پھر تم میں سے جو کوئی اِمامت کرے، وہ جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے، تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دُعا قبول فرمائے گا اور جب وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع میں آجائے، تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو کہ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ اس کا بدلہ ہوگیا اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تمہاری سُنے گا۔'' [4]

حدیث ۹ و ۱۰ ابو ہریرہ و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی صحیح مُسلِم میں ہے، جب امام قراءت کرے تو تم چُپ رہو۔ [5] اس حدیث اور اس کے پہلے جو حدیث ہے دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے کہ اگر زور سے کہنا ہوتا تو امام کے

1- ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۸۰۳، ج۳، ص۴٦۰.
اس حدیث شریف سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیکھنے کے لیے کسی چیز کا سامنے ہونا درکار نہیں کہ کوئی شے ادراک کے لیے حجاب نہیں۔ ۱۲ منہ

2- ''سنن أبي داود''، كتاب الصلاة، باب السكتة عندالافتتاح، الحديث: ۷۷۹، ج۱، ص۳۰۱.

3- ''صحيح البخاري''، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، الحديث: ۷۸۲، ج۱، ص۲۷۵.

4- ''صحيح مسلم''، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، الحديث: ۴۰۴، ص۲۱۴.

5- ''صحيح مسلم''، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، الحديث: ٦۳-(۴۰۴)، ص۲۱۵.

آمین کہنے کا پتہ اور موقع بتانے کی کیا حاجت ہوتی کہ جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے، تو آمین کہو اور اس سے بہت صریح ترمذی کی روایت شعبہ سے ہے، وہ علقمہ سے وہ ابی وائل سے روایت کرتے ہیں، فَقَالَ اٰمِیْن وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ آمین کہی اور اس میں آواز پست کی، [1] نیز ابو ہریرہ و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی قراءت نہ کریں، بلکہ چُپ رہیں اور یہی قرآن عظیم کا بھی ارشاد ہے کہ

﴿ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ﴾ [2]

جب قرآن پڑھا جائے تو سُنو اور چُپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۱۱ ابوداود و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''امام تو اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تم چُپ رہو۔'' [3]

حدیث ۱۲ ابوداود و ترمذی علقمہ سے راوی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کیا تمھیں وہ نماز نہ پڑھاؤں، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز تھی؟، پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے، مگر پہلی بار [4] یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے پھر نہیں۔ [5] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث ۱۳ دارقطنی و ابن عدی کی روایت انھیں سے ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے، مگر نماز شروع کرتے وقت۔ [6]

حدیث ۱۴ مُسلِم و احمد جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''یہ کیا بات ہے؟ کہ تمھیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں، جیسے چنچل گھوڑے کی دُمیں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔'' [7]

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في التأمين، الحديث: ٢٤٨، ج١، ص٢٨٥.

2 ...... پ٩، الاعراف: ٢٠٤.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب اقامة الصلوات... إلخ، باب إذا قرأ الامام فانصتوا، الحديث: ٨٤٦، ج١، ص٤٦١.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، الحديث: ٧٤٨، ج١، ص٢٩٢.

"جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء ان النبي صلّى الله عليه وسلم لم يرفع الا في أوّل مرّة، الحديث: ٢٥٧، ج١، ص٢٩٢.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، الحديث: ٧٥٢، ج١، ص٢٩٢.

6 ...... "سنن الدارقطني"، كتاب الصلاة، باب ذكر التكبير و رفع اليدين، الحديث: ١١٢٠، ج١، ص٣٩٩.

7 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة... إلخ، الحديث: ٤٣٠، ص٢٢٩.

حدیث ۱۵ ابوداود وامام احمد نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ''سنت سے ہے کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں۔''[1]

ان اُمور کے متعلق اور بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں، تبرکاً چند حدیثیں ذکر کیں کہ یہ مقصود نہیں کہ افعالِ نماز احادیث سے ثابت کیے جائیں کہ ہم نہ اس کے اہل نہ اس کی ضرورت کہ آئمہ کرام نے یہ مرحلے طے فرمادیے، ہمیں تو ان کے ارشادات بس ہیں کہ وہ ارکان شریعت ہیں، وہ وہی فرماتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ماخوذ ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لَو سے چُھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ دہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا[2] کلائی کے اغل بغل اور ثنا پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ .[3]

پھر تعوذ یعنی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

پڑھے، پھر تسمیہ یعنی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے، اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو، اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف، ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے پھر

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، الحديث: ۷۵۶، ج۱، ص۲۹۳.

2 ...... چھوٹی انگلی۔

3 ...... پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔۱۲

دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، نہ یوں کہ صرف پیشانی چُھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے، بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جُدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رُو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر سر اوٹھائے، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رُخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے، اب صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر قراءت شروع کر دے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ [1]

پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور اس کو تشہد کہتے ہیں اور جب کلمہ لَا کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے، اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضرور نہیں، اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. پڑھے [2] پھر

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

---

1 ...... تمام تحیتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ (عزوجل) کے لیے ہیں سلام حضور پر، اے نبی! اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، ہم پر اور اللہ (عزوجل) کے نیک بندوں پر سلام، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔۱۲

2 ...... اے اللہ (عزوجل) درود بھیج ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوۃ والسلام) پر اور انکی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے، اے اللہ (عزوجل) برکت نازل کر ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور انکی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل کی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوۃ والسلام) پر اور انکی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔۱۲

اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ . [1]

یا اور کوئی دُعائے ماثور پڑھے۔ مثلاً

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ . [2]

یا یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ. [3]

یا یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ فِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ . [4]

یا یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. [5]

اور اس کو بغیر اَللّٰھُمَّ کے نہ پڑھے، پھر دہنے شانے کی طرف مونھ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے، پھر بائیں طرف، یہ طریقہ کہ مذکور ہوا، امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس میں کی بعض بات جائز نہیں، مثلاً امام کے

---

1. اے اللہ (عزوجل) تو بخش دے مجھ کو اور میرے والدین کو اور اس کو جو پیدا ہوا اور تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو، بیشک تو دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اپنی رحمت سے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔۱۲
2. اے اللہ (عزوجل) میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بیشک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے، تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲
3. اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے ہر قسم کے خیر کا سوال کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔۱۲
4. اے اللہ (عزوجل) تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجّال کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور تاوان سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دَین کے غلبہ اور مَردوں کے قہر سے۔۱۲
5. اے اللہ (عزوجل) اے ہمارے پروردگار، تو ہم کو دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔۱۲

پیچھے فاتحہ یا اور کوئی سورت پڑھنا۔ عورت بھی بعض اُمور میں مستثنیٰ ہے، مثلاً ہاتھ باندھنے اور سجدہ کی حالت اور قعدہ کی صورت میں فرق ہے۔ [1] جس کو ہم بیان کرینگے، ان مذکورات میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں، بعض واجب کہ اس کا ترک [2] قصداً [3] گناہ اور نماز واجب الاعادہ [4] اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو واجب۔ بعض سنت مؤکدہ کہ اس کے ترک کی عادت گناہ اور بعض مستحب کہ کریں تو ثواب، نہ کریں تو گناہ نہیں۔

فرائض نماز

سات چیزیں نماز میں فرض ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ

(۲) قیام

(۳) قراءت

(۴) رکوع

(۵) سجدہ

(۶) قعدہ اخیرہ

(۷) خروج بصنعہ۔ [5]

(۱) تکبیر تحریمہ:

حقیقۃً یہ شرائط نماز سے ہے مگر چونکہ افعال نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے، اس وجہ سے فرائض نماز میں اس کا شمار ہوا۔

مسئلہ ۱: نماز کے شرائط یعنی طہارت واستقبال وستر عورت ووقت۔ تکبیر تحریمہ کے لیے شرائط ہیں یعنی قبل ختم تکبیر ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اگر اللہ اکبر کہہ چکا اور کوئی شرط مفقود ہے، نماز نہ ہوگی۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص۲۹۸۔۳۳۶، وغيرها.

2 ...... چھوڑنا۔ 3 ...... یعنی جان بوجھ کر۔

4 ...... یعنی نماز کا پھر سے پڑھنا واجب۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۵۸۔۱۷۰.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج۲، ص۱۷۵.

مسئلہ ۲: جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہوگیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳: امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے، نماز نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: نفل کے لیے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی، نماز نہ ہوئی اور بیٹھ کر کہتا، تو ہو جاتی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر کو امام سے پہلے ختم کر چکا، نماز نہ ہوئی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶: امام کو رکوع میں پایا اور اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہا مگر اس تکبیر سے تکبیر رکوع کی نیت کی، نماز شروع ہوگئی اور یہ نیت لغو ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی، اگر اقتدا کی نیت ہے، نماز میں نہ آیا ورنہ شروع ہوگئی، مگر امام کی نماز میں شرکت نہ ہوئی، بلکہ اپنی الگ۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: امام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی تو اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہوگئی اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو، تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو، اس پر تلفظ واجب نہیں، دل میں ارادہ کافی ہے۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٨.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج٢، ص١٧٦.

بعض لوگ جلدی میں اسی طرح کر گزرتے ہیں ان کی وہ نماز نہ ہوئی اس کو پھر پڑھیں۔ ۱۲ منہ حفظہ

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج٢، ص٢١٩.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة فصل، ج٢، ص٢١٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢١٩.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢١٩.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٢٠.

مسئلہ ۱۰ اگر بطورِ تعجب اللہ اکبر کہا یا مؤذن کے جواب میں کہا اور اسی تکبیر سے نماز شروع کردی، نماز نہ ہوئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیمِ الٰہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَللّٰہُ کَبِیْرٌ یا اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ یا اَللّٰہُ الْکَبِیْرُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اِلٰـہٌ یا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰـہَ غَیْرُہٗ یا تَبَارَکَ اللّٰہُ وغیرہا[2] الفاظِ تعظیمی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہوجائے گی مگر یہ تبدیل مکروہ تحریمی ہے۔

اور اگر دُعا یا طلبِ حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ وغیرہا الفاظِ دُعا کہے تو نماز منعقد نہ ہوئی۔ یوہیں اگر صرف اکبر یا اجلّ کہا اس کے ساتھ لفظ اَللّٰہُ نہ ملایا جب بھی نہ ہوئی۔

یوہیں اگر اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ یا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ یا اِنَّا لِلّٰہِ یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یا مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ یا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا، تو منعقد نہ ہوئی اور اگر صرف اَللّٰہُ کہا یا یَا اَللّٰہُ یا اَللّٰھُمَّ کہا ہوجائے گی۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ لفظ اَللّٰہُ کو آللّٰہُ یا اَکْبَرُ کو آکْبَرُ یا اَکْبَارُ کہا، نماز نہ ہوگی بلکہ اگر ان کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہے، تو کافر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ پہلی رکعت کا رکوع مل گیا، تو تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت پا گیا۔[5] (عالمگیری)

(۲) قیام:

قیام کمی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۹.
2. ...... یعنی اور اس کے علاوہ۔
3. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱، ص۶۸.
4. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۸.
5. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱، ص۶۹.
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج۲، ص۱۶۳.

مسئلہ ۱۴ قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدرِ قراءت فرض، قیام فرض اور بقدرِ واجب، واجب اور بقدرِ سنت، سنت۔[1] (درمختار) یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعت اُولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثنا وتعوذ وتسمیہ بھی۔ (رضا)

مسئلہ ۱۵ قیام و قراءت کا واجب و سنت ہونا باین معنی ہے کہ اس کے ترک پر ترک واجب و سنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی سب فرض ہی ہے، فرض کا ثواب ملے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶ فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷ ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہوکر بھی پڑھ سکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ جو شخص سجدہ کر تو سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے، جب بھی اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اور کھڑے ہوکر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰ جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے، اگر اور طور پر اس کی روک نہ کرسکے۔ یوہیں کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر کُھل جائے گا یا قراءت بالکل نہ کرسکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہوکر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہوکر پڑھے، باقی بیٹھ کر۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ١٦٣.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ج٢، ص١٦٣.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ج٢، ص١٦٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٦٤.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٦٤.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة و مبحث في الركن الاصلي... إلخ، ج٢، ص١٦٤.

کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے، جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں، بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قراءت سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔ یوہیں کھڑا ہو تو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہوگی، تو بیٹھ کر پڑھے۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۲۳: اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۲۴: اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔[4] (غنیہ)

تنبیہ ضروری: آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یوہیں اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں، ان کا پھیرنا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

مسئلہ ۲۵: کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے، تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔[5] (غنیہ) یعنی جب کہ چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اُتر نہ سکتا ہو۔

(۳) قراءت:

قراءت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا

---

1. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة و مبحث في الرکن الاصلي... إلخ، ج۲، ص۱٦٥.
2. "غنیة المتملي"، فرائض الصلاة، الثاني، ص۲٦۱ - ۲٦۷.
3. المرجع السابق، ص۲٦۱.
4. المرجع السابق، ص۲٦۲.
5. المرجع السابق، ص۲۷٤.

ثقل سماعت [1] بھی نہیں، تو نماز نہ ہوئی [2]۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ یوہیں جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے، اس سے یہی مقصد ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن سکے، مثلاً طلاق دینے، آزاد کرنے، جانور ذبح کرنے میں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے۔ اور مقتدی کو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، نہ فاتحہ، نہ آیت، نہ آہستہ کی نماز میں، نہ جہر کی میں۔ امام کی قراءت مقتدی کے لیے بھی کافی ہے۔ [4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۸ فرض کی کسی رکعت میں قراءت نہ کی یا فقط ایک میں کی، نماز فاسد ہوگئی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے صٓ، نٓ، قٓ، کہ بعض قراءتوں میں ان کو آیت مانا ہے، تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ اس کی تکرار کرے [6]۔ (عالمگیری، ردالمحتار) رہی ایک کلمہ کی آیت مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ اس میں اختلاف ہے اور بچنے میں احتیاط۔ [7]

مسئلہ ۳۰ سورتوں کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۳۱ قراءت شاذہ سے فرض ادا نہ ہوگا، یوہیں بجائے قراءت آیت کی ہجے کی، نماز نہ ہوگی۔ [9] (درمختار)

---

1 ...... یعنی اونچا سننے کا مرض۔

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، واركانها، ص٥١.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

6 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: تحقيق مهم فيما لو تذكر في ركوعه انه لم يقراء... إلخ، ج٢، ص٣١٣.

7 ...... امام اسبیجابی نے شرح جامع صغیر و شرح مختصر امام طحاوی اور امام علاء الدین نے تحفۃ الفقہاء اور امام ملک العلما نے بدائع میں اس سے جواز پر جزم فرمایا اور خلاف کا اصلا نام نہ لیا اور یہی اظہر من حیث الدلیل ہے اور ظہیریہ و سراج وہاج و فتح القدیر و شرح المجمع لابن ملک و درمختار میں عدم جواز کو صحیح کہا محقق صاحب فتح و دیگر شراح ہدایہ نے جو اس کی دلیل ذکر کی محقق صاحب نے اس پر اعتراض کیا بہر حال احتیاط اولی ہے خصوصاً جبکہ مرجحین نے اسے تصریحاً صحیح بتایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٣٦.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٢٦.

(۴) رکوع:

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔[1] (درمختار وغیرہ) اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھاوے۔

مسئلہ ۳۲ گوزہ پشت[2] کہ اس کا کُب حدِ رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔[3] (عالمگیری)

(۵) سجود:

حدیث میں ہے: ''سب سے زیادہ قرب بندہ کو خدا سے اس حالت میں ہے کہ سجدہ میں ہو، لہٰذا دُعا زیادہ کرو۔''[4] اس حدیث کو مُسلِم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔[5] تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔[6] (درمختار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۳ اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا، تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں، بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضرور ہے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ رخسارہ یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر، اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص١٦٥.

2 ...... کبڑا۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٧٠.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، الحديث: ٤٨٢، ص٢٥٠.

5 ...... مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''حالتِ سجدہ میں قدم کی دس انگلیوں میں سے ایک کے باطن پر اعتماد مذہب معتمد اور مفتیٰ بہ میں فرض ہے اور دونوں پاؤں کی تمام یا اکثر انگلیوں پر اعتماد بعید نہیں کہ واجب ہو، اس بنا پر جو ''حلیہ'' میں ہے اور قبلہ کی طرف متوجہ کرنا بغیر کسی انحراف کے سنت ہے۔'' (ت)

("الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٣٧٦.)

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص١٦٧، ٢٤٩-٢٥١.

و "الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٣٦٣-٣٧٦.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٧٠.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٧٠.

مسئلہ ۳۶ کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہا پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ [1] (عالمگیری) بعض جگہ جاڑوں میں مسجد میں پیال [2] بچھاتے ہیں، ان لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمانی دار [3] گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز نہ ہوگی، ریل کے بعض درجوں میں بعض گاڑیوں میں اسی قسم کے گدّے ہوتے ہیں اس گدّے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۳۷ دو پہیا گاڑی یکّہ وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر اس کا جُوا [4] یا بَم [5] بیل اور گھوڑے پر ہے، سجدہ نہ ہوا اور زمین پر رکھا ہے، تو ہوگیا۔ [6] (عالمگیری) بہلی کا کھٹولا [7] اگر بانوں سے بنا ہوا ہو تو اتنا سخت بنا ہو کہ سر ٹھہر جائے دبانے سے اب نہ دبے، ورنہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۸ جوار، باجرہ وغیرہ چھوٹے دانوں پر جن پر پیشانی نہ جمے، سجدہ نہ ہوگا البتہ اگر بوری وغیرہ میں خوب کس کر بھر دیئے گئے کہ پیشانی جمنے سے مانع نہ ہوں، تو ہو جائے گا۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ اگر کسی عذر مثلاً اژدہام [9] کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کیا جائز ہے۔ اور بلا عذر باطل اور گھٹنے پر عذر و بلا عذر کسی حالت میں نہیں ہوسکتا۔ [10] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴۰ اژدہام کی وجہ سے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور وہ اس نماز میں اس کا شریک ہے، تو جائز ہے ورنہ ناجائز، خواہ وہ نماز ہی میں نہ ہو یا نماز میں تو ہے مگر اس کا شریک نہ ہو، یعنی دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں۔ [11] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.

2 ...... یعنی چاول کا بھس۔

3 ...... یعنی اسپرنگ والے۔

4 ...... یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔

5 ...... یعنی گھوڑا گاڑی کا بانس جس میں گھوڑا جوتا جاتا ہے۔

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.

7 ...... یعنی بیلوں کی چھوٹی گاڑی کی چھوٹی سی چارپائی۔

8 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.

9 ...... یعنی بھیڑ۔ مجمع۔

10 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.

11 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰، وغیره.

مسئلہ ۴۱ ہتھیلی یا آستین یا عمامہ کے پیچ یا کسی اور کپڑے پر جسے پہنے ہوئے ہے سجدہ کیا اور نیچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا، ہاں ان سب صورتوں میں جب کہ پھر پاک جگہ پر سجدہ کرلیا، تو ہوگیا۔ [1] (منیہ، درمختار)

مسئلہ ۴۲ عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہوگیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھوگیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۴۳ ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ اونگل سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہوگیا۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۴۴ کسی چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا، اگر زیادہ حصہ پیشانی کا لگ گیا ہوگیا، ورنہ نہیں۔ [4] (عالمگیری)

(۶) قعدۂ اخیرہ:

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رسولہ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔ [5]

مسئلہ ۴۵ چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا پھر یہ گمان کرکے کہ تین ہی ہوئیں کھڑا ہوگیا، پھر یاد کرکے کہ چار ہو چکیں بیٹھ گیا پھر سلام پھیر دیا، اگر دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۃً بقدر تشہد ہوگیا فرض ادا ہوگیا، ورنہ نہیں۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی، یوہیں قیام، قراءت، رکوع، سجود میں اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا، تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدۂ سہو بھی کرے، لوگ اس میں غافل ہیں خصوصاً تراویح میں، خصوصاً گرمیوں میں۔ [7] (منیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷ پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی، تو نماز فاسد ہوگئی۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۴۸ چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا، تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے

---

1. "منية المصلي"، مسائل الفريضة الخامسة اى السجود، ص۲۶۳.
   و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۵۳.
2. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۵۲.
3. المرجع السابق، ص۲۵۷.
4. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.
5. المرجع السابق.
6. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲ ص۱۷۰.
7. "منية المصلي"، الفريضة السادسة و تحقيق التراويح، ص۲۶۷.
   و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج۲، ص۱۸۰.
8. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۸۱.

اور پانچویں کا سجدہ کرلیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کرلیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کرلیا، تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہوگئے۔ مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملالے۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۴۹ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کرلیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا قعدہ نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی۔[2] (منیہ)

مسئلہ ۵۰ سجدۂ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا، مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہوگیا، مگر گناہ گار رہوا۔ اعادہ[3] واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

(۷) خروج بصنعه:

یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا، مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصداً پایا گیا، تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلاقصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل۔ مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہوا، یا موزہ پر مسح کیے ہوئے تھا اور مدت پوری ہوگئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا، یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھائے محض سننے سے یاد ہوگئی یا ننگا تھا اب پاک کپڑا بقدر ستر کسی نے لاکر دے دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو، یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کرسکے یا یہ بھی نہیں، مگر اس کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا ہے اب رکوع وسجود پر قادر ہوگیا یا صاحب ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحب ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدث ہوا اور اُمّی کو خلیفہ کیا اور تشہد کے بعد خلیفہ کیا تو نماز ہوگئی یا نماز فجر میں آفتاب طلوع کر آیا یا نماز جُمُعَہ میں عصر کا وقت آگیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہوگیا یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ گرگئی یا صاحب عذر تھا اب عذر جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا نجس کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہوسکتی ہے یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آگیا یا باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی اور آزاد ہوگئی اور فوراً سر نہ ڈھانکا، ان سب صورتوں میں نماز باطل ہوگئی۔[5] (عامۂ کتب)

---

1 ...... "غنية المتملي"، السادس القعدة الاخيرة، ص ۲۹۰.

2 ...... "منية المصلي"، الفريضة السادسة وهى القعدة الاخيرة، ص۲۶۷.

3 ...... یعنی لوٹانا۔ دہرانا۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: كل شفع من النفل صلاة، ج۲، ص۱۹۳.

5 ......

مسئلہ ۵۱ مقتدی اُمّی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد ہوگئی، تو نماز باطل نہ ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۲ قیام ورکوع وسجود وقعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر قیام سے پہلے رکوع کرلیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا، اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہوجائیگی ورنہ نہیں۔ یوہیں رکوع سے پہلے، سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کرلیا ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۳ جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کرچکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا، تو نماز نہ ہوگی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرلیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھالیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کرلیا ہوگئی، ورنہ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴ مقتدی کے لیے یہ بھی فرض ہے، کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو اور اگر اپنے نزدیک امام کی نماز باطل سمجھتا ہے، تو اس کی نہ ہوئی۔ اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو۔[4] (درمختار)

واجبات نماز

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر ہونا۔

(۲ تا ۸) الحمد پڑھنا یعنی اسکی ساتوں آیتیں کہ ہر ایک آیت مستقل واجب ہے، ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے۔

(۹) سورت ملانا یعنی ایک چھوٹی سورت جیسے ﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱﴾ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۝۲۱ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝۲۲ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝۲۳﴾ یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا۔

(۱۰و۱۱) نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قراءت واجب ہے۔

(۱۲و۱۳) الحمد اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔

(۱۴) الحمد کا سورت سے پہلے ہونا۔

(۱۵) ہر رکعت میں سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، المسائل الاثنا عشرية، ج۲، ص۴۳۵.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الخروج بصنعه، ج۲، ص۱۷۲.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الخروج بصنعه، ج۲، ص۱۷۳.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۷۳.

(۱۶) الحمد و سورت کے درمیان کسی اجنبی کا فاصل نہ ہونا، آمین تابع الحمد ہے اور بسم اللہ تابع سورت یہ اجنبی نہیں۔

(۱۷) قراءت کے بعد متصلاً رکوع کرنا۔

(۱۸) ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں کے درمیان کوئی رکن فاصل نہ ہو۔

(۱۹) تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا یوہیں

(۲۰) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

(۲۱) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

(۲۲) قعدۂ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو اور

(۲۳) فرض و وتر و سنن رواتب [1] میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔

(۲۴و۲۵) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، یوہیں جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد واجب ہے ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا، ترک واجب ہوگا اور

(۲۶و۲۷) لفظ اَلسَّلَامُ دوبار اور لفظ عَلَیْکُمْ واجب نہیں اور

(۲۸) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور

(۲۹) تکبیر قنوت اور

(۳۰تا۳۵) عیدین کی چھوؤں تکبیریں اور

(۳۶) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور

(۳۷) اس تکبیر کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا اور

(۳۸) ہر جہری نماز میں امام کو جہر [2] سے قراءت کرنا اور

(۳۹) غیر جہری [3] میں آہستہ۔

(۴۰) ہر واجب و فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

---

1 ...... سنن رواتب یعنی سنت مؤکدہ۔

2 ...... یعنی بلند آواز۔

3 ...... مثلاً ظہر و عصر۔

(۴۱) رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔

(۴۲) اور سجود کا دو ہی بار ہونا۔

(۴۳) دوسری سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور

(۴۴) چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔

(۴۵) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔

(۴۶) سہو ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔

(۴۷) دو فرض یا دو واجب یا واجب فرض کے درمیان تین تسبیح کی قدر [1] وقفہ نہ ہونا۔

(۴۸) امام جب قراءت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ، اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔

(۴۹) سِوا قراءت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔[2]

مسئلہ ۵۵: کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیت یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدۂ سہو کرے۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۵۷: سورت پہلے پڑھی اس کے بعد الحمد یا الحمد و سورت کے درمیان دیر تک یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر چپکا رہا، سجدۂ سہو واجب ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدۂ سہو کرے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: جو چیزیں فرض و واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کرے، بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض نہ پڑے اور تعارض ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس کو ادا کر کے متابعت کرے، مثلاً امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی کو واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو اور سنت میں متابعت سنت ہے، بشرطیکہ تعارض نہ ہو اور تعارض ہو تو اس کو ترک کرے اور امام کی متابعت کرے، مثلاً رکوع یا سجدہ میں اس نے تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ

---

1 ...... یعنی تین بار ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: واجبات صلاة، ج٢، ص١٨٤ـ٢٠٣، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص١٩٦.

4 ...... "غنية المتملي"، واجبات الصلاة، ص٢٩٦.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص١٨٧.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت... إلخ، ج٢، ص١٨٤.

امام نے سر اُوٹھالیا تو یہ بھی اُٹھالے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰ ایک سجدہ کسی رکعت کا بھول گیا تو جب یاد آئے کرلے، اگرچہ سلام کے بعد بشرطیکہ کوئی فعل منافی نہ صادر ہوا ہو اور سجدۂ سہو کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۱ ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۲ الفاظِ تشہد[4] سے ان کے معانی کا قصد اور انشاء ضروری ہے، گویا اللہ عزوجل کے لیے تحیت کرتا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے اوپر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیجتا ہے نہ یہ کہ واقعۂ معراج کی حکایت مدنظر ہو۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶۳ فرض و وتر و سنن رواتب کے قعدۂ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا تو اگر سہواً ہو سجدۂ سہو کرے، عمداً ہو تو اعادہ واجب ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۴ مقتدی قعدۂ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ چکا تو سکوت کرے، دُرود دُعا کچھ نہ پڑھے اور مسبوق کو چاہیے کہ قعدۂ اخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام کے وقت فارغ ہو اور سلام سے پیشتر فارغ ہوگیا تو کلمۂ شہادت کی تکرار کرے۔[7] (درمختار)

سنن نماز

(۱) تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا اور

(۲) ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا۔ یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔

(۳) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رُو ہونا

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: مهم في تحقيق متابعة الامام، ج۲، ص۲۰۲.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۹۲.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۰۱.

4 ...... جب کلماتِ تشہد انشائے تحیت و سلام ہوئے، نہ محض حکایتِ واقعۂ شبِ معراج تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرنا جسے وہابیہ بدعت و شرک کہتے ہیں ایسا جائز ثابت ہوا کہ نماز میں واجب ہے۔۱۲ منہ

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۶۹.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۷۲.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۶۹.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۷۰.

(۴) بوقتِ تکبیر سر نہ جھکانا

(۵) تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا یو ہیں

(۶) تکبیر قنوت و

(۷) تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔[1]

مسئلہ ۶۵: اگر تکبیر کہہ لی اور ہاتھ نہ اٹھایا تو اب نہ اٹھائے اور اللہ اکبر پورا کہنے سے پیشتر یاد آگیا تو اٹھائے اور اگر موضع مسنون تک ممکن نہ ہو، تو جہاں تک ہو سکے اٹھائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: عورت کے لیے سنت یہ ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: کوئی شخص ایک ہی ہاتھ اٹھا سکتا ہے تو ایک ہی اٹھائے اور اگر ہاتھ موضع مسنون سے زیادہ کرے جب ہی اٹھتا ہے تو اٹھائے۔[4] (عالمگیری)

(۹) امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر اور

(۱۰) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور

(۱۱) سلام کہنا جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو اور بلا حاجت بہت زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے۔[5]

مسئلہ ۶۸: امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیرات انتقال سب میں جہر مسنون ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۹: اگر امام کی تکبیر کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی، تو بہتر ہے کہ کوئی مقتدی بھی بلند آواز سے تکبیر کہے کہ نماز شروع ہونے اور انتقالات کا حال سب کو معلوم ہو جائے اور بلا ضرورت مکروہ و بدعت ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في قولھم الإساءۃ دون الکراھۃ، ج۲، ص۲۰۸.
و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۲.
و "غنیۃ المتملي"، صفۃ الصلاۃ، ص۳۰۰.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۳.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۲۲.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۳.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في قولھم الإساءۃ دون الکراھۃ، ج۲، ص۲۰۸.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في التبلیغ خلف الامام، ج۲، ص۲۰۹.

مسئلہ ۷۰ تکبیر تحریمہ سے اگر تحریمہ مقصود نہ ہو بلکہ محض اعلان مقصود ہو، تو نماز ہی نہ ہوگی۔ یوں ہونا چاہیے کہ نفس تکبیر سے تحریمہ مقصود ہو اور جہر سے اعلان، یوہیں آواز پہنچانے والے کو قصد کرنا چاہیے اگر اس نے فقط آواز پہنچانے کا قصد کیا تو نہ اس کی نماز ہو، نہ اس کی جو اس کی آواز پر تحریمہ باندھے اور علاوہ تکبیر تحریمہ کے اور تکبیرات یا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ میں اگر محض اعلان کا قصد ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ مکروہ ہوگی کہ ترک سنت ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱ مکبّر کو چاہیے کہ اس جگہ سے تکبیر کہے جہاں سے لوگوں کو اس کی حاجت ہے، پہلی یا دوسری صف میں جہاں تک امام کی آواز بلاتکلف پہنچتی ہے، یہاں سے تکبیر کہنے کا کیا فائدہ نیز یہ بہت ضروری ہے کہ امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہے امام کے کہہ لینے کے بعد تکبیر کہنے سے لوگوں کو دھوکا لگے گا، نیز یہ کہ اگر مکبّر نے تکبیر میں مد کیا تو امام کے تکبیر کہہ لینے کے بعد اس کی تکبیر ختم ہونے کا انتظار نہ کریں، بلکہ تشہد وغیرہ پڑھنا شروع کر دیں یہاں تک کہ اگر امام تکبیر کہنے کے بعد اس کے انتظار میں تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر خاموش رہا، اس کے بعد تشہد شروع کیا ترک واجب ہوا، نماز واجب الاعادہ ہے۔

مسئلہ ۷۲ مقتدی و منفرد کو جہر کی حاجت نہیں، صرف اتنا ضروری ہے کہ خود سنیں۔[2] (درمختار، بحر)

(۱۲) بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لینا یوں کہ مرد ناف کے نیچے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے، چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے اور عورت و خنثیٰ بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی رکھے۔[3] (غنیہ وغیرہا) بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لاکر باندھ لے۔

مسئلہ ۷۳ بیٹھے یا لیٹے نماز پڑھے، جب بھی یوہیں ہاتھ باندھے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴ جس قیام میں ذکر مسنون ہو اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے تو ثنا اور دعائے قنوت پڑھتے وقت اور جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے بعد چوتھی تکبیر تک ہاتھ باندھے اور رکوع سے کھڑے ہونے اور تکبیرات عیدین میں ہاتھ نہ باندھے۔[5] (ردالمحتار)

(۱۳) ثنا و

(۱۴) تعوذ و

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب في التبلیغ خلف الامام، ج۲، ص۲۰۹.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج۲، ص۲۰۹.

3 ...... "غنیة المتملي"، صفة الصلاۃ، ص۳۰۰، وغیرها.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ،فصل، مطلب في بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۲۹.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل، مطلب في بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۰.

(۱۵) تسمیہ و

(۱۶) آمین کہنا اور

(۱۷) ان سب کا آہستہ ہونا

(۱۸) پہلے ثنا پڑھے

(۱۹) پھر تعوذ [1]

(۲۰) پھر تسمیہ [2]

(۲۱) اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھے، وقفہ نہ کرے، (۲۲) تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنا میں وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ غیر جنازہ میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار جو احادیث میں وارد ہیں، وہ سب نفل کے لیے ہیں۔

مسئلہ ۷۵: امام نے بالجہر قراءت شروع کردی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے اگرچہ بوجہ دُور ہونے یا بہرے ہونے کے امام کی آواز نہ سنتا ہو جیسے جُمُعہ وعیدین میں پچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دُور ہونے کے قراءت نہیں سنتے۔ [3] (عالمگیری، غنیہ) امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۶: امام کو رکوع یا پہلے سجدہ میں پایا، تو اگر غالب گمان ہے کہ ثنا پڑھ کر پالے گا تو پڑھے اور قعدہ یا دوسرے سجدہ میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۷: نماز میں اعوذ و بسم اللہ قراءت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قراءت نہیں، لہٰذا تعوذ و تسمیہ بھی ان کے لیے مسنون نہیں، ہاں جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے، اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔ [6]

(درمختار)

مسئلہ ۷۸: تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے اوّل میں مسنون ہے فاتحہ کے بعد اگر اوّل

1 ...... یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم.

2 ...... یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع ج١، ص٩٠.
و "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٠٤.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٢.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٢.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٤.

سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے، قراءت خواہ سری ہو یا جہری، مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: اگر ثنا و تعوذ و تسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے کہ ان کا محل ہی فوت ہو گیا، یوہیں اگر ثنا پڑھنا بھول گیا اور تعوذ شروع کر دیا تو ثنا کا اعادہ نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۰: مسبوق شروع میں ثنا نہ پڑھ سکا تو جب اپنی باقی رکعت پڑھنا شروع کرے، اس وقت پڑھ لے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۸۱: فرائض میں نیت کے بعد تکبیر سے پہلے یا بعد اِنِّیْ وَجَّهْتُ... الخ نہ پڑھے اور پڑھے تو اس کے آخر میں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کی جگہ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہے۔[4] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۸۲: (۲۳) عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد ثنا کہہ لے اور ثنا پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لے اور اعوذ باللہ چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸۳: آمین کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں، مد کہ الف کو کھینچ کر پڑھیں اور قصر کہ الف کو دراز نہ کریں اور امالہ کہ مد کی صورت میں الف کو یا کی طرح مائل کریں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸۴: اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی[7] یا یا کو گرا دیا[8] تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر خلاف سنت ہے اور اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی اور یا کو حذف کر دیا[9] یا قصر کے ساتھ تشدید[10] یا حذف یا ہو[11] تو ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۵: امام کی آواز اس کو نہ پہنچی مگر اس کے برابر والے دوسرے مقتدی نے آمین کہی اور اس نے آمین کی آواز

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۲.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۳.

3 ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص۳۰٤.

4 ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص۳۰۳، وغيرها.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۳٤، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۳۷.

7 ...... آمِّیْن۔ 8 ...... آمِنْ۔

9 ...... آمِّنْ۔ 10 ...... اَمِّیْنْ۔

11 ...... اَمِنْ۔۱۲

12 ...... "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة... إلخ، ج۲، ص۲۳۷.

سن لی، اگرچہ اس نے آہستہ کہی ہے تو یہ بھی آمین کہے، غرض یہ کہ امام کا وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہنا معلوم ہو تو آمین کہنا سنت ہو جائے گا، امام کی آواز سُننے یا کسی مقتدی کے آمین کہنے سے معلوم ہوا ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۶ سرّی نماز میں امام نے آمین کہی اور یہ اس کے قریب تھا کہ امام کی آواز سن لی، تو یہ بھی کہے۔[2] (درمختار) اور

(۲۴) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا اور

(۲۵) گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور

(۲۶) انگلیاں خوب کھلی رکھنا، یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور

(۲۷) عورتوں کے لیے سنت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور

(۲۸) انگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے آج کل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

(۲۹) حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا، اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۳۰) رکوع کے لیے اللہ اکبر کہنا۔

مسئلہ ۸۷ اگر "ظ" ادا نہ کر سکے تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کی جگہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْکَرِیْم کہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸ بہتر یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع کو جائے یعنی جب رکوع کے لیے جھکنا شروع کرے، تو اللہ اکبر شروع کرے اور ختم رکوع پر تکبیر ختم کرے۔[4] (عالمگیری) اس مسافت کے پورا کرنے کے لیے اللہ کے لام کو بڑھائے اکبر کی ب وغیرہ کسی حرف کو نہ بڑھائے۔

مسئلہ ۸۹ (۳۱) ہر تکبیر میں اللہ اکبر کی "ر" کو جزم پڑھے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۰ آخر سورت میں اگر اللہ عزوجل کی ثنا ہو تو افضل یہ کہ قراءت کو تکبیر سے وصل کرے جیسے وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا اللّٰهُ اَکْبَرُ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اللّٰهُ اَکْبَر (ث) کو کسرہ پڑھے اور اگر آخر میں کوئی لفظ ایسا ہے جس کا اسم جلالت کے

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج۲، ص۲۳۹.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج۲، ص۲۳۹.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب: قراءة البسملة... إلخ، ج۲، ص۲۴۲.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفة الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۴.

5 ...... المرجع السابق.

ساتھ ملانا ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قراءت پر ٹھہرے پھر اللہ اکبر کہے، جیسے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالْاَ بْتَرُ میں وقف وفصل کرے پھر رکوع کے لیے اللہ اکبر کہے اور اگر دونوں نہ ہوں، تو فصل و وصل دونوں یکساں ہیں۔ [1] (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۹۱: کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قراءت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ اسے پہچانتا ہو یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے کہ نیکی پر اعانت ہے، مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۲: مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھالیا تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے۔ اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے سر اُٹھالیا تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے، نہ لوٹے گا تو کراہت تحریم کا مرتکب ہوگا، گناہ گار ہوگا۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: (۳۲) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے، تو ٹھہر جائے۔ [4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۹۴: رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا ہو بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔ [5] (ہدایہ) حدیث میں ہے: ''اس شخص کی نماز ناکافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔'' [6] یہ حدیث ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''رکوع و سجود کو پورا کرو کہ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' [7] اس حدیث کو بُخاری و مُسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۹۵: (۳۳) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے، بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة... إلخ، ج۲، ص۲۴۰.
و "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص۳۳۵.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج۲، ص۲۴۲.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج۲، ص۲۴۳.

4 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۱، ص۲۵۹.

5 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۱، ص۵۰.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود، الحديث: ۸۵۵، ج۱، ص۳۲۵.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الخشوع في الصلاة، الحديث: ۷۴۲، ج۱، ص۲٦۳.

طرح خوب سیدھے نہ کردے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۶ تین بار تسبیح ادنیٰ[2] درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے مگر ختم طاق عدد[3] پر ہو، ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔[4] (فتح القدیر) حلیہ میں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے ہے کہ ''امام کے لیے تسبیحات پانچ بار کہنا مستحب ہے۔''[5] حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی رکوع کرے اور تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** کہے تو اس کا رکوع تمام ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہے تو سجدہ پورا ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔''[6] اس کو ابوداود اور ترمذی وابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۹۷ (۳۴) رکوع سے جب اٹھے، تو ہاتھ نہ باندھے لٹکا ہوا چھوڑ دے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۸ (۳۵) **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کی ہ کو ساکن پڑھے، اس پر حرکت ظاہر نہ کرے، نہ دال کو بڑھائے۔[8] (عالمگیری)

(۳۶) رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کہنا اور

(۳۷) مقتدی کے لیے **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد** کہنا اور

(۳۸) منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔

مسئلہ ۹۹ **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** سے بھی سنت ادا ہوجاتی ہے مگر واو ہونا بہتر ہے اور **اَللّٰھُمَّ** ہونا اس سے بہتر اور سب میں بہتر یہ ہے کہ دونوں ہوں۔[9] (درمختار) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب امام **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ**

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ١، ص ٧٤.

2 ...... یعنی کم از کم۔

3 ...... مثلاً پانچ، سات، نو۔

4 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ١، ص ٢٥٩.

5 ...... "حلية".

6 ......"جامع الترمذي"، ابواب الصلاة، باب ماجاء في التسبيح في الركوع و السجود، الحديث: ٢٦١، ج ١، ص ٢٩٦.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ١، ص ٧٣.

8 ...... المرجع السابق، ص ٧٥.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ٢، ص ٢٤٦. **یعنی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد. ١٢**

حَمِدَہ کہے، تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوا، اس کے اگلے گناہ کی مغفرت ہو جائے گی۔" [1] اس حدیث کو بُخاری و مُسلِم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۰: منفرد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد کہے۔ [2] (درمختار)

(۳۹) سجدہ کے لیے اور

(۴۰) سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا اور

(۴۱) سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا اور

(۴۲) سجدہ میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا

مسئلہ ۱۰۱: (۴۳) سجدہ میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر

(۴۴) ہاتھ پھر

(۴۵) ناک پھر

(۴۶) پیشانی اور جب سجدہ سے اٹھے تو اس کا عکس کرے یعنی

(۴۷) پہلے پیشانی اٹھائے پھر

(۴۸) ناک پھر

(۴۹) ہاتھ پھر

(۵۰) گھٹنے۔ [3] (عالمگیری)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کو جاتے، تو پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ اور جب اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔ [4] اصحاب سُنن اربعہ اور دارمی نے اس حدیث کو وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۲: (۵۱) مرد کے لیے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں، (۵۲) اور پیٹ رانوں سے

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب فضل اللّٰهم ربنا لك الحمد، الحديث: ٧٩٦، ج١، ص٢٧٩.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٤٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٥.

4 ...... "سنن ابي داود"، كتاب الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، الحديث: ٨٣٨، ج١، ص٣٢٠.

(۵۳) اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے، مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔ [1] (ہدایہ، عالمگیری، درمختار)

(۵۴) حدیث میں ہے جس کو بُخاری و مُسلِم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''سجدہ میں اعتدال کرے اور کُتّے کی طرح کلائیاں نہ بچھائے۔'' [2] اور صحیح مُسلِم میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب تو سجدہ کرے، تو ہتھیلی کو زمین پر رکھ دے اور کہنیاں اٹھالے۔'' [3] ابوداود نے اُم المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کروٹوں سے دُور رکھتے، یہاں تک کہ ہاتھوں کے نیچے سے اگر بکری کا بچہ گزرنا چاہتا، تو گزر جاتا۔'' [4] اور مُسلِم کی روایت بھی اسی کے مثل ہے، دوسری روایت بُخاری و مُسلِم کی عبداللہ بن مالک ابن بحلینہ سے یوں ہے کہ ہاتھوں کو کشادہ رکھتے، یہاں تک کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہوتی۔ [5]

مسئلہ ۱۰۳: (۵۵) عورت سمٹ کر سجدہ کرے، یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے، (۵۶) اور پیٹ ران سے، (۵۷) اور ران پنڈلیوں سے، (۵۸) اور پنڈلیاں زمین سے۔ [6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۰۴: (۵۹) دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو، تو پہلے داہنا رکھے پھر بایاں۔ [7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۵: اگر کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو حرج نہیں اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونا بچھا کر سجدہ کیا یا ہاتھوں پر سجدہ کیا، تو اگر عذر نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہاں کنکریاں ہیں یا زمین سخت گرم یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں اور وہاں دھول ہو اور عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا، تو مکروہ ہے۔ [8] (درمختار)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ١، ص ٥١.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ٢، ص ٢٥٧.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود،... إلخ، الحديث: ٤٩٣، ص ٢٥٤.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود،... إلخ، الحديث: ٤٩٤، ص ٢٥٤.

4 ...... "سنن ابي داود"، كتاب الصلاة، باب صفة السجود، الحديث: ٨٩٨، ج ١، ص ٣٤٠.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود،... إلخ، الحديث: ٤٩٥، ص ٢٥٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ١، ص ٧٥، وغيره.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج ٢، ص ٢٤٧.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ٢، ص ٢٥٥.

مسئلہ ۱۰۶ اچکن [1] وغیرہ بچھا کر نماز پڑھے، تو اس کا اوپر کا حصہ پاؤں کے نیچے رکھے اور دامن پر سجدہ کرے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۷ سجدہ میں ایک پاؤں اٹھا ہوا رکھنا مکروہ و ممنوع ہے۔ [3] (درمختار) (۶۰) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا، (۶۱) اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا، (۶۲) سجدوں میں انگلیاں قبلہ رُو ہونا، (۶۳) ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔

مسئلہ ۱۰۸ (۶۴) سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رُو ہونا سُنت۔ [4] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۰۹ (۶۵) جب دونوں سجدے کرلے تو رکعت کے لیے پنجوں کے بل، (۶۶) گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھے، یہ سُنت ہے، ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اُٹھا جب بھی حرج نہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار) اب دوسری رکعت میں ثنا و تعوذ نہ پڑھے۔ (۶۷) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر، (۶۸) دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا، (۶۹) اور داہنا قدم کھڑا رکھنا، (۷۰) اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرنا یہ مرد کے لیے ہے، (۷۱) اور عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے، (۷۲) اور بائیں سرین پر بیٹھے، (۷۳) اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھنا، (۷۴) اور بایاں بائیں پر، (۷۵) اور انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی، (۷۶) اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے پکڑنا نہ چاہیے، (۷۷) شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کرلے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کرلے۔ حدیث میں ہے جس کو ابو داود و نسائی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دُعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔ [6] نیز ترمذی و نسائی و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص

---

1. یعنی ایک لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔
2. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۵۵.
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج۲، ص۲۵۸.
4. انظر: "الفتاوى الرضوية"، ج۷، ص۳۷۶.
5. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج۲، ص۲۶۲.
6. "سنن ابي داود"، كتاب الصلاة، باب الاشارة في التشهد، الحديث: ۹۸۹، ج۱، ص۳۷۱.

کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا، فرمایا: ''توحید کر۔ توحید کر'' [1] (ایک انگلی سے اشارہ کر)۔

مسئلہ ۱۱۰ (۷۸) قعدۂ اُولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اُٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے، بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر، ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔ [2] (غنیہ)

مسئلہ ۱۱۱ نمازِ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپکا کھڑا رہا، تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر سکوت نہ چاہیے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۲ دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے میں بیٹھا تھا اور تشہد بھی پڑھے۔ [4] (درمختار) بعد (۷۹) تشہد دوسرے قعدہ میں دُرود شریف پڑھنا اور افضل وہ دُرود ہے، جو پہلے مذکور ہوا۔

مسئلہ ۱۱۳ دُرود شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے اسمائے طیبہ کے ساتھ لفظ سیّدنا کہنا بہتر ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

دُرود شریف کے فضائل و مسائل

دُرود شریف پڑھنے کے فضائل میں احادیث بکثرت وارد ہیں، تبرکاً بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ صحیح مُسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار دُرود نازل فرمائے گا۔'' [6]

حدیث ۲ نسائی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں: ''جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ عزوجل اس پر دس دُرودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔'' [7]

حدیث ۳ امام احمد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں: ''جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک بار دُرود

---

1 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، ١٠٤ـ باب، الحديث: ٣٥٦٨، ج٥، ص٣٢٦.

2 ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٣١.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٧٠.

4 ...... المرجع السابق، ص٢٧٢.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في جواز الترحم على النبي ابتداء، ج٢، ص٢٧٤.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلّى الله عليه وسلم بعد التشهد، الحديث: ٤٠٨، ص٢١٦.

7 ...... "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي صلّى الله عليه وسلم، الحديث: ١٢٩٤، ص٢٢٢.

بھیجے، اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر ستر بار دُرود بھیجتے ہیں۔'' (1)

حدیث ۴ درمختار میں بروایت اصبہانی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے، تو اللہ تعالٰی اس کے اَسّی (۸۰) برس کے گناہ محو فرما دے گا۔'' (2)

حدیث ۵ ترمذی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''قیامت کے دن مجھ سے سب میں زیادہ قریب وہ ہوگا، جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجا ہے۔'' (3)

حدیث ۶ نسائی و دارمی اونھیں سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''اللہ کے کچھ فارغ فرشتے ہیں، جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ میری اُمّت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔'' (4)

حدیث ۷ ترمذی میں اُنھیں سے ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''اس کی ناک خاک میں ملے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے اور اس کی ناک خاک میں ملے جس کو رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے چلا گیا اور اس کی ناک خاک میں ملے جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو ان کے بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا۔'' (5) (یعنی ان کی خدمت و اطاعت نہ کی کہ جنت کا مستحق ہو جاتا)۔

حدیث ۸ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''پورا بخیل وہ ہے، جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔'' (6)

حدیث ۹ نسائی و دارمی نے روایت کی کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف لائے اور بشاشت چہرۂ اقدس میں نمایاں تھی، فرمایا: ''میرے پاس جبریل آئے اور کہا! ''آپ کا ربّ فرماتا ہے: کیا آپ راضی نہیں کہ آپ کی اُمّت میں جو کوئی آپ پر درود بھیجے، میں اس پر دس بار دُرود بھیجوں گا اور آپ کی اُمّت میں جو کوئی آپ پر سلام بھیجے، میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔'' (7)

---

1. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن عمرو، الحديث: ٦٧٦٦، ج٢، ص٦١٤.
2. ...... "الدرالمختار" كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٨٤.
3. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٤٨٤، ج٢، ص٢٧.
4. ...... "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب التسليم على النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ١٢٧٩، ص٢١٩.
5. ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل، الحديث: ٣٥٥٦، ج٥، ص٣٢٠ عن ابي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه.
6. ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل، الحديث: ٣٥٥٧، ج٥، ص٣٢١.
7. ...... "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ١٢٩٦، ص٢١٧١.

حدیث ۱۰ ترمذی شریف میں ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم): میں بکثرت دُعا مانگتا ہوں، تو اس میں سے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر دُرود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا: ''جو تم چاہو۔'' عرض کی، چوتھائی؟ فرمایا: ''جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتری ہے۔'' میں نے عرض کی، نصف؟ فرمایا: ''جو تم چاہو اور زیادہ کرو تو تمھارے لیے بھلائی ہے۔'' میں نے عرض کی، دو تہائی؟ فرمایا: ''جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتری ہے۔'' میں نے عرض کی، تو کل دُرود ہی کے لیے مقرر کروں؟ فرمایا: ''ایسا ہے تو اللہ تمھارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔'' [1]

حدیث ۱۱ امام احمد رویفع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو دُرود پڑھے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ [2] اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔'' [3]

حدیث ۱۲ ترمذی نے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلّق ہے، چڑھ نہیں سکتی، جب تک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دُرود نہ بھیجے۔'' [4]

مسئلہ ۱۱۴ عمر میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذکر میں دُرود شریف پڑھنا واجب، خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سُنے اور اگر ایک مجلس میں سو بار ذکر آئے تو ہر بار دُرود شریف پڑھنا چاہیے، اگر نام اقدس لیا یا سُنا اور دُرود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے کا پڑھ لے۔ [5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱۴ گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے دُرود شریف پڑھنا یا سبحان اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے، ناجائز ہے۔ یوہیں کسی بڑے کو دیکھ کر دُرود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہوجائے، اس کی تعظیم کو اُٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں، ناجائز ہے۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۶ جہاں تک بھی ممکن ہو دُرود شریف پڑھنا مستحب ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان جگہوں میں (۱) روز جمعہ، (۲) شبِ جمعہ، (۳، ۴) صبح و شام، (۵) مسجد میں جاتے، (۶) مسجد سے نکلتے وقت، (۷) بوقت زیارت روضۂ اطہر،

---

1. ...... "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، ۲۳_باب، الحديث: ۲٤٦٥، ج٤، ص۲۰۷.
2. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رو يفع بن ثابت الأنصاري، الحديث: ۱٦۹۸۸، ج٦، ص٤٦.
3. ...... اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے محبوب کو قیامت کے دن ایسی جگہ میں اوتار، جو تیرے نزدیک مقرب ہے۔ ۱۲
4. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاءَ في فضل الصلاة على النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٤۸٦، ج۲، ص۲۸.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۷٦ _ ۲۸۱، وغيره.
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل نفع الصلاة، عائد للمصلي... إلخ، ج۲، ص۲۸۱.

(۸) صفا ومروہ پر، (۹) خطبہ میں، (۱۰) جواب اذان کے بعد، (۱۱) بوقت اقامت، (۱۲) دُعا کے اول آخر بیچ میں، (۱۳) دُعائے قنوت کے بعد، (۱۴) حج میں لبیک سے فارغ ہونے کے بعد، (۱۵) اجتماع وفراق کے وقت، (۱۶) وضو کرتے وقت، (۱۷) جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت، (۱۸) وعظ کہنے اور (۱۹) پڑھنے اور (۲۰) پڑھانے کے وقت، خصوصاً حدیث شریف پڑھنے کے اول آخر، (۲۱) سوال و (۲۲) فتویٰ لکھتے وقت، (۲۳) تصنیف کے وقت، (۲۴) نکاح، (۲۵) اور منگنی، (۲۶) اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ نام اقدس لکھے تو دُرود ضرور لکھے کہ بعض علما کے نزدیک اس وقت دُرود شریف لکھنا واجب ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۷ اکثر لوگ آج کل دُرود شریف کے بدلے صلعم، عم، ؐ، ؐ لکھتے ہیں، یہ ناجائز وسخت حرام ہے۔ یوہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ ؓ، رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ ؒ لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے، جن کے نام محمد، احمد، علی حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر ؐ بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے، اس پر دُرود کا اشارہ کیا معنی۔[2] (طحطاوی وغیرہ)

مسئلہ ۱۱۸ قعدۂ اخیرہ کے علاوہ فرض نماز میں دُرود شریف پڑھنا نہیں، (۸۰) اور نوافل کے قعدۂ اُولیٰ میں بھی مسنون ہے۔[3] (درمختار) (۸۱) دُرود کے بعد دُعا پڑھنا۔

مسئلہ ۱۱۹ (۸۲) دُعا عربی زبان میں پڑھے، غیر عربی میں مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۰ اپنے اور اپنے والدین واساتذہ کے لیے جب کہ مسلمان ہوں اور تمام مومنین ومومنات کے لیے دُعا مانگے، خاص اپنے ہی لیے نہ مانگے۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۱ ماں باپ اور اساتذہ کے لیے مغفرت کی دُعا حرام ہے، جب کہ کافر ہوں اور مرگئے ہوں تو دُعائے مغفرت کو فقہاء نے کُفر تک لکھا ہے، ہاں اگر زندہ ہوں تو ان کے لیے ہدایت وتوفیق کی دُعا کرے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: نصّ العلماء على استحباب الصلاة... إلخ، ج۲، ص۲۸۱.

2 ...... "حاشية الطحطاوي" على "الدرالمختار"، خطبة الكتاب، ج۱، ص۶.

و "الفتاوى الرضوية"، ج۲۳، ص۳۸۷، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۸۲.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۸۵.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في الدعاء بغير العربية، ۲۸۶.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في الدعاء المحرم، ج۲، ص۲۸۸.

مسئلہ ۱۲۲: محالات عادیہ و محالات شرعیہ کی دُعا حرام ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۳: وہ دُعائیں کہ قرآن و حدیث میں ہیں ان کے ساتھ دُعا کرے، مگر ادعیۂ قرآنیہ بہ نیت قرآن اس موقع پر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ قیام کے علاوہ نماز میں کسی جگہ قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۴: نماز میں ایسی دُعائیں جائز نہیں جن میں ایسے الفاظ ہوں جو آدمی ایک دوسرے سے کہا کرتا ہے، مثلاً اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ.[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۵: مناسب یہ ہے کہ نماز میں جو دُعا یاد ہو وہ پڑھے اور غیر نماز میں بہتر یہ ہے کہ جو دُعا کرے وہ حفظ سے نہ ہو، بلکہ وہ جو قلب میں حاضر ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۶: مستحب ہے کہ آخر نماز میں بعد اذکار نماز یہ دُعا پڑھے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ؕ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ .[5] (عالمگیری)

(۸۳) مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ساتھ ہونا

(۸۴،۸۵) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ دوبار کہنا

(۸۶) پہلے داہنی طرف پھر

(۸۷) بائیں طرف۔

مسئلہ ۱۲۷: داہنی طرف سلام میں مونھ اتنا پھیرے کہ داہنا رخسار دکھائی دے اور بائیں میں بایاں۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۸۸.

[2] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعید... إلخ، ج۲، ص۲۸۹.

[3] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۶.

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعید... إلخ، ج۲، ص۲۹۰.

[5] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۶.

اے میرے پروردگار! تو مجھ کو اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنا اور اے رب! تو میری دُعا قبول فرما، اے رب! تو میری اور میرے والدین اور ایمان والوں کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔۱۲

[6] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۶.

مسئلہ ۱۲۸ عَلَیْکُمُ السَّلام کہنا مکروہ ہے۔ یوہیں آخر میں وَ بَرَکَاتُہٗ ملانا بھی نہ چاہیے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۹ (۸۸) سُنّت یہ ہے کہ امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے۔ (۸۹) مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کے کم آواز سے ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۰ اگر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کلام نہ کیا ہو، دوسرا دہنی طرف پھیرلے پھر بائیں طرف، سلام کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر پہلے میں کسی طرف مونھ نہ پھیرا تو دوسرے میں بائیں طرف مونھ کرے اور اگر بائیں طرف سلام پھیرنا بھول گیا، تو جب تک قبلہ کو پیٹھ نہ ہو یا کلام نہ کیا ہو، کہہ لے۔[3] (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۱ امام نے جب سلام پھیرا تو وہ مقتدی بھی سلام پھیر دے جس کی کوئی رکعت نہ گئی ہو، البتہ اگر اس نے تشہد پورا نہ کیا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو امام کا ساتھ نہ دے، بلکہ واجب ہے کہ تشہد پورا کر کے سلام پھیرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۲ امام کے سلام پھیر دینے سے مقتدی نماز سے باہر نہ ہوا جب تک یہ خود بھی سلام نہ پھیرے، یہاں تک کہ اگر اس نے امام کے سلام کے بعد اور اپنے سلام سے پیشتر قہقہہ لگایا، وضو جاتا رہے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۳ مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں، مگر بضرورت مثلاً خوفِ حدث[6] ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ آفتاب طلوع کر آئے گا یا جُمُعہ یا عیدین میں وقت ختم ہو جائے گا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۴ پہلی بار لفظ سلام کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو گیا، اگرچہ علیکم نہ کہا ہو اس وقت اگر کوئی شریکِ جماعت ہوا تو اقتدا صحیح نہ ہوئی، ہاں اگر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا تو اقتدا صحیح ہو گئی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۵ امام داہنے سلام میں خطاب سے ان مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سے بائیں طرف والوں کی، مگر عورت کی نیت نہ کرے، اگرچہ شریکِ جماعت ہو نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان ملائکہ کی نیت

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۹۳.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۹٤.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج۲، ص۲۹۱.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۷.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲٤٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۹۲.

6 ...... یعنی وضو کے ٹوٹ جانے کا خوف۔

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج۲، ص۲۹۳.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج۲، ص۲۹۲.

کرے، جن کو اللہ عزوجل نے حفاظت کے لیے مقرر کیا اور نیت میں کوئی عدد معین نہ کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۶: مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اس طرف والے مقتدیوں اور اُن ملائکہ کی نیت کرے، نیز جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے اور امام اس کے محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرے اور منفرد صرف اُن فرشتوں ہی کی نیت کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۷: (۹۰) سلام کے بعد سُنّت یہ ہے کہ امام دہنے بائیں کو انحراف کرے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی مونھ کر کے بیٹھ سکتا ہے، جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو، اگرچہ کسی پچھلی صف میں وہ نماز پڑھتا ہو۔[3] (حلیہ، ذخیرہ)

مسئلہ ۱۳۸: منفرد بغیر انحراف اگر وہیں دُعا مانگے، تو جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳۹: ظہر و مغرب و عشا کے بعد مختصر دُعاؤں پر اِکتفا کر کے سُنّت پڑھے، زیادہ طویل دُعاؤں میں مشغول نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴۰: فجر و عصر کے بعد اختیار ہے جس قدر اذکار و اوراد و ادعیہ پڑھنا چاہے پڑھے، مگر مقتدی اگر امام کے ساتھ مشغول بہ دُعا ہوں اور ختم کے منتظر ہوں تو امام اس قدر طویل دُعا نہ کرے کہ گھبرا جائیں۔[6] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۴۱: سنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ دہنے بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے یا گھر جا کر پڑھے۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴۲: جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بعد فرض کلام نہ کرنا چاہیے، اگرچہ سنتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہوگا اور سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے، یوہیں بڑے بڑے وظائف و اوراد کی بھی اجازت نہیں۔[8] (غنیہ، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضیلة... إلخ، ج۲، ص۲۹٤.

2 ...... "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۹۹.

3 ...... "الفتاوی الرضویة" (الجدیدة)، باب صفة الصلاة، ج٦، ص۱۹۰، ۲۰٤.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۷.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الرضویة"

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۷.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۳۰۲.

8 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل یفارقه الملکان؟، ج۲، ص۳۰۰.
و "غنیة المتملي"، صفة الصلاة، ص۳٤۳.

مسئلہ ۱۴۳: افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد بلندی آفتاب تک وہیں بیٹھا رہے۔[1] (عالمگیری)

نماز کے مستحبات

(۱) حالت قیام میں موضع سجدہ[2] کی طرف نظر کرنا۔

(۲) رکوع میں پُشت قدم کی طرف۔

(۳) سجدہ میں ناک کی طرف۔

(۴) قعدہ میں گود کی طرف۔

(۵) پہلے سلام میں داہنے شانہ کی طرف۔

(۶) دوسرے میں بائیں کی طرف۔

(۷) جماہی آئے تو مونھ بند کیے رہنا اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام میں داہنے ہاتھ کی پُشت سے مونھ ڈھانک لے اور غیر قیام میں بائیں کی پُشت سے یا دونوں میں آستین سے اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے مونھ ڈھانکنا، مکروہ ہے۔ جماہی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔

(۸) مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔

(۹) عورت کے لیے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔

(۱۰) جہاں تک ممکن ہو کھانسی دفع کرنا۔

(۱۱) جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہو جانا۔

(۱۲) جب مکبّر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہہ لے تو نماز شروع کر سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے۔[3]

(۱۳) دونوں پنجوں کے درمیان، قیام میں چار اُنگل کا فاصلہ ہونا۔

(۱۴) مقتدی کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔

(۱۵) سجدہ زمین پر بلا حائل ہونا۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج ١، ص ٧٧.

2 ...... سجدہ کی جگہ۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ٢، ص ٢١٤-٢١٦.

نماز کے بعد کے ذکرو دُعا

نماز کے بعد جواذکارطویلہ احادیث میں وارد ہیں، وہ ظہر ومغرب وعشا میں سنتوں کے بعد پڑھے جائیں، قبل سُنّت مختصر دُعا پر قناعت چاہیے، ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہوجائے گا۔ [1] (ردالمحتار)

تنبیہ: احادیث میں کسی دُعا کی نسبت جو تعداد وارد ہے اس سے کم زیادہ نہ کرے کہ جو فضائل ان اذکار کے لیے ہیں وہ اسی عدد کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کم زیادہ کرنے کی مثال یہ ہے کہ کوئی قفل [2] کسی خاص قسم کی کُنجی سے کھلتا ہے اب اگر کُنجی میں دندانے کم یا زائد کردیں تو اس سے نہ کھلے گا، البتہ اگر شمار میں شک واقع ہو تو زیادہ کرسکتا ہے اور یہ زیادت نہیں بلکہ اتمام ہے۔ [3] (ردالمحتار) ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے اور آیۃ الکرسی، تینوں قُل ایک ایک بار پڑھے اور سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَر ۳۴ بار اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ایک بار، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور عصر وفجر کے بعد بغیر پاؤں بدلے، بغیر کلام کیے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ . [4]

دس دس بار پڑھے بعد ہر نماز، پیشانی یعنی سر کے اگلے حصّہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ . [5]

اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے۔

حدیث ۱: ابوداود انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب تک ذکر کرنا، اس سے بہتر ہے کہ چار چار غلام بنی اسماعیل سے آزاد کیے جائیں۔'' [6]

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: ھل یفارقہ الملکان؟، ج۲، ص۳۰۰.

2 ...... تالا۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فیما لو زاد علی العدد... إلخ، ج۲، ص۳۰۲.

4 ...... اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اوس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے ملک وحمد ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔۱۲

5 ...... اللہ (عزوجل) کے نام کی برکت سے کہ اوس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمٰن ورحیم ہے، اے اللہ! تو مجھ سے غم ورنج کو دور کردے۔۱۲

6 ...... "سنن أبي داود"، کتاب العلم، باب في القصص، الحدیث: ۳۶۶۷، ج۳، ص۴۵۲.

حدیث ۲ ترمذی انہیں سے راوی، ارشاد ہوا کہ ''فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر آفتاب نکلنے تک ذکر کرے، پھر بعد بلندی آفتاب دو رکعت نماز پڑھے، تو ایسا ہے جیسے حج و عمرہ کیا پورا پورا پورا۔'' [1]

حدیث ۳ بخاری و مسلم و غیرہما مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد یہ دُعا پڑھتے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ. [2]

حدیث ۴ صحیح مسلم میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سلام پھیر کر، بلند آواز سے یہ دُعا پڑھتے۔''

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ ط لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ. [3]

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں مروی، کہ فقرائے مہاجرین حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی! ''مال داروں نے بڑے بڑے درجے اور لازوال نعمت حاصل کی''، ارشاد فرمایا: کیا سبب؟ لوگوں نے عرض کی، ''جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے اور غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ماذكر ممّا يستحب من الجلوس في المسجد... إلخ، الحديث: ٥٨٦، ج٢، ص١٠٠.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلوٰة، الحديث: ٨٤٤، ج١، ص٢٩٤. دون قوله (وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ).

اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اے اللہ (عزوجل)! جسے تو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضا کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا۔۱۲

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٤، ص٢٩٩.

و "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة، الحديث: ٩٦٣، ج١، ص٢٨٧.

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے) گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی طاقت اللہ ہی سے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے نعمت و فضل ہے اور اسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہیں اگرچہ کافر بُرا مانیں۔۱۲

کر سکتے، ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ایسی بات نہ سکھادوں؟ جس سے ان لوگوں کو پالو جو تم سے آگے بڑھ گئے اور بعد والوں پر سبقت لے جاؤ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو، مگر وہ جو تمہاری طرح کرے، لوگوں نے عرض کی، ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! ارشاد فرمایا کہ: "ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، کہہ لیا کرو، ابوصالح کہتے ہیں کہ پھر فقرائے مہاجرین حاضر ہوئے اور عرض کی، ہم نے جو کیا اس کو ہمارے بھائی مال داروں نے سُنا، تو انہوں نے بھی ویسا ہی کیا، ارشاد فرمایا: "یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔" (1) ابوصالح کا کلام صرف مسلم میں ہے۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "کچھ اذکار نماز کے بعد کے ہیں، جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا۔ ہر فرض نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار۔" (2)

حدیث ۷ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "جو ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے کہ یہ کُل ننانوے ہوئے اور یہ کلمہ کہہ کر سو پورے کرلے، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ، تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی، اگرچہ دریا کے جھاگ کی مثل ہوں۔" (3)

حدیث ۸ بیہقی شُعَب الایمان میں راوی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اسی منبر پر فرماتے سنا، جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لے، اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوا موت کے یعنی مرتے ہی جنت میں چلا جائے اور لیٹتے وقت جو اسے پڑھے، اللہ تعالٰی اس کے اور اس کے پروسی کے گھر کو اور آس پاس کے گھر والوں کو شیطان اور چور سے امن دے گا۔" (4)

حدیث ۹ امام احمد عبدالرحمٰن بن غنم سے اور ترمذی ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "مغرب اور صبح کے بعد بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے، دس بار جو یہ پڑھ لے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ.

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٥، ص ٣٠٠.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٦، ص ٣٠١.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٧، ص ٣٠١.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور والآيات، الحديث: ٢٣٩٥، ج ٢، ص ٤٥٨.

اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دُعا اس کے لیے ہر برائی اور شیطان رجیم سے حفظ ہے اور کسی گناہ کو حلال نہیں کہ اسے پہنچے، سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے، مگر وہ جو اس سے افضل کہے، تو یہ بڑھ جائے گا۔" [1] دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے۔ [2] اور حنفیہ کے مذہب سے زیادہ مناسب یہی ہے۔

حدیث ۱۰ امام احمد و ابوداود و نسائی روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھے محبوب رکھتا ہوں''۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! میں بھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو محبوب رکھتا ہوں، فرمایا: ''تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا، چھوڑ نا نہیں۔''

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ . [3]

حدیث ۱۱ ترمذی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نجد کی جانب ایک لشکر بھیجا وہ جلد واپس ہوا اور غنیمت بہت لایا، ایک صاحب نے کہا، اس لشکر سے بڑھ کر ہم نے کوئی لشکر نہیں دیکھا جو جلد واپس ہوا ہو اور غنیمت زیادہ لایا ہو، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ''کیا وہ قوم نہ بتادوں، جو غنیمت اور واپسی میں ان سے بڑھ کر ہیں، جو لوگ نماز صبح میں حاضر ہوئے، پھر بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کر آئے، وہ جلد واپس ہونے والے اور زیادہ غنیمت والے ہیں۔'' [4]

قرآن مجید پڑھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴾ [5]

قرآن سے جو میسّر آئے پڑھو۔

---

1. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالرحمٰن بن غنم الأشعري، الحديث: ۱۸۰۱۲، ج۶، ص۲۸۹.
2. "الترغيب و الترهيب"، الترغيب في أذكار... إلخ، ج۱، ص۱۸۰.
3. "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب نوع آخر من الدعاء، الحديث: ۱۳۰۰، ص۲۲۳.
   اے پروردگار! تو اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما۔۱۲
4. "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، ۱۰۸۔باب، الحديث: ۳۵۷۲، ج۵، ص۳۲۸.
5. پ۲۹، المزمل: ۲۰.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ ﴾ [1]

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سُنو اور چپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۱ تا ۳: امام بخاری و مسلم نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں۔'' [2] یعنی نماز کامل نہیں، چنانچہ دوسری روایت صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ((فَهِيَ خِدَاجٌ)) [3] وہ نماز ناقص ہے، یہ حکم اس کے لیے ہے جو امام ہو یا تنہا پڑھتا ہو اور مقتدی کو خود پڑھنا نہیں، بلکہ امام کی قراءت اس کی قراءت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت، اس کی قراءت ہے۔'' [4] اس حدیث کو امام محمد اور ترمذی و حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسی کے مثل امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی امام حلبی نے فرمایا: کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۴ تا ۶: امام ابو جعفر شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال ہوا ان سب حضرات نے فرمایا: ''امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کر۔'' [5]

حدیث ۷: امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤطا میں روایت کی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا: ''خاموش رہ کہ نماز میں شغل ہے اور امام کی قراءت تجھے کافی ہے۔'' [6]

حدیث ۸: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرے، اس کے مونھ میں انگارا ہو۔'' [7]

حدیث ۹: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے، کاش اس کے مونھ میں پتھر ہو۔'' [8]

---

1 ...... پ۹، الاعراف: ۲۰۴.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب وجوب القراءة... إلخ، الحديث: ۷۵٦، ج۱، ص۲٦۷.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب وجوب القراءة الفاتحة... إلخ، الحديث: ۳۹۵، ص۲۰۸.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ۱٤٦٤۹، ج۵، ص۱۰۰.

5 ...... "شرح معاني الآثار"، كتاب الصلاة، باب القراءة خلف الإمام، الحديث: ۱۲۷۸، ج۱، ص۲۸٤.

6 ...... "الموطا"، باب القراءة في الصلاة خلف الإمام، الحديث: ۱۱۹، ص٦۲.

7 ...... "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الإمام، الحديث: ۷، ج۱، ص٤۱۲.

8 ...... "المصنف" لعبدالرزاق، باب القراءة خلف الإمام، الحديث: ۲۸۰۹، ج۲، ص۹۰.

حدیث ۱۰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ فرمایا: ''جس نے امام کے پیچھے قراءت کی، اس نے فطرت سے خطا کی۔'' [1]

احکام فقہیّہ

یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ قراءت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع مثلاً ثقلِ سماعت شور وغل نہ ہو تو خود سُن سکے، اگر اتنی آواز بھی نہ ہو، تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح جن معاملات میں نطق کو دخل ہے سب میں اتنی آواز ضروری ہے، مثلاً جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا، طلاق، عتاق، استثنا، آیت سجدہ پڑھنے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا۔

مسئلہ ۱ فجر و مغرب و عشا کی دو پہلی میں اور جُمعہ و عیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی یا ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ [2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲ جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سُن سکے۔ [3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۳ اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سُن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۴ حاجت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کے لیے باعثِ تکلیف ہو، مکروہ ہے۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵ آہستہ پڑھ رہا تھا کہ دوسرا شخص شامل ہوگیا تو جو باقی ہے اُسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ نہیں۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶ ایک بڑی آیت جیسے آیت الکرسی یا آیت مداینہ اگر ایک رکعت میں اس میں کا بعض پڑھا اور دوسری میں

---

1 ...... "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الإمام، الحديث: ٦، ج١، ص٤١٢.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٥، وغيره.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر و المخافتة، ج٢، ص٣٠٨.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٨.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٤.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٤.

بعض، تو جائز ہے، جب کہ ہر رکعت میں جتنا پڑھا، بقدر تین آیت کے ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸ جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹ جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سرّی کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے، اگرچہ رات میں ادا کرے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۰ چار رکعتی فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے اور ایک میں بھول گیا ہے، تو تیسری یا چوتھی میں پڑھے اور مغرب کی پہلی دونوں میں بھول گیا تو تیسری میں پڑھے اور ایک رکعت کی قراءت سورت جاتی رہی اور ان سب صورتوں میں فاتحہ کے ساتھ پڑھے، جہری نماز ہو تو فاتحہ و سورت جہراً پڑھے، ورنہ آہستہ اور سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور قصداً چھوڑی تو اعادہ کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ سورت ملانا بھول گیا، رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی[6]۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ فرض کی پہلی رکعتوں میں فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں اور رکوع سے پیشتر یاد آیا تو فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے، یوہیں اگر رکوع میں یاد آیا تو قیام کی طرف عود کرے اور فاتحہ و سورت پڑھے پھر رکوع کرے، اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا، نماز نہ ہوگی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳ ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورۂ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٦.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، ص٣٠٧، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص٧٢.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، و مطلب في الكلام على الجهر و المخافتة، ج٢، ص٣١٠.

6 ...... نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول گئے اور رکوع کرلیا تو واجب ہے کہ رکوع سے واپس لوٹ آئے اگر وہ جان بوجھ کر نہ لوٹا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور سجدۂ سہو سے بھی اس کی تلافی نہ ہوگی اور رکوع سے لوٹنے کے بعد دوبارہ رکوع کرنا لازم ہوگا اگر نہ کیا تو پھر بھی نماز نہ ہوگی۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "اگر سجدہ جانے سے پہلے رکوع میں خواہ قومہ بعد الرکوع میں یاد آئیں تو واجب ہے کہ قراءت پوری کرے اور رکوع کا پھر اعادہ کرے اگر قراءت پوری نہ کی تو اب پھر قصداً ترک واجب ہوگا اور نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر قراءت بعد الرکوع پوری کرلی اور رکوع دوبارہ نہ کیا تو نماز ہی جاتی رہی کہ فرض ترک ہوا" (فتاوی رضویہ، صفحہ 330، جلد 6، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: تحقيق مهم فيما لو تذكر... إلخ، ج٢، ص٣١١.

8 ...... المرجع السابق.

فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجب عین ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: بقدر ضرورت مسائل فقہ کا جاننا فرض عین ہے اور حاجت سے زائد سیکھنا حفظ جمیع قرآن سے افضل ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: سفر میں اگر امن وقرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں سورۂ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر وعشا میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصّل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے یا دشمن یا چور کا خوف ہو تو بقدر حال پڑھے، خواہ سفر میں ہو یا حضر[4] میں، یہاں تک کہ اگر واجبات کی مراعات نہیں کرسکتا تو اس کی بھی اجازت ہے، مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے، تو یہی کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار) مگر بعد بلندی آفتاب اس نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۷: سنت فجر میں جماعت جانے کا خوف ہو تو صرف واجبات پر اقتصار کرے، ثنا و تعوذ کو ترک کرے اور رکوع سجود میں ایک ایک بار تسبیح پر اکتفا کرے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: حضر میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر وعشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل اور ان سب صورتوں میں امام ومنفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔[7] (درمختار وغیرہ)

فائدہ: حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصے ہیں، سورۂ حجرات سے بروج تک طوال مفصل اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل۔

مسئلہ ۱۹: عصر کی نماز وقت مکروہ میں ادا کرے، جب بھی صواب یہ ہے کہ قراءت مسنونہ کو پورا کرے، جب کہ وقت میں تنگی نہ ہو۔[8] (عالمگیری)

---

1. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج۲، ص۳۱۵.
2. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج۲، ص۳۱۵.
3. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۷.
4. یعنی حالتِ اقامت۔
5. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، فصل في القراءة، كتاب الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج۲، ص۳۱۷.
6. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين و سنة كفاية، ج۲، ص۳۱۷.
7. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج۲، ص۳۱۷، وغيره.
8. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۷.

مسئلہ ۲۰: وتر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی ہے، لہٰذا کبھی تبرکاً انہیں پڑھے۔[1] (عالمگیری) اور کبھی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ کی جگہ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ۔

مسئلہ ۲۱: قراءت مسنونہ پر زیادت نہ کرے، جب کہ مقتدیوں پر گراں ہو اور شاق نہ ہو تو زیادت قلیلہ میں حرج نہیں۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے، ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار) آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ مد کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی، بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تفاخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے، حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام و سخت حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳: ساتوں قرائتیں جائز ہیں، مگر اَولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے نا آشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے، جیسے ہمارے یہاں قراءت امام عاصم بروایت حفص رائج ہے، لہٰذا یہی پڑھے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی، دوسری میں ایک تہائی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اگر فجر کی پہلی رکعت میں طول فاحش کیا، مثلاً پہلی میں چالیس (۴۰) آیتیں، دوسری میں تین تو بھی مضایقہ نہیں، مگر بہتر نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: بہتر یہ ہے کہ اور نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قراءت دوسری سے قدرے زیادہ ہو، یہی حکم

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٧٨.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة... إلخ، ج ٢، ص ٣٢٠.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٧٨.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة و مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج ٢، ص ٣٢٢.

جُمعہ وعیدین کا بھی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔[2] (منیہ)

مسئلہ ۲۸ دوسری رکعت کی قراءت پہلی سے طویل کرنا مکروہ ہے جبکہ بیّن[3] فرق معلوم ہوتا ہو اور اس کی مقدار یہ ہے کہ اگر دونوں سورتوں کی آیتیں برابر ہوں تو تین آیت کی زیادتی سے کراہت ہے اور چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف وکلمات کا اعتبار ہے، اگر کلمات وحروف میں بہت تفاوت ہو کراہت ہے اگرچہ آیتیں گنتی میں برابر ہوں، مثلاً پہلی میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھی اور دوسری میں لَمْ یَكُنْ تو کراہت ہے، اگرچہ دونوں میں آٹھ آٹھ آیتیں ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ جُمعہ وعیدین کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ دوسری میں هَلْ اَتٰىكَ پڑھنا سنت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے، یہ اس قاعدہ سے مستثنٰی ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰ سورتوں کا معین کرلینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، مکروہ ہے، مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے، مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کرلے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱ فرض نماز میں آیت ترغیب (جس میں ثواب کا بیان ہے) وترہیب (جس میں عذاب کا ذکر ہے) پڑھے تو مقتدی وامام اس کے ملنے اور اس سے بچنے کی دُعا نہ کریں، نوافل باجماعت کا بھی یہی حکم ہے، ہاں نفل تنہا پڑھتا ہو تو دُعا کرسکتا ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں، مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی، تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلاقصد وہی پہلی سورت شروع کردی یا دوسری سورت یاد نہیں آتی، تو وہی پہلی پڑھے۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۸.

2 ...... "منية المصلي"، مقدار القراءة في الصلاة، ص۳۰۰.

3 ...... یعنی واضح۔صاف۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، و مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج۲، ص۳۲۲.

5 ...... المرجع السابق، ص۳۲۴.

6 ...... المرجع السابق، ص۳۲۵.

7 ...... المرجع السابق، ص۳۲۷.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، و مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج۲، ص۳۲۹.

مسئلہ ۳۳ نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا، بلا کراہت جائز ہے۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۳۴ ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا تو دوسری میں فاتحہ کے بعد الٓمّٓ سے شروع کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں اور دوسری میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں، اگرچہ اسی سورت کی ہوں تو اگر درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو حرج نہیں، مگر بلا ضرورت ایسا نہ کرے اور اگر ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا، تو مکروہ ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶ پہلی رکعت میں کسی سورت کا آخر پڑھا اور دوسری میں کوئی چھوٹی سورت، مثلاً پہلی میں اَفَحَسِبْتُمْ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ، تو حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں، بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں، تو مکروہ ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸ پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قراءت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں، جیسے وَالتِّيْنِ کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا نہ چاہیے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۹ قرآن مجید اُلٹا پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے، یہ مکروہ تحریمی ہے، مثلاً پہلی میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ۔[7] (درمختار) اس کے لیے سخت وعید آئی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے، کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے۔''[8]

---

1 ...... "غنية المتملي"، فيما يكره من القران في الصلاة وما لا يكره... إلخ، ص٤٩٤. موضحاً.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٧٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ج٢، ص٣٢٩.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٧٨.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ج٢، ص٣٣٠.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٣٠، وغيره.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٣٠.

8 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٣٩.

اور بھول کر ہو تو نہ گناہ، نہ سجدۂ سہو۔

مسئلہ ۴۰ بچوں کی آسانی کے لیے پارۂ عم خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱ بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کردی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہوگیا، پھر یاد آیا تو جو شروع کرچکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو، مثلاً پہلی میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَیْفَ یا تَبَّتْ شروع کردی، اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر اِذَا جَآءَ پڑھنے کی اجازت نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۲ بہ نسبت ایک بڑی آیت کے تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا افضل ہے اور جز و سورت اور پوری سورت میں افضل وہ ہے جس میں زیادہ آیتیں ہوں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۳ رکوع کے لیے تکبیر کہی، مگر ابھی رکوع میں نہ گیا تھا یعنی گھٹنوں تک ہاتھ پہنچنے کے قابل نہ جُھکا تھا کہ اور زیادہ پڑھنے کا ارادہ ہوا تو پڑھ سکتا ہے، کچھ حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسائل قراءت بیرون نماز

مسئلہ ۴۴ قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور سب عبادت ہیں۔[5]

مسئلہ ۴۵ مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا مستحب ہے[6] اور ابتدائے سورت میں بسم اللہ سنت، ورنہ مستحب اور اگر جو آیت پڑھنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدا میں ضمیر مولیٰ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، جیسے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تو اس صورت میں اعوذ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کا استحباب

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ج۲، ص۳۳۰.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج۲، ص۳۳۰، وغيره. 3 ...... المرجع السابق، ص۳۳۱.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۹.

5 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص۴۹۵.

6 ...... فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی "فتاویٰ فیض الرسول"، جلد 1، صفحہ 351 پر فرماتے ہیں: کہ "تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اور بے شک بہار شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیہ کا حوالہ ہے، حالانکہ غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۶۳ میں ہے التعوذ يستحب مرة واحدة ما لم يفصل بعمل دنيوي. (یعنی ایک مرتبہ تعوذ پڑھنا مستحب ہے جب تک اس تلاوت میں کوئی دنیاوی کام حائل نہ ہو)۔ تو معلوم ہوا کہ بہار شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں کی وجہ سے غلط چھپ گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔" اسی وجہ سے ہم نے "مستحب" کردیا ہے۔

مؤکد ہے، درمیان میں کوئی دنیوی کام کرے تو اعوذ باللہ بسم اللہ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا سبحان اللہ اور کلمۂ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھے، اَعُوْذُ بِاللّٰہ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں۔[1] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۶ سورۂ براءت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ بِسْمِ اللّٰه کہہ لے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورت براءت آگئی تو تسمیہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔[2] (غنیہ) اور اس کی ابتدا میں نیا تعوذ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے، بے اصل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ توبہ ابتداً بھی پڑھے، جب بھی بسم اللہ نہ پڑھے، یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴۷ گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اوّل شب کو، کہ حدیث میں ہے: ''جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔'' اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۴۸ تین دن سے کم میں قرآن کا ختم خلافِ اَولیٰ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے سمجھا نہیں۔''[4] اس حدیث کو ابو داود و ترمذی و نسائی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مسئلہ ۴۹ جب ختم ہو تو تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا بہتر ہے، اگرچہ تراویح میں ہو، البتہ اگر فرض نماز میں ختم کرے، تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔[5] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۰ لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور مونھ کھلا ہو، یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ۵۱ غسل خانہ اور مواضعِ نجاست[7] میں قرآن مجید پڑھنا، ناجائز ہے۔[8] (غنیہ)

---

1 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٥، وغيرها.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق، ص٤٩٦.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، الحديث: ١٣٩٤، ج٢، ص٧٩.

5 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٦، وغيرها.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... یعنی نجاست کی جگہوں۔

8 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٦.

مسئلہ ۵۲ جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمع بغرض سننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔[1] (غنیہ، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۵۳ مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۴ بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس پر گناہ۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۵۵ جہاں کوئی شخص علمِ دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علمِ دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں، وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۵۶ قرآن مجید سننا، تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔[5] (غنیہ)

مسئلہ ۵۷ تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظم دینی، بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے، تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ۵۸ عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے، کہ اگرچہ وہ اسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت سنانے کی اجازت نہیں۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۵۹ قرآن پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''میری امت کے ثواب مجھ پر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے، تو اس سے بڑھ

---

1 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٧، و "الفتاوى الرضوية"، ج٢٣، ص٣٥٢.

2 ...... "الدر المختار"

3 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٧.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اس نے بھلا دیا۔'' [1] اس حدیث کو ابوداود و ترمذی نے روایت کیا، دوسری روایت میں ہے، ''جو قرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔'' [2] اس حدیث کو ابوداود و دارمی و نسائی نے روایت کیا اور قرآن مجید میں ہے کہ: ''اندھا ہو کر اُٹھے گا۔'' [3]

مسئلہ ۶۰ جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سُننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ [4] (غنیہ) اسی طرح اگر کسی کا مُصحف شریف اپنے پاس عاریت ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے، بتا دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۶۱ قرآن مجید نہایت باریک قلم سے لکھ کر چھوٹا کر دینا جیسا آج کل تعویذی قرآن چھپے ہیں مکروہ ہے، کہ اس میں تحقیر کی صورت ہے۔ [5] (غنیہ) بلکہ حمائل [6] بھی نہ چاہیے۔

مسئلہ ۶۲ قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ [7] (غنیہ)

مسئلہ ۶۳ دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں اور مُصحف شریف کو مطلا [8] کرنے میں حرج نہیں۔ [9] (غنیہ) بلکہ بہ نیت تعظیم مستحب ہے۔

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل القرآن، ۱۹ ـ باب، الحديث: ۲۹۲۵، ج٤، ص ٤۲۰.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب التشديد فيمن حفظ القرآن ثم نسيه، الحديث: ۱٤۷٤، ج۲، ص۱۰۷.

3 ...... قرآن مجید میں ہے: ﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ ...الآیة ﴾ پ ١٦، طٰہ: ١٢٤.

''جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اس کے لئے تنگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے، کہے گا، اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو انکھیارا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یو ہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تُو نے انھیں بُھلا دیا اور ایسے ہی آج تُو بُھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔''

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''وہ قرآن مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا مستحق ہو، جو اس باب میں وارد ہوئیں، پھر آپ نے مذکورہ آیہ و ترجمہ لکھا۔ ("الفتاوی الرضوية"، ج۲۳، ص٦٤٦).

4 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤۹۸.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... یعنی چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔

7 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤۹۷.

8 ...... یعنی سونے سے آراستہ۔

9 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤۹۸.

قراءت میں غلطی ہو جانے کا بیان

اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱: اعرابی غلطیاں اگر ایسی ہوں جن سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو مفسد نہیں، مثلاً لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتِكُمْ، نَعْبُدُ اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو، تو احوط یہ ہے کہ اعادہ کرے، مثلاً ﴿ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ ﴾[1] میں میم کو زبر اور بے کو پیش پڑھ دیا اور ﴿ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاؕ ﴾[2] میں جلالت کو رفع اور العلما کو زبر پڑھا اور ﴿فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴾[3] میں ذال کو زیر پڑھا، ﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ ﴾[4] میں کاف کو زیر پڑھا، ﴿ الْمُصَوِّرُ ﴾[5] کے واؤ کو زبر پڑھا۔[6] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: تشدید کو تخفیف پڑھا جیسے ﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ﴾[7] میں ی پر تشدید نہ پڑھی، ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ﴾[8] میں ب پر تشدید نہ پڑھی، ﴿ وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ﴾[9] میں ت پر تشدید نہ پڑھی، نماز ہوگئی۔[10] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مخفف کو مشدد پڑھا جیسے ﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ ﴾[11] میں ذال کو تشدید کے ساتھ پڑھا یا ادغام ترک کیا جیسے ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ ﴾[12] میں لام ظاہر کیا، نماز ہو جائے گی۔[13] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... پ١٦، طٰہٰ: ١٢١.

2 ...... پ٢٢، فاطر: ٢٨.

3 ...... پ١٩، النمل: ٥٨.

4 ...... پ١، الفاتحۃ: ٤.

5 ...... پ٢٨، الحشر: ٢٤.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨١.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٣.

7 ...... پ١، الفاتحۃ: ٤.

8 ...... پ١، الفاتحۃ: ١.

9 ...... پ٢٢، الاحزاب: ٦١.

10 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨١.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٤.

11 ...... پ٢٤، الزمر: ٣٢.

12 ...... پ١، الفاتحۃ: ٥.

13 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨١.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة... إلخ، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٥.

مسئلہ ۴: حرف زیادہ کرنے سے اگر معنی نہ بگڑیں نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے ﴿ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾[1] میں ر کے بعد ی زیادہ کی، ﴿ هُمُ الَّذِيْنَ ﴾[2] میں میم کو جزم کرکے الف ظاہر کیا اور اگر معنی فاسد ہوجائیں، جیسے ﴿ زَرَابِيُّ ﴾[3] کو زَرَابِيبَ، ﴿ مَثَانِيَ ﴾[4] کو مثانین پڑھا، تو نماز فاسد ہوجائیگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: کسی حرف کو دوسرے کلمہ کے ساتھ وصل کردینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، جیسے ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ یوہیں کلمہ کے بعض حرف کو قطع کرنا بھی مفسد نہیں، یوہیں وقف و ابتدا کا بے موقع ہونا بھی مفسد نہیں، اگرچہ وقف لازم ہو مثلاً ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾[6] پر وقف کیا، پھر پڑھا ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴾[7] یا ﴿ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴾[8] پر وقف نہ کیا اور ﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ ﴾[9] پڑھ دیا اور ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ ﴾[10] پر وقف کرکے اِلَّا هُوَ پڑھا ان سب صورتوں میں نماز ہوجائے گی مگر ایسا کرنا بہت قبیح ہے۔[11] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶: کوئی کلمہ زیادہ کردیا، تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں، اگر معنی فاسد ہوجائیں گے، نماز جاتی رہے گی، جیسے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ اور اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا وَجَمَالًا اور اگر معنی متغیر نہ ہوں، تو فاسد نہ ہوگی اگرچہ قرآن میں اس کا مثل نہ ہو، جیسے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا اور فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ تُفَّاحٌ وَّ رُمَّانٌ ۔[12] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے ﴿ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ﴾[13] میں دوسرے سَيِّئَة

---

1. ...... پ ۲۱، لقمٰن: ۱۷.
2. ...... پ۲۸، المنٰفقون: ۷.
3. ...... پ ۳۰، الغاشية: ۱٦.
4. ...... پ۲۳، الزمر: ۲۳.
5. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص۷۹.
6. ...... پ ۳۰، البروج: ۱۱.
7. ...... پ ۳۰، البينة: ۷.
8. ...... پ۲۸، الحشر: ۲۰.
9. ...... پ۲٤، المؤمن: ۷.
10. ...... پ۳، اٰل عمرٰن: ۱۸.
11. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص۷۹، ۸۲، وغيره.
12. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص ۸۰، وغيره.
13. ...... پ۲۵، الشورٰی: ٤۰.

کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں، جیسے ﴿ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [1] میں لا نہ پڑھا، تو نماز فاسد ہوگئی۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی حرف کم کر دیا اور معنی فاسد ہوں جیسے خَلَقْنَا بلا خ کے اور جَعَلْنَا بغیر ج کے، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی فاسد نہ ہوں مثلاً بروجہ ترخیم شرائط کے ساتھ حذف کیا جیسے يَا مَالِكُ میں يَا مَالُ پڑھا تو فاسد نہ ہوگی، یوہیں تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا میں تعالَ پڑھا، ہو جائے گی۔ [3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا، اگر معنی فاسد نہ ہوں نماز ہو جائے گی جیسے عَلِيْمٌ کی جگہ حَكِيْمٌ، اور اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوگی جیسے ﴿ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴾ [4] میں فٰعِلِيْنَ کی جگہ غٰفِلِيْنَ پڑھا، اگر نسب میں غلطی کی اور منسوب الیہ قرآن میں نہیں ہے، نماز فاسد ہوگئی جیسے مَرْيَمُ ابْنَةُ غَيْلَانَ پڑھا اور قرآن میں ہے تو فاسد نہ ہوئی جیسے مَرْيَمُ ابْنَةُ لُقْمَانَ۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حروف کی تقدیم و تاخیر میں بھی اگر معنی فاسد ہوں، نماز فاسد ہے ورنہ نہیں، جیسے ﴿ قَسْوَرَةٍ ﴾ [6] کو قَوْسَرَةٍ پڑھا، عَصْفٍ کی جگہ عَفْصٍ پڑھا، فاسد ہوگئی اور اِنْفَجَرَتْ کو اِنْفَرَجَتْ پڑھا تو نہیں، یہی حکم کلمہ کی تقدیم تاخیر کا ہے، جیسے ﴿ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴾ [7] میں شَهِيْقٌ کو زَفِيْرٌ پر مقدم کیا، فاسد نہ ہوئی اور اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ پڑھا، فاسد ہوگئی۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے ﴿ وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ ﴾ [9] پر وقف کر کے ﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴾ [10] پڑھا، یا ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ [11] پر

---

1. ...... پ ۳۰، الانشقاق: ۲۰.
2. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج ۲، ص ۴۷۶.
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج ۲، ص ۴۷۶.
4. ...... پ ۱۷، الانبياء: ۱۰۴.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰.
6. ...... پ ۲۹، المدثر: ۵۱.
7. ...... پ ۱۲، هود: ۱۰۶.
8. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰.
9. ...... پ ۳۰، العصر: ۱-۲.
10. ...... پ ۳۰، المطففين: ۲۲.
11. ...... پ ۳۰، البينة: ۷.

وقف کیا، پھر پڑھا ﴿اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ [1] نماز ہوگئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ﴾ [2] کی جگہ فَلَهُمْ جَزَآءُنِ الْحُسْنٰى پڑھا، نماز ہوگئی۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کسی کلمہ کو مکرّر پڑھا، تو معنی فاسد ہونے میں نماز فاسد ہوگی جیسے رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مٰلِكِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ جب کہ بقصد اضافت پڑھا ہو یعنی رب کا رب، مالک کا مالک اور اگر بقصد تصحیح مخارج مکرّر کیا یا بغیر قصد زبان سے مکرّر ہو گیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے، اس پر کوشش کرنا ضروری ہے، اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ وعلما کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں، تو اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوئی، اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم اس کی تفصیل باب الامامۃ میں مذکور ہوگی۔

مسئلہ ۱۴: ط ت، س ث ص، ذ ز ظ، ا ء ع، ہ ح، ض ظ د، ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں، ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو س ش، ز ج، ق ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔

مسئلہ ۱۵: مد، غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ بے موقع پڑھا، یا جہاں پڑھنا ہے نہ پڑھا، تو نماز ہو جائے گی۔ [5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: لحن کے ساتھ قرآن پڑھنا حرام ہے اور سُننا بھی حرام، مگر مدولین [6] میں لحن ہوا، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ [7] (عالمگیری) اگر فاحش نہ ہو کہ تان کی حد تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کے لیے مؤنث کے صیغے یا ضمیر ذکر کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ [8]

---

1 ...... پ ۳۰، البينة: ٦.
2 ...... پ ١٦، الكهف: ١٠٧.
3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ١، ص ٨٠.
4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، مطلب: إذا قرأ قوله... إلخ، ج ٢، ص ٤٧٨.
5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ١، ص ٨١.
6 ...... واو، ی، الف ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مدولین کہتے ہیں۔ یعنی واو کے پہلے پیش اور ی کے پہلے زیر الف کے پہلے زبر۔ ۱۲
7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ١، ص ٨٢.
8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج ١، ص ٨٢.

اِمامت کا بیان

حدیث ۱ ابو داود و ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کے اچھے لوگ اذان کہیں اور ''قُرّا'' اِمامت کریں۔'' [1] (کہ اس زمانہ میں جو زیادہ قرآن پڑھا ہوتا وہی علم میں زیادہ ہوتا)۔

حدیث ۲ صحیح مسلم کی روایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ اِمامت کا زیادہ مستحق اقرء ہے [2] یعنی قرآن زیادہ پڑھا ہوا۔

حدیث ۳ ابو الشیخ کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ فرمایا: ''امام و مؤذن کو ان سب کی برابر ثواب ہے، جنھوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔'' [3]

حدیث ۴ ابو داود و ترمذی روایت کرتے ہیں کہ ابو عطیہ عقیلی کہتے ہیں کہ: ''مالک بن حویرث رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمارے یہاں آیا کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت آ گیا، ہم نے کہا: آگے بڑھیے، نماز پڑھایئے، فرمایا: اپنے میں سے کسی کو آگے کرو کہ نماز پڑھائے اور بتا دوں گا کہ میں کیوں نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے ہیں: ''جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے، تو اُن کی اِمامت نہ کرے اور یہ چاہیے کہ انہیں میں کا کوئی اِمامت کرے۔'' [4]

حدیث ۵ ترمذی ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''تین شخصوں کی نماز کانوں سے متجاوز نہیں ہوتی، بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس آئے اور جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور کسی گروہ کا امام کہ وہ لوگ اس کی اِمامت سے کراہیت کرتے ہوں۔'' [5] (یعنی کسی شرعی قباحت کی وجہ سے)۔

حدیث ۶ ابن ماجہ کی روایت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے یوں ہے، کہ ''تین شخصوں کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، ایک وہ شخص کہ قوم کی اِمامت کرے اور وہ لوگ اس کو بُرا جانتے ہوں اور وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور دو مسلمان بھائی باہم جو ایک دوسرے کو کسی دنیاوی وجہ سے چھوڑے ہوں۔'' [6]

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من أحق با لإمامة، الحديث: ٥٩٠، ج١، ص٢٤٢.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب من أحق بالإمامة الحديث: ٦٧٢، ص٣٣٧.

3 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٠٣٧٠، ج٧، ص٢٣٩.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب امامة الزائر، الحديث: ٥٩٦، ج١، ص٢٤٤.

و "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن زار قوما فلا يصل بهم، الحديث: ٣٥٦، ج١، ص٣٧٢.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن أمّ قوما وهم له كارهون، الحديث: ٣٦٠، ج١، ص٣٧٥.

6 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلاة... إلخ، باب من أمّ قوما وهم له كارهون، الحديث: ٩٧١، ج١، ص٥١٦.

حدیث ۷ ابوداود و ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو شخص قوم کے آگے ہو یعنی امام ہو اور وہ لوگ اس سے کراہیت کرتے ہوں اور وہ شخص کہ نماز کو پیٹھ دے کر آئے یعنی نماز فوت ہونے کے بعد پڑھے اور وہ شخص جس نے آزاد کو غلام بنایا۔'' (1)

حدیث ۸ امام احمد و ابن ماجہ سلامہ بنت الحر رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''قیامت کی علامات سے ہے کہ باہم اہل مسجد اِمامت ایک دوسرے پر ڈالیں گے، کسی کو امام نہیں پائیں گے کہ ان کو نماز پڑھاوے۔'' (2) (یعنی کسی میں اِمامت کی صلاحیت نہ ہوگی)۔

حدیث ۹ بخاری کے علاوہ صحاح ستہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''کسی کے گھر یا اسکی سلطنت میں اِمامت نہ کی جائے، نہ اس کی مسند پر بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت سے۔'' (3)

حدیث ۱۰ بخاری و مسلم وغیرہما ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جب کوئی اوروں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کہ ان میں بیمار اور کمزور اور بوڑھا ہوتا ہے اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔'' (4)

حدیث ۱۱ امام بخاری ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور طویل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں، لہٰذا نماز میں اختصار کر دیتا ہوں کہ جانتا ہوں، اس کے رونے سے اس کی ماں کو غم لاحق ہوتا ہے۔'' (5)

حدیث ۱۲ صحیح مسلم میں ہے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: کہ ''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب پڑھ چکے، ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، رکوع و سجود و قیام اور نماز سے پھرنے میں مجھ پر سبقت نہ کرو کہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' (6)

حدیث ۱۳ امام مالک کی روایت انہیں سے اس طرح ہے، کہ فرمایا: کہ ''جو امام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا اور جھکاتا

---

1 ...... "سنن ابن ماجہ"، أبواب اقامة... إلخ، باب من أمّ... إلخ، الحديث: ۹۷۰، ج۱، ص۵۱۵، عن عبدالله بن عمرو.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في كراهية التدافع عن الإمامة، الحديث: ۵۸۱، ج۱، ص۲۳۹.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة، الحديث: ۲۹۱-(۶۷۳)، ص۳۳۸.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه... إلخ، الحديث: ۷۰۳، ج۱، ص۲۵۲ وغيره.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب من أخف الصلاة... إلخ، الحديث: ۷۰۷، ج۱، ص۲۵۳.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع... إلخ، الحديث: ۴۲۶، ص۲۲۸.

ہے، اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں۔" [1]

حدیث ۱۴: بخاری و مسلم وغیرہما ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "کیا جو شخص امام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے، اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کردے؟" [2] بعض محدثین سے منقول ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث لینے کے لیے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق میں گئے اور ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے، مدتوں تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر ان کا مونھ نہ دیکھا، جب زمانہ دراز گزرا اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو حدیث کی بہت خواہش ہے تو ایک روز پردہ ہٹا دیا، دیکھتے کیا ہیں کہ اُن کا مونھ گدھے کا سا ہے، انہوں نے کہا، "صاحب زادے! امام پر سبقت کرنے سے ڈرو کہ یہ حدیث جب مجھ کو پہنچی میں نے اسے مستبعد [3] جانا اور میں نے امام پر قصداً سبقت کی، تو میرا مونھ ایسا ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔" [4]

حدیث ۱۵: ابو داود ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ "تین باتیں کسی کو حلال نہیں، جو کسی قوم کی اِمامت کرے تو ایسا نہ کرے کہ خاص اپنے لیے دُعا کرے، اُنھیں چھوڑ دے، ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور کسی کے گھر کے اندر بغیر اجازت نظر نہ کرے اور ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور پاخانہ پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے، بلکہ ہلکا ہولے یعنی فارغ ہولے۔" [5]

احکام فقہیہ

اِمامت کبریٰ کا بیان حصّہ عقائد میں مذکور ہوا۔ اس باب میں امامتِ صغریٰ یعنی اِمامت نماز کے مسائل بیان کیے جائیں گے، اِمامت کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔

(شرائط اِمامت)

مسئلہ ۱: مرد غیر معذور کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں:

---

1. ...... "الموطا" لإمام مالك، كتاب الصلاة، باب ما يفعل من رفع رأسه قبل الإمام، الحديث: ۲۱۲، ج۱، ص۱۰۲، عن أبي هريرة رضي الله عنه.
2. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع... إلخ، الحديث: ۴۲۷، ص۲۲۸.
3. ...... یعنی بعض راویوں کی عدم صحت کے باعث دور از قیاس۔
4. ...... "مرقاة المفاتيح"، كتاب الصلاة، تحت الحديث: ۱۱۴۱، ج۳، ص۲۲۱. لكن لم يذكر النووي.
5. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب أيصلي الرجل وهو حاقن، الحديث: ۹۰، ج۱، ص۶۶.

(۱) اسلام۔

(۲) بلوغ۔

(۳) عاقِل ہونا۔

(۴) مرد ہونا۔

(۵) قراءت۔

(۶) معذور نہ ہونا۔[1]

مسئلہ ۲: عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں، عورت بھی امام ہو سکتی ہے، اگرچہ مکروہ ہے۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۳: نابالغوں کے امام کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ نابالغ بھی نابالغوں کی اِمامت کر سکتا ہے، اگر سمجھ وال ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: معذور اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی اِمامت کر سکتا ہے، کم عذر والے کی اِمامت نہیں کر سکتا اور اگر امام ومقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں، مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے، دوسرے کو قطرہ آنے کا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کر سکتا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: طاہر معذور کی اقتدا نہیں کر سکتا جبکہ حالت وضو میں حدث پایا گیا، یا بعد وضو وقت کے اندر طاری ہوا، اگرچہ نماز کے بعد اور اگر نہ وضو کے وقت حدث تھا، نہ ختم وقت تک اس نے عود کیا تو یہ نماز جو اس نے انقطاع پر پڑھی، اس میں تندرست اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶: معذور اپنے مثل معذور کی اقتدا کر سکتا ہے اور ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتدا نہیں کر سکتا، نہ ایک عذر والا دوسرے عذر والے کی اور دو عذر والا ایک عذر والے کی اقتدا کر سکتا ہے، جب کہ وہ ایک عذر اسی کے دو میں سے ہو۔[6] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "نور الإيضاح" كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص۷۳.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج۲، ص۳۳۷، ۳٦٥.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج۲، ص۳۳۷.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية... إلخ، ج۲، ص۳۸۹.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۸۹.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۸۹، وغيره.

مسئلہ ۷ معذور نے اپنے مثل دوسرے معذور اور صحیح کی امامت کی، صحیح کی نہ ہوگی اوروں کی ہو جائے گی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸ وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرّا کہتا ہو۔ قدری، جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدار الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی۔[2] (عالمگیری، غنیہ) اس سے سخت تر حکم وہابیۂ زمانہ کا ہے کہ اللہ عزوجل و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم ازکم مسلمان ہی جانتے ہیں۔

مسئلہ ۹ جس بدمذہب کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز، مکروہ تحریمی ہے۔[3] (عالمگیری)

(شرائط اقتدا)

اقتدا کی تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں:

(۱) نیت اقتدا۔

(۲) اور اس نیت اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا، بشرطیکہ صورت تقدم میں کوئی اجنبی نیت و تحریمہ میں فاصل نہ ہو۔

(۳) امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔

(۴) دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نماز مقتدی کو متضمن ہو۔

(۵) امام کی نماز مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا۔ اور

(۶) امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا۔

(۷) عورت کا محاذی[4] نہ ہونا ان شروط کے ساتھ جو مذکور ہوں گی۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۸۹.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.

و "غنیۃ المتملي"، الأولیٰ بالإمامۃ، ص٥١٤.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.

4 ...... یعنی برابر۔

(۸) مقتدی کا امام سے مقدم[1] نہ ہونا۔

(۹) امام کے انتقالات کا علم ہونا۔

(۱۰) امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم[2] ہو۔

(۱۱) ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔

(۱۲) ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔

(۱۳) یوہیں شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔[3]

مسئلہ ۱۰: سوار نے پیدل کی یا پیدل نے سوار کی اقتدا کی یا مقتدی و امام دونوں دو سواریوں پر ہیں، ان تینوں صورتوں میں اقتدا نہ ہوئی کہ دونوں کے مکان مختلف ہیں۔ اور اگر دونوں ایک سواری پر سوار ہوں، تو پیچھے والا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے کہ مکان ایک ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی جا سکے، تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔ یوہیں اگر بیچ میں نہر ہو جس میں کشتی یا بجرا[5] چل سکے تو اقتدا صحیح نہیں، اگرچہ وہ نہر بیچ مسجد میں ہو اور اگر بہت تنگ نہر ہو جس میں بجرا بھی نہ تیر سکے، تو اقتدا صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: بیچ میں حوض دَہ در دَہ ہے تو اقتدا نہیں ہو سکتی، مگر جب کہ حوض کے گرد صفیں برابر متصل ہوں اور اگر چھوٹا حوض ہے، تو اقتدا صحیح ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: بیچ میں چوڑا راستہ ہے، مگر اس راستہ میں صف قائم ہوگئی، مثلاً کم سے کم تین شخص کھڑے ہوگئے تو ان کے پیچھے دوسرے لوگ امام کی اقتدا کر سکتے ہیں، بشرطیکہ ہر دو صف اور صفِ اوّل و امام کے درمیان بیل گاڑی نہ جا سکے یعنی اگر راستہ زیادہ چوڑا ہو کہ ایک سے زیادہ صفیں اس میں ہو سکتی ہیں تو اتنی ہولیں کہ دو صفوں کے درمیان بیل گاڑی نہ جا سکے، یوہیں اگر راستہ لنبا

---

1. ...... یعنی آگے۔
2. ...... یہ حقیقۃً صحت اقتدا کی شرط نہیں بلکہ حکم صحت اقتدا کے لیے شرط ہے ولہٰذا بعد نماز اگر حال معلوم ہو جائے نماز صحیح ہوگئی۔ ۱۲ منہ
3. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج۲، ص۳۳۸۔۳۳۹.
4. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط... إلخ، ج۲، ص۳۹۵.
5. ...... یعنی ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی۔
6. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، ج۲، ص۴۰۰.
7. ...... "ردالمحتار" کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج۲، ص۴۰۰.

ہو یعنی مثلاً ہمارے ملکوں میں پورب پچھم [1] ہو تو بھی ہر دو صفوں میں اور امام و مقتدی میں وہی شرط ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ نہر پر پُل ہے اور اس پر صفیں متصل ہوں تو امام اگرچہ نہر کے اس طرف ہے، اس طرف والا اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵ میدان میں جماعت قائم ہوئی، اگر امام و مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اس میں دو صفیں قائم ہوسکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں، بڑی مسجد مثلاً مسجد قدس کا بھی یہی حکم۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ بڑا مکان میدان کے حکم میں ہے اور اس مکان کو بڑا کہیں گے، جو چالیس ہاتھ ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷ مسجدِ عیدگاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں ہو مانع اقتدا نہیں، اگرچہ بیچ میں دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ میدان میں جماعت قائم ہوئی، پہلی دو صفوں نے ابھی اللہ اکبر نہ کہا تھا کہ تیسری صف نے امام کے بعد تحریمہ باندھ لیا، اقتدا صحیح ہوگئی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹ میدان میں جماعت ہوئی اور صفوں کے درمیان بقدر حوض دَہ دردَہ کے خالی چھوڑا کہ اس میں کوئی کھڑا نہ ہوا، تو اگر اس خالی جگہ کے آس پاس یعنی دہنے بائیں صفیں متصل ہیں تو اس جگہ کے بعد والے کی اقتدا صحیح ہے، ورنہ نہیں اور دَہ دردَہ سے کم جگہ خالی بچی ہے تو پیچھے والے کی اقتدا صحیح ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ دو کشتیاں باہم بندھی ہوں ایک پر امام ہے، دوسری پر مقتدی تو اقتدا صحیح ہے اور جدا ہوں تو نہیں۔ اور اگر کشتی کنارے پر رُکی ہوئی ہے اور امام کشتی پر ہے اور مقتدی خشکی میں تو اگر درمیان میں راستہ ہو یا بڑی نہر کے برابر فاصلہ ہو تو اقتدا صحیح نہیں، ورنہ ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار) یعنی جب امام اُترنے پر قادر نہ ہو، اس لیے کہ جو شخص کشتی سے اُتر کر خشکی میں

---

1 ...... مشرق و مغرب۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار" كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج۲، ص ٤٠١.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص ٤٠٠.

4 ...... "ردالمحتار" كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج۲، ص ٤٠١.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۷.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج۲، ص ٤٠١.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج۲، ص ٤٠٢.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، مطلب في الصلاة في السفينة، ج۲، ص ٦٩١.

پڑھ سکتا ہے اس کی کشتی پر نماز ہوگی ہی نہیں، ہاں اگر کشتی زمین پر بیٹھ گئی تو اس پر بہر حال نماز صحیح ہے کہ اب وہ تخت کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۲۱ جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی منتہائے مسجد میں اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ امام و مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اگر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں، مثلاً اس کی یا مکبّر کی آواز سنتا ہو یا اس کے یا اس کے مقتدیوں کے انتقالات دیکھتا ہے تو حرج نہیں، اگرچہ اس کے لیے امام تک پہنچنے کا راستہ نہ ہو، مثلاً دروازہ میں جالیاں ہیں کہ امام کو دیکھ رہا ہے، مگر کھلا نہیں ہے کہ جانا چاہے تو جاسکے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ امام و مقتدی کے درمیان ممبر حائل ہونا مانع اقتدا نہیں، جب کہ امام کا حال مشتبہ نہ ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴ جس مکان کی چھت مسجد سے بالکل متصل ہو کہ بیچ میں راستہ نہ ہو تو اس چھت پر سے اقتدا ہو سکتی ہے اور اگر راستہ کا فاصلہ ہو، تو نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵ مسجد کے متصل کوئی دالان ہے، اس میں مقتدی اقتدا کر سکتا ہے جبکہ امام کا حال مخفی نہ ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶ مسجد سے باہر چبوترہ ہے اور امام مسجد میں ہے، مقتدی اس چبوترے پر اقتدا کر سکتا ہے جب کہ صفیں متصل ہوں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ وقت نماز میں تو یہی معلوم تھا کہ امام کی نماز صحیح ہے بعد کو معلوم ہوا کہ صحیح نہ تھی، مثلاً مسحِ موزہ کی مدّت گزر چکی تھی یا بھول کر بے وضو نماز پڑھائی، تو مقتدی کی نماز بھی نہ ہوئی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو تو جب بھی اقتدا صحیح نہ ہوئی، مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے خون نکل کر بہ گیا جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور بغیر وضو کیے اِمامت کی، حنفی اس کی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج١، ص٨٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤٠٢.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج٢، ص٤٠٣.

4 ...... المرجع السابق، ص٤٠٤.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج١، ص٨٨.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج٢، ص٣٣٩.

اقتدا نہیں کرسکتا، اگر کرے گا نماز باطل ہوگی اور اگر امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح نہ ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہے، جب کہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو مثلاً شافعی امام نے عورت یا عضوِ تناسل چھونے کے بعد بغیر وضو کیے بھول کر اِمامت کی، حنفی اس کی اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ اس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اس نے وضو نہ کیا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: شافعی یا دوسرے مقلد کی اقتدا اس وقت کرسکتے ہیں، جب وہ مسائل طہارت و نماز میں ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہو یا معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ حنفیہ کے طور پر غیر طاہر کہا جائے، نہ نماز اس قسم کی ہو کہ ہم اُسے فاسد کہیں پھر بھی حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے، نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے، مگر مکروہ اور اگر معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت نہیں کی ہے، تو باطل محض ہے۔[2] (عالمگیری، غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا، اس وقت مرد کے لیے مانع اقتدا ہے جب کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو تین مردوں کی نماز جاتی رہے گی، دو دہنے بائیں اور ایک پیچھے والے کی۔ اور دو عورتیں ہوں تو چار مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، دو دہنے بائیں دو پیچھے اور تین عورتیں ہوں تو دو دہنے بائیں اور پیچھے کی ہر صف سے تین تین شخص کی اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں، ان سب کی نماز نہ ہوگی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: مسجد میں بالا خانہ ہے، اس پر عورتوں نے امام مسجد کی اقتدا کی اور بالا خانہ کے نیچے مردوں نے اسی کی اقتدا کی اگرچہ مرد عورتوں سے پیچھے ہوں نماز فاسد نہ ہوگی اور عورتوں کی صف نیچے ہو اور مرد بالا خانہ پر، تو ان میں جتنے مرد عورتوں کی صف سے پیچھے ہوں گے، ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: شروط الإمامۃ الکبری، ج۲، ص۳۳۹.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب في الاقتداء بشافعي... إلخ، ج۲، ص۳٦۱.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۹۸.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب في الکلام علی الصف الأوّل، ج۲، ص۳۸۰.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۷.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۳۹۹.

مسئلہ ۳۳ ایک ہی صف میں ایک طرف مرد کھڑے ہوئے، دوسری طرف عورتیں تو صرف ایک مرد کی نماز نہیں ہوگی جو درمیان میں ہے، باقیوں کی ہو جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ اس وجہ سے کہ مقتدی کے پاؤں امام سے بڑے ہیں، اس کی اُنگلیاں اس کی اُنگلیوں سے آگے ہیں، مگر ایڑیاں برابر ہوں، تو نماز ہو جائے گی۔[2] (ردالمحتار)

(اِمامت کا زیادہ حقدار کون ھے)

مسئلہ ۳۵ سب سے زیادہ مستحق اِمامت وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ[3] نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش[4] سے بچتا ہو، اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا، اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے، پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزت والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں، غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ اِمامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۶ امام معین ہی اِمامت کا حق دار ہے، اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔[6] (درمختار) یعنی جب کہ وہ امام جامع شرائط امام ہو، ورنہ وہ اِمامت کا اہل ہی نہیں، بہتر ہونا درکنار۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج١، ص٨٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: اذا صلى الشافعي قبل الحنفي... إلخ، ج٢، ص٣٦٨.

3 ...... یعنی مہارت۔

4 ...... یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتا ہو، جو مروّت کے خلاف ہیں۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٠ ـ ٣٥٤، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٤.

مسئلہ ۳۷ کسی کے مکان میں جماعت قائم ہوئی اور صاحب خانہ میں اگر شرائط اِمامت پائے جائیں تو وہی اِمامت کے لیے اولیٰ ہے، اگرچہ اور کوئی اس سے علم وغیرہ میں بہتر ہو، ہاں افضل یہ ہے کہ صاحب خانہ ان میں سے بوجہ فضیلت علم کسی کو مقدم کرے کہ اس میں اس کا اعزاز ہے اور اگر وہ مہمان خود ہی آگے بڑھ گیا، تو بھی نماز ہو جائے گی۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸ کرایہ کا مکان ہے، اس میں مالک مکان اور کرایہ دار اور مہمان تینوں موجود ہیں تو کرایہ دار احق[2] ہے، وہی اجازت دے گا اور اسی سے اجازت لی جائے گی، یہی حکم اس کا ہے کہ مکان میں بطور عاریت[3] رہتا ہو کہ یہی احق ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ سلطان و امیر و قاضی کسی کے گھر مجتمع ہوئے تو احق سلطان ہے، پھر امیر، پھر قاضی، پھر صاحب خانہ۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰ کسی شخص کی اِمامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں، تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو کراہت نہیں، بلکہ اگر وہی حق ہو، تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۱ کوئی شخص صالح اِمامت ہے اور اپنے محلّہ کی اِمامت نہیں کرتا اور وہ ماہِ رمضان میں دوسرے محلّہ والوں کی اِمامت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ عشا کا وقت آنے سے پہلے چلا جائے، وقت ہو جانے کے بعد جانا مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲ امام کو چاہیے کہ جماعت کی رعایت کرے اور قدرِ مسنون سے زیادہ طویل قراءت نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳ بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حدِ کفر کو نہ پہنچی ہو اور فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زناکار، سود خوار،

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني، ج١، ص٨٣.

2 ...... یعنی زیادہ حقدار۔

3 ...... یعنی دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني، ج١، ص٨٣.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٣٥٤.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٤.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦.

8 ...... المرجع السابق، ص٨٧.

چغل خور، وغیرہم جو کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہیں، ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴۴ غلام، دہقانی[2]، اندھے، ولد الزنا، امرد، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص والے کی جس کا برص ظاہر ہو، سفیہ (یعنی بے وقوف کہ تصرفات مثلاً بیع وشرا[3] میں دھوکے کھاتا ہو) کی اِمامت مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے کہ اس جماعت میں اور کوئی ان سے بہتر نہ ہو اور اگر یہی مستحق اِمامت ہیں تو کراہت نہیں اور اندھے کی اِمامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے۔[4] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۴۵ جس کو کم سوجھتا ہے، وہ بھی اندھے کے حکم میں ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ فاسق کی اقتدا نہ کی جائے مگر صرف جُمُعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے، باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جُمُعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے، دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں۔[6] (غنیہ، ردالمحتار، فتح القدیر)

مسئلہ ۴۷ عورت، خنثیٰ، نابالغ لڑکے کی اقتدا مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ نماز جنازہ و تراویح و نوافل میں اور مرد بالغ ان سب کا امام ہو سکتا ہے، مگر عورت بھی اس کی مقتدی ہو تو امامتِ عورت کی نیت کرے سوا جُمُعہ و عیدین کے کہ ان میں اگرچہ امام نے امامتِ عورت کی نیت نہ کی، اقتدا کر سکتی ہے اور عورت و خنثیٰ عورت کے امام ہو سکتے ہیں، مگر عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، فرائض ہوں یا نوافل پھر بھی اگر عورت عورتوں کی اِمامت کرے، تو امام آگے نہ ہو بلکہ بیچ میں کھڑی ہو اور آگے ہوگی جب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور خنثیٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ صف سے آگے ہو ورنہ نماز ہوگی ہی نہیں، خنثیٰ خنثیٰ کا بھی امام نہیں ہو سکتا۔[7] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۴۸ نماز جنازہ صرف عورتوں نے پڑھی کہ عورت ہی امام اور عورتیں ہی مقتدی، تو اس جماعت میں کراہت

---

1. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ج۲، ص۳۵۶۔۳۶۰، وغيرهما.
2. دیہاتی، اس سے مراد دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو۔
3. یعنی خرید و فروخت۔
4. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۵۵ ۔ ۳۶۰.
و "غنية المتملي شرح منية المصلي"، ص۵۱۴.
5. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۵۵.
6. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۳۵۵.
7. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأوّل، ج۲، ص۳۸۷.

نہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار) بلکہ اگر عورت نماز جنازہ میں مردوں کی اِمامت کرے گی، جب بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی اگرچہ مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۹ مجنون غیر حالت افاقہ میں امام نہیں ہو سکتا اور جب ہوش میں ہو اور معلوم بھی ہو تو ہو سکتا ہے۔ یوہیں جس کو نشہ ہے اس کی اِمامت صحیح نہیں اور معتوہ (مدہوش) اپنے مثل کے لیے امام ہو سکتا ہے اوروں کے لیے نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۰ جس کو کچھ قرآن یاد ہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو، وہ اُمّی کی (یعنی اس کی جس کو کوئی آیت یاد نہیں) اقتدا نہیں کر سکتا اور اُمّی اُمّی کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔ جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں، وہ بھی اُمّی کے مثل ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱ اُمّی گونگے کی اقتدا نہیں کر سکتا، گونگا اُمّی کی کر سکتا ہے اور اگر اُمّی صحیح طور پر تحریمہ بھی باندھ نہیں سکتا تو گونگے کی اقتدا کر سکتا ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲ اُمّی نے اُمّی اور قاری کی (یعنی اس کی کہ بقدر فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو) اِمامت کی، تو کسی کی نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو، یوہیں اگر قاری نے اُمّی کو خلیفہ بنایا ہو، اگرچہ تشہد میں۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵۳ اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کرلے، ورنہ عنداللہ تعالیٰ معذور نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴ جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کر سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی اِمامت بھی کر سکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ

---

1. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٣٦٥.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس، في الإمامة، الفصل الثالث، ج ١، ص ٨٥.
2. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية، ج ٢، ص ٣٨٩.
3. المرجع السابق، ص ٣٩١.
4. المرجع السابق.
5. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع التي تفسد... إلخ، ج ٢، ص ٤١٢، وغيره.
6. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج ١، ص ٨٦.

بھی اسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا، دوسرا اس کو ادا کر لیتا ہے مگر کوئی دوسرا حرف اس سے ادا نہیں ہوتا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کر سکتا اور اگر کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی خود بھی نہیں ہوتی دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہوگی۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں اِمامت درکنار۔ ہکلا جس سے حرف مکرّر ادا ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے ورنہ اس کی اپنی ہو جائے گی اور اپنے مثل یا اپنے سے کمتر[1] کی اِمامت بھی کر سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: قاری نماز پڑھ رہا تھا، اُمّی آیا اور شریک نہ ہوا، اپنی الگ پڑھی، تو اس کی نماز نہ ہوئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: قاری کوئی دوسری نماز پڑھ رہا ہے تو اُمّی کو جائز ہے کہ اپنی پڑھ لے اور انتظار نہ کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: اُمّی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور قاری مسجد کے دروازہ پر ہے یا مسجد کے پڑوس میں، تو اُمّی کی نماز ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: جس کا ستر کھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہو سکتا، ستر کھلے ہوؤں کا امام ہو سکتا ہے اور اگر بعض مقتدی اس قسم کے ہیں بعض ویسے تو ستر چھپانے والوں کی نماز نہ ہوگی کھلے ہوؤں کی ہو جائے گی اور جن کے پاس ستر کے لائق کپڑے نہ ہوں اُن کے لیے افضل یہ ہے کہ تنہا تنہا بیٹھ کر اشارے سے دُور دُور پڑھیں، جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے اور اگر جماعت سے پڑھیں تو امام بیچ میں ہو آگے نہ ہو۔[6] (درمختار، عالمگیری) ستر کھلے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ جس کے پاس کپڑا ہی نہیں کہ چھپائے۔ ہوتے ہوئے نہ چھپایا تو نہ اس کی ہو نہ اس کے پیچھے کسی اور کی، جیسا کہ شروط الصلاۃ میں بیان ہوا۔

مسئلہ ۵۹: جو رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی وہ کہ کھڑے یا بیٹھے رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو، اس کے پیچھے اس کی نماز نہ ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر بیٹھ کر رکوع و سجود کر سکتا ہو تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہو جائے گی۔[7] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

---

1. ...... یعنی جو اس سے زیادہ ہکلاتا ہو۔ ۱۲
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب في الألثغ، ج۲، ص۳۹۵.
3. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۵.
4. ...... المرجع السابق، ص۸۶.
5. ...... المرجع السابق، ص۸۵.
6. ...... المرجع السابق، ص۸۵، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، بحث النیۃ، ج۲، ص۱۰۳، ۳۹۱.
7. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ... إلخ، ج۲، ص۳۹۱.

مسئلہ ۶۰: فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور ایک فرض والے کی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہوسکتی خواہ دونوں کے فرض دو نام کے ہوں، مثلاً ایک ظہر پڑھتا ہو دوسرا عصر یا صفت میں جُدا ہوں، مثلاً ایک آج کی ظہر پڑھتا ہو، دوسرا کل کی اور اگر دونوں کی ایک ہی دن کے ایک ہی وقت کی قضا ہوگئی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، یوہیں اگر امام نے عصر کی نماز غروب سے پہلے شروع کی دو رکعتیں پڑھیں کہ آفتاب غروب ہوگیا، اب دوسرا شخص جس کی اسی دن کی نماز عصر جاتی رہی پچھلی رکعتوں میں اس کی اقتدا کرسکتا ہے، البتہ اگر یہ مقتدی مسافر تھا تو اس کی اقتدا نہیں کرسکتا، مگر غروب سے پہلے نیت اقامت کرلی ہو تو کرسکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: دو شخصوں نے باہم یوں نماز پڑھی کہ ہر ایک نے اِمامت کی نیت کی نماز ہوگئی اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیت کی، تو دونوں کی نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: جس نے کسی نماز کی منت مانی، اس نماز کو نہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، نہ نفل والے کے، نہ اس کے پیچھے کہ منت کی نماز پڑھتا ہے، ہاں اگر ایک کی نذر ماننے کے بعد دوسرے نے یوں نذر کی کہ اس نماز کی منت مانتا ہوں، جو فلاں نے مانی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے نفل نماز پڑھنے کی قسم کھائی، منت والا منت کی نماز اس کے پیچھے بھی نہیں پڑھ سکتا اور یہ قسم کھانے والا فرض اور نفل اور نذر اور دوسرے قسم کھانے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: دو شخص نفل ایک ساتھ پڑھ رہے تھے اور فاسد کردی، تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے اور تنہا تنہا پڑھ رہے تھے اور فاسد کردیں، تو اقتدا نہیں ہوسکتی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: لاحق نہ مسبوق کی اقتدا کرسکتا ہے نہ لاحق کی، یوہیں مسبوق نہ لاحق کی نہ مسبوق کی، نہ ان دونوں کی کوئی دوسرا شخص اقتدا کرسکتا ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية... إلخ، ج٢، ص٣٩١.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٩٢.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٩٢.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط... إلخ، ج٢، ص٣٩٣.

6 ...... المرجع السابق، ص٣٩٤.

مسئلہ ۶۶ جن نمازوں میں قصر ہے وقت گزر جانے کے بعد ان میں مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کرسکتا، خواہ مقیم نے وقت ختم ہونے پر شروع کی ہو یا وقت میں شروع کی اور نماز پوری ہونے سے پہلے وقت ختم ہوگیا، البتہ اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے تحریمہ باندھ لیا اور بعد تحریمہ وقت ختم ہوگیا، تو اقتدا صحیح ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۷ محل اقامت یعنی شہر یا گاؤں میں جو شخص چار رکعت والی نماز پڑھائے اور دو پر سلام پھیر دے، تو ضرور ہے کہ مقتدی کو اس کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ مقتدی خود مقیم ہو یا مسافر، اگر امام نے نہ نماز سے پہلے اپنا مسافر ہونا بتایا نہ بعد کو اور چلا گیا نہ اس کا حال اور طرح معلوم ہوا تو مقتدی اپنی پھر پڑھیں، ہاں اگر جنگل میں یا منزل پر دو پڑھ کر چلا گیا تو ان کی نماز ہو جائے گی، یہی سمجھا جائے گا کہ مسافر تھا۔[2] (خانیہ، بحر)

مسئلہ ۶۸ جہاں بوجہ شرط مفقود ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو، تو وہ نماز سرے سے شروع ہی نہ ہوگی اور اگر بوجہ مختلف نماز ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو تو اس کے نفل ہو جائیں گے، مگر اس نفل کے توڑ دینے سے قضا واجب نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۹ جس نے وضو کیا ہے تیمم والے کی اور پاؤں دھونے والا موزہ پر مسح کرنے والے کی اور اعضائے وضو کا دھونے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی، اقتدا کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھنے والے اور کوزہ پشت کی اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ اس کا کُب حدِ رکوع کو پہنچا ہو، جس کے پاؤں میں ایسا لنگ ہے کہ پورا پاؤں زمین پر نہیں جمتا اوروں کی اِمامت کرسکتا ہے، مگر دوسرا شخص اَولیٰ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ مفترض پچھلی رکعتوں میں قراءت نہ کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲ متنفل [7] نے مفترض [8] کی اقتدا کی پھر نماز فاسد کردی، پھر اسی نماز میں اس فوت شدہ کی قضا کی

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۹٤.
2. ...... "البحرالرائق"، کتاب الصلاۃ، باب المسافر، ج۲، ص ۲۳۸.
3. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۹۷.
4. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.
5. ...... المرجع السابق، ص۸۵.
6. ...... المرجع السابق.
7. ...... یعنی نفل پڑھنے والے۔
8. ...... یعنی فرض پڑھنے والے۔

نیت سے اقتدا کی صحیح ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳ اشارے سے پڑھنے والا اپنے مثل کی اقتدا کر سکتا ہے، مگر جب کہ امام لیٹ کر اشارہ سے پڑھتا ہو اور مقتدی کھڑے یا بیٹھے تو نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷۴ جن نے اِمامت کی، اقتدا صحیح ہے اگر انسانی صورت میں ظاہر ہوا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵ امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی اِمامت صحیح نہ ہو، تو اس پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کردے جہاں تک بھی ممکن ہو، خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے، یا خط کے ذریعہ سے اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷۶ امام نے اپنا کافر ہونا بتایا تو پیشتر کے بارے میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں اُنکا اعادہ نہیں، ہاں اب وہ بے شک مرتد ہوگیا۔[5] (درمختار) مگر جب کہ یہ کہے کہ اب تک کافر تھا اور اب مسلمان ہوا۔

مسئلہ ۷۷ پانی نہ ملنے کے سبب امام نے تیمّم کیا تھا اور مقتدی نے وضو اور اثنائے نماز میں مقتدی نے پانی دیکھا، امام کی نماز صحیح ہوگئی اور مقتدی کی باطل۔[6] (درمختار) جب کہ اس کے گمان میں ہو کہ امام نے بھی پانی پر اطلاع پائی، بہت کتابوں میں یہ حکم مطلق ہے۔ اور ظاہر تر یہ تقیید واللہ اعلم بالصواب۔

جماعت کا بیان

حدیث ۱ بخاری و مسلم و مالک و ترمذی و نسائی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''نماز جماعت، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔''[7]

حدیث ۲ مسلم و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''ہم نے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٥.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤٠٨.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٣٤٥.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤١٠.

5 ...... المرجع السابق، ص٤١١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤٣٤.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحديث: ٦٤٥، ج١، ص٢٣٢.

اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز سے پیچھے نہیں رہتا، مگر کھلا منافق یا بیمار اور بیمار کی یہ حالت ہوتی کہ دو شخصوں کے درمیان میں چلا کر نماز کو لاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو سنن الہدیٰ کی تعلیم فرمائی اور جس مسجد میں اذان ہوتی ہے، اس میں نماز پڑھنا سنن الہدیٰ سے ہے"، [1] اور ایک روایت میں یوں ہے، کہ "جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ کل خدا سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے، تو پانچوں نمازوں پر محافظت کرے، جب ان کی اذان کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی کے لیے سنن الہدیٰ مشروع فرمائی اور یہ سنن الہدیٰ سے ہے اور اگر تم نے اپنے گھروں میں پڑھ لی جیسے یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں پڑھ لیا کرتا ہے، تو تم نے اپنے نبی کی سُنت چھوڑ دی اور اگر اپنے نبی کی سُنت چھوڑو گے، تو گمراہ ہو جاؤ گے۔" [2] اور ابوداود کی روایت میں ہے، "کافر ہو جاؤ گے" [3] اور جو شخص اچھی طرح طہارت کرے پھر مسجد کو جائے تو جو قدم چلتا ہے، ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے اور درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ مٹا دیتا ہے۔ [4]

حدیث ۳ نسائی و ابن خزیمہ اپنی صحیح میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جس نے کامل وضو کیا، پھر نماز فرض کے لیے چلا اور امام کے ساتھ پڑھی، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔" [5]

حدیث ۴ طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "اگر یہ نماز جماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس جانے والے کے لیے کیا ہے؟، تو گھسٹتا ہوا حاضر ہوتا۔" [6]

حدیث ۵ و ۶ ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جو اللہ کے لیے چالیس دن با جماعت پڑھے اور تکبیرۂ اُولیٰ پائے، اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک نار سے، دوسری نفاق سے۔" [7] ابن ماجہ کی روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جو شخص چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے کہ عشا کی تکبیرۂ اُولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دے گا۔" [8]

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدیٰ، الحدیث: ٦٥٤، ص٣٢٨.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدیٰ، الحدیث: ٢٥٧ـ(٦٥٤)، ص٣٢٨.

3 ...... "سنن ابي داود"، کتاب الصلاۃ، باب التشدید یدفي ترك الجماعۃ، الحدیث: ٥٥٠، ج١، ص٢٢٩.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدیٰ، الحدیث: ٢٥٧ـ(٦٥٤)، ص٣٢٨.

5 ...... "صحیح ابن خزیمہ"، کتاب الصلاۃ، باب فضل المشي إلی الجماعۃ فتوضیا... إلخ، الحدیث: ١٤٨٩، ج٢، ص٣٧٣.

6 ...... "المعجم الکبیر"، الحدیث: ٧٨٨٦، ج٨، ص٢٢٤.

7 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في فضل التکبیرۃ الأولیٰ، الحدیث: ٢٤١، ج١، ص٢٧٤.

8 ...... "سنن ابن ماجہ"، أبواب المساجد... إلخ، باب صلاۃ العشاء و الفجر في جماعۃ، الحدیث: ٧٩٨، ج١، ص٤٣٧.

حدیث ۷ ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور ایک روایت میں ہے، میں نے اپنے رب کو نہایت جمال کے ساتھ تجلّی فرمائے ہوئے دیکھا، اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ، اس نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے ملاءِ اعلیٰ (یعنی ملائکہ مقربین) کس امر میں بحث کرتے ہیں؟'' میں نے عرض کی، ''نہیں جانتا، اس نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی، تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے میں نے جان لیا'' اور ایک روایت میں ہے، ''جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے جان لیا''، فرمایا: ''اے محمد! جانتے ہو ملاءِ اعلیٰ کس چیز میں بحث کرتے ہیں؟'' میں نے عرض کی، ''ہاں، درجات و کفارات اور جماعتوں کی طرف چلنے اور سخت سردی میں پورا وضو کرنے اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں اور جس نے ان پر محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا، جیسے اس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا'' اس نے فرمایا: ''اے محمد!'' میں نے عرض کی، لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ، فرمایا: ''جب نماز پڑھو، تو یہ کہہ لو۔''

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ ط.[1]

فرمایا: ''اور درجات یہ ہیں۔ سلام عام کرنا اور کھانا کھلانا اور رات میں نماز پڑھنا، جب لوگ سوتے ہوں۔''[2]

حدیث ۸ و ۹ امام احمد و ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی ہے، کہ ایک دن صبح کی نماز کو تشریف لانے میں دیر ہوئی، یہاں تک قریب تھا کہ ہم آفتاب دیکھنے لگیں کہ جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے، اقامت ہوئی اور مختصر نماز پڑھی، سلام پھیر کر بلند آواز سے فرمایا: ''سب اپنی اپنی جگہ پر رہو، میں تمہیں خبر دوں گا کہ کس چیز نے صبح کی نماز میں آنے سے روکا؟، میں رات میں اٹھا، وضو کیا اور جو مقدر تھا نماز پڑھی، پھر میں نماز میں اونگھا (اس کے بعد اُسی کے مثل واقعات بیان فرمائے اور اس روایت میں یہ ہے) اس کے دستِ قدرت رکھنے سے ان کی خنکی[3] میں نے اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی'' اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی،

---

1. ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے کام کروں اور بُری باتوں سے باز رہوں اور مساکین سے محبت رکھوں اور جب تو اپنے بندوں پر فتنہ کرنا چاہے، تو مجھے اس سے قبل اُٹھالے۔۱۲
2. ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة ص، الحديث: ٣٢٤٥، ٣٢٤٦، ص١٥٩ـ١٦٠.
3. ...... یعنی ٹھنڈک۔

جماعت کی طرف چلنا اور مسجدوں میں نمازوں کے بعد بیٹھنا اور سختیوں کے وقت کامل وضو کرنا''، اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ حق ہے اسے پڑھو اور سیکھو۔'' (1) ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسماعیل یعنی بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسی کے مثل دارمی و ترمذی نے عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰ ابوداود و نسائی و حاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد کو جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ نماز پڑھ چکے، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جماعت سے پڑھنے والوں کی مثل ثواب دے گا اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔'' (2) حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۱۱ امام احمد و ابوداود و نسائی و حاکم اور ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آیا فلاں حاضر ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: ''فلاں حاضر ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: ''یہ دونوں نمازیں منافقین پر بہت گراں ہیں، اگر جانتے کہ ان میں کیا (ثواب) ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے آتے اور بے شک پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اور اگر تم جانتے کہ اس کی فضیلت کیا ہے تو اس کی طرف سبقت کرتے مرد کی ایک مرد کے ساتھ نماز بہ نسبت تنہا کے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو کے ساتھ بہ نسبت ایک کے زیادہ اچھی اور جتنے زیادہ ہوں، اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں۔'' (3) یحییٰ بن معین اور ذہلی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۲ صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے باجماعت عشا کی نماز پڑھی، گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، گویا پوری رات قیام کیا۔'' (4) اسی کے مثل ابوداود و ترمذی و ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۳ بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''منافقین پر سب سے

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث معاذ بن جبل، الحديث: ٢٢١٧٠، ج٨، ص٢٥٨.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، الحديث: ٧٤٨، ج١، ص٢٣٥.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب فيمن خرج يريد الصلاة... إلخ، الحديث: ٥٦٤، ج١، ص٢٣٤.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، الحديث: ٥٥٤، ج١، ص٢٣٠.
و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصلاة، الترغيب في كثرة الجماعة، الحديث: ١، ج١، ص١٦١.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة العشاء... إلخ، الحديث: ٦٥٦، ص٣٢٩.

زیادہ گراں نماز عشا و فجر ہے اور جانتے کہ اس میں کیا ہے؟ تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو امر فرماؤں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان کے پاس لے کر جاؤں، جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھر اُن پر آگ سے جلا دوں۔'' (1) امام احمد نے انہیں سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: ''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے، تو نماز عشا قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ گھروں میں ہے، آگ سے جلا دیں۔'' (2)

حدیث ۱۴: امام مالک نے ابوبکر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ''امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا، بازار تشریف لے گئے، راستہ میں سلیمان کا گھر تھا ان کی ماں شفا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کہ صبح کی نماز میں، میں نے سلیمان کو نہیں پایا، انہوں نے کہا! رات میں نماز پڑھتے رہے پھر نیند آگئی، فرمایا: کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں، یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ رات میں قیام کروں۔'' (3)

حدیث ۱۵: ابوداود و ابن ماجہ و ابن حبان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے اذان سُنی اور آنے سے کوئی عذر مانع نہیں، اس کی وہ نماز مقبول نہیں''، لوگوں نے عرض کی، عذر کیا ہے؟ فرمایا: ''خوف یا مرض۔'' (4) اور ایک روایت ابن حبان و حاکم کی انہیں سے ہے، ''جو اذان سُنے اور بلا عذر حاضر نہ ہو، اس کی نماز ہی نہیں۔'' (5) حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۶: احمد و ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''کسی گاؤں یا بادیہ میں تین شخص ہوں اور نماز نہ قائم کی گئی مگر ان پر شیطان مسلّط ہو گیا تو جماعت کو لازم جانو، کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے، جو ریوڑ سے دور ہو۔'' (6)

حدیث ۱۷ تا ۲۰: ابوداود و نسائی نے روایت کی، کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں، تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پڑھ لوں؟ فرمایا:

---

1. ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة الجماعة... إلخ، الحديث: ٢٥٢ـ(٦٥١)، ص٣٢٧.
2. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٨٨٠٤، ج٣، ص٢٩٦.
3. ...... "الموطا" للإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة باب ماجاء في العتمة والصبح، الحديث: ٣٠٠، ج١، ص١٣٤.
4. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، الحديث: ٥٥١، ج١، ص٢٢٩.
5. ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصلاة، باب فرض الجماعة... إلخ، الحديث: ٢٠٦١، ج٣، ص٢٥٣.
6. ...... "سنن النسائي"، كتاب الإمامة، التشديد في ترك الجماعة، الحديث: ٨٤٤، ص١٤٧.

''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سنتے ہو'' عرض کی، ہاں، فرمایا: ''تو حاضر ہو۔'' [1] اسی کے مثل مسلم نے ابوہریرہ سے اور طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ سے اور احمد و ابویعلی اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۲۱ ابوداود و ترمذی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب مسجد میں حاضر ہوئے اس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، فرمایا: ''ہے کوئی کہ اس پر صدقہ کرے (یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھ لے کہ اسے جماعت کا ثواب مل جائے) ایک صاحب (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔'' [2]

حدیث ۲۲ ابن ماجہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے۔ [3]

حدیث ۲۳ بُخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اگر لوگ جانتے کہ اذان اور صفِ اوّل میں کیا ہے؟ پھر بغیر قرعہ ڈالے نہ پاتے، تو اس پر قرعہ اندازی کرتے۔'' [4]

حدیث ۲۴ امام احمد و طبرانی ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں''، لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر، فرمایا: ''اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں''، لوگوں نے عرض کی اور دوسری پر، فرمایا: ''اور دوسری پر اور فرمایا صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمھارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔'' [5]

حدیث ۲۵ بُخاری کے علاوہ دیگر صحاح ستہ میں مروی، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے یہاں تک کہ خیال فرمایا کہ اب ہم سمجھ لیے، پھر ایک دن تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا، فرمایا: ''اے اللہ (عزوجل) کے بندو! صفیں برابر

---

1 ...... "سنن النسائي"، كتاب الإمامة، باب المحافظة على الصلوٰت، الحديث: ٨٤٨، ص١٤٨.
نابینا کہ انکل نہ رکھتا ہو نہ کوئی لے جانے والا ہو خصوصاً درندوں کا خوف ہو تو اُسے ضرور رخصت ہے مگر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے انھیں افضل پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی کہ اور لوگ سبق لیں جو بلا عذر گھر میں پڑھ لیتے ہیں۔ ۱۲ منہ

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الجماعة... إلخ، الحديث: ٢٢٠، ج١، ص٢٥٩.
و "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في الجمع في المسجد مرتين، الحديث: ٥٧٤، ج١، ص٢٣٧.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوٰت... إلخ، باب الاثنان جماعة، الحديث: ٩٧٢، ج١، ص٥١٧.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان، الحديث: ٦١٥، ج١، ص٢٢٤.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٣٢٦، ج٨، ص٢٩٥.

کرو یا تمھارے اندر اللہ تعالیٰ اختلاف ڈال دے گا۔'' (1) بخاری نے بھی اس حدیث کے جزا خیر کو روایت کیا۔

حدیث ۲۶ بخاری و مسلم و ابن ماجہ وغیرہم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ''صفیں برابر کرو کہ صفیں برابر کرنا، تمام نماز سے ہے۔'' (2)

حدیث ۲۷ امام احمد و ابو داود و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو صف کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے قطع کر دے گا۔'' (3) حاکم نے کہا بر شرط مسلم یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۲۸ مسلم و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''کیوں نہیں اس طرح صف باندھتے ہو جیسے ملائکہ اپنے ربّ کے حضور باندھتے ہیں''، عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس طرح ملائکہ اپنے ربّ کے حضور صف باندھتے ہیں؟ فرمایا: ''اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور صف میں مِل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (4)

حدیث ۲۹ امام احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو صفیں ملاتے ہیں۔'' (5) حاکم نے کہا، یہ حدیث بشرطِ مُسلِم صحیح ہے۔

حدیث ۳۰ ابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو کشادگی کو بند کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔'' (6) اور طبرانی کی روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ ''اس کے لیے جنت میں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک گھر بنائے گا۔'' (7)

سنن ابو داود و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ

1- "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ۱۲۸۔(۴۳۶)، ص ۲۳۱.

2- "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ۴۳۳، ص ۲۳۰.

3- "سنن النسائي"، کتاب الإمامۃ، باب من وصل صفاً، الحدیث: ۸۱۶، ص ۱۴۳.

4- "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب الأمر بالسکون في الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۴۳۰، ص ۲۲۹.

5- "المستدرک" للحاکم، کتاب الإمامۃ... إلخ، باب من وصل صفاً وصلہ اللّٰہ، الحدیث: ۸۰۶، ج ۱، ص ۴۷۰.

6- "سنن ابن ماجہ"، کتاب إقامۃ الصلاۃ... إلخ، باب اقامۃ الصفوف، الحدیث: ۹۹۵، ج ۱، ص ۵۲۷.

7- "المعجم الأوسط" للطبراني، باب المیم، الحدیث: ۵۷۹۷، ج ۴، ص ۲۲۵.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے مونڈھے یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''مختلف کھڑے نہ ہو کہ تمھارے دل مختلف ہو جائیں گے۔'' (1)

حدیث ۳۲ تا ۳۴: طبرانی ابن عمر سے اور ابوداود براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''اس قدم سے بڑھ کر کسی قدم کا ثواب نہیں، جو اس لیے چلا کہ صف میں کشادگی کو بند کرے۔'' (2) اور بزار باسناد حسن ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''جو صف کی کشادگی بند کرے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' (3)

حدیث ۳۵: ابوداود و ابن ماجہ باسناد حسن ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صف کے دہنے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔'' (4)

حدیث ۳۶: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد کی بائیں جانب کو اس لیے آباد کرے کہ اُدھر لوگ کم ہیں، اسے دُونا ثواب ہے۔'' (5)

حدیث ۳۷: مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مردوں کی سب صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور سب میں کم تر پچھلی اور عورتوں کی سب صفوں میں بہتر پچھلی ہے اور کم تر پہلی۔'' (6)

حدیث ۳۸ و ۳۹: ابوداود و ابن خزیمہ و ابن حبان ام المؤمنین صدیقہ سے اور مسلم و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ہمیشہ صف اوّل سے لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے مؤخر کر کے، نار میں ڈال دے گا۔'' (7)

حدیث ۴۰: ابوداود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ''صف مقدم کو پورا کرو پھر اس کو جو اس کے بعد ہو، اگر کچھ کمی ہو تو پچھلی میں ہو۔'' (8)

---

1 ...... "صحيح ابن خزيمة"، باب ذكر صلوات الرب وملائكته... إلخ، الحديث: ١٥٥٦، ج٣، ص٢٦.

2 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٥٢٤٠، ج٤، ص٦٩.

3 ...... "مسند البزار"، مسند أبي جحيفة، الحديث: ٤٢٣٢، ج١٠، ص١٥٩.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف... إلخ، الحديث: ٦٧٦، ج١، ص٢٦٨.

5 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١١٤٥٩، ج١١، ص١٥٢.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف... إلخ، الحديث: ٤٤٠، ص٢٣٢.

7 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب صف النساء، الحديث: ٦٧٩، ج١، ص٢٦٩.

8 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، الحديث: ٦٧١، ج١، ص٢٦٧.

حدیث ۴۱ ابوداود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں دالان سے بہتر ہے۔'' [1]

حدیث ۴۲ ترمذی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے) اور بے شک عورت عطر لگا کر مجلس میں جائے، تو ایسی اور ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔'' [2] ابوداود و نسائی میں بھی اسی کے مثل ہے۔

حدیث ۴۳ صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم میں سے عقل مند لوگ میرے قریب ہوں پھر وہ جو اُن کے قریب ہوں (اسے تین بار فرمایا) اور بازاروں کی چیخ پکار سے بچو۔'' [3]

(جماعت کے مسائل)

احکام فقہیہ: عاقل، بالغ، حر، قادر پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے، تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ [4] (درمختار، ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۱ جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سُنت کفایہ کہ محلّہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے، نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ۔ [5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذالك، الحديث: ٥٧٠، ج١، ص٢٣٥.

2 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في كراهية خروج المرأة معطرة، الحديث: ٢٧٩٥، ج٤، ص٣٦١.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف... إلخ، الحديث: ١٢٣ـ(٤٣٢)، ص٢٣٠.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج٢، ص٣٤٠.

و "غنية المتملي"، فصل في الإمامة و فيها مباحث، ص٥٠٨.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في شروط الإمامة الكبرى، ج٢، ص٣٤١.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن عشر في الصلاة الكسوف، ج١، ص١٥٢.

مسئلہ ۲ جماعت میں مشغول ہونا کہ اس کی کوئی رکعت فوت نہ ہو، وضو میں تین تین بار اعضا دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار اعضا دھونا تکبیرۂ اُولیٰ پانے سے بہتر یعنی اگر وضو میں تین تین بار اعضا دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی، تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی، مگر تکبیرۂ اُولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔[1] (صغیری)

مسئلہ ۳ مسجدِ محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو، امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیأت اُولیٰ پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعتِ ثانیہ ہوئی، تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعتِ ثانیہ نہ ہوگی۔ ہیأت بدلنے کے لیے امام کا محراب سے دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے، شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، اس میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعتِ ثانیہ قائم کی جائے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت کرے، یوہیں اسٹیشن وسرائے کی مسجدیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴ جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے، ہاں مستحب ہے، البتہ جس کی مسجد حرم شریف کی جماعت فوت ہوئی، اس پر مستحب بھی نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵ (۱) مریض جسے مسجد تک جانے میں مُشقت ہو۔

(۲) اپاہج۔

(۳) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔

(۴) جس پر فالج گرا ہو۔

(۵) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔

(۶) اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔

(۷) سخت بارش اور

---

1 ...... "صغیری"، فصل في مسائل شتی، ص۳۰۶.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۳۴۲۔۳۴۴، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۴۷۔۳۴۹.

(۸) شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔

(۹) سخت سردی۔

(۱۰) سخت تاریکی۔

(۱۱) آندھی۔

(۱۲) مال یا کھانے کے تلف [1] ہونے کا اندیشہ۔

(۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔

(۱۴) ظالم کا خوف۔

(۱۵) پاخانہ۔

(۱۶) پیشاب۔

(۱۷) ریاح کی حاجت شدید ہے۔

(۱۸) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو۔

(۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

(۲۰) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت کے لیے عذر ہیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۶ عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جُمُعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں، یوہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۷ جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں، اس میں مرد کو ان کی اِمامت ناجائز ہے، ہاں اگر ان عورتوں میں اس کی نسبی محارم ہوں یا بی بی یا وہاں کوئی مرد بھی ہو، تو ناجائز نہیں۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۸ اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کی برابر دہنی جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو

---

1 ...... یعنی ضائع۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۴۷ ـ ۳۴۹.

3 ...... المرجع السابق، ص۳۶۷.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۶۸.

مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، دو سے زائد کا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک لڑکا تو دونوں پیچھے کھڑے ہوں، اگر اکیلی عورت مقتدی ہے تو پیچھے کھڑی ہو، زیادہ عورتیں ہوں جب بھی یہی حکم ہے، دو مقتدی ہوں ایک مرد ایک عورت تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے، دو مرد ہوں ایک عورت تو مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے۔[2] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص امام کی برابر کھڑا ہو اور پیچھے صف ہے، تو مکروہ ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: امام کی برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گِٹا اُس کے گِٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں، تو اگر امام کی برابر کھڑا ہوا اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہٰذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے، مگر پاؤں کا گِٹا گِٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ اُنگلیاں امام سے آگے ہیں جب بھی حرج نہیں، جب کہ گِٹا آگے نہ ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: اشارے سے نماز پڑھتا ہو تو قدم کی محاذات معتبر نہیں، بلکہ شرط یہ ہے کہ اس کا سر امام کے سر سے آگے نہ ہو اگرچہ مقتدی کا قدم امام سے آگے ہو، خواہ امام رکوع وسجود سے پڑھتا ہو یا اشارے سے، بیٹھ کر یا لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر اور اگر امام کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے پڑھتا ہو تو سر کی محاذات نہیں لی جائے گی، بلکہ شرط یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے لیٹا ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مقتدی اگر ایک قدم پر کھڑا ہے تو محاذات میں اسی قدم کا اعتبار ہے اور دونوں پاؤں پر کھڑا ہوا اگر ایک برابر ہے اور ایک پیچھے، تو صحیح ہے اور ایک برابر ہے اور ایک آگے، تو نماز صحیح نہ ہونا چاہیے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص امام کی برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کی برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے نے اس کو کھینچا، خواہ تکبیر کے بعد یا پہلے یہ سب صورتیں جائز ہیں، جو

---

1. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۷۰.
2. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۸.
   و "البحرالرائق"، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ج۱، ص۶۱۸.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۷۰.
4. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلى الشافعي... إلخ، ج۲، ص۳۶۸.
5. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: إذا صلى الشافعي... إلخ، ج۲، ص۳۶۹.
6. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: إذا صلى الشافعي... إلخ، ج۲، ص۳۷۰.

ہوسکے کرے اور سب ممکن ہیں تو اختیار ہے، مگر مقتدی جبکہ ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا، اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور حکم شرع بجالانے کے لیے ہو، کچھ حرج نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵ مرد اور بچے اور خنثیٰ[2] اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ صفیں مل کر کھڑی ہوں کہ بیچ میں کشادگی نہ رہ جائے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ امام کو چاہیے کہ وسط میں کھڑا ہو، اگر دہنی یا بائیں جانب کھڑا ہوا، تو خلافِ سنت کیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ مردوں کی پہلی صف کہ امام سے قریب ہے، دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہذا القیاس۔[6] (عالمگیری) مقتدی کے لیے افضل جگہ یہ ہے کہ امام سے قریب ہو اور دونوں طرف برابر ہوں، تو دہنی طرف افضل ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ صف مقدم کا افضل ہونا، غیر جنازہ میں ہے اور جنازہ میں آخر صف افضل ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰ امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ ''جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کردے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' [10] (عالمگیری) اور یہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: ھل الاساءۃ... إلخ، ج۲، ص۳۷۰، وغیرہ.

2 ...... ہیجڑا۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۷۷.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۷۱.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۷۲۔۳۸۴.

9 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: ھل اساءۃ دون الکراھۃ او افحش منھا؟، ج۲، ص۳۷۱.

10 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹.

و "مجمع الزوائد"، کتاب الصلاۃ، باب صلۃ الصفوف سدّ الفرج، الحدیث: ۲۵۰۳، ج۲، ص۲۵۱.

وہاں ہے، جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲: صحن مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے بالا خانہ پر اقتدا کرنا مکروہ ہے، یوہیں صف میں جگہ ہوتے ہوئے صف کے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔ اس کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) عورت مشتہاۃ ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے، اگرچہ نابالغہ ہو اور مشتہات میں سن کا اعتبار نہیں نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی، جب کہ اُس کا جُثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں، تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلہ میں مشتہاۃ ہے وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی، (۲) کوئی چیز اُنگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے، نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو سے محاذی نہ ہو، (۳) رکوع سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو، اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی، (۴) وہ نماز دونوں میں تحریمۃً مشترک ہو یعنی عورت نے اس کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی، اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی، مکروہ ہوگی، (۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں، حقیقۃً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے، نہ حقیقۃً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے، (۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں اگر جہت بدل جائے، جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا مونھ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھی اور جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی، (۷) عورت عاقلہ ہو، مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی، (۸) امام نے اِمامت زناں[2] کی نیت کر لی ہو، اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر اِمامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں، (۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے یعنی بقدر تین تسبیح کے، (۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں، (۱۱) مرد عاقل بالغ ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہا)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۷٤.

2 ...... یعنی عورتوں کی امامت۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأوّل، ج۲، ص۳۷۸ ـ ۳۸٦.

مسئلہ ۲۴ مرد کے شروع کرنے کے بعد عورت آکر برابر کھڑی ہوگئی اور اس نے اِمامت عورت کی نیت بھی کر لی ہے، مگر شریک ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا مگر نہ ہٹی تو عورت کی نماز جاتی رہے گی مرد کی نہیں، یوہیں اگر مقتدی کے برابر کھڑی ہوئی اور اشارہ کردیا اور نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵ خنثیٰ مشکل کی محاذات مفسد نماز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ امرد خوبصورت مشتہی کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مفسد نماز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۷ مقتدی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مدرک۔

(۲) لاحق۔

(۳) مسبوق۔

(۴) لاحق مسبوق۔

مدرک اسے کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔

لاحق وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے فوت ہوں، جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع سجود کرنے نہ پایا، یا نماز میں اسے حدث ہوگیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی یا نماز خوف میں پہلے گروہ کو جو رکعت امام کے ساتھ نہ ملی، خواہ بلا عذر فوت ہوں، جیسے امام سے پہلے رکوع سجود کرلیا پھر اس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت، اس کی پہلی رکعت ہوگی اور تیسری دوسری اور چوتھی تیسری اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔

مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

لاحق مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔[4]

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأوّل، ج۲، ص۳۸٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج۱، ص۹۰.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۸٦.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في احكام المسبوق... إلخ، ج۲، ص٤١٤.

مسئلہ ۲۸ لاحق مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا، تو اس میں نہ قراءت کرے گا، نہ سہو سے سجدۂ سہو کرے گا اور اگر مسافر تھا تو نماز میں نیتِ اقامت سے اس کا فرض متغیر نہ ہوگا کہ دو سے چار ہو جائے اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا، یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کر کے آیا، تو امام کو قعدۂ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہوگا، بلکہ جہاں سے باقی ہے، وہاں سے پڑھنا شروع کرے، اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہولیا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی، تو ہوگئی، مگر گنہگار رہا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ تیسری رکعت میں سو گیا اور چوتھی میں جاگا، تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری بلا قراءت پڑھے، پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہولے، ورنہ اُسے بھی بلا قراءت تنہا پڑھے اور ایسا نہ کیا بلکہ چوتھی امام کے ساتھ پڑھ لی، پھر بعد میں تیسری پڑھی، تو ہوگئی اور گنہگار رہا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰ مسبوق کے احکام ان امور میں لاحق کے خلاف ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قراءت کرے گا اور اس میں سہو ہو تو سجدۂ سہو کرے گا اور نیت اقامت سے فرض متغیر ہوگا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱ مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی، اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قراءت کر رہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا، یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے تعوذ پڑھے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۲ مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی، تو نماز فاسد ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا، تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کرے، پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔[6] (عالمگیری) رکوع و سجود میں پائے، جب بھی یوہیں کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج٢، ص٤١٦.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج٢، ص٤١٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج٢، ص٤١٦.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص٤١٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج١، ص٩١.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤١٧.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج١، ص٩١.

اور حدرکوع تک پہنچ گیا، تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۴: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قراءت میں یہ رکعت اوّل قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جواب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمداً ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کردے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کردے، دو ملی ہیں دو جاتی رہیں تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: چار باتوں میں مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے۔

(۱) اس کی اقتدا نہیں کی جاسکتی، مگر امام اسے اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے مگر خلیفہ ہونے کے بعد سلام نہ پھیرے گا، اس کے لیے دوسرے کو خلیفہ بنائے گا۔

(۲) بالاجماع تکبیرات تشریق کہے گا۔

(۳) اگر نئے سرے سے نماز پڑھنے اور اس نماز کے قطع کرنے کی نیت سے تکبیر کہے، تو نماز قطع ہو جائے گی، بخلاف منفرد کے کہ اس کی نماز قطع نہ ہوگی۔

(۴) اپنی فوت شدہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہوگیا اور امام کو سجدۂ سہو کرنا ہے، اگرچہ اس کی اقتدا کے پہلے ترک واجب ہوا ہو تو اُسے حکم ہے کہ لوٹ آئے، اگر اپنی رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور نہ لوٹا تو آخر میں یہ دو سجدۂ سہو کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے، بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدۂ سہو نہیں کرنا ہے، مگر جب کہ وقت میں تنگی ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مسبوق کھڑا ہوگیا تو اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہوگیا تو جو کچھ اس سے پہلے ادا کر چکا اسکا شمار نہیں، مثلاً امام کے قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے یہ قراءت سے فارغ ہوگیا تو یہ قراءت کافی نہیں اور نماز نہ ہوئی اور بعد میں بھی بقدر ضرورت پڑھ لیا تو ہو جائے گی اور اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اور سلام سے پہلے کھڑا ہوگیا تو

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۴۱۸، وغيره.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق، ص۴۱۹.

جو ارکان ادا کر چکا ان کا اعتبار ہوگا، مگر بغیر ضرورت سلام سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے، پھر اگر امام کے سلام سے پہلے فوت شدہ ادا کر لی اور سلام میں امام کا شریک ہو گیا تو بھی صحیح ہو جائے گی اور قعدہ اور تشہد میں متابعت کرے گا تو فاسد ہو جائے گی۔ [1] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: امام کے سلام سے پہلے مسبوق کسی عذر کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، مثلاً سلام کے انتظار میں خوف حدث ہو، یا فجر و جمعہ و عیدین کے وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے یا وہ مسبوق معذور ہے اور وقت نماز ختم ہونے کا گمان ہے یا موزہ پر مسح کیا ہے اور مسح کی مدت پوری ہو جائے گی، تو ان سب صورتوں میں کراہت نہیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: اگر امام سے نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا اور مسبوق کے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا، تو اس میں مسبوق کو امام کی متابعت فرض ہے، اگر نہ لوٹا تو اس کی نماز ہی نہ ہوئی اور اگر اس صورت میں رکعت پوری کر کے مسبوق نے سجدہ بھی کر لیا ہے تو مطلقاً نماز نہ ہوگی، اگرچہ امام کی متابعت کرے اگر امام کو سجدۂ سہو یا تلاوت کرنا ہے اور اس نے اپنی رکعت کا سجدہ کر لیا تو اگر متابعت کرے گا، فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، نماز فاسد ہوگئی اور بھول کر سلام پھیرا، تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر گمان کر کے کہ نماز فاسد ہوگئی، نئے سرے سے پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا، تو اب فاسد ہوگئی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: امام قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لیے اُٹھا، اگر مسبوق امام کی قصداً متابعت کرے، نماز جاتی رہے گی اور اگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہ کیا تھا، تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کر لے گا، فاسد نہ ہوگی۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: امام نے سجدۂ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اسے حکم ہے، پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو نہ تھا، مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔ [7] (درمختار)

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص ۴۲۰.

2...... المرجع السابق.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج۲ ص ۴۲۱.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج۲، ص ۴۲۲.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج۱، ص ۹۱.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص ۴۲۲.

7...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴ دو مسبوقوں نے ایک ہی رکعت میں امام کی اقتدا کی، پھر جب اپنی پڑھنے لگے تو ایک کو اپنی رکعتیں یاد نہ رہیں، دوسرے کو دیکھ دیکھ کر جتنی اس نے پڑھی، اس نے بھی پڑھی، اگر اس کی اقتدا کی نیت نہ کی ہوگئی۔ [1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵ لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے، ان کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے، وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا پھر دو رکعتوں میں سوتا رہ گیا، تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قراءت ادا کرے، صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے، اس میں متابعت کرے، پھر وہ فوت شدہ مع قراءت پڑھے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ دو رکعتوں میں سوتا رہا اور ایک میں شک ہے کہ امام کے ساتھ پڑھی ہے یا نہیں، تو اس کو آخر نماز میں پڑھے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷ قعدۂ اُولیٰ میں امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہوگیا اور بعض مقتدی تشہد پڑھنا بھول گئے، وہ بھی امام کے ساتھ کھڑے ہوگئے، تو جس نے تشہد نہیں پڑھا تھا وہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر امام کی متابعت کرے، اگرچہ رکعت فوت ہوجائے۔ [4] (عالمگیری) رکوع یا سجدہ سے امام کے پہلے مقتدی نے سر اوٹھالیا، تو اسے لوٹنا واجب ہے اور یہ دو رکوع، دو سجدے نہیں ہوں گے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸ امام نے طویل سجدہ کیا، مقتدی نے سر اوٹھایا اور یہ خیال کیا کہ امام دوسرے سجدہ میں ہے اس نے بھی اس کے ساتھ سجدہ کیا، تو اگر سجدۂ اُولیٰ کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی یا ثانیہ اور متابعت کی نیت کی تو اُولیٰ ہوا اور اگر صرف ثانیہ کی نیت کی تو ثانیہ ہوا پھر اگر وہ اسی سجدے میں تھا کہ امام نے بھی سجدہ کیا اور مشارکت ہوگئی تو جائز ہے اور امام کے دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے اگر اس نے سر اوٹھالیا تو جائز نہ ہوا اور اس پر اس سجدہ کا اعادہ ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کرے گا نماز فاسد ہوجائے گی۔ [6] (عالمگیری)

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤١٩.
2. ...... المرجع السابق، ص٤١٦.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج١، ص٩٣.
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس، ج٢، ص٩٠.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۹ مقتدی نے سجدہ میں طول کیا یہاں تک کہ امام پہلے سجدہ سے سر اُٹھا کر دوسرے میں گیا، اب مقتدی نے سر اوٹھایا اور یہ گمان کیا کہ امام ابھی پہلے ہی سجدے میں ہے اور سجدہ کیا تو یہ دوسرا سجدہ ہوگا، اگرچہ صرف پہلے ہی سجدہ کی نیت کی ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰ پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔

(۱) تکبیراتِ عیدین۔

(۲) قعدۂ اُولیٰ۔

(۳) سجدۂ تلاوت۔

(۴) سجدۂ سہو۔

(۵) قنوت جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔[2] (عالمگیری، صغیری) مگر قعدۂ اُولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں متابعت امام کی نہ کرے بلکہ اسے بتائے، تاکہ وہ واپس آئے، اگر واپس آ گیا فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی، بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔

مسئلہ ۵۱ چار چیزیں وہ ہیں کہ امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں۔

(۱) نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔

(۲) تکبیراتِ عیدین میں اقوالِ صحابہ پر زیادتی کی۔

(۳) جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔

(۴) پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہو گیا، پھر اس صورت میں اگر قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔[3] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۵۲ نو چیزیں ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے، بلکہ بجالائے۔

(۱) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اُٹھانا۔

(۲) ثنا پڑھنا، جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو۔

(۳) رکوع۔

(۴) سجود کی تکبیرات و

(۵) تسبیحات۔

(۶) تسمیع۔

(۷) تشہد پڑھنا۔

(۸) سلام پھیرنا۔

(۹) تکبیرات تشریق۔[1] (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۵۳ مقتدی نے سب رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع سجود کرلیا، تو ایک رکعت بعد کو بغیر قراءت پڑھے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴ امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہوگیا، مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵ امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہوا، مقتدی کہتے ہیں تین پڑھیں امام کہتا ہے چار پڑھیں تو اگر امام کو یقین ہو، اعادہ نہ کرے، ورنہ کرے اور اگر مقتدیوں میں باہم اختلاف ہوا تو امام جس طرف ہے اس کا قول لیا جائے گا۔ ایک شخص کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک کو چار کا اور باقی مقتدیوں اور امام کو شک ہے تو ان لوگوں پر کچھ نہیں اور جسے کمی کا یقین ہے اعادہ کرے اور امام کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک شخص کو پوری ہونے کا یقین ہے تو امام وقوم اعادہ کریں اور اس یقین کرنے والے پر اعادہ نہیں، ایک شخص کو کمی کا یقین ہے اور امام و جماعت کو شک ہے تو اگر وقت باقی ہے اعادہ کریں، ورنہ ان کے ذمہ کچھ نہیں۔ ہاں اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے۔[4] (عالمگیری)

---

1 ...... ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰.

2 ...... المرجع السابق.
3 ...... المرجع السابق.

4 ...... ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل السابع، ج۱، ص۹۳.

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

ابو داود اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے، تو ناک پکڑ لے اور چلا جائے۔'' [1]

ابن ماجہ و دار قطنی کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ''جس کو قے آئے یا نکسیر ٹوٹے یا مذی نکلے، تو چلا جائے اور وضو کر کے اسی پر بنا کرے، بشرطیکہ کلام نہ کیا ہو۔'' [2]

اور بہت سے صحابۂ کرام مثلاً صدیق اکبر و فاروق اعظم و مولیٰ علی و عبداللہ بن عمر و سلمان فارسی اور تابعین عظام مثلاً علقمہ و طاؤس و سالم بن عبداللہ و سعید بن جبیر و شعبی و ابراہیم نخعی و عطا و مکحول و سعید بن المسیب رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کا یہی قول ہے۔

احکام فقہیہ: نماز میں جس کا وضو جاتا رہے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے، تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے، اس کو بنا کہتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں، اس حکم میں عورت مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ [3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱: جس رکن میں حدث واقع ہو، اُس کا اعادہ کرے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں، اگر ان میں ایک شرط بھی معدوم [5] ہو، بنا جائز نہیں۔

(۱) حدث مُوجب وُضو ہو۔

(۲) اُس کا وجود نادر نہ ہو۔

(۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب۔

(۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب استئذان المحدث للإمام، الحديث: ۱۱۱٤، ج۱، ص٤١٢.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات، باب ماجاء في البناء على الصلاة، الحديث: ۱۲۲۱، ج۲، ص٦٩.

3 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ج۱، ص ٦٤٢ ـ ٦٥٣.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج۱، ص٩٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج۱، ص٩٣.

5 ...... یعنی نہ پائی گئی۔

(۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو۔

(۶) نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن ٹھہرا ہو۔

(۷) نہ چلتے میں رکن ادا کیا ہو۔

(۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔

(۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔

(۱۰) اس حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔

(۱۱) حدث کے بعد صاحبِ ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔

(۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔

(۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔[1] (درمختار، عالمگیری)

ان شرائط کی تفریعات

مسئلہ ۳: نماز میں موجب غسل پایا گیا، مثلاً تفکر وغیرہ سے انزال ہو گیا تو بنا نہیں ہو سکتی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴: اگر وہ حدث نادر الوجود ہو، جیسے قہقہہ و بے ہوشی و جنون، تو بنا نہیں کر سکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر وہ حدث سماوی نہ ہو، خواہ اس مُصلّی کی طرف سے ہو کہ قصداً اس نے اپنا وضو توڑ دیا (مثلاً بھر مونھ قے کردی یا نکسیر توڑ دی یا پھڑیا دبادی کہ اس سے مواد بہایا گھٹنے میں پُھڑیا تھی اور سجدہ میں گھٹنوں پر زور دیا کہ بہی) خواہ دوسرے کی طرف سے ہو، مثلاً کسی نے اس کے سر پر پتھر مارا کہ خون نکل کر بہ گیا یا کسی نے اس کی پھڑیا دبادی اور خون بہ گیا یا چھت سے اس پر کوئی پتھر گرا اور اس کے بدن سے خون بہا، وہ پتھر خود بخود گرا یا کسی کے چلنے سے، تو ان سب صورتوں میں سرے سے پڑھے، بنا نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر درخت سے پھل گرا جس سے یہ زخمی ہو گیا اور خون بہا یا پاؤں میں کانٹا چُبھا یا سجدہ میں پیشانی میں چُبھا اور خون بہا یا بھڑ نے کاٹا اور خون بہا، تو بنا نہیں ہو سکتی۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٢.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٣، وغيره.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٣، ٩٤.

4 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٤.

مسئلہ ۶ بلا اختیار بھر مونھ قے ہوئی تو بنا کر سکتا ہے اور قصداً کی تو بنا نہیں کر سکتا، نماز میں سو گیا اور حدث واقع ہوا اور دیر کے بعد بیدار ہوا تو بنا کر سکتا ہے اور بیداری میں توقف کیا، نماز فاسد ہوگئی، چھینک یا کھانسی سے ہوا خارج ہوگئی یا قطرہ آگیا، تو بنا نہیں کر سکتا۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷ کسی نے اس کے بدن پر نجاست ڈال دی یا کسی طرح اس کا بدن یا کپڑا ایک درم سے زیادہ نجس ہوگیا، تو اُسے پاک کرنے کے بعد بنا نہیں کر سکتا اور اگر اُسی حدث کے سبب نجس ہوا تو بنا کر سکتا ہے اور اگر خارج و حدث دونوں سے ہے، تو بنا نہیں ہو سکتی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ کپڑا ناپاک ہوگیا، دوسرا پاک کپڑا موجود ہے کہ فوراً بدل سکتا ہے، تو اگر فوراً بدل لیا ہوگئی اور دوسرا کپڑا نہیں کہ بدلے یا اسی حالت میں ایک رکن ادا کیا یا وقفہ کیا، نماز فاسد ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا اور بہ نیت ادائے رکن سر اُٹھایا یعنی رکوع سے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سجدہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھا، یا وضو کے لیے جانے یا واپسی میں قراءت کی، نماز فاسد ہوگئی بنا نہیں کر سکتا، سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا، تو بنا میں حرج نہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ حدث سماوی کے بعد قصداً حدث کیا، تو اب بنا نہیں ہو سکتی۔[5] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے، اسے چھوڑ کر دور جگہ گیا بنا نہیں کر سکتا یوہیں بعد حدث کلام کیا یا کھایا یا پیا، تو بنا نہیں ہو سکتی۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ وضو کے لیے کوئیں سے پانی بھرنا پڑا تو بنا ہو سکتی ہے اور بغیر ضرورت ہو تو نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ وضو کرنے میں ستر کھل گیا یا بضرورت ستر کھولا، مثلاً عورت نے وضو کے لیے کلائی کھولی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور بلا ضرورت ستر کھولا تو نماز فاسد ہوگئی، مثلاً عورت نے وضو کے لیے ایک ساتھ دونوں کلائیاں کھول دیں، تو نماز گئی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٣ - ٩٤، وغیرہ.

2 ...... المرجع السابق، ص٩٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، ص٩٤.

5 ...... المرجع السابق، ص٩٣. و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٣.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٤.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: کوآں نزدیک ہے، مگر پانی بھرنا پڑے گا اور رکھا ہوا پانی دُور ہے، تو اگر پانی بھر کر وضو کیا تو سرے سے پڑھے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: نماز میں حدث ہوا اور اس کا گھر حوض کی بہ نسبت قریب ہے اور گھر میں پانی موجود ہے، مگر حوض پر وضو کے لیے گیا اور اگر حوض و مکان میں دو صف سے کم فاصلہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی اور زیادہ فاصلہ ہو تو فاسد ہوگئی اور اگر گھر میں پانی ہونا یاد نہ رہا اور اس کی عادت بھی حوض سے وضو کی ہے، تو بنا کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حدث کے بعد وضو کے لیے گھر گیا، دروازہ بند پایا اسے کھولا اور وضو کیا، اگر چور کا خوف ہو تو واپسی میں بند کردے، ورنہ کھلا چھوڑ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: وضو کرنے میں سُنن و مستحبات کے ساتھ وضو کرے، البتہ اگر تین تین بار کی جگہ چار چار بار دھویا تو سرے سے پڑھے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: حوض میں جو جگہ زیادہ نزدیک ہو وہاں وضو کرے، بلا عذر اسے چھوڑ کر دوسری جگہ دو صف سے زائد ہٹا نماز فاسد ہوگئی اور وہاں بھیڑ تھی، تو فاسد نہ ہوئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر وضو میں مسح بھول گیا تو جب تک نماز میں کھڑا نہ ہوا جا کر مسح کر آئے اور نماز میں کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو سرے سے پڑھے۔ اور اگر وہاں کپڑا بھول آیا تھا اور جا کر اٹھا لیا تو سرے سے پڑھے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: مسجد میں پانی ہے، اس سے وضو کر کے ایک ہاتھ سے برتن نماز کی جگہ اٹھا لایا تو بنا کرسکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔ یوہیں برتن سے لوٹے میں پانی لے کر ایک ہاتھ سے اٹھایا تو بنا کرسکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: موزہ پر مسح کیا تھا، نماز میں حدث ہوا، وضو کے لیے گیا، اثنائے وضو میں مسح کی مدت ختم ہوگئی یا تیمم

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص۹٤.

2 ...... المرجع السابق، ص۹٤۔۹۵.

3 ...... المرجع السابق، ص۹۵.

4 ...... المرجع السابق، ص۹٤.

5 ...... المرجع السابق، ص۹۵.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

سے نماز پڑھ رہا تھا اور حدث ہوا اور پانی پایا یا پٹی پر مسح کیا تھا، حدث کے بعد زخم اچھا ہو کر پٹی کھل گئی، تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: بے وضو ہو جانے کا گمان کرکے مسجد سے نکل گیا، اب معلوم ہوا کہ وضو نہ گیا تھا تو سرے سے پڑھے اور مسجد سے باہر نہ ہوا تھا تو ما بقی[2] پڑھ لے۔[3] (ہدایہ) عورت کو ایسا گمان ہوا، تو مُصلّے سے ہٹتے ہی نماز فاسد ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: اگر یہ گمان ہوا کہ بے وضو شروع ہی کی تھی یا موزے پر مسح کیا تھا اور گمان ہوا کہ مدت ختم ہوگئی یا صاحبِ ترتیب ظہر کی نماز میں تھا اور گمان ہوا کہ فجر کی نہیں پڑھی یا تیمم کیا تھا اور سراب[5] پر نظر پڑی اور اُسے پانی گمان کیا، یا کپڑے پر رنگ دیکھا اور اسے نجاست گمان کیا، ان سب صورتوں میں نماز چھوڑنے کے خیال سے ہٹا ہی تھا کہ معلوم ہوا گمان غلط ہے، تو نماز فاسد ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا، اگر ادا کے ارادہ سے سر اٹھایا، نماز باطل ہوگئی، اس پر بنا نہیں کرسکتا۔[7] (درمختار)

خلیفہ کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: نماز میں امام کو حدث ہوا تو ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں، دوسرے کو خلیفہ کرسکتا ہے (اس کو استخلاف کہتے ہیں) اگرچہ وہ نماز نمازِ جنازہ ہو۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲: جس موقع پر بنا جائز ہے وہاں استخلاف صحیح ہے اور جہاں بنا صحیح نہیں استخلاف بھی صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو شخص اس محدث کا امام ہوسکتا ہے وہ خلیفہ بھی ہوسکتا ہے اور جو امام نہیں بن سکتا وہ خلیفہ بھی نہیں ہوسکتا۔[10] (عالمگیری)

---

1. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج۱، ص۹۵.
2. ...... یعنی جو بقیہ نماز رہ گئی ہو۔
3. ...... "الهدایة"، کتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ج۱، ص۶۰.
4. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۷.
5. ...... یعنی ریتلی زمین کی وہ چمک جس پر چاند سورج کی چمک سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے۔
6. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۷.
7. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۴۳.
8. ...... المرجع السابق، ص۴۲۵.
9. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۵.
10. ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴ جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کرکے (کہ لوگ نکسیر گمان کریں) پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے، خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵ میدان میں نماز ہو رہی ہے، تو جب تک صفوں سے باہر نہ گیا، خلیفہ بنا سکتا ہے اور مسجد میں ہے تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہو، استخلاف ہو سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ مسجد کے باہر تک برابر صفیں ہیں، امام نے مسجد میں سے کسی کو خلیفہ نہ بنایا، بلکہ باہر والے کو خلیفہ بنایا یہ استخلاف صحیح نہ ہوا قوم اور امام سب کی نمازیں گئیں اور آگے بڑھ گیا، تو اس وقت تک خلیفہ بنا سکتا ہے کہ سُترہ یا موضع سجود سے متجاوز نہ ہوا ہو۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷ مکان اور چھوٹی عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہیں، بڑی مسجد اور بڑا مکان اور بڑی عیدگاہ میدان کے حکم میں ہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸ امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ قوم نے بنا دیا، یا خود ہی امام کی جگہ پر نیت امامت کرکے کھڑا ہو گیا تو یہ خلیفہ امام ہو گیا اور محض امام کی جگہ پر چلے جانے سے امام نہ ہو گا جب تک نیت امامت نہ کرے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹ مسجد و میدان میں خلیفہ بنانے کے لیے جو حد مقرر کی گئی ہے، اس سے ابھی متجاوز نہ ہوا نہ خود کوئی خلیفہ بنا، نہ جماعت نے کسی کو بنایا تو امام کی امامت قائم ہے، یہاں تک کہ اس وقت بھی اگر اس کی اقتدا کوئی شخص کرلے، تو ہو سکتی ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ امام کو حدث ہوا پچھلی صف میں سے کسی کو خلیفہ کرکے مسجد سے باہر ہو گیا، اگر خلیفہ نے فوراً ہی امامت کی نیت کرلی تو جتنے مقتدی اس خلیفہ سے آگے ہیں، سب کی نمازیں فاسد ہو گئیں، اس صف میں جو داہنے بائیں ہیں یا اس صف سے پیچھے ان کی اور امام اوّل کی فاسد نہ ہوئی اور اگر خلیفہ نے یہ نیت کی کہ امام کی جگہ پہنچ کر امام ہو جاؤں گا اور امام کی جگہ پر پہنچنے سے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٥.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٥.

3 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٥.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

پہلے امام باہر ہوگیا تو سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: امام کے لیے اَولیٰ یہ ہے کہ مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے، بلکہ کسی اور کو اور جو مسبوق ہی کو خلیفہ بنائے تو اسے چاہیے کہ قبول نہ کرے اور قبول کرلیا، تو ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مسبوق کو خلیفہ بنا ہی دیا تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے، مسبوق وہیں سے شروع کرے، رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کیا باقی ہے، لہٰذا امام اسے اشارے سے بتادے، مثلاً ایک رکعت باقی ہے تو ایک اُنگلی سے اشارہ کرے دو ہوں، تو دو سے رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ کے لیے پیشانی پر، قراءت کے لیے مونھ پر، سجدۂ تلاوت کے لیے پیشانی و زبان پر، سجدۂ سہو کے لیے سینہ پر رکھے اور اگر اس مسبوق کو معلوم ہو، تو اشارے کی کچھ حاجت نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدا کی پھر امام کو حدث ہوا اور اسے خلیفہ کیا اور اسے معلوم نہیں کہ امام نے کتنی پڑھی ہے اور کیا باقی ہے، تو یہ چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت پر قعدہ کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مسبوق کو خلیفہ کیا، تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مدرک کو مقدم کردے، کہ وہ سلام پھیرے۔[5] (عالمگیری، وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: چار یا تین رکعت والی میں اس مسبوق کو خلیفہ کیا، جس کو دو رکعتیں نہ ملی تھیں، تو اس خلیفہ پر دو قعدے فرض ہیں، ایک امام کا قعدۂ اخیرہ اور ایک اس کا خود اور اگر امام نے اشارہ کردیا کہ پہلی رکعتوں میں قراءت نہ کی تھی، چار رکعت والی نماز میں، چاروں میں اس پر قراءت فرض ہے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۶: مسبوق نے امام کی نماز پوری کرنے کے بعد قہقہہ لگایا، یا قصداً حدث کیا، یا کلام کیا، یا مسجد سے باہر ہوگیا، تو خود اس کی نماز جاتی رہی اور قوم کی ہوگئی۔ رہا امام اوّل، وہ اگر ارکانِ نماز سے فارغ ہوگیا ہے، تو اس کی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٦.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٧.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٦.

3 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٥.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٦، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، المسائل الاثنا عشرية، ج٢، ص٤٤١.

بھی ہوگئی، ورنہ گئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ لاحق کو خلیفہ بنایا تو اُسے حکم ہے کہ جماعت کی طرف اشارہ کرے کہ اپنے حال پر سب لوگ رہیں، یہاں تک کہ جو اس کے ذمہ ہے، اسے پورا کر کے نماز امام کی تکمیل کرے اور اگر پہلے امام کی نماز پوری کر دی، تو جب سلام کا موقع آئے کسی کو سلام پھیرنے کے لیے خلیفہ بنائے اور خود اپنی پوری کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ امام نے ایک کو خلیفہ بنایا اور اس خلیفہ نے دوسرے کو خلیفہ کر دیا، تو اگر امام کے مسجد سے باہر ہونے اور خلیفہ کے امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے یہ ہوا تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ تنہا نماز پڑھ رہا تھا، حدث واقع ہوا اور ابھی مسجد سے باہر نہ ہوا کہ کسی نے اس کی اقتدا کی، تو یہ مقتدی خلیفہ ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ مسافروں نے مسافر کی اقتدا کی اور امام کو حدث ہوا، اُس نے مقیم کو خلیفہ کیا، مسافروں پر چار رکعتیں پوری کرنا لازم نہیں۔ اور خلیفہ کو چاہیے کہ کسی مسافر کو مقدم کر دے کہ وہ سلام پھیرے اور اگر مقتدیوں میں اور بھی مقیم تھے تو وہ تنہا تنہا دو دو رکعت بلاقراءت پڑھیں، اب اگر اس خلیفہ کی اقتدا کریں گے، تو ان سب کی نماز باطل ہوگئی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ امام کو جنون ہوگیا یا بے ہوشی طاری ہوئی یا قہقہہ لگایا یا کوئی موجب غسل پایا گیا، مثلاً سو گیا اور احتلام ہوا، یا تفکر کرنے یا شہوت کے ساتھ نظر کرنے یا چھونے سے منی نکلی، تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی، سرے سے پڑھے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ اگر شدّت سے پاخانہ پیشاب معلوم ہوا کہ نماز پوری نہیں کرسکتا، تو استخلاف جائز نہیں۔ یوہیں اگر پیٹ میں درد شدید ہوا کہ کھڑا نہیں رہ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، استخلاف جائز نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ اگر شرم یا رعب کی وجہ سے قراءت سے عاجز ہے، تو استخلاف جائز ہے اور بالکل نسیان ہوگیا تو

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، ص٩٦-٩٧.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، المسائل الاثنا عشرية، ج٢، ص٤٤١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٩.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٣٠.

ناجائز۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴ امام کو حدث ہوا اور کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے ابھی نماز پوری نہیں کی ہے کہ امام وضو سے فارغ ہوگیا تو اس پر واجب ہے کہ واپس آئے، یعنی اتنا قریب ہو جائے کہ اقتدا ہو سکے اور خلیفہ پوری کر چکا ہے، تو اسے اختیار ہے کہ وہیں پوری کرے یا موضع اقتدا میں آئے۔ یوہیں منفرد کو اختیار ہے اور مقتدی کو حدث ہوا تو واجب ہے کہ واپس آئے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۵ نماز میں امام کا انتقال ہوگیا، اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تو مقتدیوں کی نماز باطل ہوگئی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔[3] (ردالمحتار)

نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم میں معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''نماز میں آدمیوں کا کوئی کلام درست نہیں وہ تو نہیں مگر تسبیح و تکبیر و قراءت قرآن۔''[4]

حدیث ۲ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نماز میں ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو سلام کیا کرتے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جواب دیتے، جب نجاشی کے یہاں سے ہم واپس ہوئے، سلام عرض کیا، جواب نہ دیا، عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم سلام کرتے تھے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جواب دیتے تھے (اب کیا بات ہے کہ جواب نہ ملا؟) فرمایا: ''نماز میں مشغولی ہے۔''[5]

اور ابوداود کی روایت میں ہے فرمایا: کہ ''اللہ عزوجل اپنا حکم جو چاہتا ہے، ظاہر فرماتا ہے اور جو ظاہر فرمایا ہے، اس میں سے یہ ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو، اس کے بعد سلام کا جواب دیا'' اور فرمایا: ''نماز قراءت قرآن اور ذکر خدا کے لیے ہے، تو جب تم نماز میں ہو تو تمہاری یہی شان ہونی چاہیے۔''[6]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٩.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٣٣.

3 ...... "ردالمحتار"

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب تحريم الكلام في الصلاة... إلخ، الحديث: ٥٣٧، ص٢٧٢.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مناقب الأنصار، باب هجرة الحبشة، الحديث: ٣٨٧٥، ج٢، ص٥٨١.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ردالسلام في الصلاة، الحديث: ٩٢٤، ج١، ص٣٤٨.

حدیث ۳ امام احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''دو سیاہ چیزیں، سانپ اور بچھو کو نماز میں قتل کرو۔'' [1]

احکام فقہیہ

احکام فقہیہ: کلام مفسد نماز ہے، عمداً ہو یا خطاءً یا سہواً، سوتے میں ہو، یا بیداری میں اپنی خوشی سے کلام کیا، یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا، یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ خطا کے معنی یہ ہیں کہ قراءت وغیرہ اذکار نماز کہنا چاہتا تھا، غلطی سے زبان سے کوئی بات نکل گئی اور سہو کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱: کلام میں قلیل و کثیر کا فرق نہیں اور یہ بھی فرق نہیں کہ وہ کلام اصلاح نماز کے لیے ہو یا نہیں، مثلاً امام کو بیٹھنا تھا کھڑا ہو گیا، مقتدی نے بتانے کو کہا بیٹھ جا، یا ہوں کہا، نماز جاتی رہی۔ [3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: قصداً کلام سے اسی وقت نماز فاسد ہوگی جب بقدر تشہد نہ بیٹھ چکا ہو اور بیٹھ چکا ہے تو نماز پوری ہو گئی، البتہ مکروہ تحریمی ہوئی۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۳: کلام وہی مفسد ہے، جس میں اتنی آواز ہو کہ کم از کم وہ خود سُن سکے، اگر کوئی مانع نہ ہو اور اگر اتنی آواز بھی نہ ہو بلکہ صرف تصحیح حروف ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: نماز پوری ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو حرج نہیں اور قصداً پھیرا، تو نماز جاتی رہی۔ [6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: کسی شخص کو سلام کیا، عمداً ہو یا سہواً، نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ بھول کر السلام کہا تھا کہ یاد آیا سلام کرنا نہ چاہیے اور سکوت کیا۔ [7] (عالمگیری)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب العمل في الصلاة، الحديث: ٩٢١، ج١، ص٣٤٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٤٥_٤٤٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٤٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٤٩. وغيره

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

مسئلہ ۶ مسبوق نے یہ خیال کرکے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے سلام پھیر دیا، نماز فاسد ہوگئی۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ عشا کی نماز میں یہ خیال کرکے کہ تراویح ہے، دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ یا ظہر کو جُمعہ تصوّر کرکے دو رکعت پر سلام پھیرا، یا مقیم نے اپنے کو مسافر خیال کرکے دو رکعت پر سلام پھیرا، نماز فاسد ہوگئی، اس پر بنا بھی جائز نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو نماز پوری کرکے سجدۂ سہو کرلے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ زبان سے سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی، سلام کی نیت سے مصافحہ کرنا بھی نماز کو فاسد کردیتا ہے۔ [4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ مُصلّی سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی، اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا، نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہوئی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کرکے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مصلّی نے اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد ہوگئی۔ [7]

مسئلہ ۱۳ نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمدللہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ خوشی کی خبر سن کر جواب میں الحمدللہ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہا بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ نماز میں ہے، تو فاسد نہ ہوئی، یوہیں کوئی چیز تعجب خیز دیکھ کر بقصد جواب سُبْحَانَ اللّٰہ یا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا، الفصل الأول، ج۱، ص۹۸.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا، الفصل الأول، ج۱، ص۹۸.

4 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۵۰.

5 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا، الفصل الأول، ج۱، ص۹۸.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق.

یا اَللّٰہُ اَکْبَر کہا، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے، زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر، یا سبحان اللہ پڑھا، نماز فاسد نہ ہوئی۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۱۶: بُری خبرسُن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہا، یا الفاظ قرآن سے کسی کو جواب دیا، نماز فاسد ہوگئی، مثلاً کسی نے پوچھا، کیا خدا کے سوا دوسرا خدا ہے؟ اس نے جواب دیا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ، یا پوچھا تیرے کیا کیا مال ہیں؟ اس نے جواب میں کہا ﴿ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ ﴾[3] یا پوچھا کہاں سے آئے؟ کہا ﴿ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ ﴾[4] یوہیں اگر کسی کو الفاظ قرآن سے مخاطب کیا، مثلاً اس کا نام یحیٰی ہے، اس سے کہا ﴿ یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ﴾[5] موسیٰ نام ہے، اس سے کہا ﴿ وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰى ﴾[6] نماز فاسد ہوگئی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کا نام مبارک سُن کر جل جلالہ کہا، یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سُن کر درود پڑھا، یا امام کی قراءت سُن کر صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُـہٗ کہا، تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی، جب کہ بقصد جواب کہا ہو اور اگر جواب میں نہ کہا تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر اذان کا جواب دیا، نماز فاسد ہو جائے گی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: شیطان کا ذکر سُن کر اس پر لعنت بھیجی نماز جاتی رہی، دفع وسوسہ کے لیے لَا حَـوْلَ پڑھی، اگر امور دنیا کے لیے ہے، نماز فاسد ہو جائے گی اور امور آخرت کے لیے، تو نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: چاند دیکھ کر رَبِّـیْ وَرَبُّکَ اللّٰـہ کہا، یا بخار وغیرہ کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دم کیا، نماز فاسد ہوگئی بیمار نے اٹھتے بیٹھتے تکلیف اور درد پر بسم اللہ کہی تو نماز فاسد نہ ہوئی۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کوئی عبارت بوزن شعر کہ قرآن مجید میں بترتیب پائی جاتی ہے، بہ نیت شعر پڑھی نماز فاسد ہوگئی، جیسے ﴿ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ۝ ﴾[11] اور اگر نماز میں شعر موزوں کیا، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو اگرچہ

---

1 …… "الفتاوی الهندیة"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٩.

2 …… "غنية المتملي"، كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ص٤٤٩.

3 …… پ١٤، النحل: ٨.

4 …… پ١٧، الحج: ٤٥.

5 …… پ١٦، مريم: ١٢.

6 …… پ١٦، طٰهٰ: ١٧.

7 …… "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٥٨.

8 …… "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦٠.

9 …… "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦٠.

10 …… "الفتاوی الهندیة"، كتاب الصلاة، الباب السابع في ما يفسد الصلاة... إلخ، الفصل الأول، ج١، ص٩٩.

11 …… پ٢٩، المرسلٰت: ١-٢.

نماز فاسد نہ ہوئی، مگر گنہگار رہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: نماز میں زبان پر نعم یا ارے یا ہاں جاری ہوگیا، اگر یہ لفظ کہنے کا عادی ہے، فاسد ہوگئی ورنہ نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مصلّی نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: اگر لقمہ دینے کی نیت سے نہیں پڑھا، بلکہ تلاوت کی نیت سے تو حرج نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسد نماز ہے، البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں، یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آ جاتا، اس کے بتانے کو کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد نہیں، ہاں اگر مقتدی نے دوسرے سے سُن کر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا، تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے، تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ یوہیں امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کردے، بشرطیکہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کردے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے۔[8]

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٠.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٦٢، وغيره.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦١، وغيره.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦١.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي لا يجب... إلخ، ج٢، ص٤٦٢.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٩.

(عالمگیری، ردالمحتار) مگر وہ غلطی اگر ایسی ہے، جس میں فساد معنی تھا تو اصلاح نماز کے لیے اس کا اعادہ لازم تھا اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے، تو گئی۔

مسئلہ ۲۸ لقمہ دینے والے کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، مراہق بھی لقمہ دے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری) بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔

مسئلہ ۲۹ ایسی دعا جس کا سوال بندے سے نہیں کیا جا سکتا جائز ہے، مثلاً **اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ** اور جس کا سوال بندوں سے کیا جا سکتا ہے، مفسد نماز ہے، مثلاً **اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْنِیْ یا اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِیْ**۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ آہ، اوہ، اُف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے، ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے، تو حرج نہیں۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱ مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی، یوہیں چھینک کھانسی جماہی ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں، معاف ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۲ جنت و دوزخ کی یاد میں اگر یہ الفاظ کہے، تو نماز فاسد نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور ارے، نعم، ہاں، زبان سے نکلا کوئی حرج نہیں، کہ یہ خشوع کے باعث ہے اور اگر خوش گلوئی کے سبب کہا، تو نماز جاتی رہی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے مفسد نہیں، مگر قصداً کرنا مکروہ ہے اور اگر دو حرف پیدا ہوں، جیسے اف، تف، تو مفسد ہے۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۳۵ کھنکارنے میں جب دو حرف ظاہر ہوں، جیسے اح مفسد نماز ہے، جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو، مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے، مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے اس لیے

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج۱، ص۹۹.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰۰.

3 ...... المرجع السابق، ص۱۰۱، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: المواضع التى لا يجب فيها ردالسلام، ج۲، ص۴۵۵.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۴۵٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "غنية المتملي"، كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ص۴۵۱.

کھنکارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لیے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو، تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۶: نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے، یوہیں اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہو اسے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے، تو حرج نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: کسی کاغذ پر قرآن مجید لکھا ہوا دیکھا اور اسے سمجھا نماز میں نقصان نہ آیا، یوہیں اگر فقہ کی کتاب دیکھی اور سمجھی نماز فاسد نہ ہوئی، خواہ سمجھنے کے لیے اسے دیکھا یا نہیں، ہاں اگر قصداً دیکھا اور بقصد سمجھا تو مکروہ ہے اور بلا قصد ہوا تو مکروہ بھی نہیں۔[3] (عالمگیری، درمختار) یہی حکم ہر تحریر کا ہے اور جب غیر دینی ہو تو کراہت زیادہ۔

مسئلہ ۳۸: صرف توارت یا انجیل کو نماز میں پڑھا تو نماز نہ ہوئی، قرآن پڑھنا جانتا ہو یا نہیں۔[4] (عالمگیری) اور اگر بقدر حاجت قرآن پڑھ لیا اور کچھ آیات توارت و انجیل کی، جن میں ذکرِ الٰہی ہے پڑھیں، تو حرج نہیں مگر نہ چاہیے۔

مسئلہ ۳۹: عملِ کثیر کہ نہ اعمال نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز فاسد کر دیتا ہے، عملِ قلیل مفسد نہیں، جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے، بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عملِ کثیر ہے اور اگر دُور سے دیکھنے والے کو شبہہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو عملِ قلیل ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: کرتا یا پاجامہ پہنا یا تہبند باندھا، نماز جاتی رہی۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ۴۱: ناپاک جگہ پر بغیر حائل کے سجدہ کیا نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ اس سجدہ کو پاک جگہ پر اعادہ کرے۔[7] (درمختار) یوہیں ہاتھ یا گھٹنے سجدہ میں ناپاک جگہ پر رکھے، نماز فاسد ہوگئی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: ستر کھولے ہوئے یا بقدر مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا، یا تین تسبیح کا وقت گزر جانا، مفسد نماز

---

1. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۵۵، وغیرہ.
2. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ج۲، ص۴۶۳.
3. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰۱. و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۷۹.
4. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰۱.
5. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۶۴، وغیرہ.
6. "غنیۃ المتملي"، کتاب الصلاۃ، مفسدات الصلاۃ، ص۴۵۲.
7. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۶۶.
8. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، و مطلب في التشبہ باھل الکتاب، ج۲، ص۴۶۶.

ہے۔ یوہیں بھیڑ کی وجہ سے اتنی دیر تک عورتوں کی صف میں پڑ گیا، یا امام سے آگے ہوگیا، نماز جاتی رہی۔ [1] (درمختار وغیرہ) اور قصداً ستر کھولنا مطلقاً مفسد نماز ہے، اگرچہ معاً [2] ڈھانک لے، اس میں وقفہ کی بھی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۳ دو کپڑے ملا کر سیے ہوں ان میں استر [3] ناپاک ہے اور ابرا [4] پاک، تو ابرے کی طرف بھی نماز نہیں ہوسکتی، جب کہ نجاست بقدر مانع مواضع سجود میں ہو اور سلے نہ ہوں تو ابرے پر جائز ہے، جب کہ اتنا باریک نہ ہو کہ استر چمکتا ہو۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴ نجس زمین پر مٹی چونا خوب بچھا دیا، اب اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر معمولی طرح سے خاک چھڑک دی ہے کہ نجاست کی بُو آتی ہے، تو ناجائز ہے جب کہ مواضع سجود پر نجاست ہو۔ [6] (منیہ)

مسئلہ ۴۵ نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے، قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اُس کے مونھ میں گرا اور اس نے نگل لیا، نماز جاتی رہی۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶ دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گیا، اگر چنے سے کم ہے نماز فاسد نہ ہوئی مکروہ ہوئی اور چنے برابر ہے تو فاسد ہوگئی۔ دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے فاسد نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ [8] (درمختار، عالمگیری) غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو، نماز اور روزہ توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ج۲، ص۴٦۷. وغیرہ

2 ...... فوراً۔

3 ...... نیچے کی تہ۔ 4 ...... اوپر کی تہ۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، و مطلب في التشبه باهل الکتاب، ج۲، ص۴٦۷.

6 ...... "منیة المصلي"، حکم ما اذا کان تحت قدمی المصلي نجس، ص۱۷۰.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، مطلب المواضع التی لا یجب... إلخ، ج۲، ص٤٦۲.

8 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة... إلخ، ج۲، ص٤٦۲.

''کافی'' اور ''فتح القدیر'' کی تحقیق یہ ہے کہ اگر حلق میں اس کا مزہ محسوس ہو تو مطلقاً نماز فاسد ہوگئی اور یہی حکم روزہ کا ہے اور یہ قول باقوت معلوم ہوتا ہے اور احتیاط ضروری ہے۔ ۱۲ منہ

مسئلہ ۴۷ نماز سے پیشتر[1] کوئی چیز میٹھی کھائی تھی اس کے اجزا نگل لیے تھے، صرف لعاب دہن میں کچھ مٹھاس کا اثر رہ گیا، اُس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ مونھ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے، نماز فاسد ہوگئی۔ گوند مونھ میں ہے اگر چبایا اور بعض اجزا حلق سے اتر گئے، نماز جاتی رہی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸ سینہ کو قبلہ سے پھیرنا مفسد نماز ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو یعنی جب کہ اتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس (۴۵) درجے ہٹ جائے اور اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں، مثلاً حدث کا گمان ہوا اور مونھ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مسجد سے اگر خارج نہ ہوا ہو، نماز فاسد نہ ہوگی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۹ قبلہ کی طرف ایک صف کی قدر چلا، پھر ایک رکن کی قدر ٹھہر گیا، پھر چلا پھر ٹھہرا، اگرچہ متعدد بار ہو جب تک مکان نہ بدلے، نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً مسجد سے باہر ہو جائے یا میدان میں نماز ہو رہی تھی اور یہ شخص صُفوف سے متجاوز ہو گیا کہ یہ دونوں صورتیں مکان بدلنے کی ہیں اور ان میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یوہیں اگر ایک دم دو صف کی قدر چلا، نماز فاسد ہوگئی۔[4] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۰ صحرا میں اگر اس کے آگے صفیں نہ ہوں بلکہ یہ امام ہے اور موضع سجود سے متجاوز ہوا، تو اگر اتنا آگے بڑھا جتنا اس کے اور سب سے قریب والی صف کے درمیان فاصلہ تھا تو فاسد نہ ہوئی اور اس سے زیادہ ہٹا تو فاسد ہوگئی اور اگر منفرد ہے تو موضع سجود کا اعتبار ہے یعنی اتنا ہی فاصلہ آگے پیچھے دہنے بائیں کہ اس سے زیادہ ہٹنے میں نماز جاتی رہے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱ کسی کو چوپایہ نے ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لیا یا ڈھکیل دیا، تو نماز فاسد ہوگئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۲ ایک نماز سے دوسری کی طرف تکبیر کہہ کر منتقل ہوا، پہلی نماز فاسد ہوگئی، مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا عصر یا نفل کی نیت سے اللہ اکبر کہا ظہر کی نماز جاتی رہی پھر اگر صاحبِ ترتیب ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو عصر کی بھی نہ ہوگی، بلکہ دونوں

---

1 ...... پہلے۔

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰۲.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج۲، ص۴٦۸.

و "الفتاوی الرضوية (الجديدة)"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٦، ص۷۵، وغيرهما.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في التشبه باهل الكتاب، ج۲، ص۴٦۸.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في التشبه باهل الكتاب، ج۲، ص۴٦۹.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۴۷۰.

صورتوں میں نفل ہے، ورنہ عصر کی نیت ہے تو عصر اور نفل کی نیت ہے تو نفل۔ یوہیں اگر تنہا نماز پڑھتا تھا اب اقتدا کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا مقتدی تھا اور تنہا پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ یوہیں اگر نماز جنازہ پڑھ رہا تھا اور دوسرا جنازہ لایا گیا دونوں کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا دوسرے کی نیت سے تو دوسرے جنازہ کی نماز شروع ہوئی اور پہلے کی فاسد ہوگئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۳ عورت نماز پڑھ رہی تھی، بچہ نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا، نماز جاتی رہی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴ عورت نماز میں تھی، مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا، نماز جاتی رہی اور مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی، جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵ داڑھی یا سر میں تیل لگایا یا کنگھا کیا یا سرمہ لگایا نماز جاتی رہی، ہاں اگر ہاتھ میں تیل لگا ہوا ہے اس کو سر یا بدن میں کسی جگہ پونچھ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔[4] (منیہ، غنیہ)

مسئلہ ۵۶ کسی آدمی کو نماز پڑھتے میں طمانچہ یا کوڑا مارا نماز جاتی رہی اور جانور پر سوار نماز پڑھ رہا تھا وہ ایک بار ہاتھ یا ایڑی سے ہانکنے میں نماز فاسد نہ ہوگی، تین بار پے در پے کرے گا تو جاتی رہے گی۔ ایک پاؤں سے ایڑ لگائی اگر پے در پے تین بار ہو نماز جاتی رہی ورنہ نہیں اور دونوں پاؤں سے لگائی تو فاسد ہوگئی، لیکن اگر آہستہ پاؤں ہلائے کہ دوسرے کو بغور دیکھنے سے پتہ چلے، تو فاسد نہ ہوئی۔[5] (منیہ، غنیہ)

مسئلہ ۵۷ گھوڑے کو چابک سے راستہ بتایا اور مارا بھی، نماز فاسد ہوگئی، نماز پڑھتے میں گھوڑے پر سوار ہوگیا، نماز جاتی رہی اور سواری پر نماز پڑھ رہا تھا اتر آیا، فاسد نہ ہوئی۔[6] (منیہ، قاضی خاں)

مسئلہ ۵۸ تین کلمے اس طرح لکھنا کہ حروف ظاہر ہوں، نماز کو فاسد کرتا ہے اور اگر حرف ظاہر نہ ہوں، مثلاً پانی پر یا ہوا میں لکھا تو عبث ہے، نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔[7] (غنیہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٦٢.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٧٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في المشي في الصلاة، ج٢، ص٤٧٠.

4 ...... "منية المصلي"، بيان مفسدات الصلاة، ص٤١٤، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٢.

5 ...... "منية المصلي"، بيان مفسدات الصلاة، ص٤١٥، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٣.

6 ...... "منية المصلي"، المرجع السابق، و "الفتاوى الخانية"، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ج١، ص٦٤.

7 ...... "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٤.

مسئلہ ۵۹: نماز پڑھنے والے کو اٹھالیا پھر وہیں رکھ دیا، اگر قبلہ سے سینہ نہ پھرا، نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کو اٹھا کر سواری پر رکھ دیا، نماز جاتی رہی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: موت وجنون و بے ہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے، اگر وقت میں افاقہ ہوا تو ادا کرے، ورنہ قضا بشرطیکہ ایک دن رات سے متجاوز نہ ہو۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: قصداً وضو توڑا یا کوئی موجب غسل پایا گیا یا کسی رکن کو ترک کیا، جبکہ اس نماز میں اس کو ادا نہ کرلیا ہو، یا بلاعذر شرط کو ترک کیا، یا مقتدی نے امام سے پہلے رکن ادا کرلیا اور امام کے ساتھ یا بعد میں پھر اس کو ادا نہ کیا، یہاں تک کہ امام کیساتھ سلام پھیر دیا، یا مسبوق نے فوت شدہ رکعت کا سجدہ کر کے امام کے سجدۂ سہو میں متابعت کی، یا قعدۂ اخیرہ کے بعد سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت یاد آیا اور اس کے ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا، یا کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اس کا اعادہ نہ کیا، ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۲: سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو، ورنہ جاتی رہے گی، مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہوجائے۔[4] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۶۳: سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے، کہ سامنے سے گزرے اور ایذا دینے کا خوف ہو اور اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: پے در پے تین بال اکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار میں مارا نماز جاتی رہی اور پے در پے نہ ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۶۵: موزہ کشادہ ہے اسے اتارنے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور موزہ پہننے سے نماز جاتی رہے گی۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في المشي في الصلاة، ج٢، ص٤٧٢.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٧٢. وغيره

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

6 ...... المرجع السابق، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٨.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

مسئلہ ۶۶ گھوڑے کے مونھ میں لگام دی یا اس پر کاٹھی کسی یا کاٹھی اتار دی نماز جاتی رہی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷ ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا وعلیٰ ہذا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔[2] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۶۸ تکبیرات انتقال میں اللّٰہ یا اکبر کے الف کو دراز کیا آللّٰہ یا آکبر کہا یا بے کے بعد الف بڑھایا اکبار کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔[3] (درمختار وغیرہ) قراءت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں، نماز فاسد کر دیتی ہے، اس کے متعلق مفصل بیان گزر چکا۔

مسئلہ ۶۹ نمازی کے آگے سے بلکہ موضع سجود[4] سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا، خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت، کتا ہو یا گدھا۔[5] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۷۰ مصلّی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔

حدیث میں فرمایا: کہ ''اس میں جو کچھ گناہ ہے، اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا''، راوی کہتے ہیں: ''میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔''[6] یہ حدیث صحاح ستہ میں ابی جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی اور بزار کی روایت میں چالیس برس[7] کی تصریح ہے۔ اور

ابن ماجہ کی روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے؟ تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔''[8]

امام مالک نے روایت کیا کہ کعب احبار فرماتے ہیں: ''نمازی کے سامنے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے؟ تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔''[9]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج ١، ص ١٠٣.

2 ...... المرجع السابق، ص ١٠٤، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص ٤٤٨.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ويكره فيها، ج ٢، ص ٤٧٣، وغيره.

4 ...... موضع سجود سے کیا مراد ہے یہ آگے مذکور ہوگا۔ ۱۲ منہ

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ٢، ص ٤٨٠.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب منع المارين يدى المصلي، الحديث: ٥٠٧، ص ٢٦٠.

7 ...... "مسند البزار"، مسند زيد بن خالد الجهني رضى الله تعالىٰ عنه، الحديث: ٣٧٨٢، ج ٩، ص ٢٣٩.

8 ...... "سنن ابن ماجه"، ابواب اقامة الصلوات و السنة فيها، باب المرورين يدي المصلي، الحديث: ٩٤٦، ج ١، ص ٥٠٦.

9 ...... "الموطا"، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب التشديد في ان يمر احد بين يدي المصلي، الحديث: ٣٧١، ج ١، ص ١٥٤.

امام مالک سے روایت صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے ابو جحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مکہ میں دیکھا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ابطح میں چمڑے کے ایک سُرخ قبہ کے اندر تشریف فرما ہیں اور بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے وضو کا پانی لیا اور لوگ جلدی جلدی اسے لے رہے ہیں جو اس میں سے کچھ پا جاتا اسے مونھ اور سینہ پر ملتا اور جو نہیں پاتا وہ کسی اور کے ہاتھ سے تری لے لیتا پھر بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک نیزہ نصب کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سُرخ دھاری دار جوڑا پہنے تشریف لائے اور نیزہ کی طرف مونھ کر کے دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے آدمیوں اور چوپاؤں کو نیزے کے اُس طرف سے گزرتے دیکھا۔[1]

مسئلہ ۷۱: میدان اور بڑی مسجد میں مصلّی کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے۔ موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوارِ قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں اگر سترہ نہ ہو۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۲: کوئی شخص بلندی پر پڑھ رہا ہے اس کے نیچے سے گزرنا بھی جائز نہیں، جبکہ گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو، چھت یا تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ان چیزوں کی اتنی بلندی ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۳: مصلّی کے آگے سے گھوڑے وغیرہ پر سوار ہو کر گزرا، اگر گزرنے والے کا پاؤں وغیرہ نیچے کا بدن مصلّی کے سر کے سامنے ہوا تو ممنوع ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: مصلّی کے آگے سترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے، تو سُترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔[5] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۷۵: سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا[6] ہو۔[7] (درمختار ردالمحتار)

---

1. "صحیح مسلم"، کتاب الصلاة، باب سترة المصلي و الندب إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ٢٥٠-(٥٠٣)، ص٢٥٧.
2. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤. و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، ج٢، ص٤٧٩.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٠.
4. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٠.
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤.
6. یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہو۔
7. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٤.

مسئلہ ۷۶ امام ومنفرد جب صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں، جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سُترہ گاڑیں اور سُترہ نزدیک ہونا چاہیے، سُترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنے یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہو اور دہنے کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۷ اگر نصب کرنا ناممکن ہو تو وہ چیز لمبی لمبی رکھ دے اور اگر کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ رکھ سکے تو خط کھینچ دے خواہ طول میں ہو یا محراب کی مثل۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۸ اگر سُترہ کے لیے کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا موجود ہے، تو اسی کو سامنے رکھ لے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹ امام کا سُترہ مقتدی کے لیے بھی سُترہ ہے، اس کو جدید سُترہ کی حاجت نہیں، تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے، جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۸۰ درخت اور جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سُترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کچھ حرج نہیں۔[5] (غنیہ) مگر آدمی کو اس حالت میں سُترہ کیا جائے، جب کہ اس کی پیٹھ مصلّی کی طرف ہو کہ مصلّی کی طرف مونھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۸۱ سوار اگر مصلّی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے، تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ جانور کو مصلّی کے آگے کرلے اور اس طرف سے گزر جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲ دو شخص برابر برابر امام کے آگے سے گزر گئے، تو مصلّی سے جو قریب ہے وہ گناہ گار ہوا اور دوسرے کے

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٤. وغيره

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٥.
ان دونوں صورتوں سے یہ مقصود نہیں کہ گزرنا جائز ہوجائیگا بلکہ اس لیے ہیں کہ نمازی کا خیال نہ بٹے۔۱۲

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٥.
اس سے بھی وہی مقصود ہے کہ نمازی کا دل نہ بٹے ورنہ کتاب یا کپڑا رکھنے سے اس کے آگے سے گزرنا، جائز نہ ہوگا، ہاں اگر بلندی اتنی ہوجائے جو سترہ کے لیے درکار ہے، تو گزرنا بھی جائز ہوجائیگا۔۱۲منہ

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٧، وغيره.

5 ...... "غنية المتملي"، فصل كراهية الصلاة، ص٣٦٧.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤.

لیے یہی سُترہ ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۳: مصلّی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اگر اس کے پاس کوئی چیز سُترہ کے قابل ہو تو اسے اس کے سامنے رکھ کر گزر جائے پھر اسے اٹھالے، اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور سُترہ کو کوئی چیز نہیں تو ان میں ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گزر جائے، پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کرکے کھڑا ہو جائے اور یہ گزر جائے، پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: اگر اس کے پاس عصا ہے مگر نصب نہیں کرسکتا، تو اسے کھڑا کرکے مصلّی کے آگے سے گزرنا جائز ہے، جب کہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر گرنے سے پہلے گزر جائے۔

مسئلہ ۸۵: اگلی صف میں جگہ تھی، اسے خالی چھوڑ کر پیچھے کھڑا ہوا تو آنے والا شخص اس کی گردن پھلانگتا ہوا جاسکتا ہے، کہ اس نے اپنی حُرمت اپنے آپ کھوئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: جب آنے جانے والوں کا اندیشہ نہ ہو نہ سامنے راستہ ہو تو سُترہ نہ قائم کرنے میں بھی حرج نہیں، پھر بھی اَولیٰ سُترہ قائم کرنا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: نمازی کے سامنے سُترہ نہیں اور کوئی شخص گزرنا چاہتا ہے یا سُترہ ہے مگر وہ شخص مصلّی اور سُترہ کے درمیان سے گزرنا چاہتا ہے تو نمازی کو رخصت ہے کہ اسے گزرنے سے روکے، خواہ سبحان اللہ کہے یا جہر کے ساتھ قراءت کرے یا ہاتھ، یا سر، یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، مثلاً کپڑا پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا، بلکہ اگر عملِ کثیر ہوگیا، تو نماز ہی جاتی رہی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: تسبیح و اشارہ دونوں کو بلا ضرورت جمع کرنا مکروہ ہے، عورت کے سامنے سے گزرے تو تصفیق سے منع کرے، یعنی دہنے ہاتھ کی انگلیاں بائیں کی پشت پر مارے اور اگر مرد نے تصفیق کی اور عورت نے تسبیح، تو بھی فاسد نہ ہوئی،

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰٤.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰٤.
و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج۲، ص٤٨٣.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ج۲، ص٤٨٣.

4 ...... المرجع السابق، ص٤٨٧.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج۲، ص٤٨٥.

مگر خلافِ سنّت ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۹ مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اُس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں۔[2] (ردالمحتار)

مکروہات کا بیان

حدیث ۱ بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔[3]

حدیث ۲ شرح سنہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''کمر پر نماز میں ہاتھ رکھنا، جہنمیوں کی راحت ہے۔''[4]

حدیث ۳ بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی روایت کرتے ہیں، کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نماز کے اندر اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا؟' فرمایا: یہ اُچک لینا ہے کہ بندہ کی نماز میں سے شیطان اُچک لے جاتا ہے۔''[5]

حدیث ۴ امام احمد و ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم بافادۂ تصحیح ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو بندہ نماز میں ہے، اللہ عزوجل کی رحمتِ خاصہ اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک اِدھر اُدھر نہ دیکھے، جب اس نے اپنا مونھ پھیرا، اس کی رحمت بھی پھر جاتی ہے۔''[6]

حدیث ۵ امام احمد باسناد حسن و ابو یعلٰی روایت کرتے ہیں، کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: ''مجھے میرے

---

1 ...... "الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۴۸٦.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج۲، ص۴۸۲.

3 ...... "صحيح مسلم"، کتاب المساجد... إلخ، باب كراهية الاختصار في الصلاة، الحديث: ٥٤٥، ص٢٧٦.
و "صحيح البخاري"، کتاب العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة، الحديث: ١٢١٩، ج١، ص٤١١.

4 ...... "شرح السنة"، کتاب الصلاة، باب كراهية الاختصار في الصلاة، الحديث: ٧٣١، ج٢، ص٣١٣.
یعنی یہ یہودیوں کا فعل ہے، کہ وہ جہنمی ہیں ورنہ جہنمیوں کے لیے جہنم میں کیا راحت۔ **كذا فسره الائمة ۱۲ منہ**

5 ...... "صحيح البخاري"، کتاب الأذان، باب الإلتفات في الصلاة، الحديث: ٧٥١، ج١، ص٢٦٥.

6 ...... "المستدرك" للحاكم، کتاب الإمامة... إلخ، باب لايزال الله، مقبلاً على العبد مالم يلتفت... إلخ، الحديث: ٨٩٦، ج١، ص٥٠٤.

خلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا، مُرغ کی طرح ٹھونگ مارنے اور کتّے کی طرح بیٹھنے اور اِدھر اُدھر لومڑی کی طرح دیکھنے سے۔'' (1)

حدیث ۶ بزار نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے اللہ عزوجل اپنی خاص رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اِدھر اُدھر دیکھتا ہے فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! کس کی طرف التفات کرتا ہے، کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے، جس کی طرف التفات کرتا ہے، پھر جب دوبارہ التفات کرتا ہے ایسا ہی فرماتا ہے، پھر جب تیسری بار التفات کرتا ہے، اللہ عزوجل اپنی اس خاص رحمت کو اس سے پھیر لیتا ہے۔'' (2)

حدیث ۷ ترمذی باسنادِ حسن روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''اے لڑکے! نماز میں التفات سے بچ کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے۔'' (3)

حدیث ۸ تا ۱۲ بخاری و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ''کیا حال ہے؟ اُن لوگوں کا جو نماز میں آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں، اس سے باز رہیں یا ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔'' (4) اسی مضمون کے قریب قریب ابن عمر و ابو ہریرہ و ابو سعید خدری و جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔

حدیث ۱۳ امام احمد و ابوداود و ترمذی بافادۂ تحسین و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی تم میں نماز کو کھڑا ہو تو کنکری نہ چھوئے، کہ رحمت اس کے مواجہہ میں ہے۔'' (5)

حدیث ۱۴ صحاح ستہ میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''کنکری نہ چھو اور اگر تجھے ناچار کرنا ہی ہے تو ایک بار۔'' (6)

---

1 ...... "مجمع الزوائد"، كتاب الصلاة، باب ما ينهى عنه في الصلاة... إلخ، الحديث: ٢٤٢٥، ج٢، ص٢٣٢.

2 ...... "مجمع الزوائد"، كتاب الصلاة، باب ينهى عنه في الصلاة... إلخ، الحديث: ٢٤٢٦، ج٢، ص٢٣٢.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ما ذكر في الإلتفات في الصلاة، الحديث: ٥٨٩، ج٢، ص١٠٢.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، الحديث: ٧٥٠، ج١، ص٢٦٥.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة... إلخ، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، الحديث: ٣٧٩، ج١، ص٣٩٠، عن أبي ذر رضي الله عنه.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب مسح الحصي في الصلاة، الحديث: ٩٤٦، ج١، ص٣٥٦.

حدیث ۱۵ صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے نماز میں کنکری چھونے کا سوال کیا؟ فرمایا: ''ایک بار اور اگر تُو اس سے بچے، تو یہ سو اونٹنیوں سیاہ آنکھ والیوں سے بہتر ہے۔'' (1)

حدیث ۱۶ و ۱۷ مسلم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب نماز میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے، کہ شیطان مونھ میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (2)

اور صحیح بخاری کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ فرماتے ہیں: ''جب نماز میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے اور ہانہ کہے، کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، شیطان اس سے ہنستا ہے۔'' (3)

اور ترمذی و ابن ماجہ کی روایت انہیں سے ہے، اس کے بعد فرمایا: کہ ''مونھ پر ہاتھ رکھ دے۔'' (4)

حدیث ۱۸ و ۱۹ امام احمد و ابو داود و ترمذی و نسائی و دارمی کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے قصد سے نکلے، تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں نہ ڈالے کہ وہ نماز میں ہے۔'' (5) اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۲۰ صحیح بخاری میں شقیق سے مروی کہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا، جب اس نے نماز پڑھ لی، تو بلایا اور کہا: ''تیری نماز نہ ہوئی۔'' راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ بھی کہا کہ اگر تو مرا تو فطرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر پر مرے گا۔ (6)

حدیث ۲۱ تا ۲۴ بخاری تاریخ میں اور ابن خزیمہ وغیرہ خالد بن ولید و عمرو بن عاص و یزید بن ابی سفیان و شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا کہ رکوع تمام نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، حکم فرمایا: کہ ''پورا رکوع کرے اور فرمایا: یہ اگر اسی حالت میں مرا تو ملّت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر

---

1 ...... "صحيح ابن خزيمه"، أبواب الافعال المباحة في الصلاة، باب الرخصة في مسح الحصي في الصلاة مرة واحدة، الحديث: ٨٩٧، ج٢، ص٥٢.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٥٩ـ(٢٩٩٥)، ص١٥٩٧.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، الحديث: ٣٢٨٩، ج٢، ص٤٠٢.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات... إلخ، باب ما يكره في الصلاة، الحديث: ٩٦٨، ج١، ص٥١٥.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية التشبيك... إلخ، الحديث: ٣٨٦، ج١، ص٣٩٦.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب اذا لم يتم الركوع، الحديث: ٧٩١،٨٠٨، ص٢٧٧،٢٨٤.

پر مرے گا، پھر فرمایا: جو رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، اس کی مثال اس بھوکے کی ہے کہ ایک دو کھجوریں کھالیتا ہے، جو کچھ کام نہیں دیتیں۔" [1]

حدیث ۲۵ امام احمد ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "سب میں بُرا وہ چور ہے، جو اپنی نماز سے چراتا ہے، صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز سے کیسے چُراتا ہے؟ فرمایا: کہ "رکوع وسجود پورا نہیں کرتا۔" [2]

حدیث ۲۶ امام مالک و احمد نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدود نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام سے فرمایا: کہ "شرابی اور زانی اور چور کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ سب نے عرض کی، اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں، فرمایا: یہ بہت بُری باتیں ہیں اور ان میں سزا ہے اور سب میں بُری چوری وہ ہے کہ اپنی نماز سے چرائے۔ عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز سے کیسے چُرائے گا؟ فرمایا: یوں کہ رکوع وسجود تمام نہ کرے۔" [3] اسی کے مثل دارمی کی روایت میں بھی ہے۔

حدیث ۲۷ امام احمد نے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ عزوجل بندہ کی اس نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا، جس میں رکوع وسجود کے درمیان پیٹھ سیدھی نہ کرے۔" [4]

حدیث ۲۸ ابوداود و ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں دروں میں کھڑے ہونے سے بچتے تھے۔" [5] دوسری روایت میں ہے ہم دھکا دے کر ہٹائے جاتے۔ [6]

حدیث ۲۹ ترمذی نے روایت کی، کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: "ہمارا ایک غلام افلح نامی جب سجدہ کرتا تو پھونکتا، فرمایا: اے افلح! اپنا مونھ خاک آلود کر۔" [7]

حدیث ۳۰ ابن ماجہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے

---

1 ...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٢٤٢٦، ج٨، ص٨٣.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي قتاده الانصاري، الحديث: ٢٢٧٠٥، ج٨، ص٣٨٦.

3 ...... "الموطا" لإمام مالك، كتاب قصد الصلاة في السفر، باب العمل في جامع الصلاة، الحديث: ٤١٠، ج١، ص١٦٤.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث طلق بن علي، الحديث: ١٦٢٨٣، ج٥، ص٤٩٢.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، الحديث: ٢٢٩، ج١، ص٢٦٤.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الصفوف بين السواري، الحديث: ٦٧٣، ج١، ص٢٦٧.

7 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية النفخ... إلخ، الحديث: ٣٨١، ج١، ص٣٩٢.

ہیں: ''جب تُو نماز میں ہو تو انگلیاں نہ چٹکا۔''[1] بلکہ ایک روایت میں ہے، جب مسجد میں انتظارِ نماز میں ہو اس وقت انگلیاں چٹکانے سے منع فرمایا۔[2]

حدیث ۳۱ صحاح ستہ میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''مجھے حکم ہوا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں اور بال یا کپڑا نہ سمیٹوں۔''[3]

حدیث ۳۲ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، مونھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔''[4]

حدیث ۳۳ ابوداود و نسائی و دارمی عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوّے کی طرح ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح پاؤں بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے منع فرمایا کہ مسجد میں کوئی شخص جگہ مقرر کرلے، جیسے اونٹ جگہ مقرر کر لیتا ہے۔''[5]

حدیث ۳۴ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! میں اپنے لیے جو پسند کرتا ہوں تمھارے لیے پسند کرتا ہوں اور اپنے لیے جو مکروہ جانتا ہوں تمھارے لیے مکروہ جانتا ہوں۔ دونوں سجدوں کے درمیان اقعانہ کرنا۔''[6] (یعنی اس طرح نہ بیٹھنا کہ سرین زمین پر ہوں اور گھٹنے کھڑے)۔

حدیث ۳۵ ابوداود اور حاکم نے مستدرک میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا کہ ''مرد صرف پاجامہ پہن کر نماز پڑھے اور چادر نہ اوڑھے۔''[7]

حدیث ۳۶ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم میں کوئی ایک کپڑا پہن کر اس طرح ہرگز نماز نہ پڑھے کہ مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔''[8]

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات... إلخ، باب مايكره في الصلاة، الحديث: ٩٦٥، ج١، ص٥١٤.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٤٩٣.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب لا يكف ثوبه في الصلاة، الحديث: ٨١٦، ج١، ص٢٨٦.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب السجود على الأنف، الحديث: ٨١٢، ج١، ص٢٨٥.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود، الحديث: ٨٦٢، ج١، ص٣٢٨.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الإقعاء بين السجدتين، الحديث: ٢٨٢، ج١، ص٣٠٩.

7 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب إذا كان الثوب ضيقا يتذربه، الحديث: ٦٣٦، ج١، ص٢٥٧.

8 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد، الحديث: ٣٥٩، ج١، ص١٤٥.

حدیث ۳۷ صحیح بخاری میں اونھیں سے مروی، فرماتے ہیں: ''جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے، یعنی وہی چادر وہی تہبند ہو، تو اِدھر کا کنارہ اُدھر اور اُدھر کا اِدھر کرلے۔'' (1)

حدیث ۳۸ عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کی، کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نافع کو دو کپڑے پہننے کو دیے اور یہ اس وقت لڑکے تھے اس کے بعد مسجد میں گئے اور ان کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اس پر فرمایا: ''کیا تمھارے پاس دو کپڑے نہیں کہ انھیں پہنتے؟ عرض کی، ہاں ہیں۔ تو فرمایا: بتاؤ اگر مکان سے باہر تمھیں بھیجوں تو دونوں پہنو گے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: تو کیا اللہ عزوجل کے دربار کے لیے زینت زیادہ مناسب ہے یا آدمیوں کے لیے؟ عرض کی، اللہ (عزوجل) کے لئے۔'' (2)

حدیث ۳۹ امام احمد کی روایت ہے، کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ''ایک کپڑے میں نماز سنت ہے یعنی جائز ہے، کہ ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں ایسا کرتے اور ہم پر اس بارے میں عیب نہ لگایا جاتا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''یہ اس وقت ہے کہ کپڑوں میں کمی ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ پاکیزہ ہے۔'' (3)

حدیث ۴۰ ابو داود نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے، اسے اللہ (عزوجل) کی رحمت حل میں ہے، نہ حرم میں۔'' (4)

حدیث ۴۱ ابو داود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''ایک صاحب تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہے تھے، ارشاد فرمایا: جاؤ وضو کرو، وہ گئے اور وضو کرکے واپس آئے۔'' کسی نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے وضو کا حکم فرمایا؟ ارشاد فرمایا: ''وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور بے شک اللہ عزوجل اس شخص کی نماز نہیں قبول فرماتا، جو تہبند لٹکائے ہوئے ہو۔'' (5) (یعنی اتنا نیچا کہ پاؤں کے گٹے چھپ جائیں)۔ شیخ محقق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لمعات میں فرماتے ہیں: کہ ''وضو کا حکم اس لیے دیا کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ یہ معصیت ہے کہ سب لوگوں کو بتا دیا تھا

---

(1) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد... إلخ، الحديث: ٣٦٠، ج١، ص١٤٥.

(2) ...... "المصنف" لعبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب ما يكفي الرجل من الثياب، الحديث: ١٣٩٢، ج١، ص٢٧٤.

(3) ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث المشايخ، الحديث: ٢١٣٣٤، ج٨، ص٦٠.

(4) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الإسبال في الصلاة، الحديث: ٦٣٧، ج١، ص٢٥٧.

(5) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الإسبال في الصلاة، الحديث: ٦٣٨، ج١، ص٢٥٧.

کہ وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہ کے اسباب کا زائل کرنے والا۔'' [1]

حدیث ۴۲ ابو داود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی نماز پڑھے تو دہنی طرف جوتیاں نہ رکھے اور بائیں طرف بھی نہیں کہ کسی اور کی دہنی جانب ہوں گی، مگر اس وقت کہ بائیں جانب کوئی نہ ہو، بلکہ جوتیاں دونوں پاؤں کے درمیان رکھے۔'' [2]

احکام فقہیّہ

احکامِ فقہیہ: (۱) کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا، (۲) کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھا لینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ، (۳) کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔ [3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱ اگر کُرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی، جب بھی یہی حکم ہے۔ [4] (مستفاد من الدر)

مسئلہ ۲ رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں، یہ ممنوع و مکروہ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ (۴) کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی، یا (۵) دامن سمیٹے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے، خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی۔ [6] (درمختار)

---

1. ...... "لمعات"،
2. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب المصلي إذا خلع نعليه... إلخ، الحديث: ٦٥٤، ج١، ص٢٦٢.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥ ـ ١٠٦.
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٨.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية، ج٢، ص٤٨٨.
6. ...... المرجع السابق، ص٤٩٠، و "الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، ج٧، ص٣٨٥.

مسئلہ ۴: (۶) شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت، یا (۷) غلبہ ریاح کے وقت نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔[1] حدیث میں ہے، ''جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلا جانا ہو، تو پہلے بیت الخلا کو جائے۔''[2] اس حدیث کو ترمذی نے عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابوداود و نسائی و مالک نے بھی اس کے مثل روایت کی ہے۔

مسئلہ ۵: نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر ان چیزوں کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے شروع ہی ممنوع و گناہ ہے، قضائے حاجت مقدم ہے، اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت کی رعایت مقدم ہے، نماز پڑھ لے اور اگر اثنائے نماز[3] میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب اور اگر اسی طرح پڑھ لی، تو گناہ گار رہا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: (۸) جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز میں جوڑا باندھا، تو فاسد ہوگئی۔[5]

مسئلہ ۷: (۹) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے، مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہ سُنت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو، تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے، اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: (۱۰) اُنگلیاں چٹکانا، (۱۱) انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا، مکروہ تحریمی ہے۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: نماز کے لیے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں اور اگر نہ نماز میں ہے، نہ توابع نماز میں تو کراہت نہیں، جب کہ کسی حاجت کے لیے ہوں۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: (۱۲) کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہیے۔[9] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب في الخشوع، ج۲، ص۴۹۲.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطھارۃ، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاۃ... إلخ، الحديث: ۱۴۲، ج۱، ص۱۹۲.

3 ...... یعنی نماز کے دوران۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب في الخشوع، ج۲، ص۴۹۲.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۹۲.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في الخشوع، ج۲، ص۴۹۳.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۹۳، وغیرہ.

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۹۳، وغیرہ.

9 ...... المرجع السابق، ص۴۹۴.

مسئلہ ۱۱ (۱۳) اِدھر اُدھر مونھ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر مونھ نہ پھیرے، صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے، تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں، (۱۴) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۱۲ (۱۵) تشہد یا سجدوں کے درمیان میں کُتّے کی طرح بیٹھنا، یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا، (۱۶) مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا، (۱۷) کسی شخص کے مونھ کے سامنے نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ یوہیں دوسرے شخص کو مصلّی کی طرف مونھ کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، یعنی اگر مصلّی کی جانب سے ہو تو کراہت مصلّی پر ہے، ورنہ اس پر۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ اگر مصلّی اور اس شخص کے درمیان جس کا مونھ مصلّی کی طرف ہے، فاصلہ ہو جب بھی کراہت ہے، مگر جب کہ کوئی شے درمیان میں حائل ہو کہ قیام میں بھی سامنا نہ ہوتا ہو تو حرج نہیں اور اگر قیام میں مواجہہ ہو قعود میں نہ ہو، مثلاً دونوں کے درمیان میں ایک شخص مصلّی کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا کہ اس صورت میں قعود میں مواجہہ نہ ہوگا، مگر قیام میں ہوگا، تو اب بھی کراہت ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ (۱۸) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے، علاوہ نماز کے بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵ (۱۹) اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو،[4] مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ (۲۰) یوہیں ناک اور مونھ کو چُھپانا، (۲۱) اور بے ضرورت کھنکار نکالنا، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔[5] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ٢، ص ٤٩٥-٤٩٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ٢، ص ٤٩٧.

3 ...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، فصل في مكروهات الصلاة، ص ٧٩،

4 ...... صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "فتاویٰ امجدیہ" میں فرماتے ہیں: لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے: کہ "اعتجار اس صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔"

("فتاویٰ امجدیہ"، کتاب الصوم، ج ١، ص ٣٩٩).

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ٢، ص ٥١١.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج ١، ص ١٠٦.

مسئلہ ۱۶ (۲۲) نماز میں بالقصد جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں، مگر روکنا مستحب ہے اور اگر روکے سے نہ رُکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رُکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ مونھ پر رکھ دے یا آستین سے مونھ چھپالے، قیام میں دہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔ [1] (مراقی الفلاح)

فائدہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، اس لیے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جماہی شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے۔'' [2] اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں روایت کیا، بلکہ بعض روایتوں میں ہے، کہ ''شیطان مونھ میں گھس جاتا ہے۔'' [3] بعض میں ہے، ''شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔'' [4]

علماء فرماتے ہیں: کہ ''جو جماہی میں مونھ کھول دیتا ہے، شیطان اس کے مونھ میں تھوک دیتا ہے اور وہ جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے، وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اس کا مونھ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے، وہ شیطان کا تھوک ہے۔'' اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، فوراً رُک جائے گی۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷ (۲۳) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ (۲۴) یوہیں مصلّی [6] کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق [7] ہو، یا (۲۵) محل سجود [8] میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی (۲۶) یوہیں مصلّی کے آگے، یا (۲۷) داہنے، یا (۲۸) بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، (۲۹) اور پس پُشت [9] ہونا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلّق ہو، یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہا کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ [10] (عامۂ کتب)

---

1 ...... "مراقي الفلاح" شرح "نور الإيضاح"، كتاب الصلاة، فصل في مكروهات الصلاة، ص ٨٠.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٢٩٩٤، ص ١٥٩٧.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٢٩٩٥، ص ١٥٩٧.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ما يستحب من العطاس... إلخ، الحديث: ٦٢٢٣، ج٤، ص ١٦٢.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، ومطلب إذا تردد الحكم بين سنة... إلخ، ج٢، ص ٤٩٨.

6 ...... نمازی۔

7 ...... آویزاں۔

8 ...... سجدے کی جگہ۔

9 ...... پیچھے۔

10 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص ٥٠٢ ـ ٥٠٤، وغيرهما.

مسئلہ ۱۸: اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو، مثلاً جوتیاں اُتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیے پر کہ زانو وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو، تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں، نہ اس سے نماز میں کراہت آئے، جب کہ سجدہ اس پر نہ ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: جس تکیہ پر تصویر ہو، اسے منصوب[2] کرنا پڑا ہوا نہ رکھنا، اعزاز تصویر میں داخل ہوگا اور اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کردے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو، مگر کپڑوں سے چھپی ہو، یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو، یا آگے، پیچھے، دہنے، بائیں، اوپر، نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے، یا پاؤں کے نیچے، یا بیٹھنے کی جگہ ہو، تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو، مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو تو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا ہو، کراہت نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے ہنوز[6] جدا نہ ہوا، تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی، اس کی گردن پر سلائی کردی کہ مثل طوق کے بن گئی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے، اگر آنکھ یا بھوں، ہاتھ، پاؤں جدا کر لیے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو، تو نماز میں کراہت نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی، تو اب نماز

1...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۵۰۳، وغیرہ.

2...... یعنی کھڑا۔

3...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۵۰۳.

4...... المرجع السابق.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۵۰٤.

6...... یعنی ابھی تک۔

7...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۵۰٤.

8...... المرجع السابق.

9...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۵۰٤.

مکروہ نہ ہوگی۔ [1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶ یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت [2] میں نہ ہو، اس پر پردہ نہ ہو، تو ہر حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے، جب تصویر مصلّی کے آگے قبلہ کو ہو، پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو، اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو، پھر وہ کہ پیچھے ہو دیوار یا پردہ پر۔ [3] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ یہ احکام تو نماز کے ہیں، رہا تصویروں کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ''جس گھر میں کتّا ہو یا تصویر، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔'' [4] یعنی جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی تصویریں ہوں۔

مسئلہ ۲۸ روپے اشرفی اور دیگر سکّے کی تصویریں بھی فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہیں یا نہیں۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں اور ہمارے علمائے کرام کے کلمات سے بھی یہی ظاہر ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ یہ احکام تو تصویر کے رکھنے میں ہیں کہ صورت اہانت وضرورت وغیرہما مستثنٰی ہیں، رہا تصویر بنانا یا بنوانا، وہ بہرحال حرام ہے۔ [6] (ردالمحتار) خواہ دستی [7] ہو یا عکسی [8]، دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۳۰ (۳۰) اُلٹا قرآن مجید پڑھنا، (۳۱) کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً رکوع وسجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا، یوہیں قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا، (۳۲) قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا، یا (۳۳) رکوع میں قراءت ختم کرنا، (۳۴) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجود وغیرہ میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

مسئلہ ۳۱ (۳۵) صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کُرتا یا چادر موجود ہے، تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٤.

2 ...... یعنی ذلت کی جگہ۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٧.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٣.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المغازي، الحديث: ٤٠٠٢، ج٣، ص١٩.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٦.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٦.

اس کے متعلق دیگر احکام ان شاء اللہ تعالی کتاب الحظر میں مذکور ہونگے۔۱۲

7 ...... یعنی ہاتھ کے ذریعہ۔

8 ...... یعنی فوٹو۔

دوسرا کپڑا نہیں، تو معافی ہے۔[1] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۳۲ (۳۶) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدنظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کے لیے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔[2] (عالمگیری) (۳۷) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہوگیا، پھر صف میں داخل ہوا، یہ مکروہ تحریمی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ (۳۸) زمین مغصوب[4]، یا (۳۹) پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، (۴۰) قبر کا سامنے ہونا، اگر مصلی و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ (۴۱) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم۔[6] (بحر) بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵ (۴۲) اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم۔[8] (۴۳) یوہیں انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا، اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہر کراہت تحریم ہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔ یہاں تک تو وہ مکروہات بیان ہوئے جن کا مکروہ تحریمی ہونا کتب معتبرہ میں مذکور ہے، بلکہ اسی پر اعتماد کیا ہے، اب بعض دیگر مکروہات بیان کیے جاتے ہیں کہ ان میں اکثر کا مکروہ تنزیہی ہونا مصرح ہے اور بعض میں اختلاف ہے، مگر راجح تنزیہی ہے۔ (۱) سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، حدیث میں اسی کو مرغ کی سی ٹھونگ مارنا فرمایا، ہاں تنگی وقت یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں اور اگر مقتدی تین تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھالیا تو امام کا ساتھ دے۔

مسئلہ ۳۶ (۲) کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ

---

1. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۶،
و "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳٤۸.
2. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
3. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
4. یعنی ایسی زمین جس پر ناجائز قبضہ کیا ہو۔
5. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص٥٤.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد و قبلة... إلخ، ج٥، ص۳۱۹.
6. "البحرالرائق"، كتاب الدعوى، ج۷، ص۳٦٤.
7. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب تكره الصلاة في الكنيسة، ج۲، ص٥۳.
8. الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز مکروہ تنزیہی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، ج۷، ص۳۵۸ تا ۳۶۰۔... **علمیہ**

کراہت نہیں۔[1] (متون)

مسئلہ ۳۷ (۳) مونھ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ ہے، جب کہ قراءت سے مانع نہ ہو اور اگر مانع قراءت ہو، مثلاً آواز ہی نہ نکلے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن کے نہ ہوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸ (۴) سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تحقیر نماز مقصود ہے، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان[3] چیز نہیں جس کے لیے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور خشوع خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی، تو مستحب ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے، جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰ (۵) پیشانی سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے، جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش نہ ہو اور تکبر مقصود ہو تو کراہت تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضایقہ نہیں بلکہ چاہیے، تاکہ ریا نہ آنے پائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱ یوہیں حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پوچھنا، بلکہ ہر وہ عمل قلیل کہ مصلّی کے لیے مفید ہو جائز ہے اور جو مفید نہ ہو، مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲ نماز میں ناک سے پانی بہا اس کو پونچھ لینا، زمین پر گرنے سے بہتر ہے اور اگر مسجد میں ہے تو ضرور ہے۔[8] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج١، ص١٩٨.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية، ج٢، ص٤٩١.

3 ...... یعنی اہم۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية، ج٢، ص٤٩١.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥، وغيره.

مسئلہ ۴۳ (۶) نماز میں اُنگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے، نماز فرض ہو خواہ نفل اور دل میں شمار رکھنا یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا اور سب اُنگلیاں بطورِ مسنون اپنی جگہ پر ہوں، اس میں کچھ حرج نہیں، مگر خلافِ اَولیٰ ہے کہ دل دوسری طرف متوجہ ہوگا اور زبان سے گننا مفسد نماز ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۴ نماز کے علاوہ اُنگلیوں پر شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض احادیث میں عقدِ انامل[2] کا حکم ہے اور یہ کہ اُنگلیوں سے سوال ہوگا اور وہ بولیں گی۔[3] (ردالمحتار، حلیہ)

مسئلہ ۴۵ تسبیح رکھنے میں حرج نہیں، جب کہ ریا کے لیے نہ ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶ (۷) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا، مکروہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۷ (۸) نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس نشست میں کوئی حرج نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۸ (۹) دامن یا آستین سے اپنے کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری) جب کہ دو ایک بار ہو۔[8] (مراقی الفلاح) یہ اس قول کی بنا پر کہ ایک رکن میں تین بار حرکت کو مفسد نماز کہا اور پنکھا جھلنا مفسد نماز ہے کہ دور سے دیکھنے والا سمجھے گا کہ نماز میں نہیں۔[9] (منتقی، ذخیرہ، محیط رضوی، طحطاوی علی مراقی الفلاح)

مسئلہ ۴۹ (۱۰) اسبال یعنی کپڑا حدِ معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھالو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی، وہ نار میں ہے۔''[10] اس حدیث کو بُخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٧، وغيره.

2 ...... یعنی اُنگلیوں پر گننا۔

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٧.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ج٢، ص٥٠٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٩٧.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٩٨.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٧.

8 ...... "مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، فصل في مكروهات الصلاة، ص٨٠.

9 ...... "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص١٩٤.

10 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١١٦٧٧، ج١١، ص٢٠٨.

آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔

مسئلہ ۵۰ (۱۱) انگڑائی لینا (۱۲) اور بالقصد کھانسنا، یا (۱۳) کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر طبیعت دفع کر رہی ہے تو حرج نہیں (۱۴) اور نماز میں تھوکنا بھی مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں انگڑائی کو فرمایا ظاہراً مکروہ تنزیہی ہے۔[2]

مسئلہ ۵۱ (۱۵) صف میں منفرد[3] کو کھڑا ہونا مکروہ ہے، کہ قیام وقعود وغیرہ افعال لوگوں کے مخالف ادا کرے گا۔ (۱۶) یوہیں مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے، جب کہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو حرج نہیں اور اگر کسی کو صف میں سے کھینچ لے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو تو یہ بہتر ہے، مگر یہ خیال رہے کہ جس کو کھینچے وہ اس مسئلہ سے واقف ہو کہ کہیں اس کے کھینچنے سے اپنی نماز نہ توڑ دے۔[4] (عالمگیری) اور چاہیے یہ کہ یہ کسی کو اشارہ کرے اور اسے یہ چاہیے کہ پیچھے نہ ہٹے، اس پر سے کراہت دفع ہوگئی۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۲ (۱۷) فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا حالت اختیار میں مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں۔ (۱۸) یوہیں ایک سورت کو بار بار پڑھنا بھی مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۵۳ (۱۹) سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا، (۲۰) اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا، بلا عذر مکروہ ہے۔[7] (منیہ)

مسئلہ ۵۴ (۲۱) رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا، مکروہ ہے۔[8] (منیہ)

مسئلہ ۵۵ (۲۲) بسم اللہ وتعوذ وثنا اور آمین زور سے کہنا، یا (۲۳) اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا، مکروہ ہے۔[9] (غنیہ، عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٧.

2 ...... "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص١٩٤.

3 ...... یعنی تنہا نماز پڑھنے والے۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٧.

5 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج١، ص٣٠٩.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٧.

و "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص٣٥٥.

7 ...... "منية المصلي"، بيان مكروهات الصلاة، ص٣٤٠.

8 ...... المرجع السابق، ص٣٤٩.

9 ...... "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص٣٥٢.

و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ١٠٧.

مسئلہ ۵۶: (۲۴) بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں، بلکہ فرض و واجب و سنت فجر کے قیام میں اس پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا فرض ہے جب کہ بغیر اس کے قیام نہ ہو سکے، جیسا کہ بحث قیام میں ذکر ہوا۔[1] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۷: (۲۵) رکوع میں گھٹنوں پر، (۲۶) اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا، مکروہ ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: (۲۷) عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا (۲۸) زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسد نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: (۲۹) آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے اور براہِ تکبر ہو تو کراہت تحریم اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا، تو حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا، منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے۔ (۳۰) امام و مقتدی کو مکروہ۔[5] (عالمگیری) اور اگر مقتدیوں پر ثقل کا باعث ہو تو امام کو مکروہ تحریمی۔

مسئلہ ۶۱: (۳۱) داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراوح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سُنّت ہے۔[6] (حلیہ)

مسئلہ ۶۲: (۳۲) اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے اور سجدہ کو جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور اٹھتے وقت بائیں پر زور دینا، مستحب ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: (۳۳) نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے، مگر جب کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳۵۳. وغيرها

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الحلية"، كتاب الصلاة، فصل فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ج۱، ص۳۲۸.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج۲، ص۴۹۹.

مسئلہ ۶۴: (۳۴) سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا، مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۵: جوں یا مچھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں۔[2] (غنیہ) یعنی جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ ہو۔

مسئلہ ۶۶: (۳۵) امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر باہر کھڑا ہوا سجدہ محراب میں کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: (۳۶) امام کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے، (۳۷) یوہیں امام جماعت اولیٰ کو مسجد کے زاویہ و جانب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ، اسے سُنّت یہ ہے کہ وسط میں کھڑا ہو اور اسی وسط کا نام محراب ہے، خواہ وہاں طاق معروف ہو یا نہ ہو تو اگر وسط چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا اگرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر برابر حصے ہوں، مکروہ ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۸: (۳۸) امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے، بلندی کی مقدار یہ ہے کہ دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر ممتاز ہو۔ پھر یہ بلندی اگر قلیل ہو تو کراہت تنزیہ ورنہ ظاہر تحریم۔ (۳۹) امام نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر، یہ بھی مکروہ و خلافِ سُنّت ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۹: (۴۰) کعبۂ معظمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کہ اس میں ترکِ تعظیم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: (۴۱) مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے خاص کر لینا، کہ وہیں نماز پڑھے یہ مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷۱: کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں، جب کہ باتوں سے دل

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٨، وغيره.

2 ...... "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص٣٥٣.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٩٩.

و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٨.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٠.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٠.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٨.

و "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد و قبلة... إلخ، ج٥، ص٣٢٢.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٨، وغيره.

بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف اور تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا، مکروہ نہیں۔ [1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۲: (۴۲) تلوار و کمان وغیرہ حمائل کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، جب کہ ان کی حرکت سے دل بٹے ورنہ حرج نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: (۴۳) جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعث کراہت ہے، شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۴: (۴۴) ہاتھ میں کوئی ایسا مال ہو جس کے روکنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس کو لیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر جب ایسی جگہ ہو کہ بغیر اس کے حفاظت ناممکن ہو، (۴۵) سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ وہ مظنۂ نجاست ہو، مکروہ ہے۔ [4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: (۴۶) سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا، یا (۴۷) ہاتھ سے بغیر عذر مکھی پسواڑانا مکروہ ہے۔ [5] (عالمگیری) مگر عورت سجدہ میں ران پیٹ سے ملا دے گی۔

مسئلہ ۷۶: قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ اتنے نرم اور موٹے نہ ہوں کہ سجدہ میں پیشانی نہ ٹھہرے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ [6] (غنیہ)

مسئلہ ۷۷: (۴۸) ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے، مثلاً زینت اور لہو و لعب وغیرہ۔

مسئلہ ۷۸: (۴۹) نماز کے لیے دوڑنا مکروہ ہے۔ [7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: (۵۰) عام راستہ، (۵۱) کوڑا ڈالنے کی جگہ، (۵۲) مذبح، [8] (۵۳) قبرستان، (۵۴) غسل خانہ،

---

[1] "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحۃ... إلخ، ج۲، ص۵۰۹.

[2] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.

[3] المرجع السابق، ص۱۰۸.

[4] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في بیان السنۃ و المستحب، ج۲، ص۵۱۳.

[5] "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، آداب الصلاۃ، مطلب في اطالۃ الرکوع للجائي، ج۲، ص۲۵۹.

[6] "غنیۃ المتملي"، کتاب الصلاۃ، کراھیۃ الصلاۃ، فروع في الخلاصۃ، ص۳۶۰.

[7] "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في بیان السنۃ و المستحب، ج۲، ص۵۱۳.

[8] یعنی جانور ذبح کرنے کی جگہ۔

(۵۵) حمام، (۵۶) نالا، (۵۷) مویشی خانہ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ، (۵۸) اصطبل، [1] (۵۹) پاخانہ کی چھت، (۶۰) اور صحرا میں بلا سُترہ کے جب کہ خوف ہو کہ آگے سے لوگ گزریں گے ان مواضع [2] میں نماز مکروہ ہے۔ [3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸۰ مقبرہ میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر ہو اور اس میں قبر نہ ہو تو وہاں نماز میں حرج نہیں اور کراہت اس وقت ہے کہ قبر سامنے ہو اور مصلّی اور قبر کے درمیان کوئی شے سُترہ کی قدر حائل نہ ہو ورنہ اگر قبر دہنے بائیں یا پیچھے ہو یا بقدر سُترہ کوئی چیز حائل ہو، تو کچھ بھی کراہت نہیں۔ [4] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۸۱ ایک زمین مسلمان کی ہو دوسری کافر کی، تو مسلمان کی زمین پر نماز پڑھے، اگر کھیتی نہ ہو ورنہ راستہ پر پڑھے کافر کی زمین پر نہ پڑھے اور اگر زمین میں زراعت ہے، مگر اس میں اور مالک زمین میں دوستی ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو پڑھ سکتا ہے۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۲ سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یوہیں اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو، مثلاً دُودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا، ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ [6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸۳ پاخانہ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی کہ مانع نماز نہ ہو، یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے، بشرطیکہ وقت و جماعت نہ فوت ہو اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا، البتہ فوت وقت کا لحاظ ہوگا۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴ کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو، اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا

---

1 ...... یعنی گھوڑے باندھنے کی جگہ۔

2 ...... یعنی جگہوں۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۲ ـ ۵۵، وغيره.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس، ج۵، ص۳۲۰، و "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳۶۳.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة في الارض المغصوبة... إلخ، ج۲، ص۵٤.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في بيان المستحب... إلخ، ج۲، ص۵۱۳.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.

7 ...... "الدرالمختار" وردالمحتار كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في بيان المستحب... إلخ، ج۲، ص۵۱٤.

آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کوئیں میں گرا چاہتا ہو، ان سب صورتوں میں توڑ دینا واجب ہے، جب کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۵: ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں، البتہ اگر ان کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لیے ہو، جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے، یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے، اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

احکام مسجد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىٕكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ(۱۸) ﴾[3]

مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے، بے شک وہ راہ پانے والوں سے ہونگے۔

حدیث ۱ تا ۴: بُخاری و مُسلِم و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ، گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہے اور یہ یوں ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے، تو ملائکہ برابر اس پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں جب تک اپنے مصلّے پر ہے اور ہمیشہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔''[4] امام احمد و ابو یعلیٰ وغیرہ کی روایت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب سے گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا

---

1. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في بیان المستحب... إلخ، ج۲، ص۵۱٤.
2. المرجع السابق.
3. پ۱۰، التوبۃ: ۱۸.
4. "صحیح البخاري"، کتاب الأذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، الحدیث: ٦٤٧، ج۱، ص۲۳۳.
و "سنن أبي داود"، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء في فضل المشي إلی الصلاۃ، الحدیث: ٥٥٩، ج۱، ص۲۳۲.

جاتا ہے۔'' [1] انھیں روایتوں کے قریب قریب ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵ نسائی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' [2]

حدیث ۶ مُسلِم وغیرہ نے روایت کی کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، مسجد نبوی کے گرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں، بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں، یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی، فرمایا: ''مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اٹھ آنا چاہتے ہو۔''، عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہاں ارادہ تو ہے، فرمایا: ''اے بنی سلمہ! اپنے گھروں ہی میں رہو، تمھارے قدم لکھے جائیں گے۔ دوبارہ اس کو فرمایا، بنی سلمہ کہتے ہیں، لہٰذا ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔'' [3]

حدیث ۷ ابن ماجہ نے باسناد جید روایت کی، کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: ''انصار کے گھر مسجد سے دُور تھے، انہوں نے قریب آنا چاہا۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ﴾ [4]

جو انہوں نے نیک کام آگے بھیجے، وُہ اور ان کے نشانِ قدم ہم لکھتے ہیں۔

حدیث ۸ بُخاری و مُسلِم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''سب سے بڑھ کر نماز میں اس کا ثواب ہے، جو زیادہ دور سے چل کر آئے۔'' [5]

حدیث ۹ مُسلِم وغیرہ کی روایت ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دُور تھا اور کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی، ان سے کہا گیا، کاش! تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر آؤ، جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) نے تجھے یہ سب جمع کر کے دے دیا۔'' [6]

---

1. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ١٧٤٤٥، ج٦، ص١٤٦.
2. ...... "سنن النسائي"، كتاب الإمامة، باب حد إدراك الجماعة، الحديث: ٨٥٣، ص١٤٩.
3. ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ٢٨٠ـ(٦٦٥)،٢٨١ـ(٦٦٥)، ص٣٣٥.
4. ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب المساجد... إلخ، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرا، الحديث: ٧٨٥، ج١، ص٤٣٢. پ٢٢، يٰسٓ: ١٢.
5. ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ٦٦٢، ص٣٣٤.
6. ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ٦٦٣، ص٣٣٤.

حدیث ۱۰ بزار و ابو یعلیٰ باسناد حسن حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا، گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔'' (1)

حدیث ۱۱ طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''صبح و شام مسجد کو جانا از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے۔'' (2)

حدیث ۱۲ صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد کو صبح یا شام کو جائے، اللہ تعالٰی اس کے لیے جنت میں مہمانی طیار کرتا ہے، جتنی بار جائے۔'' (3)

حدیث ۱۳ تا ۲۳ ابو داود و ترمذی بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو لوگ اندھیریوں میں مساجد کو جانے والے ہیں، انھیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری سُنا دے۔'' (4) اور اسی کے قریب قریب ابو ہریرہ و ابو درداء و ابو امامہ و سہل بن سعد ساعدی و ابن عباس و ابن عمرو ابی سعید خدری و زید بن حارثہ و ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی۔

حدیث ۲۴ ابو داود و ابن حبان ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تین شخص اللہ عزوجل کی ضمان میں ہیں اگر زندہ رہیں، تو روزی دے اور کفایت کرے، مر جائیں تو جنت میں داخل کرے، جو شخص گھر میں داخل ہوا اور گھر والوں پر سلام کرے، وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور جو مسجد کو جائے اللہ کی ضمان میں ہے اور جو اللہ کی راہ میں نکلا وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔'' (5)

حدیث ۲۵ طبرانی کبیر میں باسناد جید اور بیہقی باسناد صحیح موقوفاً سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جس نے گھر میں اچھی طرح وضو کیا، پھر مسجد کو آیا وہ اللہ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے، اس پر حق ہے کہ زائر کا اکرام کرے۔'' (6)

حدیث ۲۶ ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو گھر سے نماز کو

---

1 ...... "مسند البزار"، مسند علي بن أبي طالب، الحديث: ٥٢٨، ج٢، ص ١٦١.

2 ...... "المعجم الكبير"، ، الحديث: ٧٧٣٩، ج٨، ص ١٧٧.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب المشي إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ٦٦٩، ص ٣٣٦.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في المشي إلى الصلاة في الظلم، الحديث: ٥٦١، ج١، ص ٢٣٢.

5 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب البر والإحسان، باب إفشاء السلام... إلخ، الحديث: ٤٩٩، ج١، ص ٣٥٩.

6 ...... "المعجم الكبير"، باب السين، الحديث: ٦١٣٩، ج٦، ص ٢٥٣.

جائے اور یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّی لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَّلَا بَطِرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَۃً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ .[1]

اس کی طرف اللہ عزوجل اپنے وجہ کریم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔[2]

حدیث ۲۷ تا ۲۹ صحیح مُسلِم میں ابو اسید رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب کوئی مسجد میں جائے، تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .[3]

اور جب نکلے تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ .[4]

اور ابوداود کی روایت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے جب حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) مسجد میں جاتے، تو یہ کہتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ .[5]

فرمایا: ''جب اسے کہہ لے، تو شیطان کہتا ہے مجھ سے تمام دن محفوظ رہا۔''[6] اور ترمذی کی روایت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے ہے، جب مسجد میں حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) داخل ہوتے تو دُرود پڑھتے اور کہتے۔

---

1. ...... اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق سے کہ تُو نے سوال کرنے والوں کا اپنے ذمہ کرم پر رکھا ہے اور اپنے اس چلنے کے حق سے کیونکہ میں تکبر و فخر کے طور پر گھر سے نہیں نکلا اور نہ دکھانے اور سنانے کے لیے نکلا میں تیری ناراضی سے بچنے اور تیری رضا کی طلب میں نکلا، لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جہنم سے مجھے پناہ دے اور میرے گناہوں کو بخش دے تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔۱۲
2. ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد و الجماعت، باب المشي إلى الصلوٰة، الحديث: ۷۷۸، ج۱، ص۴۲۸.
3. ...... اے اللہ (عزوجل)! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔۱۲
4. ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين ... إلخ باب ما يقول إذا دخل المسجد، الحديث: ۷۱۳، ص۳۵۹.
اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔۱۲
5. ...... پناہ مانگتا ہوں اللہ عظیم کی اور اس کے وجہ کریم کی اور سلطان قدیم کی، مردود شیطان سے۔۱۲
6. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل عند دخوله المسجد، الحديث: ۴۶۶، ج۱، ص۱۹۹.

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .[1]

اور جب نکلتے تو دُرود پڑھتے اور کہتے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ .[2]

امام احمد وابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جاتے اور نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ کہتے اس کے بعد وہ دُعا پڑھتے۔[3]

حدیث ۳۰ تا ۳۳: صحیح مُسلِم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل کو سب جگہ سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض بازار ہیں۔''[4] اور اسی کے مثل جبیر بن مطعم وعبداللہ بن عمر وانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور بعض روایت میں ہے کہ یہ قول اللہ عزوجل کا ہے۔

حدیث ۳۴: بُخاری ومُسلِم وغیرہما انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''سات شخص ہیں، جن پر اللہ عزوجل سایہ کرے گا، اس دن کہ اس کے سایہ کے سوا، کوئی سایہ نہیں۔ (۱) امام عادل، (۲) اور وہ جوان جس کی نشوونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی، (۳) اور وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے، (۴) اور وہ دو شخص کہ باہم اللہ کے لیے دوستی رکھتے ہیں اسی پر جمع ہوئے، اسی پر متفرق ہوئے، (۵) اور وہ شخص جسے کسی عورت صاحبِ منصب وجمال نے بلایا، اس نے کہہ دیا، میں اللہ سے ڈرتا ہوں، (۶) اور وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اسے اتنا چھپایا کہ بائیں کو خبر نہ ہوئی کہ دہنے نے کیا خرچ کیا اور (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور آنکھوں سے آنسو بہے۔''[5]

حدیث ۳۵: ترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم جب کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے، تو اس کے ایمان کے گواہ ہو جاؤ۔'' کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔''[6] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب

---

1 ...... اے پروردگار! تُو میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔۱۲

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء ما يقول عند دخوله المسجد، الحديث: ٣١٤، ج١، ص٣٣٩.
اے رب! تو میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے۔۱۲

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب الدعاء عند دخول المسجد، الحديث: ٧٧١، ج١، ص٤٢٥.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل الجلوس في مصلاه... إلخ، الحديث: ٦٧١، ص٣٣٧.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، الحديث: ١٤٢٣، ج١، ص٤٨٠.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلوٰة، الحديث: ٢٦٢٦، ج٤، ص٢٨٠.

ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

حدیث ۳۶ صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اس کا کفارہ زائل کر دینا ہے۔'' (1)

حدیث ۳۷ صحیح مُسلِم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ مجھ پر میری اُمت کے اعمال اچھے بُرے سب پیش کیے گئے، نیک کاموں میں اذیت کی چیز کا راستہ سے دُور کرنا پایا اور بُرے اعمال میں مسجد میں تھوک کہ زائل نہ کیا گیا ہو۔'' (2)

حدیث ۳۸و۳۹ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مجھ پر اُمت کے ثواب پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے کوئی باہر کردے اور گناہ پیش کیے گئے، تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی کو آیت یا سورت قرآن دی گئی اور اس نے بھلادی۔'' (3) اور ابن ماجہ کی ایک روایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔'' (4)

حدیث ۴۰ تا ۴۲ ابن ماجہ واثلہ بن اسقع سے اور طبرانی اون سے اور ابودرداء و ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع وشرا اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔'' (5)

حدیث ۴۳ ترمذی و دارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب کسی کو مسجد میں خرید یا فروخت کرتے دیکھو، تو کہو: خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔'' (6)

حدیث ۴۴ بیہقی شعب الایمان میں حسن بصری سے مرسلاً راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو کہ خدا کو ان سے کچھ کام نہیں۔'' (7)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد، الحديث: ٤١٥، ج١، ص١٦٠.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب النهى عن البصاق في المسجد... إلخ، الحديث: ٥٥٣، ص٢٧٩.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلوٰة، باب كنس المسجد، الحديث: ٤٦١، ج١، ص١٩١.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب تطهير المساجد وتطييبها، الحديث: ٧٥٧، ج١، ص٤١٩.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب مايكره في المساجد، الحديث: ٧٥٠، ج١، ص٤١٥.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب البيوع، باب النهى عن البيع في مسجد، الحديث: ١٣٢٥، ج٣، ص٥٩.

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوٰت، فصل المشي إلى المساجد، الحديث: ٢٩٦٢، ج٣، ص٨٦.

حدیث ۴۵ ابن خزیمہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ایک دن مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیکھا، اسے صاف کیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر کوئی شخص اس کے مونھ کی طرف تھوک دے۔'' (1)

حدیث ۴۶ و ۴۷ ابوداود و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو قبلہ کی جانب تھوکے، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک، دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔'' (2)

اور امام احمد کی روایت ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔'' (3)

حدیث ۴۸ صحیح بُخاری شریف میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہما کہتے ہیں: میں مسجد میں سویا تھا، ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا، تو امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، فرمایا: جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ، میں ان دونوں کو حاضر لایا، فرمایا: تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی، ہم طائف کے رہنے والے ہیں، فرمایا: ''اگر تم اہلِ مدینہ سے ہوتے تو میں تمھیں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔'' (4)

احکام فقہیّہ

مسئلہ ۱ قبلہ کی طرف قصداً پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، سوتے میں ہو یا جاگتے میں، یوہیں مصحف شریف و کتب شرعیہ (5) کی طرف بھی پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، ہاں اگر کتابیں اونچے پر ہوں کہ پاؤں کی محاذات (6) اُن کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں یا بہت دور ہوں کہ عرفاً کتاب کی طرف پاؤں پھیلانا نہ کہا جائے، تو بھی معاف ہے۔ (7) (درمختار)

مسئلہ ۲ نابالغ کا پاؤں قبلہ رُخ کرکے لٹا دیا، یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت اس لٹانے والے پر عائد ہوگی۔ (8) (ردالمحتار)

1 ...... "المسند" للإمام احمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١١٨٥، ج٤، ص٤٨.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في أكل الثوم، الحديث: ٣٨٢٤، ج٣، ص٥٠٥، عن حذيفة رضي الله عنه.

3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٣٠٦، ج٨، ص٢٩٢.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المسجد، الحديث: ٤٧٠، ج١، ص١٧٨.

رواه بلفظ "كنت قائما" وفي نسخة "نائما" ("ارشاد الساري "شرح "صحيح البخاري"، ج٢، ص١٤٨).

5 ...... یعنی تفسیر وحدیث وغیرہ۔ 6 ...... یعنی سیدھ۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥١٦.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ج٢، ص٥١٥.

مسئلہ ۳ مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر اسباب مسجد جاتے رہنے کا خوف ہو، تو علاوہ اوقات نماز بند کرنے کی اجازت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ مسجد کی چھت پر وطی و بول و براز[2] حرام ہے، یوہیں جنب اور حیض و نفاس والی کو اس پر جانا حرام ہے کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵ مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا جائز ہے، اگر اس کی عادت کرے تو فاسق ہے، اگر کوئی اس نیت سے مسجد میں گیا وسط میں پہنچا کہ نادم ہوا، تو جس دروازہ سے اس کو نکلنا تھا اس کے سوا دوسرے دروازہ سے نکلے یا وہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور وضو نہ ہو، تو جس طرف سے آیا ہے، واپس جائے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶ مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ ناپاک روغن مسجد میں جلانا یا نجس گارا مسجد میں لگانا منع ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸ مسجد میں کسی برتن کے اندر پیشاب کرنا یا فصد کا خون لینا[7] بھی جائز نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۹ بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ، جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں، ان کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا، سوءِ ادب ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ عیدگاہ یا وہ مقام کہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے بنایا ہو، اقتدا کے مسائل میں مسجد کے حکم میں ہے کہ اگرچہ امام و مقتدی کے درمیان کتنی ہی صفوں کی جگہ فاصل ہو اقتدا صحیح ہے اور باقی احکام مسجد کے اس پر نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، فصل كره غلق باب المسجد، ج١، ص١٠٩.

2 ...... یعنی پیشاب اور پاخانہ۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في أحكام المسجد، ج٢، ص٥١٦.

4 ...... المرجع السابق، ص٥١٧.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ج٢، ص٥١٧.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥١٧.

7 ...... یعنی رگ کھول کر فاسد خون نکلوانا۔

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥١٧.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥١٨.

کہ اس میں پیشاب پاخانہ جائز ہے بلکہ یہ مطلب کہ جنب اور حیض ونفاس والی کو اس میں آنا جائز، فنائے مسجد اور مدرسہ وخانقاہ وسرائے اور تالابوں پر جو چبوترہ وغیرہ نماز پڑھنے کے لیے بنالیا کرتے ہیں، اُن سب کے بھی یہی احکام ہیں، جو عیدگاہ کے لیے ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مسجد کی دیوار میں نقش ونگار اور سونے کا پانی پھیرنا منع نہیں جب کہ بہ نیت تعظیم مسجد ہو، مگر دیوارِ قبلہ میں نقش ونگار مکروہ ہے، یہ حکم اس وقت ہے کہ کوئی شخص اپنے مال حلال سے نقش کرے اور مال وقف سے نقش ونگار حرام ہے، اگر متولّی نے کرایا یا سفیدی کی تو تاوان دے، ہاں اگر واقف نے یہ فعل خود بھی کیا یا اُس نے متولّی کو اختیار دیا ہو، تو مال وقف سے یہ خرچ دیا جائے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مسجد کا مال جمع ہے اور خوف ہے کہ ظالم ضائع کر ڈالیں گے، تو ایسی حالت میں نقش ونگار میں صرف کرسکتے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں کہ اندیشہ ہے وہاں سے گرے اور پاؤں کے نیچے پڑے، اسی طرح مکان کی دیواروں پر کہ علّت مشترک ہے۔ یوہیں جس بچھونے یا مُصلّے پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس کا بچھانا یا کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں اور یہ بھی ممنوع ہے کہ اپنی ملک میں سے اِسے جُدا کردے کہ دوسرے کے استعمال نہ کرنے کا کیا اطمینان، لہٰذا واجب ہے کہ اس کو سب سے اوپر کسی ایسی جگہ رکھیں کہ اس سے اوپر کوئی چیز نہ ہو۔[4] (عالمگیری) یوہیں بعض دسترخوان پر اشعار لکھتے ہیں، ان کا بچھانا اور ان پر کھانا ممنوع ہے۔

مسئلہ ۱۴: مسجد میں وضو کرنا اور کُلی کرنا اور مسجد کی دیواروں یا چٹائیوں پر یا چٹائیوں کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا ممنوع ہے اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اوپر ڈالنے سے زیادہ بُرا ہے اور اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت ہی پڑ جائے، تو کپڑے میں لے لے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لیے ابتدا ہی سے بانی مسجد نے قبل تمام مسجدیت بنائی ہے، جس میں نماز نہیں ہوتی تو وہاں وضو کرسکتا ہے۔ یوہیں طشت وغیرہ کسی برتن میں بھی وضو کرسکتا ہے، مگر بشرط کمال احتیاط کہ کوئی چھینٹ مسجد میں

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۵۱۹.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۰۹.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۱۰.

نہ پڑے۔[1] (عالمگیری) بلکہ مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد مونھ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۶ کیچڑ سے پاؤں سنا ہوا ہے، اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا ممنوع ہے، یوہیں پھیلے ہوئے غبار سے پونچھنا بھی ناجائز ہے اور کوڑا جمع ہے تو اس سے پونچھ سکتے ہیں، یوہیں مسجد میں کوئی لکڑی پڑی ہوئی ہے کہ عمارت مسجد میں داخل نہیں اس سے بھی پونچھ سکتے ہیں، چٹائی کے بے کار ٹکڑے سے جس پر نماز نہ پڑھتے ہوں پونچھ سکتے ہیں، مگر بچنا افضل۔[2] (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۱۷ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں، جہاں بے ادبی ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ مسجد میں کوآں نہیں کھودا جا سکتا اور اگر قبل مسجد وہ کوآں تھا اور اب مسجد میں آگیا، تو باقی رکھا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں، ہاں مسجد کو اس کی حاجت ہے کہ زمین میں تری ہے، ستون قائم نہیں رہتے، تو اس تری کے جذب کرنے کے لیے پیڑ لگا سکتے ہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰ قبل تمام مسجدیت، مسجد کے اسباب رکھنے کے لیے مسجد میں حجرہ وغیرہ بنا سکتے ہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے، مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔[7] حدیث میں ہے، ''جب دیکھو کہ کوئی گمی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے، تو کہو، خدا اس کو تیرے پاس واپس نہ کرے کہ مسجدیں اس لیے نہیں بنیں۔''[8] اس حدیث کو مُسلِم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲ مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے، البتہ اگر وہ شعر ''حمد و نعت و منقبت و وعظ و حکمت کا ہو''، تو جائز ہے۔[9] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰.

2 ...... المرجع السابق، و "صغیری"، فصل في أحکام المسجد، ص۳۰۱.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الطھارۃ، ج۱، ص۳۵۵.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰.

5 ...... المرجع السابق. وغیرہ

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۵۲۳.

8 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد... إلخ، باب النھی عن نشد الضالۃ في المسجد... إلخ، الحدیث: ۱۲۶۰، ص۷۶۵.

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۵۲۳.

مسئلہ ۲۳ مسجد میں کھانا، پینا، سونا، معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں، لہٰذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے اور بعضوں نے صرف معتکف کا استثنا کیا اور یہی راجح، لہٰذا غریب الوطن بھی نیتِ اعتکاف کرے کہ خلاف سے بچے۔[1] (درمختار، صغیری)

مسئلہ ۲۴ مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جو اس بدبودار درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔''[2] اس حدیث کو بُخاری و مُسلِم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبُو ہو۔ جیسے گندنا،[3] مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بُو اُڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبُو دار زخم ہو یا کوئی دوا بدبُو دار لگائی ہو، تو جب تک بُو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے، یوہیں قصاب اور مچھلی بیچنے والے[4] اور کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو، مسجد سے روکا جائے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۵ بیع و شرا[6] وغیرہ ہر عقد مبادلہ مسجد میں منع ہے، صرف معتکف کو اجازت ہے جب کہ تجارت کے لیے خرید تا بیچتا نہ ہو، بلکہ اپنی اور بال بچوں کی ضرورت سے ہو اور وہ شے مسجد میں نہ لائی گئی ہو۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۶ مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں[8]، نہ آواز بلند کرنا جائز۔ (درمختار، صغیری)

افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے، یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٥.
و "صغيری"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.

2 ...... صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب نهي من أكل ثوما... إلخ، الحديث: ٥٦٤، ص٢٨٢.

3 ...... یعنی ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے۔

4 ...... یعنی جبکہ ان دونوں کے بدن یا کپڑے میں بو ہو۔ قصاب سے مراد قوم قصاب نہیں بلکہ وہ جو گوشت بیچتا ہو، چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔ ۱۲ منہ

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، و مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٥، وغيرهما.

6 ...... یعنی خرید و فروخت۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٦.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٦.
و "صغيری"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.

مسئلہ ۲۷: درزی کو اجازت نہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر اُجرت پر کپڑے سیے، ہاں اگر بچوں کو روکنے اور مسجد کی حفاظت کے لیے بیٹھا تو حرج نہیں۔ یوہیں کاتب کو مسجد میں بیٹھ کر لکھنے کی اجازت نہیں، جب کہ اُجرت پر لکھتا ہو اور بغیر اُجرت لکھتا ہو تو اجازت ہے جب کہ کتاب کوئی بُری نہ ہو۔ یوہیں معلّم اجیر[1] کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں اور اجیر نہ ہو تو اجازت ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: مسجد کا چراغ گھر نہیں لے جاسکتا اور تہائی رات تک چراغ جلا سکتے ہیں اگرچہ جماعت ہو چکی ہو، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، ہاں اگر واقف نے شرط کر دی ہو یا وہاں تہائی رات سے زیادہ جلانے کی عادت ہو تو جلا سکتے ہیں، اگرچہ شب بھر کی ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: مسجد کے چراغ سے کتب بینی اور درس و تدریس تہائی رات تک تو مطلقاً کرسکتا ہے، اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد اجازت نہیں، مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: چمگادڑ اور کبوتر وغیرہ کے گھونسلے، مسجد کی صفائی کے لیے نوچنے میں حرج نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: جس نے مسجد بنوائی تو مرمت اور لوٹے، چٹائی، چراغ بتی وغیرہ کا حق اُسی کو ہے اور اذان و اقامت و امامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے، ورنہ اس کی رائے سے ہو، یوہیں اس کے بعد اس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۳۲: بانی مسجد نے ایک کو امام و مؤذن کیا اور اہل محلہ نے دوسرے کو، تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلہ نے پسند کیا ہے، تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں، تو جسے بانی نے پسند کیا، وہ ہوگا۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۳۳: سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قدس، پھر مسجد قبا، پھر اور جامع

1...... یعنی اُجرت پر پڑھانے والے۔

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، فصل كره غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰.

3...... المرجع السابق.

4...... المرجع السابق.

5...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۵۲۸.

6...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، فصل كره غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰. و "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص۶۱۵.

7...... "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص۶۱۵.

مسجدیں، پھر مسجد محلّہ، پھر مسجد شارع۔ [1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: مسجد محلّہ میں نماز پڑھنا، اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے، اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر مسجد محلّہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے، نماز پڑھے، وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔ [2] (صغیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے، جس کا امام زیادہ علم وصلاح والا ہو۔ [3] (صغیری) اور اگر اس میں برابر ہوں تو جو زیادہ قدیم ہو اور بعضوں نے کہا جو زیادہ قریب ہو اور زیادہ راجح یہی معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۶: مسجد محلّہ میں جماعت نہ ملی تو دوسری مسجد میں با جماعت پڑھنا افضل ہے اور جو دوسری مسجد میں بھی جماعت نہ ملے تو محلّہ ہی کی مسجد میں اَولیٰ ہے اور اگر مسجد محلّہ میں تکبیر اُولیٰ یا ایک دو رکعت فوت ہوگئی اور دوسری جگہ مل جائے گی، تو اس کے لیے دوسری مسجد میں نہ جائے۔ یوہیں اگر اذان کہی اور جماعت میں سے کوئی نہیں، تو مؤذن تنہا پڑھ لے، دوسری مسجد میں نہ جائے۔ [4] (صغیری)

مسئلہ ۳۷: جو ادب مسجد کا ہے، وہی مسجد کی چھت کا ہے۔ [5] (غنیہ)

مسئلہ ۳۸: مسجد محلّہ کا امام اگر معاذ اللہ زانی یا سود خوار ہو یا اس میں اور کوئی ایسی خرابی ہو، جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے۔ [6] (غنیہ) اور اگر اس سے ہوسکتا ہو تو معزول کردے۔

مسئلہ ۳۹: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں فرمایا: کہ ''اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا، مگر منافق۔'' [7] لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لیے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہیے۔ [8] (عامۂ کتب)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المسجد، ج٢، ص ٥٢١.

2 ...... "صغيرى"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢، وغيره .
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد، ج٢، ص٥٢٣.

3 ...... "صغيرى"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد، ج٢، ص٥٢٢.

4 ...... "صغيرى"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.

5 ...... "غنية المتملي"، فصل في أحكام المسجد، ص٦١٢.

6 ...... "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص٦١٣.

7 ...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، باب ماجاء في الاذان، ص٦.

8 ...... "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص٦١٣.

مسئلہ ۴۰ اگر اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے، تو اذان کے بعد مسجد سے جاسکتا ہے، مگر ظہر وعشا میں اقامت ہوگئی تو نہ جائے، نفل کی نیت سے شریک ہوجانے کا حکم ہے۔[1] (عامۂ کتب) اور باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے، تو باہر نکل جانا واجب ہے۔

قد تم هذا الجزء بحمد الله سبحنه و تعالیٰ وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للّٰہ ربّ العلمین .

تقریظ امامِ اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملّتِ طاہرہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم الحمد للّٰہ وکفی وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفٰی لا سیما علی الشارع المصطفٰی ومقتفیہ فی المشارع اولی الصّدق والصفا.

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہارِ شریعت حصہ سوم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابوالعلی مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمدللہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر وعلم وفیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع ومعمول اور دنیا وآخرت میں نافع ومقبول فرمائے۔ آمین

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن. ۱۲ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم ۱۳۳۶ھ ہجریۃ عَلٰی صَاحِبِهَا وَاٰلِهِ الْکِرَامِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّحِیَّۃِ. اٰمِیْن.

[1] ...... "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص٦١٤ وغيرها.